

ردِ قادیانیت

رسائل

- حضرت مولانا قاضی غلامِ اگیلانی
- حضرت مولانا عبد الوہاب خان لہنؤوی
- جناب ڈاکٹر منصور اہم رفعت مصری
- حضرت مولانا غلام ربانی جوہر آبادی
- جناب شیخ خضر حسین پروفیسر جامعہ اسلامیہ مصر
- حضرت مولانا ابوالمنصور علی الحق لکھنؤی برہنہ
- حضرت مولانا پیر تیکرم حسین شاہ نقشبندی
- سیکرٹری انجمن اشاعت الکتاب ہندس
- حضرت مولانا محمد شریف قادری
- حضرت مولانا عبید اللہ دودیشی
- حضرت مولانا عبید اللہ الیقوم میٹھوی
- جناب تاج الدین احمد تاج

احتسابِ قادیانیت

جلد ۴۷

عَالِمِی مَجْلِسِ تَحْفِظِ خْتِمْ نَبَوّۃ

مضوری باغ روڈ، ملتان - فون : 061-4783486

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نام کتاب : احتساب قادیانیت جلد سینتالیس (۳۷)
مصنفین : حضرت مولانا قاضی غلام گیلانی
حضرت مولانا عبدالوہاب خان راپوری
جناب ڈاکٹر منصور ایم رفعت مصری
حضرت مولانا غلام ربانی جوہر آبادی
جناب شیخ خضر حسین پروفیسر جامعہ ازہر مصر
حضرت مولانا ابوالمنصور عبدالحق کٹلوی سرہندی
حضرت مولانا سید کرم حسین شاہ نقشبندی
سیکرٹری انجمن اشاعت الاسلام بنارس
حضرت مولانا محمد شریف قادری
نام معلوم
حضرت مولانا عبدالودود قریشی
حضرت مولانا عبدالقیوم میرٹھی
جناب تاج الدین احمد تاج

۵۳۶ : صفحات
۳۰۰ روپے : قیمت
ناصرزین پریس لاہور : مطبع
اگست ۲۰۱۲ء : طبع اول
حالی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان : ناشر

Ph: 061-4783486

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

فہرست رسائل مشمولہ احتساب قادیانیت جلد ۷۴

عرض مرتب	حضرت مولانا اللہ وسایہ علیہ	۴
۱..... بیان مقبول ورد قادیانی مجہول	حضرت مولانا قاضی غلام گیلانی	۱۱
۲..... حالات والہامات مرزا	حضرت مولانا عبدالوہاب خان راہپوری	۸۳
۳..... احمدیوں کی ملک و مہرب سے غداری	جناب ڈاکٹر منصور ایم رفعت مصری	۱۰۷
۴..... انکشاف حقیقت احمدی اسلام	" " " "	۱۲۵
۵..... مرزائیوں کے کافرانہ عقائد	حضرت مولانا غلام ربانی جوہر آبادی	۱۶۳
۶..... قادیانی گروہ	جناب شیخ خضر حسین پروفیسر جامعہ ازہر	۱۸۱
۷..... موت قادیانی	حضرت مولانا ابو المنصور عبدالرحمن کوٹلوی	۲۰۵
۸..... انکشاف شرعی حقیقت الوہی	" " " "	۲۱۵
۹..... حقیقت مرزائیت	حضرت مولانا سید کرم حسین شاہ قشتندہ	۲۳۹
۱۰..... حقیقت مرزائیت (ٹریکٹ نمبر ۲)	سیکرٹری انجمن اشاعت الاسلام بنارس	۲۵۳
۱۱..... نزول صحیح مسئلہ حقیت پر کشف بحث (ٹریکٹ نمبر ۳)	" " " "	۲۶۷
۱۲..... ٹریکٹ نمبر ۴	" " " "	۲۸۷
۱۳..... ٹریکٹ نمبر ۵	" " " "	۳۰۳
۱۴..... جواب دعوت (ٹریکٹ نمبر ۶)	" " " "	۳۲۳
۱۵..... معیار نبوت (ٹریکٹ نمبر ۷)	" " " "	۳۳۹
۱۶..... نور اسلام (ٹریکٹ نمبر ۸، ۹، ۱۰، ۱۱)	" " " "	۳۶۱
۱۷..... دفع ادہام از ظہور اسلام (ٹریکٹ نمبر ۱۲)	" " " "	۳۳۹
۱۸..... سیف ربانی برگردن قادیانی	حضرت مولانا محمد شریف قادری	۴۵۷
۱۹..... مرزا قادیانی کی پیش گوئیوں پر بیان کے مطلق خدائی فیصلے	نامعلوم	۴۶۹
۲۰..... خاتم الانبیاء (تیرہ دور برسی پر مردود)	حضرت مولانا عبدالودود قریشی	۴۸۱
۲۱..... قادیانی بیگ کا دیوالیہ مرزائی رنگ میں بیگ	حضرت مولانا عبدالقیوم میرٹھی	۵۰۳
۲۲..... ایک جمہوری پیش گوئی پر مرزائیوں کا شور وغل	جناب تاج الدین احتساج	۵۱۱
۲۳..... قادیان میں قہری نشان	" " " "	۵۲۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

عرض مرتب

الحمد لله وكفى وسلام على عباده الذين اصطفى امابعد!

اللہ رب العزت کے فضل و کرم واحسان سے احتساب قادیانیت کی جلد

سینتالیس (۲۷) پیش خدمت ہے۔ اس جلد میں سب سے پہلے:

۱..... بیان مقبول ورد قادیانی مجہول: مولانا قاضی غلام گیلانی (وفات ۱۹۳۰ء) کے دور سائل احتساب قادیانیت کی جلد اٹھائیس میں شائع ہو چکے ہیں۔ آپ کا ایک یہ رسالہ بھی رد قادیانیت پر ہے جو احتساب کی اس جلد میں شائع کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔ اس کا مزید تعارف کتاب کے شروع میں درج ہے۔ وہاں دیکھ لیا جائے۔

۲..... حالات والہامات مرزا: حضرت مولانا عبد الوہاب خان ہانی جامعہ المعارف رام پور کی مرتب کردہ ہے۔ پہلی بار جنوری ۱۹۲۱ء میں رام پور میں شائع ہوئی۔ مولانا عبد الوہاب خان صاحب کا ۲۲ نومبر ۱۹۷۸ء میں انتقال ہوا۔ رام پور یونی سے مدرسہ فیض العلوم تھانہ ٹٹن رام پور کی مجلس تحفظ ختم نبوت نے شائع کی۔ ایچ ایڈیشن ہم اس جلد میں محفوظ کر رہے ہیں۔ یہ ایڈیشن مجلس تحفظ ختم نبوت کل ہند دارالعلوم دیوبند کے نائب ناظم مولانا شاہ عالم گورکھپوری کی زیر نگرانی شائع ہوا ہے۔

۳/۱..... احمدیوں کی ملک و مذہب سے غداری: مصری کلب واقع برلن (جرمنی) کے پریزیڈنٹ جناب ڈاکٹر منصور ایم رفعت نے قادیانیوں کے متعلق ایک پمفلٹ لکھا۔ یہ ستمبر ۱۹۲۳ء کی بات ہے۔ جب جرمنی اور برطانیہ باہم دیگر دست بگریباں تھے۔ اس زمانہ میں جرمنی میں افغانستان کے سفیر نے قادیانی عبادت لندن ٹینی کی تقریب افتتاح میں شرکت کی۔ رفعت صاحب نے افغانی سفیر صدیق خان کو اس حماقت پر خط لکھا۔ صدیق خان نے رفعت صاحب کو تڑی لگائی۔ رفعت صاحب ڈٹ گئے۔ صدیق خان ایسے دم بخود ہوئے کہ دم دبا کر میدان سے باہر ہو گئے۔ یہ خط و کتابت ایک تاریخی ورثہ ہے۔ دہلی کے مولانا عبدالغفار الخیری نے اس کا اردو میں ترجمہ کیا۔ قادیانی سیاست کو طشت از بام کرنے کے لئے یہ مختصر رسالہ اپنے وزنی دلائل کے باعث ایک مؤثر و متاثر کن ہے۔

۴/۲ انکشاف حقیقت (احمدی اسلام): مصری فاضل اجل ڈاکٹر منصور ایم رنعت نے یہ دوسرا رسالہ بھی قادیانیوں کے خلاف تحریر کیا۔ موصوف برلن میں رہتے تھے۔ برلن میں ستمبر ۱۹۲۳ء میں قادیانیوں نے اپنی عبادت گاہ تعمیر کرنا چاہی تو موصوف نے دوران تقریب کہا کہ قادیانی گروہ مسلمان نہیں۔ اس دور کی تمام اخبارات کی رپورٹیں اس رسالہ میں موجود ہیں۔ قادیانی گروہ احمدی تحریک یا ان کی عبادت گاہ کو مسجد اس دور میں کہا جاتا تھا۔ ہم نے وہ ایسے رہنے دیا تاکہ اس زمانہ میں قادیانی فتنہ جو مراحل طے کر رہا تھا وہ آنکھوں کے سامنے رہیں۔ جناب محمد عبدالغفار الخیری نے مصری صاحب کے اس پمفلٹ کا اردو میں ترجمہ کیا جو اس جلد میں شامل کیا جا رہا ہے۔

۵ مرزا نیوں کے کافرانہ عقائد: حضرت مولانا غلام ربانیؒ جو ہر آباد میں خطیب اور جمعیت علماء اسلام کے سرپرست تھے۔ بہت ہی بہادر اور طر عالم دین تھے۔ آپ نے ۱۴ اپریل ۱۹۸۳ء کو یہ کتابچہ لکھا۔ ۲۶ اپریل ۱۹۸۴ء کو افتتاح قادیانیت آرڈیننس جاری ہوا۔

۶ قادیانی گروہ: شیخ خضر حسین پروفیسر اصول الدین جامعہ ازہر مصر نے رجب ۱۴۵۱ھ مطابق نومبر ۱۹۳۲ء میں ”الطائفة القادیانیة“ نامی عربی میں مقالہ تحریر کیا۔ رابطہ عالم اسلامی مکہ مکرمہ نے ”تخریب پسند تحریکیں“ نامی اردو میں ایک کتاب شائع کی۔ جس میں حضرت مولانا ابوالحسن علی ندویؒ کا رسالہ ”قادیانیت اسلام اور نبوت محمدی کے خلاف ایک بغاوت“ (مطبوعہ احتساب قادیانیت جلد ۳۹) اور جناب الشیخ خضر حسین پروفیسر جامعہ ازہر کا مقالہ ”الطائفة القادیانیة“ کا ”قادیانی گروہ“ کے نام سے ترجمہ شائع کیا۔ اس کو ہم احتساب قادیانیت کی اس جلد میں شائع کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔ ”تخریب پسند تحریکیں“ قادیانیت مطبوعہ رابطہ عالم اسلامی میں تیسرا مقالہ سید ابوالاعلیٰ مودودی صاحبؒ کا ”قادیانی مسئلہ“ بھی شامل تھا۔ جو احتساب قادیانیت کی کسی آنے والی جلد میں شامل ہوگا۔ انشاء اللہ!

۱/۷ موت قادیانی: مرزا قادیانی ملعون ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو مرا۔ یہ رسالہ ۲۹ مئی ۱۹۰۸ء کو شائع ہوا۔ ابوالمنصور مولانا عبدالحق کوٹلی سرہندی اس کے تحریر کنندہ ہیں۔ آپ نے حوالہ جات سے اس رسالہ میں ثابت کیا کہ سنت نبویؐ کے مطابق میں نے مرزا قادیانی کو مہلبہ کا چیلنج دیا تھا۔ نجرانی عیسائی سنت کے مطابق مرزا قادیانی کو اولاد سمیت، مقابلہ میں آنے کی جرأت نہ ہوئی۔ اس کی موت اسی کا (بھال خود قادیانی) نتیجہ ہے۔ اس رسالہ کے ٹائٹل پر یہ آیت قرآنی درج ہے۔

”قل ان الموت الذى تفرون منه فانه ملائیکم ثم تردون الى عالم الغیب والشهادة فیکم بما کنتم تعملون“ اس طرح ٹائٹل پر یہ اشعار بھی درج ہیں۔

ہیں زندہ وہ جنہیں مارتا تھا تو ظالم
رہیں خدا کے فضل سے وہ زندہ سالم
ہیں خوش جہان و جہانیاں تیرے مرنے سے
بچا نہ تیری زبان سے جاہل و عالم
برا بھلا تو تھا کہتا اسی پے عیسیٰ کو
تھا مارتا تو اسی واسطے مسیحا کو
کہے تھا قابل نفرت تو معجزوں کو بھی
اس لئے تھا تو پیچھے لگاتا دنیا کو
محمدی پے نہ تو ہو سکا کبھی قائم
اگرچہ فکر اسی کا تھا قائم و دائم
کدھر گیا تیرا لڑکا اے کادیانی وہ
کہ جس سے بادشاہ ڈھونڈیں گے برکت دائم
شد عقل مسخ کادیانی کی
کہ اب بھی کرتے ہیں تقلید آنجہانی کی
پڑا وہ بھاڑ میں دوزخ کے
گیا گذر ہے یہ علامت قہر آسانی کی
یہ رسالہ سول اینڈ ملٹری نیوز پریس لدھیانہ سے ۱۹۰۸ء کو شائع ہوا۔ ایک سو چار سال

بعد دوبارہ ۲۰۱۲ء میں اشاعت، پروردگار عالم کا فضل ہی ہے اور بس!

۸/۲ انکشاف شر حقیقت الوحی: یہ بھی مولانا ابوالمنظور محمد عبدالحق کوٹلوی سرہندی کی تصنیف ہے۔ ۱۹۰۸ء میں اول شائع ہوئی۔ اس کے ایڈیشن اول کے ٹائٹل پر یہ شعر درج تھے۔

ہے بندہ حق پے لطف یزداں
ہے بندہ حق پے فضل رحمان
کر اس میں ضرور غور مرزا
اور حق کے لئے دیکھ یہ برہان
ہو حق پے فدا اے اہل احسان
ناحق سے عطاء ہو تجھ کو عرفان
مرزا کے فساد سے بچ کر
ہو تابع حق اے اہل ایمان

”انکشاف شر حقیقت الوحی“ کادیانی سے ۱۳۲۶ھ اس کتاب کا سن اشاعت اور مرزا قادیانی کا سن وفات لکھا ہے۔ کیونکہ ۱۳۲۶ھ مطابق ۱۹۰۸ء بنتا ہے۔ ٹائٹل کی آخری سطور میں یہ رباعی درج ہے۔

غالب ہے ہمیشہ حق نمیدان
کید و کذب و بطلان
مرزا پے پڑی ہے مار حق کی
ہے منکر حق ذلیل ہر آن
یہ حجت حق ہے اور سلطان
بس چھوڑ غرور و کبر و کفران
جی حق نے نہ چرا اے مرزا
منہ موڑ رہبروی شیطان

۹..... حقیقت مرزا ایت: چو اسیدن شاه خلع جہلم کے حضرت مولانا پیر سید کرم حسین شاہ صاحب "حقی" چشتی نے یہ فروری ۱۹۲۳ء میں مرزا قادیانی کے خلاف تحریر کیا۔

۱۰..... حقیقت مرزا ایت (انجمن اشاعت الاسلام بنارس کا ٹریکٹ نمبر ۲): انجمن اشاعت الاسلام بنارس کا دوسرا پمفلٹ ہے۔ جس کا دوسرا ایڈیشن ۱۹۳۳ء میں شائع ہوا۔

۱۱..... نزول مسیح اور مسئلہ ختم نبوت پر دلکش بحث (انجمن اشاعت الاسلام بنارس کا ٹریکٹ نمبر ۳): انجمن اشاعت الاسلام بنارس کا تیسرا پمفلٹ ہے۔ جو ۱۳۵۲ھ میں شائع ہوا۔ اکیاسی سال بعد دوبارہ اس کی اشاعت، محض اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔

۱۲..... انجمن اشاعت الاسلام بنارس کا ٹریکٹ نمبر ۴: جس میں اشتہار مرزا "مولانا ثناء اللہ امرتسری کے ساتھ آخری فیصلہ" پر ایک قطعی و فیصلہ کن بحث کی گئی ہے اور اس کے متعلق تمام قدیم و جدید قادیانی دلاہوری تحریروں کا مفصل جواب دیا گیا ہے۔

۱۳..... انجمن اشاعت الاسلام بنارس کا ٹریکٹ نمبر ۵ (مولوی غلام احمد مرزائی کے بعض جوابات پر نظر): مولانا محمد ابراہیم خطیب مسجد شاہ بنارس نے مرزا غلام احمد قادیانی کے متعلق قادیانیوں سے کچھ سوالات کئے۔ مرزا غلام احمد قادیانی کے ایک قادیانی مرید جس کا نام بھی مرزا قادیانی کے نام پر تھا۔ یعنی یہ مرید مرزا کا ہم عقیدہ اور ہم نام تھا۔ مولوی غلام احمد قادیانی ہم نے مرزا غلام احمد قادیانی اور مولوی غلام احمد قادیانی میں امتیاز کے لئے مولوی غلام احمد کو مرزائی لکھا ہے۔ (کہیں قادیانی بھی رہ گیا ہوگا) اس مولوی غلام احمد مرزائی نے مولانا محمد ابراہیم صاحب خطیب شاعی مسجد کے سوالات کے اپنے طور پر جواب دیئے۔ جس پر انجمن اشاعت الاسلام بنارس نے یہ پمفلٹ لکھ کر مولوی غلام احمد مرزائی کے جواب کا جواب الجواب لکھا ہے۔ یہ اکتوبر ۱۹۳۳ء کا شائع شدہ رسالہ ہے۔ جو اس جلد میں شائع ہو رہا ہے۔ فلحمد للہ!

۱۴..... جواب دعوت (انجمن اشاعت الاسلام بنارس کا ٹریکٹ نمبر ۶): بنارس کے ایک قادیانی نے "دعوت الی الحق" کے نام سے پمفلٹ لکھ کر مسلمانوں کو قادیانی بننے کی دعوت دی۔ اس کے جواب میں اکتوبر ۱۹۳۳ء میں یہ رسالہ لکھا گیا۔

۱۵..... معیار نبوت (انجمن اشاعت الاسلام بنارس کا ٹریکٹ نمبر ۷): اس میں آنحضرت ﷺ کی دس پیش گوئیوں کا تذکرہ کر کے مرزا قادیانی کی دس پیش گوئیوں کو پرکھ کر غلط ثابت کیا ہے۔ ۱۹۳۳ء کا شائع کردہ رسالہ ہے۔

۱۶..... نور اسلام (انجمن اشاعت الاسلام بنارس کا ٹریکٹ نمبر ۸، ۹، ۱۰، ۱۱):
بنارس میں مولوی غلام احمد مرزا کی رہتا تھا۔ اس نے اپنے نام کے ساتھ مجاہد کا لاکھڑا رکھا تھا۔ اس
نے ظہور امام ۲، ۳، ۴، ۵ رسائل لکھے۔ ان تمام رسائل کا جواب یہ رسالہ ہے۔ مارچ ۱۹۳۳ء میں
پہلی بار اشاعت پذیر ہوا۔

۱۷..... دفع اوہام از ظہور امام (انجمن اشاعت الاسلام بنارس کا ٹریکٹ نمبر ۱۲):
حق تعالیٰ کے فضل سے نمبر ۱۷ سے ۱۷ تک انجمن اشاعت الاسلام بنارس کے ٹریکٹ ہائے نمبر ۲ سے
۱۲ تک مکمل یہاں جمع ہو گئے۔ افسوس کہ ٹریکٹ نمبر ۱۷ ملا۔ اس رسالہ ”دفع اوہام“ میں قادیانی
مولوی غلام محمد مجاہد کے رسالہ ظہور امام نمبر ۱ کا جواب دیا گیا ہے۔ نمبر ۱۶ میں ظہور امام ۲، ۳، ۴، ۵ تک کا
جواب تھا۔ اس میں ایک کا جواب ہے۔ گویا قادیانی مولوی مجاہد کے رسائل ظہور امام کے پانچوں
رسائل کا انجمن اشاعت الاسلام بنارس نے جواب دے کر ان کو ششدا کر دیا۔ حق تعالیٰ ان رسائل
کے فاضل مؤلف کی تربت پر کروڑوں رحمتیں فرمائیں کہ ان کے اخلاص کا یہ عالم ہے کہ ۱۲ رسائل
میں کہیں اپنے نام کی ہوائیں لگنے دی۔ ”نیک کر دیا میں ڈال“ کا یہ لوگ صدق تھے۔ ان کی
مختوں سے آج قادیانیت مرگوں ہی نہیں بلکہ زیر قدم ہے۔ فلاحہ اللہ!

۱۸..... سیف ربانی برگردن قادیانی: مولانا محمد شریف قادری فاضل دیوبند ناظم
دارالعلوم اسلامیہ منڈی بہاؤالدین دواخانہ اشرفیہ نے یہ رسالہ ترتیب دیا۔ جس میں سیدنا مسیح بن
مریم (علیہ السلام) کے علامات جو آنحضرت ﷺ نے بیان فرمائے اختصار سے درج کر کے
مرزا قادیانی کا موازنہ کیا۔ تاثر پر یہ شعر درج کیا۔

جست مرزائیت اے اہل فہم
ابتداء از حیض برہینہ ختم

۱۹..... مرزا قادیانی کی پیش گوئیاں اور ان کے متعلق خدا کی فیصلے: یہ پمفلٹ
نامعلوم کس اللہ کے بندہ نے تحریر کیا اور کب کیا۔ پمفلٹ پر کچھ درج نہیں۔ ایسے مخلص باکمال
لوگ۔ اللہ! اللہ!

۲۰..... خاتم الانبیاء (تیر و دو دہر سینہ مردود): پشاور کے معروف بزرگ عالم دین
حضرت مولانا عبدالودود قریشی نے ملعون قادیان کے خلاف ستمبر ۱۹۳۲ء میں یہ رسالہ شائع
فرمایا تھا۔

۲۱..... قادیانی بینک کا دیوالہ..... مرزائی رنگ میں بھنگ: حضرت مولانا عبدالقیوم میرٹھی نے یہ رسالہ تحریر کیا۔ مولانا سید مرتضیٰ حسن چاند پوری کا رسالہ ”اشد العذاب علیٰ میلہ الغضب“ مرزا قادیانی سمیت پوری قادیانی برادری کے لئے اشد العذاب ثابت ہوا۔ محمد صدیق قادیانی میرٹھی محاسب قادیانی جماعت میرٹھ اور دوسرے عزیز احمد سیکرٹری تبلیغ قادیانی جماعت پنڈی نے زور آزمائی کی۔ اول الذکر نے ایک ٹریکٹ شائع کیا۔ ثانی الذکر نے سیف الجبارتای ایک پمفلٹ۔ دونوں کا جواب یہ رسالہ ہے۔ ”قادیانی بینک کا دیوالہ..... مرزائی رنگ میں بھنگ“ مرزا اور مرزائیوں کے کذاب ہونے کی بے شمار اقراری شہادتیں، ان سرخیوں پر مشتمل یہ رسالہ بڑے سائز کے آٹھ صفحات پر شائع ہوا۔ تاریخ اشاعت نہ مل سکی۔

۲۲/۱..... ایک جھوٹی پیش گوئی پر مرزائیوں کا شور و غل: لاہور حای اسلام ایک انجمن تھی جس کے سیکرٹری ملا محمد بخش تھے۔ ملا محمد بخش صاحب کے صاحبزادے تاج الدین احمد تاج تھے جو اخبار ہنر کے ایڈیٹر بھی رہے۔ انہوں نے یہ رسالہ لکھا کہ مرزا قادیانی نے زلزلہ کی خبر دی تھی وہ جھوٹی نکل۔ مرزا نے ایک نظم لکھی جس میں ایک شعر تھا۔

زار بھی ہوگا تو ہوگا اس گھڑی باحال زار

یہ نظم ایک زلزلہ کے متعلق تھی، جو نہ آیا۔ مرزا قادیانی ذلیل ہوا۔ مرزا قادیانی کے مرنے کے بعد روس میں انقلاب آیا۔ زار روس سبکدوش ہوا۔ لاہوری گروپ کے چیف مہنت محمد علی ایم اے نے اس پوری نظم زلزلہ سے فقط ایک مصرعہ ”زار بھی ہوگا اس گھڑی باحال زار“ کو لے کر مرزا کی پیش گوئی پر پمفلٹ چھاپ دیا۔ تاج الدین احمد نے اس رسالہ میں لاہوری چیف گرو محمد علی ایم اے کے ذمہ لکھا کہ اس رسالہ کا ص ۵، ۶، ۷، ۸، ۹، ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸

آپ نے تار پود بکھرے ہیں کہ اسے دھیاں دھیاں کر دیا ہے۔ ایک پیش گوئی اس کے متعلق مرزا نے کچھ کہا۔ لاہوری چیلے نے کچھ کہا۔ مرزا محمود قادیانی گرو نے پہلے کچھ کہا اب کچھ اور کہا۔ اس شیطان کی آنت کا سرا کہاں سے ملے گا؟ یہ اس رسالہ کا خلاصہ ہے۔ پڑھئے کہ پڑھنے کی چیز ہے۔ ان دو رسائل کے علاوہ موصوف کا ایک رسالہ ”تہذیب قادیانی“ جو مدہم فوٹو ہے۔ محنت طلب ہے۔ اللہ تعالیٰ کو منظور ہے تو کسی اور جلد میں پیش ہوگا۔

غرض احتساب قادیانیت جلد سینتالیس (۲۷) میں ۲۳ کتب و رسائل شامل ہیں۔ ان میں:

.....۱	مولانا قاضی غلام گیلانی	کی	۱	کتاب
.....۲	مولانا عبدالوہاب خان رامپوری	کا	۱	رسالہ
.....۳	جناب ڈاکٹر منصور ایم رفعت مصری	کے	۲	رسائل
.....۴	مولانا غلام ربانی جوہر آبادی	کا	۱	رسالہ
.....۵	جناب شیخ خضر حسین پروفیسر جامعہ ازہر مصر	کا	۱	رسالہ
.....۶	مولانا ابوالمنصور عبدالحق کوٹلوی سرہندی	کے	۲	رسائل
.....۷	مولانا پیر سید کرم حسین شاہ نقشبندی	کا	۱	رسالہ
.....۸	سیکرٹری انجمن اشاعت الاسلام ہٹارس	کے	۸	رسائل
.....۹	مولانا محمد شریف قادری	کا	۱	رسالہ
.....۱۰	نامعلوم	کا	۱	رسالہ
.....۱۱	مولانا عبدالودود قریشی	کا	۱	رسالہ
.....۱۲	مولانا عبدالقیوم میرٹھی	کا	۱	رسالہ
.....۱۳	جناب کبریا الدین احمد تاج	کے	۲	رسائل

۲۳ رسائل و کتب

گویا ۱۳ حضرات کے کل

احتساب قادیانی کی جلد ۲۷ میں شامل اشاعت ہیں۔ فلحمد للہ علیٰ ذالک!

محتاج دعا دعا فقیر اللہ وسایا!

۱۹۹۱ء رمضان المبارک ۱۴۱۲ھ بمطابق ۸ اگست ۲۰۱۲ء

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
الحمد لله الذي جعل القرآن
مكتوباً

بیان مقبول ورد قادیانی مجہول

حضرت مولانا قاضی غلام گیلانی

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

تعارف!

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم • امام بعد!

اقتساب قادیانیت ج ۲۸ میں حضرت قاضی غلام گیلانی (وفات ۱۹۳۰ء) کے رد قادیانیت پر دو رسائل تصنیف غلام گیلانی پر گردن قادیانی نمبر ۲ جواب حقانی در رد بنگالی قادیانی شائع کر چکے ہیں۔ اس موقع پر حضرت قاضی غلام گیلانی کے پوتے اور ہمارے مخدوم حضرت قاضی محمد زاہد الحسنی کے صاحبزادے مخدوم و مخدوم زادہ مولانا حاجی محمد ابراہیم صاحب امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت انک نے بیان مقبول در قادیانی مجہول رسالہ کا فوٹو بھجوایا۔ ایک تو وہ نامکمل تھا اور یہ کہ بوسیدہ کتاب کے سے فوٹو کے باعث مدغم بھی تھا۔ بہت کوشش کی لیکن بالکل کامیابی نہ ہوئی۔ چنانچہ اسے چھوڑ دیا گیا۔ اب کراچی سے عقیدہ ختم نبوت کی جلد نمبر ۷ میں یہ کتاب شائع شدہ ملی۔ نئے حوالہ جات سے یہاں پیش خدمت ہے۔ (تقریر مرتب)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

سوال نمبر ۱..... تقریر صادی (پر تقریر ہلالین کے اوپر حاشیہ ہے) جو بالکل مذہب کی ہے اس میں عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت کا ثبوت ہے۔

جواب..... بالکل غلط ہے بلکہ متعدد جگہ اس تقریر میں حیات عیسیٰ علیہ السلام اور جانا ان کا آسمان پر اسی جسم خاکی کے ساتھ مذکور ہے۔ ”جلد اول سورہ بقرہ میں زیر آیت ”افکلما جلاہ کم رسول لا تھوی انفسکم استکبرتم ففریقاً کذبتم و فریقاً تقتلون (البقرہ: ۵۷)“ کے ”قولہ کعبیسی ای کذبوا اولم یتعنکوا من قتله بل رفعہ اللہ الی السمٰء“ دیکھو اس میں مرفوع ہونا عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان پر مذکور ہے اور سورہ مائدہ ص ۲۰۰ زیر آیت کریمہ ”واذ قال اللہ ینعیسی ابن مریم انت قلت للناس اتخذونی وامی الہیین من دون اللہ..... الخ (المائدہ: ۱۱۶)“ (قولہ فی القیامۃ) وقیل ان السؤال وقع فی الدنیا بعد رفعہ الی السماء اقول تعلق قیل بالسؤال لا بما بعد رفعہ

الى السماء قوله ﴿فلما توفيتني﴾ يستعمل التوفى فى اخذ الشيء وافيا اى كاملا والصوت نوع منه قال تعالى ﴿اللّٰهُ يَتَوَفَّى الْاَنفُسَ حِينَ مَوْتِهَا وَالَّتِى لَمْ تَمُتْ فِى مَنَامِهَا﴾ وليس المراد الموت بل المراد الرفع كما قال المفسر (قبضتنى بالرفع الى السماء) حاصل ما فى المقام ان هذه العقيدة وقعت منهم بعد رفعه الى السماء وتستمر الى نزوله ولم تقع منهم قبل رفعه واما بعد نزوله فلم يبق نصراى ابدا بل اما الاسلام او السياف فتعين ان يكون معنى توفيتنى رفعتنى الى السماء

سوال نمبر ۲..... تفسیر روح البیان میں جو کہ بڑی معتبر کتاب ہے۔ موت عیسیٰ علیہ السلام کی مذکور ہے۔

جواب..... محض غلط ہے۔ اس سے سابق روح البیان سے ثابت کیا گیا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام بھیہ جسم خاکی آسمان پر زندہ گئے ہیں اور قرب قیامت تک وہیں رہیں گے بعدہ اتر کر دجال کو قتل کریں گے وغیرہ وغیرہ اور اب بھی روح البیان سے حیات عیسوی نقل کر دیتا ہوں۔ سورہ اسراء ص ۹۵ میں ہے کہ شب معراج میں سب انبیاء علیہم السلام کے ساتھ حضرت محمد ﷺ کی ملاقات اس طور پر ہوئی کہ ان حضرات کی صورتیں مثالیہ تھیں۔ مثل صورت جسم کے، مگر حضرت عیسیٰ اور حضرت ادریس اور حضرت الیاس علی نبینا وعلیہم السلام کے ساتھ ملاقات ہوئی۔ ان کے جسم دنیوی کے ساتھ کیونکہ یہ حضرات زندہ ہیں۔ ونصہ فراہم فی صورة مثالیة کھیتھم الجسدانیة الاعیسیٰ وادریس والخضر والیاس فانہ راہم باجسادہم الدنیویة لکونہم من زمرۃ الاحیاء..... الخ۔

سوال نمبر ۳..... عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے کے اوصاف میں سے جو کہ حدیث شریف کا یہ ٹکڑا ہے۔ تکون الملل کلہاملة واحدة۔ یعنی سب دین کا ایک دین ہو جائے گا درست نہیں۔ کیونکہ یہ مخالف ہے اس آیت کریمہ کے وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الى یوم القیامة کیونکہ اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ جو لوگ محمد ﷺ کی متابعت کریں گے۔ وہ لوگ کافروں پر فوق اور اچھے رہیں گے روز قیامت تک۔ اس سے معلوم ہوا کہ کافر مثل فرقہ ایمان داروں کے قیامت تک دنیا میں ہوں گے پس سب دینوں کا ایک دین ہونا درست نہ ہوگا۔

جواب..... سب ملتوں کا ایک ملت ہونا بروقت نزول عیسیٰ علیہ السلام یہ مراد نہیں کہ فوراً عیسیٰ بن مریم کے اترنے ہی سب اہل کتاب مسلمان ہو جائیں گے۔ بلکہ جن کی موت علم خداوندی میں کفر

پر معین ہے ان کو کفر کی حالت میں بذریعہ جہاد قتل کیا جائے گا اور باقی موجودہ کافر سب ایمان قبول کر لیں گے۔ جیسا کہ ملک عرب کی نسبت حدیث شریف میں وارد ہے کہ عرب میں کوئی گھر نہیں رہا جس میں ”اسلام“ داخل نہ ہوا یعنی ہر ایک عربی مسلمان ہوگا۔ اس کی یہی صورت ہوئی کہ جن کی ہلاکت حالت کفر میں مقدر تھی وہ ہلاک کئے گئے اور باقی مسلمان ہو گئے۔ پس حدیث اور آیت میں کوئی تعارض نہ رہا۔

سوال نمبر ۴..... حدیث وتكون الملل كلها ملة واحدة یعنی عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں سب مختلف دین کا ایک دین مسلمان ہو جائے گا۔ مخالف ان دو آیتوں کے ہے۔ کیونکہ یہ حدیث مثبت خداوندی کے خلاف ہے۔ اول آیت ﴿وَلَوْ شِئْنَا لَآتَيْنَا كُلَّ نَفْسٍ هَدَاهَا وَلَكِنْ حَقَّ الْقَوْلُ مِنِّي لَأَمْلَأَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ﴾ (سجہ ۱۳) ﴿اللَّهُ تَعَالَىٰ فَرَمَاتَا هُوَ﴾ اور اگر ہم چاہیں تو البتہ دیں ہر نفس کو اس کی ہدایت لیکن ثابت ہو چکا ہے مجھے یہ قول کہ البتہ پر کروں گا جہنم کو جنات اور بنی آدم کل سے دوسری آیت یہ ہے ﴿وَلَوْ شَاءَ رَبُّكَ لَجَعَلَ النَّاسَ أُمَّةً وَاحِدَةً وَلَا يَزَالُونَ مُخْتَلِفِينَ إِلَّا مَن رَّحِمَ رَبُّكَ وَلِذَلِكَ خَلَقَهُمْ وَتَمَعْتُ كَلِمَةً رَبِّكَ لَا مَلْئَنَ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ ط﴾ (ہود: ۱۱۸، ۱۱۹) ﴿اور اگر چاہتا رب تیرا﴾ محمد ﷺ تو البتہ کرو تا کل لوگوں کو ایک گروہ اور یہ لوگ ہمیشہ مختلف ہوں گے۔ مگر جس پر کہ اللہ تعالیٰ رحم کرے اور اسی لئے ان کو پیدا کیا ہے اور پوری ہو چکی ہے۔ بات رب تیرے کی البتہ بھروسہ کا دوزخ کو جنات اور نبی آدم سے۔

جواب..... کوئی مخالفت اور تعارض نہیں کیونکہ آیت اول کا مفاد یہ ہے کہ ہم نے چوں کہ انسانات اور جنات سے دوزخ کا بھروسہ منظور کر لیا ہے۔ لہذا ہر ایک جن اور ہر ایک آدمی کو ہم نے ہدایت نہیں دی۔ ورنہ اگر ہم چاہتے تو سب کو ہدایت دے دیتے اور یہ ہو سکتا ہے کہ سب کو ہدایت بھی نہ ہو اور جہنم کو بھی پر کر دیا جائے۔ باوجود اس کے کہ عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے کے لوگ سب ایک ملت ہو جائیں یعنی عیسیٰ علیہ السلام کے وقت سے ما قبل کے لوگ مختلف رہیں اور عین عیسیٰ علیہ السلام کے وقت کے لوگ جو محال کفر کی موت سے بچ جائیں وہ سب کے سب ایک ملت پر ہو جائیں اور پھر بعد زمانہ عیسیٰ علیہ السلام کے لوگ بوجہ فسق و فجور کے بے دین ہوں گے۔

قیامت تو شریروں پر ہی قائم ہوگی۔ پس عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے سے اول اور آخر کے لوگوں سے مع جنات کے جہنم پر کر دی جائے گی اور ان کے وقت کے مسلمان لوگ بوجہ ہدایت کے جہنم سے بچائے جائیں گے اور دوسری آیت بحسب استثناء من رحم ربك مرحومین کا

اتفاق ایک ملت پر ہو سکتا ہے۔ رہے غیر مرحومین سو وہ جب تک زمین پر موجود رہیں گے۔ مختلف بھی رہیں گے اور لایزال السون کا یہ مقتضی نہیں کہ غیر مرحومین سے زمین کسی وقت خالی نہ ہوگی۔ کیونکہ لایزال کا مدلول صرف اتنا ہی ہے کہ محمول منصفانہ نہیں موضوع سے یعنی کوئی وقت وجود موضوع (غیر مرحومین) کا اختلاف سے خالی نہیں۔ دیکھو قول باری تعالیٰ کا ﴿لَا یزال بنیانہم الذی بنور یمینہ فی قلوبہم﴾ (التوبہ: ۱۱۰) جس کا مدلول اسی قدر ہے کہ شک کا انفکاک بنیانہم (ان کی عمارتوں) سے تاحین حیات ان کے نہ ہوگا۔ ہاں اگر مر گئے تو چونکہ خود ہی نہ ہوں گے ان کا شک بھی نہ ہوگا۔ ﴿کما قال اللہ تعالیٰ الا ان تقطع قلوبہم﴾ (التوبہ: ۱۱۰) مگر یہ کہ ٹکڑے ٹکڑے کٹ جائیں دل ان کے یعنی مر جائیں۔ پس زماں مسیح بن مریم میں جو کہ غیر مرحومین ہی نہ رہیں گے تو ان کا اختلاف کیسے ہوگا؟ پس ان آیات اور حدیث میں بھی کوئی تعارض نہیں لیکن بے علمی بری مرض ہے۔

سوال نمبر ۵..... مرزا کہتا ہے کہ حدیث کا ایک ٹکڑا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں جو واقع ہے۔ لیبدعون الی المال فلا یقبلہ احد۔ وہ میرے حق میں ہے کیونکہ میں نے بذریعہ اشتہارات کے روپیہ دینے کا وعدہ کیا اور مخالفین اسلام کو بلایا اور کسی نے قبول نہ کیا۔

جواب..... حدیث شریف میں تو ”فلا یقبلہ احد“ مذکور ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ مسیح علیہ السلام کے زمانہ میں چوں کہ سب لوگ اہل اسلام ہی ہوں گے اور سب کو رغبت عبادت کی بغایت درجہ ہوگی اور سب تارک اور زاہد ہوں گے۔ چنانچہ اس پر فقرہ حتیٰ تكون السجدة الواحدة خیرا من الدنيا وما فیہا شاہد ہے۔ اس لئے وہ مسلمان عابد، زاہد دنیا کو قبول نہ کریں گے۔ نہ یہ کہ مخالفان اسلام بھی موجود ہوں گے اور ان کو بمقابلہ اظہار حقیقت اسلام بذریعہ اشتہارات روپیہ دینے کا وعدہ دیا جائے گا اور وہ قبول نہ کریں گے۔ فان قلت السجدة الواحدة دائما خیر من الدنيا وما فیہا لان الاخرة خیر وابقی۔ قلت الغرض انہا خیر من کل مال الدنيا اذ حیث لا یمن التقرّب الی اللہ تعالیٰ بالمال۔ وقال التور بشتی یعنی ان الناس یرغبون عن الدنيا حتیٰ تكون السجدة الواحدة احب الیہم من الدنيا وما فیہا..... الخ۔ (یعنی بخاری ج ۷ ص ۴۰۲)

سوال نمبر ۶..... فرشتے زمین پر نہیں اترتے اور جب اتریں گے تو اتمام حجت ہو جائے گا پھر کسی کا ایمان لانا مفید نہ ہوگا۔ اور حدیث دمشق جس میں نزول عیسیٰ علیہ السلام کا فرشتوں کے کاندھے پر ہاتھ رکھ کر مذکور ہے وہ موضوع اور جھوٹی ہے۔ اس کو یہ آیت جھوٹا کر رہی ہے۔ ﴿ہل ینظرون۔

الا ان تاتيتهم الملكة اوياتي ربك اوياتي بعض ايات ربك ط يوم ياتي بعض ايات ربك لا ينفع نفسا ايمانها لم تكن امنت من قبل او كسبت في ايمانها خيرا (انعام: ۱۵۸) کہ جس نظر کرتے یہ کفار کمراس بات کی کہ آئیں ان کے پاس فرشتے یا آئے رب تیرا یا آئے بعض نشانی پروردگار کی۔ یعنی غضب و عذاب اور جس دن آجائے گی۔ بعض نشانی تیرے رب کی نہ نفع دے گا کسی شخص کو اس کا ایمان، جو اس نشان کے قائل ایمان نہ لایا ہوگا اور جس نے اپنے ایمان میں پہلے اس سے کوئی بھلائی حاصل نہ کی ہوگی۔ مرزا انہیں آیات اور ان کی مثل سے سندھ پکڑ کر نزول ملائکہ سے زمین پر منکر ہیں اور ملائکہ کو ارواح کو اکب قرار دیا ہے۔

جواب..... ورود ملائکہ زمین پر کئی بار ہو چکا ہے اور ہوتا رہتا ہے اور ہوگا قیامت تک۔ اس کا انکار کرنا بالکل حماقت ہے۔ قرآن شریف میں ہے۔ ﴿فارسلنا اليها روحنا فتمثل لها بشرا سويا (مریم: ۱۷)﴾ دوسری جگہ وارد ہے ﴿هل اترك حديث ضيف ابراهيم المكرمين (ذاریات: ۳۳)﴾ تیسری جگہ وارد ہے۔ ﴿اذ تقول للمؤمنين ان يكفيكم ان يمدكم ربكم بثلاثة الف من الملكة منزلين۔ بلى ان تصبروا وتتقوا وياتوكم من فورهم هذا يمددكم ربكم بخمسة الف من الملكة مسوين (ال عمران: ۱۲۳، ۱۲۵)﴾ چوتھی جگہ میں وارد ہے ﴿ولما جأت رسلنا لوطا سيء بهم وضاق بهم ذرعا وقال هذا يوم عصيب۔ وجاءه قومه يهرعون اليه ط ومن قبل كانوا يعملون السيئات ط قال يقوم هؤلآء بتأتى هن اظهرلكم فأتقوا الله ولا تخزون في ضيفى ط اليس منكم رجل رشيد۔ قالوا لقد علمت ما لنا في بناتك من حق ط وانك لتعصم ما نريد۔ قل لو ان لى..... الخ (هود: ۷۷، ۷۹)﴾ ان سب آیات قرآنی میں مرزا اور مرزائی کیا عقیدہ رکھتے ہیں؟ آیا یہ آیات قرآنی ہیں یا نہیں، اور نزول ملائکہ اور چلنا پھرنا ان کا زمین پر ثابت کر رہی ہیں یا نہیں۔

یہی ”ارواح کو اکب“ بزعم مرزا زمین پر اتریں تو کو اکب آسمان سے کیوں نہ گریں یا متغیر نہ ہوں جس جسم بلا روح کیسے قائم رہ سکتا ہے۔ یہ متحمل بصورت بشری مریم کے نزدیک آنے والا۔ اور یہ جو تین ہزار اور پانچ ہزار مومن گھوڑوں پر سوار تھے اور یہ مہمان ابراہیم اور لوط علیہما السلام کے اور خوش شکل جس پر اثر سحر کا معلوم ہوتا تھا اور سب حاضرین مجلس نبوی ﷺ اس سے ناواقف تھے۔ جیسا کہ بخاری اور مسلم اور ترمذی اور ابی داؤد اور نسائی اور ابن ماجہ میں مذکور ہے۔ کہ اس کے بارے میں حضرت ﷺ نے فرمایا۔ فانہ جبرائیل علیہ السلام اتاکم

یعلّمکم دینکم پس یہ تحقیق جبرائیل علیہ السلام ہیں۔ آئے ہیں تمہارے پاس۔ سکھاتے ہیں تم کو دین تمہارا، اور بخاری میں ابن عباس سے ہے: قال قال رسول اللہ ﷺ یوم بدر هذا جبرائیل اخذ برأس قرسه عليه اداة الحرب۔ یعنی حضرت ﷺ نے جنگ بدر کے روز فرمایا کہ یہ جبرائیل علیہ السلام ہیں۔ مسلح کھڑے ہوئے اور گھوڑے کو پکڑے ہوئے اور وہ معلم جس نے آنحضرت ﷺ کو امام بن کر تعلیم کیفیت نماز کی اور رمضان میں آپ کے ساتھ قرآن مجید کا دور کرتا تھا اور وہ گھوڑے کا سوار جس کو فرعون کے لشکر نے دیکھا اور سامری نے خاک اس گھوڑے کے قدموں کی اٹھائی اور وہ شخص جو صورت دحیة کلیبی صحابی میں آیا تھا اور ایک دفعہ حضرت ﷺ نے حضرت عائشہ یا صدیق اکبر کو فرمایا کہ یہ جبرائیل ہے اور تم کو سلام دیتا ہے اور وہ فرستادہ جواہل طائف کو ایذا دینے کے وقت کہتا تھا کہ اے محمد ﷺ تیرا خدا فرماتا ہے کہ اگر تو چاہے تو میں اس پہاڑ کو ان کے سر پر پھینکوں وغیرہ وغیرہ۔

کیا آیا یہ سب ارواح کو اکب ہی تھے؟ قرآن کریم کو کسی سمجھ والے سے پڑھنا چاہئے تاکہ ایک آیت کو حسب زعم اپنے کسی معنی مفید مطلب پر دال ٹھہرا کر آیات اور احادیث میں تحریف پیدا نہ کریں مرزا کی طرح سے۔

سوال نمبر ۷..... فرشتوں کا زمین پر آنا جبرائیل علیہ السلام کا متمثل ہونا بصورت بشری اور اپنی اصلی صورت کو چھوڑنا کیونکر ہو سکتا ہے؟

جواب..... ہو سکتا ہے کہ اس کی زائد خلقت اور صورت بعد بالکلیہ فنا ہو جانے اور زائل ہو جانے کے پھر اس کو ملتی ہو جب کہ تبلیغ کر چکا ہوگا۔ بوجہ اس کے کہ تدخل دو صورتوں کا باہم نزدیک اہل حق کے درست نہیں ہے۔ علم منطق میں ہے الملك جسم نوری يتشكل باشكل مختلفة لا يذكر ولا يوثق یعنی بخاری ”جلد اول“ میں عبد اللہ بن یوسف کی حدیث جس میں یہ جملہ ہے۔ واحيانا يتمثل لی الملك رجلا پوری کاشف اس وہم کی ہے۔ امام مقدماء یعنی اس کے تحت میں فرماتے ہیں۔ قول يتمثل ای يتصور مشتق من المثل وهو ان يتكلف ان يكون مثالا لشيء آخر وشبها له قوله الملك جسم علوی لطيف يتشكل باي شكل شاء وهو قول اکثر المسلمين وقالت الفلاسفة الملكة جواهر قائمة بانفسها ليست بمتحيزة البتة ثم قال الامام الموصوف في بيان الاجوبة والا سئلة في هذا الحديث

العاشر ما قيل ما حقيقة تمثل جبرائیل علیہ السلام له رجلا اجيب
بانه يحتمل ان الله تعالى افنى الزائد من خلقه ثم اعاده عليه ويحتمل ان
يزيله عنه ثم يعيده اليه بعد التبليغ نبه على ذلك امام الحرمين واما
التداخل فلا يصح على مذهب اهل الحق۔ اور اس جواب کے متصل دوسرا سوال اور
جواب بھی فرماتے ہیں۔

سوال نمبر ۸..... جبرائیل علیہ السلام کے 600 پر ہیں جب کہ وقت ملاقات رسول اللہ ﷺ کے
دحیہ کلبی صحابی کی صورت پر بن کر آتے تھے تو ان کی وہ روح کہاں جاتی تھی۔ پس اگر اس
چھوٹی صورت میں وہ روح آتی تھی تو کیا بڑا جسم اصلی اس کا فنا ہوتا تھا یا باقی رہتا تھا۔ سوائے روح
کے اور اگر وہ روح اس اپنے بڑے جسم میں رہتی تھی تو وہ جسم کلاں دحیہ کلبی کی صورت پر
نہیں ہوتا تھا اور نہ یہ روح اور نہ یہ جسد جبرائیل علیہ السلام کا تھا۔

جواب..... جبرائیل علیہ السلام کی روح ان کے جسم کلاں سے منتقل ہو کر جسم صغیر میں آ جاتی تھی جو
کہ بصورت دحیہ کلبی صحابی کے تھا۔ اور جسم کلاں باقی زندہ رہتا تھا۔ سوائے روح کے جیسے شہیدوں
کی روہیں منتقل ہو کر سبز جانوروں کے جو اصل پوٹوں میں رہتی ہیں اور جسم کی موت بوجہ جدا
ہو جانے روح کے عقلاً واجب نہیں ہے۔ بلکہ پروردگار نے موت جسدی کو عادت کریمہ کے ساتھ
بوجہ مفارقت روح کے بنی آدم وغیرہ حیوانات میں جاری کیا ہے۔ بس اس سے یہ نہیں لازم آتا کہ
ملاکہ میں بھی بوجہ مفارقت روح کے موت جسم کی ہو جائے۔

قال الامام الهمام بدر الدين العيني الجنفی فی شرح البخاری تحت
الحديث المذكور الحادی عشر ما قيل اذا لقي جبرائیل النبی ﷺ فی صورة
دحیة۔ فاین تكون روحه؟ فان كان فی الجسد الذی له ست مائة جنح فالذی
اثنی لا روح جبریل ولا جسده وان كان فی هذا الذی هو صورة دحیة فهل
يموت الجسد العظم ام یبقى خالیاً من الروح المثقلة عنه الى الجسد المشبه
بجسد دحیة اجیب بانه لا یبعد ان لا یكون انتقالها موجب موته فیبقى
الجسد حیالاً ینقص من مفارقتة شی ویكون انتقال روحه الى الجسد
الثانی كما ینتقل ارواح الشهداء الى اجواف طیر خضر وموت الاجساد
بمفارقة الارواح لیس بواجب عقلاً بل بعلدة اجراها الله تعالى فی بنی آدم
فلا یلزم فی غیرهم۔

ہے کہ بعض تم لوگوں سے اس جسم کے ساتھ آسمان کی طرف چڑھ جاتا ہے اور پھر لوٹے گا آخر الزماں میں۔ یعنی اس قسم کی عبارت و منکم من بعد الی السماء بحمدہ العصری خم یرجع فی آخر الزماں۔ قرآن شریف میں کسی جگہ میں وارد نہیں ہے۔ فقط دونوں ہی امر کا ذکر ہے۔ اب اگر بعض لوگوں کا چڑھنا بطرف آسمان کے بھی مانا جائے تو تیسرا امر بھی نکل آیا اور آیت مذکورہ کا حصر باطل ہو گیا۔

جواب..... مسیح بن مریم علیہا السلام اس آیت کے دوشق میں سے پہلے منکم من یرد الی ارض الارذل العصر (اقل: ۷۰) ﴿﴾ داخل ہے اور ارض الارذل العصر کے لئے کوئی حد معین نہیں ہے نہ منصوبی کہ کسی آیت میں تصریح ہو اور نہ عقلی۔ تاکہ اس سے متجاوز ہونا موجب موت کا ہو اور علماء طبعیین نے جو تحدید کی ہے اس کو شیخ اکبرؒ اپنے کشفی طور سے فتوحات میں رد فرماتے ہیں۔ مضمون ان کے قول کا یہ ہے کہ ”اگر جو کچھ علم طبی میں ہمارے پر کشف ہوا ہے۔

علماء طبعیین کو معلوم ہوتا تو ہرگز عمر طبی انسان کی محدود و بحد معین نہ کہتے۔ امید ہے کہ مرزائی کشفی دلیل کو تو مان ہی لیں گے۔ کیونکہ مرزا خود کشفی دلیلوں پر جا بجا سندا لایا اور شیخ اکبرؒ کو اپنا پیشوا جانتا تھا۔ باقی رہا حضرت مسیحؑ کا آسمان پر تشریف لے جانا سو یہ ان حالات میں سے ہے جو متوسط ہیں الولادۃ و الموت میں۔ حالات متوسط کا ذکر اگر ضروری سمجھا جائے تو چاہئے کہ عدم ذکر واقعہ صلیب بھی جیسا کہ مرزا کا اور سارے مرزائیوں کا مزموم ہے۔ یعنی مسیحؑ علیہ السلام کو صلیب پر دیا جانا مانتے ہیں۔ موجب بطلان حصر آیت کا ہو۔ اور اگر یہی عدم ذکر موجب بطلان حصر آیت نہیں تو ایسا ہی عدم ذکر صعود علی السماء جو حالات متوسط میں سے ہے۔ یہی نخل حصر آیت نہیں ہو سکتا ہے۔

سوال نمبر ۱۱..... از طرف مرزا قادیانی۔ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرمایا ﴿مَا جَعَلْنَاهُمْ جَسَدًا لَا يَأْكُلُونَ الطَّعَامَ﴾ (انبیاء: ۸) ﴿﴾ ”ہم نے نہیں بنایا ان لوگوں کو ایسے جسم پر کہ نہ کھائیں طعام“ دوسری جگہ قرآن شریف میں وارد ہے۔ ﴿كَانَ لَا يَأْكُلَانِ الطَّعَامَ﴾ ”وہ دونوں طعام کھایا کرتے تھے۔“ یہ دونوں آیتیں دلیل ظاہر ہیں۔ حضرت عیسیٰؑ علیہ السلام کی موت پر، کیونکہ صریح معلوم ہوتا ہے کہ مایہ حیات انبیاء کا بھی مثل باقی افراد بشری کے طعام ہی ہے، تو پھر آسمان پر زندہ رہنا مسیحؑ کا اتنی مدت بغیر کھانے پینے کے کیسے ہو سکتا ہے؟

جواب..... آیت مذکورہ سے مایہ حیات طعام کا ہونا معلوم ہوتا ہے اور طعام کے معنی ”مَا يَطْعَم“

کے ہیں۔ یعنی جو ”چیز طعم“ اور غذا ہو کر ”مایہ حیات“ بنے ”طعام“ کا معنی فقط گیہوں، جو، برنج وغیرہ جو بے حی نہیں۔ بلکہ عام ہے اور یہ چند چیزیں بھی منجملہ ”افراو طعام“ عام میں سے ہے۔ ہمارے نبی کریم حضرت محمد ﷺ نے فرمایا۔ (ہیکم مثلی انسی ابیت یطعمنی ربی ویسقینی) بخاری اور مسلم دونوں اس حدیث کو لائے ہیں۔ (فتح الباری ج ۲ ص ۱۷۶) معنی یہ ہوا ”اور کون ہے؟ تم سے مثل میرے کہ رات گزارتا ہوں میں اور میرا رب مجھ کو کھلاتا ہے اور پلاتا ہے۔“ یعنی میں تمہاری طرح آب و دانہ ظاہری ہی فقط کھا کر گزارہ نہیں کرتا ہوں کہ فقط معتادہ ملکولات ہی میرا گزارہ ہوں۔ بلکہ سیری خوراک اور غذا عنایت ایزدی ہے۔ یعنی پروردگار کا ذکر اور تسبیح و تہلیل جیسا کہ دوسری حدیث میں ہے جس کو ”ابوداؤد، امام احمد بن حنبل اور طحاوی نے روایت کیا ہے۔ فکیف بالمؤمنین یومئذ فقال یجزیہم ما یجزی اہل السماء من التسبیح والتقدیس۔ حدیث کا راوی آنحضرت ﷺ سے پوچھتا ہے کہ یا رسول اللہ ﷺ کیا حال ہوگا؟ جس دن وصال کے ہاتھ میں طعام ہوگا۔ آپ نے فرمایا جس طرح آسمان پر رہنے والوں کا طعام اور مایہ حیات ذکر الہی اور تسبیح و تقدیس ہے۔ اسی طرح مؤمنین بھی ”سبحان الملک القدوس“ کا ذکر کریں گے اور یہی ذکر ان کا طعام اور سبب حیات ہوگا اور یہ مسئلہ ”انجیل متی“ اور لوقا باب ۴ ص ۴۳ میں بھی حضرت مسیح علیہ السلام نے لکھا ہے اور اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہ مسئلہ ”صحف انبیاء علیہم السلام“ میں اس طرح مرقوم ہے کہ ”خاصان خدا کے بدن میں کلام ربانی وحی تاثیر کرتی ہے جو عام لوگوں کے جسموں میں طعام کی تاثیر مسلم ہے۔

اصحاب کہف کا قصہ یاد کرو ان کو کس طرح حکیم مطلق نے بغیر ”طعام اور شراب مالوف و معمول“ اور بغیر عظیم شعاع آفتابی اور ہوا کے، اتنی مدت دراز تک زندہ رکھا۔ افسوس کہ مرزا اور مرزائی، انبیاء اور اولیاء کو بھی اپنے اوپر قیاس کرتے ہیں۔

کار ہاکان را قیاس از خود مگیر

گرچہ مانند در نوشتن شیر و شیر

اس امت مرخومہ محمدیہ میں اب بھی اور قیامت تک ایسے آدمی موجود ہیں۔ اور ہوں

گے جن کی زندگی کا ذریعہ ذکر الہی ہے اور ہوگا۔

سوال نمبر ۱۲..... مرزا کی طرف سے اعتراض کہ قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

﴿وَاَوْصَانِی بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ مَا دُمْتُ حَیًا﴾ (مریم: ۳۱) اور وصیت کی ہے مجھ کو یعنی

حکم کیا ہے مجھ کو اللہ تعالیٰ نے ساتھ پڑھنے نماز اور زکوٰۃ کے جب تک کہ میں زندہ ہوں۔“ پس چاہئے کہ مسیح ابن مریم آسمان پر صلیوۃ اور زکوٰۃ ادا کرتے ہوں۔ حالانکہ آسمان پر جیسا کہ خورد و نوش سے فارغ ہیں ایسا ہی لوازم جسمیت سے بھی۔ علاوہ اس کے ادائے زکوٰۃ مال کو چاہتا ہے اور آسمان پر مال کہاں؟

جواب..... حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو دنیا میں بھی باعث زہد اور فقیر کے مالک نصاب نہیں ہوئے۔ ادائے زکوٰۃ کو تو نصاب کا ہونا شرط ہے۔ مرزا اور مرزائی اگر زمین پر عیسیٰ علیہ السلام کا زکوٰۃ دینا ثابت کر دیں تو بعد اس کے ہم آسمان پر ثابت کریں گے۔ یہ اعتراض منسخر ہے ساتھ مسیح ابن مریم علیہما السلام کے اور زکوٰۃ کا معنی مفسرین نے ”تزکیہ نفس“ بھی لکھا ہے۔

سوال نمبر ۱۳..... ﴿انک میت وانہم میتون﴾ (زمر: ۳۰) ﴿میت وفات عیسیٰ پر شاہد ہے۔

جواب..... یہ دونوں یعنی ﴿انک میت﴾ اور ﴿وانہم میتون﴾ قضیہ مطلقہ عامہ ہیں۔ نہ دائرہ مطلقہ۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ تحقیق تو اے حبیب ﷺ فوت ہونے والا ہے اپنے وقت میں اور وہ انبیاء سابقین بھی اپنے اپنے اوقات میں مرنے والے ہیں۔

اب دیکھو کہ عیسیٰ علیہ السلام کو بعد نازل ہونے کے آسمان سے سب اہل اسلام ”انہم میتون“ میں داخل سمجھتے ہیں یا نہیں اور نزول آیت کے وقت اگر مرجانا ان کا ضروری ہو تو چاہئے کہ حضرت محمد ﷺ بھی وقت نزول آیت کے داخل موت ہو گئے ہوں۔

سوال نمبر ۱۴..... ”میت“ مشتق ہے موت سے اور حمل مشتق کا قیام مبداء کو چاہتا ہے جو یہاں پر موت ہے تو بتا دیاں چاہئے کہ وہ سب مر چکے ہوں۔ حتیٰ کہ مسیح بھی۔

جواب..... ”قیام مبداء“ کے وقت تحقق مضمون قضیہ ضروری ہوتا ہے۔ نہ وقت صدق قضیہ کے یہاں پر منطق کا پردہ بھی کھل گیا کہ مرزا کہاں تک منطق جانتا تھا قضیہ کے تحقق اور صدق میں امتیاز نہیں رکھتا تھا۔

”سوال نمبر ۱۵..... قرآن شریف میں وارد ہے۔ ﴿والذین یدعون من دون اللہ لا یخلقون شیئاً وہم یخلقون اموات غیر احیاء وما یشعرون ایان یموتون﴾ (نحل: ۲۱، ۲۰) یہ آیت دلیل ہے وفات مسیح پر۔

جواب..... یہ آیت ”سورہ نحل“ کی ہے جس کا نزول مکہ معظمہ میں ہوا ہے۔ بناء علیہ مراد من دون اللہ سے ”معبودات“ مکہ معظمہ کے مشرکین کے ہیں۔ یعنی اصنام اور بت نہ مسیح ابن مریم جو معبود اہل کتاب کا ہے۔ ”ابن عباس اموات“ کی تفسیر میں اصنام اموات فرماتے ہیں۔

سوال نمبر ۱۶..... عموم لفظ کا اعتبار ہوا کرتا ہے نہ خصوص مورد کا بنا براں مراد من دون اللہ سے مطلق معبودات باطلہ ہوں گے بغیر تخصیص بتوں کے، تو مسیح ابن مریم بھی داخل اموات بحکم اس آیت کے ہوگا۔

جواب..... ”معبودات باطلہ“ میں فقط مسیح ہی اس تقریر پر داخل نہ ہوگا۔ بلکہ ملائکہ جو مجملہ معبودات باطلہ ہیں وہ بھی داخل اموات ہوں گے۔ تو بحکم آیات مذکورہ روح القدس بھی مر گیا۔ اب یہ مصیبت کس پر پڑی مرزا پر، کیونکہ سلسلہ الہامی کا اول ہی سے انقطاع لازم ہوا اور اگر اموات سے وہی معنی مطلقہ عامہ کے رنگ میں سمجھے جائیں۔ یعنی اپنے اپنے اوقات میں جیسا کہ ”بیضادی“ اور ”ابن کثیر“ اور ”تفسیر کبیر“ اور ”کشاف اور باقی تفاسیر“ میں ہے تو مسیح ابن مریم قبل از وقت معین زندہ رہے گا۔

سوال نمبر ۱۷..... ”خاتم النبیین“ ہونا حضرت ﷺ کی دلیل ہے وفات مسیح پر۔ کیونکہ اگر مسیح ابن مریم آسمان پر زندہ ہوا اور آخر الزمان میں نزول فرمائے۔ تو آپ کے بعد بھی اور نبی آگیا۔ پس حضرت ﷺ خاتم النبیین نہ رہے اور اگر در رنگ احاد امت آئے تو یہ بھی نہیں ہو سکتا کیونکہ علم ازلی میں جب وہ نبی ہے تو پھر بغیر نبوت کے کیسا نزول کرے گا۔

جواب..... بعد نزول در رنگ احاد امت ہی اتریں گے۔ علم ازلی کا مسئلہ سنو علم تابع معلوم کے ہوا کرتا ہے۔ من حیث المطابقة یعنی جس طرح معلومات۔ یعنی اشیاء موجود فی الواقع اپنے اپنے وقت میں موجود ہیں۔ اسی طرح حق سبحانہ و تعالیٰ ازل میں قبل از وجود ان کے ان کو جانتا ہے۔ اگر معلوم کا انصاف کسی صفت کے ساتھ علی سبیل الاستمرار ہو تو اسی طرح اور اگر علی سبیل الانقطاع ہے تو اس طرح اس کو جانتا ہے۔ مسیح ابن مریم کی بلکہ دیگر انبیاء علیہم السلام کی نبوت اور رسالت چونکہ محدود و محدودہ میں پھیلنے کے ہوتی ہے۔ لہذا علم ازلی میں بھی وصف محدودیت اور انقطاع معلوم ہوگا۔ ورنہ جہل لازم آئے گا۔ تحقیق اس آیت کی کہ جس پر مرزا نے بہت زور لگایا ہے اور اس کی غلطی ہے اور بے علمی کا بیان۔ تاکہ مسلمان واقف ہوں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مسئلہ

﴿وان من اهل الکتاب الا لیؤمنن به قبل موته﴾ (النساء: ۱۵۹) ﴿اولاً معنی

اس کا یہ ہے کہ ہر ایک اہل کتاب جو موجود ہوگا۔ وقت اترنے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ضرور ایمان لائے گا۔ ساتھ واقفیت مضمون بالا کے قبل موت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے، اور مضمون یہ

ہے کہ اٹھایا جانا عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان کی طرف اور یہ کہ وہ نبی برحق اور پیغمبر صادق گزرے ہیں اپنے وقت میں۔ بخاری کی حدیث ہے کہ ”رسول اللہ ﷺ یا ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں قسم ہے مجھ کو اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ ضروری اتریں گے تم میں ابن مریم شریعت کے حاکم بن کر اور منصف ہو کر اور فخر کو حلال جاننا اور پرستش صلیب کی، جو کہ یہ امور ان کے بعد شرع میں نصاریٰ نے داخل سمجھے تھے۔ ان کو یک لخت موقوف کر دیں گے۔..... الخ“

پس اس عیسیٰ علیہ السلام سے مراد وہی ابن مریم ہیں۔ جو صاحب انجیل ہوئے ہیں۔ کیونکہ استشہاد کے وقت حضرت ﷺ یا ابو ہریرہؓ اس حدیث کے بیان کے وقت ہوان من اهل الكتاب الا ليقومنن به قبل موته۔ (النساء ۱۵۹) کہ پڑھ کر سنایا کرتے تھے۔ اگر وہی عیسیٰ علیہ السلام مراد نہ ہوں بلکہ مثل عیسیٰ علیہ السلام کا جیسا باطل گمان مرزا کا تھا تو آیت سے استشہاد کیا معنی ہے۔ افسوس! کہ مرزا بتائیں مثل عیسیٰ علیہ السلام اپنے گمان میں بن تو گیا مگر موقوف کرنا صلیب پرستی اور حرمت خنزیر خوری اور سب ملتوں کا ایک ملت اسلام کرنا اور مال کی کثرت یہاں تک کہ کوئی اس کو قبول نہ کرتا اور ایک مجدد کا پیارا ہونا ساری دنیا سے ایک نے بھی نہ کیا۔ یہ نشانیاں ہیں نزول عیسیٰ علیہ السلام کی اور ان کے مثل نے ایک نشانی بھی موجود نہ کی۔ اور ثانیاً عرض کیا کہ اگر مراد اس حدیث سے مرزا ہی ہوتا مثل عیسیٰ علیہ السلام کا تو مجلس کے لوگوں، صحابہ وغیرہ کو مرزا کے ہونے نہ ہونے میں تعجب ہی کیا تھا جو حضرت محمد ﷺ قسم کھاتے اور لام تا کید اور لون ثقیلہ سے موکد فرما کر لیو شکن فرما کر لوگوں کا تردد رفع فرماتے۔

واضح ہو کہ معنی آیت ہوان من اهل الكتاب الا ليقومنن به قبل موته (النساء ۱۵۹) کہ کا ابو ہریرہؓ سے جو نقل کیا گیا۔ ایسا ہی حضرت عبداللہ بن عباس نے بھی ایک روایت میں فرمایا ہے اور اسی معنی کو علامہ ابن کثیر نے اپنی تفسیر میں بشہادت سوق کلام یعنی چسپاں ہونے معنی کے اپنے ماقبل سے ترجیح دی اور دوسرا معنی جو کہ ایک روایت میں اس طور پر آچکا ہے کہ ہر ایک اہل کتاب قبل اپنی موت کے حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے اوپر ایمان لائے گا۔ سو یہ فقط وجوہ آیت میں سے ایک وجہ ہے۔ وکون المعنی واقعیاً علی وجہ من وجوہ للكلام لا يستلزم ان يقوم هو المراد من الکلام لان واقعية المضمون شیء آخر، وکونه مراد شیء آخر فتأمل لدقته۔

پہلی دلیل..... ﴿وان من اهل الكتاب الا ليومنن به قبل موته﴾ (النساء: ۱۵۹) ﴿بمطلوقہ دال ہے۔ نزول مسیح ابن مریم پر اور وہ مستلزم ہے رفع جسی کو۔
 دوسری دلیل..... رفع جسی کی جب کہ پروردگار نے عیسیٰ علیہ السلام سے فرمایا تھا کہ میں
 یہود کے ہاتھ سے تم کو بچاؤں گا اور اس قول سے تسکین فرمائی۔ ﴿یعیسیٰ انسی متوفیک
 ورافعک الی (آل عمران: ۵۵)﴾

پس بڑے تعجب کی بات ہے بچانے کا وعدہ فرما کر یہود کے ہاتھ میں گرفتار کر کے اور
 ان کے ہاتھ دے کر سولی پر چڑھا دینا۔ بعد اس کے زندہ اتارنا اور پھر اپنی موت سے اس کو مارنا کیا
 یہی وعدہ الہیہ کا ثمرہ اور نتیجہ ہے؟ اور عیسیٰ کی دعاؤں کا کیا یہی مال ہے جو کہ رات بھر رو رو کر کی
 تھیں۔

تیسری دلیل..... رفع جسی کی ﴿وانہ لعلم للساعة﴾ (زخرف: ۶۱) ﴿اخراج کیا فریابی اور
 سعید بن منصور و مسدود و عبد بن حمید و ابن ابی حاتم اور طبرانی نے حضرت عباسؓ سے اس قول مبارک
 میں ﴿وانہ لعلم للساعة﴾ فرمایا: خروج عیسیٰ علیہ السلام قبل یوم قیامة
 و اخرج عبد بن حمید و ابن جریر عن مجاهد ﴿وانہ لعلم للساعة﴾ (زخرف: ۶۱) ﴿
 قال آیت ﴿الساعة﴾ خروج عیسیٰ بن مریم قبل یوم القیامة۔ تفسیر ابن کثیر میں ابن
 عباسؓ سے چند طریق کے ساتھ اس دعا کو روایت کر کے آخر کو کہا۔ عن ابی ہریرۃ و ابن
 عباس و ابی العالیۃ و ابی مالک و عکرمۃ و الحسن و قتادہ و الضحاک و غیرہم
 وقد تواترت الاحادیث عن النبی ﷺ انه اخبر بنزول عیسیٰ علیہ السلام
 قبل یوم القیامة اما ما عدا لا..... الخ۔

پس ﴿انہ﴾ کی ضمیر بمناسبت سیاق اور اقوال صحابہ و تابعین قرآن شریف کی طرف
 پھیرنی غیر صحیح ہے اور ایسا ہی غیر صحیح ہے عیسیٰ علیہ السلام کی طرف مرجع کرنا ضمیر کا۔ اس اعتبار
 سے کہ وہ زندہ کرنے والے مردوں کے ہیں یا اور کسی حیثیت کی رو سے بلکہ ﴿انہ﴾ کی ضمیر کا
 مرجع نزول عیسیٰ علیہ السلام ہے۔ جو کہ سیاقاً استلزاماً مذکور ہے۔ قوله تعالیٰ: ﴿ولما ضرب ابن
 مریم مثلاً اذا قومك منه يصدون..... الخ﴾ (زخرف: ۵۷) ﴿اس آیت میں ﴿منہ﴾ کی
 ضمیر اور ایسا ہی ام ہو اور ان ہو اور انفعنا علیہ اور وجعلناہ۔ یہ سب متاثر راجع ہیں بطرف
 ابن مریم کے۔

چوتھی دلیل..... ﴿وَمَا اتَاكُمْ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا﴾ (حشر: ۷) اور آنحضرت ﷺ نے مجملہ علامات قیامت کے یہ خبر بھی دی ہے کہ خارج ہوگا و جال ایک شخص معین یہود میں سے اور مسیح ابن مریم اس کو قتل کرے گا وغیرہ وغیرہ۔ پس ہم مسلمان کو بموجب اس آیت مبارکہ کے رسول اللہ کے فرمان پر ایمان رکھنا چاہئے۔ بے چوں و چرا کے اور جب کہ رفع جسی اور نزول مسیح علیہ السلام کا قرآن کریم اور احادیث متواترہ صحیحہ ہے نہایت واضح طور پر ہو چکا تو اب ہرگز انا جیل کی طرف متوجہ ہونا باعث دھوکہ کھانے یہود اور نصاریٰ کے اس مقام میں بوجہ القائے شبہ جائز نہیں۔

اسی دھوکہ کھانے اور تشکیک کی وجہ سے تواتر ان کا قتل اور صلب علی علیہ السلام وغیرہ میں بھی قابل اعتبار کے نہ رہا۔ کیونکہ اجتماع شکوک سے یقین حاصل نہیں ہوتا۔ واقعہ قتل اور صلب عیسیٰ علیہ السلام کا جو کہ ”انا جیل“ میں مذکور ہے اور ایسا ہی افتراء یہود۔ بایں قول کہ ﴿اَنَا قَتَلْنَا الْمَسِيحَ..... النِّخ (النساء: ۱۵۷)﴾ کہتے تھے۔ ان سب کی تکذیب باری تعالیٰ کے قول ﴿وَمَا قَتَلُوهُ وَمَا صَلَبُوهُ وَلَكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ﴾ اور ﴿وَمَا قَتَلُوهُ يَقِينًا﴾ بل رفعہ للہ الیہ (النساء: ۱۵۸) سے ہو چکی۔ جیسا کہ حضرت مسیح ابن مریم نے خود برداس کو فرمادیا تھا کہ ”اے برداس چونکہ میرے حواری یعنی مددگار لوگ وغیرہ بوجہ محبت دنیاوی کے مجھے اللہ کا بیٹا کہتے تھے اور یہ کسی کے لائق نہیں ہے“ پس پروردگار نے چاہا کہ بروز قیامت مجھ پر لوگوں کی ہنسی نہ ہو تو دنیا میں اللہ نے یہود کی تکلیف دی اور ان کی بے عزتی کی موت سے مجھ کو بدنام کرنا چاہا۔ لیکن غلطی کی طافی تا بوقت تشریف لانے جناب رسول اللہ ﷺ کے ہوگی۔ جب حضرت تشریف فرمائیں گے تو اس غلطی قتل اور صلب کو رفع فرمائیں گے۔

استدل الکادیانی

علی موت عیسیٰ علیہ السلام بقولہ تعالیٰ ﴿وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ أَفَإِنَّ مَاتَ أَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلَىٰ أَعْقَابِكُمْ﴾ (ال عمران: ۱۴۳) ﴿بَانَ خَلَتْ بِمَعْنَى مَاتَ وَالرُّسُلُ جَمْعُ مَعْرِفٍ بِلَامِ الْاِسْتِغْرَاقِ فَلِذَا فَرَعَ عَلَيْهِ أَفَإِنَّ مَاتَ..... النِّخ اِذْ لَوْلَمْ يَكُنِ الْخُلُو بِمَعْنَى الْمَوْتِ اَوَّلَمَ تَكُنِ الرُّسُلُ جَمْعًا مُسْتَقَرًّا لِمَا صَحَّ التَّفْرِيعُ اِذْ صَحَّتْهُ مَوْقُوفَةٌ عَلَىٰ اِنْدِرَاجِ نَبِيِّنَا ﷺ فِي لَفْظِ الرُّسُلِ الْمَذْكُورِ قَطْعًا. وَذَلِكَ بِالْاِسْتِغْرَاقِ. وَكَذَا صَحَّةُ مَوْقُوفَةٍ عَلَىٰ كَوْنِ

الخلو بمعنی الموت اذا على تقدير التغاثر وعموم الخلو من الموت يلزم
تفريع الاخص على الاعم مع ان التفريع يتعقب استزام ما يتفرع عليه
المتفرع ومن المعلوم عدم استلزام الاعم للاخص. فالتفريع الواقع فى قوله
تعالى يستدعى تحقيق كلا الامرین من كون الخلو بمعنی الموت. ومن كون
الجمع مستغرقا وبعد كلتا المقدمتين يقال ان المسيح رسول وكل مات
وينتج هذا القياس المؤلف من المقدمتين القطعيتين ان المسيح مات. وهو
المطلوب والدلیل على الصغرى قوله تعالى ورسولا الى بنى اسرائيل.
وقوله ما المسيح ابن مريم الا رسول. وامثاهما من الآيات وتسليم جميع
الفرق الاسلامیه برسالته عليه السلام. والدلیل على الكبرى المقدمتان
الممهدتان المذكورتان لانه متى كان الخلو بمعنی الموت. وقد اشد الى
الرسال وثبت كونه جمعا فيندرج فيه المسيح عليه السلام قطعاً. فيلزم
ثبوت الموت له فى ضمن الكبرى فثبت ما نحن بصدد.

فان ترجمه: نیست حضرت محمد ﷺ مگر فرستاده پروردگار به
تحقیق گذشته انداز قبل آنحضرت ﷺ انبیاء علیهم السلام پیشینیان
آیند. پس اگر آنحضرت بمیرند یا قتل کرده شوند شما بازوید. بر پائے
خود از دین مسلمانی و از جانب مرزا تقریر و اصلاح تقریر باین طور
میکنیم که قوله خلت بمعنی ماتت و لفظ الرسل جمع است بالام استغراقی
معرفة است.

بنابرین "افان مات" برومتفرع گشت زیر اکه اگر انباشد خلو
بمعنی موت یا الرسل جمع مستغرق نباشد متفرع بودن "افان مات" درست
نگردد. زیرا که صحت این تفريع موقوف است بر داخل بودن نبی ﷺ در
لفظ الرسل. و این ادخال وقتی باشد که ال استغراقی باشد و نیز صحت این
تفریع موقوف است بر بودن خلو بمعنی موت زیرا که اگر در میان موت
وخلو تغاثر باشد و خلورا از موت عام گیریم لازم آید. تفریع اخص بر اعم.
حالانکه تفریع وقتی درست باشد که متفرع علیه را متفرع لازم باشد

و ظاهر ست عدم استلزام اعم للاخص. پس وجود تفریع در آیت کریمه مقتضی تحقیق دو امر است يك خلو بمعنی موت دوم بودن الرسل، جمع مستغرق ازین هر دو مقدمتین يك را صغری برائے شکل اول. دوم را کبری برائے آن بکنیم و شکل اینست عیسیٰ علیه السلام بے شك رسول ست. و هر رسول مرده است و ازین قیاس مرکب از دو مقدمه قطعیه این نتیجه برآمده که تحقیق عیسیٰ علیه السلام مرده است. و همین مطلوب بود.

و دلیل بر اثبات صغری این که فرموده بارئ تعالیٰ در حق عیسیٰ علیه السلام در قرآن و رسولا الا بنی اسرائیل و قوله تعالیٰ ﴿ما المسیح ابن مریم الا رسول﴾ (نساء: ۷۵) و المثل این دو آیت دیگر آیت نیز هستند و رسول بودن حضرت عیسیٰ علیه السلام از اجماع امت ثابت ست. و دلیل بر اثبات کبری آن دو مقدمه افند که اصلاح و تمهید ایشان اول کرده شده زیرا که چون خلو بمعنی موت شد و نسبت او بطرف الرسل کرده شد و آن جمع است. پس مندرج میشود در لفظ الرسل مسیح علیه السلام قطعا. پس لازم شد ثبوت موت برائے عیسیٰ علیه السلام در ضمن کبری.

پس مطلب قادیانیان ثابت شد و اگرچه ایشان را طریقه استدلال معلوم نبود اما ما استحسانا و تبرعا حتی الوسع از طرف ایشان تقریر علمی مذهب بیان نمودیم و اکنون - جواب او برین طور میدهم -

فاقول فی الجواب

المختصر بعون الله تعالى وتوفيقه ان الخلو فی قوله تعالى قد خلعت عام لكل مضي من الدنيا. اما بالموت او بغير الموت فصح التفریع وان لم يموت عیسیٰ علیه السلام وهذا ظاهر جدا وهذا الجواب وان كان مختصرا ولكنه فيه كفاية لزوي الدرایة.

ثم اقول مفصلا ومطولا ومذیلا این هر دو مقدمه که برائے کبری دلیل آورده شدند مسلم نیستند. استحاله عدم صحت تفریع درین صورت که هر دو مقدمه مذکوره یا فقط يك، تمامه مفقود باشد نیز مسلم نه و نیز ما این استدلال را باین طور مخدوش میکنیم که این استحاله مطلقا لازم آید

سلمت المقدمتان کلتاهما او منعنا وسند المنع الاول ان لفظ الخلو الماخوذ من قوله تعالى ﴿قد خلت..... الخ﴾ (نمل: ۷۵) ﴿ليس بمعنى الموت ليفرح المستدل والا ليقع التعارض الحقيقي في كلام الله تعالى وهو يدل على عجز الشارع وانه محال في جنبه تعالى فمستلزم المحال محال وصورته ان الآية الکریمه ﴿سنة الله التي قد خلت﴾ (مرن: ۷۵) ﴿معناه على زعم المستدل سنة لا وقد ماتت وتوفت والآية الکریمه ﴿ولن تجد لسنة الله تبديلا﴾ (اب: ۶۳) ﴿فان معناه ان السنة الالهية والطريقة السبحانية الربانية لا يتغير من حال الى حال وبين ان ما كما ترى بل معناه المضي لشيء كما جأت به اللغة وما فسر احد من اصحاب اللغة لفظ قد خلت بمعنى ماتت وتوفت ای بمعنى الموت فعلم ان حقيقة الخلو باعتبار اللغة المضي فقط كما ارشد الله تعالى في القرآن العظيم في المنافقين ﴿واذا خلو الى شيطينهم..... الخ﴾ (بقره: ۱۳) ﴿واذا خلا بعضهم الى بعض﴾ (بقره: ۷۶) وظاهر ان المراد منه في هاتين الکریمتين ليس معنى الموت. وكذا لفظ الخلو في قوله تعالى ﴿وقد خلت من قبلكم سنن﴾ (ال عمران: ۱۳۷) وفي قوله تعالى ﴿كلوا واشربوا هنيئا بما اسلفتم في الايام الخالية﴾ (احقاف: ۲۳) ولا يخفى ان المراد من خلو السنن والايام ليس معنى الموت بل المراد مضيها وهذا معنى يقع صفة الزمان اولا وببالذات يقال قرون خالية وسنن ماضية ويقع صفة الزمانيات ثانيا وببالعرض ای توصف الاشياء التي في الزمان بالمضي بعلاقة الظرفية والمظروفية. وايضا قال الله تعالى ﴿واذا لقوكم قالوا امنا واذا خلوا عضوا عليكم الانامل﴾ (ال عمران: ۱۱۹) ﴿وايضاً قال الله تعالى ﴿وان من امة الا خلا فيها نذير﴾ (طهار: ۲۳) ﴿فمعنى الخلو في هاتين الايتين المضي مطلقا لا الموت فمعنى الآية ﴿قد خلت من قبله الرسل﴾ (ال عمران: ۱۳۳) ای مضت الرسل من قبل محمد ﷺ سواء كانوا امواتا كآدم ونوح وابراهيم ويوسى عليهم الصلوة والسلام اولا كادريس وخضر والياس عليهم السلام فعلى هذا التحقيق ما بقى تمسك للمستدل والحمد لولى الحمد ايضاً.

اگر معنى خلو موت گرفته شود چنانکه قادیانی میگوید پس این

خرابی هم لازم آید که تعریف شے باخص و اخفی باشد زیرا که هر گاه فی الواقع نزد اهل لغت معنی خلو گزشتن و رفتن است. پس موت يك قسم از ان معنی باشد چرا که گزشتن صادق می آید بر هر يك قسم از اقسام انتقال مکانی اگر از بلندی به پستی رود آن انتقال موسوم به خفض است و برعکس آن رفع ست یا از قدام بطرف خلف و برعکس آن یا از یمین بطرف شمال و برعکس. و هر قسم موت را شامل ست موت بقتل باشد یا بلا قتل. پس ما اگر چه الرسل را جمع مستغرق تسلیم بکنیم هم موت مسیح لازم نمی آید زیرا که خلو گزشتن که عام چیز است اگر چه برائے هر فرد نوع رسول ثابت ست اما مستلزم این امر نیست که هر قسم این عام برائے هر فرد نوع رسول ثابت گردد.

والتمسك على تقدير تفسير الخلو بالموت دون المضى بلزوم استحالة تفريع الاخص على الاعم كما تقدم مزيف بان المتفرع بها فی الحقيقة انما هو استبعاد الانقلاب وانكار جواز الارتداد على تقدير فقدان وجود الرسول ﷺ من بين اظهر القوم بعد اداء رسالته وتبليغ الاحكام الالهية فكان تقدير الكلام ﴿وما محمد الا رسول ما قد خلت﴾ (ال عمران: ۱۲۳) ﴿ای مضت من قبله الرسل فهل يجوز لكم الارتداد بعد ما اقام لكم الدين المتين ان نقل بالرفع كما رفع عيسى عليه السلام او ادریس او بالموت كما حکمنا به فی سابق عملنا او بالقتل كما صاح به الشيطان واستقر فی قلوبکم والتصريح. بالثانی موافقته للواقع ومطابقته لتقدير الله تعالى وذكر. الثالث وان لم يطابق الواقع والتقدير مراعاة لزعمهم وتوسيعا لنفی جواز الارتداد وعلى كلا الشقين وان كان هذا الثالث مزعوما محضا وجهلا مركبا الا انه لما كان قوى الاحتمال وكثر وقوعه بين الانبياء السابقين كما دل عليه قوله تعالى عز وجل ﴿ويقتلون النبيين بغير الحق﴾ (بقره: ۶۱) ﴿فكان ذكره ضروريا وعدم التصريح بالاول وان كان مقدرا مراد الانتفاء ما يوجب نكره من الموجبات المذكورة بظهور عدم توافقه القضاء والواقع

والعدم استقراره في قلوبهم وشذوذ تقدمه. فظهر ان المتفرع في الحقيقة هو
نفى جواز الارتداد على تقدير احد الشقوق الثلاثة المصدرة وذلك الامر
الدائر بين الثلاثة مساويا للخلو بمعنى المضي فلا يلزم تفرع الاخص على
الاعم على تقدير كون المعنى الحقيقي مراد من لفظ الخلو بل يلزم تفرع
احد المتساويين على الآخر وذا جائز كما يقال رايت زيدا انه جسم نام
حساس متحرك بالارادة مدرك للكل والجزئي فيفرع على هذا المفصل انه
انسان والارتباب في مساوى هذا المجمل وذلك المفصل وفي صحته وتفرع
احدهما على الآخر والامر ان اللذان حكما بمساواتهما وكون احدهما
متفرعا والآخر متفرعا عليه هو ثبوت خلوك كل رسول ونفى جواز الارتداد
على تقدير تحقيق واحد من الشقوق فان النسب انما يقتضى المفهومين
ملطفاً اعم من ان يكونا وجوديين او سلبيين او يكون احدهما وجوديا
والآخر سلبيا ولا يلزم توافقهما في الثبوت او العدم والدليل على لزوم ذلك
النفى للخلوان المقصود من البعثة وارسال الرسل التشريع مطلقا وتعيين
الطريقة الموصلة الى الله تعالى لا التشريع الى زمان وجود الرسول بين
اظهر قومه والا يلزم ان لا يخلو زمان من الرسل وذا باطل باتفاق من اهل
الملل فوضح بطلان زعم لزوم استحالة تفرع الاخص على الاعم على فرض
ارادة معنى المضي من لفظ الخلو من قوله ﴿قد خلت من قلبه الرسل﴾ (ال عمران ١٣٣) هذا.

السؤال ١٩ لما رحل رسول الله ﷺ من دار الدنيا وشرف دار
الآخرة وشاع هذه السانحة في المدينة المنورة طاف عمرؓ في السكك وجعل
يقول ما مات رسول الله ﷺ ولا يموت ومن قال ان محمداً ﷺ قد
مات..... الخ الحديث كما في المشكوة وغيرها من الصحاح. وانكر اشد
الانكار فاستدل ابو بكر صديق على موت رسول الله ﷺ بهذا الاية الكريمة
﴿وما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل.....﴾ (ال عمران ١٣٣) الخ
الجواب ليس موضع استشهاد الصديق في هذه الاية قوله تعالى

﴿قد خلّت﴾ بل قوله تعالى ﴿افان مات﴾ لان كلمة "ان" باعتبار اصل
الوضع لا يدخل الاعلى الامور التى يمكن تقررها ويجوز وجودها لا الامور
التى تابى عن التكون والتقرر كما هو واضح على من طالع بحث معانى
الحروف فاذا ثبت جواز ورود الموت على رسول الله ﷺ انتفى نقيضه
وهو امتناع تقرر الموت ولما قلنا من موضع استشهاد ابي بكر الصديق
بكلمة ﴿افان مات﴾ يؤيد ان الصديق حين الاستدلال بموته ﷺ تلا قوله
تعالى عز وجل ﴿انك ميت وانهم ميتون﴾ (زمر: ٣٠) ﴿

واما تمسكهم بالمقدمة السائرة على سنتهم ان كل جمع معرف
باللام يسغرق الافراد بآسرها ايضا باطل لان لفظ الملائكة فى قوله تعالى
﴿فسجد الملائكة كلهم اجمعون﴾ (٢١: ٢٢) لو كان حاويا للافراد كلها بحسب
القاعدة فكان نكر كلهم اجمعون مستدركا وكذا لفظ الملائكة فى الآية
الكريمة ﴿واذ قالت الملائكة يريم ان الله يبشرك﴾ (آل عمران: ٣٥) ﴿واذ قالت
الملائكة يريم ان الله اصطفك﴾ (آل عمران: ٣٣) ليس بمستغرق الافراد كلها بل
المراد منه بعض الملائكة واذا انتقضت كلية الكبرى بنقض هذه المواضع
انتقض القياس فلا ينتج بموت المسيح لانتفاء المشروط بדרن الشرط هذا.
ثم قولنا بان استحالة عدم صحة التفريع على تقدير عدم
الاستغراق غير وارد فى الحقيقة لان المقصود من الكريمة فى قوله تعالى
﴿وما محمد الا رسول ط قد خلّت من قبله الرسل﴾ (آل عمران: ١٣٣) ﴿ان محمد ﷺ
ليس الابشراً وجنس الرسل قد خلا ومن المعلوم ان ما ثبت لبعض افراد
الجنس بالنظر الى ذاته وما هيته يمكن ان يثبت لسائر افراده بل لا يتخلف
اقتضاء الذات من الذاتيات. فالثابت للبعض بالنظر الى ماهيته كما يستلزم
امكان الثبوت لذلك البعض يستلزم امكانه لباقي الافراد فهذه المهمة.

اعنى ﴿قد خلّت من قبله الرسل﴾ (آل عمران: ١٣٣) ﴿وان كانت بالنظر
الى الفعل والاطلاق بمنزلة الجزئية غير صالحة لكبروية الشكل الاول الا
انها بما تستلزم من الممكنة الكلية صالحة لها فغاية ما ينتج القياس على

هَذَا ان الْمَسِيحَ مَيِّتٌ بِالْإِمْكَانِ. بَانَ يَقَالُ الْمَسِيحُ رَسُولٌ وَجَنَسُ الرَّسُولِ قَدْ خَلَا بِالْفِعْلِ وَالْإِطْلَاقِ وَقَدْ عُرِفَتْ أَنَّهُ يَلْزِمُهُ قَوْلُنَا كُلُّ رَسُولٍ خَالٌ وَمَيِّتٌ بِالْإِمْكَانِ فَهَذَا الْقَوْلُ الْإِزْمُ يَجْعَلُ كَبْرِيَّ مُنْضَمَّةً إِلَى صَغَرِيَّ غَيِّنَتْجَ النَّتِيجَةُ الْمَذْكُورَةُ فَصَحَّ التَّفْرِيعُ وَلَمْ يَلْزَمْ الْأَسْتِحْوَاجَةُ الْعَقْلِيَّةُ وَالْأَلَا الْمَحْذُورُ الشَّرْعِيُّ مِنْ ثُبُوتِ مَوْتِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي الزَّمَانِ الْخَالِصِ لَكُونِهِ مُخَالَفًا لظَاهِرِ الْقُرْآنِ وَلَا حَدِيثِ وَاجْمَاعِ الْأُمَّةِ وَهَذَا مَعَ مَنَعَ كَوْنِ لَفْظِ الرِّسَالَةِ جَمْعًا مُسْتَعْرِقًا فَإِذَا لَمْ يَثْبُتْ مَطْلُوبُ الْكَيْدِيِّينَ عَلَى تَقْدِيرِ مَنَعَ أَحَدِي الْمَقْدَمَتَيْنِ فَقَطْ. فَعَدَمُ ثُبُوتِ مَطْلُوبِهِمْ عَلَى تَقْدِيرِ مَنَعِهِمَا مَعَ أَظْهَرُ وَأَبْهَرُ وَهَذَا ظَاهِرٌ لِمَنْ لَهُ أَدْنَى دَرَايَةٍ.

وَكِرَانَ هَر دُو مَقْدَمِهِ قَادِيَانِي بِطُورِ تَنْزِلِ تَسْلِيمِ بِكَنْيَمِ أَوَّلِ مَقْدَمِهِ اَيْنِ كِه بُوْدَنِ الْفِ وَلاَمِ دَرِ لَفْظِ الرِّسَالَةِ اسْتَعْرَاقِي. دُومِ مَقْدَمِهِ اَيْنِ كِه لَفْظِ خَلُورَا بِمَعْنَى مَوْتِ بَكْرِيْمِ بَرَايِنِ تَقْدِيرِ نِيْزِ الزَّامِ عَدَمِ صَحْتِ تَفْرِيعِ نَمِيْرُودِ. چنانكه بر تقدير عدم زیراكه لفظ الرسل بصورت گرفتند اورا جمع مستغرق وخلو بمعنی موت رسول اکرم ﷺ را شامل نمی باشد بوجه این كه در آیت ﴿قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرِّسَالُ﴾ (ال عمران: ۱۸۳) ﴿خَلُوهُ وَمَضَى أَنْبِيَاءُ پِشِیْنِیَانِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ قَبْلَ از رَسُولِ اَكْرَمِ ﷺ﴾ بیان کرده شدهكه ایشان عَلَيْهِمُ السَّلَامُ موصوف به سبقت مضی از رسول ﷺ اند ورسول اكرم ﷺ موصوف بتاخر اند وظاهر كه این سبقت دیگر انبیاء عليهم السلام از رسول الله ﷺ و تاخر رسول الله از ایشان این هر دو زمانی اندكه متقدم بامتاخر جمع نمی شود وكذا عكس آن پس سرور عالم ﷺ بوصف خلو موصوف نشدند بوقت نزول آیت کریمه والا یلزم تقدم الشی علی نفسه للزوم قوله تعالى ﴿قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرِّسَالُ﴾ (ال عمران: ۱۸۳) ﴿الْأَخْبَارُ بِقَبْلِيَّةِ الشَّيْءِ عَلَى نَفْسِهِ وَمَعَ عَدَمِ اتِّصَافِهِ بِوَصْفِ الْخُلُوِّ مَعَ الرِّسَالِ وَاتِّصَافِ سَائِرِ الرِّسَالِ بِهِ كَانِ مِنْ شَأْنِهِ يُمْكِنُ لَهُ أَنْ يَخْلُوَ فِي الْآتِي كَمَا خَلُوا إِذَا تَقَرَّرَ كَوْنُهُ ﷺ فَاقْدِ الْوَصْفَ الْخُلُوحِينَ خَلَتْ الرِّسَالُ لَمْ يَنْدَرِجْ فِي تِلْكَ الرِّسَالِ الْخَالِيَةِ حِينَئِذٍ يَلْزَمُ عَلَى عَدَمِ انْدِرَاجِهِ ﷺ فِيهِمْ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ بِالنَّظَرِ إِلَى

ذلك الوصف عدم صحة التفریع بحسب الظاهر فلا يتعدى الحكم منهم اليه عليهم اجمعين.

لان التعدی فرع الاندراج وعدم المتفرع عليه يوجب عدم المتفرع فلم يجدهم تخصيص الخلو بالموت ولا ادعاء الاستغراق والله يهدي من يشاء الى صراط مستقيم.

الحال ظاهر کرده میشود که هر جوابی که ازین الزام قادیانی مارا دهد همان جواب از طرف ما باشد و باز مارا فضیلت حاصل ست زیرا که ماسوائے این دیگر جواب نیز داده ایم کما ظهر مما سبق وجواب ما قادیانی رانافع نیست بوجه این که جواب ما بر چنان امر دلالت میکند که مدعا ونقیض مدعائے قادیانی را شامل ست وامکان چیزی. چنانکه وجود آن شیء را مقارن باشد همچنان عدم آن شیء را نیز وثبوت الاعم من المطلوب غیر نافع للمعلل وان تفع المانع السائل ومن خفی علیه هذا فهو الجاهل بل الاجهل.

ثم اقول (وبه نستعين) اگر تسلیم کنیم که آیت ﴿قد خلت من قبله الرسل﴾ دلالت میکند بر موت همه انبیاء علیهم السلام سوائے سرور عالم ﷺ پس دیگر آیت کریمه ﴿ما المسيح بن مريم الا رسول ط قد خلت من قبله الرسل (٢٤: ٤٥)﴾ دلالت میکند که سوائے حضرت عیسیٰ علیه السلام همه پیغمبران مرده اند وقت نزول آیت حتی که رسول اکرم ﷺ نیز بوجه این که الرسل مستغرق جمیع افراد گرفته شد بر رائے قادیانی وایں صریح کذب ست زیرا که نزول این آیه کریمه وقت حیات رسول الله ﷺ شده فکون الالف واللام للاستغراق يستلزم المحال فيكون محالا لان ما يلزم منه المحال البتة واذا لم يثبت اندراج المسيح عليه السلام تحت الاكبر الموقوف على تسليم الاستغراق المستلزم للمحذور المذكور والمحال الشرعى الغير الواقع لم تصدق النتيجة فى الاستدلالهم العاطل اللاطائل ولما بطل كون ال للاستغراق والشمول والاحاطة لجمیع افراد الرسل بما حررنا

ثبت ان ال للجنس يعنى جنس رسول ﷺ از قبل رسول اكرم ﷺ مرده
باشد. اگرچه مسيح تاحال نمرده. اما بمثل جنس خود بوقت اختتام عمر
خود خواهد مرد بالجمله از آيت: ﴿وَالْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ قَدْ خَلَتْ
مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ (٢٥٤)﴾ بوجه گرفتن "الف ولام" جنس حيات مسيح
عليه السلام ثابت شد همچنين از آيت ثانيه.

﴿وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ (آل عمران: ١٣٣)﴾
سوائى ثبوت رسول اكرم ﷺ حيات عيسى عليه السلام نيز ثابت شد
زيراكه جنس بر قليل وكثير هر دو صادق مى آيد چه ضرورت كه در آيت
ثانيه عيسى عليه السلام راداخل کرده حكم موت دهيم.

فان قيل ما المانع من اخذ الاية الاولى دالة على حيات عيسى عليه
السلام والثانية دالة على موته مع انه يمكن ان يشمله ال جنسا.

اقول: نصيب القاديانى نفسه مقام المستدل ولا ينفع المستدل
احتمال بل للمستدل اللزوم والوثوق على ان اثبات الحكم من القرآن من
عند نفسه بدون التصريح فى التفسير قول بالرأى والقول بالرأى فى
القرآن ضلالة لورود النص فى ذلك.

ثم اقول عنه عن اصل استدلال القاديانى بان كون عيسى عليه
السلام مستثنى لا يخل فى اثبات المدعى لان مزعوم المخاطب فى واقعه
احد وحادثة موت النبى ﷺ كان برأى النبى من عروض الموت. اى كان
مزعوم المخاطب لا شىء من الرسل بهالك سابقة كلية ولدفعه يكفى موجبة
جزئية. لانها صريح نقيض لها ومنه اظهار ان الرسالة ليست بمنافية للموت
فصورة الاستدلال هكذا الموت ليس بمناف للرسالة لانه لو كان منافيا لما
توفى احد من الرسل لكنه مات عدة من الرسل قبله ﷺ..... الخ. والمقصود
الاصلى من الكلام ابطال مزعوم المخاطبين باثبات نقيض مزعومهم. فانهم
كانوا يزعمون رسول الله ﷺ بريئا من الموت بسبب الرسالة ففى تردیده.

قَالَ ﴿وما محمد الا رسول﴾ يعنى انَّ مُحَمَّدًا ﷺ ليس ببرى من الموت نعم انه رسول والمرسالة ليست بمنافية للموت لانها لوكانت منافية له لما مات احد من الرسل ولا كن قد خلت من قبله الرسل وبهذا ظهر ان قد خلت من قبله الرسل مقدمة استثنائية للقياس الاستثنائى لا الكبرى للشكل الاول لانه مع قطع النظر عن تركيب الشكل الاول لا يصح المضمون- فان مراد ابنى بكرن الصديق على هذا التقدير يكون هكذا مُحَمَّدًا ﷺ مات بالفعل لانه رسول وكل رسول من قبله مات وظاهر ان موت كل رسول لا يقتضى موت مُحَمَّدًا ﷺ بالفعل لوجود هذا المتقضى من ابتداء الولادة الشريفة فكان ينبغى ان يتحقق الوفاة من قبل وثم اعلم انما قلنا (عدة من الرسل) لان آية ﴿بل رفعه الله اليه﴾ (النساء: ١٥٨) مخصصة لعمومها- هذا

سؤال نمبر ٢٠..... ثم استدلال القاديانى على موت عيسى عليه السلام بقوله تعالى ﴿يعيسى انى متوفيك ورافعك الىّ﴾ (آل عمران: ٥٥) ﴿وقوله تبارك وتعالى﴾ ﴿فلما توفيتنى كنت انت الرقيب عليهم﴾ (النساء: ١١٤) ﴿وبقوله تعالى﴾ ﴿وما قتلوه يقينا بل رفعه الله اليه﴾ ﴿وبقوله تعالى﴾ ﴿وان من اهل الكتاب الا ليؤمنن به قبل موته﴾ (النساء: ١٥٩) ﴿

الجواب..... والله الموفق للصديق والصواب اقول هذا البحث يستدعى بسطا ووسعا لا تحتمله هذه الرسالة العجالة اما بحكم ما لا يدرك كله لا يترك كله فلذا كتبت الجوابين احدهما مختصرا- وثانيهما مفصلا بحسب اقتضاء الوقت ان التوفى الماخوذ من الآيتين الاوليين- بمعنى القبض وانه عام لكل قبض وان كان مع الجسد ثم لادالة فى الواو على الترتيب ويقع الموت اجماعا بعد النّزول وهكذا الرفع عام لما هو بالجسد كما سيأتى عليك فى الجواب المفصل ويزيل اشتباهك فى العاجل والآجل فانتظره والآية الرابعة يحتمل عود الضمير فى موته الى عيسى عليه السلام وانست تعلم اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال فما بقى للمستدل الا ورطة الجهل والضلال.

ثم اقول مفصلاً مستفيضاً من الالهام الصحيح ان التوفى عبارة ان
 اخذ الشيء وافيا وما خذه وما انتها الوفاء من الاصول المقررة عند القوم ان
 اصل التماخذ بمفهومه معتبر في جميع تصاريفه. وان اختلفت الصيغ
 والابواب كما اعتبار الجزء في الكل الا ترى الى لفظ العلم فان معناه حصول
 صورة الشيء عند العقل او الاضافة بين العالم والمعلوم او نسبته ذات اضافة
 كذاقيه او الصورة الحاصلة او الحالة الادراكية او تحصيل صورة الشيء على
 حسب تنوع آرائهم وهذا المعنى يكون داخلاً في معاني جميع ما اخذ من
 لفظ العلم سواء كان ذلك الماخوذ من تصرفات المجرد او المزيد فان علم
 مثلاً بصيغة الماضي المعلوم معناه انه حصلت للفاعل صورة الشيء المعلوم
 في الزمان الماضي وهذا على الاصطلاح الاول او حصلت له الاضافة بينه
 وبين ما علمه وهذا على التفسير الثاني وقس على ما مثلناك به باقى
 الاصطلاحات فباشتمال مفهوم علم الماضي على المفهوم المصدر ونسبته
 الى الفاعل والزمان يكون مفهومه كلاً ومفهوم المصدر جزء ففيه التركيب من
 ثلاثة اجزاء وكون النسبة الى الفاعل والزمان جزئيين علم في جميع ما اشتق
 من المصدر المجرد او اشتق من الماخوذ من ذلك المجرد من الافعال ولا
 يلزم ان يكون كل ما اشتق من ذلك المجرد او ما اخذ منه او اشتق من
 الماخوذ منه سواء كان فعلاً او غيره كك فان من مشتقت العلم العالم
 والنسبة الى الزمان لا توجد فيه ومن الماخوذ منه الاعلام وكلتا النسبتين
 لا توجد ان فيه لا نسبة للفاعل ولا نسبة للزمان بل فيه مفهوم الاصل
 المجرد. وما اقتضاه خصوص هذا الباب الذي بذالك تعدى الان الى ما لم
 يتعد اليه في صورته الاصلية لمادته ففيهما التركيب من جزئين ومن
 المشتقات من الماخوذ منه اعلم بصيغة الماضي مثلاً ففيه يكون التركيب
 موجوداً من اجزاء اربعة اولها العلم اى المصدر المجرد. وثانيها ما هو
 مقتضى باب الافعال.

وثالثها النسبة الى الفاعل اى العالم. ورابعها الزمان واذا حوت مادريت من هذه المذكورات فلا مفرك من الايمان على ان الوفاء داخل فى مفهوم التوفى لكونه مأخوذاً منه وان اقتضاء "بال التفعل" وهو الاخذ ايضاً معتبر فيه فالكلمات التى تؤخذ من التوفى لها اشتغال على اربعة اشياء لدلالتها على الزمان كلفظ توفيت والالفاظ التى لاتدل على الزمان فالتركيب فيها من ثلاثة اجزاء كلفظ متوفى ولا يقال ان متوفى صيغة اسم الفاعل. وكل صيغة اسم الفاعل لا بد فى معناه من الزمان لانا نقول بعدم تسليم كلية الكبرى لعدم الزمان فى اسم الفاعل الغير العامل اى لا بد من الزمان لاسم الفاعل الذى هو عامل لا مطلقاً ولفظ متوفى ليس هنا بعامل لا يقال انه عامل هنا لان الكاف فى متوفيك مفعول لمتوفى لانا نقول ليس بمفعول بل هو مجرور محلاً لا ضافة المتوفى اليه كما لا يخفى فان قلت المضاف عامل والكاف معمول قلت نعم.

اما مرادنا ليس ان كل عامل سواء كان يعمل بالاضافة او غيرها لا بد فيه من الزمان بل المراد العامل الذى هو غير المضاف. واما العامل المضاف كالمتوفى ههنا فلا يتضمن زماناً كما نص عليه النحاة فى اسفارهم وبالجمله فالصنيع المأخوذة من المصدر لا بد ان تكون مشتملة على اصل المصدر سواء كان تركيب معناها من تلك الاجزاء تركيباً حقيقياً كما هو المشهور او تركيباً تحليلياً كما هو الحق. الابلج فمعنى الشمول ان اعتبار الجزء الاعتبارى من هذا لكل الاعتبارى جائز. فانذ المعنى الذى يقصد من لفظ التوفى او مما اشتق منه فهو على تقدير كونه مجرداً عن معنى "الوفاء" لا يكون معنى حقيقياً للفظ التوفى او المشتق منه لان التجريد عن بعض اجزاء الموضوع له تجريد عن كله والا يلزم تحقق الكل مع انتفاء الجزء او تحقق ما هو فى حكم الكل مع انتفاء ما هو فى حكم جزئه وذا باطل بالبدهة فاذا لم يكن ذالك المعنى المراد معنى حقيقياً لذالك اللفظ لا بد ان يكون

معنی مجازیا اذ اللفظ المستعمل فی المعنی لا یخلو عن الحقیقة والمجاز ولا یختص ذالک الحکم بارتفاع مفهوم الماخذ۔

فحسب بل یحکم بالمجازیة فی کل صیغة بانتفاء کل جزی ای جزء کان من الاجزاء المعتبرة فی تلك الصیغة سواء کان دخول ذالک الجزء فیها بالوضع الشخصی او بالوضع النوعی یمثل الاول باللبنات فی الجدران۔ والثانی بدخول جزء المشتق فی المشتق فان وضع المشتقات وضع نوعی كما یقال کل لفظ علی وزن مفعول فهو یدل علی من وقع علیه الفعل۔ فاذا لم یکن بد لكون المعنی معنی حقیقیا حال کونه مرکبا من تحقیق کل جزء من اجزائه ویکفی فی ارتفاعه وتحقق المعنی المجازی انتفاء واحد من تلك الاجزاء لانه كما ینتفی الکل بانتفاء جمیع الاجزاء ینتفی بواحد منها فالآن مامر من البحث الشریف والتحقیق۔ الحقیق یدل دلالة واضحة علی ان معنی المتوفی هو الآخذ بالوفاء والتمام وذلک معناه الحقیقی لتحقق جمیع مالا بدمنه للمعنی الحقیقی بهذا اللفظ من مدلول الوفاء والاخذ ونسبة الی الفاعل ففی قوله تعالی خطابا یعیسی ابن مریم علیه السلام یعیسی انی متوفیک ورافعک یكون معناه علی الحقیقة ان یا عیسی انی اخذک بالکیة والتمام۔

ترجمہ یوں ہے کہ ”توفی“ کا معنی لغت کسی چیز پر پورے طور پر قبضہ کرنا ہے۔ (اس کا مادہ یعنی جس سے یہ الفاظ لیا گیا ہے اور اسی کو ماخذ بھی کہتے ہیں) وقاء ہے۔ قاعدہ مقررہ مسلمہ ہے۔ کہ ماخذ کا معنی ماخوذ کے تمام گردانوں میں معتبر ہوتا ہے۔ گوان کی صورتیں اور صیغہ مختلف ہوں۔ ماخذ کا معنی ماخوذ میں اس طرز پر داخل ہوتا ہے جیسے کہ جزء کل میں داخل ہوتا ہے۔

دیکھو علم کا لفظ (خواہ اس کا معنی عند الحقل شی کی صورت کا حاصل ہونا یا عالم و معلوم کے درمیان نسبت ہونا خواہ کہ ایک اضافت والی چیز ہے۔ یا خود صورت حاصل یا دانش ہے۔ یا شے کی صورت کا حاصل کرنا وغیرہ) گو کسی معنی سے اس کو لوہ ضرور اس کے ماخوذ میں پایا جائے گا۔ وہ ماخوذ ابواب مجرودہ سے ہو یا مزید۔ مثلاً علم (جان لیا اس نے) ماضی معلوم کے ساتھ اس کا معنی

پہلی اصطلاح کے موافق یہ ہے۔ کہ فلاں نے فلاں چیز کی صورت زمانہ گزشتہ میں اپنی عقل میں
حاضر کی دوسری اصطلاح کے مطابق فلاں نے اپنے آپ کے اور معلوم کے درمیان ایک نسبت
(عالمیہ مطومیہ) حاصل ہو گئی ہے۔

اسی طرح پہادروں میں جاری کرو ہر ایک میں وہی پائیں گے۔ جو ہم بیان کر آئے
ہیں۔ پس جب کہ علم کا لفظ جو معنیہ ماضی معلوم ہے اپنے مصدر اور ماخذ پر بھی شامل ہوا تو اس میں
تین جزو سے ترکیب ہوگی۔ ایک مصدر، دوم زمانہ۔ سوم قائل کی نسبت لیکن یہ بھی خیال رکھنا
چاہئے کہ یہ دو جزئیں۔ ”ایک نسبت دوم زمانہ ہر ایک میں اپنے مصدر مجرد سے لیا گیا ہو یا اس سے
جو اس مجز سے لیا گیا ہو۔ ماخذ ہو۔ تحقیق ہوں گے البتہ یہ ضرور نہیں ہے کہ ہر ایک ماخذ میں پایا
جائے نہیں بلکہ افعال میں۔ نہ غیر میں۔ نہ کھو علم سے محالہ ماخذ ہے۔ یعنی علم اس میں موجود
ہے۔ ایسا ہی اعلام (سکھانا) جو اسی علم سے ماخذ ہے اس میں نہ تو قائل کی طرف نسبت ہے اور نہ
زمانہ کی جانب ہاں اس کا ماخذ اس میں موجود ہے۔ نیز اس میں باب افعال کا مستغناء جس کے لئے
متعدی ہوں (حالا نکداس کے ماخذ میں یہ نہیں ہے) پایا جاتا ہے۔ لہذا اس میں دو جزو تحقیق ہیں۔
اعلام سے جو علم سے لیا گیا ہے۔ ”علم بعینہ ماضی معلوم مشتق ہے اس لئے اس میں چار جز ہیں۔
ایک علم جو مصدر ہے۔ دوم باب افعال کا مستغناء۔ سوم قائل کی طرف نسبت چہرام زمانہ جب یہ
عبث ہوا تو ضرور ماننا پڑے گا کہ باب فعل کا مستغناء جو ماخذ (مستحق لے لینا) ہے۔ اس میں مجتہز
ہے۔ پس جو الفاظ ”متوفی“ سے ماخذ ہیں۔ بشرطیکہ وہ زمانہ پر دلالت کرتے ہیں۔ چار چیزوں
پر شامل ہوں گے۔ جیسا کہ تالیف پر لے لیا میں نے اور جو زمانہ پر دلالت نہیں کرتے ہیں۔ ان کی
تین جزئیں ہوں گی۔ نہ کھو عقل اس لئے کہ اس میں زمانہ مجتہز نہیں ہے۔ مختصراً یہ کہ جو معنیہ کسی
مصدر سے لیا گیا ہو۔ اس میں یہ ضروری ہے کہ وہ اپنے ماخذ و مصدر پر شامل ہو۔ گواں ترکیب کو
تحقیق یا اعتباری ہاں یہ تمام اشیاء پر ہے کہ اس ترکیب کو عقلی کہیں گے۔ حق بھی کہی ہے تو شمول
کا سہی کہی ہوگا کہ اس جزو اعتباری کا عقل سے اعتبار کر لینا جائز ہے۔

۱۔ شاید کوئی کہے۔ کہ اس اسم قائل میں تو زمانہ ضروری ہے۔ سو اس کا جواب یہ ہے کہ
ضروری اس موقع پر ہے کہ جب عامل ہونہ مطلقاً یہ بھی نہیں کہہ سکتے کہ آیت انی متوفیک میں جو
متوفی ہے اس میں زمانہ مجتہز ہے۔ کیونکہ یہ یہاں پر عامل ہے۔ اس لئے کہ ”متوفی“ کاف
خطاب کی طرف مضاف ہے اور کاف محلا مجرد ہے۔ نہ یہ کہ متوفی کا مفعول ہے۔

پس اگر توفی کا معنی وفا کو چھوڑ کر لئے جائیں گے تو یہ حقیقی نہیں ہوگا۔ اس واسطے کہ موضوع لہ کے بعض اجزاء کو الگ کر دینے سے کل ہی سے تجلیہ لازم آتا ہی نہیں، تو باوجود اتفاقاً جزم کے کل کا تحقق چاہئے۔ (یہ اس صورت میں ہے کہ ترکیب حقیقی ہو) یا لازم آئے گا کہ جو حکما کل ہے۔ وہ حکمی جز کے بغیر تحقق ہو۔ حالانکہ یہ باطل ہے اس لئے ثابت ہوا کہ وہ مجازی معنی ہوگا۔ آخر یہ تو ظاہر ہے کہ لفظ کا استعمال یا حقیقتاً مجازاً ہوتا ہے۔ لیکن یہ خیال نہ کرنا کہ ماخذ ہی صرف معجزہ ہوگا۔ جب ہی مجازی ہوگا۔ نہیں بلکہ کوئی جزم ہو۔ جب کہ اس کا اتفاق مان لیں گے۔ وہ مجازی ہی ہوگا۔ خواہ اس جز کا دخول وضع شخصی یا وضع نوعی کے ذریعے سے ہو۔ پہلے کی مثال اینٹ کا دیوار میں داخل ہونا دوسرے کی مثال ”مشتق“ کی جزد کا اس میں داخل ہونا۔ کیونکہ دخول بوضع نوعی ہے۔ چنانچہ کہا جاتا ہے کہ ہر لفظ جو مفصل کے وزن پر ہو وہ اس پر دلالت کرے گا کہ جس پر فصل واقع ہوا ہو۔ لہذا حقیقی معنی جب کہ مرکب ہو۔ وہ تا حد تک آہیں میں تمام اجزاء تحقق نہ ہو لیں حقیقی نہیں کہلائے گا۔

اس کے مرتفع ہو جانے مجازی بننے کے لئے ایک جز کا بھی انشاء کافی ہے کیونکہ کل کا انشاء کسی ایک جزو کے ناپید ہو جانے سے ہوتا ہے۔ لا غیر بھی متوفی کا حقیقی معنی ہے۔ کیوں نہ ہو کہ جس کے حقیقی ہونے کی ضرورت ہے نہ وہ پایا گیا ہے۔ وہ یہ ہیں۔ ایک وفا، دوم لے لینا، سوم فاعل کی نسبت۔ پس آیت *لقد عیسٰی اٰنٰی متوفیکم* جس کا مضمون یہ ہے کہ اے عیسیٰ علیہ السلام میں تیرا متوفی اور اپنی طرف تیرا اٹھالے جانے والا ہوں۔ ”یا کہ اے مسیح میں تجھ کو پورے طور پر لینے والا ہوں۔

۱۔ وضع کا معنی یہ ہے کہ ایک لفظ یا شی کو کسی مفہوم کے واسطے معین کر دینا رہا یہ کہ شخصی کیا ہے اور نوعی کیا، سو واضح ہو کہ شخص میں وضع اور موضوع لہ دونوں خاص ہوتے ہیں۔ جیسا کہ زید کا لفظ ذات زید کے لئے موضوع ہے۔ اب اس میں وضع اور موضوع بھی لہ بھی خاص ہیں۔ پس یہ وضع شخصی ہوا یا لفظ دیوار کا خاص ایک دیوار کے لئے موضوع ہے یہ بھی شخصی ہوگا اور اینٹ کا دیوار میں داخل ہونا بھی اسی شخصی وضع کے ذریعے سے ہو۔ کیونکہ وہ دیوار میں جزم کی طرح داخل ہے اور وہ دیوار موضوع لہ وضع شخصی ہے۔ وضع نوعی وہ ہے جو حضرت مصنف علام نے خود بالتصریح فرما دیا ہے غرض کہ جس طرز پر جناب فرماتے ہیں اسی طریق پر جب وضع ہو تو وہ نوعی کہلاتا ہے۔

وكذا المراد فى قوله تعالى حكاية عنه فلما توفيتنى كنت انت
الرقيب عليهم هو الاخذ بالتمام.

وذا لا يوجد الا فى الرفع الجسدى لانحصار الاخذ بتمامه فى هذا
الرفع دون الرفع الروحى لانه اخذه ببعضه دون كله فاطلاق التوفى مع
كونه محمولاً على الحقيقة على الرفع الروحى غير جائز نعم لو اريد
بالتوفى اخذ الشئ مجرداً عن معنى "الوفاء والتمام" بان يكون عدم الوفاء
ماخوذاً فيه او بان لا يكون الوفاء معتبراً فيه سواء قارنه اولم يقارنه
واعتبار عدم الوفاء يغاثر عدم اعتبار الوفاء فحينئذ يصح اطلاقه على الرفع
الروحى لكن على الاول يكون اطلاقه عليه من قبيل اطلاق الكل على الجزء
وعلى الثانى من قبيل عموم المجاز.

والفرق بين اعتبار عدم الشئ وبين عدم اعتبار ذالك الشئ انما
هو بالخصوص والعموم وكل من هذين الاطلاقين اطلاق مجازى لا يصار
عليه الا بقرينة صارفة عن ارادة معناه الحقيقى الاصلى والقرينة غير
موجودة فلا بد من ان يحمل على الحقيقة دون المجاز - ومن المعلوم ان
مدارك اللفظ حقيقة ومجازاً انما هو موضع مطلقاً اعم من ان يكون
الوضع وضعاً نوعياً فان استعمل اللفظ فى المعنى الموضوع له الشخصى
او النوعى كان حقيقة والا كان مجازاً والمشتقات لتركيبها من مادة وهيئة
موضوعيتين اولهما بالوضع الشخصى وثانيتهما بالوضع النوعى تكون
دالاتها على معنى اصل المبداء بماداتها بالوضع الشخصى وعلى مفهومها
التركيبى بوضعها النوعى.

ولكونها مركبة بهذه الصفة لا بد لكونها حقيقة من تحقق كلا
الوضعين ولا يكفيها فى كونها حقيقة تحقق احدهما فقط بخلاف مجازيتها
فانها تتصور بانحاء ثلاثة - بانتقاء الوضع الشخصى عن معناه الحقيقى الى
معنى الدلالة وبانتقاء الوضع النوعى فقط كاطلاق لفظ القائلة على المقولة

مع بقاء اصل المعنى المصدرى وبانتفاء كليهما كما لو اطلق الناطق واريد به المدلول. فلفظ ﴿متوفيك﴾ او لفظ ﴿توفيتني﴾ ان حمل على معنى الاخذ بالتام الذى لا يكون الا يرفع الروح والجسد يكون حقيقة لتحقق مدار الحقيقة من كلا الوضعين.

وان حمل على معنى لم يندرج فيه معنى الاخذ بالتام سواء جرد عنه. بان يكون عدمه قيد الاخذ او بان يرسل الاخذ ولم يعتبر معه قيد التمام وجد فيه التمام اولم يوجد يكون مجازاً لصرفه عن معناه الموضوع له بالوضع الشخصى ومن المقررات والمسلمات ان المصير الى المجاز بلا قرينة صارفة غير جائز فتعين المصير الى الحمل على الحقيقة. ودعوى تبادر التوفى فى معنى الاماة وجعل التبادر قرينة لكونه حقيقة فى الاماة غير مسلم لانه لو اريد بتبادره فى هذا المعنى التبادر مع عدم القرينة فذلك اول النزاع ولم يوجد فى القرآن فى موضع من وارد هذا اللفظ استعماله فى هذا المعنى بغير قرينة وان اريد به التبادر مع القرينة فذلك مسلم ولكن علامته الحقيقة هى تبادر مع العراء عن القرينة لامع انضمامها والا يكون كل مجاز مستعمل حقيقة فلم يصح تقسيم اللفظ الى الحقيقة والمجاز لعدم امكان وجود المجاز على هذا التقدير وانما ادعينا ان لفظ التوفى حيث وقع فى القرآن بمعنى الاماة فانما وقع مع القرينة لابدونها فان حمل التوفى على الموت. فى قوله تعالى ﴿حتى يتوفهن الموت﴾ (نساء: ١٥) ﴿بقرينة اسناده الى الموت وفى قوله عز وجل ﴿قل يتوفكم ملك الموت الذى وكل بكم﴾ (حج: ١١) وفى ﴿ان الذين توفهم الملكة ظالمى انفسهم﴾ (النساء: ٩٤) وفى ﴿توفهم الملكة ظالمى انفسهم﴾ (آل: ٣٨) وفى ﴿توفهم الملكة طيبين﴾ (آل: ٣٢) وفى ﴿توفته رسلنا﴾ وفى ﴿رسلنا يتوفونهم﴾ وفى ﴿يتوفى الذين كفروا الملائكة﴾ وفى قوله تعالى ﴿فكيف اذا توفتهم الملكة يضربون وجوههم﴾ (محمد: ٢٤)

اسناد الى الملك المؤكل في الاول وفي الباقية من اقواله الشريفة
 اسناده الى الملائكة القابضة للازواح قرينة صاوفة وفي قوله تعالى
 ﴿وتوفنا من الابرار﴾ (ال عمران: ١٤٣) لسؤال الجمعية بالابرار وفي قوله
 عز وجل ﴿توفنا مسلمين﴾ (ال اعراف: ١٣٦) سؤال حسن الخاتمة قرينة كذلك
 وفي ﴿فاما نرينك بعض الذي نعدهم او نتوفينك فاليك يرجعون﴾
 (ال مؤمن: ٤٤) قرينة التقابل انما يعتبر في احد المتقابلين يعتبر عدما في
 المتقابل الآخر. كما اعتبر الانتقال التدريجي في الحركة وجوداً وعدمه في
 ضدها اعني السكون ولا ريب ان الحيوية مهتبرة في نرينك اذ الارادة بدون
 حيوة الرائي غير متصور فيعتبر عدما في مقابلة وهو نتوفينك.

وفي قوله تعالى ﴿والذين يتوفون منكم ويذرون ازواجا﴾
 (البقرة: ٢٣٣) والآخرى يتريصن وكذا في قوله ﴿والذين يتوفون منكم﴾
 ويذرون ازواجا وصية لازواجهم (البقرة: ٢٣٠) الآية قرينتان اولهما في الآية
 السابقة وثانيتها الزوم الوصية وكذا التقابل في ومنكم من يتوفى وتيد
 حين موتها في قوله تعالى ﴿والله يتوفى النفس حين موتها والتي لم تست
 في منامها﴾ (البقرة: ٢٢٠) قرينة على المعنى المجازي.

وفي هذه الآية الامانة والامانة كقائهما مرأتان الابطريق الجمع
 بين الحقيقة والمجاز لما تقرر من امتناعه في التصول. والله ليس شيء من
 الامانة والامانة معنى حقيقياً للفظ التوفى حتى يلزم ذلك من اجتماعه مع
 الآخر لا بطريق عموم المجاز كما في قول القائل لا يضع قدمه في دار فلان
 فإنه يصح سواء دخل من غير رفع المقدم كما اذا دخل راكباً او مع النوضع
 كما اذا دخل ماشياً حافياً وسواء دخل في الدار المملوكة لفلان او لدار
 المستعارة او المستأجرة لفلان ويخصص هذا القول بمعناه الحقيقي حتى
 ينحصر حثه في الدخول حافياً وفي الدخول في الدار المملوكة لفلان ولا
 بالمعنى المجازي حتى ينحصر حثه في الدخول في غير الدار المملوكة

لفلان وفى الدخول غير حاف بل يعم بالدخول مطلقاً فى دار فلان بان كانت مسكونة له سواء كانت تلك السكونة بالملك او بالعارية او الاجارة وليس ذاك الاعلى سبيل ادارة معنى اعم يشتمل على المعنى الحقيقى والمجازى كليهما. وهذا هو عموم المجاز واردة كليهما لا بهذا الطريق لعدم اعتبار معنى عام يشتمل على المعنى الحقيقى من الاخذ بالكلية والاخذ بالبعضية فان كونهما مراد تين ليس الامن حيث ارادة الاخذ بالبعضية. بان يراد بالتوفى سلب تعلق الروح بالبدن تعلقاً يوجب الادراك الاحساسى او تعلقاً يوجب الحياة فان كان الاول مسلوباً بدون الثانى وهذا هو الانامة وان كان الثانى ومن لوازمه كونه متضمناً لسلب الاول فهذا هو الاماتة ودوران ذلك التعلق بين الاحساس وبين الحياة. ليس كدوران الشئ بين النقيضين بل كدورانه بين امرين يكون احدهما اخص والاخر اعم. ولذا امتنع وجود التعلق الاول بدون الثانى ويقال وجوباً كل حساس حى بدون عكس كلى فلا تنافى فى اجتماع الاحساس والحياة فى الحيوان بل فى ارتفاعهما عنه وتضمن رفع التعلق الثانى لرفع التعلق الاول لا يقتضى نفى سماع الاموات اذ سماعهم الذى نحن ميثقوه هو بمعنى ادراك ارواحهم وذلك ثابت بالادلة القطعية لا مجال لاحد فى انكاره وهذا لا يرتفع فى ضمن ارتفاع الحياة وما يرتفع فى ضمن ارتفاعها. وهو السماع العادى الذى لا يمكن الابقوة جسانية عصبانية ولا يقول احد بتحقيقه مع انتفاء الحياة. فالسمع الثابت بالادلة الشرعية والعقلية غير مرتفع وما هو مرتفع غير ثابت وبهذا يظهر ان التقابل الذى بين النوت والحياة هو التقابل بالتضاد لكون كليهما وجوديين. فان كون الحياة امراً وجودياً ظاهره اما النوت فلانه اثر للاماتة والاماتة لما كانت عبارة عن قطع تعلق الروح بالبدن وايقاع الفصل بينهما وتخريب البدن كان النوت الذى هو مطاوعها عبارة عن القطع ذلك التعلق والانفصال والتخريب كل ذلك وجودى. ويندل على

كونه وجودياً قوله تعالى خلق الموت والحياة لان الموت لو كان عديمياً لما
تعلق به خلق اذ لا يقال للعدمى انه مخلوق فان الخلق هو الجعل والايجاد
وعدمية عدم الحياة عدماً ثابتاً الازم للموت لا تصير الموت عديمياً لظهور
عدم استلزام عدمية اللازم عدمية الملزوم الاترى الى الفلك. فانه منروم
لعدم السكون عنه الفلاسفة ولا يلزم يكون لازمه هذا عدمياً كون الفلك
عدمياً ونظائره اكثر من ان تحصر.

وهذا ما قلنا من ان التوفى ليس حقيقة فى الاماة لان الاماة لا
يوجد فيها الاخذ بالتمام بل الاخذ فى الجملة بخلع صورة نوعية عن
الجسم الحيوانى وليس اخرى منها وبفصل الروح عن البدن فباعتبار
وجوب حمل اللفظ على الحقيقة. يكون قوله عزوجل ﴿يَعِيسَى ابْنى
مَرْيَمَ﴾ دليلاً لنا لانه يؤيده العطف بقوله ﴿وَرَأَيْكَ الى﴾ (آل عمران: ٥٥) ﴿
اذ المراد به الرفع الجسمانى والا فما وجه تخصيصه بعيسى عليه السلام
لعموم الرفع الروحانى كل مومن وحمله على هذا الرفع العام مستندلاً بقوله
عزوجل ﴿يَرْفَعُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَالَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ﴾ (محمد: ١١) ﴿
غير صحيح لان المذكور فى تلك الاية هو رفع المسيح نفسه وفى هذه الاية
رفع الدرجات ولا يخفى الفرق بين رفع الشئ نفسه وبين رفع درجاته كما
هو بين قولك رفعت زيداً وبين رفعت زيدا ثوبة او بيته او شيئاً آخر مما
يتعلق به.

ومع ثبوت التغاثر بين الرفعين لا يتم التقريب فعلى هذا يقال ان
من نودى وخطوب بالضمائر هو عيسى عليه السلام فيكون المنادى
والمتوفى والمرفوع والمطهر من الكفرة وفائق الاتباع اياه عليه السلام
فيتركب القياس من الشكل الاول من ان عيسى هو المصداق للمتوفى
المفهوم من الاية والمصداق له هو المصداق لصيغة من وقع عليها فعل الرفع
فينتجج ان عيسى عليه السلام هو المصداق للمرفوع. وهذا عين ما ادعيناه

من ان المرفوع هو شخصه لا روحه فقط وايضا لو كان روح عيسى عليه السلام مرفوعاً دون جسده الاظهر لوقع جسده فى ايدى الكفرة ولحصل مرادهم ولا هانوه فلم يصح قوله تعالى ﴿ومظهرك من الذين كفروا﴾ (ال عمران: ٥٥) فان الامانة ليس تخليصاً وتطهيراً من الاعداء بل تحصيلاً لمرادهم وايضاً لا لهم الى مناهم وغايتهم متمناهم فهل يصح لمن له فهم مستقيم وعقل سليم ان يفهم من الرفع فى هذه الاية الرفع الروحانى وهل لا يعد ذلك المستنبط من ارباب الجهالة ولعمري ان هذا الشيء عجيب بتعجب منه كل لبيب واستدل ايضا بقوله تعالى ﴿وقولهم انا قتلنا المسيح ابن مريم رسول الله وما قتلوه وما صلبوه ولكن شبه لهم ط وان الذين اختلفوا لفى شك منه ما لهم به من علم الا اتباع الظن وما قتلوه يقينا بل رفعه الله اليه وكان الله عزيزاً حكيماً وان من اهل الكتاب الا ليقمن به قبل موته ويوم القيامة يكون عليهم شهيدا﴾ (النساء: ١٥٤-١٥٩) ﴿

حيث حمل الرفع على الرفع الروحانى- وقال برجع الضمير المجرور المتصل بالباء فى قوله تعالى ليؤمنن به الى كونهم شاكين غير متيقنين يكون عيسى مقتولاً مصلوباً وبرجع الضمير المتصل بقوله موته الى الكتابى ثم وجهه بتوجيهين آخرين وحكم على كليهما بالصحة.

والصواب الاول ان لفظ الايمان مقدر فى قوله تعالى قبل موته اى قبل الايمان بحقيقته فيكون معنى الاية ان كل كتابى يؤمن بان قتل عيسى مشكوك فيه قبل ان يؤمن بموته الطبعى الذى وقع فى الزمان الماضى.

والتوجيه الثانى ان كل كتابى كان يؤمن ويعلم قطعاً بانهم شاكون فى قتل عيسى وليس قتله الاعلى سبيل الشك والظن وذلك اى ايمانهم بكونهم شاكين كان قبل ان مات عليه السلام. والحاصل انهم والحال ان عيسى حتى اى قبل ان مات كانوا شاكين فى قتله. ولم يكن حصل لهم قطع لقتله بل كانوا قبل ان مات يوقنون بمشكوكية قتله وفى هذا الاستدلال

انظار شتى. اما النظر الاول على التوجيه الاول فلان حمل الرفع فى الآية على الرفع الروحانى غير صحيح. لذا للكلام وقع بطريق قصر الموصوف على الصفة على نحو قصر القلب. وهذا مشروط بتنافى الوصفين كما اذا خاطب المتكلم رجلا بعكس ما يعتقد مثل مقام زيد بل قعدا من يظن بقيامه. وظاهر ان القيلام القعود ومتنافيان واشتراط التنافى اعم من ان يكون شرطاً لحسنه او لاصله ومن ان يكون التنافى تنافياً فى نفس الامر وفى اعتقاد المخاطب على حسب تعدد الآراء وانما كان قوله تعالى ﴿وَمَا قَتَلُوهُ يَقِينًا﴾ بل رفعه الله اليه (اشياء: ١٥٤) على نحو قصر القلب لانهم كانوا يدعون ان عيسى مقتول فخطبهم الله تعالى بعكس ما زعموا من انه مرفوع لا مقتول كما زعمتم فيجب التنافى بين وصفى القتل والرفع وذلك لا يتصور الا اذا كان مرفوعاً كونه حياً اذ منافاة الرفع حال الحيوة. اى الرفع الجسمانى للقتل ظاهر بديهى لا يحتاج الى تنبيه فضلا عن دليل. واما اذا كان الرفع رفعاً روحانياً. فلو جوب اجتماع الرفع مع القتل لا يتحقق التنافى بين الرفع والقتل لان كل احد يعلم قطعاً ان من قتل فى سبيل الله فهو مرفوع بالرفع الروحانى باجماع المذاهب فحينئذ يجب اجتماعهما ومع ثبوت الاجتماع النفس الامرى والاعتقادى ايضا ارتفع التنافى راساً. فلم يصح القصر اولم يحسن.

فاما ان يقرر بكون هذا الكلام نزل رداً لزمع اهل الكتاب فيلزمه الاقرار بكونه قصراً للقلب ووجوب النافى بين الوصفين فى قصر القلب وهذا هدم للقواعد العربية بالجملة لا بدله اما من القول برفعه عليه السلام حياً واما من الخروج عن العربية فانيهما شاء فليختر والنظر الثانى ان ارجاع الضمير الاول الى مشكوكية قتل عيسى دون عيسى ليس بلولى من ارجاعه اليه فاختياره عليه مع لزوم مخالفة للسلف والخلف ترجيح بلا مرجع بل ترجيح للمرجوح.

وهذا افحش من ذلك مع انه يكون المعنى على هذا ان كل كتابي يؤمن بان المسيح مشكوك القتل وان قتله ليس بقطعي كما اوضحه بنفسه وهذا المعنى لا يستقيم لان اتيانهم بمضمون قتل عيسى عليه السلام في عنوان الجملة الاسمية وتاكيده بان صريح في كونهم مذعنين بقتله ولذا رد الله عز وجل ادعائهم هذا بقوله عز وجل ﴿وما قتلوه يقيناً﴾ (النساء: ١٥٤) ﴿انزلوا لم يكن لهم الازعان لكفى في ردهم﴾ ﴿وما قتلوه﴾ ولم يزد عليه قيد ﴿يقيناً﴾ فالقول بانهم لم يكونوا مذعنين بل كانوا شاكين في قتله قول بالغاء قيد ﴿يقيناً﴾ في قوله تعالى ﴿وما قتلوه يقيناً﴾ لخلوه عن القاعدة على هذا التقدير وادعاء ان قيد يقيناً قيد للقتل المنفي في وما قتلوه فيكون النفي وارداً على القتل المقيد بهذا القيد والنفي على هذه الوتيره كما يتحقق ويصح بانتفاء القيد كذلك يصح بانتفاء المقيد والقيد كليهما وهنا كذلك فان القتل مع التيقن منتف لا ينفعه ولا ينجيه من لزوم الغاء القيد لكفايته نفي اصل القتل في ردهم مع انه يخالف القاعده الاكثرية من ان النفي الوارد على المقيد يتوجه الى القيد فحسب على انه لم يوجد دليل على انهم قالوا بهذه الجملة من غير صميم القلب كما وجد على كون قول المنافقين لرسول الله ﷺ نشهد انك لرسول الله من غير صميم القلب فيكف يصح ان هذا القول منهم مع كونهم شاكين من قبيل اظهار خلاف ما كانوا عليه لئلا يتوجه ايراد لزوم الالغاء على الكائد المستدل بل وجد الدليل على انهم كانوا بقتله مذعنين كما يدل عليه صريح عبارة القرآن ان النصراني قديماً وحديثاً يدعون بذلك ويدعون الناس الى الايمان بذلك ويزعمون ان وقوعه له عليه السلام كان كفارة لذنوب امته مع انه كان ذلك مكتوباً في انجيلهم وان كان بطريق التحريف لكنهم لايمانهم بالانجيل وزعمهم عدم التحريف فيه كيف يجوز ويمكن منهم الشك في قتل عيسى عليه السلام ومع وجود هذا الدليل لا يتصور ان ينسب الى جميعهم الشك

فى قتله وقوله عزوجل وان الذين اختلفو فيه لفى شك منه مالههم به من علم الاتباع الظن موؤل. بان المراد بالشك ليس مايتساوى طرفاه كما اصطلاح عليه المنطقيون بل المراد من الشك المذكور ما يقابل العلم ومن علم الحكم الجازم الثابت المطابق لنفس الامر وعلى هذا لا تنافى بين شكهم واذعانهم فى قتل عيسى عليه السلام فيكون معناه "وان الذين اختلفو فيه لفى شك منه" اى لفى حكم غير مطابق للواقع وان كان حكمهم بذلك حكماً جازماً ولاكن لعدم مطابقة لنفس الامر. لا يعد علماً بل شكاً وليس لهم بذلك علم اذا لابد فيه من المطابقة فى نفس الامر فهم انما يتبعون الظن اى الحكم الغير المطابق لنفس الامر فيكون مال الشك والظن واحداً ولو اريد بالمعنى المصطلح لاهل المعقول لم يتحد مصداقهما المتبائن بينهما لوجوب رجحان احد طرفى الظن اى الطرف الموافق وعدمه مطلقاً فى الشك وهذا ظاهر.

واطلاق الشك والريب على غير المعنى المصطلح لهم مما يقابل العلم اليقيني شائع وفى القرآن واقع. قال عزوجل ﴿وان كنتم فى ريب مما نزلنا على عبدنا﴾ (البقرة: ٢٣٤) اطلق الريب على انكارهم وقولهم الجازم بانه كلام البشر وبانه شعراء وكهانة يدل على ذلك قوله تعالى ﴿فلا أقسم بما تبصرون وما لا تبصرون. انه لقول رسول كريم. وما هو بقول شاعر ط قليلاً ما تؤمنون. ولا بقول كاهن ط قليلاً ما تذكرون. تنزيل من رب العلمين﴾ (الحاقة: ٣٨، ٣٩) فلو كانوا شاكين فى كونه كلام الله تعالى بالشك المصطلح لما وقعت هذه التأكيدات من كون الجملة اسمية وتاكيدها بان وبالقسم فهذا دلالة بيّنة على شدة انكارهم لكونه كلام الله تعالى البالغ الى حد الجزم بانه كلام غير الله.

وكذا اطلاق الظن عليه قال تعالى ﴿ان يتبعون الا الظن وان هم الا يخرصون﴾ (انعام: ١١٦) وخلاصة الاشكال الذى ورد عليه على تقدير ارجاع الضمير الاول الى الشك اما لزوم الغاء القيد فى الاية واما حمل قولهم انا قتلنا المسيح ابن مريم على خلاف الظاهر مع وجود ما يوجب حمله.

على الظاهر فمن التزم الاول فقد لكافرو ان الثانى فقد تحامر فايهما شاء فليختره ثالث الانظار ان فى هذا لتوجيه تكلفاً بحيث لا يتبادر الذهن الى رجوع الضمير الى ما ادعى رجوعه اليه مع انتشار الضمير وذلك مغل لكمال فصاحة القرآن والرابع ان المعنى على هذا التقدير يؤول الى انهم يصدقون بمشكوكية قتله ولما كان الشك والمشكوكية متحدين لزم كون التصديق متعلقاً بالشك الذى هو تصور سواء اريد بالشك مفهوم العنوانى او مصداقه لان كلا منهما تصور لامحالة وسواء اريد بالتصديق الادراك الازعائى الذى هو من جنس الادراك او الحالة ادراكية الازعائية التى هى من لواحق الادراك وتعلقه بالتصور مطلقاً باطل كما تقرر فى مقره ولكن تعلقه بالشك حال كون التصديق من جنس الادراك أفحش من تعلقه به على تقدير كونه من لواحقه لانه على هذا يكون الشك معلوماً والتصديق ادراكاً وعلماً به وقد ثبت بالبرهان عندهم اتحاد العلم بمعنى الصورة العلمية بالمعلوم فلزم اتحاد التصديق والشك مع انها متباينان.

والنظر الخامس ان الشك المصطلح عبارة عن التردد بين طرفى النسبة من الوجود والعدم على التساوى اى ادراك النسبة مع تجويز طرفها من غير اذعان باحد جانبيها. فالمعنى الذى اراد الكائد من ان اهل الكتب يؤمنون بشكهم فى قتل عيسى قبل الايمان بموته الطبيعى يرجع الى ان شكهم فى قتلهم فى قتله. حاصل من غير اذعان بموته الطبيعى لان من لوازم القلبية ان لا يوجد التباعد حين حدوث القبل. ولان الشك فى قتل الشخص مع الايمان بموته الطبيعى مما يستحيل ولا خفاء ايضاً فى ان لقتله عليه السلام طرفين وجوده وعدمه فاذا كان مشكوكاً يجب ان لا يذعن باحد جانبيه مطلقاً ولا بما يندرج فى ذلك الجانب وظاهر ان الموت الطبيعى يندرج فى عدم القتل اندراج الاخص تحت الاعم لشموله الحيوة والموت الطبيعى كليهما.

فتجريد الشك فى قتله من الازعان بموته الطبيعى من اجل
البديهيات لان تساوى طرفى الشك مع رجحان احدهما غير ممكن وهذا مما
ليعلم كل من له ادنى فهم فلو كان مراد هذا الاية ما قاله فاى علم حصل
بنزولها. واى فائدة من فوائد الخبر ترتبت عليه فتدبر على ان حملك هذا
الاية على ما حملت قول بان هذه لالاية مبنية لبعض اجزاء الماهية للشك
وهذا كانه ادعاء ان القرآن يبين المعانى المصطلحة لقوم كما ان الكافية
والشافية والتهديب وامثالها كذلك فهل يتفوه به عاقل.

واما على التوجيه الثانى فيرد عليه ما عدا الخامس من الانظار
المذكورة كلها ويرد عليه خاصة ايضا ان سلب الاوصاف بتمامها عن فرد
فرد من افراد شىء ثم اثبات صفته معينة لها كما يقتضى انحصار ذلك
الشىء فى تلك الصفة وهذا انحصار حقيقى كذلك سلب وصف معين عنها
سواء كان مقدراً او ملفوظاً ثم اثبات منافى ذلك الوصف يقتضى انحصار
الشىء فى المنافى للموصف المسلوب وهذا انحصار اضافى وكلا هذين
الحصرين نوعاً حصر الموصوف فى الصفة واما انحصار الصفة فى
الموصوف بالانحصار الحقيقى فبوجودها من الموصوف وانتفاؤها عن
جميع ما عداها او بالانحصار الاضافى فبوجودها فيه وانتفاؤها عن بعض ما
عداها فقط.

ومن المعلوم بالبداهة صدق المحصور فيه على محصور الكلى
كلياً وفى الاية انحصار اضافى لانحصار اهل الكتاب فى الايمان بالنسبة
الى وصف الكفر دون سائر الاوصاف.

فلكون المراد من الاية سلب الكفر عن جميعهم واثبات نقيضه من
الايمان لجميعهم كذلك وحصرهم فى ذلك النقيض يجب صدق الايمان على
الكتابى صدقاً كلياً بان يقال كل كتابى يؤمن به فهذه قضية موجبة
محصورة كلية.

فإذا حمل قوله تعالى عز وجل ﴿وَأَنْ يُّؤْمِنُوا﴾ من أهل الكتاب ألا يؤمنوا به قبل موته (١٥٩) على ما حمل في هذا التوجيه يكون معناه كل كتابي يؤمن بمشكوكية قتل عليه السلام قبل أن مات ومع قطع النظر عن لزوم حمل المضارع على الماضي والأغماض عن مفاد النون الثقيلة من معنى الاستقبال. أما أن يخص هذا الحكم ببعض أهل الكتاب الموجودين في زمانه قبل رفعه هذا منافع للقاعدة المارة أنفأ ما آيتم للموجودين منهم قبل رفعه وبعده إلى يوم القيامة وهذا يؤدي إلى تجويز وجود من لم يوجد حال عدم وجوده لا متنازع تقرر الصفة بدون موصوفها وفيه تجويز لمعية النقيضين وكذا يرد عليه أن حمل موته الذي هو مصدر على الماضي من غير داع فخصص تكلف لا يرتضيه أرباب الفهوم ويرد على تصويبه كلا المعنيين ونسبة كلا منهما إلى الكشف والإلهام.

أن أحد المعنيين باطل لا محالة إذا التوجيه الثاني قوى الاحتمال في الخصوص لاهونية خلاف القاعدة من اجتماع النقيضين والاول لا يتمشى فيه سوى العموم والعموم والخصوص مما يتغاثران فإن سلم التوجيه الاول انتفى التوجيه الثاني وأن الثاني ارتفع الاول.

فأحد الكشفين لو فرض بإلهام من الرحمن يكون الآخر بإلهام من الشيطان إذ لو كان كلاهما بإلهام الله تعالى لما وقع التخالف بينهما فالحق أن كلا الكشفين من الكشف الكاذبة الشيطانية لأن الكشف الصادقة الرحمانية والالم يرد على كل منهما نقوض شرعية قاطعة وإيرادات عقلية ساطعة. فالذي من شأنه أمثال هذه الدعاوى ومن خصائله أنه إذا أخذ بالقرآن تمسك بالانجيل وإذا ألزم بالانجيل رجع إلى القرآن وإذا بهما تشبث بالعقل وأن بكل منهما تذييل بالكشف والإلهام. فإن طوّل دليل يدل على صدق كشفه تهت وتحير وتنكس أو هو مثيل للمريض بمرض الموت ليس بحي فيرجى ولا ميت فيلقى أو تطير للنعامة.

إذا استطير تباعرو إذا استحمل نظائر فاقول بفضل الله تعالى إن المعنى الصحيح للآية المذكورة الذى لا يرد عليه شيء من تلك الانظار هو انهم قالو انا متيقنون بقتل المسيح ابن مريم فردوهم الله عزوجل بانهم ﴿ما قتلوه وما صلبوه﴾ (النساء: ١٥٤) فكيف يتصور تيقنهم بقتله لانه لا بد للعلم اليقيني من تطابقته لنفس الامر اذا لم توجد المطابقة لم يتحقق التيقن بقتله فحكمهم بهذا النحو من القطع وادعاء اليقين مع انتفاء العلم اليقيني به شبهة صرفة وجهل مركب يفسر بالحكم الغير المطابق- الثابت فى نفس الامر فهم فى شك منه اى فى حكم لم يطابق الواقع وليسوا على اليقين بل هم يتبعون الظن والجهل المركب- لانهم ﴿ما قتلوه﴾ اى انتفى قتله انتفاء يقينياً بان يكون قوله يقيناً قيداً للنفى لا للمنفى ﴿بل رفعه الله اليه﴾ (النساء: ١٥٨) بالرفع الذى ينافى القتل وهو الرفع الجسمانى دون الرفع الروحانى- فانه لا ينافى القتل بل يجمعه فى نفس الامر فى اعتقاد المخاطب ﴿وكان الله عزيزاً﴾ (النساء: ١٥٨) لا يعجزه شيء عن رفعه عليه السلام مع جسده ﴿حكيماً﴾ فى صنع رفعه.

وليس احد من اهل الكتب الا ليؤمنن به اى بعيسى قبل موته اى قبل موت عيسى سواء كان ايمانه نافعاً له كالايمان فى حالته غير الباس اعم من ان يكون قبل نزول عيسى او حين نزوله- فهذا المعنى قد روعيت فيه صيغة المضارع والنون الثقيلة- التى تدل على استقبالية مدخولها بالاجماع من اهل اللغة ولم يرد عليه شيء من النقوض- فالذى ذكرناه من المعنى هو المحكوم عليه بالصحة الصافى عن شوائب الايرادات كاف لدفع الاشكالات يؤمن به المنصف المناظر وان اعرض عنه الجاهل المجادل المكابر-

ثم استدل القاديانى بطريق الزام على اهل الاسلام القائلين بحياة المسيح عليه السلام بان كل من يؤمن بوجود السموات يؤمن بتحركها على الاستدارة- فلو كان عليه السلام على السماء للزم بتحركها تحركه فلم يتعين له جهة الفوق بل على هذا قد يصير فوقاً وقد يصير تحتاً فلا يتعين له النزول ايضاً- اذ النزول لا يكون الا من الفوق- وايضاً يلزم

كونه في الاضطراب وعدم القرار دائماً مادام هو في السماء وهذا نوع من العذاب وجوابه ان جهة الفوق يطلق حقيقة على منتهى الخط الطولاني من جانب راس الانسان بالطبع من محدب فلك الافلاك وجهة التحت على منتهى ذلك الخط ممايلي رجليه من مركز العالم وهاتان الجهتان لا تتبدلان عوض ويطلق الفوق والتحت على الحدود التي بين المركز وبين المهدب ايضاً لكن اطلاقاً اضافياً لا حقيقياً وكل من هذه الحدود المتوسطة يمكن اتصافه بكلا الوصفين من الفوقية والتحتية مثلاً محدب فلك القمر متصف بالفوقية بالاضافة الى مقره. وما عداله من الحدود المتقاربة الى مركز ومتصف بالتحتية بالنسبة الى سائر الافلاك فهذا الحد المعين فوق وتحت بالوجهين.

والحاصل ان كل حدين فرضايين المركز وبين محدب فلك الاعلى فما كان منهما اقرب الى المركز وابعد من المحدب فهو تحت وما بالعكس فهو فوق بخلاف المحققين فان ما يتصف منهما بالفوقية لا يمكن ان يتصف بالتحتية وما يتصف بالتحتية لا يمكن اتصافه بالفوقية. لان محدب الفلك الاعلى محدب دائماً ومركز العالم مركز دائماً لا تغير ولا تبدل فيهما. وعلى هذا يقال ان المسيح عليه السلام لما كان في السماء الثانية فلاريب في انه ابعد من المركز واقترب الى المحدب بالنسبة الى من هو عليه وجه الارض. فيكون فوق من هم على الارض وان سلمنا تحركه بتحريك السموات فلا يلزم عدم تعيين جهة الفوق له عليه السلام بل مادام هو في السماء متصف بالفوقية بالنسبة الى سكان الارض جميعاً. فاذا اراد الله تعالى نزوله انتقل من مقره السماوي من محدب السماء ولثانيه بحيث بتزايد البعد فيما بينه وبين محدب فلك الافلاك آناً فاناً من البعد الذي كان بينهما وتناقص كذلك البعد فيما بينه وبين مركز العالم من البعد الذي كان حيث هو في مقر الى ان يصل الى سطح الارض، وانت تعلم ان الحركة من المحدب الاعلى او مما يقرب الى جانب مركز العوالم هو النزول كما الحركة من جانب ذلك المركز الى جانب ذلك المحدب هو العروج فلما يلزم من تحركه بتحريك السموات

على الاستدارة عدم تعيين النزول له عليه السلام وايضالم يلزم من تحركه بتحرك السموات كونه مضطربا وفى نوع من العذاب الا ترى الى الذى ذهب اليه اهل الهيئة اليوم من الافرنج ان الشمس فى وسط الكواكب التى تدور حولها وقالوا انها ليس لها حركة حول الارض بل الارض حركة حولها وان الارض احدى السيارات عندهم التى منها عطارد والزهرة والارض والمريخ. وقال بعضهم ان الارض هم التى تتحرك هذه الحركة السريعة اليومية من المغرب الى المشرق وبسببها ترى الكواكب طالعة وغاربة.

لأنها اذا تحركت كذلك وكانت الكواكب سالكة او متحركة الى تلك الجهة ايضاً لكن بحركته ابطاء من حركتها ظهر لنا فى كل ساعة من الكواكب ما كانت محتجبة بحدية الارض فى جانب المشرق واحتجبت عنا بحد بتيها فى جانب المغرب ما كانت ظاهرة لنا فيتخيل ان الارض سالكة. وان الكواكب هى متحركة بتلك الحركة السريعة الى خلاف الجهة التى تتحرك الارض اليها كما يتخيل ان السفينة الجارية فى الماء سالكة مع كون الماء متحركاً الى خلاف جهة السفينة.

وهذا القول وان كان مردوداً بان الارض ذات مبدىل مستقيم طبعاً كما يظهر من اجزائها المنفصلة فيمتنع ان تتحرك على الاستدارة وبانها لو كانت كذلك لما وصلت الطيور الى جهة المشرق عند طيرانها من المغرب الى المشرق. وان كانت المسافة التى بين مبدى سير الطيور وبين منتهاه مسافة قليلة الا بعد مضى اكثر من يوم وليلة. وبانه على هذا كان يجب ان يتخيل جميع ما فى الجوف من الطيور متحركاً الى جانب المغرب سواء كان ذلك الطائر متحركاً بحركة نفسه الارادية الى المشرق او المغرب. وذلك بطوه سير الطيور وسرعة حركة الارض وبوجوه اخرى تركنا ذكرها. وبقوله تعالى: **شأنه** **هو** **الذى** **فى** **الارض** **رواسى** **ان** **تميد** **بكم** **(الحل: ١٥)** وبقوله الكريم **هم** **من** **جعل** **الارض** **قراراً** **وجعل** **خلالها** **انهاراً** **وجعل** **لها** **رواسى** **(الحل: ١٦)** فمع بطلان هذا القول نقول انهم مع كونهم عقلاء لم يجزموا ببطلان مذهبه هذا بظهور استلزامه عذاب من هو على الارض ولم

يورد عليهم احد ممن يخالفهم من المسلمين وسائر اهل المعقول هذا الايراد نعم اوهام العامة الجهلة الذين لاحظ لهم من العلوم العقلية تنزلزل بامثال هذا وكل هذا على تقدير تسليم حركة فلك الافلاك على الاستدارة ثم بتسليم حركة سائر الافلاك بتحريكه اياها ولنا ان نمنع حركة فلك الافلاك المعبر بالعرش في لسان الشرع على الاستدارة لانه لم يوجد في الشرع دليل قطعي يوجب الظن بذلك فضلا عن ان يوجب العلم القطعي كيف ولم يثبت ذلك في خبر قوى ولا ضعيف ان العرش يتحرك على الاستدارة.

ويحرك ماتحته من الافلاك بل قد ثبت في اخبار صحيحة ان له قوائم. وهذا بظاهرة يابى ان يكون الفلك الذى يصفونه على ما يصفونه ولا يابى ما صح انه مقبب كالخيمة وقد ورد انه يحمل اليوم العرش اربعة من الملائكة وثمانية منهم يوم القيامة. قال عزوجل ﴿ويحمل عرش ربك فوقهم يومئذ ثمانية﴾ (الاحقاف: ١٧) اي يوم القيمة وعلى هذا كيف المستقيم كون الفلك متحركا بالحركة المستديرة وما ورد في القرآن انما هو سير الكواكب كما قال تعالى: ﴿والشمس ينبغي لها ان تدرك القمر ولا اليل سابق النهار﴾ وكل في فلك يسبحون ﴿يُسَبِّحُونَ﴾ وقال ﴿كل يجري الى اجل مسنى﴾ (الرحمن: ٢٩) ﴿وقال ما اعظم شأنه﴾ فلا اقسام بالخنس. الجوار الكنس. ﴿كَبُورٌ﴾ (الجن: ١٥) وفسر بالنجوم الخمسة زحل والمشتري والمريخ والزهرة وعطارد ولئن سلم كون ذلك الفلك متحركا فلا نسلم. انه يلزم بتحركه تحرك سائر الافلاك لان الشرع لم يرد باتصال الافلاك فيما بينها بل ورد على انفصالها كما يظهره لمن تتبّع الاحاديث ولم يثبت كونها كروية بل ورد ان الارض بالنسبة الى السماء الدنيا كحلقة فى فلاة وهكذا السماء الدنيا بالنسبة الى السماء الثانية والثانية بالنسبة الى الثالثة. وهكذا الكل من الكرى وما تحته بالنسبة الى العرش كحلقة فى فلاة وظاهره انها لو كانت كروية لما صح هذا التمثيل واذا لم يثبت كروية الافلاك لم يثبت حركتها على الاستدارة ولما لم يثبت الاتصال فيما بين الافلاك فمع تسليم تحرك فلك الافلاك لا يلزم تحرك ماتحته من الافلاك بل عرفت ان نفس حركة الفلك

الاعلى أيضاً لم تثبت فلم يرد ما زعمه المستدل بطريق الالتزام تقليبه الإوهام العامة.

وحاصل كلامنا هذا كله ورود منوع متعاقبة مترتبة على استدلاله باننا لانسلم كون الفلك الاعلى متحركاً ولئن سلم فلا نسلم انه متحرك على الاستدارة ولئن سلمناه فلا نسلم ان يتحركه يلزم تحرك باقى الافلاك لتوقفه على اتصالها ولا اتصال. فلا يلزم تحركها حتى يتحقق مزعومه ولئن سلم كان ذلك فلزوم المحذورات الثلث من عدم تعيين جهة الفوق له وعدم تعيين النزول له وكونه فى العذاب الدائى ممنوع مطلوب دليله دافى له ذلك وقد عرفته مفصلاً وتامل فيه بالنظر الصائب ليظهر لك مبلغ انكشافه فى علم الهيئة ودركه فى القواعد الهندسية ينكشف لك حقيقة دعواه من المجددية والمحدثية وتقوله المفترى من المسيحية..... الخ.

سؤال ٢١..... واستدل القاديانى على موت عيسى عليه السلام بقوله تعالى ﴿وما جعلناهم جسداً لا ياكلون الطعام وما كانوا خلدين﴾ (انبياء: ٨) وتهذيب استدلاله انه لو كان المسيح حياً فى السماء لزم كونه جسداً لا ياكل الطعام وكونه خالداً وقد نفى الله تعالى ذلك فان مفاد الآية سلب كلى اى لا شىء من الرسل بجسد لا ياكل ولا احدهمهم بخالد ومن المقرر ان تحقق الحكم الشخص مناقض لسلب الكلى والدليل على كون المفاد سلباً كلياً قوله تبارك وتعالى ﴿وما جعلنا لبشر من قبلك الخلد افا ان مت فهم الخلدون﴾ (انبياء: ٢٣) فانه صريح فى السلب الكلى فانما ثبت الرفق والسلب كلياً بالنص ارتفع الحكم الشخص المستلزم للايجاب الجزئى المتناقض لذلك السلب الدلولى بالنص فان احد المناقضين لا يجمع النقيض الاخر كما لا يرتفع معه وهذا بديهى.

اقول..... بتوفيقه تعالى ان فى قوله تعالى ﴿وما جعلناهم جسداً..... الخ﴾ (انبياء: ٨) انما ورد النفى على الجعل المؤلف المتحامل بين المفعولين ومفعوله الثانى المجهول اليه هو قوله ﴿جسداً لا ياكلون..... الخ﴾ فمدخول النفى هو الجعل المقيد بهذه القيود وظاهره ان المقيد ولو يالف قيد لا

يتصور تحققه الا بتحقيق كل مان تلك القيود التى ههناهى تاليف الجعل
وكون المجعل اليه جسدا مع تقييده بعدم اكل الطعام فلا بدتحقق هذا
المقيد من تحقق تلك القيود الثلاثة بخلاف الانتفاء.

فانه متصور بانتفاء جزء اى جزء كان ولا يتوقف على انتفاء جميع
الاجزاء فينتفى ذلك المدخول للنفي بوقوع غير الجعل موقعه وبانتفاء
تاليفه بان يتعلق الجعل المفرد باحدا المفعولين. اما بالاول فقط. واما
بالثانى فحسب ويرفع خصوص المجعل اليه وضع امر آخر فى محله
وبانتفاء قيد عدم الاكل. ولو سلم تحقق كل قيد ماعدا فرض انتفائه
وبانتفاء مجموع القيود وبمعنى انتفاء كل قيد وبانتفاء المقيد. اعنى ذاتا
مامع تسليم القيود باسرها فهذه المواد والمواقع ليست الا بالامكان
لبالفعل والاطلاق الا رفع القيد الاخير.

فانه واقع بالفعل ومراد بقوله تعالى ﴿وما جعلناهم جسداً
(انبياء: ٨)﴾ وتحقق ماعدا ذلك القيد مسلم بل مثبت بالبراهين النقلية
القطيعيتين وعدم الاكل الذى هو امر عدنى متصور بوجهين بعدم اكل شىء
ما اعم من ان يكون طعاما اوغيره وبعدم اكل الطعام خاصة وان وجد معه
اكل غير الطعام وعدم ذلك الانتفاء الذى اضيف الى الامر العدنى انما يتحقق
بتحقق نقيض ما اضيف اليه الانتفاء فيستلزم انتفاء ذلك العدم الذى هو فى
قوة السالبة ثبوت الاكل الذى هو فى قوة الموجبة المحصلة اذ عموم الاولى
من الثانية انما هو بامكان تحققها بعدم الموضوع وعدم امكان تحققه،
العين عدمه لضرورة استدعائها وجود الموضوع ومن البديهييات ان
الموضوع فيما نحن فيه موجود.

وقد تقرر فى مدارك العقلاء التلازم بين السالبة السالبة وبين
الموجبة المحصلة عند وجود الموضوع فيلزم من قوله تعالى ﴿وما جعلنا
هم جسداً لا ياكلون الطعام (انبياء: ٨)﴾ الذى هو بمنزلة السالبة السالبة تحقق
قضية موجبة محصلة اعنى كل رسول ياكل الطعام فيقال لمن يدعى به على
اثبات موت المسيح ابن مريم ان نسبة الاكل الى كل رسول فى هذه القضية

هل هي بالضرورة بحسب الذات او بحسب الوصف او فى وقت ما او فى وقت معين او بحسب الدوام ذاتا اووصفا او بالاطلاق او بالامكان مع قيد الادوام فى ماعدا الاول والخامس او مع قيد الاضرورة فى ماعد الاول فقط على رأى او فى ماعدا الخامس ايضا كما على رأى آخر وان لم يكن بعض التراكيب منها متعارفا ولا يعتبر قيد الاضرورة ولا قيد الادوام الاول والخامس بديهي البطلان بوجود نقيض كل منهما وهو امكان عدم الاكل للاول واطلاقا للخامس وكذا الثانى والسادس لعدم مدخلية وصف الرسالة فى ضرورة الاكل اودوامه كما لا مدخل فيهما لمعنون ذلك الوصف وكذا لا تكون ضرورية بحسب الوقت مطلقا لا بحسب وقت ما ولا بحسب وقت معين لان غاية الامر ان يكون الاكل ضروريا بشرط الجوع والجوع لما لم يكن واجبا فى وقت ما لم يكن المشروط به ضروريا فى وقت ما كما صرح به فى كتب المنطق من الكتابة ليست بضرورية فى حين من الاحيان فما ظنك بالمشروط بها والضرورة بشرط الشيء غير الضرورة فى وقت ذلك الشيء والاول لا يستلزم الثانى كما فى تحرك الاصابع بشرط لكتابة.

فان التحرك بشرط ضرورى وليس فى وقتها بضرورى فكذلك ضرورة الاكل بشرط الجوع امر وضرورته فى وقت الجوع امر آخر لا تلازم بينهما فضلا عن الاتحاد فاذا لم يكن الاكل ضرورى فى وقت ما لم تكن القضية وقتية مطلقة ولا منتشرة مطلقة فلم تكن وقتية ولا منتشرة لا ستيجاب انتفاء الاعم انتفاع الاخص وكون الاكل ضروريا بشرط الجوع لا يقتضى ان تكون القضية بشروطة ايضا اذ المشروطة ما يوجد فيه الضرورة بشرط الوصف العنوانى لا بشرط اى وصف كان ومن الظاهر ان الوصف العنوانى فى القضية انما هو وصف الرسالة دون وصف الجوع فلم يبق الا ان يكون بالاطلاق او بالامكان مع قيد الادوام او بالاضرورة او بدونه والاول من كل منهما متعين بدليل قوله تعالى ﴿وما ارسلنا قبلك من المرسلين الا انهم ليلكلون الطعام ويمشون فى الاسواق﴾ (الفرقان: ٢٠)

فيكون وجودية احد جزئها ثابت بهذه الاية وثانيهما بما مومن

البيان وهم ان كانت مستلزمة لما عداها لاكنها..... لكونها اخص احق
 بالاعتبار وينجل الى قولنا كل رسول ياكل الطعام بالفعل ولا شيء من
 الرسول ياكل الطعام بالفعل وهذه القضية لا تناقض ماذهب اليه
 الاسلاميون لانه يصدق قولنا المسيح ابن مريم اكل للطعام بالفعل وليس
 بكل بالفعل وما قررنا قيل من ان الجوع ليس بضرورى لان الجوع خلو
 الباطن واقتضاء الطبيعه بدل ما يتحلل منه وذلك فرع التحلل ولا ارتياب
 فى تنوع مراتب التحلل باختلاف الاسباب الداخلية والخارجية ولا تحديد
 لمراتبه. فالتحلل الذى فى مرتبة ناقصة غير التحلل الذى فوقة يجوز سلب
 كل منهما عن الآخر. وكذلك يقال فى جميع مراتبه عينها فهو مسلوبه عما
 تحتها وعما فوقها من المراتب وهما مسلوبتان عنها فهذا حكم اجمال على
 كل مرتبة فامكان سلبها عن جميع المراتب الاخر كماكان سلب المراتب
 الاخر عن تلك المرتبة وهذا فرع امكان السلب فى نفس الامراذ سلب مرتبة
 معينة فى مرتبة اخرى سلب مقيد.

والسلب فى نفس الامراع من ان يكون ذلك السلب مقيدا بكونه
 فى مرتبة اخرى او لا سلب مطلق ولا ريب فى ان امكان المقيد فرع امكان
 المطلق ومتاخر عنه واذا كان الامر كذلك امكن سلب التحلل راسا.

فامكن انتفاء الجوع اصلا مع بقاء الشخص بل حكم الله تعالى
 بتحقيقى انتفاء الجوع فى القرآن ولم يكتف بمحض امكانه وقال وعزم
 قائل مخاطبا لادم عليه السلام ﴿ان لك الا تجوع فيها ولا تعرى وانك لا
 تظلمو فيها ولا تضحى﴾ (ط: ١١٨، ١١٩)

وليس ذلك الالعدم التحلل كما ان عدم الضحى لعدم الشمس
 وحمله على عدم دوام الجوع او على عدم استعداده غير صحيح والالصح
 جميع الافعال المدخولة بحرف النفى على نفس دوامها او عدم اشتدادها.
 وامثال هذا لا تصح ولا تستقيم الوجود ضرورة داعية واى ضرورة
 اخرجنا الى صرف اللفظ عن الظاهر وحمله على غير الظاهر بحيث لا
 ينتقل اليه الذهن اصلا. والتمسك على وجود تلك الضرورة بقوله ﴿وقلنا

يأدم اسكن انت وزوجك الجنة وكلا منها زغداً حيث شئتما ولا تقربا هذه الشجرة فتكونا من الظالمين (البقرة: ٣٥) غير مستقيم وان اطلاق الاكل واباحته لهما لا يقتضى الجوع اذ كما ان الفواكه فى الدنيا لا توكل الا للحصول للذة لا لدفع الجوع كذا طعام الجنة والافتقار اليه لحصول بدل التحلل ودفع الجوع بل لا جوع ولا تحلل. وانما يكون اكله لحصول اللذة فقط.

فان لم تقنع بما قلنا فطالع التيسير والوجيز وكيف لا مع انه قد تالكذ وتأييد بما صرح ان فى الجنة بابا. يقال له الريان من دخل شرب ومن شرب لا يظمأ ابدا ولا فرق بين الجوع والظما فلما لا امتناع فى عدم التعطش لا امتناع فى عدم الجوع ولا يرد على ما قلنا من انه اذا امكن سلب التحلل امكن انتفاء الجوع انه احتجاج بلا دليل اذا انتفاء العلة لا يستلزم انتفاء المعلول. بدليل ما تقرر عنده الاصوليين من جواز تعدد العلل على معلول واحد فلا يلزم انتفاء المعلول بانتفاء واحد منها لجواز تحققه بتحقيق علة اخرى منها كعدم صحة الاحتجاج على الحكم. بان زيد الم يمى بانتفاء واحد من علل الموت كما يقال لانه لم يستقط من اعلى الجبل فهذا الاستدلال. غير صحيح اذا الموت كما يتحقق بالسقوط من اعلى الجبل كذلك به عن اعلى سطح البيت ومن فوق الشجرة الطويلة وبضرب من السيف والحجروا مثله وينحو امراض يستصعب احصائها فبانتفاء واحد منها. كيف يجزم بانتفاء الموت اصلاً لا مكان تحققه بتحقيق واحد آخر من تلك الانواع وردوه لان التحقيق ان المعلول اذا انحصر فى العلة وتمكن العلة لازمة له وهى مفسرة فى كتب القوم بما لولاه لا متنع الحكم المعلول فانتفاءها يستلزم انتفاء المعلول اذ لا يتصور تعدى العلل بهذا المعنى حتى يمكن عند انتفاء احدها ثبوته باخرى منها فاذا لم يجز تعدد العلة وانحصر المعلول الواحد فى العلة الواحدة الازمة له فلو تحقق المعلول مع ارتفاع العلة بهذا المعنى لزم تحقق الملزوم بدون اللازم. فالاستدلال على عدم

المعلول بانتفاء العلة بهذا المعنى استدلال بانتفاء اللازم على انتفاء الملزوم ولا ريب في صحته والتحليل بالنسبة الى الجوع كذلك لانه المتوقف عليه الجوع بمعنى لولاه لا متنع لا بمعنى الامر المصحح لدخول الفاء فيصح الاستدلال على امكان انتفاء الجوع بامكان انتفاء التحلل نعم الجوع علة للاكل بالمعنى الاخير ولذا لا يلزم من انتفاء الجوع انتفاء الاكل لجواز تحققه بدونه بعلّة غير الجوع كما استحصال اللذة وقصد علاج ونحوه۔ وهذا واضح على من له ادنى تأمل۔

﴿والله يهدي من يشاء الى صراط مستقيم﴾

ناقل الايات والاحاديث والتفسير ولفقه والعبارات

القاضي غلام گیلانی الحنفی الفنجابی

ثم چهاچی ثم الشمس آبادی عفی عنه

﴿ایسا ہی آیت فلما توفیتنی الخ سے بھی پورا اور تمام لے لینا مراد ہے لیکن مسیح علیہ السلام پر جو پورا اور تمام مقبوض ہونا صادق آتا ہے۔ تب ہی ہے کہ وہ بحسد اٹھائے گئے ہوں نہ اگر ان کی روح ہی صرف اٹھائی گئی ہو اس لئے کہ خاص روح کا اٹھایا جانا تو تمام پر قبضہ نہیں بلکہ ایک حصہ پر قبضہ ہوا۔ پھر بایں ہمہ اگر کہو گے تونی کا اطلاق رفع روحی پر حقیقی ہے تو یہ ناجائز ہے۔ ہاں اگر یوں کہہ دیں کہ تونی کا معنی لے لینا ہے۔ مگر اس طرح پر کہ وفاء سے مجرد ہے۔ خواہ یوں کہ وفا کا عدم اس میں اعتبار کیا گیا یا وفا اس میں معتبر نہیں پھر وفا اس کو کبھی مقارن ہو یا کبھی مقارن نہ ہو وفا کے عدم کا اعتبار ایک چیز ہے۔ وفا کے اعتبار کا عدم اور چیز ہے۔ بنا برآں تونی کا اطلاق رفع روحی پر صحیح ہوگی مگر پہلی صورت میں کل کا اطلاق جز پر ہوا۔ دوسری صورت میں عموماً مجاز ہوگا۔﴾

۱۔ عموم مجاز اس کو کہتے ہیں کہ لفظ سے ایک ایسا معنی مراد لیا جائے کہ وہ حقیقی اور مجازی کو شامل ہو۔ جیسا کہ حضرت مصطفیٰ تقدس مآب مدظلہم نے فرمایا کہ ”اس کو وفا مقارن ہو یا نہ“ اب جہاں پر مقارن ہوگا۔ وہ حقیقی اور جہاں مقارن نہیں ہوگا وہ مجازی کہلائے گا۔ تو یہی عموم کا معنی ہے۔ ۱۲ مترجم۔

رہی یہ بات کہ کسی چیز کے عدم کے اعتبار اور اس چیز کے اعتبار کے عدم میں کیا فرق ہے سو یہ فرق ہے کہ پہلا خاص، دوسرا عام ہے، جز جو کچھ ہے، سو ہے، مگر اس میں شبہ نہیں کہ دونوں تقدیر پر یہ معنی مجازی ہے۔ نہ حقیقی لیکن مجازی لے لینا تو تب ہی جائز ہوتا ہے کہ جب کوئی ایسا قرینہ موجود ہو کہ اس کے ہوتے ہی حقیقی لینا جائز نہ ہو، ہاں یہاں اس قسم کا کوئی قرینہ نہیں ہے پھر کہہ کہ یہ مجازی لے لینا کیونکر درست ہوگا۔ لہذا حقیقی ہی مراد لینا لازم ہو انہ مجازی یہ ظاہر ہے کہ حقیقی و مجازی کا مدار وضع ہے۔ خواہ وہ نوعی ہوگا یا شخصی بہر حال لفظ کو جب ان دونوں میں کسی وضعی معنی میں استعمال کریں گے تو وہ حقیقی استعمال ہوگا۔ ورنہ مجازاً ہوگا پس مشقات جو ایسے مادہ اور ہیئت ترکیبی سے کہ ان میں سے پہلا بوضع شخصی موضوع ہے۔ دوسرا بوضع نوعی مرکب ہیں۔ بہ سبب اس ترکیب کے مبدع پر باعتبار مادہ بوضع شخصی اور معنی ترکیبی پر بوضع نوعی دال ہیں۔

نیز جب اس طرز پر ہوں گے تو استعمال حقیقی اسی صورت میں ہوگا۔ کہ دونوں وضع حقیقی ہوں نہ صرف ایک ہی حقیقی ہو۔ تو پھر بھی حقیقی ہی ہوگا۔ البتہ مجازتین صورتوں میں پایا جاسکتا ہے۔ ایک جب کہ وضع شخصی نہ رہے۔ دیکھو ناطق اس کے مبدع کا موضوع کہ دراصل بوضع شخصی ادراک کلیات و جزئیات ہے۔ جب اسے دال مراد لیں گے تو یہ استعمال مجازی ہوگا۔ ایسا ہی جب وضع نوعی کو اٹھا دیں۔ دیکھو قائلہ جب کہ اس سے مقولہ مقصود ہو۔ گو اس میں قول جو اس کا مصدر ہے۔ اپنے اصل معنی پر دال ہے۔ مگر باعتبار اس کے کہ اس میں وضع نوعی مستثنیٰ ہوا ہے۔ مجازی ہوگا اگر دونوں کو اٹھا دیں۔ نیز مجازی ہوگا۔ دیکھو ناطق سے جس حالت میں مدلول مراد رکھ لیں گے۔ کیونکہ ناطق مدلول کے لئے نہ تو بوضع نوعی اور نہ بوضع شخصی موضوع ہے۔ اس لئے مستفسر ہے کہ لفظ متوفیک۔ تو پہنچی ان کو کسی معنی پر محمول کریں گے۔ کونسا معنی ان سے مراد لیں گے۔ اگر ”پورے طور پر لے لینا“ مراد ہے تو یہ روح و جسد دونوں کے اٹھائے جانے کے بغیر نہیں ہو سکتا ہے۔ لیکن یہ استعمال حقیقی ہوگا۔ کیونکہ حقیقت کا مدار وضع شخصی اور نوعی پر ہے سو وہ پایا گیا ہے۔

۱۔ دیکھو متونی مشتق ہے۔ اس کا اصل ماخذ وفا ہے اور یہ لفظ تو اپنے معنی پر بوضع شخصی دال ہے۔ رہی ہیئت جو حروف کے آپس میں مل جانے سے ہو گئی ہے۔ وہ اپنے معنی مرکب پر بوضع نوعی دال ہے۔ جیسا کہ کہیں کہ ہر لفظ جو محفل کے وزن پر ہو۔ وہ تین چیزوں کے مجموعہ پر دال ہوگا۔ ایک ماخذ، دوم باب کا اقتضاء سوم نسبت الی الفاعل۔ ظاہر ہے کہ متونی کا یہی مجموعہ ہے۔ محفل کے وزن پر بھی ہے۔

اگر اس میں اخذ کو مراد رکھیں گے اور تمامیت کی قید مجرد سمجھیں گے۔ خواہ یوں کہ اخذ کے لئے تمامیت کا عدم قید ہے۔ یا مہمل طور پر لیں گے۔ یعنی اس کے ساتھ تمامیت کی قید لگی ہو۔ یا نہ تو ان صورتوں میں یہ استعمال مجازی ہوگا۔ اس لئے ان تقدیروں پر لفظ کا موضوع لہ بوضع شخصی سے ہٹانا تحقیق ہوگا لیکن یہ بات مسلمات سے ہے کہ حقیقی معنی کو قرینہ صارفہ کے بغیر چھوڑ کر مجازی کو اختیار کرنا جائز ہے۔ اور قرینہ یہاں پر موجود نہیں ہے۔ پس لامحالہ حقیقی معنی ہی لینا پڑے گا۔ ہاں یہ جو تم کہتے ہو ”متونی“ سے مارنا بھی سرلیج الہم ہے۔ سرلیج الہم ہونا ہی قرینہ ہے۔ نیز مسلم نہیں ہے۔ اس لئے کہ یا تو کہو گے کہ ”تونی“ سے بلا قرینہ مارنا مرنا متبادر ہے۔ سو یہ تو پہلا ہی جھگڑا ہے۔ قرآن شریف میں تو کہیں بھی تونی اور متونی کا لفظ مرنے، مارنے میں بلا قرینہ مستعمل نہیں ہوا ہے یا کہو گے کہ نہیں تونی اور متونی سے مرنا، مارنا بمعہ قرینہ متبادر ہے البتہ یہ مانا۔ لیکن حقیقی کی نشانی تو یہ ہے کہ وہ بلا قرینہ ہی متبادر ہوں نہ بمعہ قرینہ ورنہ سب مجازات حقیقی ہی بن جائیں گے۔

لہذا لفظ کی تقسیم حقیقت و مجاز کی طرف صحیح نہ ہوگی۔ کیونکہ بنا پر اس مذہب کے تو مجاز ممکن ہی نہیں ہے۔ بے شک یہ ہمارا دعویٰ کہ قرآن شریف میں کہیں بھی ”تونی“ کا لفظ بلا قرینہ موت میں مستعمل نہیں کیا گیا ہے۔ ثبوت طلب ہے۔ لیکن ثبوت تو موجود ہے۔ دیکھو یہ آیت (یتوفھن الموت) یعنی وہ مرتے ہیں۔ لیکن یہاں موت کا قرینہ موجود ہے۔ وہ ہے کہ ”توفی“ کو موت کی طرف اسناد کی گئی ہے نیز اور بھی بہت سی آیتیں ہیں کہ جن میں تونی سے موت ہی مراد ہے۔ مگر ہر ایک میں موت کا قرینہ موجود ہے۔ دیکھو یتوفھکم ملک الموت۔ ان الذین توفھم الملائکۃ، تتوفھم الملائکۃ تتوفھم الملائکۃ طیبین، توفته رسلنا، رسلنا یتوفونہم، یتوفی الذین کفروا الملائکۃ فکیف اذا توفھم الملائکۃ۔ یعنی ”تم کو ملک الموت، موت کا مزہ چکھا دے گا۔ وہ لوگ کہ ملائکہ الموت نے ان کو موت کا مزہ چکھایا۔ موت کا ذائقہ ان کو ملائکہ الموت چکھائیں گے۔ ان کو ملائکہ الموت پاکیزگی کی حالت میں موت کا مزہ دکھائیں گے۔ ہمارے فرستادوں نے ان کو مارا ہمارے فرستادہ یعنی ملک الموت ان کو ماریں گے۔ کافروں کو ملائکہ الموت ماریں گے کیا ہوگا۔ جس وقت کو ان کو ملائکہ الموت ماریں گے۔

اب دیکھو ان سب آجوں میں بلا قرینہ تونی سے موت نہیں لی گئی۔ دیکھئے قرآن پہلی آیت میں ملک الموت کی طرف تونی مسند ہے اور باقیوں میں قابض ارواح

فرشتوں کی طرف توفی کو اسناد ہے اور یہی قرینہ موت ہے۔ ایسا ہی اس آیت میں (وتوفینا مع
الابرار) جس کا معنی یہ ہے کہ ”ہم کو مار کر نیکیوں کے زمرہ میں داخل کر“۔ اس میں ابرار کے ساتھ
کی الحاق قرینہ موت ہے۔ آیت (توفینا مسلمین) کہ ”اے خداوند تعالیٰ ہم کو اسلام پر مارتا۔“
میں حسن خاتمہ کا سوال قرینہ موت ہے۔ آیت ﴿فاما نرينك بعض الذي نعدهم او
نتوفينك فاليانير جعون﴾ یعنی یا رسول اکرم ﷺ یا تو ہم آپ کو وہ بعض امور۔“ کہ جن کا
ہم کافروں کو وعدہ دیتے ہیں۔ دکھا دیں گے یا موت کا ذائقہ آپ کو چکھائیں گے۔ پھر ہماری
طرف لوٹیں گے۔“ اس میں مقابلہ قرینہ ہے۔ کیونکہ اگر ایک میں مقابلین میں سے کسی چیز کا
وجود محترم ہو، تو دوسرے میں اس چیز کا عدم محترم ہوتا ہے۔ کیا جانتے نہیں کہ حرکت میں جو سکون کی
ضد ہے۔ بتدریج منتقل ہونا محترم ہے۔ اور اس کے ضد میں یعنی سکون میں اس انتقال کا عدم محترم
ہے۔ پس چونکہ آیت مذکورہ میں دکھانے (ارانت) کا مقابل نتوفینک (ہم تجھ کو ماریں
گے) مقرر کیا گیا ہے۔ ارانت میں زندگی کا وجود محترم ہے تو بالعرض اور اس کے مقابل یعنی توفیک
میں اس زندگی کا عدم محترم ہو اور نہ قابل کیسا ہوگا؟ یہی قرینہ موت ہے۔ اسی طرح پر آیات ذیل
میں قرآن موجود ہیں۔

(دیکھو ﴿والذین یتوفون منکم ویذرون ازواجاً وصیۃ لاوزاجہم
البقرہ ۲۴۰﴾) ﴿والذین یتوفون منکم ویذرون ازواجاً یتربصن بانفسہن
اربعة اشھر وعشر﴾ (البقرہ ۲۴۳) اور جو لوگ تم میں سے بیویاں چھوڑیں تو ان پر ازواج
کے لئے وصیت کرنا لازم ہے اور جو لوگ تم میں سے بیویاں چھوڑیں تو وہ بیویاں چار مہینہ اور دس
دن تک عدۃ الموت کا ٹھیں۔ (دیکھئے دوسری میں موت کے دو قرینے ایک بیبیوں کو چھوڑ مرنے۔
دوم عدۃ الموت کا کاٹنا۔ پہلی میں بھی دو قرینے ہیں۔ ایک بیبیوں کو چھوڑ مرنے اور وصیت کا لازم
ہونا۔ آیت ﴿ومنکم من یتوفی﴾ (انعام: ۷۰) ﴿میں بھی قابل قرینہ ہے۔ ربی آیت ﴿اللہ
یتوفی الانفس حین موتھا والقی لم تمت فی منامھا﴾ یعنی خداوند تعالیٰ ارواح کو
موت کے وقت میں لے لیتا ہے۔ ملخصاً

اس میں حسین موتہا قرینہ ہے۔ یاد رکھو کہ اس آیت میں مارتا، سلا نا دونوں مراد
ہیں۔ مگر نہ اس طرح پر کہ اس سے حقیقی و مجازی دونوں اکٹھے مراد لئے جائیں۔ کیونکہ حقیقت و مجاز کا
اجتماع ناجائز ہے۔ دیکھو کتب اصول وغیرہ۔ دوم اس لئے بھی یہاں پر جمع نہیں ہے۔ کہ مارتا یا
سلا نا اس میں سے کوئی ایک بھی توفی کا حقیقی معنی نہیں ہے۔ اس واسطے یہ جمع لازم نہیں آتا اور نہ توفی

سے مارنا اور سلانا عموم مجاز کے طور پر مراد ہے۔

جیسا کہ کوئی شخص قسم کھائے کہ میں فلاں مکان میں اپنا قدم نہیں رکھوں گا۔ اب یہ شخص خواہ گھوڑے پر چڑھ کر اس میں داخل ہو یا اس طرح پر جیسا کہ کہا تھا یا وہ مکان اسی کا ملک ہو یا کرایہ پر یا استعارہ کے طور پر ہو۔ بہر حال حادث ہوگا۔ یہ قول حقیقی معنی کے ساتھ خصوصیت نہیں رکھتا۔ پس اس کا حادث ہونا اسی پر موقوف نہیں ہوگا کہ وہ گھر فلاں کا مملوک ہی ہو اور اس میں ننگے پاؤں ہی داخل ہو بلکہ بہر حال حادث ہوگا۔ ایسا ہی اس کا قول مجازی معنی کے ساتھ خصوصیت نہیں رکھتا۔ تاکہ کہا جاتا کہ وہ جب فلاں کے غیر ملوک مکان میں یا جوتا پھین کے ہی یا سواری پر ہی چڑھ کر داخل ہوگا تو حادث ہوگا۔ نہیں تو نہیں بلکہ بہر حال حادث ہوگا۔

خواہ حقیقی معنی پایا جائے یا مجازی۔ چنانچہ گزرا آیت مذکورہ میں توفی سے سلانا مارنا جب کہ بطریق عموم مجاز بھی نہیں۔ تو لامحالہ اس سے کچھ لے لیتا مراد ہوگا۔ مثلاً جب توفی سے سلانا مقصود ہو تو اس صورت میں کہیں گے کہ روح کے تعلق سے جو بدن حساس تھا وہ تعلق مسلوب کیا گیا تو بلاشبہ یہی سلانا ہے اور اگر توفی سے مارنا مراد ہو۔

چنانچہ ایسا ہی ہے تو یوں کہیں گے کہ روح کے تعلق سے جو بدن زندہ تھا۔ وہ تعلق سلب کیا گیا ہے۔ اس صورت میں بلاشبہ اس کو مارنا کہا جائے گا۔ ہاں دوسرے میں جس کا سلب بھی معتبر ہے۔ جیسا کہ زندگی کا کما کر لیکن یہ خیال رکھنا کہ یہ تعلق احساس اور زندگی کے درمیان بطور تروید وائر ہے۔ جس طرح کہ کوئی امر خاص و عام کے درمیان مردود ہوتا ہے۔ یہ نہ سمجھنا کہ یہ تردد اس طرز پر ہے کہ جس طرح پرشی تھمہین کے درمیان مردود ہے۔ اسی واسطے وہ تعلق جس سے احساس کا وجود ہوتا ہے۔ دوسرے تعلق کے بغیر (یعنی وہ تعلق کہ جس سے زندگی ہوتی ہے) موجود نہیں ہوتا۔ پس یوں کہنا کہ ”ہر حساس زندہ ہے صادق ہے اور یہ کہنا کہ ہر زندہ حساس ہے۔ غلط ہے کیونکہ بعض زندہ جیسے سوئے ہوئے حساس نہیں ہیں۔“

سوال..... آپ کی تقریر سے ثابت ہوتا ہے کہ مردہ میں جس باقی نہیں رہتا۔ اس لئے لازم آیا کہ وہ سننے بھی نہ ہوں۔

جواب..... ہماری (بعض لوگ حنیفوں پر اعتراض کرتے ہیں کہ حضرت صاحب فقہ القدر رحمہ اللہ وغیرہ متفقین حنیفہ میں سے فرماتے ہیں کہ مردہ نہیں سنتے ہیں۔ تو اے حنیفوا تم کیوں سماع ہونے کے قائل ہو۔ حضرت معصف فضیلت ماب نے اس کو بھی رد کیا کہ صاحب فقہ وغیرہ مطلقاً سماع ہونے کے منکر ہیں۔ بلکہ قوت جسمانیہ سے سننے کے منکر ہیں نہ کہ ادراک روحانی سے بھی

انکاری ہیں) تقریر سے مرفوں کا سننا ثابت نہیں ہوتا ہے کیونکہ ان کا سننا بمعنی ادراک روحانی ہے۔ چنانچہ اولہ قاطعہ شرعیہ سے ثابت ہوا ہے کہ اس قسم کا سماع مرنے سے مرفوع نہیں ہوتا ہے البتہ مرنے کے ضمن میں وہ سماع جقوت جسمانیہ کے ذریعہ سے ہے۔ مرفوع ہو جاتا ہے۔ لیکن اس طرز کا کہ مردہ بقوت جسمانی سنتے ہیں۔ کوئی بھی قائل نہیں ہے۔ لہذا جو مرفوع ہے وہ ثابت نہیں جو ثابت ہے وہ ناپید نہیں۔

اسی تقریر سے پہ بھی ظاہر ہوا ہے کہ موت و حیات کے درمیان ضدیت کے طور پر مقابلہ ہے۔ اس لئے کہ یہ دونوں وجودی ہیں حیات کا وجودی ہونا تو بالکل ظاہر ہے۔ ربی موت سو وہ بھی وجودی ہے۔ دلیل یہ ہے کہ مارنا اسی کو کہتے ہیں کہ بدن سے روح کا تعلق جس سے بدن کی زندگی ہوتی ہے اشہاد دیا جائے اس کا اثر لازم مرنے کے بعد کہ مرنے کا تعلق کا منقطع ہونا ہے تو یہ بلاشبہ وجودی ہے۔ نیز اس کے وجودی ہونے پر یہ دلیل ہے کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ”ہم نے موت کو پیدا کیا ہے۔“ یہ صریح طور پر دلالت کرتی ہے کہ یہ وجودی ہے۔ اس لئے کہ موت اگر عدی ہوتی تو خداوند تعالیٰ کا فعل اس کے ساتھ کیونکر متعلق ہوتا؟ کیا کبھی کہا جاتا ہے کہ فلاں امر عدی پیدا کیا گیا ہے۔ نہیں کیونکہ پیدا کرنے کا معنی موجود کر دینا ہے۔

سوال..... کیوں جائز نہیں کہ باعتبار لازم کے عدم ہو؟ کیا دیکھتے نہیں؟ کہ عدم الحیوۃ اس کو لازم ہے۔ پس اس کا عدی ہونا موت کے عدی ہونے کو مستلزم ہے۔

جواب..... یہ استلزام غلط ہے۔ دیکھو عدم السکون آسمان کو عند الفلاسفہ لازم ہے۔ آسمان معدوم نہیں ہے، علیٰ ہذا القیاس اور بھی بہت مواقع ہیں کہ لازم کی عدمیت ملزوم کی عدمیت کو نہیں۔ پس ثابت ہوا کہ آیت مذکورہ میں جو قوتی ہے۔ وہ مارنے میں حقیقی طور پر مستعمل نہیں ہے اس لئے کہ مار دینے میں پورے طور پر لینا نہیں پایا جاتا بلکہ مار دینے میں صرف بدن سے روح الگ کر کے اٹھائی جاتی ہے۔ اور یہ گویا ایک حصہ کا لے لینا ہے۔ نہ پوری شے کا لے لینا لیکن لفظ کا بصورت عدم قرینہ حقیقی معنی پر محمول کرنا جبکہ واجب ہوا۔ تو آیت یحییٰ عیسیٰ انسی متوفیک..... الخ (ال عمران: ۵۵) ﴿﴾ ہمارے لئے دلیل ہوئی نہ قادیانوں کے لئے اس کا ہمارے لئے دلیل ہونے کو ﴿﴾ ورافعک الیٰ ﴿﴾ کا اس پر معطوف ہونا قوت بخشا ہے۔ اس واسطے کہ اس رفع سے رفع جسمانی مراد ہے۔ ورنہ خاص کر مسیح علیہ السلام سے کیا اس رفع روحی کو خصوصیت تھی جو اس آیت میں ان کی روح کا مرفوع ہونا بیان کیا جاتا ہے۔

سوال..... چونکہ خداوند تعالیٰ فرماتا ہے کہ خدا ایمان داروں، اعلیٰ علم کے درجات کو (مرفوع) بلند

کرتا ہے۔ تو اس سے سمجھا جاتا ہے کہ خود ایماندار اور اہل علم مرفوع نہیں ہوتے ہیں بلکہ ان کے درجات مرفوع اور بلند کئے جاتے ہیں۔ پس رفع مسیح سے بھی خود مسیح کا رفع مراد نہیں ہے۔ بلکہ رفع روحی۔

الجواب..... دلیل مفید مطلب ہے کیونکہ آیت سابقہ میں خود مسیح علیہ السلام کا رفع مذکور ہے اور اس آیت میں رفع درجات کا ذکر کیا گیا ہے۔ ظاہر ہے کہ رفع درجات اور خود شے کے مرفوع ہونے میں غیریت ہے۔ اس لئے رفع درجات سے رفع غیر جسمانی ثابت نہیں ہوگا۔ دیکھو کہا جاتا ہے کہ میں نے زید کو اٹھالیا ہے یا میں نے زید کا کپڑا ایا اور کچھ جسے زید کے ساتھ تعلق ہوا اٹھالیا ہے اب اس صورت میں زید کے کپڑے کے اٹھائے جانے سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہاں پر بھی خود زید کا رفع مراد نہ ہوا۔ بلکہ کپڑے کا مثلاً اس لئے کہ خود شے کا رفع اور ہے۔ بناء علیہ ثابت ہوا کہ آیت ﴿يُعِيسِي اَنسٰی مَتَوَفٰیكَ﴾ الخ میں مناد اور ضمائر کا مرجع خود مسیح علیہ السلام ہے، نہ خالی روح جب خود مسیح علیہ السلام ہی مناد اور مرجع ہوئے تو متوفی مرفوع، مطہر فائق الاجماع بھی آپ ہی مطہرے نہ صرف روح۔

پہلی دلیل: اب ہم اس سے پہلی شکل بنائیں گے مسیح پر بھی متوفی کا مفہوم صادق آتا ہے جس پر یہ صادق ہے۔ اسی پر ہی مرفوع کا مفہوم بھی صادق ہے۔ نتیجہ مسیح علیہ السلام ہی پر مرفوع مفہوم صادق ہے اور عینہ وہی ہے جو ہم دعویٰ کرتے ہیں۔

دوسری دلیل: اگر مسیح علیہ السلام کی صرف روح ہی مرفوع ہوئی ہوتی تو آپ کافروں کے ہاتھوں سے کیسے بری اور مطہر ٹھہرتے بلکہ جسد لطیف تو کافروں کے ہی اختیار میں رہتا اور کافروں کا مقصود یہی تھا۔ حالانکہ خداوند تعالیٰ فرماتا ہے کہ ”اے مسیح علیہ السلام ہم تجھ کو کافروں کے اختیار سے الگ اور پاک کر دیں گے۔“ پس اگر خالی روح مرفوع ہوئی ہو تو باری تعالیٰ کا یہ ارشاد کیسا درست ہوگا؟ لہذا رفع روحی غلط ٹھہرا اور مسیح علیہ السلام کا جسد مرفوع ہونا ثابت ہوا۔ کیونکہ جب جسد مرفوع مراد لیں گے تو مسیح علیہ السلام بلاشبہ بالکل کافروں کے اختیار سے نکل گئے اور پاک ہو گئے اس لئے آیت مذکورہ سے رفع روحی مراد رکھ لینا بے علمی اور عجیب تر ہے۔ قادیانی اس آیت سے بھی استدلال کرتے ہیں۔ اس آیت کا مضمون یہ ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے مسیح علیہ السلام مریم علیہ السلام کے فرزند کو قتل کر دیا ہے۔

حالانکہ انہوں نے نہ تو ان کو قتل کیا اور نہ صلیب پر چڑھایا۔ ہاں شبہ میں ڈالے گئے ہیں۔ جن لوگوں نے اختلاف کیا وہ البتہ ان کے قتل کے بارے میں شک میں پڑے ہوئے ہیں۔

ان کو اس پر یقین حاصل نہیں ہے۔ صرف خلاف واقع کی تابعداری کرتے ہیں۔ مسیح علیہ السلام کو انہوں نے قتل نہیں بلکہ خداوند تعالیٰ نے ان کو اپنی طرف اٹھالیا ہے۔ اللہ تعالیٰ غالب حکمت والا ہے۔ نہیں ہے کوئی بھی اہل کتاب میں سے مگر کہ اس پر ایمان لائے گا اس کے مرنے سے پہلے وہ قیامت کے دن ان پر گواہ ہوگا۔

طریقہ استدلال قادیانی پہلی آیت میں رفع روحی مراد کہتا ہے۔ اس کا بیان ہے کہ اہل کتاب کا مسیح علیہ السلام کے مقتول و مصلوب ہونے میں شکاں ہونا ہی ضمیر بہ کا مرجع ہے۔ موت کی ضمیر اہل کتاب کی طرف راجع ہے۔ اس کے بعد دو توجیہیں کرتا ہے۔

پہلی توجیہ کہ قبل موت میں ایمان کا لفظ مقدر ہے۔ اس (مرزا قادیانی یہ عجیب ہے کہ اور کوئی اگر مقدر کا نام لے تو اس کو محرف کہتے ہیں) تقدیر پر آیت کا معنی یہ ہوا کہ ہر ایک کتابی مسیح کی طبعی موت جو ماضی میں واقع ہو چکی ہے۔ ایمان لانے سے پہلے آپ کے مشکوک القتل ہونے پر ایمان رکھتا ہے۔

دوسری توجیہ کہ ہر ایک کتابی بھینا جانتا ہے کہ ہم مسیح علیہ السلام کے مقتول ہونے کے بارے میں شک میں ہیں۔ اس شک پر ان کا ایمان مسیح علیہ السلام کے مرنے سے پہلے تھا۔ گویا مسیح علیہ السلام ابھی زندہ ہی تھے کہ ان کو آپ کے مقتول ہونے میں شک تھا اور وہ آپ کے کرنے سے پہلے ہی آپ اس شک پر یقین رکھتے تھے۔ اب دیکھئے کہ استدلال پر کتنے اعتراض وارد ہوتے ہیں۔

اولاً کہ رفع سے روحانی مراد لینا غلط ہے۔ اس لئے کہ اس آیت میں مسیح علیہ السلام وصف مرفوعیت میں بطور قلب اور عکس کے محصور کر دیئے گئے ہیں۔ لیکن اس حصر اور قصر کے لئے اوصاف کی منافرت شرط ہے۔ مثلاً ایک شخص اعتقاد رکھتا ہے کہ زید قائم ہے۔ دوسرے نے اس سے مخاطب ہو کر کہہ دیا کہ زید قائم نہیں۔ بلکہ بیٹھا ہے۔ پس دیکھئے یہاں پر شکلم نے ایسا بیان کیا کہ وہ مخاطب کے عقیدہ کا قلب اور الٹ ہے۔ ظاہر ہے کہ کھڑا ہونا، بیٹھنا یہ دو صفیں آپس میں منافات اور غیریت رکھتی ہیں۔ بے شک یہ منافات عام طور پر لی جاتی ہے۔ خواہ قصر و حصر کی بہتری کے لئے یا نفس حصر کے واسطے شرط ہو۔ نیز واقع میں منافات ہو یا اعتقاد میں۔ رہی یہ بات کہ وہ آیت کہ جس کا مضمون یہ ہے کہ ”انہوں نے مسیح علیہ السلام کو یقیناً قتل نہیں کیا بلکہ خداوند تعالیٰ نے ان کو اپنی طرف اٹھالیا ہے۔ بطور قصر قلب کے فرمائی گئی ہے۔ سو اس کی وجہ یہ ہے کہ اہل کتاب دعویٰ کرتے تھے کہ مسیح علیہ السلام قتل کئے گئے ہیں۔ تو خدا تعالیٰ نے ان سے ان کے گمان کے

برعکس فرمایا کہ مسیح علیہ السلام تو صرف مرفوع ہوئے ہیں قتل نہیں ہوئے۔

اب ظاہر ہے کہ مسیح علیہ السلام کو وصف مرفوعیت میں قصر و قصر کیا گیا ہے۔ مگر قلب اور عکس کے طور پر۔ پس ضرور ہوا کہ قتل اور رفع میں منافات ہو لیکن یہ منافات تو جب ہی تصور ہے کہ مسیح علیہ السلام بحسدہ مرفوع ہوئے ہوں۔ کیونکہ دفع بحسدہ بدھاہ منافی قتل ہے۔ مگر جب رفع سے روحانی رفع مراد لیں گے۔ جیسا کہ قادیانی کا بیان ہے تو وہ قتل سے منافی نہیں ہے۔ کیا دیکھتے نہیں؟ کہ جو شخص خدا کی راہ میں قتل کیا جاتا ہے تو اس کی روح مرفوع ہوتی ہے۔ پس جب کہ قتل کی حالت میں رفع روحانی پایا گیا ہے تو منافات کہاں رہی جس حالت میں یہ دونوں واقع میں بلکہ عقیدہ میں بھی مجتمع ہوئے۔ تو منافات سرے سے ہی اڑ گئی۔ بتا ہوا آیت میں جو قصر کے طور پر فرمایا گیا ہے۔ خود قصر ہی غلط ہوگا۔ یا بہتر نہیں ٹھہرے گا۔ نعوذ باللہ منہ

لہذا قادیانی پر دو باتوں میں سے ایک کا اقرار کرنا لازم ہوگا۔ یا تو کہے گا کہ آیت اہل کتاب کی تردید کرتی ہے۔ لیکن اسی صورت میں قصر القلب، قتل، رفع میں منافات کا اقرار کرنا ہوگا۔ پس مسیح علیہ السلام کا بحسدہ مرفوع ہونا بھی ماننا پڑے گا۔ یا کہہ دے گا کہ قصر القلب میں وصفین کے درمیان منافات کا ہونا ضروری نہیں۔ مگر اس صورت میں کلام عربی کے قواعد کا ہدم اور ان کے برخلاف ہونا لازم آئے گا۔ مختصر قادیانی کو اس سے گریز نہیں ہو سکتا۔ یا تو مسیح کے بحسدہ مرفوع ہونے پر ایمان لانا پڑے گا یا قواعد عربیت سے منحرف ہوگا۔ پس دو میں سے جسے چاہے اختیار کر لے۔ دوسرا اعتراض پہلی ضمیر کا مشکوکیہ القتل کی راجع کرنے سے اس ضمیر کا خود مسیح علیہ السلام کے جانب پھیرنے سے لڑی نہیں ہے۔ چنانچہ ظاہر ہے پھر مشکوکیہ کو مرجع بنانا باوجود اس کے سلف خلف کے برخلاف بلا مرجع بلکہ ضعیف کو ترجیح دینا ہے۔

یہ ترجیح پہلی ترجیح سے بدتر ہے۔ مع ہذا آیت کا معنی اس تقدیر پر یوں ہوگا کہ ”ہر ایک کتابی ایمان رکھتا ہے کہ مسیح علیہ السلام کا مقتول ہونا ٹھیک ہے۔ ان کا مقتول ہونا یقینی نہیں ہے۔“ چنانچہ قادیانی اس بات کو خود واضح کر رہا ہے۔ حالانکہ یہ معنی درست نہیں ہیں۔ کیونکہ انہوں نے مسیح علیہ السلام کا مقتول ہونا جملہ اسمیہ کے لباس میں بیان کیا ہے اور پھر اس کو مود بھی کر دیا ہے۔ پس یہ صراحتاً اس پر دال ہے کہ وہ مسیح علیہ السلام کے مقتول ہو جانے پر اذعان کر بیٹھے ہیں۔ آخر اس واسطے تو خداوند تعالیٰ نے ان کی تردید کی کہ ”انہوں نے مسیح علیہ السلام کو یقیناً قتل نہیں کیا۔“ اہی! اگر ان کو مسیح علیہ السلام کے قتل ہو جانے پر اذعان نہ ہوتا تو خداوند تعالیٰ اتنا ہی فرما دیتے کہ انہوں

نے مسیح علیہ السلام کو قتل نہیں کیا اور یقیناً کی قید نہ بڑھاتے۔ پس یہ کہنا کہ ان کو یقیناً واذا عن نہیں ہے۔ یہ صاف طور پر اس بات کا اقرار ہے کہ قرآن شریف میں یقیناً کی قید لغو ہے۔ نعوذ باللہ منہ اچھا صاحب اگر یہ دعویٰ کریں گے کہ اس آیت میں جو یقینی مذکور ہے وہ تو منافی قتل کی قید ہے تو گویا یہ نفی قتل مقید پر وارد ہوئی ہے پس یہ نفی جیسے کہ قید کے اٹھ جانے سے منتفی نہ ہوتی ہے۔ ویسے ہی قید و مقید دونوں کے اٹھ جانے سے منتفی ہو جاتی ہے۔

یہاں ایسا ہی ہے کیونکہ یقینی قتل منتفی ہے۔ اس واسطے یہ آیت کا معنی یوں ہوگا کہ ان کا متیقن قتل نہیں پایا گیا ہے۔ لیکن ہم کہتے ہیں کہ باوجود ان ترانہوں کے یقیناً کی قید کا فائدہ مند ہونا ثابت نہیں ہوتا۔ بلکہ پھر بھی قادیانی کو اس قید کے لغو ہونے کا مقرر بننا پڑے گا۔ اولاً کہ ان کی تردید کے لئے نفس قتل اور بلا قید ہی کی نفی کافی تھی۔ دوم یہ بات اکثری قاعدہ سے مخالف ہے۔ وہ قاعدہ یہ ہے کہ نفی جب مقید پر وارد ہوتی ہے تو وہ نفی صرف قید کی طرف متوجہ ہو جاتی ہے۔ علاوہ برآں یہ کہ کسی دلیل سے ثابت نہیں ہوتا ہے کہ انہوں نے یہ جملہ ﴿اَنَا قَتَلْنَا الْمَسِيحَ﴾ الخ (النساء: ۱۵۷) بلا اذعان ہی کہہ دیا ہے جیسا کہ دوسری ایک آیت میں بلا اذعان کہہ دینے پر دلیل موجود ہے۔ اس آیت کا مضمون یہ ہے کہ منافقین کہتے ہیں کہ ہم کو اسی دیتے ہیں یا محمد ﷺ کہ آپ بلاشبہ خداوند تعالیٰ کے رسول ہیں۔ پس یہ دعویٰ کرنا اہل کتاب نے باوجود کہ شک میں پڑے ہوئے ہیں اپنے عقیدہ سے مخالفانہ کہہ دیا ہے کہ مسیح علیہ السلام کو قتل کیا ہے۔ کیسے بلا دلیل قبولیت کے قابل ہے۔ البتہ اگر اس پر کوئی دلیل ہوتی تو یقیناً کی قید کا لغو ہونا لازم نہ آتا۔ مگر دلیل تو عمارد ہے، اس لئے قادیانی لغو ہونے کے الزام سے نہیں بچتے۔ ہاں اس پر تو دلیل موجود ہے کہ لوگ مسیح علیہ السلام کے مقتول ہو جانے پر اذعان کر بیٹھے ہیں۔ دیکھو قرآن کی عبارت ہے۔ پہلے شاہد عدل ہے۔ دوم نصاریٰ اور فرقوں کو اسی بات کی طرف بلا تے ہیں کہ آؤ مسیح علیہ السلام کے مقتول ہونے پر ایمان لاؤ اور یہ اس گمان سے کہتے ہیں کہ مسیح علیہ السلام امت کے گناہوں کے بدلہ قتل کیا گیا ہے۔ حال یہ ہے کہ یہ بات ان کی انجیل میں بھی لکھی ہوئی ہے۔ گو تحریف کے طور پر ہی ہو۔ لیکن وہ اس پر اذعان کر بیٹھے ہیں۔ یہ وہ انجیل کو بلا تحریف مانتے ہیں۔ مع ہذا یہ کہنا کہ مسیح علیہ السلام کے قتل ہو جانے پر اذعان نہیں رکھتے ہیں کیا صریح بہتان ہے۔ باوجود اس روشن دلیل کے سب کی طرف شک کو منسوب کرنا کیونکر متصور ہے۔

شاید ایسے لوگوں کو اس آیت سے (جس کا مضمون یہ ہے کہ وہ لوگ کہ مختلف ہوئے

البتہ قتل کے بارے میں شک میں ہیں نہیں ان کو اس پر اذعان مگر کہ ظن کی تابعداری کرتے ہیں) وہم پیدا ہو گیا ہوگا۔ سو واضح رہے کہ شک جو اس آیت میں مذکور ہے وہ منطقیوں کے طور پر نہیں ہے۔ ”منطقی تو شک اس کو کہتے ہیں کہ جس کے دونوں جانب برابر ہوں (جیسے کہ زید کے قائم ہونے کا خیال ہو۔ ویسے ہی اس کے قائم نہ ہونے کا بھی خیال ہو اور کسی جانب کو ترجیح نہ ہو اسے منطقی شک کہا کرتے ہیں) بلکہ شک سے آیت میں ضد علم مراد ہے جسے حکم جازم مطابق واقع کہتے ہیں مختصراً کہ شک سے ضد یقینی مطلوب ہے۔

پس اس لحاظ سے صبح علیہ السلام کے مقتول ہو جانے کے بارے میں ان کے شک کنندہ اور متیقن ہونے میں منافات نہیں ہے۔ بریں تقریر آیت کا معنی یوں ہوگا کہ وہ لوگ جو مختلف ہوئے۔ البتہ قتل کے بارے میں شک میں ہیں۔ یعنی البتہ وہ ایسے خیال میں گرفتار ہیں کہ جو خلاف واقع ہے۔ گو وہ لوگ یہ حکم بزم خود قطعاً جزا لگاتے ہیں۔ لیکن چونکہ وہ دراصل مطابق واقع نہیں علم و یقین نہیں ہے۔ بلکہ شک ہے کیونکہ یقین کے لئے یہ ضروری ہے کہ مطابق واقع ہو۔ پس بلاشبہ وہ ظن کے تابعدار ہیں یعنی اس خیال اور حکم کے تابعدار ہیں جو واقع کے مطابق نہیں۔ اس لئے شک اور ظن کام مال اور مرجع ایک ہی ہوا۔ اگر شک و ظن کو منطقیوں کی اصلاح کے موافق لیں گے تو ان دونوں کا مصداق ایک نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ ان کے نزدیک ظن (چنانچہ ایک شخص زید کے قائم ہونے پر غالب گمان رکھتا ہے۔ گو اس کے قائم نہ ہونے کا بھی اس کو ضعیف سا گمان ہے۔ اس کو منطقی ظن کہتے ہیں) وہ خیال ہے کہ صرف موافق قوی ہو اور شک میں ان کے نزدیک مطلقاً حجتان نہ چاہئے۔

چنانچہ ظاہر ہے رہی بات کہ قرآن شریف میں کہیں بھی شک کے معنی پر خلاف منطقیین کے لیا گیا ہے۔ سو واضح ہو کہ قرآن مجید میں یہ بات موجود ہے۔ دیکھو خداوند تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر تم لوگ قرآن کے بارے میں ریب یعنی انکار میں پڑ گئے ہو..... الخ۔ اب دیکھو کہ اس آیت میں جو ریب بمعنی شک ہے۔ ان کے انکار ان کے حکم بالجزم پر کہ (یہ خدا کا کلام نہیں ہے۔ بلکہ کسی بشر کا ہے۔ شعر کہانت ہے) اطلاق کیا گیا ہے اس پر خداوند تعالیٰ کا یہ کلام دلالت کرتا ہے کہ ہم ان چیزوں کی قسم کھاتے ہیں جنہیں تم دیکھتے اور جنہیں تم نہیں دیکھتے ہو کہ قرآن فرشتہ جبرائیل علیہ السلام کے منہ سے نکلا ہے۔ کسی بشر کا کلام شاعر کا کلام نہیں ہے۔ تھوڑے ہی لوگ ایمان لاتے

ہیں اور نہ یہ کاہن کا کلام ہے۔ تھوڑے ہی لوگ ہیں جو نصیحت قبول کرتے ہیں یہ قرآن منزل من اللہ ہے۔ اس آیت میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ لوگ اگر قرآن کے کلام الہی ہونے میں شک کنندہ بایں معنی ہوتے کہ جو شک کا معنی منطقی کرتے ہیں۔ تو خداوند پاک تاکیدیں نہ فرماتا۔ پہلے کہ جملہ اسمیہ بیان فرمایا ان کو ذکر کیا۔ سوم قسم پس بلاشبہ یہ اس پر ولالت کرتی ہے کہ ”ان کا انکار قرآن شریف کا کلام الہی ہونے سے اس حد تک پہنچا ہے کہ انہوں نے یقین کر لیا ہے کہ غیر اللہ کا کلام ہے۔ اس طرح پر ظن کا بھی اسی خیال پر جو خلاف واقع ہو۔“ اطلاع کیا ہوا ہے۔ دیکھئے وہ آیت جس کا ماحصل یہ ہے کہ وہ صرف ظن کی تابعداری کرتے ہیں اور وہ صرف جھوٹے ہیں۔ غرضیکہ اعتراض مذکور کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر پہلی ضمیر کو شک کی طرح پھیریں گے تو یقید کا لغو ہونا لازم آئے گا۔ یوں کہنا پڑے گا کہ یہ آیت جس کا معنی یہ ہے کہ وہ اعتقاد کر بیٹھے ہیں کہ ہم نے مسیح علیہ السلام کو قتل کر ڈالا ہے۔ اپنے ظاہر معنی پر محمول نہیں حالانکہ ظاہر پر محمول ہونے کا بھی موجب موجود ہے۔

پس جو لوگ پہلے کا التزام کریں گے تو یہ کفر ہے۔ اگر دوسرے کو اختیار کریں گے تو یہ نادانی ہے۔ اب ان دونوں میں سے جس کو چاہیں اختیار کر لیں۔ تیسرا اعتراض کہ یہ توجیہ تکلف محض ہے کیونکہ جس کی طرف تم ضمیر کو راجع کرتے ہو یہ رجوع ہرگز متبادر نہیں ہے۔ نیز اس قسم کے ”ارجاع“ سے انتشار ضمار لازم آتا ہے۔ قرآن شریف میں انتشار ضمار کا قائل ہونا یہ تو بے عیب پر از فصاحت قرآن کو بٹالانا ہے۔ چنانچہ ظاہر ہے اور جب یہ سب کچھ باطل ہوا تو ہمارا دعویٰ ثابت ہوا۔ چوتھی بحث کہ جب اسی طرح پر ضمیر کا مرجع مانا جائے تو آیت کا معنی یہ ہوگا کہ اہل کتاب مسیح علیہ السلام کی مقبولیت کے مشکوک ہونے پر تصدیق رکھتے ہیں اور شک و مشکوکیہ چونکہ ایک ہی بات ہے تو تصدیق کا شک سے تعلق پکڑنا لازم آتا ہے۔ یہ شک جو ایک کا تصور ہی ہے۔ اس کے لفظ کا مفہوم ہی شک سے مراد رکھ لیں گے۔ یا جس پر وہ شک صادق آتا ہے۔ وہی مقصود رکھیں۔ اس لئے کہ شک کا معنی اور اس کا مصداق دونوں تصور ہی ہیں۔ عام اس سے کہ تصدیق علم یقینی جو مطلق ادراک و تصور کا قسم ہے۔ مقصود ہو یا وہ حالت کہ بعد ادراک کے پیدا ہوتی ہے۔ جسے ”دانش“ کہتے ہیں۔ مطلوب ہو۔ لیکن تصدیق کا بہر حال تصور یعنی شک سے متعلق ہونا باطل ہے۔

چنانچہ یہ بات ثابت ہے۔ ہاں تصدیق کا شک سے اس صورت میں متعلق ہونا محال ہے۔ چنانچہ یہ بات ثابت ہے۔ ہاں تصدیق کا شک سے اس صورت میں متعلق ہونا کہ تصدیق جنس تصور سے مان لیں بہت فحش ہے۔ اس صورت سے کہ تصدیق کو بمعنی دانش لیں وجہ یہ ہے کہ جب تصدیق کا تصور کا ہی قسم سمجھ کر شک سے متعلق جان لیں تو شک معلوم بن جائے گا اور پھر تصدیق کو بہ نسبت شک کے علم قرار دینا پڑے گا۔ حالانکہ دلیل سے ثابت ہے۔ کہ علم تصور و صورت علیہ (جب انسان کا مثلاً علم حاصل ہوتا ہے تو یوں ہوتا ہے کہ اس کی ماہیت اور صورت ذہن نشین ہوتی ہے۔ پس اس صورت کو صورت علیہ کہتے ہیں) کے معنی سے معلوم کے ساتھ متحد ہوتا ہے۔ لہذا لازم آیا کہ تصدیق اور شک ایک ہی بات ہو۔ حالانکہ یہ صریح غلط ہے۔ کیونکہ غلط نہ ہو کہ تصدیق و شک آپس میں غیرت رکھتے ہیں۔

پانچویں بحث کہ شک اصطلاحی جب ہی تحقیق ہوگا کہ نسبت کے طرفین میں تردد ہو۔ یعنی یہ ایسا ہے۔ یا ایسا۔ لیکن دونوں میں سے کسی جانب کو ترجیح نہ ہو۔ بلکہ طرفین کی تجویز برابر ہو۔ پس قادیانی کی یہ تفسیر کہ ”اہل کتاب مشکوکیت قتل پر مسیح علیہ السلام کے طبعی مرنے سے پہلے ایمان رکھتے ہیں۔“ اس طرف کو راجع ہوگی کہ اہل کتاب کا اس قسم کا شک بغیر اس کے کہ ان کو مسیح علیہ السلام کی طبعی موت پر یقین ہوتا موجود تھا۔ کیونکہ تقدم کے لوازم سے ہے کہ مابعد مقدم پیدا ہونے کے زمانہ میں موجود نہ ہو، نیز جب ایک شخص کی طبعی موت پر یقین ہو۔ تو اس کے مقتول ہو جانے میں شک کا ہونا محالات سے ہے۔ ظاہر تر ہے کہ مسیح علیہ السلام کے مقتول ہو جانے کے دو جانب ہیں۔ ایک یہ کہ قتل نہیں ہوئے دوم کہ قتل ہو گئے ہیں۔ پس جبکہ آپ کا قتل ہو جانا مشکوک ہے تو واجب ہوگا پر کہ نہ اس پر کہ وہ قتل ہو گئے ہیں۔ اور نہ اس پر کہ وہ قتل نہیں ہوئے۔“ یقین ہو اور نیز اس پر جو عدم القتل مندرج ہے۔ یقین نہ ہو لیکن یہ باث واضح ہے کہ طبعی موت عدم القتل میں مندرج ہے۔ ہاں یہ اندراج ایسا ہے کہ خاص عام میں مندرج ہوتا ہے اس لئے کہ عدم القتل جیسے زندگی کو شامل ہے ویسے ہی طبعی موت کو شامل ہے۔

لہذا لازم ہوا کہ جس صورت میں مسیح علیہ السلام کے مقتول ہو جانے میں شک ہو تو آپ کی طبعی موت پر یقین نہ ہو اور یہ بالکل بدیہی ہے۔ کیونکہ شک کے لئے جائنیں کی تجویز کا برابر ہونا ضروری ہے۔ اور مع ہذا ایک جانب پر یعنی عدم القتل پر یقین کرنا محال ہے۔ چنانچہ کم

درایت والے پر بھی غنی نہیں ہے۔ بنا برآں اگر آیت سے وہی مراد ہے جو قادیانی سمجھتے ہیں تو کہتے کہ اس آیت کے نازل ہونے سے کیا فائدہ ہوا اس خبر پر کون سے عوائد مرتب ہوئے۔ علاوہ برآں اگر اس آیت کو قادیانی ہی مراد پر محمول کریں تو اس سے لازم آئے گا کہ اس آیت نے شک کی مابینیت کے بعض اجزاء بیان کئے ہیں لیکن یہ اس بات کا دعویٰ ہے اس نے وہ معنی بیان کئے جو قوم کے مصطلح ہیں۔ پس اس صورت میں لازم آئے گا کہ قرآن بھی کافیہ شافیہ تہذیب کی مانند ایک کتاب ہے۔ حالانکہ اس امر کا کوئی عقل مند قائل نہیں ہے۔ اس پر قادیانی کی دوسری توجیہ سو اس پر بھی پانچویں بحث کے سواء سب اسباب و خدشہ وارد ہوئے ہیں۔

البتہ اس دوسری توجیہ پر خاصۃً یہ بحث وارد ہے۔ وہ یوں ہے کہ ”تمام اوصاف کا سبب کسی شے کے ہر ہر فرد سے کر دینا۔ پھر خاص صفت ان کے واسطے ثابت کرنا۔ جیسا کہ اسی سے لازم آتا ہے کہ وہ افراد موصوفہ اس صفت میں منحصر ہو جائیں اس طرح پر ان افراد سے خاص صفت کا سلب کر دینا۔ خواہ وہ صفت ملحوظ نہ ہو مقدر ہی ہو۔ بعد ازاں کوئی ایسی صفت جو مسلوب سے منافی ان افراد کو ثابت کرنا۔“ اس کو چاہتا ہے کہ وہ موصوفہ اس مسلوب کے منافی میں منحصر ہو پہلے کا نام حصر حقیقی دوسرے کا نام حصر اضافی ہے۔ لیکن یہ دونوں موصوفہ کے صفت میں منحصر ہونے کے لئے دو قسم ہیں۔ اس پر صفت کا موصوفہ میں بطور انحصار حقیقی کے سواء اس واسطے کہ وہ صفت صرف اسی موصوفہ میں متحقق ہے نہ غیر میں۔ صفت کا موصوفہ میں بطور ”انحصار اضافی“ کے منحصر ہونا سو اس لئے ہے کہ وہ صفت تو اس موصوفہ میں پائی جاتی ہے لیکن اس کے کل اغیار سے متفک نہیں ہوتی بلکہ بعض میں پائی جاتی ہیں اور بعض میں نہیں پس چونکہ بعض ہی کی طرف نسبت کر کے منحصر ہے تو یہ ”حصر اضافی“ اور نسبتی ہوا۔ پر ظاہر ہے کہ جس میں کوئی چیز منحصر ہو وہ اس پر جو اس میں کلیۃً منحصر ہے کلی طور پر صادق آتا ہے۔ اب دیکھئے کہ آیت (جس کا مضمون یہ ہے کہ نہیں ہے کوئی ایک بھی اہل کتاب میں سے مگر وہ ایمان لائے گا۔) میں اہل کتاب صفت ایمان میں منحصر کر دیئے گئے ہیں۔ لیکن یہ انحصار صفت کفر کی طرف نسبت کر کے ہے نہ اور اوصاف کے لحاظ سے۔

پس مراد اس آیت صفت الکفر کا تمام اہل کتاب سے مسلوب ہونا اور سب کے لئے صفت الایمان کا ثابت ہونا ہے۔“ لا غیر اس سے صاف طور پر واضح ہو گیا ہے کہ یہ انحصار اضافی ہے۔ کیونکہ اہل کتاب جو صفت ایمان میں منحصر کر دیئے گئے ہیں تو صرف ایک صفت محض کی طرف

نسبت کر کے اوصاف کے لحاظ سے لہذا مفاد الایہ یوں ہوا کہ سب اہل کتاب ایمان میں نہ کفر میں منحصر ہوں گے اور صفات ان میں پائے جائیں یا نہ۔

پس سب اہل کتاب سے وصف کفر جو مقدر ہے مصلوب کر دیا گیا۔ اس کا معانی یعنی ایمان سب کو ثابت کر دیا گیا۔ جب یہ سمجھ گئے کہ تمام اہل کتاب صفت ایمان میں منحصر ہوں گے تو لازم آئے گا کہ صفت ایمان تمام کتابیوں پر صادق آنا چاہئے جیسا کہ کہہ دیں کہ ہر ایک کتابی اس پر ایمان لائے گا۔ ”اس لئے یہ قضیہ موجبہ محصورہ کلیہ بنا۔

جب کہ ہم آیت مذکورہ سے وہ مراد رکھ لیں جو قادیانی بیان کرتے ہیں تو اس تقدیر پر یہ معنی ہوگا کہ سب اہل کتاب مسیح علیہ السلام کے قتل کی مشکوکیت پر ان کے مرنے سے پہلے ایمان لائیں گے۔ حالانکہ یہ معنی مردود ہے گو ہم اس سے قطع نظر کریں کہ اس طرز پر میضہ مضارع کا ماضی پر محمول کرنا لازم آتا ہے۔ اس سے بھی انکار کریں کہ نون تاکید ثقیلہ معنی استقبال کو چاہتا ہے مگر اور طرز پر جو اعتراض وارد ہوتا ہے وہ بشرح بیان کریں گے۔ وہ یہ ہے کہ یہ حکم خاص انہی بعض اہل کتاب کے لئے ہے۔ جو مسیح علیہ السلام کے زمانہ اور آپ کی مرفوعیت سے پہلے موجود تھے لیکن یہ تو قاعدہ مذکور مسلمہ سے مخالف ہے کیونکہ قاعدہ سے لازم آیا تھا کہ یہ حکم کل کتابیوں کے واسطے ہے نہ بعض کے واسطے یا یہ کہو گے کہ یہ عام اہل کتاب کے لئے ہے یعنی جو آپ کے زمانہ میں آپ کی مرفوعیت سے پہلے موجود تھے اور جو اس کے بعد قیامت تک موجود ہوتے جائیں گے مگر اس سے تو پھر اور ہی محال لازم آئے گا۔ اس لئے کہ اب یہ تجویز کرنا پڑے گا۔ کہ ایک چیز جو موجود نہیں وہ موجود ہونے کی حالت میں موجود ہو۔

اجی جب تم مسیح علیہ السلام کے مرجانے کے قائل ہو اور ادھر آیت کے معنی یہ ہونے کے مسیح علیہ السلام کے مرنے سے پہلے ہی تمام کتابی ایمان لائے ہوں تو صاف لازم آیا کہ جو اس زمانے میں موجود نہیں تھے۔ موجود ہوں آخر جب سب کے لئے موت مسیح علیہ السلام سے پہلے ہی صفت الایمان ثابت کیا گیا۔ تو اس صفت کا موصوف بھی تب ہی موجود ہونا چاہئے۔ ورنہ لازم آئے گا کہ صفت بغیر موصوف کے متصل ہو یہ تجویز گویا اجتماع الغیضین کو جائز کر دیتا ہے۔ نیز اس پر یہ اعتراض وارد ہوتا ہے کہ یہاں مصدر کو بلا موصوف پر محمول کرنا پڑتا ہے۔ حالانکہ یہ بناوٹ ہے۔ صاحبان فہم کے ناپسند ہے۔ رعی یہ بات کہ متدل و دھتوں کو اپنے منہ سے اچھا کہتا ہے اور دونوں کو اپنے کشوف سے موبید کرتا ہے۔

سو واضح رہے کہ بالضرور دو معتوں میں سے ایک تو بالکل باطل ہے سبب یہ ہے کہ دوسری توجہی اور معنی میں زیادہ تر خصوص کا ہی احتمال ہے۔ کیونکہ اگر عموم لیا جائے تو اجتماع القہین لازم آتا ہے۔ چنانچہ گزرا پہلی توجہ میں خالی عموم ہی ہے اور ظاہر ہے کہ عموم و خصوص دونوں آپس میں متغائر ہیں۔ پس اگر پہلی توجہ کو تسلیم کریں گے تو بالضرور دوسری نثار دہے۔ اگر دوسری کو مان لیں گے تو لامحالہ پہلی مردود ہے۔

اب کہئے کہ اگر ایک کشف کو الہامِ رحمانی سے ہی فرض کر لیں گے تو دوسرا بدہمتہ شیطانی ہوگا۔ اس لئے اگر دونوں الہامِ اللہ سے ہوتے تو ان میں تخالف نہ ہونا چاہئے تھا۔ لہذا حق یہی ہے کہ یہ دونوں ہی رحمانی نہیں ہیں ورنہ کیوں ان دونوں پر شرعیہ اور عقلیہ اعتراضات ساطعہ وارد ہوتے لامحالہ ایسے مدعیوں کے خصائل سے یہ بات ہے کہ اگر ان کے مقابلہ پر قرآن پیش کرتے ہیں تو انجیل طلب کرتے ہیں۔ جب انجیل سامنے رکھتے ہیں تو قرآن طلب کرتے ہیں جب دونوں پیش کئے جائیں تو عقل کے طالب ہوتے ہیں پھر عقل بھی اگر پیش کی جائے تو کشف لے بیٹھے ہیں تو پھر جب اس کشف پر دلیل طلب کے جاتی ہے تو سرگرمیوں متحیر ہو جاتے ہیں غرض کہ وہ لوگ نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے ہر ایک دربار سے ان کو دھکے ملتے ہیں۔ یا یوں کہئے کہ یہ لوگ شتر مرغ کے مثل ہیں اس پر جب بوجھ ڈالنا چاہیں تو اڑنے والا جانور بن بیٹھتا ہے اگر اسے اوڑھنا چاہیں تو اونٹ کہلاتا ہے۔

یا یوں کہ ایسے لوگ اس مریض کے مثل ہیں جسے مرض الموت نے گرفتار کیا ہو، نہ وہ زندہ اور نہ مردہ ہے اور کسی نبی کے مثل نہیں ہے۔ خیر جو ہیں، سو ہیں ہم کو اس سے کیا غرض ہے؟ ہاں ہم اب یہ بیان کریں گے کہ جس طرح پر کہ ہم اور سلف و خلف آیت **وَإِنَّا أَتَيْنَا** **الْمَسِيحَ..... الْبَنِي** سے سمجھتے ہیں اس طرز پر اعتراض مذکور میں سے ایک اعتراض بھی وارد نہیں ہوتا۔ وہ یوں ہے کہ اہلِ کتاب نے کہا کہ ہم مسیح علیہ السلام کے مقتول ہو جانے پر یقین رکھتے ہیں۔ سو اللہ عزوجل نے ان کی تردید فرمائی کہ انہوں نے مسیح علیہ السلام کو نہ قتل کیا اور نہ صلیب پر چڑھایا۔ پس کیونکر مسیح علیہ السلام کے قتل ہو جانے پر ان کو یقین کر بیٹھنا متصور ہے۔ اس لئے کہ علم یقینی کیلئے تو یہ ضروری ہے کہ واقع سے مطابق ہو کیا ہو سکتا ہے کہ واقع سے مخالف ہو اور پھر بھی یقینی ہو۔ ہرگز نہیں۔ لہذا ان کا یہ دعویٰ کہ ہم قتل کے بارے میں متیقن ہیں باوجود کہ دراصل ان کو یقین حاصل نہیں ہے۔ ”بلاشبہ جہل مرکب“ ہے کیونکہ جہل مرکب کا معنی یہی ہے کہ خلاف واقع ایک حکم لگایا جائے۔

پس وہ اس کے بارے میں شک میں مبتلا ہیں۔ یعنی ایسے حکم میں کہ وہ خلاف واقع ہے نہیں ان کو یقین حاصل بلکہ ظن اور جہل مرکب کے تابع رہا ہیں۔ وجہ یہ ہے کہ انہوں نے مسیح علیہ السلام کو قتل نہیں کیا۔ یعنی قتل کا نہ پایا جانا یقینی ہے کہ یقیناً نفی ﴿ما﴾ کی قید ہے نہ نفی ﴿قتلوه﴾ کی ﴿بل﴾ دفعہ اللہ ﴿بلکہ﴾ خداوند عز و اس نے مسیح علیہ السلام کو اپنی طرف اٹھالیا ہے۔ لیکن وہ اٹھالینا کہ وہ مجسمہ منافی قتل ہے۔ نہ وہ کہ اس کا منافی نہیں۔ یعنی رفع روحی۔ کیونکہ رفع روحانی واقعہ اور اعتقاد محض طبع میں قتل کے ساتھ مجتمع ہوتا ہے۔ ﴿وکان اللہ عزیزاً حکیماً﴾ خداوند تعالیٰ کو مسیح علیہ السلام کے مجسمہ مرفوع کرنے سے کوئی چیز عاجز کرنے والی نہیں۔ ﴿حکیماً﴾ خدا حکمت والا ہے۔ رفع کے کام میں نہیں کوئی ایک بھی ﴿من اهل الکتاب الا ليقمنن به﴾ اہل کتاب میں سے مگر کہ مسیح علیہ السلام پر ایمان لائیں گے ان کے مرجانے سے پہلے ہی خواہ وہ ایمان ان کے لئے نافع ہی ہو جیسا کہ حالت حیات میں یا نافع نہ ہو جیسا کہ مرگ کی حالت میں اور یہ ایمان کہ جو مرگ کی حالت میں نہیں وہ اس سے عام ہے کہ مسیح علیہ السلام کے اترنے سے پہلے ہو یا ان کے اترنے کے بعد ہو پس اس معنی میں غور کرو کہ اس میں بہر حال ایمان کی حفاظت ہے۔ دیکھو ایک توصیفہ مضارع اپنے ہی معنی پر رہا۔ نون ثقیلہ جو دخول کے استقبال پر بالا جاع و دلالت کرتا ہے۔ اپنے ہی طور پر رہا اس معنی پر اعتراضات سابقہ میں سے کوئی اعتراض بھی وارد نہیں ہوتا۔ کما هو الظاهر بالمقابل المصادق۔ لہذا جو معنی ہم نے بیان کیا ہے۔ اس کو صحیح کہنا زیبا ہے اور اس کے برخلاف الہامات و کشف کو کھنڈروں پر دے مارنا لازم ہے۔ یہی معنی تمام اشکالات کے دور کرنے کے لئے کافی ہے۔ اس پر بالضرور منصف مزاج ایمان لائے گا۔ گو کوئی بے انصاف اور بے علم جھگڑالو اس سے انحراف کرے۔

قادیانی اپنے استدلال فاسد میں اس آیت کو موت عیسیٰ علیہ السلام میں بھی پیش کرتا ہے۔ جس کا مضمون یہ ہے کہ نہیں بتایا ہم نے پیغمبروں کو کہ وہ کھانے پینے کی طرف محتاج نہ ہوں اور نہ ہمیشہ رہنے والے۔ لیکن ہم پہلے اس استدلال کی اصلاح کریں گے اور پھر جواب دیں استدلال قادیانی کا یہ ہے کہ اگر مسیح علیہ السلام کو آسمان پر زندہ بھی مان لیا جائے تو بالضرور کہنا پڑے گا..... اناج۔

الجواب..... آیت مذکورہ میں جو حرف نفی (ما) کا وارد ہوا ہے وہ جعل بسیط پر وارد نہیں بلکہ جعل مطلق پر ہے جس کے لوازم سے ہے کہ وہ دو مفعولوں کے درمیان پایا جائے۔ ایک کا نام مجہول دوسرا کا نام مجہول الیہ۔ دیکھو اس آیت میں انبیاء علیہم السلام مجہول اور جسد مجہول الیہ۔ جو

بغیر طعام کے فاسد ہو جاتا ہے۔ پس یہاں پر لٹی ایسے جعل اور ہٹانے پر وارد ہوئی جو مقید ہے۔ اور بدیہی ہے کہ مقید، گو اس کے ساتھ ہزار قیدیں لگی ہوں نہیں پایا جاتا جب تک کل قیود نہ پائے جائیں۔

اب یہاں تین قیدیں ہیں: ایک جعل کا مرکب ہونا، دوم جسد کا مجعول الیہ ہونا، سوم، عدم الاکل کی قید۔ لہذا جب جعل مقید بہ اس قیود جب ہی موجود ہوگا کہ سب قیود پائے جائیں۔ البتہ کسی مرکب چیز کا معدوم ہونا اس کے تمام اجزاء کے نابود ہو جانے پر موقوف نہیں بلکہ اس میں اگر ایک چیز بھی نابود ہو جائے تو اس چیز کا عدم پایا جائے گا۔ اس سے یہ بھی سمجھا ہوگا کہ بجائے جعل مؤلف کے جو مقید ہے اگر اور ہی چیز فرض کی جائے یا اس کا مرکب ہونا اڑا دیں یا بایں طور پر کہ صرف پہلے مفصول یا دوسرے کے ساتھ متعلق ہونا مان لیں یا جسد کے مقام پر اور ہی کوئی مفصول قرار دیں یا تمام قیود کا تحقق مان لیں مگر عدم اکل یا تمام قیود یا مطلق شیء کا (باوجود مان لینے تمام قیود کے) نابود ہونا فرض کر لیں۔ تو بہر حال مقید بھی معدوم ہوگا۔ لیکن یہ سب مفہومات ممکن ہی ممکن میں واقع ہیں۔ ان میں سے کوئی بھی تحقیق نہیں۔

البتہ ان میں سے عدم اکل کا منتفی ہونا ممکن ہے واقعی بھی ہے۔ ماسوا اس کے جتنے ہیں واقع میں پایا جاتا دلائل عقلیہ و نقلیہ سے ثابت ہے۔ اس لئے ایک عدالت واقعی نہیں۔ جب یہ سن لیا تو اس کا علم بھی ضروری ہے کہ قید عدم الاکل کا پایا جانا دو طرح پر ہے۔ کہ یا کوئی چیز (خواہ طعام ہو یا اور کچھ ہو) نہ کھائی جائے یا خاص کر طعام بھی نہ کھایا جائے۔ اس میں شبہ نہیں ہے کہ عدم الاکل کا نہ پایا جانا جب تحقیق ہوگا کہ کھانا تحقیق ہو پس عدم الاکل کے نہ پائے جانے کو جو سالبۃ السالبۃ ہے موجبہ مصلہ لازم ہوا اگرچہ یہ ملازمت موضوع کے موجود ہوتے ہی ہوتی ہے لیکن یہاں تو موضوع (انبیاء علیہم السلام) امر واقعی ہی پر کیا دونوں تحقیق نہیں ہوں گے۔ ضرور ہوں گے۔

اس واسطے ضرور تسلیم کرنا ہوگا کہ آیت ﴿وَمَا جَعَلْنَاهُمْ﴾ کا تفسیر موجبہ مصلہ لازم آتا ہے کہ ہر رسول طعام کھاتا ہے۔ اب قادیانی سے مستفسر ہیں کہ اس تفسیر موجبہ میں اکل اور کھانا جو ہر رسول کو ثابت ہے تو یہ ان کے لئے ان کی ذات کی طرف سے نظر کر کے ضروری الثبوت ہے یا باعتبار کسی وصف کے یا ضروری الثبوت غیر معین یا معین وقت میں ہے یا یہ کہ وہ ذات کے اعتبار سے وصف کی جہت سے دائمی الثبوت ہے یا تین زمانوں میں کسی زمانوں میں ثابت ہے یا یوں کہو کہ اس کا ثبوت ان کے لئے ممکن ہے خواہ مع قید المداوم جیسا کہ اوّل اور پانچویں کے

ماسواہ میں خواہ مع قید الما ضروری جیسا کہ اول کے ماسواہ میں بتا کر ایک رائے کے پایا پنچیس کے ماسواہ میں بھی عند البعض یا لا ضرورۃ الما دوام کی قید کہیں بھی تسلیم نہ کریں۔ بہر حال یہ ظاہر ہے کہ ضروری یعنی ہر رسول کی ذات کو طعام کھانا بالضرور ثابت ہے اور دائرہ یعنی ہر رسول کے لئے اکل الطعام دائرہ ثابت ہے۔ باطل ہے کیونکہ ضروریہ مطلقہ کی نفیض جو ممکنہ عامہ ہے۔ متحقق ہے۔ پس لازم ہوا کہ ضروریہ باطل ہو ورنہ اجتماع التقیضین پایا جائے گا۔

اسی طرح دائرہ کی نفیض مطلقہ عامہ متحقق ہے۔ چنانچہ کہہ دیں کہ بعض اوقات میں رسول طعام نہیں کھاتے۔ اب اس مطلقہ عامہ کو کون باطل کر سکتا ہے۔ یہ صریح صادق ہے۔ اس لئے دائرہ کا ذب ہوا نہیں تو ویسے ہی اجتماع التقیضین لازم آئے گا جیسا کہ گزرا۔ ایسا ہی دوسرا اور چھٹا باطل ہے۔

اس واسطے کہ وصف رسالت ہرگز ضرورت یا دوام اکل کو نہیں چاہتا۔ علی ہذا الملقیاس اکل الطعام رسول کے لئے مطلق وقت میں کوئی وقت ہو اور خاص ایک وقت میں ضروری الثبوت نہیں۔ آخر یہی تو کہو گے کہ اکل طعام بشرطیکہ بھوک متحقق ہو ضروری ہے اور حالانکہ یہ ظاہر ہے کہ بھوک خود ضروری الوجود نہیں پھر طعام کا کھانا جو اس کا مشروط ہے۔ وہ کیسے ضروری ہوگا۔ کیا دیکھتے نہیں کہ جب کہیں کہ زید کی انگلیاں لکھنے کی حالت میں متحرک ہیں اس وقت لکھنا چونکہ خود کسی وقت میں ضروری الثبوت نہیں تو جس کے لئے یہ شرط ہے وہ بھی کتابت کے وقت ضروری نہیں۔ وجہ یہ ہے کہ کتابت چونکہ کسی وقت ضروری نہیں اور مجملہ اوقات وہ وقت بھی سہی جس میں کتابت متحقق ہے پس وہ جب آپ ہی اس وقت میں ضروری نہیں تو انگلیوں کا ہلنا کتابت کے وقت کب ضروری ہوگا۔ ویسے کھانا گو بشرط الجوع ضروری ہے۔ مگر جوع کے وقت میں ضروری نہیں۔ چنانچہ ابھی ہم بیان کر آئے ہیں۔

شاید کہو گے کہ جب مانا گیا کہ طعام کا کھانا بشرطیکہ بھوک لگی ہو ضروری ہے تو قضیہ مشروط صادق آئے گا۔ (کہ ہر رسول کے لئے بشرط الجوع اکل طعام ضروری ہے۔) حالانکہ تم کو مضر ہے۔ سو واضح ہو کہ مشروط ہرگز صادق نہیں آتا۔ سبب یہ ہے کہ یہ مشروط نہیں بن سکتا۔ کیا معلوم نہیں کہ مشروط میں یہ بات لازمی ہے کہ ضرورت بشرط اسی عنوان اور وصف کے ہو جس کے ذریعے سے موصوف پر حکم لگایا گیا ہو اور ظاہر ہے کہ قضیہ مذکورہ میں وصف اور عنوان رسول کا لفظ نہ بھوک کا۔ پس مشروط کیسے بن سکتا ہے۔ بتا دیں ماننا پڑے گا کہ قضیہ مذکورہ مطلقہ یا ممکنہ عامہ ہے

خواہ دوام یا لا ضرورت کی قید لگائیں یا نہ۔ ہاں مطلقہ اور ممکنہ عامہ اس آیت سے مستفادہ ہے جس کا مضمون یہ ہے (کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ سے پہلے جتنے رسول تھے وہ طعام کھاتے تھے، بازاروں میں چلتے پھرتے بھی تھے) کیونکہ اہل آیت کا ماحصل یہی ہے کہ رسول کسی نہ کسی زمانہ میں کھاتے اور بازاروں میں چلتے پھرتے تھے نہ یہ کہ ہر وقت میں۔

پس جیسا کہ ہر وقت میں چلتے پھرتے نہیں تھے اور یہی مطلقہ عامہ ہے۔ ایسا ہی طعام کے کھانے کا ان کے لئے امکان ثابت ہوا۔ پس جبکہ اس ممکنہ اور مطلقہ کو لا دوام کی قید لگائیں گے تو یہ تفسیہ وجود یہ ایسا ہی ہو کہ پہلی جزء آیت مذکورہ سے ثابت ہوئی اور دوسری جزء یعنی لا دوام کا مفہوم ہماری سابق تقریر سے پایا ثبوت کو پہنچا۔ البتہ اس وجود یہ کو بسبب اس کے کہ یہ ایک عقیدہ اور خاص چیز ہے ضروریہ وغیرہ لازم ہے۔

لیکن چونکہ یہ خاص ہے اور خاص زیادہ تر قابل اعتبار ہوتا ہے تو وجود یہ ہی معتبر ٹھہرے گا۔ اس واسطے اس کی جو جزء لے کر تفسیہ بنائیں گے پھر دیکھیں گے۔ کہ وہ اہل اسلام کے عقیدہ سے مخالف ہے یا نہیں۔ دیکھو ہر رسول بعض اوقات میں طعام کھاتا ہے اور کوئی رسول بعض اوقات میں طعام نہیں کھاتا۔ اب غور سے دیکھو کہ یہ تفسیہ ہرگز عقیدہ اسلامی سے مخالفت نہیں رکھتا کیونکہ یہ تفسیہ (کہ مسیح علیہ السلام بعض اوقات میں طعام کھاتے تھے اور بعض اوقات میں نہیں کھاتے تھے) صادق ہے اور جو ہم نے قبل اس کے بیان کیا ہے کہ بھوک ضروری ہے سو اس کی دلیل یہ ہے کہ اندرونی اور بیرونی اسباب کے سبب سے اجزاء کیسے ہیں اور ان اجزاء کم شدہ گئی ہوئی کہ قائم مقام ہونے کو بھوک کہتے ہیں۔

پس جب یہ کہنا تحقیق ہوگا تو بھوک بھی تحقیق ہوگی۔ پھر بذیہی ہے کہ تحلیل یعنی اس کے اسباب مختلف ہوں گے تو بالضرورة تحلیل کے درجے بھی مختلف ہو جائیں گے۔ مگر یہ بھی ظاہر ہے کہ تحلیل کے درجے بے شمار ہیں پس بتائیں کہ کہیں ادنیٰ اور کہیں اعلیٰ ہے۔ ہر ایک دوسرے سے سلب کیا جاسکتا ہے اور کہہ سکتے ہیں کہ ادنیٰ تحلیل اعلیٰ نہیں ہے۔ اور اعلیٰ ادنیٰ نہیں۔ غرض کہ جس مرتبہ اور درجہ کو مد نظر رکھیں اس سے جو ادنیٰ ہے یا اعلیٰ اسے اس درجہ معینہ سے مسلوب کرنا جائز ہے۔ دیئے ہی ان دونوں کو اس معین درجہ سے رفع کر سکتے ہیں تو گو یہ اجمالاً حکم لگایا گیا ہے کہ ہر ہر درجہ کا اپنے ماسوا سب درجات سے مسلوب ہونا ممکن ہے جیسا کہ باقی درجات کا سلب اس درجہ سے ممکن ہے۔ اب واضح ہو گیا کہ یہ سلب عقیدہ ہے۔ جب یہ ممکن ہوا تو صیاف ثابت ہوا کہ واقع میں بھی سلب ممکن ہے۔ کیونکہ وہ مطلق ہے اور عقیدہ بجز امکان مطلق کے ممکن نہیں ہو سکتا۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
الحمد لله الذي جعل في كتابه
الهدى والبرهان

حالات والهجمات مرزا

حضرت مولانا عبد الوهاب خان

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ضلع رام پور میں قادیانی پنڈتوں کی آمدورفت کا سلسلہ جب شروع ہوا تو تمام ہی مکاتب فکر کے علماء نے قادیانیوں کا تعاقب کرنے کے لئے کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت دارالعلوم دیوبند کی زیر نگرانی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع رامپور کی تشکیل کی جس کے بہتر ثمرات سامنے آئے خود قادیانی پنڈت کو بھی قادیانیت سے توبہ اور قبول اسلام کی توفیق نصیب ہوئی۔ فالحمد للہ!

ابھی حال ہی میں مجلس کی دعوت پر جناب مولانا شاہ عالم گورکھپوری صاحب نائب ناظم کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت دارالعلوم دیوبند کی تشریف آوری ہوئی اور آپ صولت لائبریری دیکھنے کے لئے تشریف لے گئے تو وہاں موصوف کی نظر حضرت مولانا حضرت عبدالوہاب خاں صاحب بانی مدرسہ جامعہ المعارف رامپور کی ایک ایسی قدیم تصنیف پر پڑی جو عرصہ سے نایاب ہے۔ اس کے علاوہ اور بھی تصنیفات علماء رامپور کی اس موضوع پر دستیاب ہوئیں۔ اس سے یہ اندازہ لگانا مشکل نہیں کہ ماضی میں بھی جب قادیانی فتنہ نے رامپور میں سر اٹھانے کی کوشش کی ہے تو ہمارے اکابر نے بروقت اس کا تعاقب کر کے پورے علاقہ کو اس فتنہ سے پاک و صاف کر دیا تھا۔

موقع کی مناسبت سے مولانا گورکھپوری نے یہ مشورہ دیا کہ اس موضوع پر علماء رامپور کی تصنیفی خدمات کو حیات نو دینے کی ضرورت ہے۔ یہ اپنے بزرگوں کا علمی ورثہ اور قیمتی سرمایہ ہے۔ مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع رامپور کے حق میں یقیناً یہ ایک نیک مشورہ تھا۔ مجلس نے اس کو باعث سعادت سمجھتے ہوئے قبول کر لیا اور اس کا فیصلہ کر لیا کہ اس موضوع سے متعلق علماء رامپور کی تمام تصنیفات کو منظر عام پر لایا جائے۔

الحمد للہ! آپ کے ہاتھوں میں یہ کتاب اسی سلسلہ کی پہلی کڑی ہے۔ پہلی بار جمادی الاولیٰ ۱۳۳۹ھ بمطابق جنوری ۱۹۲۱ء میں مولانا محمد خلیل اللہ صاحب مہتمم مدرسہ مطلع العلوم گکیر مردان خاں کے زیر اہتمام مطبع خورشید عالم ریاست رامپور سے پانچ سو کی تعداد میں چھپی تھی جس کے رسالہ خانہ پر کل صفحات ۳۲ تھے۔ کتاب یقیناً کام کی تھی۔ لیکن قدیم رسم الخط میں کسی کتاب کا پڑھنا آج کل کس قدر دشوار ہے یہ اہل ذوق ہی جانتے ہیں اور علامات ترقیم وغیرہ جب نہ ہوں تو یہ دشواری اور بڑھ جاتی ہے۔

میں مکرر شکریہ ادا کرنا چاہوں گا جناب مولانا شاہ عالم صاحب کا کہ موصوف نے کتاب کو از سر نو تازہ کر دیا۔ مولانا موصوف نے اپنی نگرانی میں نئے سرے سے کمپوزنگ، سیٹنگ، تصحیح اور علامات ترقیم وغیرہ لگا کر نہ صرف یہ کہ قابل استفادہ بنا دیا بلکہ قادیانی کتب کے حوالوں کی نئے سرے سے بذات خود مراجعت کر کے اسے مستند اور لائق اعتماد بنا دیا۔ جدید حوالوں کو قدیم حوالوں کے ساتھ ہی رکھا ہے۔ تاکہ مسلسل حواشی کی الجھن سے بچا جاسکے۔ قوسین کے درمیان ”خ“ سے مراد مرزا قادیانی کی تصنیفات یعنی روحانی خطاؤں کا وہ سیٹ ہے جسے مرزائی روحانی خزائن کے نام سے شائع کرتے ہیں اور ”ج“ سے مراد اس سیٹ کی جلدیں ہیں۔ اس طرح بعض مقامات پر جہاں حوالے نہیں تھے۔ وہاں بھی حوالوں سے کتاب کو مزین کر دیا ہے اور کتابت کی بعض غلطیوں سے بھی کتاب کو پاک کر دیا ہے۔ ناگزیر مقامات پر حاشیہ لگا کر مقصد کی وضاحت بھی کر دی ہے۔ تاکہ کتاب سے متعلق مرزائی کوئی نیا شوشہ نہ چھوڑ سکیں۔

خوشی کے اس موقع پر میں ممنون ہوں جناب لائبریرین ”صولت لائبریری رام پور“ کا کہ موصوف نے کتاب طباعت کے لئے فراہم فرمائی اور جناب مولانا مفتی ریاست علی صاحب استاذ مدرسہ خادم الاسلام ہاپوڑ کا کہ موصوف نے کتاب کی طباعت میں ہر طرح سے حوصلہ افزائی فرمائی۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مذکورہ بالا مخلصین کی محنتوں کو اپنی رضا مندی کا ذریعہ بنائے اور اس کتاب کو قبولیت سے نوازے۔ نیز اپنے اکابر کی دیگر تصنیفات کو بھی منظر عام پر لانے کے لئے وسائل و اسباب مہیا فرمائے۔ آمین!

مولانا محمد اسلم جاوید قاسمی
جنرل سیکرٹری مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع رام پور

تعارف مصنف کتاب

ولادت ۱۸۹۱ء..... وفات ۱۹۷۸ء

مولانا عبدالوہاب خان صاحب ولد حافظ عبدالغفار خان صاحب گھیر یوسف خاں تکیہ معماران شہر رام پور میں پیدا ہوئے۔ دینی علوم میں وقت کے فقیہ اور شیخ الحدیث ہونے کے ساتھ ساتھ سیاسی طور پر بھی قد آور شخصیت کے مالک تھے۔ عوام و خواص میں حضرت موصوف کا زبردست احترام تھا۔ اپنے وطن میں مدرسہ جامعۃ المعارف کے نام سے ایک دینی ادارہ قائم کیا جو

آج تک تعلیمی خدمات میں مصروف ہے۔ موصوف کی اخیر عمر تک اس ادارہ سے وابستگی رہی اس ادارہ میں تدریسی خدمات انجام دیتے رہے۔

میدان سیاست میں بھی آپ کو ید طولیٰ حاصل تھا۔ ابتداء میں نواب صاحب رامپور کو بذریعہ خطوط اصلاح کی طرف توجہ دلاتے رہے۔ ستمبر ۱۹۳۳ء میں ریاست میں جب پہلی سیاسی انجمن ”خدام وطن“ کے نام سے قائم ہوئی تو حضرت مولانا کو اس کا صدر منتخب کیا گیا جس کی پاداش میں آپ کو حکومت وقت کے ہاتھوں گرفتاری کی صعوبتیں جھیلنی پڑیں۔ پھر ۱۹۳۷ء میں جب صولت علی خاں کی تحریک ”ذمہ دار آئینی حکومت“ قائم ہوئی تو ان کی قیادت میں شامل ہو کر دو ماہ کے لئے دوبارہ گرفتار ہوئے۔ پھر ایک بار ۱۹۳۹ء میں بھی ریاستی حکومت کے ظلم و استبداد کے خلاف انجمنی تحریک کی حمایت کرنے کی وجہ سے گرفتار ہوئے۔

۱۹۳۷ء ہی میں آپ نے ”شیعی فتنہ کی مختصر داستان“ کے نام سے فرضی نام ڈال کر ایک پوسٹر شائع کیا جس سے ریاست میں تنازع پیدا ہوا اور آپ کو قتل کرنے کی سازش رچی جانے لگی تو ۱۹۳۷ء میں ہی ”رام پور کے سیاسی حالات پر طائرانہ نظر“ کے عنوان سے دوسرا پوسٹر شائع کرنے پر آپ کے خلاف ایک مقدمہ قائم ہوا اور ایک سال کی سزا جھلکتی پڑی۔ ۱۹۳۵ء میں رام پور میں جب ایک نئی سیاسی جماعت ”انجمن تعمیر وطن“ قائم ہوئی تو آپ کو اس کا بھی صدر نامزد کیا گیا۔ پھر ۱۹۳۶ء میں ”انجمن تعمیر وطن اور پریم سہا“ کے اتحاد سے ”نیشنل کانفرنس رام پور“ کی تشکیل ہوئی تو اس کے بھی آپ ہی صدر بنائے گئے۔ نیشنل کانفرنس قومی اور سیکولر خیالات کی علمبردار تھی کچھ دنوں بعد یہی نیشنل کانفرنس یوپی کانگریس کمیٹی میں ضم ہو گئی۔

۱۹۳۹ء میں یوپی اسمبلی کے اسپیکر اور کانگریس کے صوبائی صدر پر شتم داس ٹنڈن جب رام پور آئے اور کانگریس کمیٹی رام پور کی تشکیل ہوئی تو اس کا بھی صدر آپ ہی کو بتایا گیا لیکن بعد میں آپ کانگریس سے مستعفی ہو گئے۔

۱۹۳۹ء میں ہی آپ نے جمعیت العلماء ہند کے ناظم عمومی مولانا سید محمد میاں صاحب اور سربان الہند مولانا احمد سعید دہلوی کے ہمراہ مولانا ابوالکلام آزاد سے ملاقات کی اور رام پور ریاست کی انفرادی حیثیت برقرار رکھنے کا وعدہ لیا۔ مولانا آزاد نے یقین دہانی کرائی کہ اولاً رام پور کی عوام کی معاشی مشکلات کو رفع کیا جائے گا اور اس کے بعد رام پور کو کسی صوبہ میں ضم کرنے کا فیصلہ ہوگا۔ لیکن ریاستی ارباب اقتدار نے رازداری اور غلت کے ساتھ انضمام ریاست کا فیصلہ کر ڈالا۔ بیرون ریاست بھی کانگریس قیادت میں آپ کو بلند و بالا مقام حاصل تھا۔

آپ کی تصانیف میں شیعہ فتنہ کی مختصر داستان، حالات والہامات مرزا اور تفسیر تقریب القرآن علمی یادگاریں ہیں۔ ۲۲ نومبر ۱۹۷۸ء بروز بدھ آپ کا وصال ہوا۔ گھیر مرداں خاں کی مسجد کے قبرستان میں آپ آسودہ خواب ہیں۔ (ماخوذ از تاریخ رام پور)

مفتی (ریاست علی رام پوری)

نائب صدر مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع رام پور

داستان جامعہ عربیہ خادم الاسلام ہاپوڑ، ضلع غازی آباد یوپی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على خاتم الانبياء والمرسلين محمد وآله واصحابه اجمعين۔ ربنا افتح بيننا وبين قومنا بالحق وانت خير الفاتحين

واقعات حاضرہ کو دیکھتے ہوئے ہمارا ضمیر کسی مدعی اسلام کے مقابل قلم اٹھانے کی اجازت نہیں دیتا مگر یہ جدید فرقہ قادیانی ایسے وقت پر بھی کہ اسلام کا مطلع ہر طرف غبار آلود نظر آتا ہے۔ ایسا موقع نہیں دیتا کہ کسی قوم کو یکجائی کر کے دشمنان دین کی جانب صرف کی جائے بلکہ ہمیشہ اسی فکر میں ہے کہ مسلمانوں کو راہ ہدایت سے ہٹا کر گمراہی کے گڑھے میں ڈالے اور مرزا قادیانی کے الہامات و اقوال کا ایک رخ دکھا کر تفرقہ اندازی کرے۔ دشمنان دین کو اس سے اچھا موقع کیا ملے گا کہ مسلمانوں میں تفریق و تجزی ہو۔

ہمیں جس نے کھویادہ تفریق و تجزی ہے۔ یہی وہ شی ہے جو بربادی مسلم کے درپے ہے۔ علاوہ موجودہ واقعات کے ریاست ہذا (رام پور) میں تو اس گروہ کے مقابل کسی تحریر و تقریر کی ضرورت بھی نہ تھی۔ اسی واسطے علماء شہر نے کبھی اس طرح توجہ نہ کی۔ بیرون شہر جہاں اس فرقہ کے لوگ ہیں۔ وہاں ان کی سرکوبی کے واسطے علماء موجود ہیں۔ لکل فزعون موسیٰ۔ لیکن حال میں معلوم ہوا ہے کہ اس گروہ کے چند آدمی بوجہ حکومت کی طرف سے ممانعت کے اپنی خفیہ سازشوں اور چرب زبانی سے اہل شہر کے عقائد و افعال پر برا اثر ڈال رہے ہیں۔ حتیٰ کہ میرے قریب تر رشتہ داروں میں مرزائی خیالات پیدا ہو گئے ہیں۔ بعض سے گفتگو انہیں خیالات پر ہوئی۔ ان کے عقائد معلوم ہونے سے سخت افسوس ہوا۔ ان واقعات نے مجھے مجبور کر دیا کہ برادران

شیر و متعلقین کے سامنے مرزا قادیانی کی کان نبوت کے وہ جواہرات پیش کروں جن کو مرزائی صاحبان عیب کی طرح چھپاتے ہیں۔

لیکن قبل اس کے کہ مرزائی نکسال کے کھوٹے سکے ناظرین کے پرکھنے کے واسطے پیش کئے جائیں۔ اس کا اظہار ضروری ہے کہ حج اہل اسلام کو عموماً اور مرزائی حضرات کو خصوصاً مرزا قادیانی کا معیار صداقت دیکھنا چاہئے۔ کہ جس سے ان کا سچا یا جھوٹا ہونا معلوم ہو سکے۔ سو آیات ذیل سے معیار صداقت اچھی طرح معلوم ہوتا ہے کہ مدعی نبوت کی ذات اور ذاتیات میں اگر راستی معلوم ہے تو جو کچھ وہ کہے وہ سب درست ہے اور اس کا دعوائے نبوت صحیح اور اگر اس کی ذات اور ذاتیات ٹھیک نہیں تو وہ جھوٹا اور جو وہ کہے سب غلط۔

”قل انما اعظکم بواحدة ان تقوموا لله مثنیٰ وفرادی ثم تتفکروا ما بصاحبکم من جنة (سورۃ سبا)“ ﴿کہہ دیجئے اے نبی ﷺ کہ تم میں کو ایک بات بتاتا ہوں کہ تم اکیلے اور مل کر غور کرو تو تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ مجھ کو جنوں نہیں۔﴾ دوسری آیت جو مرزا قادیانی نے بھی بطور الہام کے ذکر کی ہے۔ ”فقد لبثت فیکم عمراً من قبلہ افلا تعقلون (سورۃ یونس)“ ﴿میں نے تم میں عمر کا ایک حصہ گزارا ہے کیا تم غور نہیں کرتے کہ میں جھوٹا ہوں یا سچا۔﴾ (البشری ج ۱ ص ۵۵ نزول اس ص ۱۱۲ نزول ج ۱ ص ۵۹)

تیسری آیت: ”والنجم اذا هوىٰ ما ضل صاحبکم وما غویٰ (پ ۲۷ انجم)“ ﴿قسم ہے ستارے کی جب وہ جھلکے ہے تمہارا مصاحب (یعنی محمد ﷺ) نہ گمراہ ہوا ہے نہ بہکا۔﴾

آیات مندرجہ بالا صاف بتا رہی ہیں کہ مدعی نبوت کے ذاتی احوال کا جانچنا معیار صداقت ہے۔ لہذا ہمارے اور مرزائی برادران کے درمیان یہی اقوال فیصلہ کن ہیں۔ اسی اصول کو مد نظر رکھتے ہوئے ہم مرزا قادیانی کے ذاتی احوال اور الہامات کا جائزہ لیتے ہیں۔ اگر وہ اس جائزے میں پورے اترے تو وہ بالکل سچے اور ان کے دعوے صحیح اور اگر وہ جائزے میں ٹھیک ثابت نہیں ہوتے تو وہ جھوٹے اور ان کے تمام دعوے غلط۔ اس کو شخص بحث پر محمول کر کے گریز کرنا ہرگز درست نہیں۔ کیونکہ نبی کا شخص جانچ میں ٹھیک اترنا یہی ان کے سچے ہونے کی علامت ہے۔ چنانچہ مرزا قادیانی کو خود تسلیم کرتے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ مرزا قادیانی کے اس جانچ میں کمزور ہونے کی وجہ سے مرزائی اس

بحث کو آئیں بائیں کر کے ٹالتے رہتے ہیں اور ان کے اصلی حالات اور الہامات تحدیدی پر جنہیں عنقریب قارئین کرام ملاحظہ فرمائیں گے۔ پردہ ڈالتے ہیں۔ مگر:

ہم نظر بازوں سے تو چھپ نہ سکا جان جہاں

تو جہاں جا کے چھپا ہم نے وہیں دیکھ لیا

ہاں دوسری قسم کے اقوال کو جن کے ذریعے سے مرزا قادیانی نے ان عقل کے دشمنوں کو دام تزدیر میں پھانسا ہے ہمارے معمولی پڑھے لکھے برادران پر پیش کر کے ان کے عقائد کو فاسد کرتے ہیں اور اپنے گروہ کو بدھانے کی کوشش میں ہر متن مستغرق رہتے ہیں۔

غرض یہ کہ اصول مذکورہ پسندیدہ خدا اور رسول اور نیز مرزا قادیانی کا مسلم ہے۔ لہذا ہم اسی اصول کو پیش نظر رکھتے ہوئے ان کے ذاتی احوال اور الہامات کا کچا چٹھا برادران ملت کے پیش خدمت کرتے ہیں۔

چونکہ مرزا قادیانی کے تفصیلی حالات اور الہامات کے واسطے بڑے دفتر کی ضرورت ہے۔ اور اس کے بارے میں علماء کرام نے کتابیں بکثرت لکھی ہیں۔ نیز طبائع کا میلان زیادہ تر سہولت اور اختصار کی طرف ہے۔ لہذا ہم اس رسالہ میں مرزا قادیانی کے مختصر حالات اور الہامات ذکر کریں گے۔ تفصیلی حالات کے واسطے افادۃ الافہام، سیفِ چشتیائی، شہادۃ القرآن، تاریخ مرزا، نکاح مرزا، الہامات مرزا وغیرہ ملاحظہ کریں۔

لیکن حیرت اور افسوس اس کا ہے کہ ہم لوگ اگر ایک برتن بازار سے خریدتے ہیں تو ہر طرف اس کو ٹھونک بجا کر دیکھ لیا کرتے ہیں اور دینی امور میں یہ حالت ہے کہ اگر ایک معمولی ہستی کا آدمی بھی ہمارے سامنے اپنی نبوت کا دعویٰ کرے تو بلا سوچے سمجھے اسے نبی اللہ مان کر اتباع کرنے کو تیار ہو جاتے ہیں۔ مسلمانہ کذاب نے حضرت نبی ﷺ (روحی فدا) کے بعد آپ کی نبوت کو ماننے ہوئے دعویٰ نبوت کیا۔ ایک لاکھ آدمی اس کے ساتھ ہو گئے۔ حتیٰ کہ بہت لوگوں نے اس کے ساتھ مل کر اپنی جانیں فدا کیں۔ اسی طرح بہت سے دجالوں، کذابوں نے دعویٰ نبوت کے کئے اور لوگ ان کے تابع ہو گئے۔ بہتر فرقہ باطلہ جن کی پیشین گوئی حضرت نبی ﷺ نے ارشاد فرمائی ہے۔ ان کی تعداد یوں ہی بڑھی۔ لیکن اس فرقہ قادیانی کو بہتر فرقہ باطلہ جسے جی کہنے کی کوئی وجہ نہیں معلوم ہوتی کیونکہ ان فرقوں میں تو نبوت کا دعویٰ کسی نے نہیں کیا اور مرزا قادیانی صریح طور پر مدعی نبوت ہیں۔

پس برادران اسلام کو چاہئے کہ ان کے سامنے کوئی مرزائی یا غیر مذہب والا جو علاوہ اہل سنت والجماعت کے ہو (جس کی بابت نبی علیہ التحیۃ والتسلیم نے ارشاد فرمائی ہے کہ میری امت میں تہتر فرقے ہوں گے۔ ایک نجات پائے گا باقی تار میں جائیں گے اور فرقہ نجات پانے والا وہ ہوگا جس پر میں اور میرے اصحاب ہیں۔ سو وہ یہی فرقہ ہے کہ جس کے عقائد میں بحمد اللہ تیرہ سو سال سے کچھ تغیر نہیں آیا، نیز نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ بڑے گروہ کی تابعداری کرو، اس لئے کہ جو جماعت سے جدا ہوا تار میں جدا کیا گیا۔ اگر اپنے پیشوا کا کوئی قول یا واقعہ نقل کرے اور اپنی طرف مائل کرنا چاہے تو تا وقتیکہ علماء سے اس کی جانچ نہ کرالے ہرگز ہار نہ کرے۔ ہمارے برادران کا یہ عذر کہ علماء میں خود اختلاف ہے۔ ہم کس سے دریافت کریں۔ ہرگز قابل قبول نہ ہوگا۔ کیونکہ علماء میں اگر بعض فردی مسائل میں اختلاف ہے تو اس سے کوئی حرج متصور نہیں۔ اہل سنت ہونے کی حیثیت سے نیز دیگر مذاہب کے مقابل سب برابر ہیں۔ فتحد بروایا الاولى الابصار!

مرزا قادیانی کے جو حالات اور الہامات ذکر کئے جاتے ہیں۔ اصول مذکورہ کو پیش نظر رکھ کر ناظرین، انصاف کی عینک سے خود ملاحظہ فرمائیں کہ جس شخص کی ذاتی حالت ایسی ہے آیا وہ مجدد، مہدی، نبی، قابل اجراع ہو سکتا ہے یا نہیں۔ باقی مرزا قادیانی کی قرآن، حدیث اور اجماع امت کے ساتھ مخالفت، سوائے کسی اور پرچے میں بشرط ضرورت انشاء اللہ ذکر کریں گے۔

مرزا قادیانی کے مختصر حالات

مرزا قادیانی قصبہ قادیان ضلع گورداسپور میں پیدا ہوئے۔ مولانا مولوی ثناء اللہ صاحب فاتح قادیان نے تاریخ ولادت کی بابت یہ لکھا ہے کہ مرزا قادیانی کی تاریخ ولادت صاف تو ملتی نہیں۔ البتہ ان کی اپنی کتاب (تزیین القلوب ص ۶۸، خزائن ج ۱۵ ص ۲۸۳) سے معلوم ہوتا ہے کہ ۱۲۶۱ھ مطابق تخمیناً ۱۸۴۵ء میں پیدا ہوئے۔ مئی ۱۹۰۸ء مطابق ۱۳۲۶ھ کو فوت ہوئے۔ (تذکرہ ص ۵۶ طبع سوئم) اس حساب سے مرزا قادیانی کی عمر ۶۵ سال سے متجاوز نہیں ہوئی۔

۱۔ ایسا اس لئے لکھا گیا ہے کہ مرزا قادیانی نے خود اپنے قلم سے اپنی جو تاریخ پیدا نش (کتاب البریہ ص ۱۵۹، خزائن ج ۱۳ ص ۱۷۷) نامی کتاب میں ۱۸۳۰ء لکھی ہے۔ مرزائی اس کو نہیں مانتے بلکہ اپنی طرف سے قیاس آرائیاں کر کے اپنے جھوٹے نبی کی جھوٹی تاریخ پیدا نش گھڑتے ہیں۔ لہذا مولانا امرتسری نے مرزا ہی کی دوسری کتاب کے حوالے سے ۱۸۳۵ء تاریخ پیدا نش لکھی ہے۔ شاہ عالم۔

حالانکہ (تذکرہ طبع سوئم ص ۶۵۳) میں ہے: لنحییٰ نك حیوة طيبة ثمانین حولا
او قریباً من ذالك (اور ہم تجھے پاک زندگی عطا کریں گی۔ تیری عمر اسی سال ہے یا قریب اس
کے) (اشتہار دوم جولائی ۱۸۸۷ء ازالہ ابوام ص ۶۳۵، خزائن ج ۳ ص ۴۴۳)

اور اسی البشریٰ میں ہے کہ ایک خواب میں پندرہ سال کی مزید عمر بڑھائی ہے۔ یعنی
پچانوے کر لی ہے۔ (تذکرہ ص ۴۹۷، طبع ۳)

اب ناظرین خود انصاف کر سکتے ہیں۔ کجا اسی اور پچانوے اور کجا بیسٹھ جس کو بمشکل
۷۰ کے قریب کہا جاسکتا ہے۔ معمولی اردو، فارسی، عربی، مثالہ میں ایک شیعہ صاحب سے پڑھ کر
سیالکوٹ کی پکھری میں پندرہ روپے ماہوار کے محرر ہوئے۔ وہاں بغرض حصول دنیا مختاری کا
امتحان دیا۔ فیل ہو گئے۔ لیکن ابتداء سے وجاہت (حاصل کرنے) اور کسی نئے مذہب کے اختراع
کرنے کا بہت خیال تھا۔

(کتاب البریہ ص ۱۳۹، ۱۵۰، خزائن ج ۳ ص ۱۸۰، ۱۸۱، سیرت الہدی حصہ اول ص ۳۵، ۳۶)
طبیعت میں جدت تھی، اسی واسطے ابتداء سے مختلف مذاہب کی کتابوں کا مطالعہ کیا
کرتے تھے جیسا کہ ان کے اشعار سے جو اس بارے میں لکھے ہیں۔ ظاہر ہے۔ خوش قسمتی سے اس
وقت ان کو نام آوری کا اچھا موقع مل گیا کہ آریوں اور عیسائیوں کا چرچہ تھا۔ مرزا قادیانی ان کے
مقابل خم شویک کر کھڑے ہو گئے اگرچہ کامیابی تو ان کے مقابل بھی نصیب نہ ہوئی۔ کیونکہ جب وہ
لوگ اید سے کوئی حوالہ طلب کرتے تو مرزا قادیانی بوجہ دید نہ جاننے کے بغلیں جھانکتے تھے۔ لیکن
مسلمانوں نے جب دیکھا کہ ہماری طرف سے یہ جان توڑ کوشش کر رہے ہیں تو ان کے قلوب مرزا
قادیانی کی طرف راغب ہو گئے۔

انہوں نے مسلمانوں کا میلان اپنی طرف دیکھ کر ایک کتاب (براہین احمدیہ علی
حقیقت کتاب اللہ والنبوۃ محمدیہ) کا اشتہار دے دیا اور مسلمانوں کو اس کی طرف مائل کر کے پیشگی
قیمت ایک ایک نسخہ کی پچیس پچیس روپے تک وصول کر کے ایک خاصی رقم جمع کر لی اور جب
کتاب طبع ہو کر نکلی تو بڑا حصہ اس میں الہامات اختراعیہ کا تھا۔ عام طبقے پر اس کا اثر جو کچھ پڑا وہ
پڑا لیکن علماء اس کو دیکھ کر گھبرائے۔ حتیٰ کہ بعض نے تو کمال فراست کی وجہ سے کہہ دیا کہ یہ نبوت
کا دعویٰ کرے گا۔ کتاب اسی کا پیش خیمہ ہے۔ مگر چونکہ مرزا قادیانی آریوں سے اس وقت برسر

مقابلہ تھے اور اس کتاب میں کوئی صریح دعویٰ بھی کسی صریح نص کے خلاف نہیں کیا تھا۔ اسی وجہ سے علماء نے یہ خیال کیا کہ دشمن کو مرعوب کرنے کی غرض سے انہوں نے الحروب خدعۃ کا لحاظ کر کے اس قسم کے کلمات بولے ہیں اور بہت سے اقوال میں تاویل کر دی کہ یہ مثیل انبیاء کا اپنے کو اس وجہ سے کہتے ہیں کہ نبی علیہ السلام نے اس وجہ سے فرمایا کہ میری امت کے علماء مثیل انبیاء بنی اسرائیل کے ہوں گے۔

دعویٰ مسیحیت

غرض اکثر علماء یہاں تک تو مرزا قادیانی سے محبت رکھتے رہے لیکن ۱۳۰۸ھ (۱۸۹۰ء) میں فتح اسلام، توضیح مرام، ازالہ ادہام شائع کئے تو ان میں صاف کہہ دیا کہ اس سے پیشتر جو میں نے براہین میں عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کا اقرار کیا ہے۔ وہ عوام کے اعتقاد کے مطابق کہہ دیا ہے اور اب مجھ پر میرے اللہ نے اس قدر وحی کی ہے کہ میں یہ کہنے پر مجبور ہو گیا کہ عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے اور احادیث میں جو عیسیٰ علیہ السلام کی خبر دی گئی ہے وہ میں ہوں۔

(ازالہ ادہام ص ۳۹، خزائن ج ۳ ص ۱۲۲)

فرماتے ہیں:

اینک منم کہ حسب بشارات آدم

عیسیٰ کجاست تا بنہد ہا بمنبرم

(ازالہ ادہام ص ۱۵۸، خزائن ج ۳ ص ۱۸۰)

مرزا قادیانی نے اپنے کلاموں سے تعارض دفعہ کیا ہے اور اس کو ان کے چیلے چالنے آمنا و صدقا کہتے ہیں۔ لیکن اہل بصیرت پر مخفی نہیں کہ مرزا قادیانی نے براہین میں یہ نہیں کہا ہے کہ میں اپنی طرف سے کہتا ہوں کہ بلکہ براہین میں جو کہا ہے کہ ”حضرت مسیح علیہ السلام تشریف لائیں گے تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمع آفاق و اقطار میں پھیلے گا۔“ (براہین احمدیہ ص ۳۹۹، خزائن ج ۳ ص ۱۹۳) اس منقولہ کو بھی دوسرے الہاموں کے ضمن میں ذکر کیا ہے۔

پس جب یہ دونوں الہام ہیں تو ان دونوں میں سے اہل عقل کے نزدیک ایک ضرور جھوٹا ہے اور اگر دونوں مرزا قادیانی نے بنائے ہیں تو مرزا قادیانی خود جھوٹے ہیں اور جھوٹوں پر انہوں نے آپ اجنت کی ہے۔ فحسب۔

مرزا قادیانی کا دعویٰ نبوت

جب مرزا قادیانی نے عیسیٰ علیہ السلام کی وفات اور اپنے مجدد اور مہدی مسیح موعود ہونے کا اعلان کیا۔ اسی وقت علماء کرام نے بالکل مرزا قادیانی سے پہلو تہی کر لی اور گفتگو اور الہامات و تہدیدی پیشین گوئیوں کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ اس کے بعد مرزا قادیانی نے اور ترقی کی کہ نبی بن بیٹھے۔ عربی اور اردو میں اس کے متعلق بہت سے کلمات ہمارے پاس موجود ہیں مگر ہم عام نفع رسائی کی غرض سے مرزا قادیانی کے اشتہار کی عبارت بقدر ضرورت نقل کرتے ہیں جو ۱۹۰۱ء کو شائع ہوا: ”ہماری جماعت میں سے بعض صاحب جو ہمارے دعویٰ اور دلیل سے کم واقفیت رکھتے ہیں جن کو نہ بغور کتابیں دیکھنے کا اتفاق ہوا اور نہ ایک معقول مدت تک صحبت میں رہ کر اپنی معلومات کی تکمیل کر سکے وہ بعض حالات میں مخالفین کے کسی اعتراض پر ایسا جواب دیتے ہیں جو سراسر واقع کے خلاف ہوتا ہے اس لئے باوجود اہل حق ہونے کے ان کو ندامت اشافی پڑتی ہے۔ چنانچہ چند روز ہوئے کہ ایک صاحب پر ایک مخالف کی طرف سے اعتراض پیش ہوا کہ جس سے تم نے بیعت کی ہے وہ نبی اور رسول ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اور اس کا جواب محض انکار کے الفاظ میں دیا گیا۔ حالانکہ ایسا جواب صحیح نہیں ہے۔ حق یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی پاک وحی جو میرے پر نازل ہوتی ہے اس میں ایسے لفظ رسل اور مرسل اور نبی کے موجود ہیں نہ ایک دفعہ بلکہ صد ہا دفعہ پھر کیوں کر جواب ہو سکتا ہے کہ ایسے الفاظ موجود نہیں بلکہ اس وقت تو پہلے زمانہ کی بسبب بھی بہت تصریح اور توضیح سے یہ الفاظ موجود ہیں اور براہین احمدیہ بھی جس کو طبع ہوئے ہائیس برس ہوئے ہیں یہ الفاظ کچھ تھوڑے نہیں ہیں۔ چنانچہ وہ مکالمات جو براہین احمدیہ میں شائع ہو چکے ہیں ان میں سے ایک وحی اللہ ہے۔ ہو الذی ارسل رسولہ بالہدی و دین الحق لیظہرہ علی الدین کلہ۔ (دیکھو ص ۳۹۸ براہین احمدیہ) اس میں صاف طور سے اس عاجز کو رسول کہہ کر پکارا گیا ہے۔ پھر اس کے بعد اسی کتاب میں میری نسبت یہ وحی اللہ ہے۔ جری اللہ فی حلل الانبیاء۔ یعنی خدا کا رسول نبیوں کے حلوں میں۔ (دیکھو براہین احمدیہ ص ۵۰۴)

پھر اسی کتاب میں اس مکالمہ کے قریب ہی یہ وحی اللہ ہے۔ محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحمہ بینہم۔ اس وحی الہی میں میرا نام محمد رکھا گیا ہے اور رسول بھی۔ ”انتہا بقدر الضرورة“ (ایک قطعی کا ازالہ ص ۳۰۲، خزائن ج ۸ ص ۲۰۶، ۲۰۷)

اس عبارت کا مطلب صاف ہے کہ میری نبوت کا انکار نہ کرو کیونکہ میں واقع میں نبی ہوں۔ ناظرین چونکہ اللہ تعالیٰ کو پہلے سے معلوم تھا کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد بہت سے مدعی نبوت ہوں گے۔ چنانچہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ میرے بعد قریب تیس کے دجال کذاب آئیں گے اور ہر ایک مدعی نبوت ہوگا۔ لہذا اس نے پیشتر ہی سے نبوت پر مہر لگا دی تھی۔ اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خاتم النبیین کے خلعت سے سرفراز فرمایا تھا اور حضرت اقدس (روحی فداہ) نے بھی ہر قسم کی نبوت کی نفی کر دی تھی کہ لا نبوة بعدی یعنی میرے بعد کسی قسم کی نبوت نہیں ہو سکتی۔

پس بعض دجالوں نے معنی تغیر کیا اور بعض نے لانیبی کے بعد الا ان یشاء اللہ بڑھا دیا۔ گو بعض بے دینوں نے تو اس کو بھی مان لیا مگر اکثر نفی کرتے رہے مرزا قادیانی نے روایت کی بھی ضرورت نہ سمجھی بلکہ اپنی طرف سے الایروزی وظلی بڑھا دیا خوش اعتقادوں نے اسے بھی مان لیا۔ درحقیقت تو مرزا قادیانی نبوت مستقلہ کے مدعی ہیں جیسا کہ عبارت مندرجہ بالا دیگر قرائن سے معلوم ہوتا ہے مگر بچاؤ کے لئے ہے۔ لڑ پکڑ لی کہ ضرورت کے وقت جان چھڑا لینے کا موقع مل جائے۔ اس لئے اشتہار کے بعد کی عبارت میں ظلی اور بروزی کا بھی ذکر کر دیا ہے۔ جس کو بوجہ طوالت ہم نے چھوڑ دیا۔ ملاحظہ ہوا اقادات الالفہام۔ تاریخ مرزا۔

انبیاء علیہم السلام پر فضیلت

مرزا قادیانی کے مزاج میں تعلیٰ تو ابتداء سے تھی۔ نبی بننے کے بعد انہوں نے یہ گوارا نہیں کیا کہ میں نبوت میں بھی کسی سے کم درجہ پر رہوں سوا انہوں نے کہہ دیا کہ: ”میں بعض نبیوں سے افضل ہوں۔“ (مجموعہ اشتہارات ص ۲۷۸ ج ۳) بعض کا لفظ بھی میں نے معلوم کن مصلحتوں سے کہہ دیا اور نہ ان کے خیالات کو تو اہل بصیرت خوب جانتے ہیں۔

معجزات سے انکار

اور چونکہ (مرزا قادیانی) مسیح موعود تو اپنے آپ کو ظاہر کر چکے تھے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام عینا و علیہ السلام پر اپنی فضیلت ظاہر کرنے میں بڑا حصہ لیا اس میں ایک وقت سب سے بڑی یہ تھی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات قرآن وحدیث سے روز روشن کی طرح ظاہر و باہر تھے اور مرزا قادیانی (نوائے الہام گھڑ لینے کے لئے کہ احمق سے احمق بھی ایک دن میں ہزاروں کو گھڑ

سکتا ہے۔ کیونکہ اس کا وقوع تو ضروری نہ تھا) ایک چھوٹی کو بھی زندہ نہ کر سکتے تھے۔ تو اب فضیلت کی کیا صورت تھی؟ مگر یہ وقت تو اہل دیانت کے نزدیک ہو مرزا قادیانی نے تو اس سے بڑے بڑے مرحلے ایک دم میں طے کر دیئے ہیں یہ تو ان کے بائیں ہاتھ کا کام تھا۔ بکمال استقلال صاف کہہ دیا تھا کہ یسوع مسیح کے معجزات مسمریزم تھے۔ مرزائی حضرات کہتے ہیں کہ انہوں نے حضرت مسیح علیہ السلام کے معجزات کا ہرگز انکار نہیں کیا۔ میری گزارش ہے کہ معجزات کا انکار تو ان پر ضروری اور لازمی تھا۔ ورنہ مرزا قادیانی کا مرتبہ بوجہ معجزہ نہ دکھانے کے کم ہونا لازم تھا۔ آپ کے مزید اطمینان کے واسطے ہم آپ کے نبی کی اصلی عبارت ازالہ اوہام سے پیش کئے دیتے ہیں: ”یہ اعتقاد بالکل غلط اور فاسد اور مشرکانہ خیال ہے کہ مسیح مٹی کے پرندے بنا کر اور ان میں پھونک مار کر انہیں سچ سچ کے جانور بنا دیتا تھا نہیں بلکہ عمل الترب (یعنی مسمریزم) تھا جو روح کی قوت سے ترقی پذیر ہو گیا تھا۔ یہ بھی ممکن ہے کہ مسیح ایسے کام کے لئے اس تالاب کی مٹی لاتا تھا جس میں روح القدس کی تاثیر رکھی گئی تھی۔ بہر حال یہ معجزہ صرف ایک کھیل کی قسم میں سے تھا اور وہ مٹی درحقیقت ایک مٹی ہی تھی جیسے سامری کا گوسالہ۔ فتدبر انہ نکتہ جلیلة ما یلقاھا الا ذو حظ عظیم۔“ (ازالہ اوہام ص ۳۲۲، خزائن ج ۳ ص ۲۶۳)

یہ عبارت کسی زیادہ وضاحت کی محتاج نہیں اس میں صاف طور پر معجزہ کا انکار ہے۔ اب اس کے مقابل ہم دو آیتیں پیش کرتے ہیں کہ جن میں حضرت مسیح علیہ السلام کی کھلی ہوئی شہادت ہے۔

اول: ”و آتینا عیسیٰ بن مریم البینات“ (پ ۳ سورۃ بقرۃ) ﴿اور ہم نے عیسیٰ ابن مریم کو کھلے ہوئے معجزے دیئے۔﴾ دوسری آیت جو صاف طور پر اس معجزے کو بتاتی ہے جس کو مرزا قادیانی مسمریزم اور کھیل کی قسم کہتے ہیں: ”واذ تخلق من الطین کھیتۃ الطیر باذنہ فننفخ فیہا فتکون طیرا باذنہ“ (پ ۷ سورہ مائدہ) ﴿اور جب تو بنا تا تھا مٹی سے جانور میرے حکم سے۔﴾

مرزا نبیو کیا اس سے بھی زائد وضاحت ہوگی کیا اس سے زیادہ بھی انکار معجزات کی کوئی صورت نکلے گی۔ کیا اس کے بعد بھی تمہیں کہنے کا حق ہوگا کہ مرزا قادیانی کا کوئی بھی کلام قرآن کے مخالف نہیں۔ برادران! ذرا غور کرو نہیں بلکہ ہٹ سے باز آؤ تو ان کا کلام قرآن کے مخالف احادیث صحیحہ کے مخالف اجماع مسلمین کے مخالف خود اپنے کلام کے مخالف۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین

افسوس یہ ہے کہ صرف معجزات کا ہی انکار نہیں کیا بلکہ اس نبی معصوم کی یہاں تک توہین کی کہ: ”یسوع مسیح کو جھوٹ بولنے کی عادت تھی۔“ (ازالہ اوہام ص ۱۰۸ حاشیہ، خزائن ج ۳ ص ۱۰۱، انہام آہتمم ج ۹ ص ۱۱۸) ”اس کی تین دادیاں تین نانیاں زنا کار تھیں۔“ (مہمہ انہام آہتمم، خزائن ج ۱۱ ص ۲۹۱) ناظرین ان کفریات کو تو لکھتے ہوئے بھی قلم رک جاتا ہے اگر شرع ضرورت داعی نہ ہوتی تو ان شرم ناک واقعات کی طرف توجہ بھی نہ کی جاتی۔ ہم نے مرزا قادیانی کی بابت جو جرح کی ہے اور آئندہ بشرط ضرورت کریں گے وہ محض الحب فی اللہ والافض فی اللہ کی وجہ سے ہے تاکہ ہمارے برادران ان کے احوال واقوال دیکھ کر عبرت پکڑیں اور قعر ضلالت میں نہ پڑیں۔ باقی ہدایت اور ضلالت تو خدا کے ہاتھ میں ہے ہمارا کام محض بتانا ہے۔

اگر بینم کہ نابینا و چاہ است

اگر خاموش بنشینم گناہ است

اس پر بھی تہذیب میں نہایت حزم و احتیاط سے کام لیا ہے۔ بخلاف مرزا قادیانی کے ایک وہ مشائخ اور علماء کی شان میں یہ الفاظ تحریر فرماتے ہیں جو کہ ان کی مختلف تحریروں میں موجود ہے اور کسی صاحب نے وہ جمع کئے ہیں۔ پلید، دجال، فحاش، لومڑی، کتے، گدھے، خنزیر سے زیادہ پلید، چوہڑے، چمار، غول الاغوی، روسیاد، دشمن قرآن، منافق، نمک حرام، بدذات، بے ایمان، نیم صیائید، دجال کے ہمراہیو، دشمن اسلام۔

مجھ میں ایک عیب بڑا ہے کہ وفادار ہوں میں

ان میں دو وصف ہیں بد خو بھی ہیں خود کام بھی ہیں

دعویٰ الوہیت

بت کریں آرزو خدائی کی

شان ہے تیری کبریائی کی

یہ تو ہم نے پہلے ذکر کر دیا ہے کہ مرزا قادیانی میں تعلی و جاہ پسندی حد درجہ کی تھی۔ چنانچہ بشر ہونے کی حالت میں جو سب سے بڑا مرتبہ ہے وہ نبوت و رسالت ہے جب مرزا قادیانی یہ حاصل کر چکے اور خوش اعتقاد و مخلص دل سے انہیں مان چکے تو ان کو اس پر بھی مہربن آیا

اور غالباً یہ سوچا ہو کہ مجددیت، مہدویت، مسیحیت، نبوت و رسالت یہ تمام مراتبِ خدائی مرتبہ سے کم ہیں۔ ان مراتب میں تو محکوم ہی ہوتا پڑے گا جو مرزا قادیانی جیسے شخص کے واسطے باعثِ اہانت ہیں۔ آخر اس مرتبے کو کیوں نہ اختیار کیا جائے۔ جو سب سے برتر و اعلیٰ ہے یعنی الوہیت اور اس میں انہیں خوف بھی کیا تھا۔ لحاظ اور خوف دو چیزوں کا ہوتا ہے۔ دنیا میں قوم اور حکومت کا۔ آخرت میں خدا کا۔

اول الذکر میں تو حکومت کا تو اس سے تعلق نہیں۔ قوم میں ایک تو بڑی جماعت ہے سو ان میں مرزا قادیانی خود بھی جانتے ہیں کہ جیسا ان کا مرزا قادیانی کی طرف خیال تھا۔ رہا چھوٹا گروہ شاہد تو ان کے سامنے نعوذ باللہ الوہیت سے کوئی مرتبہ اوپر مانا جائے تو وہ لوگ آمناء و صدقا کے نعرے بلند کر دیں گے۔ رہا خدا کا خوف اس کی بابت مرزا قادیانی کا الہام کہ: اعملوا ما شئتم فقد غفرت لکم ما تقدم من ذنبك وما تاخر۔ تو جو چاہے کر ہم نے تیرے اگلے پچھلے گناہ معاف کر دیئے۔ (البشری ص ۹۱، تذکرہ ص ۵۱۱، ج ۱، طبع سوئم)

بس اب مرزا قادیانی کی کون سی بات مانع رہی بے دھڑک دعویٰ کر بیٹھے کہ میں نے یقین کر لیا کہ میں اللہ ہوں:

سال اول شیخ بودم سال دویم خان شدم

غلہ چوں ارزاں شود امسال سید میشوم

ہم اس کی بابت ان کی اصل عبارت نقل کر دیتے ہیں۔ البشری میں اردو عبارت بہت طول کے ساتھ نقل کی گئی ہے۔ مولانا ثناء اللہ صاحب فاتح قادیان نے جو عبارت آئینہ کمالات اسلام سے نقل کی ہے وہ مختصر ہے۔ لہذا اس کو ناظرین کے سامنے پیش کیا جاتا ہے۔ (رایتنی فی المنام عین اللہ و تیقنت اننی ہو..... ثم خلقت السماء الدنيا والارض و قلت انا زینا السماء الدنيا بمصابیح)

(میں نے نیند میں اپنے آپ کو ہو بہو اللہ دیکھا اور میں نے یقین کر لیا کہ میں وہی اللہ ہوں پھر میں نے آسمان و زمین بنائے اور میں نے کہا کہ ہم نے آسمان کو ستاروں کے ساتھ سجایا۔) ہم بھی مرزا قادیانی کا بتایا ہوا آسمان و زمین دیکھتے تو خواب والہام کی تصدیق ہوتی ورنہ خواب والہام جھوٹے ہیں) (آئینہ کمالات اسلام ص ۵۶۳، خزائن ج ۵ ص ۵۶۳)

مزید وضاحت کے لئے کچھ عبارت البشری سے نقل کئے دیتے ہیں۔ جو عبارت مذکور سے پہلے ہے: ”ہم ایک نیا نظام اور نیا آسمان اور نئی زمین چاہتے ہیں تو میں نے پہلے تو آسمان اور زمین کو اجمالی صورت میں پیدا کیا جس میں کوئی ترتیب اور تفریق نہ تھی پھر میں نے منشاء حق کے موافق اس کی ترتیب و تفریق کی اور دیکھتا تھا کہ میں اس کی خلق پر قادر ہوں پھر میں نے آسمان دنیا کو پیدا کیا اور کھانا زینا السماء الدنيا بمصابیح۔ پھر میں نے کہا ہم انسان کو مٹی کے خلاصہ سے پیدا کریں گے پھر میری حالت کشف سے الہام کی طرف منتقل ہو گئی اور میری زبان پر جاری ہوا: اردت ان استخلف خلقت آدم انا خلقنا الانسان فی احسن تقویم۔ (آئینہ کلمات اسلام ص ۵۶۵، خزائن ج ۵ ص ۵۶۵)

بوجہ خوف طوالت اسی قدر حالات پر اکتفا کر کے چند الہامات بطور پیش نمونہ از خروار پیش خدمت کئے جاتے ہیں۔

مرزا قادیانی کے الہامات

یوں تو مرزا قادیانی کو نہ معلوم کس تعداد پر الہام ہوا کرتے تھے جن سے ان کی کتابیں پر ہیں ہم یہاں ان الہامات کو جو انہوں نے دوسروں کے مقابل اپنی نبوت کے ثبوت میں پیش کئے ہیں بیان کرتے ہیں۔

حضرات! ہمارا دعویٰ ہے اور دلائل نقلی اور عقلی اس پر شاہد عدل ہیں کہ نبی کی عموماً تمام پیشین گوئیاں خصوصاً وہ پیش گوئی جو مقابلہ اپنی نبوت کے ثبوت میں پیش کرے ان کا بے کم و کاست وقوع ضروری و لا بدی ہے۔ اگر وہ پیش گوئی بحینہ واقع نہ ہو تو اس کا مدعی جھوٹا اور اس کے تمام دعوے غلط۔ ہمارے اس دعویٰ پر انبیاء علیہم السلام کے واقعات اور متحد یا نہ دعوے کامل روشنی ڈالتے ہیں مگر چونکہ تمام اہل اسلام کے نزدیک یہ اصول مسلم ہے۔ لہذا اس کی زیادہ توضیح اور اثبات کی ضرورت نہیں۔ ہاں سرگرم مدعیان اسلام کو اگر کوئی شبہ ہو تو ان کے اطمینان کے واسطے ان کے کج موعود (توضیح المرام ص ۱۷۳، خزائن ج ۳ ص ۵۱) یا یوں کہا جائے کہ ان کے نبی (حقیقت الوحی ص ۳۹۱، خزائن ج ۲۲ ص ۲۰۶) کی عبارت نقل کئے دیتے ہیں۔ ”ہمارا صدق یا کذب جانچنے کے لئے ہماری پیشین گوئی سے بڑھ کر کوئی محکم امتحان نہیں ہو سکتا۔“ (آئینہ کلمات ص ۲۸۸، خزائن ج ۵ ص ۵۱۷)

بس جب انہیں بھی یہ مسلم ہے تو پیشین گوئیوں کے الفاظ اور دعوے اور ان کا وقوع دیکھ لیتا چاہئے۔ یہی ہمارا اور مرزائی صاحبان کا فیصلہ ہے۔

پیش گوئی متعلقہ ڈپٹی عبداللہ آتھم

الہام مندرجہ عنوان کا شان نزول بھی البشری جلد دوم حصہ اول ص ۳۳ سے نقل کرتے ہیں تاکہ مرزائیوں کو چوں و چرا کا موقع نہ ملے۔

”اس الہام کی مفصل تشریح حضرت مسیح موعود کی مختلف کتب مثلاً جنگ مقدس انجام آتھم انوار اسلام سے مل سکتی ہے۔ مختصر یہ کہ اہل اسلام اور نصاریٰ کے درمیان تحقیق حق کے لئے امرتسر میں ایک مباحثہ قرار پایا۔ ۲۲ فروری ۱۸۹۳ء سے ۵ جون ۱۸۹۳ء تک رہا جس میں اہل اسلام کی طرف سے حضرت مسیح موعود اور نصاریٰ کی طرف سے ڈپٹی عبداللہ آتھم پنشنر مباحثہ قرار پائے تھے۔ آخر دن حضرت مسیح موعود نے تقریباً عوادس کے بجے کے عین مباحثے میں یہ کلام خدا کا سنایا اور فرمایا کہ آج رات جو مجھ پر کھلا وہ یہ ہے کہ جب میں نے بہت تضرع اور اجتہاد سے جناب الہی میں دعا کی کہ تو اس امر میں فیصلہ کر اور ہم عاجز بندہ پہ تیرے فیصلے کے سوا کچھ نہیں کر سکتے تو اس نے یہ نشان بشارت کے طور پر دیا ہے۔“

الہام کی عبارت ملاحظہ ہو جو البشری کے اسی صفحہ پر شان نزول سے پہلے مرقوم ہے۔

”اس بحث میں دونوں فریقوں میں سے جو فریق عمداً جھوٹ کو اختیار کر رہا ہے۔ وہ انہی دنوں مباحثے کے لحاظ سے یعنی فی دن ایک مہینہ لے کر پندرہ ماہ تک ہاویہ میں گرایا جاوے گا اور اس کو سخت ذلت پہنچے گی۔ بشرطیکہ حق کی طرف رجوع نہ کرے اور جو شخص سچ پر ہے اور سچے خدا کو مانتا ہے اس کی اس سے عزت ظاہر ہوگی اور اس وقت جب یہ پیشین گوئی ظہور میں آئے گی بعض اندھے سو جا کھ کئے جائیں گے اور بعض لنگڑے چلنے لگیں گے۔“ (البشری ص ۳۳)

پیش گوئی مذکورہ کی تشریح بھی مرزا قادیانی کے الفاظ میں سنئے: ”میں حیران تھا کہ اس بحث میں کیوں مجھے آنے کا اتفاق پڑا۔ معمولی بحثیں تو اور لوگ بھی کرتے ہیں اب یہ حقیقت کھلی کہ اس نشان کے لئے تھا میں اس وقت اقرار کرتا ہوں کہ اگر یہ پیش گوئی جھوٹی نکلی یعنی وہ فریق جو خدائے تعالیٰ کے نزدیک جھوٹ پر ہے وہ پندرہ ماہ کے عرصہ میں آج کی تاریخ سے بسوائے موت ہاویہ میں نہ پڑے تو میں ہر ایک سزا کے اٹھانے کے لئے تیار ہوں مجھ کو ذلیل کیا جائے۔ رویا ہ کیا جائے میرے گلے میں رسہ ڈال دیا جائے۔ مجھ کو پھانسی دی جائے۔ ہر ایک بات کے لئے تیار ہوں اور میں اللہ جل شانہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ وہ ضرور ایسا ہی کرے گا۔..... زمین و آسمان ٹل جائیں پر اس کی باتیں نہ ٹلیں گی۔“

(جنگ مقدس ص ۱۶۰، خ ۲۹۲ ج ۶)

یہ پیش گوئی محتاج بیان نہیں حق کی طرف رجوع کرنے کے معنی ایسے کھلے ہوئے ہیں کہ معمولی درجہ کا آدمی بھی عبارت مذکور کے الفاظ دیکھ کر سمجھ سکتا ہے کہ عبد اللہ آہتمم حضرت مسیح علی نبینا علیہ السلام کو خدا مانے ہوئے تھا اور مرزا قادیانی مدعی توحید و اسلام تھے پس آہتمم کے حق کے طرف رجوع کے معنی سوائے اس کے کہ وہ توحید کا قائل ہو کر اسلام میں داخل ہو اور کچھ نہیں ہو سکتے۔ پس پیش گوئی کا مطلب صاف ہے کہ عبد اللہ آہتمم اگر اسلام نہ لائے گا تو پندرہ ماہ کے اندر مرزا موت حاویہ میں گرایا جائے گا۔

نتیجہ پیش گوئی کا کیا ہوا، وہی جو اس قسم کے مدعیوں کو ایسے دعوے کرنے کے بعد برآمد ہوتا ہے۔ یعنی عبد اللہ آہتمم اس میعاد مقرر کے بعد بھی اسی کفر پر قریباً دو سال کے زندہ رہا۔ افسوس کہ مرزا قادیانی نے خود کہا کہ: ”ہمارے صدق و کذب کی جانچ ہماری پیش گوئی ہے۔“ مگر خوش اعتقاد لوگ ان کے کہنے پر بھی عمل نہیں کرتے۔ (آئینہ کمالات اسلام ص ۲۸۸، خزائن ج ۵ ص ۲۸۸)

جو تمہاری طرح تم سے کوئی جھوٹا وعدہ کرتا
تمہیں منصفی سے کہد و تمہیں اعتبار ہوتا

ناظرین کو خیال ہوگا کہ ایسی صریح پیش گوئی غلط ہونے سے مرزا قادیانی اور ان کے اتباع کو بڑی ندامت اور پشیمانی ہوگی جو کہ اس کا لازمی نتیجہ ہے۔ سو برا دران! اگر یہ خیال ہوتا تو اس قسم کے دعوے کیوں ہوتے؟ جب اللہ سے عداوت نہ ہو جو تمام مکر و فریب سے بخوبی واقف ہے اور اس پر افتراء کرنے میں کوئی دقیقہ باقی نہ رہے تو مخلوق کی کیا پرواہ۔

خصوصاً جب اس مخلوق میں بعض ایسے بھی ہوں کہ جن کے سامنے دن کو رات کہا جائے تو وہ ماننے کو تیار ہیں۔ رہا جواب اور تاویل، سو ایسی تو کوئی بات ہی نہیں ہو سکتی جس کا جواب مرزا قادیانی کے پاس نہ ہو۔ ہاں غلط صحیح کی پرواہ نہیں۔ لیجئے مرزا قادیانی اور ان کی ذریت کا جواب سنئے کہ آہتمم کے نہ مرنے کی وجہ یہ تھی کہ اس نے حق کی طرف رجوع کر لیا تھا۔ یعنی موت کے خوف سے شہر مشہر اور ہر اسماں مارا مارا پھرتا رہا اور ایک لفظ اس نے اسلام کے خلاف منہ سے نہیں نکالا۔ اس صحت اور عدم صحت کو خود ناظرین ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔ ذرا تکلیف فرما کر پھر دوبارہ پیش گوئی کے الفاظ جانچ لیجئے۔ ہم تو کبھی مرزا قادیانی اور ان کے دعوے اور جواب کو دیکھتے ہیں اور کبھی ان کے مریدوں اور ان کے عقائد کو۔

افسوس کہ دروغ را حافظہ نہ باشد

مرزا قادیانی کی ایک اپنی تحریر میں اقرار موجود ہے کہ اگر عیسائیت کو چھوڑ کر حق کی طرف رجوع نہ کرے تو اندرون میعاد فوت ہوگا۔ اب سوال یہ ہے کہ آئقہم نے عیسائیت کو چھوڑا یا نہیں؟ بڑی دقت یہ ہے کہ آئقہم کا عیسائیت پر فوت ہونا دنیا کو معلوم تھا اور نہ مرزا قادیانی سے یہ بھی بعید نہ تھا کہ وہ یہ کہہ دیتے کہ آئقہم مسلمان ہو گیا تھا۔ ہا یہ کہ اسلام کے مقابل کوئی لفظ زبان سے نہ نکالنا، اگر اسی کا نام رجوع الی الحق ہے۔ (البشری ج ۲ ص ۲۷) تو مرزا قادیانی نے جو عدالت کو در اسچور میں یہ عہد کیا ہے کہ ”میں کسی کی موت اور ذلت کے بارے میں ہرگز الہام بیان نہ کروں گا۔“ تو کیا یہ اپنے علم ہونے۔ رجوع ہے؟

دوسرا جواب کہ اسکا پریشان اور سرگرداں پھر تا یہی حاویہ میں کرتا ہے تو ناظرین سزائے موت کو اس کے ساتھ ملا کر جو کہ مرزا قادیانی کا الہام ہے خود ہی انصاف کر لیں۔ تفصیل کے واسطے ملاحظہ ہوا الہامات مرزا: (معنفہ مولانا ثناء اللہ امرتسری)

پیش گوئی بابت نکاح دختر احمد بیگ

”اس شخص (احمد بیگ) کی دختر کلاں کے نکاح کے لئے سلسلہ جنابی کر اور ان کو کہہ دے کہ تمام سلوک اور مروت تم سے اسی شرط سے کیا جائے گا اور یہ نکاح تمہارے لئے موجب برکت اور ایک رحمت کا نشان ہوگا اور ان تمام برکت اور رحمتوں سے حصہ پاؤ گے جو اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۹۹ء میں درج ہیں۔ لیکن اگر نکاح سے انحراف کیا تو اس لڑکی کا انجام نہایت ہی برا ہوگا اور جس کسی دوسرے شخص سے بیانی جائے گی وہ روز نکاح سے اڑھائی سال تک اور ایسا ہی والد اس دختر کا تین سال تک فوت ہو جائے گا اور ان کے گھر تفرقہ اور جھگڑا اور مصیبت پڑے گی اور درمیانی زمانے میں بھی اس دختر کے لئے کئی کراہت اور غم کے امر پیش آئیں گے۔“

(مجموعہ اشتہارات ص ۱۵۸۳۱۵۷ ج ۱)

گزشتہ الہام کا فیصلہ تو مرزا قادیانی کی موجودگی میں ہو چکا تھا اور اس الہام کے بعض نمبروں کا ان کے سامنے فیصلہ ہو گیا اور بعض کی حسرت لے کر مرزا قادیانی تشریف لے گئے۔ اور خوش اعتقادوں کے بزبان حال یہ کہہ گئے کہ میرا تو یہ حال ہوا تم بھی میرے حال زار سے عبرت پکڑو۔

من نشہ کردم شما چذر بکنید

لیکن افسوس کہ انہوں نے کچھ عبرت حاصل نہیں کی۔ اس پیش گوئی کے بارے میں ان کے مرید کا نوٹ ملاحظہ ہو: ”۷ اپریل ۱۸۹۲ء کو اس لڑکی کا دوسری جگہ نکاح ہو گیا۔“

(آئینہ کمالات اسلام ۲۸۰، خزائن ج ۵ ص ۲۸۰)

مرزا قادیانی پر جب اعتراضوں کی بوچھاڑ ہوئی تو انہوں نے اپنی جبلی عادت کے موافق فرما دیا کہ وحی الہی میں یہ نہ تھا کہ دوسری جگہ بیانی نہ جائے گی بلکہ یہ تھا کہ ضرور ہے کہ اول دوسری جگہ بیانی جائے اور وعدہ یہ ہے کہ پھر وہ نکاح کے تعلق سے واپس آئے گی۔ سو ایسا ہوگا۔ مرزا قادیانی کی اپنی کتاب کی عبارت (الہامات مرزا) میں مذکور ہے۔ ملاحظہ ہو۔

”ان میں سے وہ پیش گوئی جو مسلمان قوم سے تعلق رکھتی ہے بہت ہی عظیم الشان ہے کیوں کہ اس کے اجزاء یہ ہیں۔ ۱..... مرزا احمد بیگ ہوشیار پوری تین سال کے اندر فوت ہو۔ ۲..... اور پھر اس کا داماد اڑھائی سال کے اندر فوت ہو۔ ۳..... اور پھر یہ کہ مرزا احمد بیگ کی تاروز شادی دختر کلاں فوت نہ ہو۔ ۴..... اور پھر یہ کہ وہ دختر بھی نکاح اور تالیام بیوہ ہونے اور نکاح ثانی فوت نہ ہو۔ ۵..... اور پھر یہ کہ عاجز بھی ان تمام واقعات کے پورے ہونے تک فوت نہ ہو۔ ۶..... اور پھر یہ کہ اس عاجز سے نکاح ہو جائے۔“ (شہادت القرآن ص ۸۰، خزائن ج ۶ ص ۳۷۶)

اس عبارت میں کسی وضاحت کی ضرورت نہیں داماد مرزا احمد بیگ تو غالباً اب ۱۹۲۱ء میں بھی موجود ہے۔ اور خدا کرے کہ اس کی عمر میں اور ترقی ہوتا کہ مرزائیوں کا اسے دیکھ کر دل ٹھنڈا ہوتا رہے اور مرزا قادیانی یہ کہتے ہوئے چلے گئے۔

جدا ہوں یار سے ہم اور نہ ہو رقیب جدا

ہے اپنا اپنا مقدر جدا نصیب جدا

اس پیش گوئی کے شکست ہونے سے مرزا قادیانی کے معتقدین نے مختلف پہلو اختیار کئے بعض تو بیوہ ولیمہ نکاح نہ کھانے کے غمے ہو گئے کہ مرزا قادیانی نے اس الہام میں غلطی کھائی۔ بعض نے کہا نکاح منع ہو گیا۔ حکیم نور الدین صاحب خلیفہ اول نے شیرینی نکاح کے ایصال ثواب کی مرزا قادیانی کی روح کو کوشش کی۔ ان کی توجہ کا مطلب یہ معلوم ہوتا ہے کہ منع ہوا نہ غلطی۔ بلکہ مرزا قادیانی کا اگرچہ نکاح نہ ہوا مگر ان کے لڑکے در لڑکے لڑکے در لڑکے کے منکوحہ کی جانب لڑکی در لڑکی در لڑکی کا قیامت خان میں کبھی نہ کبھی رشتہ ضرور ہو جائے گا۔

ناظرین نے نمبردار مرزا قادیانی کی عبارت ملاحظہ فرمائی۔ ”نمبر ۶ یہ کہ پھر اس عاجز سے نکاح ہو جائے۔“ سوال یہ ہے کہ عاجز سے مراد خود مرزا قادیانی ہیں یا لڑکا در لڑکا؟ دوسری جگہ فرماتے ہیں۔ ”یاد رکھو کہ اس پیش گوئی کی دوسری جز نکاح پوری نہ ہوئی تو میں ہر ایک بدتر ٹھہروں گا۔“ غرض کہ یہ مرزا قادیانی اپنے نکاح کی پیش گوئی کرتے ہیں اور اس کے پورا ہونے کا حتمی وعدہ کرتے ہیں اور نہ پورا ہونے پر بد سے بدتر ٹھہرنے کو تیار ہیں اور تشریف لے جاتے ہیں اور خلیفہ صاحب اولاد میں تعلق نکاح کو مرزا قادیانی کا نکاح ٹھہراتے ہیں۔ کیا کسی شخص کی اولاد کا نکاح ہونے سے صحیح ہوتا ہے کہ اس کا نکاح ہو گیا؟

یہ تو مرزائیوں کے توجیحات تھے ہم اگر ایک توجیح مرزا قادیانی کے پرانے دوست مولوی ثناء اللہ صاحب کی جو بطور لطیفہ کے ”الہامات مرزا“ میں مذکور ہے ناظرین کی دلچسپی کے لئے ذکر کر دیں تو بے جا نہ ہوگا۔ درحقیقت یہ توجیہ ان تمام توجیہات سے جن سے مرزا قادیانی کی ہتک ہے بڑھ کر توجیح ہے۔ جس کا مرزائیوں کو بھی شکر گزار ہونا چاہئے۔ کہ مولانا نے مرزا قادیانی کے گرتے گرتے محل پر ٹیک لگا دی۔

لطیفہ

گو یہ پیش گوئی مرزا قادیانی کے الفاظ میں غلط ہوئی تاہم وہ ایک معنی سے سچے ہیں کون نہیں جانتا کہ عورت کو سوکن کے ساتھ جو رنج ہوتا ہے وہ طبعی ہے۔ یہاں تک کہ حضرات انبیاء علیہم السلام کی ازواج مطہرات بھی اس سے خالی نہیں اس لئے غالباً نہیں بلکہ یقیناً بات ہے کہ مرزا قادیانی کی حرم محترم اپنی سوکن کے نہ آنے کے لئے دست بدعا ہوں گی۔ خدا نے ان کی دعا قبول فرمائی اس لئے یہ کہتا ہے جانہ ہوگا کہ ولایت گھر کی گھر میں عی رہی۔ خاندان نہیں تو بیوی عی دلی سہی۔ مرزا قادیانی کے دوستوں مرزا قادیانی کی الہامی شکست کے باعث زیادہ تر ان کی حرم محترم ہیں کوئی اور نہیں۔ کیا سچ ہے۔

نگاہ نگلی نہ دل کی چورلف عنبری نگلی

اوسر لا ہاتھ مٹھی تھول یہ چوری نہیں نگلی

ہمارا تو اس پر صاف ہے نہ معلوم مرزائی برادران بھی اس کی داد دے کر اپنے پرانے محسن

کے شکر گزار ہوتے ہیں یا نہیں۔

پیش گوئی بابت مولوی محمد حسین بٹالوی وغیرہ

یہ پیش گوئی البشریٰ ج ۲ ص ۵۰ پر عربی عبارت میں مذکور ہے۔ ہم ناظرین کی دلچسپی کے لئے اشتہار ۲۱ نومبر ۱۸۹۸ء الہامات مرزا قادیانی سے بعید نقل کرتے ہیں۔ مرزا قادیانی لکھتے ہیں: ”میں نے خدائے تعالیٰ سے دعا کی کہ وہ مجھ میں اور محمد حسین میں آپ فیصلہ کرے اور وہ دعا جو میں نے کی ہے یہ ہے کہ اے پروردگار اگر میں تیری نظر میں ایسا ہی ذلیل اور جھوٹا اور مفتری ہوں جیسا کہ محمد حسین بٹالوی نے اپنے رسالہ اشاعت السنۃ میں بار بار مجھ کو کذاب اور دجال اور مفتری کے لفظ سے یاد کیا ہے اور جیسا کہ اس نے اور محمد بخش جعفر زئی اور ابوالحسن تنقی نے جو اس اشتہار میں جو ۱۰ نومبر ۱۸۹۶ء کو چھاپا ہے۔ میرے ذلیل کرنے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا تو اے میرے مولا اگر میں تیری نظر میں ایسا ہی ذلیل ہوں تو مجھ پر تیرہ ماہ کے اندر پندرہ دسمبر ۱۸۹۸ء سے پندرہ جنوری ۱۹۰۰ء تک ذلت کی مار دو اور ان لوگوں کی عزت اور وجاہت ظاہر کر اور اس روز کے جھگڑے کو فیصلہ فرما۔ لیکن میرے آقا میرے مولا میرے شمع میری نعمتوں کے دینے والے جو تو جانتا ہے اور میں جانتا ہوں تیری جناب میں میری کچھ عزت ہے تو میں عاجزی دعا کرتا ہوں کہ ان تیرہ مہینوں میں جو پندرہ دسمبر ۱۸۹۸ء سے پندرہ جنوری ۱۹۰۰ء تک شمار کئے جائیں گے شیخ محمد حسین اور جعفر زئی اور تنقی مذکور جنہوں نے میرے ذلیل کرنے کے لئے یہ اشتہار لکھا ہے ذلت کی مار دے۔ دنیا میں رسوا کر، غرض یہ لوگ اگر تیری نظر میں سچے اور متقی اور پرہیزگار اور میں کذاب و مفتری ہوں تو مجھے ان تیرہ مہینوں میں ذلت کی مار سے چاہ کر اور اگر تیری جناب میں میری وجاہت اور عزت ہے تو میرے لئے یہ نشان ظاہر فرما کہ ان تینوں کو ذلیل اور رسوا اور ضربت علیہم الذلۃ کا مصداق کر آمین ثم آمین۔“

یہ دعا تنقی جو میں نے کی اس کے جواب میں الہام ہوا کہ میں ظالم کو ذلیل اور رسوا کروں گا اور وہ اپنے ہاتھ کاٹے گا اور چند عربی الہامات ہوئے جو ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔

”ان الذین یصدون عن سبیل اللہ سینالہم غضب من ربہم ضرب اللہ اشد من ضرب الناس انما امرنا ای اردنا شیفاً ان نقول لہ کن فیکون اتعجب لا مری انی مع العشاق انی انا الرحمن ذوا المجد والعلاء یعد الظالم علی یدیہ ویطرح بین یدیہ جزاء سیفۃ بمثلها وترحقها ذلۃ مالہم من عاصم

فاصبر حتی یاتنی اللہ بامرہ ان اللہ مع الذین اتقوا والذین ہم محسنون“
یہ خدا تعالیٰ کا فیصلہ ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ ان دونوں فریق میں جس کا ذکر اس
اشتہار میں ہے یہ خاکسار ایک طرف اور شیخ محمد حسین اور جعفر زنگی اور مولوی ابوالحسن ترقی دوسری
طرف خدا کے حکم کے نیچے ہیں۔ ان میں سے جو کاذب ہے ذلیل ہوگا یہ فیصلہ چونکہ الہام کی بناء پر
ہے۔ اس لئے حق کے طالبوں کے لئے ایک کھلا کھلا نشان ہو کر ہدایت کی راہ ان پر کھولے گا۔ اب
ہم ذیل میں شیخ محمد حسین کا وہ اشتہار لکھتے ہیں جو جعفر زنگی اور ابوالحسن ترقی کے نام پر شائع کیا گیا ہے
تا کہ خدائے تعالیٰ کے فیصلے کے وقت دونوں اشتہارات کے پڑھنے سے طالب حق عبرت اور
نصیحت پکڑ سکیں اور عربی الہامات کا غلامہ مطلب یہ ہے کہ جو لوگ سچ کی ذلت کے لئے بد زبانی
کر رہے ہیں اور منصوبے باندھ رہے ہیں۔ خدا ان کو ذلیل کرے گا اور میعاد پندرہ دسمبر ۱۸۹۸ء
سے تیرہ مہینے جیسا کہ ذکر ہو چکا ہے اور چودہ دسمبر ۱۸۹۸ء تک جو دن ہیں وہ توبہ اور رجوع کے لئے
مہلت ہے۔“ (اشتہار ۲۱ نومبر ۱۸۹۸ء، مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۶۶ تا ۶۷)

اشتہار مندرجہ بالا کو دیکھ کر تو ناظرین بھی حیران ہوں گے کہ تیرہ ماہ کے اندر نامعلوم
مولوی محمد حسین صاحب اور ان کے رفیقوں پر کسی قسم کا سخت ترین عذاب نازل ہوا ہوگا اور جانے
ان بے چاروں کی کیا حالت ہوئی ہوگی؟ لیکن مولوی محمد حسین صاحب کا مرزا قادیانی سے ساڑھے
گیارہ سال بعد انتقال ہوا اور ان کے دونوں رفیق غالباً ابھی حیات ہیں۔ (خدائے تعالیٰ ان کی عمر
میں اور ترقی کرے کہ مرزائی صاحبان انہیں دیکھ کر خوش تو ہوں) مرزا قادیانی کے جوابات کی
بابت گزارش ہے کہ گھر کی تکسال ہے۔ فوراً ڈھال کر پیش کر دیئے ملاحظہ ہوں:

۱..... مولوی محمد حسین نے ڈس چارج کا ترجمہ غلط سمجھا یہ اس کی بے عزتی کا موجب ہے۔

۲..... اس نے اپنے فتوے کو منسوخ کر دیا یعنی اب میرے حق میں وہ کفر کا فتویٰ انہیں دے گا۔

۳..... اس کو زمین مل گئی زمیندار ہو گیا۔ یہی ذلت ہے۔

اسی طرح اور بھی لغویات ہیں ہم ان کا جواب ذکر کرنے میں اپنا وقت ضائع نہیں کرنا

چاہئے۔ تفصیلی جوابات الہامات مرزا قادیانی میں ملاحظہ ہو۔ لیکن اتنا ضرور کہیں گے کہ کیا

تمہارے کرشن گوپال (مرزا قادیانی کا فرمان ہے میں مسلمانوں کے لئے مسیح موعود ہوں اور

ہندوؤں کے لئے کرشن گوپال۔) پیکچر یا لکھٹ ص ۳۳، خزائن ج ۲۰ ص ۲۷۸۔ تمہارے نبی کی ایسے

عجز و انکساری کی دعا کا ”جس کا خدا نے بھی جواب دیا تھا کہ: ”فاصبر حتی یاتنی اللہ بامرہ (البشری ج ۲ ص ۵)“ کا اثر مرتب ہوا؟ کہ مولوی صاحب ذی سچارج کا ترجمہ غلط سمجھے۔ کیا انبیاء علیہم السلام نے کسی قوم کے عذاب کی دعا کی ہے تو خدا نے جبار رب قہار کا یہی عذاب نازل ہوا ہے کہ اس قوم نے کسی دوسری زبان کے الفاظ سمجھنے میں غلطی کی ہے۔

”آئی ایم کورلوز“ کے معنی جو کشفی طور پر مرزا قادیانی نے دیکھا تھا اور معنی نہ سمجھے تھے تو عذاب الہی تھا؟ (دیکھو البشری ص ۷۱ تا ذکرہ ص ۵۵) اور زمینداری تو واقعی سخت عذاب ہے اگر مرزا قادیانی حیات ہوتے تو ہم بھی اس پیش گوئی کی بابت درخواست کرتے۔ مرزا قادیانی نے اپنے حرم محترم کے نام جو پانچ ہزار روپے کی جائیداد غیر منقولہ رہن کی تھی تو کیا ان بے چاری کو خود ہی عذاب میں مبتلا کیا تھا؟ شاید انہیں اس پیشین گوئی کی خبر نہ ہوگی ورنہ تو بڑی دقت واقع ہوتی۔ آئے دن جھگڑتیں کہ تم نے مجھے عذاب میں مبتلا کیا۔

آخر میں مرزا انہوں سے التماس ہے کہ مرزا قادیانی کے حالات والہامات اظہر من الشمس ہیں۔ ہم نے جس قدر ذکر کئے ہیں وہ انہی کی کتابوں سے مع حوالہ صفحہ منقول ہیں جس طرح تاریخ مرزا اور الہامات مرزا میں جن کی مرزا قادیانی اور ان کے حواریین نہ تردید کر سکے اور نہ کر سکتے ہیں۔ الہامات میں جس قدر توجیحات رکیکہ کی ہیں وہ بھلا رسالہ ہذا میں ذکر کر دی ہیں۔ برادران! اگر مرزا قادیانی کی ذات میں دروغی ہوتی اور ان کے اقوال کلام الہی و احادیث نبوی علی صاحبہا الخیرہ والتسلیم کے مخالف نہ ہوتے تو کسی مسلم کو ان کے ماننے میں کچھ عذر نہ ہوتا مگر جب ان کی ذات اس بارے میں کمزور نہیں بلکہ مفلوج ثابت ہوئی تو آپ لوگ اکیلے اور مل کر غور کریں۔ اور آیات بیانات کے مقابل توجیحات رکیکہ اور روشنی کے سامنے اندھیرے سے کام نہ لیں اپنی ہٹ سے باز آئیں کہ یہ امور دین میں نہایت قبیح ہے۔ اور کئی کو چھوڑ کر راہ مستقیم، گروہ شاذہ کو چھوڑ کر بڑی جماعت کا اتباع اختیار کریں وہ قوت جو ہدایت و حق کے مقابل صرف کی جاتی ہے۔ منالالت سمجھیں اور آفتاب پر خاک ڈالنے کا قصد کریں تو بے تہذیبی سے جو کہ ایک اخلاقی جرم ہے اگر احتراز کر کے قلم اٹھایا جائے اور اپنے نبی اور ان کے حواریین کی سنت سید سے پرہیز کیا جائے تو انبہا ہے آئندہ آپ لوگ بخیر ہیں۔ و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین بالصلوٰۃ والسلام علی خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین!

حررہ محمد عبدالوہاب عفی عنہ التواب

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
الحمد لله الذي جعلنا من آل أبي بكر

احمدیوں کی ملک و مذہب سے غدار کی

جناب ڈاکٹر منصور ایم رفعت

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تمہید

ہردن ہم کوئے نئے اور خوفناک ثبوت ایسے ملتے ہیں۔ جو احمدی ایجنٹوں کی عام طور سے اسلامی عقائد کے خلاف اور خصوصاً ان کے ہم وطنوں کے خلاف زبردست سازش اور بے انتہا دغا بازی اور ان کی انگلستان کے مکمل غلامی کو صاف طور سے ظاہر کرتے ہیں۔ جیسا کہ ہم نے اپنے پہلے پمفلٹ ”دی احمدیہ سیکٹ وانڈر ڈ آف برٹش امپیریل ازم“ میں بتایا ہے کہ ان کا خاص مقصد اسلام کی اس دفاعی قوت کو پوری طرح سے مفلوج کرنے کا ہے۔ جو اپنے متبعین کو آزاد اور خود مختار قوم بننے کا اور کسی حالت میں بھی کسی غیر ملکی جوئے کے آگے نہ جھکنے یا کسی ظالم حکومت کے آگے خواہ وہ اپنی ہی ہو سر تسلیم خم نہ کرنے کا حکم دیتی ہے۔

ہمارے اس مواد پر ایک نظر جو ہم اس دوسرے پمفلٹ میں پیش کر رہے ہیں۔ پڑھنے والے کو سخت گناہ اور بزدلی کا قائل کر دے گا جو اپنے آپ کو احمدی کہتے ہیں اور تمام ملک میں پھیل گئے ہیں۔ تاکہ مذہب اسلام کے نام سے تمام دنیا کو سلطنت انگریزی کی وفاداری کا وعظ کریں۔ ہماری رائے ناقص میں یہ ہر جرمنی شہری اور حکومت جرمنی کا فرض ہے کہ باوجود ان سخت مصائب کے جن میں آج کل جرمن قوم مبتلا ہے۔ بلا توقف فرقہ احمدیہ کے ہر شعبہ کی اصلی سرگرمیوں کی مکمل اور دقیق تحقیقات کا حکم صادر کرے نہ صرف اپنے بہت سے مشرقی مہمانوں کی خاطر جنہوں نے جرمنی میں پناہ لی ہے اور اب تک امن اور میل جول سے رہے ہیں بلکہ خاص کر اپنے ہم اغراض کے لئے۔ احمدیہ فرقہ کی تعلیم بموجب جس کی وہ سرگرمی کی ہر جگہ اشاعت کرتے ہیں۔ یہ فرض بطور ایک مذہبی فرض کے ان پر عائد ہے کہ ہر مصیبت کے وقت یا ابتداء کے وقت۔ جو کورنٹمنٹ انگریزی یا اسکے اغراض کے خلاف صورت پذیر ہو تو ان کو جس طرح بھی ہو اس کو فرو کرنا ضروری ہے۔ اس کا تعلق صرف ہندوستان سے ہی نہیں ہے۔ بلکہ اس میں دیگر ممالک بھی شامل ہیں۔ ہم نہایت اہم اسباب سے جرمن پارلیمنٹ کے تمام ممبروں کی توجہ تحریک احمدیہ کے اہم فطرہ کی طرف مبذول کراتے ہیں۔ اور ان سے درخواست کرتے ہیں کہ اس معاملہ کو گہری نظر سے ملاحظہ فرمائیں۔ ڈاکٹر منصور ایم رفعت۔ برلین۔ شوہمرگ۔ محررہ: ۱۴ ستمبر ۱۹۲۳ء

تاریخ جس پر انگریزی فوجوں نے قل الکبیر پر خوفناک قتل عام کے بعد مصر پر دغا بازی کر کے قبضہ کر لیا۔

احمدی بطور جاسوس اور

ہم ذیل میں محبت وطن اور بہادر موبلوں کے اس مظلومیت اور بد قسمتی کا بہت ہی مختصر اور درو انگیز حال بیان کرتے ہیں جو ان کو غیر ملکی جو اٹا رہیٹنگ کی کوشش میں برداشت کرنی پڑی۔ وہ وحشیانہ سلوک جو ان کو برطانوی راہزنی کے ہاتھوں برداشت کرنا پڑا اور وہ ذلیل پارٹ جواحمیہ فرقہ نے کیا جو فوراً اپنے آقاؤں کی مدد اور اعانت کو آئے۔ ان ہی کے ایک سردار کے الفاظ میں اسلامک ریویو کے صفحات ۳۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱ میں حسب ذیل بہت خوب تحریر ہے۔

موہل وہ لوگ ہیں جو جنوب ہند میں کالی کٹ کے قریب ملابار کے ضلع میں رہتے ہیں۔ وہ قدیمی عرب سوداگر اور وہ ہندو ہیں جن کو انہوں نے مسلمان کر لیا ہے۔ وہ بہت مخفی ہیں اور ضلع کے اعلیٰ درجہ کی پیداوار ان ہی کی وجہ سے ہے ۱۸۹۱ء میں ان کی تعداد کل صرف ۵۶۰۰۰۰ تھی۔ جنگ عالم کے اختتام پر انگریزوں نے مسلمانان ہند سے وعدہ غلامی کی جو سچے مسلمان تھے وہ ترکی اور خلافت کی قسمت پر بہت ہی رنجیدہ تھے۔ تحریک عدم تعاون کی بے معنی کے زمانہ میں جو تمام ہندوستان پر پھیل گئی جب موبلوں نے جنگ آزادی کا اعلان کر دیا۔ جو ایک سال تک رہی۔ باوجود دشمن کی قوت کے جس کے مظالم اور سختیاں وہ اس وقت تک برداشت کرتے رہے تھے بہادر موبلوں نے اپنے آپ کو انجمنی سے اور اس کی مقامات مقدسہ میں ناقابل برداشت مداخلت سے آزاد کرنے کا فیصلہ کر لیا۔

انجام کار ان کا ستیاناس کر دیا گیا۔ ان کے دیہات جلا کر رکھ کر دیئے گئے۔ ہزاروں قتل کئے گئے بہت سے طویل مدت کے لئے جیل خانہ میں ڈالے گئے۔ سو پہلے ریل کی ایک خوب بند گاڑی میں بند کر دیئے گئے اور باوجود ان کی مصیبت اور چیخوں کے ان کی پرواہ نہ کی گئی تو جب گاڑی کھولی گئی اسی سے زائد مرے ہوئے یا مرتے ہوئے پائے گئے۔ مسلمانوں کے بے رحم دشمن نے جن مظالم کا ارتکاب کیا ہے۔ وہ بے شمار ہیں اور تواریخ میں لاغلامی ہیں۔

۱..... احمدی اور موہلے

”پچھلے تین یا چار سال کے تحلیل زمانہ میں احمدی جماعت کی پکی نمک حلائی اور غیر متزلزل وقاداری ایک یا دو دفعہ سے زیادہ سخت آزمائش میں ڈالی گئی اور ہر مرتبہ کھری اتری۔ وقادار ہم ہیں اور وقادار اس حکومت کے ہم رہیں گے۔ جس کی پناہ میں ہم رہتے ہیں لیکن نہ اس

وجہ سے کہ ہم تعداد میں بہت کم نہیں جیسا کہ ہم کو لازم دینے والے سمجھتے ہیں اور نہ اس وجہ سے کہ ہم خوشامدی اور چالپوس ہیں۔ بلکہ اس وجہ سے کہ ہم کو اپنے حاکموں (انڈیا ن دی پبلش میں کمال الدین کے الفاظ کو ملاحظہ کیجئے) سے وفادار اور صادق رہنے کا خدا نے حکم دیا ہے اور مقدس رسول اللہ نے ارشاد فرمایا۔

صبح موعود (مرزا قادیانی) نے رات و دن دیر اور سویرا اپنی تقریروں اور تحریروں سے اپنے قبحین کو برٹش گورنمنٹ کے وفادار رہنے اور عوقت، ضرورت اس کی ہر ممکن مدد کرنے کی ترغیب دلائی اور نیز احمدی فرقہ میں داخلہ کی دس شرطوں میں گورنمنٹ کی وفاداری کو شامل کیا۔ اس لئے کتاب ہی دیا و ہمارے اوپر ڈالا جائے۔ کوئی ترغیب خواہ وہ کتنی ہی دلربا ہو اور کوئی ایذا آسانی کتنی ہی دل شکن ہو۔ ہم کو گورنمنٹ کے خلاف دشمنی اور سڈیشن پر آمادہ نہیں کر سکتی۔ ہمارا اقرار وفاداری خالی غوی شیخی اور صرف زبانی دعویٰ ہی نہیں ہے بلکہ ہمارے دل ہمارے الفاظ کی مطابقت کرتے ہیں۔ جب کبھی موقع ہوا ہم نے اپنی جانوں، عزت اور مال کا نقصان اٹھا کر گورنمنٹ کا ساتھ دیا۔ ہمارے اس زبانی دعوے وفاداری کے عملی طور پر اظہار کا موقع ۱۹۱۹ء کے موسم بہار میں آیا جب کہ رولٹ بٹ کے خلاف بطور زبردست احتجاج کے مسٹر گاندھی نے بلا تشدد مقابلہ شروع کیا اور تمام ہندوستان میں ۲ مارچ کو مکمل ہڑتال منائی گئی۔ احمدی پبلک نے عموماً اور احمدی تاجروں اور طالب علموں نے لاہور کے مختلف کالجوں میں تعلیم پاتے تھے۔ خصوصاً اپنے آپ کو انجینیئریشن کرنے والوں سے علیحدہ رکھ کر ممتاز کیا۔ باوجود اس کے کہ ہمارے دکانداروں کو سوشل پارٹیکٹ کی (جس نے بعض جگہ عملی صورت اختیار کر لی) دھمکی دی گئی۔ انہوں نے اپنی دکانیں کھلی رکھیں۔ طالب علموں نے بھی اپنے امام کی آرزو کو پورا کیا۔ ان کی تحقیر کی گئی۔ ان کو لعنت ملامت کی گئی اور اکثر حالتوں میں بہت سختی سے برا بھلا کہا گیا اور گالیوں سے پیش آیا گیا مگر وہ پرنسپلوں اور دیگر ممبران سرشتہ کے حسب اطمینان اپنی جراتوں میں حاضر ہوتے رہے اور دنیا کو دکھا دیا کہ ان کا لیڈر قادیان میں تھا کہ مسٹر گاندھی۔“

۲..... گاندھی اور احمدی

”چند یوم کے بعد مسٹر گاندھی کی نام نہاد گرفتاری عمل میں آئی جس نے سارے پنجاب کو ایک سرے سے دوسرے تک ایک زبردست طوفان کے بگولے سے بھر دیا۔ مقام صدر (قادیان) سے تمام احمدیوں کو گورنمنٹ کے ساتھ رہنے اور افسروں کو ہر قسم کی مدد پہنچانے کے جن

کی ان کو ضرورت ہو سخت احکام جاری ہوئے اور تمام مبلغوں کو جو ملک کے مختلف مقامات پر ہیں کام کر رہے تھے اپنے معمولی کاموں کو روک دینے اور وحشیانہ ایجنسی ٹیشن کو دبانے میں حکام کی مدد کرنے کے احکام پہنچ گئے۔ علاوہ اس کے جماعت نے غلط اور بدنیتی سے ضدی ایجنسی ٹیشن کرنے والوں کی پھیلائی ہوئی افواہوں کی ہزاروں کی تعداد میں اپنے خرچ سے اشتہارات شائع کر کے تردید کی اور ان بھولے جاہل لوگوں کے سامنے جو بآسانی جوش میں آ جاتے ہیں۔ اصلی واقعات پیش کئے اور بھی بہت سے طریقے گورنمنٹ کو اس کی سخت ضرورت کے وقت مدد پہنچانے کے استعمال کئے گئے اور یہ سب اپنی جائیں عزت اور مال کو جو کھوں میں ڈال کر کیا۔ پہلی دفعہ مسیح موعود کی چودہ برس پہلے کی پیشین گوئی (حکومت برطانیہ پر ایک وقت آئے گا جب کہ صرف بحیثیت جماعت صرف میری جماعت گورنمنٹ کا ساتھ دے گی اور اس کی وفادار رہے گی) قابل قدر طریقہ سے پوری ہوئی؟

۳..... گورنمنٹ انگلشیہ کا احمدیوں کی عزت افزائی اور اعتراف خدمات کرنا

”پنجاب گورنمنٹ نے ان کی زبردست خدمت کو علی الاعلان اور صفائی سے تسلیم کیا جو تاج برطانیہ کی سب سے زیادہ وفادار رعایا نے امن اور نظام قائم رکھنے کے لئے انجام دیں۔ ہم ذیل میں اپنے قارئین کے مطالعہ کے لئے پنجاب گورنمنٹ کے شائع کردہ رپرس کیونکہ کا مطلب درج کرتے ہیں: ”پنجاب گورنمنٹ کو فسادات کو دبانے اور تمام ان خلاف قانون ایجنسی ٹیشنوں میں جنہوں نے پنجاب کو بدنام کر دیا ہے۔ ہر قسم کی شرکت سے علیحدہ رہنے کے متعلق قادیان کی احمدی جماعت کی سرگرمی کی ایک رپورٹ موصول ہوئی ہے۔ جماعت اپنے ساتھیوں کو اس تحریک سے کوئی واسطہ نہ رکھنے کی ترغیب دلاتی رہی ہے۔ اور ان کی کوششیں نہایت کامیاب سنی گئی ہیں۔“

افسر لاہور سول ایریا تحت مارشل لاء نے جماعت احمدیہ کی قیام نظام کے لئے کوششوں کا ذیل کے خط میں اعتراف کیا ہے جو اس کی طرف سے حضرت خلیفۃ المسیح کے ایک سیکرٹری کو بھیجا گیا۔

”مجھ کو افسر کمانڈنگ لاہور سول ایریا سے ہدایت ملی ہے کہ آپ کی چھٹی مورچہ ۱۲/۱۱/۱۹۴۵ء حال کے پہنچنے کا اعتراف کروں اور آپ کو اطلاع دوں کہ افسر کمانڈنگ نے اس کی جماعت کے کام کی کیفیت کو جو وہ گورنمنٹ کے خلاف موجود ایجنسی ٹیشن کو رفع کرنے میں کر رہی ہے۔ نہایت دلچسپی اور قبولیت سے پڑھا ہے۔ انہوں کا خیال ہے کہ ایجنسی ٹیشن کو نہایت خطرناک صورت اختیار

کرنے سے روکنے کے لئے جو مذاہب اختیار کی گئی ہیں وہ بالکل منوزوں ہیں اور یہ کہ اس طرح جو مدد آپ گورنمنٹ کی کر رہے ہیں وہ نہایت بیش بہا ہے۔

آپ کی جماعت کو بھروسہ رکھنا چاہئے کہ وہ گورنمنٹ کی پوری حفاظت حاصل کرتی رہے گی اور اس کو جب تک وہ اس حفاظت میں ہے۔ آپ کے مذہبی اور سیاسی مخالفوں سے کوئی خوف نہ کرنا چاہئے۔

افسر کمانڈنگ ان احمدیوں کی مدد حاصل کر کے بہت خوش ہوگا۔ جولاہور رقبہ سول کے حدود کے اندر رہتے ہیں۔ اور اس کو انجمن احمدیہ لاہور کے سیکرٹری یا امیر سے مل کر نہایت خوشی ہوگی جب کبھی ان دونوں صاحبوں میں سے کسی کو اس سے ملنے آنے کا موقع ملے۔“

ایک مرتبہ اور مسیح موعود کی متذکرہ بالا پیشین گوئی کی صداقت عیاں ہوتی ہے۔ مولیوں نے کھلم کھلا لکارا اور گورنمنٹ کے حکام کو چیلنج دیا اور قریب قریب کل ملیہاں ایک زبردست بغاوت کے مصائب میں لوٹ رہا ہے۔ بموجب اطلاع اخبارات مولیہ ہندوؤں کو ان کے زبردستی ہٹا مسلمان رہے ہیں اور تاج کے وفادار مولیوں اور دوسری وفادار رعایا کو ستا اور تکلیف پہنچا رہے ہیں۔ ملیہاں میں ہماری تعداد بہت ہی قلیل ہے پھر بھی انہوں نے اپنے فرض سے بے پرواہی نہیں تھی کہ وہ احمدیہ روایت و وفاداری گورنمنٹ پر صادق ثابت ہوئی۔ پابھر کے نام ایک تار مورخہ ۱۸ ستمبر رقم طراز ہے۔ ”جو نئی بغاوت شروع ہوئی۔ کناہ دور کڈ والی اور کالی کٹ کے مسلمانان جماعت احمدیہ نے احمدیوں کی بے زوال وفاداری پر قائم رہنے کے حکام ضلع و قسمت کے پاس خطوط بھیجے اور جرم کی خدمت کے لئے جو ان سے نظام کو دوبارہ درست کرنے کے لئے مطلوب ہو خدمات پیش کیں۔“

غلام فرید..... (ریویو آف ریلیجن ج ۲۰، ستمبر ۱۹۲۱ء)

غلام مرتضیٰ کے ذلیل حالات زندگی

مرزا غلام کا بدنام باپ نام نہاد مسیح موعود۔ قادیان ہند

(ماخوذ از کتاب احمد، دی مسیجر آف دی لیٹرڈیز حصہ اول، لاہور ۱۹۱۷ء)

”لوناہال سنگھ، شیر سنگھ اور دربار کے زمانہ میں غلام مرتضیٰ متواتر جنگی خدمت میں لگا

۱۔ یہ ایک بالکل خاص اور مکروہ افتراء ہے اور نہایت مضحکہ انگیز کذب ہے۔ یہ تحریک مولانا بالکل غدار اور بے رحم فرنگی یعنی

۱۸۴۱ء میں وہ جنرل ونیڈرا کے ہمراہ مندری اور کلو میں بھیجا گیا۔ ۱۸۴۳ء میں ایک پیدل رجمنٹ کے کماطر پر پشاور بھیجا گیا۔ اس نے بوقت بغاوت۔ ہزارہ، نزارہ میں اپنے آپ کو ممتاز کیا اور جب ۱۸۴۸ء کی بغاوت ہوئی تو وہ اپنی گورنمنٹ کا وقادار رہا اور اس کی طرف سے لڑا۔ اس موقع پر اس کے بھائی غلام محی الدین نے بھی عمدہ خدمات سرانجام دیں۔ جس وقت دیوان مل سنگھ کی مدد کے لئے بھائی مہاراج سنگھ اپنی فوج لے کر ملتان کو جا رہا تھا۔ غلام محی الدین نے مددگار جاگیرداران لشکر خاں ساہیوال اور صاحب خاں ٹوانہ کی مسلمان آبادی کو ابھارا۔ اور مصر صاحب دیال کے لشکر سے باغیوں پر حملہ کیا اور ان کو مکمل شکست دی۔ ان کو چناب میں دھکیل دیا جہاں پر چھ سو سے زائد ہلاک ہو گئے۔

”الحاق کے وقت خاندان کی جاگیریں لے لی گئی تھیں۔ لیکن غلام مرتضیٰ اور اس کے بھائی کے لئے سات سو روپیہ کی پنشن مقرر کی گئی تھی اور قادیان اور قرب و جوار کے دیہات پر ان کا حق مالکانہ قائم رہا تھا۔ خاندان نے ۱۸۵۷ء کے غدر میں لا جواب خدمات انجام دیں غلام مرتضیٰ نے بہت سے آدمی بھرتی کرائے اور اس کا لڑکا غلام قادر اس وقت جنرل انگلس کے لشکر میں کام کر رہا تھا۔ جس وقت اس افسر نے ۴۶ نمبر کی ہندوستانی پیدل فوج کے باغیوں کو جوسیا لکوٹ سے بھاگ گئے تھے۔ ترموگھاٹ پر پر باد کیا۔ جنرل انگلس نے غلام قادر کو اس مضمون کا ایک سرٹیفکیٹ (سند) دیا کہ ۱۸۵۷ء میں ضلع میں قادیانی خاندان نے سب سے زیادہ وقاداری کا اظہار کیا۔“

”غلام مرتضیٰ ۱۸۷۶ء میں مر گیا اور اس کا جانشین اس کا بیٹا غلام قادر ہوا۔ یہ مقامی حکام کو مدد دینے میں ہمیشہ سرگرم رہا اور ان حکام کے بہت سے سرٹیفکیٹ حاصل کئے جن کا تعلق انتظام سے تھا۔ گورداسپور ضلع کے دفتر میں اس نے کچھ عرصہ بطور سپرنٹنڈنٹ کام کیا۔ اس کا اکلوتا بیٹا بچپن ہی میں مر گیا۔ اور اس نے اپنے بیٹے سلطان احمد کو جمنی (گودلیا) کر لیا جو ۱۸۸۳ء غلام قادر کی موت کے وقت اپنے خاندان کا سربراہ سمجھا گیا ہے۔ مرزا سلطان احمد گورنمنٹ کی ملازمت میں بطور نائب تحصیلدار کے شامل ہوا اور اب اکثر اسٹنٹ وکشنر ہے۔

بیٹا اپنے باپ کے قدم بقدم کس طرح چلا

”سڈیشن ایکٹ نے مذہبی جھگڑوں کے متعلق کوئی شرط نہیں لگائی اور اس کے پاس ہونے کے وقت گورنمنٹ نے کسی ایسی شرط کی ضرورت نہیں محسوس کی۔ لیکن جس نکتہ کو مدبران سیاسی نے چھوڑ دیا اس کو صبح موعود نے اپنے گوشہ تنہائی سے دیکھ لیا۔ لہذا اس نے ۱۸۹۷ء میں ایک

میو ریل تیار کر کے ہذا کیلنسی لارڈ الکن وائسرائے وقت کی خدمت میں روانہ کیا۔ جو چھاپ کر عام طور پر شائع بھی کیا گیا تھا۔ جس میں اس نے وائسرائے کو بتایا تھا کہ کس طرح تمام بد نظمیوں اور تکالیف کی جڑ مذہبی جھگڑے ہیں۔ مذہبی نزاعات پبلک کے قلوب میں جوش پیدا کر دیتے ہیں اور شریر لوگ اس جوش سے فائدہ اٹھاتے اور اس کو حکومت کے خلاف استعمال کرتے ہیں۔ لہذا مسیح موعود نے رائے دی کہ مذہبی مباحثوں میں بدزبانی کو قانون کی حد میں لانا چاہئے اور تجویز کیا کہ ایک قانون بنایا جائے جو ہر مذہب کے متبعین کو اپنے مذہب کی خوبیوں کو بیان کرنے میں آزاد چھوڑ کر کسی مخالف آئین پر حملہ کرنے سے روکے واقعہ یہ ہے کہ غندوستان میں تمام مصائب کی جڑ مذہبی اختلاف میں واقع ہے جو بحث کے ایک عجیب اور ہوشیاری کے طریقہ سے بذریعہ شریر لوگوں کے حکومت کے خلاف بطور ایک آلہ کے استعمال کئے جاتے ہیں اس طرح جب کبھی ایک مذہب پر جس کو اس کے متبعین بے انتہا عزیز رکھتے ہیں کوئی کمینہ حملہ کیا جاتا ہے تو گورنمنٹ سے جا مل جمع کو بدگمان کرنے کے لئے شریروں کے مقصد کو یہ کہنا کافی ہوتا ہے کہ یہ سارا قصور گورنمنٹ کا ہے جو اس قسم کی زیادتیوں کی اجازت دیتی ہے۔ اس پر مجمع اصلی مجرم کو نظر انداز کر دیتے ہیں اور گورنمنٹ سے ناخوش ہو جاتے ہیں۔

سیاسی ایجنسی ٹیشن کی طرف اس کا طرز عمل

”ستمبر ۱۹۰۷ء میں اس کا بیٹا مبارک احمد ساڑھے آٹھ برس کی عمر میں بموجہ پیشین گوئی کے مر گیا جو اس کی پیدائش کے وقت کی گئی تھی۔ اسی سال میں مختلف قصبات میں صدر انجمن کی شاخیں قائم کرنے کے لئے قدم اٹھائے گئے۔ اسی سال تمام پنجاب میں زبردست سیاسی ایجنسی ٹیشن تھا۔ بعض اضلاع بغاوت کے لئے بالکل آمادہ تھے۔ ان حالات میں اس نے اپنے متبعین کے نام اس مضمون کا ایک نوٹس جاری کیا کہ وہ گورنمنٹ کی وفاداری میں مستقل رہیں اور اس کی ہدایت کی تعمیل میں اس کے متبعین نے بہت سی بد نظمی کو دبائے کیلئے آزادی سے اپنی خدمات پیش کر دیں۔“

ایک افغانی الٹی میٹم

ترجمہ چشمی ۱۸۱۶ء از سفیر افغانستان متعینہ جرنی لیٹنگ اسٹرا سے نمبر ۹ برلین مورخہ ۶ ستمبر ۱۹۲۳ء تمام ڈاکٹر منصور ایم رفعت برلین ڈیلیو نمبر ۵۰۔
آپ نے اپنے پمفلٹ موسومہ ”دی احمد یہ سیکٹ“ جو آپ نے ماہ اگست ۱۹۲۳ء میں

شائع کیا اور ایک آرٹیکل بعنوان ”کھلی چٹھی بنام مسیحیہ افغانی گورنمنٹ متعینہ جرمنی“ مجھ کو خطاب کر کے لکھا ہے۔ جو یوجا پکی غلط فہمی کے مجھ کو بے انتہا تعجب میں ڈالتا ہے۔ آپ اس میں لکھتے ہیں کہ میں براہ راست یا بالواسطہ جماعت احمدیہ کے ایجنٹوں کو سہارا دیتا ہوں اور اس کا ثبوت مسجد کی رسم سنگ بنیاد پر میری موجودگی میں دیکھتے ہیں۔ مجھ کو افسوس ہے کہ آپ حق سے بہت دور چلے گئے ہیں اور ایسی لچر اور فضول دلیل کا سہارا پکڑتے ہیں۔

ہمارے مقدس مذہب کے قوانین کے بموجب ایک مسجد سچے ایماندار کے لئے خدا کی عبادت کی ایک سادہ تعمیر اور جگہ ہے۔ اچھا تو بانی مسجد کا مسلمان ہونا یا غیر مسلم ہونا مسجد کی بزرگی اور پاکی کو کم نہیں کرتا۔ ہمارے قرآن مجید نے کوئی ایسا حکم نہیں دیا کہ ایسی مسجد میں جس کو کسی کافر نے بنایا ہو نماز کی ممانعت ہے یا یہ کہ وہ مقدس نہ سمجھی جائے۔ برخلاف اس کے ایسے خیالات رکھنے والے عالمان قرآن کے نزدیک قابل نفرت ہیں۔ پھر مسجد کی بنیادی رسم کے موقع پر بحیثیت ایک مسلمان کے میرا موجود ہونا جس کو خالص اسلامی نظر سے سمجھنا چاہئے۔ کس طرح آپ کے ذاتی نکتہ چینی کے لئے پیش کیا جاسکتا ہے اور اس کے دوسرے معنی لگائے جاسکتے ہیں۔

میں یہ یقین نہیں کرتا کہ تمہارے سیاسی خیالات اور ارادوں نے تم کو نیک اور مذہبی کاموں کے دائرے سے خارج کر دیا ہے۔ اور یہ کہ تمہارے خیالات مقدس مذہب اسلام کی ہدایت کے مخالف ہو گئے ہیں۔ میں عقیدہ رکھتا ہوں کہ تعمیر مسجد کسی طرف سے وہ ہوا اسلام کے لئے سب سے بہتر پروپیگنڈہ ہے۔ اس کے برخلاف نہیں۔ ہماری چشم بینا اور ایک صحیح رائے قائم کرنا ذاتی اغراض کی بنیاد پر ترک نہ ہونی چاہئیں۔ یہاں سیاست کا کوئی دخل نہیں ہے۔ مسلمانوں کی عبادت گاہ کی بنیاد رکھتے وقت موجود ہونا بطور سہارے یا اعانت کے نہیں سمجھا جاسکتا۔ لیکن صرف بطور ادائیگی فرض مذہبی کے۔

۱۔ مسجد مٹنی میں عید کے موقع پر بموجب تہذیب اخبار ہند مجریہ ۱۸ اگست ۱۹۳۲ء ہزار کس یعنی سفیر افغانستان متعینہ لندن، سردار عبدالہادی خاں نے اپنی تقریر میں چند زبردستی ریمارک کئے۔ اس نے کہا کہ خواہ وہ قادیانی احمدیوں کے دعاوی کو مانے یا نہ مانے وہ بہت خوش تھا کہ دنیا کے مختلف حصے کے مسلمانوں سے ملنے کا اس کو موقع ملا۔ اس نے آخر میں کہا کہ جبکہ مذہب اس کی پوری توجہ کا مستحق ہے۔ پھر بھی مسلمان اس سیاسی پہلو کی طرف سے آنکھیں بند نہیں کر سکتے۔ جن سے اسلامی سلطنتوں کو ٹکراتا پڑا۔

مجھ کو واقعی افسوس ہے کہ تم نے معاملہ کو بہت کوتاہ بینی اور ایک رخ سے دیکھا ہے اور علاوہ ازیں تم حدود اخلاق اور مسلمانوں کے دستور سے بہت آگے چلے گئے اور افغانوں جیسی ایک قابل وقعت قوم پر حملہ کر بیٹھے میں اس کو خالص تمہاری ذات کی طرف سے ایک جلد بازیانہ اور سوچے سمجھے حملہ سمجھتا ہوں اور تمہارے نہ رکنے والے قلم کی کوشش جو ٹوٹ جانے کے قابل ہے۔ بعض کوتاہ بین اور خود پسند مسلمانوں کے اس قسم کی لچر گفتگو کا یہ نتیجہ ہے کہ عالم مسلمانی منتشر اور ذلیل ہو گیا ہے کہ مسلمانوں کی زیر دست قوم خاک و ذلت میں مل گئی ہے اور اجنبیوں کی اطاعت میں جا پڑی ہے۔

مجھ کو یقین ہے کہ میرے خط کے وصول ہونے اور مطالعہ کرنے کے بعد تم اپنے خیالات بدل دو گے اور یہ کہ تم میرے اصلی خط کو معاہدہ اپنی رائے کے تہدیلی کے اور احمدیہ پمفلٹ میں شریف افغان قوم پر جلد بازانہ اور قابل نفرت حملہ کرنے کی معافی کے شائع کر دو گے۔ ورنہ میں دوسرے طریقوں اور زیادہ تیز صورتوں میں آپ کی ناکبھی کے اظہارات کی تردید کو مسلمان بھائیوں کے رد و رد پیش کرنے میں اپنے آپ کو مجبور سمجھتا ہوں

آپ کا نیازمند

دستخط غلام صدیق خاں

ہز مجسٹی امیر افغانستان کا سفیر اور اکسٹر آرڈینیٹری منسٹر
ایچل بکھور ہز مجسٹی امیر امان اللہ خاں۔ شاہ افغانستان

جناب والا!

چند یوم قبل مجھ کو اپنے پمفلٹ کی ایک کاپی (نسخہ) حضور والا کی خدمت میں پہنچنے کی عزت حاصل ہوئی۔ جس میں آپ کے سفیر متعینہ جرنی، ہز اکس لینی غلام صدیق خاں کے نام نہایت خلوص دوستانہ اور صاف الفاظ میں لکھی ہوئی ایک کھلی چٹھی ہے۔ اس خطرہ پر آگاہ کرنے کی کوشش میں جو عام طور سے اسلام کے لئے اور خاص طور سے افغانستان کے لئے احمدی ایجنٹوں کی ایمان فروشانہ سرگرمیوں سے لاحق ہے۔ ان کے (سفیر صاحب) کی طرف سے ایک بھونڈا الٹی میٹم انعام میں وصول کر کے مجھ کو سخت تعجب ہوا اس لئے میں اس کو اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ بوجہ احمدیوں کے ساتھ مذہبی ہمدردی کے جنہوں نے حکومت افغانی ان کے ایجنٹوں کے قتل کا بدلہ اہرام لگایا۔ ان کو (سفیر صاحب) بالکل ترک کردوں اور میں نے معصم ارادہ کر لیا ہے کہ اسلام اور

تمام مشرقیوں کے خدایوں کے مقابلہ میں اپنی بے خوف اور بے پرواہ جنگ جاری رکھوں اور اپنا معاملہ اللہ صاحب قوت اور عادل اور حضور والا کے حضور میں پیش کر دوں۔ برلین ۱۶ ستمبر ۱۹۳۳ء

ایک احتجاجی نوٹ بخیر مت سفیر گورنمنٹ افغانی متینہ جرنی

بوجہ چند یوم کے لئے شہر سے باہر ہونے کے میں آپ کے سخت خط یا شدید لٹری میٹم مورخہ ۶ ماہ حال کو کل صبح سے پہلے وصول نہ کر سکا۔ نتیجتاً میں ہلدی میں چند الفاظ عرض کرنا ضروری سمجھتا ہوں نہ آپ کے زہریلے حملہ اور جھوٹے الزامات سے اپنے اور اخلاق کی بچاؤ کی غرض سے بلکہ خالص افغانستان کے اپنے اغراض کی اور اسلام کی حمایت میں۔

بحث شروع کرنے سے پہلے میں یہ بتانا پسند کروں گا کہ آپ یہ خیال کرتے معلوم ہوتے ہیں کہ آپ گویا اپنے محل میں ایک بلند تخت شاہی پر بیٹھے ہوئے ہیں اپنے نوکروں میں سے ایک ادنیٰ ملازم سے خطاب فرما رہے ہیں اور جبکہ آپ میری کٹی چٹھی میں آپ کے نام بزم خود بہ اخلاقی کی شکایت فرماتے ہیں۔ آپ کے لٹری میٹم میں ہر شخص تمام اخلاق اور آداب سے ایسا لاطانی تھا و زد کیا کہتا ہے جو کبھی کسی ذمہ دار شخص نے نہ کیا ہوگا۔

ایک جھوٹا الزام

جو شخص میرے پر غلط متعلق ”دی احمدیہ سیکٹ“ میں میرا خط آپ کے نام مطالبہ کرے گا وہ مان لے گا کہ آپ کا مجھ کو قوم افغان کی توہین کرنے کا الزام غلط اور فضول ہے۔ میں نے تو شروع ہی میں افغانوں کی برادری اور ان کی حب وطنی کی اعلیٰ صفات کی تعریف حسب ذیل الفاظ میں کی ہے۔ ”قوم افغان کا لہجہ اس کی ان برادریوں اور بے نظیر حب وطنی کی صفات کے جو اس نے سلطنت برطانیہ کی زیر دست فوجوں اور سازشوں کے مقابلہ میں میدان جنگ میں اپنے ملک اور فرعی عزت کو محفوظ رکھے میں نمایاں کی ہیں۔ سالہا سال سے ہر کرم ہر دوا دواہ ہونے کی وجہ سے میں آپ کی توجہ ایسے معاملات کی طرف مبذول کرانے کی جرات کرتا ہوں اگر فوراً صاف نہ کیا گیا تو وہ ضرور غلط فہمی پیدا کرے گا اور مسلمانوں کی نظر میں آپ کی گورنمنٹ کی نیک نای کے زائل ہونے کا باعث ہوگا۔“

اسی خط میں آگے چل کر میں نے شاہجی سے آپ کو خاص طور سے اس حقیقت کی طرف سے توجہ دلائی ہے کہ وہ ہر قسم اور فرقہ کے احمدی ایجنٹ جن کی آپ مدد کر رہے ہیں ایسی نقصان دہ خبروں کے پھیلا نے اور شائع کرنے میں مشغول ہیں جو آپ کے بادشاہ اور ملک کے

اغراض کے لئے بے انتہا خطرناک اور مضر ہیں۔ خصوصاً جہاں وہ آپ کی گورنمنٹ کا ان کے ”محموم“ جاسوسوں کے قتل کرنے کا ذکر کرتے ہیں۔ یہاں میں اپنے پہلے خط کے الفاظ مجسہ درج کرتا ہوں: ”شریف افغان قوم کا نمائندہ کس طرح ان احمدی ایجنٹوں کو جرمنی میں مدد پہنچا سکتا ہے؟ جو نہ صرف برطانی شہنشاہیت کے ہموائیانے کی کوشش کرتے ہیں بلکہ اپنے اعلانات میں ایسی رپورٹیں شائع کرتے ہیں جن کا مقصد حکومت اور قوم افغان کی نیک نامی کو برباد کرنا ہے۔ جو انہوں نے سپانلمہ ہزار ایل ہائینس پرنس آف ویلز منجانب جرنلہ احمدیہ“ (طبع ثانی جولائی ۱۸۲۲ء طبع کردہ این کمرجی آرٹ پریس کلکتہ ویلنگٹن اسکوائر) صفحہ ۶ پر لکھا ہے وہ حسب ذیل ہے: ”حرف بھی نہیں ہے جو جماعت احمدیہ کے ممبروں نے اپنے امن پسندی اور عقیدہ وفاداری (سلطنت و حکومت برطانیہ سے) کی اشاعت کے بدولت برداشت کیا ہے۔ جہاں ان کے مخالف زیادہ طاقت در تھے۔ وہاں ان کو خوف ناک مصائب کا شکار ہونا پڑا۔ مثلاً جماعت کے ڈومبر افغانستان میں اس وجہ سے تکلیف دہ موت سے مارے گئے کہ بموجب ان کے مقدس بانی کی ہدایات کے وہ جہاد (مذہبی جنگ) کے جواز کے قائل (معتقد) نہ تھے۔

ان میں سے ایک تو افغانستان میں بڑے عالموں میں سے تھا اور اس قدر عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا کہ وہ رسم تاج پوشی امیر حبیب اللہ مرحوم کے لئے انتخاب کیا گیا تھا۔ وہ اسی امیر کے حکم سے نہایت بے رحمی سے سنگسار کر کے مار ڈالا گیا یہ بھی بجز مذکور بالا وجہ سے نہ کسی اور وجہ سے۔“ دوسری طرف میں نے آپ کی توجہ لوکل انزیمجر مجریہ ۱۹ جون ۱۹۲۳ء کے اس نہایت اہم اور تحریری آرٹیکل کی طرف بھی مبذول کرائی تھی جو آپ کے مع اپنی تمام شان و شوکت، اپنے عملی اور نیز جوان افغان طالب علموں کے رسم میں شرکت کرنے سے کئی ہفتہ پہلے شائع ہوا تھا۔ یہاں میں پھر اپنے خط سے لوکل انزیمجر کے الفاظ نقل کرتا ہوں۔

”احمد (مرزا) کے دعاوی اور تعلیم کا سینکڑوں اسی قسم کی جگہوں میں سے ایک حوالہ: ”تو یاد رکھو کہ گورنمنٹ انگریزی تمہارے لئے ایک رحمت اور برکت ہے۔ یہ ایک ڈھال ہے جو تمہاری حفاظت کرتی ہے لہذا تم کو بھی اس ڈھال کی دل و جان سے قدر کرنی چاہئے۔ انگریز مسلمانوں سے جو تمہارے سخت مخالف ہیں۔ ہزار وجہ بہتر ہیں۔“ کیا مسجد زیر بحث کی رسم میں مدد دینے سے

۱۔ احمدی انگلستان کی ظالم حکومت کے خلاف ہر جنگ کو نہایت چالاکی سے مجرمانہ مذہبی جنگ قرار دیتے ہیں تاکہ اس کے فرو کرنے میں حصہ لے سکیں۔

پہلے جڑا کسٹینی غلام صدیق خاں سفیر حکومت افغانستان نے مذکورہ بالا آرٹیکل کے مضمون کی پوری طرح تحقیقات فرمانے کی کوئی تکلیف گوارا فرمائی؟

یہ بے اعتما افسوس ناک ہے کہ ان واقعات اور حالات کی موجودگی میں آپ نے ایک مسلم حکومت کے نہایت مقتدر نمائندے کی حیثیت سے ایسے موقع پر بخوشی حصہ لیا۔ اب اگر ان امور سے عدم علم کا اظہار فرمائیں تو یہ اور بھی بدیہت ناک ہے اور اگر آپ نے ایسا جان بوجھ کر کیا ہے تو یہ بد سے بدتر ہے۔

مزید برآں آپ کو معلوم ہونا چاہئے تھا کہ نہ تو سفیر ایران نہ قائم مقام حکومت تہران جماعت اسلامیہ اور نہ اعلیٰ طبقہ کے تعلیم یافتہ جرمن گئے تھے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ میرے بیان کی صداقت نے کہ آپ براہ راست اور خفیہ طور سے احمدی ایجنٹوں کی مدد کر رہے ہیں۔ آپ کو بالکل سٹ پٹا دیا اور یہ کہ آپ بے قصور لوگوں پر جموٹے الزام عائد کرنا چاہتے ہیں۔ اب میں صرف آپ کی رسم کے وقت موجودگی اور اس تقریر ہی کو جو آپ نے ان کی مدد دینے کے لئے پیش نہ کروں گا۔ بلکہ اور دوسرے اہم واقعات کو جن کو میں اپنی کھلی چٹھی میں تحریر نہیں کرنا چاہتا تھا۔

جناب من! کیا آپ ان احمدی ایجنٹوں کو فیاضی سے روپیہ کی مدد نہیں کر رہے ہیں اور کیا آپ اپنے سفارت خانہ پر ان کی شاہانہ طریق پر تواضع (مہمانداری) نہیں کر رہے؟
اسلامی معاملات سے بالکل لاعلمی

اب اگر ہم سوال کے مذہبی پہلو کا جواب دیں تو یہ قابل افسوس امر ہے کہ آپ بالکل ہی کھوئے جاتے ہیں۔ اس معاملہ میں جو رعایت درجہ کی لاعلمی جو آپ نے ظاہر کی ہے۔ وہ لاثانی ہے۔ آپ کی حیثیت کے لوگوں کے لئے جو مسلم گورنمنٹ کے قائم مقام بنائے جاتے ہیں۔ علم سے اس قسم کی بالکل بے حرمتی نہایت عجیب چیز ہے۔ مختصر یہ کہ جو شخص آپ بکھار رہے ہیں۔ اس کا ایک لفظ بھی صحیح نہیں ہے۔ آپ نے اپنی چٹھی میں تحریر کیا ہے:

”ہمارے مقدس مذہب کے قوانین کے موجب مسجد ایک عمارت ہے اور سچے ایمانداروں کے لئے خدا کی عبادت کرنے کی ایک جگہ۔ اب ہائی مسجد مسلمان ہو یا غیر مسلم یہ امر مسجد کی تقدیس اور پاک کو کم نہیں کرتا۔ ہمارے قرآن مجید نے ایسا حکم نہیں دیا کہ کسی کافر کی بتائی ہوئی مسجد میں نماز پڑھنا ناجائز ہے یا اس کو مقدس نہ سمجھنا چاہئے۔ برخلاف اس کے عالمان قرآن کے نزدیک ایسے خیال ظاہر کرنے والے قابل نفرت ہیں۔ پھر کس طرح ایک مسلمان کی حیثیت میں مسجد کی رسم بنیادی میں میری موجودگی میں جس کو خالص اسلامی عکسہ نظر سے سمجھنا چاہئے۔ آپ

کی شخصیت چینی کے لئے پیش ہو سکتی ہے اور اس کو اور معنے پہنائے جاسکتے ہیں؟“

عجیب منطق..... اپنے مددگاروں کو بھی اپنی مدد کے لئے لے آئے اور اب اس سب سے بڑے حاکم کا فیصلہ سننے کے لئے تیار ہو جائیے۔ جس کے حضور میں ہر شخص کو جو اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے سر تسلیم خم کرنا ضروری ہے۔ ہمارا مقدس قرآن اس معاملہ زیر بحث کے لئے بالکل صاف ہے۔ گویا کہ آیت اسی موقع کے لئے نازل ہوئی تھی۔

سورہ توبہ۔ قرآنی آیات (۱۰۷، ۱۱۰)

۱۰۷..... اور وہ جنہوں نے نقصان پہنچانے کے لئے اور کفر کرنے کے لئے اور مسلمانوں میں پھوٹ ڈالنے کے لئے اور اس کے لئے جو اللہ اور اس کے رسول سے پہلے گزر چکا ہے بطور جائے پناہ کے ایک مسجد ضرار بنائی اور وہ یقیناً قسمیں کھائیں گے کہ ہماری غرض بھلائی کے کوئی دوسری نہیں ہے اور اللہ کو اسی دیتا ہے کہ وہ یقیناً بھولے ہیں۔

۱۰۸..... اس میں کبھی نہ کھڑے ہونا۔ بے شک مسجد جس کی بنیاد شروع دن سے پرہیزگاری پر رکھی گئی زیادہ مستحق ہے کہ تم اس میں کھڑے ہونا۔ اس میں ایسے لوگ ہیں جو چاہتے ہیں کہ وہ صاف سقرے ہیں اور اللہ صاف سقرے بننے والوں کو پسند کرتا ہے۔“

۱۰۹..... تو وہ شخص بہتر ہے جو خدا کے خوف اور اس کی خوشنودی پر بنیاد رکھے یا وہ شخص جو پس پیسے کو کھیلے لگا کرے کے کنارے پر اپنی بنیاد عمارت قائم کرے۔ پس وہ اس کو جہنم کی آگ میں لے کرے اور اللہ ظالموں کو ہدایت نہیں دیا کرتا۔

۱۱۰..... جو عمارت انہوں نے تعمیر کی ہے وہ عید کے لئے ان کے گھر کی بنیاد کی جگہ کا باعث رہے گی۔ مگر یہ کہ ان کے گھر کے ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں گے اور اللہ جائے عید کا صاحب تدبیر ہے۔

آپ مجھے یہ کہہ کر بھی مسرور و اطمینان مند تھے ہیں کہ عالم اسلامی میرے جیسے لوگوں کی کوششوں سے مستحضر ہو گیا۔ لیکن برخلاف اس کے اس کا باعث حقیقتاً ہیں جو ہر فرقہ وارانہ جماعت کا یہاں تک کہ اس کا بھی ساتھ دیتے ہیں جو صاف طور سے اسلام کے مخالف ہیں گویا کہ ان ہی میں ہے۔ یہ لوگ ہیں جنہوں نے مسلمانوں کی حالت اتار کر دی ہے۔ حالانکہ ہمارے یہاں محمد رسول اللہ ﷺ کے اس خوبصورت کلام میں اسلام کی سچی شان ظاہر ہوتی ہے:

”تم میں سے جو شخص کسی منکر کو دیکھے تو اس کو چاہئے کہ ہاتھ سے دور کر کے (روک دے) لیکن اگر یہ ممکن نہ ہو تو اس کا اپنی زبان استعمال کرنا چاہئے اور اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو اپنے دل سے (کم سے کم وہ اسے ناپسند تو کرے) اور یہ ایمان کا اولیٰ درجہ ہے۔ (مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی،

ابن ماجہ اور مسند احمد) آپ دیکھتے ہیں کہ منکر کو درست کرنا ہر مسلمان کا فرض ہے اور اس کو منافقانہ عمل نہ کرنا چاہئے۔

احمدی اور خلیفہ

قائم! آپ کو علم ہو گا کہ آپ کی گورنمنٹ کا ترکی گورنمنٹ کے ساتھ دلی اتحاد ہے اور آپ کی گورنمنٹ خلیفہ کی اطاعت کرتی ہے تو افغان گورنمنٹ کے قائم مقام کا ہر قسم و فرقہ کے احمدی ایجنٹوں کی مدد کرنا جو موجودہ خلیفہ کو نہیں مانتے کس طرح ممکن ہے کیونکہ وہ اپنا خلیفہ ہی نہیں بلکہ مکہ اور مدینہ بھی الگ رکھتے ہیں۔ میں ان ہی کے ایک پمفلٹ (دی اسلامک ریویو) جو ماریشس میں طبع ہوا ہے نقل کرتا ہوں: ”یہ سب جانتے ہیں کہ غیر احمدی سلاطین ترکی کو تمام عالم اسلامی کا روحانی سردار مانتے ہیں۔ لیکن احمدی عقیدہ رکھتے ہیں کہ اس کا دعویٰ خلافت جھوٹا ہے اور کسی صورت میں بھی اس کی وقار داری سے انکار کرتے ہیں۔ (از اسلامی مومنٹ احمدیہ)

الحرام و ہندہ کون ہے

یہ نہایت عجیب ہے کہ بذریعہ دشمنیوں کے مطالبہ کرتے ہیں کہ مجھ کو آپ سے معافی مانگی جاوے۔ لیکن یہ ہماری دنیا پر حیاں ہے کہ آپ کو نہ صرف تمام مسلمانوں سے معافی مانگی جاوے بلکہ اپنی گورنمنٹ سے بھی جس کی آپ نے احمدی ایجنٹوں کو جو اسلام کے پردہ میں ہمارے سب سے بڑا ایمان اور محبوب آزادی کی بربادی کے لیے بھجوا دیا ہے۔ براہ راست اور بالواسطہ سہارا دیا ہے تو یہی کی ہے آخر میں آپ نے مجھ کو ہمارے مسلمان بھائیوں کے سامنے کھلم کھلا کھول کر پیش کر دیجے کی دشمنی دی، میں آپ کا اس شروعت کرنے پر یہ بعد شکور ہوں گا۔ میں نے جو کچھ کیا ہے اس پر میرے دل اور ضمیر کا طمینہ ہے۔

ڈاکٹر خضر احمدی

احمد یوں اور ان کے حمایتوں پر ایک زور کا چاٹنا

چھوٹی جیل سے بڑی جیل میں: ”میں یروڈا جیل کی کٹھی چاہتا ہوں“

مولانا محمد علی سے ملاقات کی گئی۔

”مجھ کو کچھ کہنا نہیں ہے کیونکہ مجھ میں کوئی بات نئی نہیں ہے۔ میں جیل میں ایک چھوٹی جیل سے بڑی جیل میں چھوڑا گیا ہوں۔ لیکن میں اپنی رہائی سے ذرا بھی خوش نہیں ہوں۔ کیونکہ یہاں گاندھی بھی ایک جیل میں ہیں۔ میں اس وقت تک آرام نہ کروں گا۔ جب تک مجھ کو مہاتما کے آزاد کرانے کے لئے یروڈا جیل کی کٹھی نہ مل جائے۔ میں جیل میں سے بلا کسی قسم کی پشیمانی کے اور

ان ہی جرموں کے ساتھ آیا ہوں جن کے ساتھ میں داخل ہوا تھا اور مجھ کو اس میں دوبارہ داخل ہونے کا کوئی خوف نہیں ہے۔ میں مہاتما کے پروگرام بلا تشدد و عدم تعاون اور ہندو مسلم اتحاد پر قائم ہوں۔

ایک عمدہ ثبات

مولانا محمد علی رہا کر دیئے گئے اور ان کی پہلی پبلک تقریر ان کے شایان شان تھی۔ مہاتما گاندھی اور اس کے سیاسی طریقوں کے بے حد احترام میں علی برادرز نے ایک ایسی مثال قائم کی ہے کہ جی چاہتا ہے۔ مہاتما کے ہندوہم وطن بھی نقل کرنے کی طرف توجہ کریں۔ یہ امر کہ ہندوستان کو موجودہ سیاسی تقسیم کے تحت مہذب شہریوں کے اصلی حقوق حاصل نہیں ہیں۔ محمد علی کے اس جملہ میں کہ میں ابھی ایک چھوٹی جیل سے بڑی جیل میں نکل آیا ہوں۔ بہت اثر پذیر سے ادا کیا گیا ہے۔ یہ اصل وقت تھا کہ کوئی ممتاز مسلمان لیڈر ہندوستان کو آگاہ کرتا کہ نورین کے صلح نامہ نے خلافت کے مسئلہ کو کس قدر کم طے کیا ہے۔ جب تک کہ جزیرۃ العرب غیر مسلم ہاتھوں میں ہے۔ مسئلہ خلافت باقی ہے اور ایسی گورنمنٹ سے موالات ناممکن ہے۔ جو اپنے شہریوں کی ایک بڑی اور با اثر جماعت کے گہرے مذہبی خیالات کی پرواہ نہیں کرتی۔

دی "ایٹرنل نیشنلسٹ" ستمبر ۱۹۳۳ء

نوٹ: مسئلہ خلافت کے متعلق "ایٹرنل نیشنلسٹ" کے ایماندارانہ اور دور اندیشانہ خیال کے ہم دل سے موافق ہیں، ہم صرف یہ کہنا چاہتے ہیں کہ خلافت کی حقیقی حفاظت اور نیز مذہب اسلام کی صرف فاسد برٹش اثر اور سازشوں کو عرب کے تمام حصص سے ہی اٹھادینے میں نہیں ہے بلکہ مصر اور فلسطین سے برٹش سپاہیوں کو چلنا کرنے میں بھی ہے۔ جب تک کہ یہ اہم مسئلہ بغیر حل کے باقی ہے۔ اس وقت تک ہند مصر یا باقی ماندہ مشرق اور تمام اسلامی دنیا کو نہ خوشی ہوگی۔ نہ پناہ یا امن نصیب ہوگا۔ اور اس پر بھی احمدیہ ایجنٹ اندھے ہو کر بلا شرم کے انگلستان کی وفاداری کا وعظ دنیا کو کئے جاتے ہیں۔

مسلمانوں کی خدمت میں اپیل!

بے نیازی ہو چکی اے قوم مسلم کب تک ہم کہیں گے حال دل اور تو یہ فرمائے گی۔ کیا؟
حضرات! آپ کو اخبارات سے معلوم ہوا ہوگا کہ حضرت مولوی محمد عبدالجبار صاحب الخیری ایم اے دہلوی نے ۱۹۱۹ء سے برلین میں علم توحید نصب کیا۔ جب کام بڑھ گیا تو انہوں نے خواجہ کمال الدین صاحب (قادیانی) سے اعانت چاہی مگر خواجہ صاحب نے ان کو جواب تک نہ دیا۔

مولانا خیری کے خطوط اور نیز دیگر ذرائع سے ان کو جرمنی میں اشاعت اسلام کا حال معلوم ہوا۔ وہ جرمنی گئے برلین میں حالات کا مشاہدہ کیا۔ واپس آکر امیر جماعت محمد علی صاحب (مرزائی) کو لاہور خط لکھا۔ یہاں سے ایک مبلغ عبدالجید صاحب (مرزائی) فوراً بھیجے گئے اور کچھ عرصہ کے بعد صدر الدین صاحب (مرزائی) بھی پہنچ گئے۔ جماعت اسلامیہ برلین نے جس کے بانی مولانا خیری مدوح ہیں۔ صدر الدین صاحب کی خدمت میں ایک وفد بسر کردگی جناب ترکی جنرل فیلیڈ مارشل رمزے پاشا بدیں غرض بھیجا کہ اشتراک عمل کی کوئی صورت پیدا ہو جائے اور متحد ہو کر اشاعت و تبلیغ اسلام کا کام ہو، تاکہ لوگوں کو ہنسنے کا موقع نہ ملے، اور نہ کام میں رکاوٹ پیدا ہو۔ مگر جب سے یہ احمدی پارٹیاں گئی ہیں کسی جرمن کے اسلام قبول کرنے کی اطلاع موصول نہیں ہوئی۔

حالانکہ پہلے ہر ہفتہ قریب قریب آتی رہتی تھی۔ انہوں نے اس سمجھوتہ کو صدر الدین صاحب نے بری طرح ٹھکرا دیا۔ اس کی وجہ قارئین رسالہ ہذا سے مخفی نہ رہے گی۔ ایک باعث شان اسلامی کو قائم کرنے اور رکھنے میں کوشاں ہے اور وہ سیدھے اور سچے اسلام کی اشاعت و تبلیغ کر رہی ہے۔ اس کو نہ انگریزوں سے واسطہ ہے۔ نہ جرمنوں سے تعلق۔ دوسری جماعت کا مطلع نظر استحکام سلطنت برطانیہ ہے۔ جن کے داخلہ جماعت کے دس اصولوں میں سے ایک اصول استحکام سلطنت برطانیہ ہو وہ اس سے کسی طرح غافل رہ سکتے ہیں۔

چنانچہ اس کی کوششوں کا یہ رسالہ شاہد ہے اور خواہ کمال الدین صاحب کا ایسے نازک موقعوں پر دوبارہ بغرض مکہ معظمہ جانا اور شریف یا شاہ جاز کا مہمان ہونا بھی اپنی خاموش زبان سے ہماری توجہ کو اپنی طرف مبذول کرا رہا ہے۔ اب کوئی بتائے کہ اس قسم کی دو جماعتوں میں اتحاد اور اشتراک عمل کس طرح ہو سکتا ہے؟ ہمارے ان کے مذہب میں فرق ہماری ان کی سیاست میں زمین آسمان کا فقاہت۔ ہندو سیاسیات میں ایک حد تک ہمارے ہم آہنگ ہیں۔ ان سے ان میں (سیاسیات) ایک حد تک سمجھوتہ ہو سکتا ہے۔ مگر وہ جماعت جو سیاسیات میں مظلوم ہندوستانیوں کے خلاف گورنمنٹ کو اپنی خدمات پیش کرے اور مذہب میں افغانستان میں جا کر جہاد کی لغویت اور ناجائز ثابت کرنے کا پروپیگنڈہ کرے۔ کس طرح ہم سے اتحاد کر سکتی ہے۔

برادران اسلام! ایسی زبردست تحریک سے جو اسلام کی حقانی اور روحانی قوت کو خاک میں ملانے والی ہو بچنا اور بچانا آپ کا فرض ہے اور جماعت اسلامیہ برلین کو مدد دے کر اتنا قوی بنا دینا کہ وہ اپنی اشاعت کے کاموں میں ان لوگوں سے دب کر نہ رہنے پائے۔ آپ کی آئندہ فلاح و بہبودی کا باعث ہے۔ یورپ میں اسلام کو بدنام کرنے والوں نے پہلے ہی سے بہت بدنام کر رکھا

ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ یورپ کو مسلمانوں کے ساتھ کوئی ہمدردی نہیں ہے۔ حضرت مولانا خیری مدظلہ نے برلین میں اپنی تحریر، تقریر اور عملی نمونہ سے اس طرح اسلام کو پیش کیا کہ علماء جرمنی گرویدہ ہو کر حلقہ یکوش اسلام ہونے لگے۔ یہ ڈاکٹر شوٹس جن کا ذکر خیر اس رسالہ میں ہے اور آج کل بمصر اٹکل جس کی ہنڈیا ڈوٹی اس کا ہر کوئی۔ ”قاویانی پارٹی کی حمایت میں ہیں۔ حضرت مولانا خیری کی سادہ زندگی اور اخلاقی قوت کی تعریف کے بغیر نہ کہے۔

(ملاحظہ ہوا اخبار مسلم دہلی نمبر ۲۰ مارچ ۱۹۲۳ء ترجمہ از اخبار کراٹیکل)

حضرات اگر ہم نے جماعت اسلام کو مدد دے کر تقویت پہنچائی تو علاوہ بیشی تعداد کے جماعت کے فطیل یورپ میں حاصل ہوگی ہم کو حسب ذیل فائدے اور بھی پہنچیں گے۔

.....۱..... سلطنت ترکی دو دیگر سلطنت ہائے اسلامی کی تقویت مادی۔

.....۲..... خدمت کی مضبوطی اور استحکام۔

.....۳..... یورپ کو ہم دور افتادہ بحالت کشمیری مسلمانوں سے ہمدردی اور اخوت نہ بھی۔

.....۴..... اقوام عالم میں ہماری قوت اور منزلت۔

.....۵..... آئے دن کے غیر ملکی چندوں سے نجات۔

.....۶..... مقامات مقدسہ کی مکمل حفاظت۔

.....۷..... اخبار کی دیکھیں کا سد باب

اگر آپ چاہتے ہیں کہ خاموشی سے ان فوائد کو حاصل کر لیں تو آپ کے لئے دو امور ہیں ایک تو آپ جماعت اسلام برلین کو تقویت پہنچائے تاکہ یورپ میں آپ کی آواز دہنی جائے اور آپ کے مصائب پر افسوس نہ ہو۔ دوسرے پارٹی حالت کو سدھارنے کے لئے تعلیم کیے اور جماعت اسلام برلین سے ملحق علماء المسلمین کا افسانہ فرمائیے اور اسکی جماعت بنائیے جو واقعی جماعت کو لانے کے لائق ہو۔ خاموشی سے نہیں کلام کیجئے۔ سب سے بڑی نعمت سب سے زبردست طاقت اخلاقی ہے۔ جس قوم نے یہ حاصل کر لیا اس نے ہمہ نعمت حاصل کر لی۔ یاد رکھئے کہ آپ کو اپنی حالت درست کرنی ہے۔ ”وہن تو اپنی دھن اور کی دھن سے پاپ نہ بن۔“

آخر میں ہم بتادنا چاہتے ہیں کہ جماعت اسلام کے پرنسپل حضرت عظیم پاشا امیر داعستان اور سیکرٹری محمود شوکت الہابی ہیں۔ اس جماعت میں ۱۱ مختلف ممالک کے مسلمان مجاہد ہیں۔

الحمد للہ الاسلام..... محمد عبدالغفار الخیری

پچانگ جوش خاں دہلی

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
الحمد لله الذي هدانا لهذا الذي كنا لنهتدي لولا أن هدانا الله

انکشاف حقیقت (احمدی اسلام)

جناب ڈاکٹر منصور ایم رفعت

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

التماس مترجم

میں چاہتا تھا کہ ترجمہ ادب اردو کا نمونہ ہو اور چونکہ میں خود کم علم ہوں۔ اس لئے تقریباً ترجمہ میں ادب کے چٹکارے تو نہ ہوں گے۔ لیکن یہ ضرور ہے کہ مطلب خطا اور فوت نہ ہوگا میری بے بضاعتی اور کثرت مشاغل عدیم الفرستی نے اتنی سہلت نہ دی کہ جلد ترجمہ ہدیہ ناظرین کو دیتا ادھر ڈاکٹر منصور ایم رفعت نے دوسرا رسالہ بھیج دیا۔ جس کی وجہ سے اور تاخیر ہوگئی کہ دونوں ایک ساتھ ہی شائع ہو جائیں۔ اخبارات میں شائع ہوا تھا کہ یہ ترجمہ قیمتاروانہ ہوگا مگر اس کی اشاعت عام کو ضروری سمجھ کر کوئی قیمت مناسب نہ سمجھی گئی۔ اللہ کے بندے جن کے پہلو میں دل اور دل میں درد اور جوش اسلامی ہوگا یوں بھی جملہ اسلامیہ برلین کی اعانت کو ہاتھ بڑھائیں گے۔ لہذا اس کی قیمت بھی ہے کہ ایک مرتبہ شروع سے آخر تک پڑھئے اپنے دوست و احباب کو بھی دکھائیے یا پڑھ کر سنائیے اور صاحب وسعت اصحاب اس کو چھوڑ کر مفت تقسیم کریں۔

خاکسار نے جو مضمون اخبارات میں دیا تھا اس پر قادیانی پارٹی مجھ سے سخت ناراض ہے۔ چنانچہ اپنے اخبار الفضل مورخہ ۲۶ اکتوبر ۱۹۲۳ء، ۳۰ اکتوبر ۱۹۳۳ء میں نہایت سخت دست لکھا ہے۔ قارئین رسالہ ہذا خود دیکھ لیں گے کہ جو ثبوت ڈاکٹر منصور رفعت نے ان ہی کی کتب وغیرہ سے دیئے ہیں۔ ان کی بناء پر یہ ہردو پارٹیاں قادیانی اور لاہوری مورد الزام ہیں یا نہیں۔ مجھ کو تو گالیوں کا جواب دینا نہیں آتا نہ مجھ کو میرے خدا نے یا اس کے رسول ﷺ نے قولایا فعلاً اس قسم کا حکم یا تعلیم دی پس ایسوں کا جواب خاموشی ہی ہو سکتا ہے۔

اخبار میں تو اس رسالہ کا ذرا سا اقتباس شائع ہوا تھا جو بمنزلہ پٹاس کے پٹانے کے تھا مگر اب دیکھئے اس جنگی توپ کے چلنے پر قادیان سے ہمارے لئے کیا ڈاڑی لگ کر آتی ہے۔

نالہ لب تک بھی پہنچا کہ اثر دکھلایا
گولی لگتی ہے نشانے پہ صدا سے پہلے

قارئین کرام سے درخواست ہے کہ اپنا کام آپ سنبھالئے۔ دوسروں پر کام چھوڑنے سے دوائے ہی کی امید ہو سکتی ہے۔ اس رسالہ کے پڑھنے والے جان لیں گے کہ یہ پارٹیاں کیسا کام کر رہی ہیں اور کہاں تک مسلمانوں کی اعانت کی مستحق ہیں اور وہ جو خاموشی سے دین متین کی

خدمت میں کمر بستہ ہیں۔ ان کی مدد نہ کر کے ہمارے ہی ہاتھوں اسلام کو کس قدر نقصان پہنچ رہا ہے۔ کاش مسلمان اب بھی اپنے فرض کو پہچانیں۔ فقط!

خادم اسلام۔ محمد عبدالغفار الخیری، عفاء اللہ عنہ پھانک جیش خان دہلی

فرقہ احمدیہ

برٹش شہنشاہیت کا ہر اول دستہ اور اسلام کے لئے سب سے بڑا خطرہ

ان کے فریب کا ثبوت تین

مؤلفہ و مصنفہ جناب ڈاکٹر منصور ایم رفعت

پریذیلنٹ معری کلب (جینیوا اور سوتز ریلینڈ) اور ایڈیٹر ”دلائلی آف ایچشن“ اعتباراً
بابت اس پروپیگنڈے کے جو قوم کے لئے کے نہایت مقدس جذبات پر اثر کرتا ہے اور اکثر
ہلک ہے۔

میں ایک لمحہ کے لئے اپنی کمزور آواز اس بیرونی پروپیگنڈے کے خلاف بلند کرنے میں
توقف کرتا ہوں جو قوی قلوب کو آج کل برباد کر رہا ہے۔ اس پروپیگنڈہ کا بیج سلطنت برطانیہ خاص
طور سے ہے یہ ہماری خبروں کے ذرائع تک کو آلودہ کرتا ہے۔ یہ انسان کے نہایت مقدس جذبات
پر اثر کرتا ہے اور اکثر بنی نوع انسان کے سب سے زیادہ مقدس مقصد کا مدعی بنتا ہے وہ عوام تک
پہنچتا ہے۔ شہری اور تجارتی انجمنوں، نسوانی کلبوں، مطبوعات اور منبروں تک پہنچتا ہے۔ اس کا اظہار
اکثر خبروں کے پیرایہ میں ہوتا ہے اور بسا اوقات ہمدردانہ اور مذہبی اپیل کی شکل میں۔

ماخوذ از تقریر سنٹر میرم بانسن۔ از اخبار کیلک امریکن نمبر ۳۱ نیویارک ۱۲ اگست ۱۹۲۳ء

تنبیہ

بد قسمتی سے بعض مقامی اخبارات نے غلط خبر کی بناء پر شائع کر دیا ہے۔ کہ جماعت
اسلامیہ فی برلین دو مختلف حصوں میں منقسم ہو گئی ہے ایک کا نام انہوں نے موافق انگریز اور دوسری
کا مخالفت انگریز رکھا ہے۔

مزید برآں یہ بھی درج کیا ہے کہ فرطہلمیر پلاز میں عنقریب دوسری پارٹی برعقابہ پہلی
کے ایک مسجد تعمیر کرنے والی ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ جماعت اسلامیہ برلین کے تمام ممبر باہم متحد ہیں

اور سب احمدی ایجنٹوں کی تحریکات اور ان کی تمام تجاویز اور محاطات کو نہ ماننے اور برا سمجھنے میں متعلق ہیں۔

علاوہ ازیں وہ ہر دو احمدی سرگروہوں کی فاسد تحریکات سے پبلک کو متنبہ کرتے ہیں جو دراصل ایک ہی ہیں۔ ہاوجود اس کے کہ ان سرگروہوں میں سے ہر ایک الگ الگ نام سے اپنے کو ظاہر کرتا ہے۔ ایک نے تو وزلیمن میں تعمیر مسجد شروع کر دی ہے اور دوسرا فریڈلینڈ پلاز میں عنقریب بنیاد ڈالنے والا ہے۔ کھلے ہوئے اسباب کی وجہ سے ایک اپنے آپ کو انگریزوں کا دوست اور دوسرا انگریزوں کا مخالف ظاہر کرتا ہے۔ جرمنی کے تمام مسلمان اس مسجد پر قانع تھے جو جرمن گورنمنٹ نے بمقام دارثرف نزدیک برلین ۱۹۱۴ء میں تعمیر کرائی تھی۔

دیباچہ

اگرچہ تحریک احمدیہ کے بانی مرزا غلام احمد قادیانی نے اس تحریک کو ہند میں نومبر ۱۹۰۰ء کو جاری کیا۔ لیکن میں نے کبھی اس کی تعلیم اور بنیادی اصولوں پر توجہ نہیں کی تھی جب تک کہ مجھ کو برلین میں اس کی تحریک کے ایک لیڈر سے ملنے اور اس موضوع پر کئی بار دلچسپ گفتگو کا موقع نہ ملا ان کو مجھے احمدی بتا لینے کا اس قدر یقین تھا کہ انہوں نے مجھ کو اپنے ایک رسالہ کا جواب بھی تک زیر طبع ہے اور جس کو فرانسیسی زبان میں وہ شائع کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ پروف ہیٹ بغرض اشاعت دیا۔ اس وجہ سے مجھ کو بر محل اس تحریک کو مطالعہ کرنے کا زریں موقع مل گیا۔ علاوہ ازیں مجھ کو اس موضوع پر اور بھی کئی رسالے مل گئے اور میں نے نہایت غور و تامل سے ان کو پڑھا۔ سب سے پہلی چیز جس نے میری توجہ کو مبذول کیا اور شبہ پیدا کیا اور احمدیوں کی پارٹی پر دوگرام کی انگلستان کے شہنشاہیت اور نوآبادیات کی آرزو اور پالیسی سے مکمل مطابقت تھی۔

اگرچہ لیڈرز (سرکردہ) نے مجھ کو بار بار یقین دلایا کہ یہ بالکل مذہبی ہے اور اس کو سیاسیات سے کوئی واسطہ نہیں ہے۔ لیکن ان کو بکثرت اعلانات میں جو وہ ہر جگہ تقسیم کرتے ہیں۔ ہر شخص دیکھ سکتا ہے کہ ان کی تحریر اور تقریر کی ہر سطر میں انگلستان کی مکمل اور اندھنی وفاداری کا وعظ ہوتا ہے اور وہ اس کو اپنے اعتقاد کا جزو اول کہتے ہیں۔

دوسری چیز جس پر عمل کرنے کے لئے بہت زیادہ زور دیا جاتا ہے وہ عقیدہ جہاد کو اسلام سے بالکل اڑا دینا ہے۔ یعنی مسلمانوں کی مذہبی جنگ کو اگرچہ یہ جہاں بالکل دفاعی ہے اور مطلق

جارحانہ نہیں ہے جیسا کہ بہت سے لوگ خیال کرتے ہوں گے۔ کیونکہ اس کا نظم اس وقت ہے جبکہ دشمن ہمارے ملک ملت یا مذہب پر حملہ کرے۔ ان کا مقصد یہ ہے کہ اسلام کی اخلاقی اور روحانی قوت کا جس سے انگلستان بہت خائف ہے اور جن مردانہ اور عمدہ صفات کو وہ باوجود اپنی سالہا سال کی زبردست سازشوں اور خراب کرنے کی کوششوں کے مسلمانوں سے جدا نہ کر سکا۔ خاتمہ کر دیں۔ ان کے پروگرام میں تیسری سب سے بھیانک بات مسئلہ خلافت ہے۔ کیونکہ فرقہ احمدیہ کے بانی نے نہ صرف خود ایک مقدس اور ممتاز رسول ہونے کا دعویٰ کیا۔ بلکہ تمام زیر نگرانی و حفاظت حکومت انگریزی مسلمانوں کے لئے ایک خلیفہ ہونے کا بھی جس کو اس کے قبیحین بہت مضبوطی سے سہارے ہوئے ہیں۔

یہ امر عجیب ہے کہ اس وقت جب کہ تمام انگلستان کی شاہی فوجیں پورے زور و شور سے اسلامی قوموں کو غلام بنانے میں اور مسلمانوں کے مقدس مقامات مکہ مدینہ کو اپنے زیر اثر لانے میں منہمک ہوں تو مسلمان یا ایک گروہ جو مسلمان ہونے کا مدعی ہو۔ ایسی قوت سے دوستانہ تعلق رکھے جو اسلام کو مٹانے اور اس کی تعلیم کی تخریب پر تلی ہوئی ہے۔ کوئی سچا مسلمان گلیڈ سٹون کے اسلام پر سخت اور وحشیانہ حملوں کو نہیں بھول سکتا جو اب تک حکومت انگلیشیہ کا خاص مقصد بنی ہوئی ہیں۔ کس طرح ایک مسلمان انگلستان کی تعدی اور ظلم کو بھول سکتا ہے جو وہ ہندوستان، ایران اور مصر میں آئے دن کرتا رہتا ہے۔ ایک شخص کے لئے انگلستان کے اس متواتر اور باقاعدہ آر مینی پروپیگنڈہ پر نظر ڈالنا کافی ہے۔ جو صرف اسلام کو زیر کرنے اور اسلامی تعلیم کی تخریب کرنے کے لئے تمام دنیا میں ہو رہا ہے۔ یا اس کھلی اور خفیہ کارروائی پر نظر ڈالنا جو ابھی حال میں انگلستان نے دوران جنگ ترکی دیونان اور قبضہ قسطنطنیہ یہودیوں کے فلسطین حوالہ کرنے اور جزیرۃ العرب کی تقسیم کرنے سے ظاہر کی۔

تاریخ اسلام کے اس نازک موقع پر سب سے زیادہ مسلمانوں کا فرض یہ ہے کہ وہ اپنے گھروں سے حملہ آوروں کو نکال دیں۔ اس کام کو سرانجام وہ صرف تعمیر مساجد سے نہیں کر سکتے۔ بلکہ قومی جماعتیں بنانے اور اعلیٰ درجے کی جدید تعلیم سے کر سکتے ہیں۔ تاکہ وہ ہمارے دشمنوں کو ترکی ہتر کی جواب دے سکیں۔ ہمارے نبی محمد ﷺ نے خود فرمایا کہ ایک گھنٹہ کا تخیل ہزار گھنٹہ کی عبادت سے بہتر ہے وہ اور کوئی چیز ہے جو اپنے ملک کی آزادی اور اس کے باشندگان کی مظلومانہ

حالت سے زیادہ مستحق تحیل ہو۔ قرآن ہم کو تعلیم دیتا ہے۔ ”جو تم کو ایذا پہنچائے تم کو اس کی مخالفت کرنے کی اجازت ہے۔“

جماعت اسلامیہ برلین کے لئے سب سے زیادہ تکلیف دہ امر یہ ہے کہ مقامی مطالع کا ایک حصہ سیاسی وجوہات سے مسلمانوں کو دو مختلف گروہوں میں منقسم کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ ان میں سے ایک کا وہ رفقاء انگلستان اور دوسرے کا دشمن انگلستان نام رکھتا ہے۔ درحقیقت تمام مسلمان انگلستان سے بالاتفاق متنفر ہیں۔ کیونکہ وہ اس کو اسلام اور تمام ایشیاء کے لئے عذاب تصور کرتے ہیں اور فرقہ احمدیہ کو سچے مسلمان تو درکنار مسلمان ہی نہیں ہیں۔

ڈاکٹر منصور ایم رفعت..... برلین شلو نے برگ۔ ۱۵ اگست ۱۹۲۳ء

نوٹ: میں تعمیر مساجد یا تعمیر گرجا کا مخالف نہیں ہوں۔ جب کبھی جائز ہو۔ برخلاف اس کے میرا اس پر پکا اعتقاد ہے کہ نئی نوع انسان کی نئی نجات صرف مذہبی اصولوں پر نئی سے پابندی کرنے سے حاصل ہو سکتی ہے۔

بہر حال یہ امید ہو سکتی ہے کہ تمام سمجھ دار مرد و عورت اس گروہ کو لعنت ملامت کرنے میں ہمارے ہم نوا ہوں گے جو دعویٰ اور بے کار وجوہات کے لئے ایسے مقدس عبادت گاہوں کا نام بدنام کرتے ہیں تاکہ ہماری توجہ ہمارے مظلوم ممالک کی نجات اور خدائے بزرگ و برتر کی عبادت سے ہٹا دیں۔

پروفیسر جبار خیری سے ملاقات

اپنے بیانات میں زیادہ واقعات درج کرنے اور پراثر کرنے کے لئے میں جماعت اسلامیہ برلین کے امام پروفیسر جبار خیری سے ملا جو اسلامی علوم سے بخوبی واقف ہیں اور اپنے ملک ہندوستان کی حالت کو خوب جانتے ہیں۔ میں نے ان سے بہت سے اہم سوالات متعلق بنیاد فرقہ احمدیہ کے کئے اور مجھ کو بڑی خوشی ہے کہ حسب ذیل نہایت دلچسپ مواد مجھ کو حاصل ہوا۔ فرقہ احمدیہ کے دونوں پارٹیوں کے متعلق جو معترب برلین میں مساجد بنانے کا ارادہ کر رہے ہیں۔ صاف صاف اور مختصر جواب دینا آسان کام نہیں ہے۔ لیکن چونکہ آپ مجھ سے اس معاملہ پر روشنی ڈالنے کے لئے سمعہ ہیں۔ میں بالا اختصار بیان کرتا ہوں۔

۱..... ابتداء فرقہ

یہ ایک عجیب بات ہے کہ فرقہ احمدیہ کی خاص کارروائی کو ہند میں لارڈ کرزن کے عہد

حکومت سے تعلق ہے۔ اس دائرے کے دوران حکومت میں مجاہدین (ہندوستانی مذہبی جنگجو) کے حملہ بشمول سرحدی اقوام درمیان افغانستان و ہند بہت کثرت اور تند ہونے لگے۔ اس وجہ سے لارڈ کرزن نے ہند کے اس حصہ پر بہت سی انتظامی تبدیلیاں کر کے خاص توجہ مبذول کی جس کے لئے ان کو خاص پروپیگنڈہ کی ضرورت ہوئی۔

چونکہ انگریزوں نے ہند کی حکومت مسلمانوں سے چھینی تھی ایک تعداد سرگرم جنگ کرنے والوں کی جن کو مجاہدین کہتے ہیں۔ سرحدی اضلاع کو ہجرت کر گئی جن کو وقتاً فوقتاً نئے مہاجرین سے تقویت پہنچتی رہی۔ یہ مجاہدین عقیدہ جہاد (مذہبی جنگ) پر کامل اعتقاد رکھتے ہیں اور بموجب تعلیم قرآنی انگریزوں کو اس جگہ سے نکالنے میں کوشاں ہیں۔ جہاں سے انگریزوں نے ان کو نکالا ہے۔ (قرآن ۲، ۱۹۱) یہ عقیدہ جہاد پر خاص عمل کرنا انگریزوں کے لئے ہے۔ باعث صد زحمت تھا۔ انگریزوں کے لئے اس تکلیف کے ذریعہ کو رفع کرنا نہایت اہمیت رکھتا ہے۔ علاوہ بریں اسی زمانہ میں ایک نئی تحریک ہندوؤں میں شروع ہوئی جو آریہ ساج کہلاتی ہے۔ یہ تحریک بھی انگریزوں کے موافق نہ تھی۔

ایسی حالتوں میں ایک ایسے شخص کی صورت میں انگریزوں کو نیچی مدد ملی جس کے باپ، چچاؤں اور دیگر اقرباء نے ۱۸۵۷ء کی عظیم جنگ میں انگریزوں کی شاندار خدمات انجام دے کر امتیاز حاصل کیا تھا۔ جب کہ انگریزوں کی حکومت ہند میں متزلزل تھی۔ (دیکھو سپانامہ پرنس آف ولز از جماعت احمدیہ) اس شخص کا نام مرزا غلام احمد تھا۔ اس نے مسیح موعود مہدی (رہبر المسلمین جن کے بارے میں اعتقاد ہے کہ اغیار کی غلامی سے نجات دلائیں گے) اور ادتار کرشن ہونے کا دعویٰ کیا۔ اس نے ان دعوؤں کی بنیاد اللہ تعالیٰ کے الہام خصوصی پر رکھی۔ جس نے اس کو خدا کا رسول بھی ظاہر کیا۔ اس اسناد کے ساتھ اس کو امید تھی کہ وہ مسلمانوں اور، ہندوؤں کی پوری اطاعت حاصل کر لے گا۔

۲..... فرقہ کے اصول

باوجود ان عظیم الشان دعوؤں کے وہ اسلام کو چھوڑنے کی جرأت نہ کر سکا۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس نے اسلام کی تمام تعلیم کو تسلیم کیا۔ صرف تمام عالم کے علماء کے خلاف نئے اور ایر پھیر کے معنی کئے۔ لیکن بحیثیت ایک آزاد نبی کے اس نے نہایت زور اور سرگرمی سے حسب ذیل تعلیم دی جو اس کے فرقہ یا پیشین گوئی کے امتیازی امور ہیں۔

.....۱ وہ نہ صرف مسیح موعود مہدی اور ادتار کرشن ہی تھا بلکہ خدا کا ایک آزاد غمی رسول تھا جس میں تمام انبیاء کی صفات مجتمع تھیں۔ اس طرح اس نے اپنی شخصیت کو قائم کر کے تعلیم دی۔

.....۲ کہ حکومت انگلشیہ ایک برکت اور اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے اور اس کی نبوت کی خاص علامت ہے۔ اس کی تعلیم کا بنیادی اصول گورنمنٹ انگریزی کے احکام کی پوری پوری اطاعت ہے۔ انگریزوں کے خلاف ہر قسم کی تحریکیں۔ جھگڑے، سڈیشن، ایجیٹیشن، خدا کی الہام کے ذریعہ سے ممنوع ہیں۔ اس معاملہ کو جماعت (احمدیہ) نے پرنس آف ویلز کے ایڈریس خبر مقدم میں خاص زور سے پیش کیا ہے کہ باوجود ان کے ہم وطنوں کے زور ڈالنے کے دوران جنگ اور بعد جنگ کے سخت زمانہ میں بال برابر بھی انگریزوں کی وفاداری سے نہیں ڈگمگائے۔ انہوں نے سخت سے سخت تکالیف برداشت کیں۔ مگر خدا کے حکم کی نافرمانی نہ کی۔ سالہا سال کے لئے انگریزی حکومت کو ہندوستان میں مستحکم (قیام پذیر) کرنے کے لئے اس نے اپنا عقیدہ جہاد (جنگ مذہبی) کے خلاف تقریر تحریر سے مخالفت کی۔

اس کی ان تعلیمات نے خاص طور سے انگریزوں کی نظر میں وقعت حاصل کی۔ اس کے پاس بہت سے خطوط خوشنودی کے اور اس کی نبوت کے اسناد پہنچے۔ سرحد افغانستان کے قسمت پشاور کے ایک کشنر اور سپرنٹنڈنٹ سرفریڈرک کنگھم اس کی تعلیم کی توجیہات کو نہایت روشن توجیہات اسلامی خیال کرتا ہے اور زور دیتا ہے اس کی تصانیف اور فتویٰ مخالف جہاد سرحدی علاقہ جات میں بکثرت تقسیم کئے جائیں تاکہ مجاہدین کے پے در پے حملوں اور جہاد سے خلاصی ہو۔ یہی اس کی تعلیمات کا مغز ہے۔ اس صورت میں اس نے اس کی جماعت نے گورنمنٹ کی رہنمائی اور پوری حمایت پر ہمیشہ بھروسہ کیا۔

.....۳ فرقہ کی مختلف پارٹیاں

تحریک کے شروع میں اس کی تعلیمات کو مقدس قوت دینے کے لئے اس کی شخصیت پر سب سے زیادہ زور دیا گیا۔ بحیثیت مسیح موعود مہدی اور ادتار کرشن یقیناً یہ ظاہر کرنا تھا کہ اس کے کئی معجزے بھی ہیں۔ اس کو بطور اللہ کے رسول کے ماننا تھا۔ جس نے اس کو ایسا نہ مانا وہ کافر تھا۔ جو لوگ احمدی ہو گئے تھے ان کو غیر احمدیوں سے قطع تعلقات ضروری تھا۔ مسلمانوں کے رسومات جھمنڈ و تکفین میں احمدیوں کو شرکت کی اجازت نہ تھی۔ کیونکہ احمد نے کہا کہ ”وہ ایک کافر کی اللہ سے سفارش کس طرح کر سکے گا۔“ ہر مال کے گاہک ہوتے ہیں تو اس کو بھی خصوصاً طبقہ ادنیٰ میں اور ان

لوگوں میں جو انگریزوں کی فکر میں وقعت حاصل کرنا چاہتے تھے مل گئے۔ ہاں کہیں کہیں ان کے علاوہ بھی ہیں۔ تمام علماء اسلام نے بالاتفاق اس کو اور اس کے مقبضین کو فخر و کبر قرار دیا۔ کیونکہ کلام الہی اور اللہ کے رسول ﷺ کی تعلیم مندرجہ حدیث کے بموجب محمد ﷺ کے بعد جو خاتم النبیین تھے کوئی دوسرا اللہ کا رسول نہیں آ سکتا۔ احمدیوں نے قرآن کا ترجمہ بھی غلط کیا ہے۔

ان لوگوں نے جو احمدیوں میں ہوشیار تھے۔ اپنے اصولوں میں تبدیلی کرنی مفید سمجھی تاکہ ان کا دائرہ اثر وسیع ہو سکے۔ لہذا انہوں نے ہانی کی شخصیت کو پس پشت ڈالا۔ جب کبھی ان کو مفید معلوم ہوا۔ بعض وقت انہوں نے اس سے قطعی انکار کیا۔ بایں ہمہ انہوں نے ہانی کے بنیادی اصولوں پر زور دیا اور برابر انگریزوں کی مکمل اطاعت عقیدہ جہاد کی تقویت اور مخالفت و سبیش وغیرہ کے گناہ ہونے پر وعظ و غیرہ کرتے رہے۔ اس طرح فرقہ احمدیوں کے دو ٹکڑے ہو گئے۔ کھلی پارٹی جو ہانی کی شخصیت پر زور دیتی ہے اور اس کی تعلیم کی لفظ بلفظ اتباع کرتی ہے۔ یہ پارٹی یہاں (برلین) میں بہ ماتحتی مبارک علی ہے۔ جس نے کل قیصر ڈیم میں مسجد کا بنیادی پتھر نصب کیا۔ غنیہ پارٹی جو نہ صرف تعلیم ہی پر اشد زور دیتی ہے۔ بلکہ خاص کر دہ بنیادی امور، انگریزوں کی وفاداری اور ترک جہاد پر بھی دو ٹوک انگلستان میں بر ماتحتی کمال الدین ہے۔ کمال الدین کی بابت کہا جاتا ہے کہ انہوں نے شریف مکہ کو توڑ لیا اور اس طرح آخری صلیبی جنگ میں فتح یاب ہونے میں انگریزوں کی مدد کی۔ جس میں تمام مقدس مقامات مسلمانوں کے حلقہ سے لٹ گئے۔ یہ آج کل بھرائی لارڈ ہڈ لے۔ ایک انگریز جن کو کہا جاتا ہے کہ مسلمان ہو گئے ہیں۔ مصر میں سازشوں میں مشغول ہیں۔

اب لیجئے چونکہ جنگ عالم نے انگریزوں کو اسلام کا دشمن ثابت کر دیا۔ مسلمان عام طور سے اب انگریزوں کو پسند نہیں کرتے۔ وہ انگریزوں کی وفاداری کے دھنڈے سے بچنے لگے ہیں۔ اسی طرح کمال الدین کی غنیہ پارٹی کا اثر بہت سے مسلمانوں پر سے جاتا رہا ہے۔

ان وجوہات سے ایک نئی شاخ ضروری ہوئی یہ تیسری پارٹی اپنے فرقہ احمدیوں کی تعلیم پر پورا اعتقاد رکھتے ہوئے موقع اور وقت کے لحاظ سے علانیہ اپنے اظہار خیالات میں بہت محتاط ہیں۔ اس وجہ سے ان کو ذیل غنیہ کہنا زیادہ بہتر ہے۔ یعنی وہ اپنے ہانی کی شخصیت اور بعض وقت تعلیم کو

۱۔ اقتباس پمفلٹ موسومہ ”اے پریڈیٹنٹ لواج آراج دی پریس آف ویلز“ ملاحظہ ہو۔

۲۔ اقتباس کتاب موسومہ ”انڈیا ان دی میٹلس“ ملاحظہ ہو۔

بھی پس پشت ڈال دیتے ہیں۔ ایسے ہی لوگوں کے لئے لفظ منافقین استعمال کیا گیا ہے جیسا احمدیوں کی کھلی پارٹی اس گروہ کو منافقین کی پارٹی کہتے ہیں۔ یہ لوگ بہت ہوشیار ہیں وہ عام طور سے اپنے آپ کو باوجود باضابطہ احمدیہ جماعت سے تعلق رکھنے کے معمولی مسلمان ظاہر کرتے ہیں۔ اکثر احمدی ہونے سے انکار کر دیتے ہیں۔ انگریزوں کے اسی قدر وفادار خادم ہو کر بھی جتنے دیگر احمدی ہیں وہ بعض اوقات انگریزوں کے خلاف بول دیتے ہیں اور نہ صرف یہ بلکہ ایسے طریقوں سے کام کرتے ہیں گویا کہ وہ انگریزوں کے دوست نہیں ہیں۔

یہ فرقہ کی سب سے زیادہ خطرناک پارٹی یہاں برلین میں زیر صدر الدین ہے جو کمال الدین کے ایجنٹ ہیں۔ صدر الدین نے ساڑھے تین برس تک دوکنگ انگلستان میں اس زمانہ میں کام کیا ہے۔ جبکہ کمال الدین دوران جنگ میں گئے ہوئے تھے۔ یہ بھی عجیب بات ہے کہ باوجود طریق کار میں ظاہری مخالفت کے رہنمایان خفیہ طور پر ملے ہوئے ہیں۔ تاکہ اگر ایک پارٹی ناکام ہو تو دوسری کامیاب ہو جائے۔ پس صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اصل اسلامی تحریک کو پامال کرنے کے لئے ایک بڑی سازش ہو رہی ہے۔ یہ بھی قابل نوٹ ہے کہ یہ مختلف قسم کے احمدی خاص کر انہیں مقامات پر پہنچتے ہیں جاں بکثرت مسلمان طلباء بغرض حصول تعلیم وغیرہ جمع ہوتے ہیں۔

۱۰ جنوری ۱۹۰۳ء کو شمال مغرب سرحدی صوبہ کے خان محمد عجب خان ساکن زائدہ نے کہا کہ: ”بعض وقت ہم کو ایسے آدمیوں سے ملنے کا اتفاق ہوتا ہے کہ جو آپ کے وعدوں سے بالکل ناواقف ہوتے ہیں۔ کیا ہم ایسے لوگوں کے پیچھے نماز پڑھ سکتے ہیں؟“ مہدی کا جواب ملاحظہ ہو۔ مسیح موعود نے جواب دیا: ”مجھ کو کسی ایسی جگہ کا علم نہیں، جہاں میری تعلیم اور دعوے نہ پہنچے ہوں گے اور اگر کہیں ایسے لوگ ہوں تو اپنا عقیدہ ان کے سامنے پیش کرو۔ اگر وہ قبول کر لیں تو وہ تم ہی میں سے ہیں اور تم ان کے ساتھ نماز ادا کر سکتے ہو۔ ورنہ نہیں۔ اس حالت میں اپنی نماز الگ

۱۔ ہند کے جماعت احمدیہ کے صدر نے بمبئی کرائیکل مجریہ ۲۳ نومبر ۱۹۴۲ء میں ایک خط مورخہ ۱۸/ اکتوبر ۱۹۴۲ء شائع کر لیا جس میں تحریر ہے:

احمدیوں نے اشاعت اسلام کے کام کو جرمی تک وسعت دینے کا فیصلہ کر لیا ہے اور خدا کے فضل سے احمدیوں کی چھوٹی سی لاہوری پارٹی برلین دو مشریوں کو بھیجنے کے قابل ہو گئی ہے۔ پہلی کے نمائندے کمال الدین ہیں اور دوسری کے صدر الدین ہیں۔ جن کا کام دوکنگ میں ساڑھے تین سال تک بطور امام کے محتاج بیان نہیں ہے۔

پڑھو۔ اللہ ایسے لوگ پیدا کرنا چاہتا ہے کہ جو اس کے نہ ماننے والوں سے علیحدہ ہوں۔ پھر کیوں عدا
ان لوگوں سے طو جن سے وہ تم کو الگ کرنا چاہتا ہے۔“

جبکہ ایک بڑی جماعت مختلف ملکوں اور پیشوں کے مسلمانوں کے برلین میں امن اور
محبت کی زندگی بسر کر رہی تھی تو بد قسمتی سے صرف احمدیوں کی کارروائیوں اور سازشوں کی بدولت
پبلک کو مسلمانوں میں اختلافات کے سننے کا موقع ملا وہ وحشیانہ اور براسلوک جو کچھ احمدیوں نے
ایک ایسے مصری کے ساتھ جس کو دعوت دی تھی کیا نہایت افسوس ناک ہے۔ ایسے لوگوں نے اس کو
دھکے دیئے جو بڑا ن خود مذہب امن و رواداری کی اشاعت کرنا چاہتے ہیں۔ نام نہاد مسجد کے
موقع پر احمدیہ مشن کی اول اشاعت کی یہ بہت اچھی ابتدا تھی۔ آخر میں جماعت اسلامیہ جرمنوں
کی اس مہمان نوازی پر جو انہوں نے برقی شکریہ ادا کرتی ہے اور سب کو یقین دلاتی ہے۔ کہ ان کو
کبھی یہ محسوس کرنے کا موقع نہ ملے گا کہ اس مہمان نوازی سے بے جا فائدہ اٹھایا گیا۔

احمدیوں کی وفاداری انگلستان کے ساتھ انہی کی الفاظ میں

ماخوذ از پمفلٹ مسمی بہ ”اے پریذیڈنٹ ٹو ہیرائل ہائینس دی پرنس آف ویلز فرام

احمدیہ کمیونٹی کنٹریبونڈ ٹو بائی ۵۲۲۰۸ ممبرز آف دی کمیونٹی“

دوسرا ایڈیشن..... جولائی ۱۹۲۲ء

طبع کردہ این مکر جی بی اے آرٹ پریس، آئی ویٹکنن اسکوائر، کلکتہ

۱..... ہم نمازگاہان جماعت احمدیہ نہایت ادب سے حضور والا کی ہندوستان میں تشریف
آوری پر حضور والا کی خدمت میں تہ دل سے خیر مقدم پیش کرتے ہیں۔ حضور والا ہم کو اس خلق
کے اظہار کے لئے جو قلبی طور پر ہم آپ کے شاہی خاندان کے ساتھ رکھتے ہیں۔ الفاظ نہیں
ملتے۔ لیکن ہم حضور والا کو یقین دلاتے ہیں کہ جب کبھی شہنشاہ کو ہماری خدمات کی ضرورت
ہوگی تو حضور والا ہم کو بلا امید کسی انعام کے اپنی جانیں اور مال تک شاہی حکم پر قربان کرنے
کے لئے تیار پائیں گے۔

۲..... حضور والا! بیچہ ہمارے ان خیالات کے ہمارے ہم وطن ہم کو اپنے ملک کا خدا رکھتے
ہیں اور ہم کو خوشامدی سمجھتے ہیں۔ بعض ہم کو کوتاہ اندیش اور زمانہ ساز کہتے ہیں۔ لیکن اے عالی جاہ
شہزادے! ہم لوگوں کی خاطر خدا کو نہیں چھوڑ سکتے۔

۳..... ایکمپشنرادہ ویلز۔ ایڈیا

بخدمت ذوالفقار علی خاں۔ ایڈیشنل سیکرٹری۔ قادیان پنجاب۔

نمبر ۹۳۸ پی مورخہ یکم مارچ ۱۹۲۲ء

مجھ کو جناب من ہزاراں ہائینس شہزادہ ویلز نے حکم دیا ہے کہ خیر مقدم کے اس اڈریس کی رسید شکریہ کے ساتھ ارسال کروں جو بذریعہ گورنمنٹ پنجاب جماعت احمدیہ کے ممبروں سے وصول ہوا ہے۔

۴..... ہزاراں ہائینس نہایت سرگرمی سے امن و قادیاری کے احساس کو پسند فرماتے ہیں جس نے اسے ہزار آپ کے ہم مذہبوں کو اس ہدیہ کے پیش کرنے پر آمادہ کیا اور اس نشان و قادیاری کے حصول پر ان کی خوشی بجا تھا ہے۔ کیونکہ ان کو ہزار اس سلسلے گورنر پنجاب سے معلوم ہوا ہے کہ تمام دوران جنگ میں اور اس کے بعد جو مشکل زمانہ ہوا اس میں احمدیہ جماعت تحت تاج و تاج دونوں کی مستقل مزاجی سے وقادیاری رہی ہے۔ مجھ کو حکم ہوا ہے کہ آپ کو یقین دلاؤں کہ اس کار نمایاں کی بناء پر جماعت کو ہزاراں ہائینس کے سرگرم توجہ پر بھرپور سراہا جائے۔

میں ہوں جناب

ہزاراں ہائینس پرس آف ویلز کا چیف سیکرٹری

۵..... میں جماعت احمدیہ کے ہر ممبر کی طرف سے حضور والا کو ہند جس خوش آمدید کہتا ہوں۔ حضور والا کو یقین دلاتا ہوں کہ جماعت احمدیہ سر تا پا تاج و قادیاری کی وقادار ہے اور انشاء اللہ ایسی ہی رہے گی۔

۶..... یہ کہ ایک ویسٹ ہائینس ہی پیش کش ہے جیسا کہ تحریک احمدیہ کے مقدس بانی نے حضور والا کی وادی صاحبہ ہماری بادشاہ ہریمسلی کوئن و کنور یہ کو ان کے ڈائمنڈ جوئی کے موقع پر پیش کیا تھا اور جس کو انہوں نے نہایت مہربانی سے قبول اور منکھور کیا تھا۔ آپ کی خدمت میں بھی آپ کے ہند میں اس تشریف آوری کے موقع پر ان کی طرف سے پیش کیا جائے۔ دولت مند اور غرباء نے اس تحفہ کی پیش کش میں حصہ لینے کے لئے برابر کی سرگرمی کا اظہار کیا اور سب حاضرین کے دل اس خیال پر خوشی سے لبریز تھے کہ اگرچہ وہ یہ امید نہیں کر سکتے کہ حضور ان کے گھروں پر تشریف لا کر عزت افزائی فرمائیں۔ وہ آپ کو اس تحفہ کے ذریعہ سے ہمیشہ اپنی صداقت یاد دلانے کے قابل ہوں گے۔

۷..... یہ جماعت شروع قیام سے ہی گورنمنٹ کی وفادار رہی ہے اور اس کے ممبر ہر قسم کے فساد اور گزبڑ سے الگ رہے ہیں۔ مقدس بانی تحریک نے جماعت میں ایک بنیادی شرط امتیاز رکھی ہے کہ ہر ممبر کو اس گورنمنٹ کی پوری اطاعت کرنی چاہئے جو بذریعہ قانون قائم ہو اور تمام طریقوں سے الگ رہنا چاہئے جو بغاوت کی طرف رہنمائی کرتے ہوں۔ اس حکم کی تعمیل میں اس جماعت کے ممبر ہمیشہ ہر قسم کے ایجنسی ٹیشن اور جھگڑے سے الگ رہے ہیں اور نیز لوگوں کی ایک بڑی تعداد پر روکنے والا اثر بھی ڈالا ہے۔

۸..... اور ان کے دلوں میں گورنمنٹ کی طرف سے کسی قسم کی بدخواہی نہیں ہے جو اگرچہ اس کا مذہب جماعت کے مذہب کا مخالف ہے۔ سناٹا ایک پراسن حکومت ہے۔ انہوں نے اس کی بھلائیوں پر نظر ڈالی اور غلطیوں کو نظر انداز کیا تاکہ ہم آہنگی کی ایک روح ان میں قائم ہو۔

۹..... اس زمانہ میں کہ مارشل لاء کا پنجاب میں دور دورہ تھا اور موقع پر خطر تھا یہاں تک کہ آفیسران گورنمنٹ بھی اپنے عہدوں سے الگ ہوئے اور دوسری جگہ امن تلاش کرنے کے لئے بسا اوقات مجبور کئے گئے تھے تو اس جماعت کے ممبر نہ صرف خود وفادار رہے بلکہ بکثرت لوگوں کو بھی وفادار رہنے کی ترغیب دلائی۔ بعض مقامات پر فساد یوں نے ممبران جماعت کو جسمانی اور مالی نقصان پہنچا دیا۔ مگر وہ ان کو وفاداری سے حائل نہ کر سکے۔

۱۰..... ایذا رسانی کی ایک نئی موج اس کے بعد آئی اور بعض جگہ احمدیوں سے ایک مکمل بائیکاٹ کا فیصلہ ہوا۔ ان کو خیر احمدیوں سے کرایہ پر مکان لینے کی اجازت نہ تھی اور نیز ماحیاج زرعی بھی ان کو نہ ملتی تھی۔ دکان اتاج اور دیگر ضروریات ان کے ہاتھ پیچھے سے انکار کر دیتے تھے اور ان کو پبلک کنوؤں سے پانی کھینچنے کی اجازت نہ تھی۔ دعوویوں کو ان کے پکڑے دھونے سے منع کیا گیا اور بھگیوں کو ان کے گھروں کو صاف کرنے اور حفظان صحت کا اہتمام کرنے کی اجازت نہ تھی۔

بائیکاٹ اس سختی سے کیا گیا تھا کہ بعض حالتوں میں چھوٹے بچوں کو کئی دن تک بھوکا پیاسا رہنا پڑا۔

۱۱..... اس پر بھی اس جماعت نے امن اور سکون کے طریق کو نہ چھوڑا اور بال برابر بھی بلا معاوضہ وفاداری کے راستے سے نہ ہٹے۔ نیز آج کل بھی اس کو مختلف طریقوں سے تکلیف پہنچائی جاتی ہے۔ پھر بھی وہ اپنی بھرپور کوشش پر جمبھٹی کی گورنمنٹ کو قوت پہنچانے کے لئے کرتی ہے اور انشاء اللہ کرتی رہے گی۔

۱۲..... شہزادہ عالی مقام یہ تختہ ایک ایسی جماعت کی طرف سے پیش کیا جاتا ہے۔ جس نے حضور والا بکے والد بزرگوار کے تخت کی حفاظت میں ہر قسم کی ایذا رسانی اور تکلیف کو قبول کر کے اپنی وفاداری کا ثبوت دیا ہے اور جس کی سچائی اور خلوص دنیا میں خون کے حرفوں سے لکھے ہوئے ہے۔

۱۳..... ایام عذر میں جب کہ تمام ملک خصوصاً پرانے خاندان تک خلاف تھے۔ اس نے گورنمنٹ کی اس حد تک امداد کی کہ جو اس کی قوت سے بھی زیادہ تھی۔ اس نے گورنمنٹ کو پچاس سواری پیش کروائے۔ اور اس کے بڑے بیٹے یعنی احمد تحریک کے مقدس ہائی کا بڑا بھائی جس نے اپنی خدمات پیش کر دیں اور جنرل لنکسن کی ماتحتی میں لڑا۔ اس افسر کو تریوں گھاٹ پر باغیوں کو منتشر کرنے میں ایسی با اثر کی مدد کی کہ اس کو کہنا پڑا کہ صوبہ کے اپنے حصہ میں خاندان قادیان نے گورنمنٹ سے وفاداری کا پیش از پیش ثبوت دیا۔

۱۴..... جب لوگوں نے ان نشانیوں کو دیکھا وہ بکثرت احمدیہ تحریک میں شریک ہوئے۔ ایک واقعہ نے تحریک کی اشاعت میں بڑی مدد کی۔ جب ہندوستان میں طاعون پھیلا تو اس نے اعلان کیا کہ اس کے قلعین میں سے بہت ہی تھوڑے اس سے ہلاک ہوں گے اور یہ کہ قادیان اس کا گاؤں تباہ کن طاعون سے محفوظ رہے گا اور یہ کہ اس کے گھر میں رہنے والوں میں سے ایک بھی اس سے فوت نہ ہوگا۔

اس نے اپنے مخالفوں کو بھی چیلنج دیا کہ وہ بھی اگر وہ جیسا کہ دعویٰ کرتے ہیں۔ خدا کے برگزیدہ ہیں۔ اسی طرح کا اعلان کریں۔ لیکن چند ہی نے اس کی جرأت کی اور جنہوں نے ایسا کیا وہ بہت جلد طاعون سے مر گئے۔

۱۵..... بہر حال اس کی پیشین گوئی حرف بحرف پوری ہوئی۔ اس کے گھر میں ایک آدمی کیا ایک چوہا لہمی نہ مرا اور در آں حالیکہ چار برس تک آس پاس کے مکانات میں طاعون سے لوگ مرتے رہے۔ پھر قادیان اس کے تباہ کن حملوں سے محفوظ رہا اور اس کے قلعین میں سے بہت ہی کم مرے۔

۱۔ کس قدر افسوسناک امر ہے کہ ایک شخص مدعی نبوت اس حد تک معجزے دکھانے کے قابل کہ طاعون کے خوفناک اثر سے اس کے گھر کے چوہے بھی نہ مرے اپنے ہم وطنوں کی اور نیز باقی بنی نوع انسان کی اس سب سے زبردست انسانی مصیبت کو دنیا سے ناپید کر کے سب سے زیادہ شاندار خدمت انجام دینے کے لئے آمادہ نہ ہوا۔

جماعت اسلامیہ کی صدائے احتجاج

جماعت اسلامیہ نے آج کے (۷ اگست ۱۹۲۳ء) مقامی اخبارات میں ایک بیان اس رسم کا پڑھا ہے جو اس مسجد کی بنیاد رکھنے کے موقع پر ادا کی گئی۔ جس کو احمدیہ تحریک کے متبعین کا وزلمین برلین میں بنانے کا ارادہ ہے۔ (جماعت کا کوئی نمائندہ وہاں نہ تھا)

جماعت نے اس افسوس ناک واقعہ کو خاص طور سے محسوس کیا ہے جو دورانِ تقاریر میں جماعت اسلامیہ برلین کے مشہور اور باعزت ممبر کو پیش آیا۔ جو (صدر تحریک کی طرف سے بلائے گئے تھے) ایک باقاعدہ طریقے سے صدر کی تقریر کا جواب دینا چاہتے تھے تاکہ وہ اپنے ہم مذہبوں کو اور نیز دوسروں کو جو تحریک کی اصل غرض سے واقف نہ تھے۔ احمدیہ جماعت کے اصول و تعلیم سے آگاہ کر دیں۔

لہذا جماعت اسلامیہ نے پریس میں (اخبارات) بھیجنے کے لئے حسب ذیل ریزولوشن (تجویز) پاس کی ہے: ”جماعت اس بدسلوکی پر جو جملہ اسلامیہ کے مذکور بالا ممبر کے ساتھ کی گئی۔ جو غلط فہمیوں اور سازشوں کا شکار ہوا۔ صدائے احتجاج بلند کرتی ہے۔“

”جماعت مسلمانانِ عالم کو آگاہ کرتی ہے کہ وہ اس گڑھے میں نہ گریں جس کو متبعین احمدیہ نے جو مختلف صورت میں کھلی اور خفیہ میں ظاہر ہوتے ہیں تیار کیا ہے۔ اس فرقہ کی تعلیم ہر صورت میں تمام دنیا میں قبول شدہ تعلیم اسلام کے خلاف ہے۔“

”جماعت ان مسلمانوں کا جو جرئنی میں رہتے ہیں ایک عام جلسہ اس غرض سے منعقد کرے گی کہ جو مختلف طریق کے احمدی متبعین کی تعلیم اصول اور دعویٰ اور مقاصد پر پوری طرح سے غور کیا جائے اور ان کو جانچا جائے تاکہ حقیقت سب کو روشن ہو جائے۔“

احمدیوں کا مسلمانوں کو انگریزوں کی موافقت کے لئے ترغیب دینا

ماخوذ از کتاب: ”انڈیا ان دی ہینڈس“ حکومت برطانیہ اور خلافت

معنفہ: خواجہ کمال الدین بی بی اے ایل ایل بی امام مسجد دوکنگ

باب سوم

مسلمانانِ ہند کا طریقِ ماضی و حال

۱۹۱۲ء تک مسلمانانِ ہند بال برابر بھی گورنمنٹ کی حمایت سے نہ بٹے تھے۔ قرآن کی کھلی ہوئی تعلیم اور مقدس رسول کے نصائح نے ان میں حکومت برطانیہ کی سچی دفا داری کی روح

پھونک دی تھی۔ زمانہ لارڈ کرزن میں تقسیم بنگال سے اس صوبہ میں بڑی بے چینی پیدا ہو گئی تھی۔ سارا صوبہ بغاوت کے جوش میں تھا۔ یہاں تک کہ پایہ تخت حکومت کلکتہ سے دہلی کو تبدیل کرنا پڑا۔ اس وقت بھی گورنمنٹ کے کاموں میں مسلمانوں ہی نے مدد دی۔

جماعت اسلامیہ لاہور۔ پایہ تخت گورنمنٹ پنجاب کے رہنماؤں نے اپنے مسلمان بھائیوں کو مناسب حدود میں رکھنے کے لئے ہاتھ بندھانا ضروری سمجھا۔ مجھ سے درخواست کی گئی کہ میں اس موضوع پر جو دربار کے زمانہ میں مسلمان لیڈروں کو جوش دلا رہا تھا۔ ایک سلسلہ پیکچروں کا شروع کروں۔ مسلمانوں کو اب کیا کرنا چاہئے؟

ہر پیکچر میں میں نے مضمون کے ایک خاص پہلو پر بحث کی۔ آخری پیکچر کا مبحث جس کو نہایت توجہ سے قریباً پانچ ہزار آدمیوں کے مجمع نے سنایا تھا۔ ”گورنمنٹ برطانیہ ہندول مسلم وغیرہ مسلم کے ساتھ مسلمانوں کا طرز عمل۔“ پیکچر ہند کے ایک اخبار میں شائع ہوا۔ اور میں ذیل میں اس کا اقتباس یہ ظاہر کرنے کے لئے درج کرتا ہوں کہ اس زمانہ میں مسلمانوں کو اطاعت حکومت کا کس قدر احساس تھا۔ ”مولوی ان آیات کو جو مقدس رسول ہر خطبہ میں ممبر سے پڑھا کرتے تھے نہیں بولتے ہیں اور اسی وجہ سے آج تک پڑھی جاتی ہے۔ اس کا مفہوم یہ ہے: ”بے شک اللہ حکم کرتا ہے انصاف کا، اعزاء کے ساتھ سلوک کرنے کا اور نیک کاموں کا اور وہ قاضیات، منکرات اور بغاوت سے منع کرتا ہے۔“ اس آیت کے دوسرے حصہ پر توجہ کرنے سے تم کو معلوم ہوگا کہ اس میں ان ہی عین معاملات کا ذکر ہے جن کی طرف مذکورہ بالا قانون توجہ دلاتے ہیں۔

آیت میں جن چیزوں سے منع کیا گیا ہے۔ فاحشہ ہے جن کا حصول ان برے کاموں سے ہے۔ جو انسان کے اپنے اطلاق پر اثر کرنے والے ہیں۔ دوسری ممنوع شے منکر ہے۔ یعنی ایسے کام جن کی برائی کا اثر اور لوگوں پر پڑتا ہے۔ آخر میں ہم کو حکم دیا گیا ہے کہ ہم حکومت کے قوانین کی حراحت نہ کریں۔ جو رحمت کے حقوق کی نگہداشت کے لئے بنائے گئے ہیں۔ لفظ ”یعنی“ (بغاوت) ایک جامع لفظ ہے جس میں صرف لفظ ”سڈیشن“ ہی کے معنی نہیں لکھتے۔ بلکہ

۱۔ یہ شخص باوجود امام ہونے کے ہمارے سامنے کھلے ہوئے سفید جھوٹ سے یہ کہہ کر کہ قرآن پاک اور احادیث محمد رسول اللہ ﷺ تبصیر اسلام کو شاہی حکومت انگریزی کی اندھی اور مکمل وفاداری کا پابند کرتے ہیں۔ احتراز نہیں کرتا۔ گویا کہ یہ حکومت اپنی موجودہ حالت میں اوائل اسلام سے موجود رہی ہے۔

اس زمانہ میں مسلمانوں کے طرز عمل کے متعلق میں نے کہا: ”ہندوستان کا شاید ہی کوئی حصہ ہوگا جو پچھلے چند برسوں میں سیاسی ایجنسیوں اور سازشوں سے محفوظ رہا ہو۔ بناوٹ مختلف صورتوں میں ہویدا ہوئی۔ ہر زیر اثر ضلع میں مسلمانوں کی تعداد زیادہ تھی۔ مشرقی بنگال میں جس کے بعض حصے سیاسی بے چینی کا مرکز تھے مسلمان ہندوؤں سے زیادہ ہیں..... پھر اس کی کیا وجہ ہے کہ سازشوں، بلوؤں، ڈکیتیوں، چوریوں اور ہنگاموں میں جو پچھلے چند سالوں میں ہندوستان کے ہر حصہ میں رائج تھے۔ کسی مسلمان نے شرکت نہیں کی۔ یہ اسلام اور اس کے مقدس بانی کی وجہ ہے..... کہ درحقیقت مسلمانوں کے اپنے انجینی بادشاہ کے ساتھ قابل تحسین طرز عمل کے لئے قابل ستائش ہیں۔

عام مسلمانوں کے متعلق احمدیوں کی نوا احمدیوں کو ہدایت

کیا کسی احمدی کو کسی غیر احمدی امام کے پیچھے نماز ادا کرنی جائز ہے؟

ماخوذ از سوانح مسیح موعود جو رسالہ ماہواری قادیان میں شائع ہوئے:

صفحات ۱۸۲، ۱۸۶

۲۰ فروری ۱۹۰۱ء کو اس سوال کے جواب میں کہ ”کیوں اپنے مقبضین کو غیر احمدی امام کی اقتداء میں نماز ادا کرنے سے منع کیا۔ مسیح موعود نے جواب دیا: ”میرا درکنا گویا خدا کے احکام اور محمد رسول پاک ﷺ کی ہدایات کا رد کرنا ہے۔“

”میں اس کو اپنی طرف سے نہیں کہتا میں صدق دل سے سچ سمجھ کر اظہار کرتا ہوں کہ میرا رد کرنا تمام قرآن کا انکار کرنا ہے۔ وہ (جو شخص مجھ پر ایمان نہیں رکھتا۔) زبان سے اقرار نہ کرے لیکن اس کا عمل شاہد ہے۔ میری ایک دجی سے یہ ثابت ہوتا ہے۔“

میرے انکار سے اللہ کا انکار لازم ٹھہرتا ہے۔ اور مجھ کو مان لینا گویا اللہ اور اس کی ہستی پر ایمان کا مکمل ہونا ہے۔ پھر میرے نہ ماننے سے یہ مراد ہے کہ محمد رسول اللہ ﷺ کا انکار کیا۔ اور اس لئے جب کوئی شخص مجھ کو نہ ماننے کی جرأت کرے تو اس کو خوب اچھی طرح غور کر لینا چاہئے کہ وہ کس سے انکار کر رہا ہے۔“

”میں دوبارہ علی الاعلان کہتا ہوں کہ میرا انکار کرنا آسان کام نہیں ہے۔ جو شخص مجھ کو

قرآن مقدس اور احادیث کا تارک کہتا وہ خود ہی تارک ہو جائے گا۔ قوانین اسلام کا تصدیق کرنے والا ہوں اور وہ شخص ہوں جو بموجب گذشتہ کتب مقدس آیا ہوں میں گمراہ نہیں ہوں۔ میں مہدی ہوں جو ہدایات دیا گیا ہے۔ میں کافر نہیں ہوں میں ایمان لانے والوں میں اول اور مسلمان ہوں۔ اور جو کچھ میں کہتا ہوں وہ بموجب وحی کے ہے۔ لہذا جو شخص اللہ قرآن شریف اور رسول پاک پر ایمان رکھتا ہے۔ اس کو میرے دعوے مجھ سے سن کر اپنی زبان قابو میں رکھنی چاہئے۔ لیکن جو شخص بد زبان اور گستاخ ہے اس کا کوئی علاج نہیں۔ اللہ ہی اس سے سمجھے گا۔“ ۱۰ ستمبر ۱۹۰۱ء کو نجف کے ایک عرب سید عبد اللہ نے جو قادیان سے اپنے ملک کو جانے والا تھا۔ مسیح موعود سے پوچھا کہ میں کسی غیر احمدی کے پیچھے جو مسیح موعود کے دعاوی اور تعلیم سے واقف نہ ہو نماز پڑھ سکتا ہوں۔“ تو اس نے جواب دیا ایسے لوگوں سے اللہ کا کلام جو مجھ پر نازل ہوا ہے بیان کرو۔ اگر وہ اس کو مان لیں اور ایمان لے آئیں تو اس کے ساتھ تم نماز ادا کر سکتے ہو۔ ورنہ نہیں۔“

ان صاحب (عرب نجف) نے پھر کہا کہ ان کے ہم وطن تند مزاج اور شیعہ مذہب کے ہیں۔“ مسیح موعود نے کہا۔“ تو اپنے آپ کو اللہ کے سپرد کر دے جو ان لوگوں سے محبت کرتا ہے۔ جن کا حساب اس کے ساتھ پاک صاف ہے۔ کتاب مقدس بتاتی ہے کہ جو لوگ ایمان نہیں لاتے اور انکار کرتے ہیں وہ مستحق عذاب ہیں۔ اس لئے میرے شاہیان نہیں ہے کہ میرے متبعین میں سے کوئی فرد بھی ان کے ساتھ مل کر نماز پڑھے۔ کیا کوئی زندہ شخص مردوں کے ساتھ نماز پڑھ سکتا ہے۔؟ تو یاد رکھو کہ جیسا اللہ نے مجھ کو بتایا ہے۔ تمہارے لئے حرام قطعی حرام ہے۔ کہ ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھو۔ جو مجھ کو کافر کہتا ہے۔ یا میرا مذہب ہے یا میری طرف سے مترد ہے۔

کھلی چٹھی بنام ہزا کیلنسی غلام صدیق خاں

سفیر حکومت افغانستان متعینہ جرمنی

جناب من! چونکہ میں عرصہ دراز سے افغان قوم کا بوجہ اس کی بہادرانہ اور اعلیٰ حب وطن خصوصیات کے جو اپنے ملک اور عزت کی مخالفت میں بمقابلہ سلطنت برطانیہ کے بے شمار فوجوں اور سازشوں کے میدان جنگ میں ظہور پذیر ہوئیں۔ ہمدرد اور مداح ہوں۔ اس لئے میں آپ کی توجہ ایک ایسے معاملہ کی طرف مبذول کرانے کی جرأت کرتا ہوں جو اگر جلد صاف نہ کیا گیا۔ تو وہ ضرور غلط فہمی پیدا کرانے کا باعث ہوگا اور مسلمانوں کی نظر میں آپ کی حکومت کی نیک

نامی کو برہاد کر دے گا۔

وہ معاملہ یہ ہے کہ آپ علانیہ اور خفیہ بہت سے احمدی ایجنٹوں موجودہ جرمنی کو مدد پہنچاتے ہیں۔ اس کا تین ثبوت آپ کی موجودگی اور وہ تقریر ہے جو آپ نے اس مسجد کی رسم بنیاد رکھنے پر کی جو وہ برلین میں ہوا۔ قیصر ڈیم ہانا چاہتے ہیں۔

عام مسلمانوں کے ساتھ طرز عمل رکھنے اور سلوک کرنے کے متعلق جو اس شخص کی اپنے قبیحین کو ہدایات ہیں۔ ان کی ہر سطر سے تکبر اور انانیت کا اظہار ہر شخص کے لئے قابل غور ہے۔ اس خود پسند فریبی کے خلاف اس کے اپنے ہی افکوں سے اور کوئی صورت الزام کی نہیں ہو سکتی۔

یہ ایک مشہور واقعہ ہے کہ تمام ایشیاء والوں کے قلوب نے اور خصوصاً ان کے جو حکومت انگریزی کے خالمانہ برتاؤ سے بے چین ہیں۔ انگلستان پر آپ کی حال کی شاندار فتح کو اپنی فتح سمجھا اور ان کو افغانی سنگینیوں کے دباؤ سے خالم حملہ آوروں کے آخری نشانات زائل ہوتے ہوئے دیکھ کر بے انتہا خوشی ہوئی جس کے لئے آپ کی قلیل اور ہر دل عزیز امیر امان اللہ خاں قابل شکر یہ ہیں۔

اس بناء پر تعجب اور انہوس کے ساتھ پوچھا جاسکتا ہے کہ کس طرح ایک ایسی قوت کا نمائندہ جو کل تک حکومت انگلیشیہ کے خالمانہ اثر کے پچھ میں تھی مذکورہ حکومت کے استحکام کے پروپیگنڈے میں اروپہ پیچیدہ سے مدد کر سکتا ہے۔

شریف افغان کا نمائندہ کس طرح ان احمدی ایجنٹوں کو جرمنی میں اپنی مدد پہنچا سکتا ہے۔ جو نہ صرف برطانوی شہنشاہیت کے ہم لوہانے کی کوشش کرتے ہیں بلکہ اپنے اعلانات میں ایسی رپورٹیں شائع کرتے ہیں جن کا مقصد حکومت و قوم افغان کی نیک نامی کو برہاد کرنا ہے جو انہوں نے سپانامہ جزرائل ہائینس پرنس آف ویلز منجانب جماعت احمدیہ طبع ثانی جولائی ۱۹۲۲ء طبع کردہ این کمرجی آرٹ پریس انگلین اسکوائر کلکتہ میں لکھا ہے۔ وہ حسب ذیل ہے: ”صرف یہی نہیں ہے جو جماعت (احمدیہ) کے ممبروں پر ان کی امن پسندی اور عقیدہ وفاداری (سلطنت اور حکومت برطانیہ سے) کی اشاعت سے گزرا ہے۔ جہاں ان کے مخالفین زیادہ طاقتور تھے۔ وہاں ان کو خونخوار مصائب برداشت کرنے پڑے۔ مثلاً جماعت کے دو ممبر افغانستان میں اس وجہ سے تکلیف دہ موت سے مارے گئے کہ بموجب ان کے مقدس بانی کی ہدایات کے باوجود وہ جہاد کے جواز کے قائل اور معتقد نہ تھے۔ ان میں سے ایک تو افغانستان میں بڑا عالم تھا اور اس قدر باعزت

تھا کہ امیر حبیب اللہ خان مرحوم کی تاج پوشی کی رسم ادا کرنے کے لئے اسی کا انتخاب کیا گیا وہ نہایت ظالمانہ طور پر سنگسار کر دیا گیا۔ اسی امیر کے حکم سے صرف اسی مذکورہ بالا وجہ سے۔

جناب سے یہ دریافت کئے بغیر بھی نہیں رہا جاسکتا ہے کہ ”لوکل انزیج“ نمبر ۲۸۳ مورخہ ۱۹ جون ۱۹۲۳ء آپ کے ملاحظہ سے گزرایا نہیں جس میں بعنوان ”ایک مسجد معہ انتظامات ہوٹل قیصر ڈیم پر ایک عجیب تعمیر۔“ ایک نہایت اہم آرٹیکل شائع ہوا ہے۔ آرٹیکل زیر بحث کے مصنفوں برلین میں احمدی ایجنٹوں کے اصلی پروگرام اور ارادہ پر پوری روشنی ڈال کر ان کے بہت سے اشتہارات میں سے ایک کا ایک جزو تحریر کیا ہے۔ جو حسب ذیل ہے۔

”احمد (مرزا قادیانی) کے دعاوی اور تعلیمات کے کئی سواری قسم کی عبارات میں سے صرف ایک حوالہ تو دل نشین کر لو کہ حکومت انگریزی تمہارے لئے ایک رحمت اور برکت ہے وہ ایک ڈھال ہے جو تمہاری حفاظت کرتی ہے۔ پس تم کو بھی اس ڈھال کی دل و جان سے قدر کرنی چاہئے۔ انگریز مسلمانوں سے جو تمہارے جانی دشمن ہیں ہزار درجہ بہتر ہیں۔“ کیا حکومت افغان کے نمائندے ہر ایک سلیبی غلام صدیقی خاں نے مسجد زیر بحث کی رسم میں مدد دینے سے پہلے مذکورہ بالا آرٹیکل کے بیانات کی پوری تحقیق کے لئے کوئی تکلیف نہیں فرمائی۔“

فرقہ احمدیہ کی سرگرمی اور مذہب کو پیش نظر رکھ کر جو اس پمفلٹ اور اس کے علاوہ شائع ہو چکی ہے۔ ہماری دلی تمنا ہے حکومت افغان کے سفیر سب سے پہلے شخص ہوں گے جو ایسے غیر مستحق اور نقصان دہ گروہ سے اپنے تعلقات قطع کر لیں گے اور اپنی سرپرستی ہٹالیں گے۔ ورنہ ہم کو نہایت افسوس سے افغانستان اور ان کے باشندوں کو نہ صرف انگلستان کا ماتحت بلکہ تمام ان ایشیائی قوموں کے غلام بنانے میں ایک سرگرم حصہ دار تصور کرنا پڑے گا۔ جو انگریزوں کے وحشیانہ مظالم میں مبتلا ہیں۔

ڈاکٹر منصور ایم رفعت

خطبہ بنام اڈیٹر انچیف (اخبار) بی بیڈ ایم مٹاگ برلین

برلین ۹ اگست ۱۹۲۳ء

مہربان من

میں آپ کا بہت ممنون ہوں گا اگر آپ اپنے قیمتی اخبار میں حسب ذیل تصحیح کو شائع فرما دیں گے۔ آپ کی رپورٹ متعلق اس واقعہ کے جو پچھلے دو شبہ کو احمدیہ مسجد کی بنیاد رکھنے کے موقع پر

دفعہ پذیر ہوا۔ بی زیلہ ۲۱۳ ہجری ۷ ماہ میں پڑھ کر ضروری خیال کرتا ہوں کہ چند الفاظ میں پیش کروں۔ جو شخص آپ کا اخبار پڑھے گا وہ یہی سمجھے گا کہ سخت لڑائی ہوئی اور اگر پولیس مداخلت نہ کرتی تو حالت اور زیادہ خطرناک ہو جاتی۔ مجھ کو یہ کہنے کی اجازت دیجئے کہ اس قسم کا کوئی واقعہ پیش نہیں آیا۔ پولیس میں جو موجود تھا اور نیز دیگر گواہ بھی مجھ کو یقین ہے میرے بیان کی تائید کریں گے۔ معاملہ حسب ذیل تھا۔ برلین میں فرقہ احمدیہ کے نمائندہ مسٹر مبارک علی نے مسجد کی بنیاد رکھنے کی رسم میں شرکت کی۔ مجھ سے بار بار درخواست کی تھی۔ علاوہ اس کے اس موقع کے لئے مجھ کو دعوتی کارڈ بھی میرے نام کا ملا تھا یہ ہے ثبوت۔ اس امر کا کہ نہ تو میں ناپسند مہمان تھا نہ میں امن میں خلل ڈالنے کیلئے وہاں آیا تھا۔ جیسا کہ بعض اخبارات نے غلط خبروں کی بناء پر شائع کر دیا ہے۔

متعلق اس مشتری کے جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ قطعہ زمین جس پر مسجد بننے والی ہے اس کی ملک ہے تو میں اس کی بابت کچھ نہیں جانتا اور مجھ کو یقین تھا کہ قطعہ زمین فرقہ احمدیہ کے ایجنٹوں کا ہے۔

اس حال میں رسم کے وقت بشمول دیگر مہمانوں کے موجود تھا۔ جہاں میں مشہور معروف ماہر علوم شرقیہ پروفیسر کفائر سے ملا اور اس تحریک (احمدی) کے اصولوں اور تعلیمات پر ہم دونوں گفتگو کرنے لگے۔ کیونکہ مجھ کو بہت سے پمفلٹ جو فرقہ احمدیہ نے تقسیم کیئے تھے۔ جمع کرنے کا موقع مل گیا تھا۔ اور ان کا بغور مطالعہ کرنے کے بعد میں اس نتیجہ پر پہنچا تھا کہ یہ تحریک بے انتہا خطرناک تھی اور یہ ضروری ہے کہ پبلک کے روبرو اس کی اصلیت بیان کر دی جائے ہماری گفتگو کے دوران میں مسٹر شویمینش، استاد مشیر و مسٹر مبارک علی یکا یک آیا اور گفتگو میں حصہ پڑا جب اس کو جلسہ میں میرے تقریر کرنے کا ارادہ معلوم ہوا تو اس نے لرزتے ہوئے اور سرگرمی سے اس تحریک کے متعلق تقریر کرنے سے روکنے کی کوشش کی اور میں نے نہ مانا۔

اس پر تھوڑی دیر کے لئے ہم سے الگ ہو گیا اور میں نے دیکھا کہ وہ مسٹر مبارک علی سے مشورہ کر رہا تھا۔ اس کے بعد وہ ہمارے پاس بہت غصہ و جوش میں واپس آیا۔ اور مجھ کو دمکی دی کہ اگر میں نے ایک لفظ بھی تحریک کے خلاف بولنے کی جرأت کی تو میں فوراً گرفتار کر لیا جاؤں گا۔ قدرتا میں نے اس دمکی کو کوئی اہمیت نہیں دی اور مجمع پبلک کو تحریک کے اصلی اغراض سمجھانے کے لئے بے خوف و خطر پہلے موقع سے مستفید ہونے کا ارادہ کیا۔

میں مسٹر مبارک علی کی افتتاحی تقریر پر بہت متعجب ہوا۔ کیونکہ بانی تحریک کی تعلیم کے خلاف اس نے جلسہ میں اعلان کیا کہ مسجد تمام مسلمانوں کے لئے جو جرمنی میں موجود ہیں کھلی رہے گی۔ نیز ان لوگوں کے لئے بھی احمدیوں کے خیال کے خلاف اسلامی خیال رکھتے ہیں۔ میں یہاں ایک احمدی پمفلٹ موسومہ اقتباس قرآن مقدس، مطبوعہ احمدیہ پریس ہند سے ایک حصہ بطور اس بیان کی شرح کے نقل کرنے کی جرات کرتا ہوں۔

۱۹۲۲ء، ص ۱۸۱ نئے احمدیوں کے لئے کچھ ہدایات :

چونکہ مسیح موعود اللہ کا ایک پیغمبر تھا۔ اللہ کے رسولوں کو جھٹلاتا بڑی خطرناک دلیوری ہے اور ایک آدمی کو ایمان سے خارج کر دیتی ہے۔ لہذا قرآن، احادیث، خاتم النبیین اور مسیح موعود کے فرمانوں کے بموجب یہ ہر احمدی کا فرض ہے۔ کہ اس کو صرف احمدی امام کے پیچھے نماز پڑھنی چاہئے۔ لیکن ان مقامات میں جہاں احمدی امام نہ مل سکیں تو اس کو تنہا نماز ادا کر لینی چاہئے اور اللہ سے دعا کرنی چاہئے کہ وہ اس کو اپنی جماعت دے دے کیونکہ ایک سچا ایماندار کبھی اکیلا نہیں رہ سکتا۔

اسی طرح احمدیوں کو اپنی بیٹیوں کی شادی غیر احمدیوں سے بھی کرنی ممنوع ہے۔ کیونکہ عام طور پر بیویوں پر ان کے شوہروں کا اثر پڑتا ہے اور اس طرح ایک جان کو مرتد بنانا ہے۔ اس طرح احمدیوں کو غیر احمدیوں کے جنازوں میں بھی شرکت نہیں کرنی چاہئے۔ کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ سے ایک ایسے شخص کے لئے سفارش کرنے کے برابر ہے جس میں مسیح موعود کا انکار کرنے اور اس کی مخالفت کرنے سے اپنے آپ کو دشمن ثابت کر دیا ہے۔ یہ ان کا مذہبی دستور العمل ہے۔ لیکن ان کا سیاسی پروگرام اس سے بھی بدتر ہے۔ کیونکہ وہ انسان کے ساتھ بلا شرط اطاعت اور بغیر تزلزل وقاداری کی تلقین کرتے ہیں۔ یہاں میں دوبارہ انہی کے الفاظ درج کرتا ہوں۔ جن کو میں ایک پمفلٹ سے اخذ کرتا ہوں۔ جس کا نام ہے جماعت احمدی کی طرف سے ایچ۔ آر۔ ایچ شہزادہ ویلز کی خدمت میں تحفہ مصدقہ ۵۲۲۰۸ نمبر، طبع مانی ۱۹۲۲ء۔

..... ”ہم ہمسندگان جماعت احمدیہ حضور والا کے ہندوستان میں تشریف لانے پر نہایت ادب سے آپ کی خدمت میں تہذیب سے مبارکباد پیش کرتے ہیں۔ حضور والا! ہم پورے طور سے اپنے خالص اور قلبی تعلقات کے اظہار کرنے کے لئے جو آپ کے شاہی خاندان سے ہم کو کوئی الفاظ نہیں ملتے۔ لیکن ہم حضور کو یقین دلاتے ہیں۔ کہ جب کبھی شہنشاہ کو ہماری خدمات کی

ضرورت پیش آئے۔ حضور ہم کو شایہ احکام کی تعمیل میں بلا امید کسی انعام کے جان و مال تک قربان کرنے کے لئے مستعد پائیں گے۔“

۲..... ”حضور والا! ہمارے ہم وطن ہم کو انہی خیالات کی وجہ سے وطن کا خدا رکھتے ہیں اور ہم کو خوشامدی سمجھتے ہیں۔ بعض ہم کو کوتاہ بین اور زلفانہ ساز تصور کرتے ہیں۔ لیکن اے عالیجاہ شہزادے ہم لوگوں کی خاطر خدا کو نہیں چھوڑ سکتے.....“

۳..... ”از کب شہزادہ ویلز۔ انڈیا

بجھ مت ذوالفقار علی خان۔ ایڈیشنل سیکرٹری قادیان پنجاب۔

نمبر ۹۳ پی مورخہ یکم مارچ ۱۹۲۲ء

جناب من! مجھ کو ہنہاتل ہائینس شہزادہ ویلز سے حکم ہوا ہے کہ میں جماعت احمدیہ کے ممبروں کے پاسنامہ کی رسید جو بذریعہ گورنمنٹ پنجاب موصول ہوا ہے۔ شکریہ کے ساتھ ارسال کر دوں۔“

۴..... اسلام تحریک احمدیہ۔

..... مذہب کے لئے مقدس جنگ بذریعہ تلوار (جہاد) کا ہمیشہ کے لئے خاتمہ ہو جانا چاہئے۔

۵..... ”بسم احمدیوں پور گورنمنٹ برطانیہ کا وفادار رہنا مذہباً فرض ہے۔ ذاتی اغراض مذہب کے لئے جگہ دینی چاہئے۔ اس گورنمنٹ اور اس کے عدل کا عطا آزادی پر شکریہ ہمارے مخالف ہمارے پروپیگنڈہ کو بزدل نہیں دبا سکتے۔ جماعت کو یاد رکھنا چاہئے کہ ہم کو حکومت برطانیہ کے تحت میں جو کچھ حاصل ہے وہ دوسری کسی گورنمنٹ میں میسر نہیں ہو سکتا۔ اللہ نے چاہا کہ اسلام کے زوال کے وقت ایک منتخب جماعت قائم فرمائے۔ اس نے اس کو ایک حلیم گورنمنٹ کے با حقیقی میں رکھا۔ حکومت انگریزی ایک برکت ہے اور اگر کسی کو ان الفاظ میں شبہ ہے تو پھر ملازم ہے کہ کسی دوسری گورنمنٹ کے ماتحت رہے۔ کئی اسلامی گورنمنٹ کے تحت میں۔“

جماعت کو اس گورنمنٹ کی قدر کرنی چاہئے اور بذریعہ اس کی وفاداری اور اطاعت کے اپنی شکرگزاری کا اظہار کرنا چاہئے۔ لہذا جو ہمارا تقیہ ہے۔ اس کو یہ ہماری آخریت وصیت سمجھنا چاہئے اور مرتے دم تک اس پر عامل رہنا چاہئے۔“

میں خیال کرتا ہوں کہ اب یہ بالکل صاف ہو گیا ہے کہ ہاد جو رسم کے پروگرام میں

اتری نہ پھیلانے کے حق اور قانون اور اپنی نیک نیتی کا احترام کرنے کے لئے میں قصداً حق گوئی سے روک دیا گیا تھا۔

جرمنی میں تحریک احمدیہ پہلی آزمائش کو بھی برداشت نہ کر سکی اور چونکہ اس نے اپنی کمزوری کو محسوس کر لیا اس نے تمام معاملہ کا تھلندی سے اس طرح انتظام کر کے پولیس کے پیچھے پناہ لی کہ پولیس وقت مناسب پر مداخلت کر سکے۔ تاکہ ان کو شرمندگی نہ اٹھانی پڑے۔

اس لئے اگر کسی کو بدسلوکی اور فساد کی شکایت کا حق ہے تو وہ میں ہوں نہ کہ اس قلعہ زمین کا مالک جو کوئی بھی ہو جس پر مسجد بنائی جائے گی۔

ڈاکٹر منصور ایم رفعت

خط بنام ایڈیٹر انچیف دارورٹس۔ برلین

برلین ۹ مارچ ۱۹۲۳ء

جناب من! میں بہت ممنون ہوں گا کہ اگر آپ اپنے اخبار میں حسب ذیل تصحیح شائع فرمائیں گے تو پچھلے دو شنبہ کو قیصر ڈیم پر مسجد قادیانیہ کی رسم بنیادی کے موقع کے حالات دارورٹس نمبر ۳۳۶ مورخہ ۷ ماہ حال میں پڑھنے کے بعد میں ضروری سمجھتا ہوں کہ چند الفاظ تشریح کے لئے تحریر کروں۔

۱۔ دارورٹس کے قابل ایڈیٹر نے باوجود اس درخواست کے صحیح اور درست ہونے کے منظور نہیں کیا۔ اپنے پرچہ میں شائع کرنے سے انکار کر دیا۔ یہ عجیب بات ہے کہ مذکورہ بالا اخبار کا چیف ایڈیٹر جبکہ اپنے آپ کو سوشلزم کا پیش اور حمایتی ظاہر کرتے ہیں۔ ابھی تک اسی غلط خیال پر قائم ہیں کہ شاہی برٹش گورنمنٹ کسی صورت سے بھی بنی نوع انسان کے ایک بڑے حصہ کی تنزل اور مصیبت میں ایک بڑا اور اہم حصہ نہیں لے رہی ہے کیونکہ وہ اس کے مخالفوں کو سیاسی مجنوں کہتا ہے۔ میرے لئے یہ بالکل بعید از عقل ہے کہ اس قسم کے سوشل ازم اور انگریزی شہنشاہیت کے درمیان ایک بڑا تعلق معلوم کروں کیونکہ میں ابھی تک دارورٹس کے چیف ایڈیٹر کے اعلان کو جو اس نے مجھ کو دوران جنگ میں ۱۹۱۸ء دیا۔ بھول نہیں سکا کہ ”انگلستان رفیق سوشلزم ہے۔“ اور نیز اپنے اخبار میں ایک مشہور آرٹیکل بعنوان ”ہنزے اینٹی انگلیشر کمر“ نکالا.....“

اس وقت جو چیز ہماری دلچسپی کا باعث ہے وہ مسٹر اسٹوفر کا جرمنی میں فرقہ احمدیہ کے ایجنٹوں کے ساتھ غیر معمولی نرم طرز عمل ہے۔ کیونکہ یہ کہنا تعجب خیز ہے کہ دارورٹس ایک ایسا اخبار جس نے ان زیر بحث اصحاب (احمدی) کا معاملہ اپنے ہاتھ میں لے لیا ہے۔ وہ بانی فرقہ کو ”زمانہ حال کا مصلح اسلام لکھتا ہے۔ اور اس کے متبعین کو راست ہار کہتا ہے جو (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

آپ جو احمدیہ تحریک کے بانی کے متعلق شائع کرتے ہیں جس کو آپ ”مصلح اسلام“ کہتے ہیں۔ بجائے اس کو حقیقت میں ایک کاذب قرار دینے اور برٹش شہنشاہیت کے لئے اسلام کو جھٹلانے والے کے اس بدقسمت خیال کا یہ کافی جواب نہ ہوگا۔

(بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ) تحریک کی حمایت اور اشاعت میں اپنی آمدنی کا دس فیصدی ادا کرتے ہیں۔“ دارورٹس کے چیف ایڈیٹر کو ضرور آزادی ہے کہ جس گروہ کی حمایت کرنا چاہے۔ اس کے ساتھ ہمدردی یا نفرت کرے۔ مگر یہ امر ہم کو بھلا مت یہ سوال کرنے سے نہیں روک سکتا۔ آیا وہ بیچہ اپنی محبت اسلام ایسا کرتا ہے یا کسی دوسری وجہ سے۔ جرمن پریس کے قارئین کو یہاں مسٹر اسٹمر کا ٹرکی اور اسلام پر نالائق اور سخت حملہ یاد دلانا کافی ہے جو اس نے ۱۹۲۱ء میں خلعت معاملہ کے وقت کیا اور ظلمین، قاتل کو حق بجانب ٹھہرایا۔ اس کے اسلام کے خلاف آرمینی مدای پر اپنی گینڈہ میں سرگرم حصہ لینے کو چھوڑ دیجئے۔ جن میں عصری قومی پارٹی کے ممبروں کے ساتھ دارورٹس کے ایڈیٹر کے مخالفانہ اور بدتمیز بیانہ طرز عمل کو پچھلے مارج میں یاد کرنا چاہئے جن کا قصور دارورٹس کے ایڈیٹر کی نظر میں صرف یہ تھا کہ وہ سب سے پہلے لوگ تھے جنہوں نے بدقسمت، باشندگان رومر گھٹ (علاقہ رومر) کے ساتھ اپنی ہمدردی اور حمایت کا اظہار کرنے کے ہوٹل اسپلٹ میں ایک جلسہ منعقد کرنے میں پہل کی تھی۔ یہ ایک ایسا کام تھا جو باوجود مدد اور حمایت جو جرمنی نے ان کے ساتھ کی اس کے (ایڈیٹر) آرمینی دوستوں کو آج تک بھی کرنا نصیب نہ ہوا کچھ بھی ہو ہم تو دارورٹس کے ایڈیٹر کو بیچہ اس کے احمدیہ ایجنٹوں کے معاملہ میں پورے عبور کے مبارکباد دیں گے۔ وہ لکھتا ہے کہ احمدی مسجد ایک جرمن کارمیکر کا کام ہے جس کو جو من لوگ بنائیں گے۔!

مسٹر مبارک علی اپنے ہمراہ ایک گروہ ہندوستانی یا انگریز مزدوروں کا لانا بھول گئے کہ ان کے تعمیر مسجد میں مدد کرتے۔“ دارورٹس کی رپورٹ سے یہ معلوم ہوگا کہ ایڈیٹر ہندوستانیوں، مصریوں کے اور دیگر ایشیائی غلامی سے نجات حاصل کرنے کی تحریکوں کے مقابلہ میں انگریزی شہنشاہی پروپیگنڈے کو جرمنی میں ترجیح دے گا۔

۱۔ یہ صفت یعنی ”مصلح اسلام“ جس کو دارورٹس کا ایڈیٹر غلطی سے فرقہ احمدیہ کے بانی پر چسپاں کرتا ہے اس شخص نے نہیں مانی ہے۔ دیکھو پمفلٹ موسومہ (اقتباسات قرآن کریم ص ۱۵۳) مگر میں ان معنوں میں نبی نہیں ہوں یعنی یہ کہ میں اپنے آپ کو اسلام سے الگ کروں یا کسی اسلامی حکم کو منسوخ کر دوں۔ میری گردن اسی جوئے کے نیچے ہے جو اسلام ہم پر رکھتا ہے اور کسی کو کسی اسلامی حکم کو منسوخ کرنے کا اختیار نہیں ہے۔

میں آپ کی تحریر متعلق ”مصری ڈاکٹر“ کی بھی مخالفت نہیں کروں گا جس کو آپ ”سیاسی مجنوں“ سے تشبیہ دیتے ہیں۔ اگر پسند کرتے ہیں کہ ایک شخص کو جو غیر ملکی جوئے سے اپنے ہم وطنوں کو پلا لیا ظفر فرقہ یا جماعت حتی الامکان نجات دلانے کی کوشش کر رہا ہے۔ ”سیاسی مجنوں“ کہیں تو میں اس کو ”مصری ڈاکٹر کے لئے سند عزت سمجھوں گا۔“

کسی مسلمان یا غیر احمدی ایشیائی نے ڈاکٹر کے خلاف ایک لفظ بھی نہیں نکالا۔ وہ سب جو اس کو پبلک کے سامنے اپنے دستاویزات پیش کرنے سے منع کرنا چاہتے تھے نہ مسلمان نہ ایشیائی۔ ان میں سے ایک مسٹر مبارک علی برلین میں فرقہ احمدیہ کے ایجنٹ کا استاد ہے۔
برلین ڈیلیوہ ۵ کیز برگرز۔ ۴۰
ڈاکٹر منصور رفعت

مسجد مع انتظام ہوٹل قیصر ڈیم پر ایک عجیب تعمیر

(لوکل انزیجر مجریہ ۱۹ جون ۱۹۲۳ء۔ اشاعت صبح)

”چند یوم قبل پریس میں ایک اعلان بھیجا گیا کہ قیصر ڈیم پر قریب رنگ ریلوے اسٹیشن وزلین کے برلین کی اسلامی جماعت کے لئے ایک مسجد کا بنیادی پتھر رکھا جائے گا اور مزید برآں یہ مسلمانوں کی عبادت گاہ فرقہ اصلاح اسلام کے قلعین اور سرفرائیوں کے۔ جو اپنے آپ کو مصلح کے نام پر احمدی کہتے ہیں۔ یہ اشارہ کیا گیا تھا کہ مذہبی مقصد کے ساتھ ایک سیاسی مقصد بھی تھا اور خصوصاً بشمول ہندوستانی اور اسلامی تحریک کے اس کے عقب میں ایک انگریزوں کے خلاف مقصد بھی تھا۔“

مگر باوجود اس کے واقعات بالکل اس کے خلاف تھے۔ مسلمانان جرمنی کے تمام طبقوں میں نیز ترکوں، عربوں اور ہندی مسلمانوں میں نہ صرف اس تحریک سے مکمل علیحدگی ہی ہے۔ بلکہ وہ اس پر بے انتہا مشتبہ نظر ڈالتے ہیں۔ جماعت اسلامیہ نے احمد (مرزا قادیانی) کی تعلیمات سے کسی قسم کے بھی تعلق رکھنے سے انکار کر دیا۔ کیونکہ وہ ان میں تعلیمات قرآن کے قصداً اور جان بوجھ کر غلط بیانی کی ہوئی پاتے ہیں۔

ادھر احمدی اعلان کرتے ہیں کہ ہر وہ مسجد جہاں مرزا صبح موعود مصلح عالم نہ مانا جائے

عبادت کے لئے صحیح جگہ نہیں ہے۔ مگر احمدی مشن جو منجملہ اور چیزوں کے ایک جڑل اسلامک ریویو کے بذریعہ سے اشاعت کرتی ہے جو لندن کی دوکنگ مشن سے شائع ہوتا ہے۔ انگلستان کی حد درجہ غلامی میں سرشار ہے۔ احمد (مرزا قادیانی) کے دعاوی اور تعلیمات کا جو سیکٹروں ایسے ہیں صرف ایک حوالہ۔

”تو دلشیں کرلو کہ انگریزی گورنمنٹ تمہارے لئے ایک رحمت ہے اور برکت۔ یہ ایک ڈھال ہے جو تمہاری حفاظت کرتی ہے۔ لہذا تم کو بھی دل و جان سے اس ڈھال کی قدر کرنی چاہئے۔ انگریز مسلمانوں سے ہزار درجہ بہتر ہیں جو تمہارے سخت مخالف ہیں۔“

احمدیہ تحریک کی اصلی مقاصد کے لئے زیادہ صفائی کی ضرورت نہ ہوگی۔ انگریزوں کی حکومت کو ہندوستان اور تمام اسلامی ممالک میں مستحکم کرنے کے لئے یہ تحریک ہے۔ تاکہ انگریزوں کے خلاف تحریک کو اسلام کے تحت میں ہی دبا دیا جائے۔ احمدیہ تحریک کھلم کھلا کوشش کرتی ہے قرآن سے ثابت کرنے کی کہ پیغمبر ﷺ نے ہر ایک مذہبی جنگ (جہاد) اور بغاوت کو منع فرمایا ہے۔

تحریک احمدیہ جو اپنے مبلغین اور اعلانات کے ذریعے سے پوری قوت کے ساتھ کام کرتی ہے۔ اپنے ساتھ انگریزوں کی مخالف عالم اسلامی کے طبقوں میں اختلاف لے جاتی ہے وہ اختلاف کرتی ہے۔

اس خطرناک انگریزی مخالف کام پر قدرت پانے کے لئے یہ تحریک احمدیہ کی مکمل پارٹی جس کا مرکز قادیان اور جس کا خلیفہ محمود ہے اور برلین میں مبارک علی اس کے کارکن ہیں۔

ایک خفیہ پارٹی بھی ساتھ ساتھ رکھتی ہے۔ اس کا خاص مرکز لاہور میں ہے جہاں خلیفہ محمد علی رہتا ہے۔ برلین میں اس کا اہتمام صدر الدین کے ذریعے سے ہوتا ہے۔ وہ بچے خدار ہیں۔ کیونکہ دنیا سازی کے لئے صرف ظاہری عزت حاصل کرنے اور تعلقات قائم کرنے کی غرض سے وہ اس احمدیہ تحریک کے ساتھ جس کو انگریزوں سے بلاشبہ بالی مدد ملتی ہے، ملے ہوئے ہیں۔ لیکن جہاں ان کو مفید مطلب ہوتا ہے۔ وہاں وہ ان سے تعلقات کا انکار کر دیتے ہیں۔

انگریزوں کی غرض اس تعمیر سے یہ ہے کہ اس (اعلیٰ کمزور یا) کو بالکل بے ضرر کر دیں جو مسلمان یہاں پڑھنے کے لئے آتے ہیں وہ بلا خیال احمدی اثر میں آجائیں گے۔ اس مقصد کو پورا

کرنے کے لئے مسجد کے ساتھ ہوٹل ہونا ضروری ہے جہاں رہنے۔ سوسائٹی اور مطالعہ کرنے کے لئے ہر مناسب صورت پیدا کی جائے گی۔ جس میں ہر رہنے والے کو ایک تحریری اعلان خلیفہ محمود کو دینا ہوگا۔ احمدیوں کی تعلیم پر عامل ہونے کی ایک نقل اس اقرارنامہ کی ہر احمدیہ اشتہار کے ساتھ منسلک ہوتی ہے۔

ان سب وجوہات سے یہ صاف دکھائی دیتا ہے کہ قیصر ڈیم پر مسجد بنانے کا مقصد ایک عبادت گاہ بنانے سے بالکل علیحدہ ہے۔“

۴ اگست کو برلین میں مسجد احمدیہ کی بنیاد رکھنے کی رسم پر اخبارات کی رپورٹیں اور رائیں۔

(ڈش ڈوچ) نگرزینٹک۔ ۷ اگست صبح

برلین میں پہلی مسجد

مقرر کا پلیٹ فارم چاروں طرف شاہ بلوط (ادک) سے سجے ہوئے۔ کہیں سے گھرا ہوا تھا جس کی چوٹی پر جرمنی جھنڈا لہرا رہا تھا۔ رسم کے شروع پر مقامی اسلامی احمدیہ کے کارکن (ڈائریکٹر) مبارک علی نے قرآن کی پہلی سورۃ تلاوت کی۔ دورانِ تقریر میں مشہور مصری آزادی کے جنگ آزما ڈاکٹر منصور رفعت مصری قوی پارٹی سے تعلق رکھنے والے بہت سے آوازے کے مثلاً۔ ”یہ مسجد نہیں ہوگی بارگیں ہوگی۔ یہ انگریزی روپیہ سے ادا کی گئی ہے۔ انگلستان برباد ہوا جرمنی زندہ باش! یہاں تک کہ دو بالکل ہٹا دیا گیا۔ یہ حقیقت کہ مقبوعین احمدیہ تحریک انگریزوں کے ساتھ اچھے تعلقات رکھتے ہیں۔ باعثِ مخالفت ہوئی۔ ایک جستی صندوق مع آج کے تمام جرمن اخبارات، تعمیر کے متعلق مبارک علی اور معمار ہرمن کی دو رپورٹوں، چند جرمن، انگریزی اور ہندوستانی سکوں کے اور نیز مع ایک فہرست حاضرین جلسہ کی بنیاد میں رکھا گیا اور اس پر اینٹیں چتی گئیں جس پر مبارک علی نے ہتھوڑی سے حسب دستور ضربیں لگائیں۔

ڈش زینٹک۔ ۷ اگست شام۔

باد جو داس کے کہ احمدیہ تحریک کے نمائندے مبارک علی نے ہم کو یقین دلایا جیسا کہ ہم رپورٹ کر چکے ہیں کہ اس خدا کے گھر مسجد کے بنیادی پتھر رکھنے میں کسی قسم کے سیاسی اغراض پوشیدہ نہ تھے۔ یہ خیال علیحدہ نہیں کیا جاسکتا کہ اس میں مسلمانوں کی نماز کے لئے ایک خدا کا گھر

بنانے کی خواہش سے کچھ زیادہ بھی ہے۔ میں نے مسجد کے بنانے کے لئے موافقت میں فیصلہ دیا ہے۔ جیسا کہ ہم کو ایک واقف کار حال سے معلوم ہوا ہے۔ انگلستان کا ہاتھ کام کر رہا ہے۔ اس لئے (انگلستان نے) ایک بہت بڑی رقم مسجد کی تعمیر کے چندہ میں دی ہے۔ پس یہ خطرہ کہ سیاست اس معاملہ میں صرف ایک حصہ ہی نہیں بلکہ بیش از بیش حصہ لے رہی ہے۔ اگرچہ ہم انجینئر (ہارمن) کے ان الفاظ کے موافق ہوں کہ ”خدا ہی کا مشرق ہے اور خدا ہی کا مغرب“ تاہم جا ملک ہمارا ہونے سے اتنی دور نکل گیا ہے کہ اب اور زیادہ برداشت نہیں کر سکتے کہ اجنبی حکومت ہم پر حاوی ہو جائے۔

اگر اسلامی تحقیقات کی جرمن سوسائٹی کے ممبر ڈاکٹر شوٹس مسجد کی تعمیر کے متعلق زور دار الفاظ میں یہ کہتے ہیں کہ ہم کو لوگوں کے ساتھ اس وقت تک رواداری نہ تھی اور ان کا اعتبار کرنا چاہئے۔ جب تک کہ وہ کذب بیانی کے مجرم نہ قرار دیئے جائیں۔ ہم کہتے ہیں کہ ہم کو یہ عیاں ہے کہ یہ زمانہ جرمنوں کے لئے صداقت مان لینے کا نہیں ہے۔ ہم اس لئے اس غیر سیاسی مسجد کی بنیاد کے خلاف اپنے اظہارات کا حق چھوڑنا نہیں چاہتے۔

داختشے زینلنگ۔ ۱۷ اگست۔ اسٹلٹج

یہ مسجد احمدی فرقہ کی طرف سے بنائی جائے گی جو زیر حفاظت انگلستان کے اسلامی خیالات کو شائع کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ احمدیہ فرقہ کے قائم مقام مبارک علی نے زبان اور انگریزی میں مہمانوں کو خوش آمدید کہہ کر مسجد کے اغراض بیان کر کے کہا کہ یہ مسجد تمام دنیا کے اور ہر فرقہ کے مسلمانوں کے لئے خدا کا ایک گھر ہوگی۔ شروع ہی سے دوران تقریر پر وہ کئی مرتبہ الفاظ میں ”پھنس پھنس“ سے روکا گیا اور اس نے ختم ہی کیا تھا کہ بہت سے مصری (پوڈیم) مڈیر پر کودے اور ”جاسوس“۔ انگریزی کرایہ کے کاغل ہوا اور مسجد کو اسلامی تحریک کی قبر ہونا بیان کیا۔ جب تک کہ پولیس نے ان مداخلت کرنے والے کو نہ ہٹایا۔ اس وقت تک رسم کو ملتوی کرنا پڑا۔

جب نظام قائم ہو گیا تو اسلامی تحقیقات کے لئے جرمن سوسائٹی کے ایک نمائندے نے کہا کہ قوم جرمن بحیثیت قوم کے مذہبی تحریکوں کو خوشی سے خوش آمدید کہتی ہے اور اس تحریک کو بھی بڑی سے بڑی ممکن مدد دے گی۔ انگلستان کے اس تعلقات کے متعلق بعض امور اب تک صاف نہیں ہوئے ہیں۔ مسجد کے دو مینار ہوں گے۔ اور رہنے کے لئے مکان۔ مینار ۶۳ میٹر بلند

ہوں گے اور مکان اس بلندی کا ایک ٹکٹ اونچا ہوگا۔ دوسری منزل پر خاص خدا کا گھر ہوگا۔ (اصل مسجد) نیچے کے کمرے کچھ تو رہنے کے لئے ہوں گے اور کچھ سام ہوں گے۔ اکیلی عورتوں کے رہنے کے لئے بھی وہاں کمرے ہوں گے۔ مبارک علی نے جلسہ میں بیان کیا کہ تعمیر کا خرچ تین ہزار پونڈ اسٹرنگ ہوگا۔ جس میں سے پانچ سو سامان کے لئے۔
برلین لاکھل۔ انیز نجر۔ ۸ اگست۔ اشاعت صبح

قیصر ڈیم شار لائبرگ میں احمدیہ فرقہ کی طرف سے مسجد کی تعمیر کی وجہ سے مخالف انگریز مسلمانان ساکنان جرمنی کی طرف سے جو مخالفت ہوئی ہے۔ اس کا ذکر ہم اپنے کالموں میں کر چکے ہیں۔ ذیل کا اعلان اس کو واضح کرتا ہیں۔

”احمدیہ تحریک میں وہ ہندوستانی اور انگریز آپس میں مجتمع ہوتے ہیں جو خالص انگریزی نوآبادیات کی سیاسیات پر کام کرتے ہیں۔ ایسے مذہبی اتحادوں میں سرگرمی کر کے انگلستان اسلامی دنیا پر ایک زبردست اثر حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ اچھا ہے کہ احمدی پارٹی یا زیادہ موزوں حکومت انگریز برلین میں ایک مسجد تعمیر کرائے جس میں پان، انگلش پروپیگنڈہ کیا جائے گا۔ بحیثیت قومی اور مسلمان ہونے کے ہم اس نہایت خطرناک تحریک کے خلاف انتخاب کرنا اپنا فرض سمجھتے ہیں۔ کیونکہ ہم سب انگریزی جہنم میں جا پڑیں گے۔

مصری قومی پارٹی کی کمیٹی۔ برلین

دی ریڈ فلیگ (روے کھلنے) ۸ اگست اشاعت صبح

انگریزی ایجنٹ برلین میں

کل شار لائبرگ اسٹرا سے میں ایک مسجد کی سنگ بنیاد رکھنے کی رسم ادا کی گئی جو مقامی مسلم طبقوں میں ایک سخت سیاسی جنگ کا موضوع ہے۔ اس رسم کے موقع پر نام نہاد۔ ”احمدیہ تحریک“ کے لیڈروں ایک شخص مسٹر مبارک علی نے ممتاز حصہ لیا۔ برلین کی مصری قومی پارٹی کے لیڈر ڈاکٹر منصور رفعت کی جانب سے بذریعہ ”تم انگریزوں کے تنخواہ دار ہو۔ انگلستان غلامت ہو۔“ کی آوازوں کے رسم کی تقریر میں کئی بار رخنہ ڈالا گیا۔ آخر کار مسٹر رفعت کو زبردستی ہٹایا گیا۔ احمدیہ فرقہ درحقیقت انگریزی شہنشاہیت کی خدمت میں ہے اور مسلمانوں پر تعدی کرنے میں انگریزوں کو مدد دیتی ہے۔

رفتہ نے بحیثیت ان مسلمانوں کے نمائندے کے جن کو انگلستان نے ستایا ہے۔ ان

انگریزوں کے غلاموں کے خلاف جو اسلام کا نام لے کر بولتے ہیں۔ بجا طور سے صدائے احتجاج بلند کی ہے۔ تعجب کی بات ہے۔ یا شاید نہیں ایسے رسم پر طبقہ حکومت کے سرکاری قاسم مقام بھی موجود تھے۔ ہم کو معلوم ہوا ہے کہ منجملہ ڈاکٹر فریڈ ایڈسکر ڈی آف اسٹیٹ اور ڈاکٹر منیئر۔ بروئرگ ضلع کے چیف پریذیڈنٹ موجود تھے۔ کیا اس کے معنی مطیع اقوام مشرق کے خلاف جرمنی کی انگلستان کے ساتھ ہم آہنگی ہے۔ جرمنی مردور پیشہ (دورنگ کلاس) جماعت اس کے خلاف صدائے احتجاج بلند کرتی ہے۔ ہم جرمن تابعدار لوگوں کی اور ان مشرقی غلام لوگوں کی یکساں حالت ہے جو انگلستان کی گرفت میں ہیں۔ اور (ہم) غلامان انگلستان سے کسی قسم کا بھی تعلق رکھنے سے انکار کرتے ہیں۔

ڈش الگیمی زینگ ۸ اگست ۱۹۱۷ء

قصر ڈیم میں مسجد کی بنیاد رکھنے کا معاملہ جس کے بارے میں ہم نے کل خبر درج کی تھی۔ پبلک دماغوں کو مشغول کرنے میں ناکامیاب نہ ہوگا۔ احمدیہ تحریک کے متعلق جس نے مسجد بنائی ہے۔ مختلف مضامین میں جو حال میں برلین کے پریس (اخباروں) میں شائع ہوئے ہیں۔ بہت کچھ سچ اور جھوٹ کی آمیزش ہے۔ احمدیوں میں دو مختلف گروہ ہیں۔ ایک کا صدر مرکز دوکنگ میں لندن کے جنوب مغرب میں ہے۔ (دی دوکنگ مشن) اس میں بہت انگریز بھلورمبر کے ہیں۔ منجملہ جن کے لارڈ ہیڈ لے خاص پارٹ کرتے ہیں۔ اس دوکنگ مشن کا لیڈر خواجہ کمال الدین ہے۔ جو آج کل لارڈ ہیڈ لے کے ہمراہ مصر اور مکہ کی سیاحت پر ہیں یہ پارٹی اسلامک ریویو کالونی ہے اور اپنی احمدیت پوشیدہ رکھتی ہے یہ نہ تو بانی فرقہ غلام احمد القادیانی کے متعلق کچھ کہتی ہے نہ اس کے دعوے سچ موعود اور مہدی کی بابت لب کشائی کرتی ہے۔

دوسری پارٹی احمدیوں کی وہ ہے جو اپنا حال بیان کر دیتی ہے۔ دونوں پارٹیاں برلین میں اپنی بنیاد قائم کرنے کی کوشش کرتی ہے۔ پہلی پارٹی کے لئے پچھلے سال کمال الدین نے جب وہ یہاں تھا موقع دیکھا تھا۔ بعد ازاں اس نے برلین میں مستقل رہائش کے لئے صدر الدین اور عبد المجید کو بھیجا۔ دوسری کملی پارٹی کا قائم مقام سید عا اور ذاتی طور پر ہمدرد مبارک علی ہے۔ اس پچھلے نے قرآن کی دوسو تیس تلاوت کرنے کے ساتھ پچھلے دن رسم کا افتتاح کیا اور اس کے بعد بحیثیت

ایک مسلمان مبلغ کے انگریزی میں ایک مختصر تقریر کی۔ اسلام ایک خدا کی پرستش اور تمام بنی نوع انسان کی برادری کا اعلان کرتا ہے۔ یہ ایک امن کا پیغام ہے جو برلین جرمنی میں جو فرقہ پرستوں کا گھر ہے سنا جانا چاہئے۔ جو نہ صرف جرمنی کا قلب ہے۔ بلکہ تمام یورپ کا ہے اور یہ مرکزی مقام ہونا چاہئے۔ جہاں سے یہ پیغام امن چمکے گا۔

یہ کہا جانا چاہئے کہ بڑی تعداد مسلمانوں کی جو برلین میں رہتی ہے۔ احمدی تحریک کے نزول کو نہ صرف احتیاطی اور مشتبہ نظر سے دیکھی ہے بلکہ نیز کھلی ہوئی دشمنی کی نظر سے۔ اس طرد عمل کے اسباب کچھ مذہبی ہیں۔ اور کچھ سیاسی، احمدی لوگ انگلستان اور انگریزی حکومت سے خاص دوستی کو ماننے ہیں اور ان لوگوں کے لئے جو اس تحریک کی تواریخ سے واقف ہیں یہ ماننا طبیعی ہے۔ لیکن ساتھ ہی یہ بھی جانا چاہئے کہ صرف اس سبب سے یہ خاص مسلم حلقوں میں منافرت پیدا کرتی ہے۔ جس نے سنگ بنیاد رکھنے کی رسم کے وقت بلا روک اپنا اظہار کیا۔ مشرقی لوگ رسم میں جرمنوں سے بھی کم بہت ہی قلیل تعداد میں تھے۔ جماعت اسلامیہ برلین اس واقعہ سے بالکل الگ رہی۔ خاص کر ہندوستانی تھے۔ منجملہ ان کے ایک تعداد ہندوؤں کی تھی۔ مضری اور ترک رسم کے وقت تقریباً ایک بھی نہ تھا۔ صرف ترکی سفارت کے امام شام شکاری بے سیردیکھنے کو موجود تھے۔

متعلق احمدیہ تحریک

دش ایٹکم بحریہ ۱۶ اگست اشاعت صبح کے ایک آرٹیکل کا اقتباس
تحریک احمدیہ پر انگریزوں کا تنخواہ دار ہونے کا الزام لگایا گیا ہے۔ (ای ڈی یعنی

ادبیر)

کسی احمدی کو ایسے امام کے پیچھے نماز نہ پڑھنی چاہئے جو اس کا فرقہ کا نہ ہو۔ غیر احمدی کو اس کی لڑکی عقد نکاح میں نہ دینی چاہئے۔ غیر احمدی کی قمیض و کتھن میں ایک احمدی کو حصہ نہ لینا

۱۔ اگرچہ ہم ترکش سفارت کے امام شکاری بے کو ایک سیدھا مسلمان سمجھتے ہیں۔ اس کی موجودگی صرف اس وجہ سے سمجھی جاسکتی ہے کہ وہ آج کل برلین میں افغان سفارت کے لئے بھی امام کا کام کر رہے ہیں۔ اس لئے ممکن ہے کہ افغانی سفیر نے جو اس فرقہ سے دوستانہ مراسم رکھنے میں مشہور ہیں۔ اپنے ہمراہ رسم میں چلے کو کہا ہے۔

چاہئے۔ (احمد مصلح عالم۔ اس کے دعاوی اور ہدایت اسی کے الفاظ میں سکندر آباد ۱۹۴۰ء ص ۵۴۔ احمدیوں کے نزدیک جو مسلمان فرقہ احمدیہ سے تعلق نہیں رکھتے وہ ہیئتاً کافر ہیں۔

یہ ظاہر ہے کہ شروع ہی ہے اس قسم کا اختلاف احمد (مرزا قادیانی) اور اس کے متبعین کے خلاف مسلمانی حلقوں میں سخت مخالفت پیدا کرتا ہے۔ اس مخالفت کو اس خاص مقصد سے اور بھی زیادہ تقویت پہنچتی ہے۔ جو احمد (مرزا قادیانی) اور اس کے پیروں کو انگلستان کی طرف ہے۔ بحال ہونے والا اسلام انگلستان کو اپنا جانی دشمن پاتا ہے۔ ہندوستان مشرقی قریب اور مصر کے مسلمان ہر اجنبی اور سب سے اول انگریزی حکومت کو اپنے اوپر سے بلا شرط دھکارتے ہیں اور اپنا سہارا اور قوت اس قومی تحریک میں پاتے ہیں جو اسلام میں اٹھ رہی ہے۔ مرزا غلام احمد جو ایک خدا کی حکومت امن کی جو مذہبی اور اخلاقی قوتوں سے پیدا ہوتی ہے۔ تبلیغ کرتا ہے۔ شروع سے جہاد کرنا ناجائز کہتا ہے۔ اس پناہ اور آزادی نے جو اس کی مذہبی تحریک کو اس کے دشمنوں کے سخت سے سخت ایذا رسانی کے مقابلہ میں انگریزی قانون کی بدولت حاصل ہے۔ اس کی نظر میں ہندوستان میں حکومت انگریزی کو ”رحمت اور برکت“ قرار دیا۔ (گیم بک مندرجہ بالا ص ۳۷) گورنمنٹ انگریزی کی بے چون و چرا اطاعت تحریک احمدیہ کا واضح طور پر بیان کیا ہوا آج تک اور ہمیشہ کے لئے ایک بنیادی اصول ہے۔ بہت سے مقامات مذکورہ بالا کتاب کے اور خاص کر ایک چھوٹی سی کتاب موسومہ ”اے پریذیڈنٹ ڈائج۔ آر۔ ایچ دی پرنس آف ویلز فرام دی احمدیہ کیونٹی“ (کلکتہ ۱۹۲۲ء صفحات ۵ تا ۵ وغیرہ) اگر احمدی بھان و مال شاہی احکام کی تعمیل کے لئے اپنے آپ کو پیش کرتے ہیں۔ جیسا کہ اے پریذیڈنٹ وغیرہ سے ظاہر ہوتا ہے۔ ”جب کبھی ملک معظم کو ہماری خدمات کی ضرورت لاحق ہو۔“ تو ہر شخص اس بے اعتباری کی وجہ دیکھ سکتا ہے جو موجودہ حالت میں ان پر جاتی ہے۔ اور انگلستان کی بڑی بیوقوفی ہوگی۔ اگر وہ ایسے آلہ کا وقت پر استعمال نہ کرے احمدیہ تحریک اس لئے اسی اثناء میں بڑھ گئی ہے۔

صدر مقام قادیان میں ہے جہاں ”مقدس نئی“ متولی نے مولوی نور الدین کو خلیفہ مقرر کیا جس کی جگہ موجودہ دوسرا خلیفہ مرزا بشیر الدین محمود کام کرتا ہے۔..... یہ دعویٰ کیا گیا ہے کہ تعمیر ہونے والی مسجد کا خرچ پوری طرح سے دولت مند احمدی مستورات برداشت کریں گی جو سونا اور جواہرات پیش کرتی ہیں۔ (احمدی تبلیغی پرچہ ”مسلم سرایز“ شکار کوئٹہ ص ۳۳، ۳۴)

مختلف شاخوں کی ایک حد تک یہ کیفیت ہے کہ جن کے وسائل انگلستان استعمال کرتا ہے۔ طبعی طور پر وہ احمد (مرزا قادیانی) کے خاص ارشادات جن کی اس کے متبع علانیہ اور کھلے دل سے حمایت کرتے ہیں۔ اکثر باعث مشکلات ہوئے ہیں۔ اس احمدیہ فرقہ کے ایک خاص شعبہ میں جس کا مرکز لاہور۔ ہندوستان میں اور دوکنگ لندن جنوب مغرب (انگلستان) میں ہے۔ ان مشکلات کو رفع کر دیا گیا ہے۔ اس جماعت میں ایم محمد علی (لاہور) اور خواجہ کمال الدین (دوکنگ) بڑا حصہ لے رہے ہیں۔ یہ جماعت احمدیہ کے ارشادات پر سے خاموشی سے گزر جاتی ہے۔ اور اپنے آپ کو عام مسلمان ظاہر کرتی ہے اور اپنے آپ کو احمدیہ تحریک سے بالکل الگ رکھتی ہے۔ اس جماعت کی احمدی شان اس شخص پر نمایاں ہے جو بنظر تامل دیکھتا ہے اور نیز اس قرآن سے جس کو محمد علی نے شائع کیا ہے۔ اس کا خاص اخبار اسلامک ریویو ہے۔

خواجہ کمال الدین دور دراز کے تبلیغی سفر کر چکے ہیں۔ من جملہ ان کے ڈیج انڈیز کو بھی گئے ہیں۔ جنگ عالم کے شروع میں جب کہ مکہ کے شریف حسین کو ترکی سے توڑ کر انگلستان کا ساتھی بنانے کا مسئلہ پیش تھا۔ خواجہ کمال الدین مکہ میں تھے۔ اب اس وقت جب کہ عربستان میں معاملات انگلستان کے غیر مفید صورت اختیار کر رہے ہیں۔ خواجہ کمال الدین دوبارہ مکہ میں ہیں۔ احمدیہ کی اس شاخ میں بہت سے انگریز شامل ہو گئے ہیں۔ منجملہ جن کے خاص طور سے لارڈ ہیڈلے پیش پیش ہیں۔ لارڈ ہیڈلے خواجہ کمال الدین کے ساتھ مصر اور مکہ کو گئے ہیں۔ برلین میں جہاں یہ آشکارا ہے کہ ایک بڑی تعداد مشرقیوں خصوصاً ہندوستانیوں اور مصریوں کی رہتی ہے۔ احمدیہ کی اس شاخ کے قائم مقام صدر الدین اور عبد المجید ہیں۔ جن کے پاس روپیہ بکثرت ہے۔ وہ بھی یہاں فریبلیمز پلاز پر ایک مسجد بنوانا چاہتے ہیں۔

فریڈیرکس نمبر ۳۳ بابت اگست ۱۹۲۳ء

ولیم اسٹین پر شار لاسمرگ میں سنگ بنیاد رکھنے کی ایک رسم مزاحمتوں سے ممنوع ادا ہوئی اسلامی احمدیہ فرقہ ایک مسجد دو گنبدوں اور دو پتکے اونچے میناروں والی بنانے والا ہے۔ سنگ بنیاد کی رسم کے وقت بہت سے شبہ کرنے والے پاکباز موجود تھے۔ منجملہ ان کے ڈاکٹر فرے انڈ سیکرٹری آف سٹیٹ اور ڈاکٹر میٹز ضلع برٹبرگ کے چیف پریذیڈنٹ تھے۔ احمدی فرقہ کے لوکل قائم مقام نے اپنی افتتاحی تقریر میں جو انگریزی زبان میں تھی۔ نہایت خوبصورتی سے بیان کیا کہ احمدیہ فرقہ نے دنیا کے تمام حصص میں خالص اسلام کا مذہب تلقین کرنا اپنا مذہب ٹھہرایا ہے۔ نئی

مسجد کی تعمیر کی ضرورت اس وجہ سے تھی کہ ”ایماندار گئے لئے خدا کا ایک گھر اور دوسرے مذہب والوں کے لئے ایک بیت العلم دیا جائے۔ لیکن یکا یک ایک واقعہ پیش آیا۔ ایک مصری نے تقریر کی اجازت مانگی اور وہ یہ ثابت کرنے کے لئے تیار تھا کہ احمدی انگریزوں کے تنخواہ دار ہیں اور مسجد انگریزی روپیہ سے بنائی جا رہی ہے۔ مخالف کو خوشی منانے کی جگہ سے ہٹالے جانے کے لئے ایک پولیس مین کو بلانے کی وجہ سے یہ خلاف امید نظارہ ختم ہو گیا جو جرمن موجود تھے وہ فوراً رسم کی جگہ سے چلے گئے۔ کیونکہ ان کی رائے یہ تھی کہ جرمنی دلچسپی اور ہمدردی آج کل مظلوم اقوام کی طرف ہونی چاہئے اور رسم میں مدد کرنا بطور شان بڑھانے والوں کے ایک ایسے مقصد میں جو ان لوگوں کی تحریک آزادی بخلاف ہو جن کو انگلستان نے ستار کھا ہے اور جن کے ممبر برلین میں رہ رہے ہیں۔ جرمنوں کی شان کے خلاف ہے۔

بد قسمتی ہے سرکاری جرمن نمائندے جو اس رسم میں شریک تھے۔ اس خیال کے نہیں معلوم ہوئے کیونکہ وہ نہ صرف وہاں موجود ہے بلکہ شام کے انتظام کے دوران کہا جاتا ہے کہ ”جرمن پبلک کی جانب سے“ اسٹوڈینٹ ڈائریکٹر ڈاکٹر شوٹھس نے تقریر بھی کی۔ یہ بتانا ضروری نہیں ہے کہ یہ صاحب کسی صورت سے بھی برلین آبادی کی طرف سے پیش ہونے کا اختیار نہیں رکھتے تھے۔ اسی اثناء میں یہ عیاں ہو گیا کہ قیصر ڈیم پر یہ مسجد پان انگلش مقصد کہتی ہے۔ اور ہر شخص کو مصری قومی پارٹی کی برلین کمیٹی کا شکر گزار ہونا چاہئے کہ اس نے ہمارے پاس حسب ذیل اعلان بھیجا۔

”احمدی تحریک، میں خالص انگریزی نوآبادیات کی سیاست کو عمل میں لانے کے ہندوستانی اور انگریز مجتمع ہوئے ہیں۔ ایسی مذہبی متحد جماعتوں میں سرگرمی سے انگلستان اسلامی دنیا پر زبردست اثر حاصل کرنا چاہتا ہے۔ اچھا ہے احمدیہ پارٹی یا زیادہ موثر بن برطانی گورنمنٹ برلین میں ایک مسجد بنائے جس میں پان انگلش تبلیغ (پروپیگنڈہ) کا کام کیا جائے۔ بحیثیت نیشنلسٹ اور مسلمان ہونے کے ہم اس نہایت خطرناک تحریک کے خلاف ہوشیار کرنا اپنا فرض سمجھتے ہیں ورنہ ہم سب کے سب جہنم میں پڑیں گے۔

بالکل صحیح ہے اور ہم اس سے کسی حالت میں بھی اتفاق نہیں کر سکتے۔ خصوصاً جب کہ جرمنی کی قسمت میں فرانس کی نوآبادی ہونا لکھا ہے۔

احمدیہ تحریک

بانی احمدیہ القادیانی دنیا کے لئے زمانہ حال کا موعود و مخیر جس کو خدا موجد زمانہ مادیت میں
نئی نوع انسان کی ہدایت کے لئے مبعوث کیا۔ (دیکھو پمفلٹ مسمومہ "اکٹریٹ فرام ہولی قرآن ص ۱۸۰)
"وہ مسلمانوں کے لئے مسیح موعود اور مہدی ہے۔"

"وہ عیسائیوں کے لئے اور یہودیوں کے لئے موعود شفیع (نجات دہندہ) ہے۔"

"وہ ہندوؤں کے لئے کالکی اوتار اور کرشن کا اوتار ہے۔"

"وہ زرتشتیوں کے لئے سوشیانت ہے۔"

"مختصر یہ ہے کہ یہ وہی دنیا کی پچھلی قوموں کے نبیوں کی قوتوں اور روحانیوں کا مجموعہ
لسانی مخیر ہے۔ جس کا بے حد شوق سے انتظار تھا اور تلاش تھی۔" یہ مجملہ ان خاص صفات کے ہیں
جس سے اس عجیب العمل شخص نے اپنے میں ہونا دنیا کے سامنے بیان کیا ہے۔ اگرچہ وہ اس
کے متبعین علی الاعلان بیان کرتے ہیں کہ اس کی آمد سے تمام مسلمانوں۔ عیسائیوں، یہودیوں اور
ہندوؤں میں امن اور خوشی کا دور دورہ ہونا تھا۔ مگر ہم سخت افسوس سے دیکھتے ہیں کہ یہ تمام نہیں
وعدے بالکل قابل افسوس انا کام ثابت ہوئے۔ اس کے کہنے کی ضرورت نہیں جبکہ مصیبت زدہ
انسان ہمیشہ زیادہ مصیبت اور گڑبڑ میں پھنس گیا۔ پرندائیں!

..... کی تہ امیر کا شکر یہ۔ انسانوں کا خون چوسنے والا۔

گلور انگریزوں کو گوشت خوار قرار دیتا ہے۔

ہندوستان کو ایک خط میں جو اخبار پر اپاشی کلکتہ میں شائع ہے ڈاکٹر رابند ناتھ گورنوبل
پرائیز میں انگریز کی صفت یوں بیان کرتے ہیں:

"جب سے میں لندن میں آیا ہوں اس قدر لوگوں سے گھرا رہا ہوں کہ خط و کتابت
قریب قریب ناممکن ہو گئی ہے جو کچھ میں دیکھتا ہوں اور سنتا ہوں اس سے میں اب ایک بات واضح
طور سے سمجھتا ہوں ایسی واضح کہ کبھی پہلے نہ تھی کہ فی الحال ہم پوری طرح اور بری طرح سے گوشت
خوار انگریزوں کی ایڑیوں کے نیچے ہیں۔ وہ بے اعتنا طاقتور ہیں۔"

پچھلے سال پنجاب میں نہایت خوف ناک انگریزی مظالم کے وقت میں نے یہ خیال کیا
کہ وہ بالکل اتفاقی ہوں گے۔ جن کی خالص وجہ صرف ناگہانی خوف ہوگا۔ لیکن اس موضوع پر
پارلیمنٹ بالکل اتفاقی ہوں گے جن کی خالص وجہ صرف ناگہانی خوف ہوگا۔ لیکن اس موضوع پر

پارلیمنٹ کی مباحثوں کی سرکاری رپورٹ سے میں اب اچھی طرح جان گیا ہوں۔ کہ وہ وحشیانہ شگدلانہ بے رحمی ان کی رگوں میں بہنے والے خون کے ہر ذرہ میں داخل ہے اور یہی طرح ان کی ہڈیوں کے گودے میں بھرے ہوئے ہیں۔ یہاں بعض ان انسانی ہستیوں کے جنرل ڈائر کے خون آلود کارناموں کو بطور اعلیٰ درجہ کی بے رحمی کے سراہا ہے۔

اسی کے سلسلہ میں انگلستان کی عورتوں میں بھی خون آشام خونخواری کی باغیانہ علامات پر مجھ کو بے انتہا دکھ لگا۔ وہ وقت آگیا ہے کہ ہم کو پوری طرح سے مان لینا چاہئے کہ برٹش گورنمنٹ اور برٹش لوگوں سے کسی قسم کی کوئی امید نہ رکھنی چاہئے۔ ان سے کسی قسم کی توقع نہ رکھنی اپنی توہین کرتی ہے۔ ہم اب تک اس امید کے فریبی آسیب کے نشہ آور جادو میں مبتلا رہے کہ وہ دینے اور ہم لیں گے۔ ان کا کام دینا تھا۔ اور ہم بھکاری۔ لیکن ہم درحقیقت خوش قسمت ہیں کہ وہ عطایا کے قابل ہی نہیں ہیں۔ کیونکہ عطیات کمزوروں کو بہ نسبت دھوکہ بازی کے دیر یا سیر برباد ہی کر دیتے ہیں۔ اگر ہم مضبوط ہوتے۔ اگر ہم طاقت ور ہوتے تو قبول عطیات کو ہم کو چھوٹا نہ بناتے۔ ہماری رعوں کو خراب نہ کرتے۔ ہر بڑی قوم دوسروں سے عطیات قبول کرتی ہے۔ یہ مثل فلیس وصول کرنے کے ہے۔ بھرا ہوا ہمیشہ بھر جاتا ہے۔ بادشاہ ہمیشہ وصول کرتا ہے مگر بھکاری کبھی نہیں۔ تو ہمارے لئے اس سے موت بہتر ہے کہ ہم انگریز جیسے لوگوں سے بخشش حاصل کرنے کو ہاتھ پھیلائیں۔

۱۔ قتل عام کے دام۔ اس کے پنجاب (ہند) کے ہزاروں غیر مسلح بے پناہ بے قصور مردوں، عورتوں اور بچوں کو قتل کرنے کی کامیاب کارروائی کی وجہ سے (فرقہ احمدیہ کا مرکز جنرل ڈائر کو اس کی عمر درازی کے لئے کافی انعام مل چکا ہے۔ مارننگ پوسٹ کی خبر کے بموجب انگریزوں نے ۱۶ ہزار پوٹھ سے زائد ایک فنڈ کھولا ہے۔ علاوہ انہیں ہندوستان کے مالیہ سے ڈائر کو ۶۵ لاکھ سالانہ طے گا۔ اس وقت کے بعد پنشن پر وہ ۸۰ لاکھ سالانہ کی پنشن کا مستحق ہوگا۔ کوئی تعجب نہیں کہ سلطنت برطانیہ میں پیشہ قاتل اور پھانسی دینے والے پھرتے ہیں۔ برٹش پارلیمنٹ اخبارات اور پبلک نے ڈائر کو بطور بطل وقت کے سراہا ہے اور اس کے ہندوستانیوں کے خون میں ہاتھ رنگنے کے کام پر اپنی مہر پسندیدگی ثبت کر دی ہے وہ کہتے ہیں یہ تورات کی فطرتی تھی اور ہندوستانیوں کے جانوں کے مال کی جرمانہ میں حکومت برطانیہ قاتل کی جیب بھرنے کے لئے لوگوں سے کھینچ رہی ہے۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
الحمد لله الذي هدانا لهذا
ما كنا لنهتدي لولا أن هدانا الله

مرزائیوں کے کافرانہ عقائد

حضرت مولانا غلام ربانی جوہر آبادیؒ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

عرض مؤلف

برادران محترم یہ چند تحریرات ”مرزائیوں کے کافرانہ عقائد“ کے عنوان سے صرف اس لئے قلم بند کئے ہیں تاکہ بے خبر مسلمان مرزائیوں کے خطرناک عقائد اور مقاصد سے مطلع ہو کر اپنے اور اپنے متعلقین کے ایمان کی حفاظت کر سکیں۔ مرزائی یہ تاثر دیتے ہیں کہ ہم بڑے بااخلاق ہیں..... اس مختصر تحریر میں آپ پر واضح ہو جائے گا۔ کہ مرزا غلام احمد نے تمام مسلمانوں کے لئے وہ گندی زبان استعمال کی ہے کہ کوئی شریف آدمی سن ہی نہیں سکتا۔ بولنا اور لکھنا تو درکنار مرزا غلام احمد نے لکھا ہے کہ جو میری نبوت کو نہیں مانتے وہ کتے فخریہ ولد الحرام (حرامی) اور لعنتی ہیں اور بکے کافر ہیں۔

مرزا قادیانی نے کبھی محدث ہونے کا دعویٰ کیا اور کبھی مجدد ہونے کا اور کبھی مہدی ہونے کا اور کبھی عیسیٰ ہونے کا اور کبھی عین محمد ﷺ ہونے کا اور پھر بد بخت نے مستقل نبی ہونے کا جھوٹا دعویٰ کیا چونکہ جھوٹے کے پتے نہیں ہوتے۔ قلابازیاں کھاتے ہو اس نے خدائی کا دعویٰ کیا اور پھر اس بد بخت نے اللہ پاک کی شان میں شرمناک توہین کی کہ کوئی شریف انسان سن ہی نہیں سکتا۔ مرزا نے لکھا کہ خدا نے میرے ساتھ قوت رجولیت آزمائی (یعنی میرے ساتھ وہ کام کیا جو مرد عورت کے ساتھ کرتا ہے) مسلمانو! انصاف کرو۔ کیا یہ مرزائی پاکستان میں رہنے کے قابل ہیں۔ کیا اس قابل نہیں کہ ان کو کسی اسرائیل میں بھیج دیا جائے جہاں کی یہ پیداوار ہیں۔ آخر میں مارشل لاء حکومت سے پوچھتا ہوں کہ آپ کا یہ دعویٰ ہے کہ فوج جنر افغانی سرحدوں کے ساتھ ساتھ نظریاتی سرحدوں کی حفاظت بھی کرتی ہے کیا مرزائیوں سے بڑھ کر نظریہ پاکستان کا کوئی اور دشمن ہو سکتا ہے۔ کیا کسی ملک کے بنیادی نظریہ کے بدترین دشمنوں کو اس ملک کے اعلیٰ عہدوں پر فائز کیا جاسکتا ہے۔ کیا ملک کے اور اسلام کے دشمنوں کو بڑے بڑے عہدے دینا خود ملک دشمنی نہیں ہے؟ وقت کے حکمرانوں سے قوم اس بنیادی سوال کا جواب مانگتی ہے۔

مؤلف: حضرت مولانا مفتی غلام ربانی

۱۶ مارچ ۱۹۸۴ء

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله وحده والصلوة والسلام على من لا نبی بعده

ما کان محمدا ابا احد من رجالکم ولكن رسول الله وخاتم النبیین (القرآن)
قرآن عزیز کی اس آیت کے بعد کب کوئی محفل باقی رہتی ہے کیا یہ آیت واضح طور پر
یہیں بتا رہی ہے کہ حضور خاتم النبیین ہیں اور حضور ﷺ نے خود احادیث میں اس کی تفسیر فرمائی
ہے کہ: ”انا خاتم النبیین لا نبی بعدی“

دوسری دلیل قرآن میں جب صلی علیہ السلام کو خطاب فرمایا حضور ﷺ کے بارے میں
تویں فرمایا: ”یأتی من بعدی اسمه احمد“ چونکہ حضرت صلی علیہ السلام کے بعد حضور ﷺ
نے آقا کا اس لئے من بعدی فرمایا اور جب اللہ پاک نے حضور ﷺ سے خطاب فرمایا تو سورہ
بقرہ کی اوپر کی آیات میں یوں فرمایا: ”والغنین یؤمنون بما انزل الیک وما انزل من
قبلك“ ”مومن وہ لوگ ہیں کہ جو ایمان لاتے ہیں اس کلام پر جو آپ سے پہلے نازل ہوا اور اس
کلام پر جو کہ آپ کی طرف نازل ہوا۔“

پس چونکہ نبوت ختم ہو چکی تھی آپ ﷺ کے بعد کسی نبی نے نہیں آنا تھا۔ اس لئے
”الیک“ یہ بات ختم فرمادی اور ”من بعدک“ نہیں فرمایا۔ مومنہ کے لئے یہ دو آیات کریمہ پیش
کر دیں۔ اور قرآن عزیز کی بہت سی آیات سے ختم نبوت ثابت ہے۔

احادیث میں ہے: ”انہ سیکون فی امتی کذابون ثلاثون کلہم یزعم
انہ نفس الله وانا خاتم النبیین لا نبی بعدی“ (ابوداؤد ج ۳ ص ۱۷۷ ترمذی ج ۳ ص ۳۵)
عقرب میری امت میں ۳۰ کے قریب جوئے پیدا ہوں گے۔ ہر ایک دعویٰ کرے گا کہ میں نبی
ہوں لیکن میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ ایک اور حدیث میں حضور ﷺ
فرماتے ہیں کہ: ”ان الرسلۃ والنبوۃ قد انقطعتم فلا رسول بعدی ولا نبی
بعدی (ترمذی ج ۲ ص ۵۰۳ کنز العمال ج ۱۰ ص ۳۶۷)“ ”رسالت اور نبوت ختم ہو چکی ہے۔
میرے بعد نہ کوئی رسول آئے گا اور نہ کوئی نبی آئے گا۔ یہ دو احادیث پاک بطور مومنہ کے پیش کیں
ورنہ بے شمار احادیث سے حضور ﷺ کی ختم نبوت ثابت ہے۔

کئی ناظرین کرام خود غور فرمائیں کہ حضور کے واضح ارشادات کے بعد کوئی بھی اگر

نبوت کا دعویٰ کرے گا تو وہ جھوٹا کذاب اور دجال نہیں ہوگا؟ تو اور کیا ہوگا اب مرزا غلام احمد کی جھوٹی تحریروں کو ملاحظہ فرمائیں۔

خدا کی کے دعوے اور خدا کی توہین

☆..... ”میں نے خواب میں دیکھا کہ میں خدا ہوں میں نے یقین کر لیا کہ میں وہی ہوں۔“

(آئینہ کلمات ص ۵۶۳، خزائن ج ۵ ص ایضاً، کتاب البریہ ص ۸۵، خزائن ج ۳ ص ۱۰۳)

☆..... ”مرزا غلام احمد خدا کا اعلیٰ نام ہے۔“ (تذکرہ ص ۳۹۲ طبع سوم)

☆..... ”انت منی بمنزلہ اولادی (اے مرزا تو مجھ سے میرے اولاد جیسا ہے)“

(البعین نمبر ۳ ص ۱۹، خزائن ج ۷ ص ۳۵۴)

☆..... ”تو مجھ سے بخولہ میرے فرزند کے ہے۔“ (حقیقت الہی ص ۸۶، خزائن ج ۳ ص ۳۲)

(ص ۸۹)

☆..... ”اسمع ولدی اے میرے بیٹے سن!“ (البشری ج ۱ ص ۳۹، الہامات مرزا قادیانی)

☆..... ”خدا قادیان میں نازل ہوگا۔“ (تذکرہ طبع سوئم ص ۳۳۷، مجموعہ الہامات مرزا قادیانی)

☆..... ”خدا کی مانند“ (ماشیر البعین نمبر ۳ ص ۲۵، خزائن ج ۷ ص ۴۱۳)

☆..... ”یوم یأتی ربک فی ظلال من الغمام (اس دن بادلوں میں تیرا خدا آئے گا۔

یعنی انسانی مظہر (مرزا) کے ذریعے اپنا جلال ظاہر کرے گا)“

(حقیقت الہی ص ۱۵۳، خزائن ج ۳ ص ۱۵۸)

☆..... ”اعطیت صفت الافناء والاحیاء من رب الفعال (مجھے خدا کی طرف سے

مارنے اور زندہ کرنے کی صفت دی گئی۔)“ (خطبہ الہامیہ ص ۲۳، خزائن ج ۶ ص ۵۶)

☆..... ”اے مرزا تیری یہ شان ہے کہ تو جس چیز کو کن کہہ دے تو وہ فوراً ہو جاتی ہے۔“

(حقیقت الہی ص ۱۰۵، خزائن ج ۳ ص ۱۰۸)

☆..... ”اللہ تعالیٰ نے مرزا سے کہا“ میں نماز پڑھوں گا اور روزہ رکھوں گا جاگتا ہوں اور سوتا

ہوں۔“ (الہامات مرزا قادیانی، تذکرہ طبع سوئم ص ۴۶۰)

☆..... ”خدا نے فرمایا: میں اسباب کے ساتھ اچانک تیرے پاس آؤں گا خطا کروں گا اور

بھلائی کروں گا۔ میں اپنے رسول کے ساتھ محیط ہوں۔“ (الہامات مرزا قادیانی، تذکرہ طبع سوئم ص ۴۶۲)

☆..... ”اے چاند! اے خورشید تو مجھ سے ظاہر ہوا ہے اور میں تجھ سے۔“

(حقیقت الہی ص ۷۴، خزائن ج ۳ ص ۷۷)

☆..... ”تو ہمارے پانی میں سے ہے اور وہ لوگ (بزدلی) سے۔“
(انجامِ اسقلم ص ۵۵، خزائن ج ۱۱ ص ۵۵)

☆..... ”خدا نے تعالیٰ نے سرخی کی سیاہی سے دستخط کر دیئے۔“
(تزیین القلوب ص ۳، خزائن ج ۱۵ ص ۱۹۷، حقیقت الوحی ص ۲۵۵، خزائن ج ۲۲ ص ۲۶۷)

☆..... ”مرزا قادیانی مکن فیکون کے خدائی اختیارات کا مالک ہے۔“
(تذکرہ طبع سوئم ص ۵۱۷)

☆..... ”سچا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔“
(دافع البلاء ص ۱۱، خزائن ج ۱۸ ص ۲۳۱)

☆..... ”مرزا خدا سے ہے اور خدا مرزا سے ہے۔“
(تذکرہ ص ۳۳۶)

خدا کی شرم ناک توہین

”مرزا غلام احمد خدا کی روح ہے۔“
(تذکرہ طبع سوئم ص ۷۳۳)

”مرزا غلام احمد خدا کا بازو ہے۔“
(تذکرہ ص ۳۱۹)

”مرزا قادیانی خدا کی توحید و تفرید ہے۔“
(تذکرہ طبع سوئم ص ۶۶)

”مرزا مسیح موعود نے ایک موقع پر اپنی حالت یہ ظاہر فرمائی ہے کہ..... کشف کی حالت آپ پر اس طرح طاری ہوئی کہ گویا آپ عورت ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ”رجولیت“ کی قوت کا اظہار فرمایا۔“
(ٹرکٹ نمبر ۲۳، اسلامی قربانی ص ۱۲)

انگریزی نبی کے انگریزی الہامات

مرزا قادیانی لکھتا ہے۔ ”یہ بالکل غیر معقول اور بے ہودہ اعتراض ہے کہ انسان کی اصل زبان تو کوئی اور ہو اور الہام کسی اور زبان میں ہو۔ جس کو وہ سمجھ نہیں سکتا۔“

(چشمہ معرفت ص ۲۰۹، خزائن ج ۲۳ ص ۲۱۸)

دوسری جگہ مرزا قادیانی لکھتا ہے کہ ”زیادہ تعجب کی بات یہ ہے کہ بعض الہامات مجھے ان زبانوں میں ہی ہوتے ہیں جن سے مجھے کچھ بھی واقفیت نہیں جیسے انگریزی وغیرہ۔“

(نزول المسح ص ۵۷، خزائن ج ۱۸، ص ۳۳۵)

انگریزی میں وحی

I Love you

میں تم سے محبت کرتا ہوں۔

I am with you میں تمہارے ساتھ ہوں۔
 Yes I am happy ہاں میں خوش ہوں۔
 I shall help you میں تمہاری مدد کروں گا۔
 Life is pain زندگی دکھ ہے۔

(تذکرہ ص ۶۳، ۶۴، طبع سوم)

حضور انور ﷺ کی گستاخی و توہین

”رسول کریمؐ میسائیوں کے ہاتھ کاغیر کھالیتے تھے۔ حالانکہ مشہور تھا کہ سور کی چربی اس میں پڑتی ہے۔“

(افضل ۱۲، فروری ۱۹۳۳ء)

”یہ بالکل صحیح بات ہے کہ ہر شخص ترقی کر سکتا ہے اور بڑے سے بڑا درجہ پاسکتا ہے۔“

(اخبار الفضل ۷، ارجیلائی ۱۹۳۲ء)

”حق یہ کہ محمد رسول اللہؐ سے بھی بڑھ سکتا ہے۔“

(حضرت مسیح موعود (مرزا) علیہ السلام کا ۱۹۱۱ء میں دار نقباء آنحضرت ﷺ سے زیادہ تھا۔)

محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں
 اور آگے سے ہیں بڑھ کر شان میں
 محمد دیکھتے ہیں جس نے اکمل
 قلام احمد کو دیکھے قادیان میں

(اخبار پیام ص ۱۳، مارچ ۱۹۱۶ء)

”اس کے (حضور انور) لئے (صرف) چاند گرہن کا نشان ظاہر ہوا اور میرے لئے

چاند اور سورج دونوں (گرہن) کا۔“

(اخبار احمدی ص ۱۷، خوشی ص ۱۹۳ ص ۱۸۳)

”حضرت مرزا صاحب کے ذریعہ اسلام زندہ ہوا۔ قرآن کریم زندہ ہوا محمد ﷺ زندہ

ہوا خدا کی توحید زندہ ہوئی۔“

(اخبار الفضل قادیان ص ۴۸، ۸۹، مورخہ ۱۲ اگست ۱۹۱۳ء)

”مرزا قلام احمد کی ٹھیک وہی شان وہی نام وہی رتبہ وہی منصب ہے جو آنحضرت کا

تھا۔“

”چودھویں صدی سے تمام انسانوں کے لئے رسول مرزا قلام احمد ہے۔“

(تذکرہ ص ۲۵۵، طبع سوم)

”سبح موعود (غلام احمد) خود محمد رسول اللہ ہے۔“

(کتاب الفصل ۱۵۸ منہجہ دیوبند ص ۱۶۱) ۱۹۱۵ء رحلت العالمین مرزا غلام احمد ہے تذکرہ ص ۱۸۵، بیچ ص ۴۱

”خاتم الانبیاء مرزا غلام احمد قادیانی ہے۔“ (مرزا ابیہار الفضل مورخ ۲۶ ستمبر ۱۹۱۵ء)

”وہ (مرزا) وہی فخر الاولین والآخرین ہے جو آج سے تیرہ سو برس پہلے رحمت

العالمین بن کر آیا۔“ (ابیہار الفضل قادیان مورخ ۲۶ ستمبر ۱۹۱۵ء)

”آنحضرت ﷺ کے زمانہ کا اسلام پہلی رات کے چاند کی طرح (بے نور) اور مرزا

غلام احمد کے زمانہ کا اسلام چودھویں کے چاند کی طرح تاباں و درخشاں ہے۔“

(خطبہ الہامیہ ص ۱۸۲، خزائن ج ۱ ص ۱۶۲)

”آنحضرت کے ہجرات تین ہزار تھے۔“ (تحدید کلام ص ۴۹، خزائن ج ۱ ص ۱۵۳)

”مرزا غلام احمد کے ہجرات تین لاکھ سے بھی زائد ہیں۔“

(حقیقت النبی ص ۱۲، خزائن ج ۱ ص ۱۳۳)

”مرزا قادیانی کی روحانیت آنحضرت ﷺ سے اقویٰ اور اکمل اور ارشد۔“

(خطبہ الہامیہ ص ۱۸۱، خزائن ج ۱ ص ۱۶۲)

”زمانہ آنحضرت ﷺ کی بیروی مداحیات نہیں بلکہ صرف مرزا غلام احمد کی بیروی سے

نجات ہوگی۔“ (درمیں خبر ص ۶، خزائن ج ۱ ص ۳۳۵، حاشیہ)

”خدا تعالیٰ نے اور اس کے پاک رسول نے سب موعود کا نام نبی اور رسول رکھا ہے اور

تمام نبیوں نے اس (مرزا) کی تعریف کی ہے۔“ (نزول المسیح ص ۴۸، خزائن ج ۱ ص ۴۲۶)

”سبح موعود خود محمد رسول اللہ ہے جو اشاعت اسلام کے لئے دوبارہ دنیا میں تشریف

لائے۔“ (کتاب الفصل رسالہ دیوبند ص ۱۸۵، ج ۱ ص ۴۱۵)

”خدا نے میرا نام محمد احمد رکھا ہے اور مجھے آنحضرت ﷺ کا ہی وجود قرار دیا“

(ایک لفظی کا ازالہ ص ۱۸، مرزا قادیانی، خزائن ج ۱ ص ۱۶۲)

”قادیان میں اللہ تعالیٰ نے پھر ﷺ کو اتارا تا کہ اپنے وعدے کو پورا کرے۔“

(کتاب الفصل رسالہ دیوبند ص ۱۰۵، ج ۱ ص ۴۱۵)

”خدا کے نزدیک اس (مرزا) کا ظہور مصطفیٰ کا ظہور بتایا گیا۔“

(خطبہ الہامیہ ص ۲۰۰، خزائن ج ۱ ص ۱۶۷)

”آنحضرت ﷺ کو دیکھو کہ جب آپ پر فرشتہ جبرائیل ظاہر ہوا تو آپ نے فی الفور یقین نہ کیا کہ یہ خدا کی طرف سے ہے بلکہ حضرت خدیجہ کے پاس ڈرتے آئے۔“

(تذکرہ حقیقت الوحی ص ۱۳۰، خزائن ج ۲۲ ص ۵۷۸)

”دنیا میں کوئی نبی نہیں گزرا جس کا نام مجھے نہیں دیا گیا میں آدم ہوں، میں نوح ہوں، میں ابراہیم ہوں، میں اسحاق ہوں، میں یعقوب ہوں، میں اسماعیل ہوں، میں موسیٰ ہوں، میں داؤد ہوں، میں عیسیٰ ہوں، میں محمد ﷺ ہوں۔“

حقیقت الوحی ص ۷۳، خزائن ج ۲۲ ص ۷۶

تمام انبیاء علیہم السلام پر فضیلت کا دعویٰ

حضرت آدم علیہ السلام، حضرت نوح علیہ السلام، حضرت یوسف علیہ السلام، حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر فضیلت کا دعویٰ۔

”انبیاء علیہم السلام میں سے بہتوں سے آپ بڑے تھے۔ ممکن ہے کہ سب سے بڑے ہوں۔“

(الفضل قادیان ج ۸، ۲۹، ۸۵، ۲۹، ۱۹۲۳ء)

آدم پر فضیلت کا دعویٰ

”آدم ثانی حضرت ثانی حضرت مسیح موعود جو آدم اول سے شان میں بڑا ہوا۔“

(ملائکۃ اللہ ص ۶۵)

حضرت نوح علیہ السلام پر فضیلت کا دعویٰ

”خدا تعالیٰ نے میرے لئے اس کثرت سے نشان دکھائے کہ اگر نوح کے زمانے میں وہ نشان دکھائے جاتے تو وہ لوگ غرق نہ ہوتے۔“

(حقیقت الوحی ص ۱۳۷، خزائن ج ۲۲ ص ۵۷۵)

حضرت یوسف علیہ السلام پر فضیلت کا دعویٰ

”ہاں اس امت کا یوسف (مرزا غلام احمد) اسرائیلی یوسف سے بڑھ کر ہے۔“

(ماہین احمدیہ ص ۷۵، ۷۶، خزائن ج ۲۱ ص ۹۹، مرزا قادیانی)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر فضیلت کا دعویٰ

”یسوع (عیسیٰ) اس لئے اپنے تئیں نیک نہیں کہہ سکا کہ لوگ جانتے تھے یہ شخص عیسیٰ شربی کبابی ہے اور خراب چلن۔“

(حاشیہ ست جہنم ص ۱۷۲، خزائن ج ۱۰ ص ۲۹۶)

”آپ کا کنجریوں سے میلان اور صحبت بھی شاید اسی وجہ سے ہو کر جدی مناسبت درمیان ہے۔“

(ضمیمہ انجام انجم ص ۷، حاشیہ، خزائن ج ۱۱ ص ۲۹۱)

آپ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے تین دادیاں اور نانیاں آپ کی زنا کار اور کبھی عورتیں تھیں جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا۔“

(ضمیمہ انجام آقہم حاشیہ ص ۷، خزائن ج ۱۱ ص ۲۹۱)

”مسح ابن مریم مجھ میں سے اور میں خدا میں سے ہوں۔“ (مکتوبات احمدیہ ج ۳ ص ۱۱۸)

”مسح (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) کا چال چلن کیا تھا ایک کھاؤ پیو شرابی نہ زائد نہ عابد نہ

حق کا پرستار تکبر خود بین خدا کی کا دعویٰ کرنے والا۔“ (مکتوبات احمدیہ ج ۳ ص ۲۳)

”آپ یسوع مسیح علیہ السلام کو گالیاں دینے اور بدزبانی کی اکثر غادات تھی۔“

(ضمیمہ انجام آقہم ص ۵ حاشیہ، خزائن ج ۱۱ ص ۲۸۹)

حضرت سیدنا ابو بکر صدیقؓ حضرت سیدنا عمر فاروقؓ کی گستاخی و توہین

”حضرت ابو بکر و عمر کیا تھے وہ تو حضرت غلام احمد کی جوتیوں کے تسمہ کھولنے کے بھی

لائق نہ تھے۔“ (ماہنامہ المہدی جنوری، فروری ۱۹۱۵ء ص ۵۷ نمبر ۳۰۲)

”میں وہی مہدی ہوں جس کی نسبت ابن سیرین سے سوال کیا گیا کہ کیا وہ حضرت ابو

بکر صدیقؓ کے درجہ پر ہے تو انہوں نے جواب دیا کہ ابو بکر کیا ہے وہ تو بعض انبیاء سے بہتر ہے۔“

(مجموعہ اشتہارات ج ۲ ص ۳۹۶)

بے شرم مرزا قادیانی کی، حضرت فاطمہ الزہراؓ جگر گوشہ رسول کی توہین

مرزا غلام احمد قادیانی لکھتا ہے: ”ایک دن جب میں (مرزا) عشاء کی نماز سے فارغ

ہوا۔ اس وقت نہ تو مجھ پر نیند طاری تھی اور نہ ہی او نگھ رہا تھا۔ اور نہ ہی کوئی بے ہوشی کے آثار تھے۔

بلکہ میں بیداری میں تھا۔ اچانک سامنے ایک آواز آئی آواز سے ساتھ دروازہ کھٹکھٹانے لگا۔

تھوڑی دیر میں دیکھتا ہوں کہ دروازہ کھٹکھٹانے والے جلدی جلدی میرے قریب آ رہے ہیں۔ بے

شک یہ بچپن پاک تھے۔ یعنی علیؓ ساتھ اپنے دونوں بیٹوں کے بعد دیکھتا کیا ہوں کہ فاطمہ الزہراؓ

نے میرا سر اپنی ران پر رکھ دیا۔“ (آئینہ کمالات اسلام ص ۵۵۰، خزائن ج ۵ ص ۱۵۲)

امت محمدی کے تمام اولیاء کرام اور علماء کرام کو مرزا غلام احمد کی گالیاں

مرزا غلام احمد لکھتا ہے۔

”میں ولایت کے سلسلہ کو ختم کرنے والا ہوں میں خاتم الاولیاء ہوں میرے بعد کوئی

دی نہیں مگر وہ جو مجھ سے ہوگا۔“ (خطبہ الہامیہ ص ۳۵، مرزا غلام احمد، خزائن ج ۶ ص ۷۰)

مرزا کی حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑی کو گالیاں

”میرے مقابل بیٹھ جائے۔ تارو رنگو بے حیا کا منہ ایک ہی سماعت میں سیاہ ہو جاتا۔“ (ص ۲۲ نزول اسحٰی جزائن ج ۸ ص ۳۳۱)

”یہ کوہ کھانا اے جاہل بے حیا۔“ (ص ۶۴ جزائن ج ۸ ص ۳۳۹)

”غیبت چھو کی طرح نیشن زن اسے گولڑہ کی زمین تھہ پر خدا کی لعنت ملعون کی سبب ملعون ہوئی۔ فر دمایہ کمیٹہ گمراہی کے شیخ دیوبند بھٹت“

(۱۴۱ زمری ص ۷۶ جزائن ج ۹ ص ۱۸۸)

”غیبت طبع“ (ص ۶۳ جزائن ج ۸ ص ۳۳۱)

”بہا مت پیر صاحب کی منہ میں نیک نکلائی۔“ (ص ۷۶ جزائن ج ۸ ص ۳۳۸)

مولانا غلام اللہ امرتسری کو گالیاں

”سن۔“ (۱۴۱ زمری ص ۳۳ جزائن ج ۹ ص ۱۳۲)

”کتے مردار خور“ (حاشیہ جبرائیل آفیم ص ۲۵ جزائن ج ۱۱ ص ۴۰۹)

مولانا علی الخاڑی لاہوری مجتہد شیعہ کو گالیاں

”جاہل تر۔ حسین طیبہ السلام کی عبادت کر کے والا۔ دیو کوئی آگے والا یک چشم۔“

(۱۴۱ زمری ص ۷۶ جزائن ج ۹ ص ۱۸۶)

علامہ کو گالیاں

”بد بخت، مقرر نہ مظلوم یہوشی قوم کیوں خرم و حیا سے کام نہیں لیتی۔ کالف سولویوں کا حیدر کا۔“ (غیر انہام آفیم ص ۵۸ جزائن ج ۱۱ ص ۳۳۲)

”اے بد ذات فرد سولویاں“ (انہام آفیم ص ۱۱ حاشیہ جزائن ج ۱۱ ص ۲۱)

”اے مردار خور سولویوں اور گندی روحو۔“ (غیر انہام آفیم ص ۲۱ جزائن ج ۱۱ ص ۳۰۵)

”بعض سولوی کو قبا کے کتے۔“ (اختتام ص ۱۲ جزائن ج ۱۲ ص ۱۲۸)

حضرت علیؑ کی گستاخی و توہین

”پرانی خلافت کا جھگڑا چھوڑو اب نئی خلافت اور ایک زندہ علی (مرزا) تم میں موجود ہے۔ اس کو تم چھوڑے ہو اور مردہ علیؑ کی تلاش کرتے ہو۔“

(الاجابہ لکھنؤ دین نومبر ۱۹۱۳ء، منظومات احمدیہ ج ۲ ص ۱۳۲)

”حضرت علیؑ یادِ نیکر اہل بیتِ کامل طور پر آنحضرت کے علوم اور معارف کے وارث ہوتے اور ضرورتِ زمانہ مستقاضی ہونا تو ضرور وہ بھی نبوت کا درجہ پاتے۔“

(اخبار الفضل قادیان ج ۳ ص ۱۸۰، ۱۸۱ اپریل ۱۹۱۶ء)

”بے شک جسمانی طور پر فاطمہؑ الزہراءؑ اور حضرت علیؑ سے ایک نسل چلی لیکن کامل و اکمل روحانی و جسمانی فرزند سب سے بڑا فرخندہ گوہر علیؑ اور حضرت فاطمہؑ الزہراءؑ کے روحانی کمالات کا اتم اور اکمل طور پر وارث ایک ہی ہوا اور وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام (مرزا) ہیں۔“

(اخبار الفضل قادیان ج ۳۸ نمبر ۱۲۳، سورہ ۳۰ مئی ۱۹۲۰ء)

حضرت امام حسینؑ پر فضیلت کی جسارت

”میرے گریبان میں سو حسین ہیں۔ سو حسین کی قربانی کے برابر میری ہر گٹھری کی قربانی ہے۔“

(زول اسحٰس ص ۹۹، خزائن ج ۱۸، ص ۲۷۷)

”اے قوم شیعہ اس پر اصرار مت کرو کہ حسین تمہارا منجی (نجات دینے والا) ہے کیوں کہ میں سچ کچھ کہتا ہوں کہ آج تم میں ایک (مرزا) ہے کہ اس حسین سے بڑھ کر ہے۔“

(دافع البلاء ص ۱۳، خزائن ج ۸ ص ۲۳۳)

”بخدا اے (یعنی حضرت حسینؑ) کو مجھ سے کچھ زیادت نہیں۔“

(اعجاز احمدی ص ۸۱، خزائن ج ۹ ص ۱۹۳)

”کیا یہ سچ نہیں ہے کہ قرآن اور احادیث اور تمام نبیوں کی شہادت سے مسیح موعود (مرزا) حسین سے افضل ہے۔“

(زول اسحٰس ص ۴۹، خزائن ج ۱۸ ص ۲۷۷، مرزا قادیانی)

”کیا تو اس حسینؑ کو تمام دنیا سے زیادہ پرہیزگار سمجھتا ہے اور یہ تو بتاؤ کہ اس نے دینی فائدہ کیا پہنچا؟“

(اعجاز احمدی ص ۶۷، خزائن ج ۹ ص ۱۸۰)

”تم نے اس کشتہ (حسینؑ) سے نجات چاہی جو لو امید ی سے مر گیا۔“

(اعجاز احمدی ص ۸۱، خزائن ج ۹ ص ۱۹۳)

تمام مسلمانوں کو گالیاں

”دشمن ہمارے بیابانوں کے خنزیر ہو گئے اور ان کی عورتیں کتوں سے بڑھ گئی ہیں۔“

(مجم الہدیٰ ص ۵۳، خزائن ج ۳ ص ۵۳)

”یہ جموٹے ہیں اور کتوں کی طرح جھوٹ کا مردار کھا رہے ہیں۔“

(ضمیمہ انجام آختم ص ۲۵، خزائن ج ۱۱ ص ۳۰۹)

”جو ہماری فتح کا قائل نہ ہوگا تو سمجھا جائے گا کہ اس کو دلدل الحرام (حرامی) بننے کا شوق ہے اور حلال زادہ نہیں۔“
(الوارالاسلام ص ۳۰، خزائن ج ۹ ص ۳۱، مرزا غلام احمد قادیانی)
”میرے دعویٰ کی تصدیق کرتے ہیں مگر بیدکار عورتوں کی اولاد نہیں مانتے۔“

(آئینہ کمالات اسلام ص ۵۴۸، خزائن ج ۵ ص ۵۴۸، مرزا غلام احمد)
”جن شخص محمد کو مانتا ہے مگر مسیح موعود (مرزا) کو نہیں مانتا وہ نہ صرف کافر بلکہ کافر اور ذلیل
اسلام سے خارج ہے۔“
(کلمۃ الفصل ص ۱۱۰)
”غیر احمدی (مسلمان) تو حضرت مسیح موعود کے منکر ہوئے اس لئے ان کا جنازہ نہیں
پڑھنا چاہئے۔“
(الوارخلافت ص ۹۳)

”اے بے حیا قوم۔“
(ص ۶، سراج منیر، خزائن ج ۱۲ ص ۸)
”غیبت طبع لوگ۔“
(ص ۶، سراج منیر، خزائن ج ۱۲ ص ۸)
”اے نادان عقل کے اندھ۔“
(ص ۲۶، حقیقت الوحی، خزائن ج ۲ ص ۴۸)
”کوئی نرا بے حیاء نہ ہو تو اس کے لئے اس سے چارہ نہیں کہ میرے دعویٰ کو اس طرح
مان لے جیسا اس نے آنحضرت ﷺ کی نبوت کو مان لیا۔“

(تذکرہ المشادین ص ۳۸، خزائن ج ۲۰ ص ۴۰)
”مخالفوں نے جھوٹ کی نجاست کھائی۔“
(نزدول المسیح ص ۸، خزائن ج ۱۸ ص ۳۸۶)
”بعض کتوں کی طرح بعض بھیڑیوں کی طرح بعض سوروں کی طرح بعض سانپوں کی
طرح ڈنگ مارتے ہیں۔“
(خطبہ الہامیہ ص ۱۵۵، خزائن ج ۱۶ ص ۲۳۸)
یہ تو سچی وہ گالیاں جو مرزا قادیانی نے تمام مسلمانوں کو دیں اب قادیانی اخبار کی وہ تحریر
دیکھیں جس میں خود مرزا کو نبی ماننے والوں کو یعنی مرزائیوں کو درندے اور سور قرار دیا گیا ہے۔
”حضور (مرزا) نے لکھا ہے کہ میں نے دیکھا کہ میں ایک جنگل میں ہوں ماور میرے ارد گرد بہت
سے درندے ہیں سورو وغیرہ ہیں۔“ اس سے استدلال یہ کیا کہ یہ احمدی جماعت کے لوگ ہیں؟
(قادیانی اخبار پیغام طبع لاہور مورخہ ۷ مارچ ۱۹۳۳ء)

جہاد اور مرزائی

”آج سے دین کے لئے لڑنا حرام کیا گیا۔“
(مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۳۰۳)
”اس زمانہ میں جہاد قطعاً حرام ہے۔“
(ضمیمہ سالہ جہاد ص ۶، خزائن ج ۷ ص ۲۷)

”مجھے مسیح اور مہدی مان لینا ہی مسئلہ جہاد کا انکار کرتا ہے۔“

(مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۱۹)

اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال
دین کے لئے حرام ہے اب جنگ اور قتال
اب آگیا مسیح جو دین کا امام ہے
دین کے تمام جنگوں کا اب اختتام ہے
دشمن ہے خدا کا جو اب کرتا ہے جہاد
منکر نبی کا ہے جو یہ رکھتا ہے اعتقاد

(ضمیمہ تحفہ گلڑ دیہ ص ۲۶، خزائن ج ۷ ص ۷۷)

مرزائی اور انگریزی حکومت

”میں نے پچاس ہزار کے قریب کتابیں اور رسائل اور اشتہارات چھپوا کر اس ملک میں اور نیز دوسرے بلاد اسلامیہ میں اس مضمون کے شائع کئے کہ گورنمنٹ ہم مسلمانوں کی محسن ہے۔ لہذا ہر مسلمان کا یہ فرض ہونا چاہئے کہ اس گورنمنٹ کی سچی اطاعت کرے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ لاکھوں انسانوں نے جہاد کے وہ غلط خیالات چھوڑ دیئے۔“

(ستارہ قیصریہ ص ۳، خزائن ج ۵ ص ۱۱۴)

”اس گورنمنٹ کے ہم پر اس قدر احسان ہیں اگر ہم یہاں سے نکل جائیں تو نہ ہمارا مکہ میں گزارہ ہو سکتا ہے نہ قسطنطنیہ۔“

(کتوبات احمدیہ ج ۱ ص ۳۶)

”میں ایسے خاندان سے ہوں جو اس گورنمنٹ (برطانیہ) کا اپنا خیر خواہ ہے۔“

(کتاب البریہ ص ۴، خزائن ج ۳ ص ۴)

”گورنمنٹ برطانیہ کے ہم پر بڑے احسان ہیں اور ہم بڑے آرام و اطمینان سے زندگی بسر کرتے اور اپنے مقاصد کو پورا کرتے ہیں۔“

(برکات خلافت ص ۶۵)

”ہم اس موقع پر گورنمنٹ برطانیہ کا شکریہ کئے بغیر نہیں رہ سکتے کہ اس نے ہر حالت میں ہماری حفاظت کی ہے۔“

”میں تاج عزت عالی جناب حضرت مکرمہ ملکہ معظمہ قیصرہ ہند دام اقبالہا کا واسطہ ڈالتا ہوں کہ اس رسالہ کو ہمارے حکام عالی مرتبہ توجہ سے اول سے آخر تک پڑھیں۔“

(کشف الغطاں مرد اعظام احمد، خزائن ج ۴ ص ۷۷)

”میری عمر کا کچھ حصہ سلطنت انگریزی کی تائید و حمایت میں گزرا ہے اور میں نے
ممانعت جہاد اور انگریزی اطاعت کے بارے میں اس قدر کتابیں لکھی ہیں اور اشتہارات شائع
کئے ہیں کہ اگر وہ رسائل اور کتابیں اکٹھی کی جائیں تو پچاس الماریاں اس سے بھر سکتی ہیں۔“
(تزیان القلوب ص ۱۵، خزائن ج ۵ ص ۱۵۵)

پہلے ختم نبوت کا اقرار تھا
”فی الحقیقت نبی ﷺ پر نبوت ختم ہو چکی ہے۔“

(کتاب البریہ ص ۲۰۰، خزائن ج ۱۳ ص ۲۱۸)
”اللہ تعالیٰ کو شایان شان نہیں کہ خاتم النبیین کے بعد نبی بھیجے۔“

(آئینہ کمالات ص ۳۷۷، خزائن ج ۵ ص ۳۷۷)
(آئینہ کمالات اسلام ص ۲۱، خزائن ج ۵ ص ۲۱)
”نبی محمد ﷺ خاتم الانبیاء ہیں۔“
اور بعد میں ختم نبوت کا انکار کیا دوسرا رخ اور خود نبوت کا دعویٰ کیا: ”سچا خدا وہی ہے
جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔“ (دافع البلاء ص ۱۱، خزائن ج ۸ ص ۲۳۱، مرزا غلام احمد)
”میں خدا کے موافق نبی ہوں۔“

(خط مرزا اخبار عام لاہور ۲۳ مئی ۱۹۰۸ء، مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۵۹۷)
”اس امت میں نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا ہوں۔“

(حقیقت الوحی ص ۳۹۱، خزائن ج ۲۲ ص ۳۰۶)
”آپ مرزا روحانی حقیقت کے اعتبار سے وہی خاتم الانبیاء محمد رسول ہیں جو زمین جاز
۱۹۱۵ء میں اب سے تیرہ برس پہلے پیدا ہوئے تھے۔“ (اخبار الفضل قادیان ج ۳ نمبر ۵۵)
”مورخ ۲۸ اکتوبر ۱۹۱۵ء اس شخص (مرزا) کو تم نے دیکھ لیا جس کے دیکھنے کے لئے
بہت سے پیغمبروں نے خواہش کی تھی۔“ (اربعین نمبر ۳۳، خزائن ج ۷ ص ۴۴۲)
”یہ خیال کہ رسول کریم کے بعد دروازہ نبوت بند ہو چکا ہے۔ بالکل باطل اور لغو خیال
ہے۔“ (اخبار الفضل قادیان نمبر ۵۰، ۱۹، مورخ ۲۵ اکتوبر ۱۹۳۱ء)

مرزا قادیانی اپنے قلم سے

کافر مرتد، جھوٹا پانگل، منافق، لعنتی، بد ذات، مخبوط الحواس، خبیث، ملعون، مجنون، بد بخت،
مغتری، زندقہ، دشمن قرآن، بے شرم اسلام سے خارج کافروں کی جماعت سے ملا ہوا جاہل دنیا
میں سب سے بڑا کافر شرارتی بے حیا اپنے آپ کا مخالف انسانوں کی عار و شرم کی جائے نفرت وہ

(فحص) بڑا غصیٹ اور ملعون اور بد ذات ہے جو خدا کے برگزیدہ اور مقدس لوگوں کو گالیاں دیتا ہے۔
(البلایہ السین ۱۹ ص ۱۹ امر ۲ کا آخری پیکچر لاہور)

”ہم مدعی نبوت پر لعنت بھیجتے ہیں۔“

(مجموعہ اشتہارات ج ۲ ص ۲۹۷)

اور پھر خود نبوت کا دعویٰ کیا۔ (مؤلف)

”مدعی نبوت مسیلہ کذاب کا بھائی کا فرغیٹ ہے۔“

(انجامِ آئینہ ص ۲۸، خزائن ج ۱ ص ۲۸)

خود نبوت کا جھوٹا دعویٰ کر کے مسیلہ کذاب کا بھائی کا فرغیٹ بنا (مؤلف)

”جھوٹ بولنا مرتد سے کم نہیں۔“

(اربعین نمبر ۳، خزائن ج ۷ ص ۳۰۷)

اور پھر خود نبوت کا دعویٰ کیا اور مرتد بنا (مؤلف)

”جھوٹے کلام میں ناقص ضرور ہوتا ہے۔“

(ضمیمہ ۱، این احمدیہ حصہ پنجم ص ۱۱، خزائن ج ۲ ص ۲۷۵)

جیسا کہ مرزا غلام احمد کے کلام میں ہے۔ (مؤلف)

”اس فحص کی حالت ایک مجبوط الحواس انسان کی حالت ہے کہ ایک کھلاتا ناقص اپنے

کلام میں رکھتا ہے۔“

(حقیقت الہی ص ۱۸۴، خزائن ج ۲ ص ۱۹۱)

”ایک دل سے دو متناقض باتیں نکل نہیں سکتیں ایسے طریقہ سے انسان پاگل کہلاتا ہے

یا منافق۔“

(ست چمن ص ۳۱، خزائن ج ۱ ص ۱۳۳)

”کسی عقل مند اور صاف دل انسان کے کلام میں ہرگز تناقض نہیں ہوتا۔ ہاں اگر پاگل

یا مجنون یا ایسا منافق ہو کہ خوشامد کے طور پر ہاں میں ملا دیتا ہے۔ اس کا کلام بے شک متناقض ہوتا

ہے۔“

(ست چمن ص ۳۰، خزائن ج ۱ ص ۱۳۲)

جیسا کہ مرزا غلام احمد کے کلام میں کھلاتا ناقص ہے۔ (مؤلف)

”کیا ایسا بد بخت مفتری جو خود رسالت و نبوت کا دعویٰ کرے۔“

(انجامِ آئینہ ص ۲۷، حاشیہ، خزائن ج ۱ ص ۲۷۷)

تو مرزا غلام احمد بد بخت اور مفتری ہوا۔ (مؤلف)

”میں جانتا ہوں کہ وہ ہر چیز جو مخالف ہے قرآن کے وہ کذاب والحادوز عندہ ہے۔“

(حملہ البشری ص ۷۹، خزائن ج ۷ ص ۲۹۷)

جیسا کہ خود مرزا کا کلام (مؤلف)

”اے لوگو! دشمن قرآن نہ بنو اور خاتم النبیین کے بعد وحی نبوت کا نیا سلسلہ جاری نہ کرو! خدا سے شرم کرو۔“
(۲- سانی فیصلہ ص ۲۵، خزائن ج ۳ ص ۲۳۵)

لیکن مرزا خود بے شرم اور دشمن قرآن بنا نبوت کا دعویٰ کر کے (مؤلف)

”مجھے کب جائز ہے کہ میں نبوت کا دعویٰ کر کے اسلام سے خارج ہو جاؤں اور کافروں کی جماعت سے ملوں جاہلوں کا ہمیشہ سے یہی اصول ہوتا ہے کہ وہ اپنی بزرگی کی پٹری جتنا اس میں سمجھتے ہیں کہ بزرگوں کی خواہ مخواہ حقیر کریں۔“
(ست چہن ص ۸، خزائن ج ۱ ص ۱۲۰)

جیسا کہ مرزا غلام احمد (مؤلف)

”اگر تم اسے کفر سمجھتے ہو تو مجھ جیسا کافر تم کو دنیا میں نہیں ملے گا۔“

(انصار الفضل ج ۲ ص ۱۳۸، سورہ ۲۰ مئی ۱۹۳۲ء)

”جب ایک بات میں کوئی جھوٹا ثابت ہو جائیں تو پھر دوسری باتوں میں بھی اس پر اعتماد نہیں رہتا۔“
(کتاب چشمہ معرفت ص ۲۲۲، خزائن ج ۳ ص ۲۳۱)

مرزا غلام احمد کی ساری گونیاں جھوٹی ثابت ہوئیں۔ (مؤلف)

”مختلف فرقوں کے بزرگوں، پادریوں کو بدی اور بے ادبی سے یاد کرنا پر لے درجے کی خباثت اور شرارت ہے۔“
(برائین احمد یہ ص ۱۰۲، خزائن ج ۱ ص ۹۲)

تو مرزا قادیانی نے بزرگوں کی توہین کر کے اپنے آپ کو خبیث اور شریر ثابت کیا (مؤلف)
”جب انسان حیا کو چھوڑتا ہے تو جو چاہے بلکہ کون اس کو روکتا ہے۔“

(اعجاز احمدی ص ۳، خزائن ج ۱ ص ۱۰۹)

”میں ایسے شخص کا سخت مخالف ہوں جو کسی عورت کے پیٹ سے پیدا ہو کر کہے کہ میں خدا ہوں۔“
(مرزا کا خط مکتوب احمد یہ ص ۱۱۸)

اور پھر خود خدائی کا دعویٰ کیا۔ (مؤلف)

”جو شخص نبوت کا دعویٰ کرتا ہے اور اعتقاد نہیں رکھتا کہ آنحضرت ﷺ کی امت سے ہے اور جو کچھ پایا اس کے فیضان سے پایا..... وہ لعنتی ہے اور خدا کی لعنت اس پر اور اس کے انصار پر اور اس کے پیروؤں پر اور اس کے مددگار پر“
(مواہب الرحمن ص ۶۹، خزائن ج ۱ ص ۱۰۷)

مرزا غلام احمد کا مشہور شعر جو قادیانی اخبار الفضل ۱۰ جنوری ۸۴ کے صفحہ ۸ پر چھپا۔

(برائین احمدی ص ۹۷، خزائن ج ۳۱ ص ۱۲۷)

کرم خاکی ہوں پیارے نہ آدم زاد ہوں

ہوں بشر کی جائے نفرت اور انسانوں کی عار

جھوٹے نبی مرزا قادیانی کی بیماریاں ان کے اپنے کلم سے

”موت سے مجھے یقین رہا ہے کہ میں نامرد ہوں۔“

(مکتوب احمدیہ ج ۵ خط نمبر ۱۳، ۲۲، ۲۴ فروری ۱۸۸۷ء، جلد ہجتم نمبر ۲)

”دوسری میرے لائق حال میں ایک بدن کے اوپر کے حصہ میں اور دوسرا بدن کے

نیچے کے حصے میں اوپر کے حصہ میں دوران سر ہے اور نیچے کے حصہ میں کثرت پیشاب اور دونوں

مرضیں اس زمانہ سے ہیں جس زمانہ سے میں نے اپنا دعویٰ مامور من اللہ ہونے کا شائع کیا۔“

(حقیقت الوقی ص ۳۰۷، خزائن ج ۳۲ ص ۳۲۰)

”میں ایک دائم المرض ہوں۔ بعض اوقات سو سو دفعہ رات میں یاد ان کو پیشاب آتا۔“

(ضمیمہ از بعین نمبر ۳۳، ۴، خزائن ج ۳۱ ص ۷۷)

(مکتوب احمدیہ جلد ہجتم نمبر ۳۳)

”میرا حافظہ بہت خراب ہے۔“

”آپ (مرزا) کو شیرینی سے بہت پیار تھا اور مرض بول بھی آپ کو عرصہ سے لگی ہوئی

ہے اس زمانے میں آپ مٹی کے ڈھیلے بعض وقت جیب میں بکری رکھتے تھے اور اس جیب میں گڑ کے

ڈھیلے بھی رکھ لیا کرتے تھے۔“ (سبح موعود کے مختلف حالات ص ۶۷، ملحقہ برائین احمدیہ چہار حصص)

پیش گوئی جو پوری ہوئی اور عبرت ناک ہیضہ سے موت

مرزا غلام احمد لکھتا ہے کہ: ”ہمارے صدق یا کذب جانچنے کے لئے ہماری پیشین گوئی

سے بڑھ کر اور کوئی محک امتحان نہیں ہو سکتا“ (آئینہ کلمات اسلام ص ۲۸۸، خزائن ج ۵ ص ایضاً)

”کسی انسان کا اپنی پیشین گوئی میں جھوٹا لکنا خود تمام رسوائیوں سے بڑھ کر رسوائی

(تزیین القلوب ص ۱۰۷، خزائن ج ۱۵ ص ۳۸۲)

”ہے۔“

پیش گوئی

مرزا غلام احمد نے ۱۵ مارچ ۱۹۰۷ء کو ایک اشتہار بعنوان ”مولوی ثناء اللہ صاحب

کے ساتھ آخری فیصلہ“ شائع کیا تھا۔ اس اشتہار میں مرزا مولانا کو مخاطب کرتے ہوئے لکھتا ہے۔

”اگر میں ایسا ہی کذاب اور مضری ہوں جیسا اکثر اوقات آپ اپنے پرچہ میں مجھے یاد کرتے ہیں تو میں آپ کی ہی زندگی میں ہلاک ہو جاؤں گا۔ مگر اے میرے کامل اور صادق خدا اگر مولوی ثناء اللہ ان تہتوں میں جو مجھ پر لگا تا ہے حق پر نہیں تو میں عاجزی سے تیرے جناب میں دعا کرتا ہوں کہ میری زندگی میں ہی ان کو نابود کر۔ مگر نہ انسانی ہاتھوں سے بلکہ طاعون و ہیضہ وغیرہ مہلکہ سے۔“
(مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۵۷۸)

مرزا بد بخت کے مندرجہ بالا الفاظ یہ اعلان کر رہے ہیں کہ مرزا غلام احمد، مولانا ثناء اللہ صاحب کے لئے طاعون اور ہیضہ کی دعا کرتے تھے مگر اللہ تعالیٰ نے قبولیت دعا کا رخ مولانا ثناء اللہ کی بجائے خود جھوٹے نبی کی طرف پھیر دیا۔ ہیضہ نے مرزا کو آدھو چا اور ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو ہیضہ سمیت جہنم رسید ہو گیا۔ مرزا غلام احمد کے خسر میرنا مرثویا اب خود نوشت سوانح حیات میں تحریر کرتے ہیں۔ ”حضرت صاحب جس رات کو بیمار ہوئے اس رات کو میں اپنے مقام پر جا کر سو چکا تھا جب آپ کو بہت تکلیف ہوئی تو مجھے جگایا گیا تھا جب میں حضرت صاحب کے پاس پہنچا اور آپ کا حال دیکھا تو آپ نے مجھے مخاطب کر کے کہا میر صاحب مجھے وہابی ہیضہ ہو گیا ہے۔“
(حیات نامہ ص ۱۱۴ تا ۱۵ تاریخ اشاعت دسمبر ۱۹۲۷ء)

آخری گزارش مرزائیوں سے

میں ان تمام بھولے بھٹکے مرزائیوں سے عرض کروں گا کہ وہ کھلے دل سے اس کو پڑھیں اور غور و فکر کریں جب حقیقت آپ کے سامنے کھل گئی تو حق کو قبول کر لینے میں اپنی عافیت سمجھیں اور اپنے غلط نظریات سے توبہ کرتے ہوئے اپنا دامن خدا کے آخری رسول حضرت ﷺ سے وابستہ کر لیں۔

صلی اللہ علیٰ خیر خلقہ سیدنا محمد خاتم النبیین و امام المتقین
وسید الاولین و الآخین۔

قیامت خیز افسانہ ہے پر درد و غم میرا
نہ کھلاؤ زبان میری نہ اٹھاؤ قلم میرا

غلام ربانی
صدر مجلس عمل ختم نبوت ضلع خوشاب
خلیب جامع مسجد ہلاک نمبر ۴ جوہر آباد
۲۱ مارچ ۱۹۸۴ء

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
الحمد لله الذي جعل القرآن
موسمًا من مواسم الخير والبر

قادیانی گروہ

جناب شیخ خضر حسین پروفیسر جامعہ ازہر مصر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مقدمہ

محمد ﷺ دنیا میں ایک واضح اور روشن شریعت لے کر تشریف لائے جس میں کوئی الجھاؤ یا ابہام نہیں ہے اور جو ایسی پختہ ہے کہ شبہات اس سے قریب نہیں پہنچ سکتے، جن پاک باز ہستیوں نے اسے حضور ﷺ سے لیا۔ ان کی بصیرت صاف و شفاف تھی اور خیر و بھلائی کی راہوں کو سمجھنے میں ان کی عقل و فراست انتہائی باکمال تھی۔ انہوں نے آئندہ آنے والی نسلوں تک اسے جوں کا توں پہنچایا اور اس کی راہ میں جان و مال کی قربانی پیش کرنے میں کوئی دریغ نہ کیا۔ یہاں تک کہ وہ دنیا میں فتح یاب و سرخرو ہوئے۔ یہ ان ہی کی کوششوں اور قربانیوں کا نتیجہ تھا کہ دنیا میں دین حق مضبوط بنیادوں پر قائم ہو گیا اور ہمیشہ قائم رہے گا۔ وہ دنیا میں ایسا محفوظ دین ہے کہ لوگوں کی ہوا پرستی اور چال بازی اس پر اثر انداز نہیں ہو سکتی۔ دین کی اس طور حفاظت کا سہرا سر اسرار اللہ کی کتاب پاک اور اس کے رسول ﷺ کی صحیح سنت کے سر ہے۔ اس لئے کہ ان ہی دونوں نے ہر زمانہ میں ایسی عقلمند ہستیوں کو جنم دیا اور ہمیشہ جنم دیتی رہیں گی۔ جو ہر کجی سے پاک اور ہر خواہش پرستی سے بے داغ نظر سے ان پر غور و فکر کرتی رہیں اور اسی لئے وہ بہت حقائق کی تہ تک پہنچ جاتی ہیں اور حقائق کے ساتھ انہیں وہ دلائل بھی نظر آتے ہیں جو ان حقائق میں شک و شبہ کرنے والی ہرزبان کو کاٹ ڈالتے اور ہر مکار و دغا باز کی قلعی کھول ڈالتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ”اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لِحَافِظُوْنَ (حجر: ۹)“، یعنی ہم نے یہ ذکر اتارا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔

صحیح تاریخ سے پتہ چلتا ہے کہ ہر زمانہ میں دین حنیف کو کچھ ایسے بدطینت لوگوں سے سابقہ پڑتا رہا ہے جن کا ذہن کجی اور گمراہی کو پسند کرتا اور اس کی طرف لپکتا ہے۔ اس لئے وہ حقائق سے پہلو تہی کرتے ہوئے دین میں تحریف کی کوشش کرتے اور سیدھی راہ چلنے کے بجائے غیر سیدھی راہوں میں پہنچنے اور سرگرداں رہتے ہیں۔

یہ کچی اور گمراہی صرف ان ہی لوگوں تک محدود نہیں رہتی جو جاہل ہونے کے باوجود دین کو سمجھنے اور اس کی تعلیمات پر غور رکھنے کا دعویٰ کرتے ہیں جیسا کہ سید می راہ سے بڑے ہوئے بعض باطل فرقوں کے سربراہوں کا حال تھا۔ بلکہ یہ کچی اور گمراہی آگے بڑھ کر کچھ ایسے لوگوں کو بھی دنیا کے سامنے لاتی ہے جو یہ تک دعویٰ کرنے لگتے ہیں کہ ان پر آسمان سے وحی اترتی ہے اور یہ کہ وہ اپنی زبان سے جو اہل فول بکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی کتاب پاک اور رسول کریم ﷺ کی حدیث کے واسطے کے بغیر خود خدا کا ان کے دلوں میں ڈالا ہوا ہے۔ نبوت کا دعویٰ کرنے والے بعض تو ایسے ہوتے ہیں جن کا سلسلہ ان ہی تک محدود رہتا ہے۔ اور آگے نہیں بڑھتا جیسے حارث بن سعید جس کا ظہور عبدالملک بن مروان کے عہد میں ہوا اور عبدالملک بن مروان نے اسے قتل کیا۔ دنیا میں اس کا کوئی اثر باقی نہ رہا۔ اسی طرح ایک شخص اسحاق انجس نامی تھا جو سفاح کے زمانہ خلافت میں منظر عام پر آیا اور بہت سے لوگ اس کے پیرو ہو گئے۔ وہ جو نبی قتل ہوا اس کا فتنہ ہمیشہ کیلئے دب گیا۔ تاہم بعض مدعیان نبوت ایسے بھی تھے جن کی دعوت کا اثر ان کی موت کے بعد بھی باقی رہا جیسے حسین بن محمد ان خصمی جس نے حماۃ اور لا ذقیہ کے کوسٹانوں میں اس باطل فرقہ کی اشاعت کی جس سے آج بھی نصیری تعلق رکھتے ہیں۔ قادیانی فرقہ کا بانی مرزا غلام احمد اسی دوسری قسم سے تعلق رکھتا ہے۔

ہمیں عرب اور غیر عرب ممالک، جیسے امریکہ سے اس مضمون کے متعدد مخطوط موصول ہوئے کہ اس فرقہ کی حقیقت اور اسلام سے اس کے تعلق کو واضح کیا جائے۔ مخطوط کا یہ سلسلہ اس وقت خاص طور پر شروع ہوا جب ”قاہرہ“ کے ماہنامہ ”نور الاسلام“ (جلد ۱۵ شمارہ ۵) میں ہمارا وہ مضمون شائع ہوا جس میں ہم نے یہائی فرقہ کی نقاب کشائی کی تھی۔ بعض مخطوط میں اس فرقہ کے مبلغین کی بعض عجیب و غریب آراء کا ذکر کر کے یہ تجویز پیش کی گئی تھی کہ ان آراء پر تنقید کی جائے اور مسلمانوں کو ان کی ہلاکت آفرینیوں سے بچانے کی کوشش کی جائے۔ آج تک جو ہم نے اس فرقہ سے متعلق کچھ لکھنے سے احتراز کیا تھا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ ہمارے پاس اس فرقہ کی اصل کتابیں اتنی نہ تھیں کہ ان سے اس کی بنیاد کو سمجھا جاسکے۔ اور لوگوں کو بتایا جاسکے کہ جن لوگوں نے اسے گھڑا ہے۔ ان کی حالت درحقیقت کیا ہے؟

آج ہمیں اس فرقہ کے بانی مرزا غلام احمد اور دوسرے مبلغین کی اتنی کتابیں فراہم ہو گئی ہیں جنہیں پڑھ کر اس کی حقیقت کو باسانی سمجھا اور سمجھایا جاسکتا ہے۔ چنانچہ ہم پڑھنے والوں کے سامنے اس فرقہ کے باطل نظریات و عادی سے متعلق چند ابواب رکھتے ہیں تاکہ انہیں پتہ چل سکے کہ اس کے بانی کی نشوونما کن حالات میں ہوئی اور وہ کن گمراہ کن دعوؤں کو لے کر میدان میں اترا۔ حقیقت یہ ہے کہ آج اس فرقہ کے جو مبلغین مسلمان ممالک میں جگہ جگہ اپنا زہر پھیلاتے پھر رہے ہیں۔ ان کا واحد مقصد مسلمان نوجوانوں کے دلوں میں فتنہ برپا کرنا ہے اور سب جانتے ہیں کہ فتنہ کُل سے بڑھ کر تباہ کن ہوتا ہے۔

مرزا غلام احمد خاندان، پیدائش، نشوونما اور تربیت

مرزا غلام احمد نے اپنا سلسلہ نسب لکھتے ہوئے بتایا ہے کہ ان کے آباؤ اجداد کا وطن سرقد تھا، پھر وہاں سے کوچ کر کے ہندوستان آئے اور ”قادیان“ کو اپنا وطن بنایا۔ اس علاقہ میں انہیں اقتدار بھی حاصل ہوا پھر ان کے حالات نے کروٹ لی اور مصیبتوں سے دوچار ہوئے۔ ان کا اقتدار جاتا رہا اور ساری دولت دوسروں نے چھین لی۔ (تزیان القلوب ص ۶۴، خزائن ج ۵ ص ۲۷۳ حاشیہ شخص) اس کے بعد مرزا قادیانی لکھتے ہیں: ”پھر برطانیہ کے عہد حکومت میں خدا نے میرے والد کو ان کے چند گاؤں واپس دلا دیئے۔“

مرزا غلام احمد ۱۸۳۹ء میں پیدا ہوئے۔ جب تعلیم کی عمر کو پہنچے تو انہوں نے قرآن اور بعض فارسی کتابیں پڑھنا شروع کیں۔ جب دس سال کے ہوئے تو عربی زبان سیکھنا شروع کی۔ سترہ سال کی عمر میں ایک استاد سے رابطہ قائم کیا اور اس سے صرف و نحو، منطق اور فلسفہ کی تعلیم لی اور ساتھ اپنے والد سے طب بھی سیکھتے رہے۔ دینی علوم کسی سے نہیں سکھ سکے۔ صرف ان کا از خود شوقیہ طور پر مطالعہ کرتے رہے۔

ابھی ان کی تعلیم کسی خاص مرحلہ تک نہ پہنچی تھی کہ انگریزوں کی سلطنت بڑھتے بڑھتے پنجاب تک پہنچ گئی۔ دوسرے نوجوانوں کی طرح غلام احمد کے دل میں بھی شوق پیدا ہوا کہ آگے بڑھ کر کوئی سرکاری ملازمت حاصل کی جائے۔ چنانچہ وہ سیالکوٹ گئے اور وہاں کے ڈپٹی کمشنر کے

۱۔ مرزا قادیانی کے صاحبزادے مرزا محمود کی کتاب ”احمد پیغمبر آخر الزمان“ بزبان

انگریزی۔

دفتر میں ملازمت حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ ابھی انہیں ملازم ہوئے چار برس تھے کہ ان کے والد کو اپنے ذاتی کاروبار میں ان کی ضرورت محسوس ہوئی۔ چنانچہ والد کی خواہش کو پورا کرتے ہوئے وہ ملازمت چھوڑ کر قادیان واپس آ گئے۔

۱۸۷۶ء میں ان کے والد بیمار ہوئے۔ اس موقع پر انہوں نے دعویٰ کیا کہ مجھے از روئے وقی بتایا گیا ہے کہ میرے والد مغرب کے بعد وفات پا جائیں گے۔ قادیانیوں کے دعویٰ کے مطابق یہ سب سے پہلی وحی تھی جو مرزا قادیانی پر نازل ہوئی۔ اس کے بعد وہ آئے دن طرح طرح کے خیالات ظاہر کرنے لگے۔ اور اس دعویٰ کے ساتھ یہ کہ سب باتیں انہیں بذریعہ وحی بتائی جاتی ہیں۔ مسلمان ان میں سے کوئی بات تسلیم نہ کرتے تھے اور انہیں جھوٹ قرار دیتے تھے۔

مرزا قادیانی پنجاب کے ایک دوسرے شہر لودھیانہ گئے اور پہنچے ہی ایک اشتہار شائع کیا کہ میں ہی مسیح موعود ہوں جس کا مسلمان انتظار کر رہے تھے۔ علماء نے ان کے اس دعویٰ کو بھی تسلیم کرنے سے انکار کیا اور اسے بھی جھوٹ قرار دیا۔ اس موقع پر جن علمائے دین نے مرزا قادیانی کا ڈٹ کر مقابلہ کیا ان میں ایک ماہنامہ ”اشلۃ السنۃ“ کے ایڈیٹر مولانا محمد حسین بنالوی تھے۔ انہوں نے مرزا قادیانی سے مناظرہ کے لئے بہت سے علماء کو لودھیانہ بلایا۔ لیکن وہاں کے انگریز ڈپٹی کمشنر نے جو ہر طرح سے مرزا قادیانی کی حمایت کر رہا تھا۔ مناظرہ کرنے کی اجازت نہیں دی اور مولانا محمد حسین سمیت تمام علماء کو لوٹس دیا کہ اس روز شہر سے نکل جائیں۔

پھر مرزا قادیانی دہلی آئے اور اپنے خیالات کا پرچار کیا۔ علماء نے سخت مخالفت کی اور مرزا قادیانی کو مناظرہ کرنے کی دعوت دی۔ انہوں نے یہ بھی طے کر لیا کہ مناظرہ میں مسلمانوں کی طرف سے صرف مولانا نذیر حسین صاحب محدث ہی بولیں۔ لیکن مرزا قادیانی نے یہ مناظرہ کی دعوت قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ البتہ جیسا کہ قادیانی کہتے ہیں۔ انہوں نے مولانا نذیر حسین صاحب کو مبالغہ کی دعوت دی یعنی یہ کہ وہ قسم کھائیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں اس کے بعد اگر وہ ایک سال تک زندہ رہیں اور اس عرصہ میں ان پر کوئی آفت نازل نہ ہو تو سمجھ لیا جائے گا کہ مرزا قادیانی اپنے دعوائے نبوت میں جھوٹے ہیں۔ لیکن مولانا نذیر حسین صاحب اور

۱۔ مرزا غلام احمد اپنی کتابوں میں چونکہ انگریزی تاریخ ہی استعمال کرتے ہیں اس لئے ہم بھی یہی تاریخ استعمال کرنے پر مجبور ہیں۔

دوسرے علماء اصرار کرتے رہے کہ حق وہاں کو جاننے کے لئے مناظرہ ضروری ہے اور مرزا قادیانی کی پیش کردہ دعوت مبہلہ محض میدان سے بھاگنے کی ایک چال ہے جسے قبول نہیں کیا جاسکتا۔ اس کے بعد دہلی کے مسلمانوں نے مولانا محمد بشیر صاحب کو مرزا قادیانی سے مناظرہ کے لئے بھوپال سے بلایا۔ اس کا ذکر مرزا قادیانی کے صاحبزادہ مرزا محمود نے کیا ہے۔ اور پھر صرف اتنا لکھا ہے کہ ”یہ مناظرہ شائع کیا گیا۔“

۱۸۹۲ء میں مرزا قادیانی پھر لاہور گئے۔ وہاں ان کے اور ایک عالم دین مولانا عبدالحلیم صاحب کے درمیان مناظرہ ہوا۔

اس مناظرہ کا تذکرہ کرتے ہوئے بھی مرزا قادیانی کے صاحبزادہ مرزا محمود نے کچھ نہیں بتایا کہ مناظرہ کیسا رہا اور اس میں کامیاب کون رہا؟ ۱۸۹۶ء میں لاہور میں ایک ”مذہبی کانفرنس“ منعقد ہوئی جس میں کئی مذاہب کے نمائندے شریک ہوئے۔ مرزا محمود کہتے ہیں کہ اس کانفرنس کی تجویز خود مرزا قادیانی نے پیش کی تھی اور اس تجویز سے ان کا مقصد یہ تھا کہ لوگوں کے سامنے اپنے پیغام کی حقیقت واضح کریں۔ قادیانی حضرات کا کہنا ہے کہ جب مرزا قادیانی نے اپنا وہ مقالہ لکھنا شروع کیا جسے کانفرنس میں پڑھنا چاہتے تھے تو انہیں سخت دست آنے لگے۔ لیکن انہوں نے اسے مکمل کر کے دم لیا۔ قادیانی حضرات کے دعویٰ کے مطابق مرزا قادیانی کو بذریعہ وحی بتایا گیا کہ ان کا مقالہ کانفرنس میں پڑھے جانے والے تمام مقالوں سے برتر ہوگا۔ قادیانی یہ بھی کہتے ہیں اس وقت مرزا قادیانی کے ماننے والوں کی تعداد تین سو سے زیادہ نہ تھی۔

۱۸۹۷ء میں ترکی کے سفیر حسین کامی نے مرزا غلام احمد کو ملاقات کی دعوت دی۔ لیکن مرزا قادیانی نے یہ دعوت قبول نہ کی تو حسین کامی از خود ان سے ملاقات کے لئے پہنچ گئے۔ مرزا قادیانی نے ان کے سامنے بھی دعویٰ کیا کہ مجھ پر خدا کی طرف سے وحی نازل ہوتی ہے۔ واپس آنے کے بعد حسین کامی نے لاہور کے بعض اخبارات میں مضمون شائع کرایا۔ جس میں مرزا قادیانی کے دعوئے نبوت کی سخت مخالفت کی۔ اس مضمون کا یہ اثر ہوا کہ پنجاب کے مسلمانوں میں مرزا قادیانی کی مخالفت اور شدت اختیار کر گئی۔

اسی سال ”الصلح خیر“ کے نام سے مرزا قادیانی نے ایک اشتہار شائع کرایا۔ جس میں علماء کو دعوت دی گئی تھی کہ وہ دس سال تک ان کی مخالفت نہ کرنے اور انہیں برا بھلا کہنے سے باز

رہیں۔ کیونکہ اگر وہ جھوٹے ہوئے تو اس عرصہ میں ان کی قلعی از خود کھل جائے گی اور اگر سچے ہوئے تو اتنا عرصہ اس چیز کے لئے کافی ہوگا کہ علماء حق ان کو پہچان کر اس عذاب سے بچ جائیں جو اللہ تعالیٰ اپنے دین کے دشمنوں اور رسولوں کو جھٹلانے والوں پر نازل کرتا ہے۔

لیکن علماء اتنے بھولے اور سادہ لوح نہ تھے کہ ان پر مرزا قادیانی کی یہ مکاری چل جاتی۔ انہوں نے مرزا قادیانی کی یہ تجویز ماننے سے انکار کر دیا اور ان کی مخالفت کرنے اور مسلمانوں کو ان کے مکر و فریب سے باخبر کرنے کا سلسلہ برآمد جاری رکھا۔

اسی سال مرزا قادیانی کو ایک چال اور سو جھبی جس سے مخالفین کا منہ بند کیا جاسکے اور پھر اپنی تبلیغ کا سلسلہ اطمینان سے جاری رکھا جاسکے۔ انہوں نے وائسرائے کے حضور درخواست دائر کی کہ ہندوستان میں جو بے چینی اور فسادات کی کیفیت جاری ہے اس کی اصل وجہ مذہبی بنیادوں پر تفرقہ بازی اور آئے دن کے جھگڑے ہیں۔ اس لئے ایک ایسا قانون جاری کرنا ضروری ہے جو ہر مذہب کے ماننے والوں کو یہ حق دیتا ہو کہ وہ عام لوگوں کو اپنے مذہب کے حقائق سے باخبر کر سکیں اور دوسروں کی دھل اندازی اور غوغا آرائی سے بھی محفوظ رہیں۔

۱۸۹۸ء میں انہوں نے اپنے ماننے والوں کے لئے یہ قانون جاری کیا کہ ان میں سے کوئی شخص اپنی بیٹی کسی ایسے شخص کے نکاح میں نہ دے جو ان کی نبوت کی تصدیق نہ کرتا ہو۔ اسی سال انہوں نے قادیان میں ایک اسکول بھی قائم کیا جس میں نو جوانوں کو احمدیت کے اصولوں پر تربیت دی جاسکے۔

۱۹۰۰ء میں انہوں نے قادیان میں ایک مسجد تعمیر کی لیکن ان کے بعض رشتہ داروں نے جن کو اللہ تعالیٰ نے ان کے چنگل میں چھننے سے محفوظ رکھا۔ اس مسجد کے عین سامنے ایک دیوار بنا ڈالی۔ اس دیوار کی موجودگی میں مرزا قادیانی کے ماننے والوں کو مسجد تک پہنچنے کے لئے لمبا چکر کاٹنا پڑتا تھا، چنانچہ مرزا قادیانی نے اپنے ان رشتہ داروں کے خلاف عدالت میں دعویٰ دائر کر دیا۔ انگریز جج نے فیصلہ دیا کہ مسجد کے سامنے سے اس دیوار کو ہٹا دیا جائے۔

اسی سال انہوں نے اپنے ماننے والوں کو خطبہ دیا جس کا نام ”خطبہ الہامیہ“ رکھا اور جسے قادیانی حضرات مرزا قادیانی کے معجزات میں شمار کرتے ہیں۔ آگے چل کر ہم اس کو اس اور بے سرو پا باتوں کا ہلکا سا تذکرہ کریں گے جو اس ”الہامی خطبہ“ میں پائی جاتی ہیں۔

۱۹۰۱ء میں انہوں نے اپنے ماننے والوں کو مردم شماری اور رجسٹر میں نام درج کرنے کا حکم دیا۔ ان کے بیٹے محمود بشیر کہتے ہیں۔ ”یہ سال ان کے اور مسلمانوں کے درمیان تفریق کا سال تھا۔“

۱۹۰۳ء میں انہوں نے اپنے مذہب کی اشاعت کے لئے ایک ماہانہ رسالہ کا اجراء کیا جس کا نام انہوں نے ”ادیان“ رکھا۔

اور وہ انگریزی اور دونوں زبانوں میں شائع ہوتا تھا۔ اس کے بعض مضامین وہ خود لکھتے تھے۔

اسی سال قاضی کرم الدین نامی ایک شخص نے ان پر ”جنگ عزت“ کا مقدمہ دائر کر دیا اور مرزا قادیانی کو اس کی پیروی کے لئے جہلم طلب کیا گیا۔ لیکن عدالت نے انہیں بری قرار دے دیا۔

۱۹۰۳ء میں کابل میں ان کے ایک مبلغ ”عبداللطیف“ کو دین سے نکل جانے کے الزام میں قتل کر دیا گیا۔ اسی سال مرزا قادیانی نے ایک مضمون لکھا جس میں جناب کرم الدین کو خوب گالیاں دیں اور یہاں تک لکھا کہ یہ شخص انتہائی جھوٹا اور کمینہ ہے۔ جناب کرم الدین نے ان پر ”جنگ عزت“ کا دوبارہ مقدمہ دائر کیا۔ اس مقدمہ کی پیروی کے لئے مرزا قادیانی کو گورداسپور طلب کیا گیا۔ عدالت نے ان پر پانچ سو روپے جرمانہ عائد کیا۔ مرزا قادیانی نے امرتسر کی عدالت میں اپیل دائر کی۔ جج چونکہ انگریز تھا اس لئے اس نے پہلے عدالتی فیصلہ کو بدل کر مرزا قادیانی کو بری قرار دے دیا۔

اس کے بعد اپنے مذہب کی تبلیغ کے لئے وہ لاہور اور سیالکوٹ گئے۔ علماء نے اشتہار شائع کیا کہ کوئی شخص ان کی تقریر نہ سنے۔ صرف ایک مرتبہ انہیں تقریر کرنے کی جرأت ہوئی۔ لوگوں نے سخت مخالفت کی اور ان پر کنگریاں مارنے کی کوشش کی۔ لیکن چونکہ ایسے تمام مواقع پر وہ پولیس کی حفاظت اور گھیرے میں ہوتے تھے اس لئے بچ کر نکل گئے اور گاڑی میں سوار ہو کر قادیان پہنچ گئے۔

۱۹۰۵ء میں انہوں نے قادیان میں ایک عربی دینی مدرسہ قائم کیا تاکہ اپنے مذہب کی اشاعت کے لئے مبلغین تیار کئے جاسکیں۔ اسی سال وہ وہلی گئے جہاں علماء ان کے مقابلہ کے

لئے نکل آئے اور انہیں ایک جگہ بھی تقریر کرنے کا موقع نہ دیا۔ البتہ وہ جس گھر میں ٹھہرے تھے وہاں انہوں نے چند لوگوں کو بلا کر تقریر کی اور اپنے مذہب کے باطل اصولوں کو روشناس کرایا۔ یہاں بھی بعض سننے والوں نے ان کی مخالفت کی۔ یہاں تک کہ انہیں ناکام ہو کر دہلی سے بھاگ جانا پڑا۔

دہلی سے واپسی میں امرتسر کے ایک ہال میں تقریر کرنے کا پروگرام بنایا۔ علماء نے لوگوں کو ان کی تقریر سننے سے منع کیا۔ مرزا قادیانی جب ہال میں داخل ہوئے اور تقریر کے لئے کھڑے ہوئے تو ان کے ایک ماننے والے نے چائے کی پیالی پیش کی۔ حالانکہ یہ جلسہ رمضان میں دن کے وقت ہو رہا تھا۔ جونہی انہوں نے پیالی منہ کو لگائی۔ حاضرین نے شور مچا دیا۔ انہوں نے جواب دیا کہ میں مسافر ہوں اور مسافر کو روزہ چھوڑنے کی رخصت ہے لیکن ان کی بات کسی نے نہیں سنی اور ایسا ہنگامہ برپا ہوا کہ تقریر چھوڑ کر پولیس کی مگرانی میں ہال سے نکلنا اور اسی وقت شہر سے بھاگنا پڑا۔

۱۹۰۵ء میں انہوں نے دعویٰ کیا کہ ان کا آخری وقت آپہنچا ہے اور اسی موقع پر انہوں نے اپنی وہ کتاب لکھی جسے قادیانی حضرات ”وصایا“ (الوصیت) کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ لیکن اس کے بعد بھی وہ تین برس تک زندہ رہے۔ اسی موقع پر انہوں نے یہ دعویٰ کیا کہ انہیں خدا کی طرف سے ایک قبرستان بنانے کا حکم بذریعہ وحی دیا گیا ہے۔ چنانچہ جو شخص اس قبرستان میں دفن ہونا چاہتا ہے۔ مال کا چوتھائی حصہ جماعت کے خزانے میں جمع کرائے۔

۱۹۰۷ء میں پنجاب میں انگریزوں کے خلاف ایک قومی تحریک اٹھ کھڑی ہوئی تو مرزا قادیانی نے انگریزوں کا ساتھ دیا۔ حکومت سے اپنی وفاداری کے اظہار کے لئے ایک اشتہار شائع کیا جس میں اپنے تمام ماننے والوں کو انگریزوں کا وفادار رہنے اور قومی تحریک کو کھلنے میں ان کی ہر طرح سے مدد کرنے کا حکم دیا اور یہی ماننے والوں نے کیا۔

اسی سال لاہور میں تمام مذاہب کی مشترکہ کانفرنس منعقد ہوئی۔ اس میں تمام مذاہب کے نمائندے شریک ہوئے۔ کانفرنس میں پڑھے جانے کے لئے مرزا قادیانی نے ایک مضمون لکھ کر بھیجا۔ جب ایک قادیانی یہ مضمون پڑھنے کے لئے کھڑا ہوا تو بہت سے لوگوں نے اس پر آوازے کئے اور اس کا مذاق اڑایا۔

۱۹۰۸ء میں وہ لاہور گئے۔ جب وہاں پہنچے تو مسلمانوں نے ان کی آمد پر سخت احتجاج کیا۔ جس مکان میں ان کا قیام تھا اس سے باہر میدان میں ہر روز عصر کے بعد علماء جمع ہو کر تقریریں کرتے اور لوگوں کو خبردار کرتے کہ اس شخص کے تمام دعوے باطل ہیں۔ ان کے دعوے میں نہ آئیں۔

مرزا غلام احمد کو مرض اسہال کی شکایت تھی۔ قیام لاہور کے دوران ان کا یہ مرض شدت اختیار کر گیا اور اسی سبب سے ۱۹۰۸ء مطابق ۱۳۲۶ھ میں وہ بانی ہجرت سے ان کا خاتمہ ہو گیا ان کی لاش قادیان لائی گئی اور وہیں دفن کی گئی۔ ان کے بعد ان کے ماننے والوں نے حکیم نور الدین کو اپنے مذہب کا پہلا خلیفہ منتخب کیا۔

۱۹۱۳ء میں جب ان کا انتقال ہوا تو بانی سلسلہ مرزا غلام احمد کے بیٹے بشیر الدین محمود کو دوسرا خلیفہ چنا گیا اور اب تک وہی چلے جا رہے ہیں۔

مرزا قادیانی کی طرف سے وحی، نبوت اور رسالت کا دعویٰ

مرزا غلام احمد کا دعویٰ ہے کہ ان پر وحی نازل ہوتی ہے۔ اپنے الہامی خطبہ میں کہتے ہیں یہی وہ کتاب ہے جس کا ایک حصہ رب العباد کی طرف سے مجھ پر کسی عید میں وحی کیا گیا ہے۔ پھر کہتے ہیں کہ طاعون کے نزول سے جو شرمیرے رب کی طرف سے مجھے وحی کی گئی۔ ”ان اصنع الفلک باعیننا ووحینا“ (کشتی نوح میں نازل ہونے والا جہاز جو انجیل اور انجیل یعنی ہماری حفاظت اور ہماری وحی سے کشتی بناؤ۔

صحابہ کرام اور دوسرے سلف صالحین میں سے کسی نے یہ دعویٰ نہیں کیا کہ اس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی نازل ہوئی ہے۔ اگر مرزا قادیانی صرف وحی آنے کا دعویٰ کرتے..... تو ہم کہتے..... کہ شاید وحی سے ان کی مراد الہام ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ”واوحی ربک الی النحل ان اتخذی من الجبال بیوتاً (النحل: ۶۸)“ یعنی اور تیرے رب نے شہد کی مکھی کی طرف وحی کی یا الہام کیا کہ پہاڑوں میں اپنا گھر بنائے۔ اس وقت صرف یہ دیکھا جاتا کہ ان پر ہونے والا الہام کیسا ہے؟ اگر وہ دینی نصوص و احکام کے مطابق ہوتا تو ہم خاموش رہتے اور اگر ان میں سے کسی چیز کے خلاف ہوتا تو ہم اسے ٹھکرادیتے اور ماننے سے انکار کردیتے۔ لیکن وہ تو اپنی کتابوں میں صاف اور بار بار اعلان کرتے ہیں کہ میں نبی اور رسول ہوں۔ اپنے نام نہاد

”الہامی خطبہ“ میں کہتے ہیں: سوچو تو سبھی اگر میں خدا کی طرف سے ہوا اور پھر تم نے مجھے جموٹا قرار دیا تو اے جھٹلانے والو! تمہارا کیا حشر ہوگا؟ پھر کہتے ہیں:

تم دیکھتے ہو کہ لوگ کیسے عیسائی بنے اور اللہ کے دین سے مرتد ہو گئے۔ پھر بھی تم یہی کہہ جاتے ہو کہ خدا کی طرف سے کوئی رسول نہیں آیا۔ سوچو یہ تم کیا فیصلہ کرتے ہو؟ آگے چل کر لکھتے ہیں: چنانچہ خدا نے اس امت یعنی امت اسلام پر یہ انعام کیا کہ اس میں عیسیٰ کا مثل بھیجا۔ کیا اس کے بعد بھی اندھوں کے سوا اور کوئی انکار کر سکتا ہے؟ مزید کہتے ہیں عیسیٰ بنی اسرائیل کے لئے علم تھے اور اے ظالمو! میں تمہارے لئے علم ہوں۔

ایک اشتہار جو انہوں نے اپنے ماننے والوں کے لئے شائع کیا تھا اس کا عنوان ہے۔ ”جماعت احمدیہ میں شامل ہونے کی شرطیں“ اس میں وہ لکھتے ہیں: مسیح موعود مراد ہیں خود مرزا غلام احمد، خدا کا بھیجا ہوا تھا اور خدا کے بھیجے ہوئے رسولوں کا انکار کرنا اتنی بڑی جسارت ہے کہ ایمان تک سے محروم کر سکتی ہے۔

ایک قادیانی مبلغ ابوالعطاء جالندھری کہتے ہیں: خدا نے احمد یعنی غلام احمد سے ان تمام ذرائع سے کلام کیا جن سے وہ اپنے انبیاء سے کلام کرتا ہے۔ اس لئے کہ انبیاء وصف نبوت میں یکساں ہوتے ہیں۔ (اسلامی احمدی خوشخبری)

قرآن و سنت اور اجماع امت تینوں سے بے پرواہ ہو کر مرزا غلام احمد نبوت و رسالت کا دعویٰ کرتے ہیں، حالانکہ قرآن سنت اور اجماع امت تینوں میں واضح دلیل موجود ہے کہ محمد مصطفیٰ ﷺ آخری نبی اور آخری رسول ہیں۔

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ”مَلِكًا مُحَمَّدًا ابًا أَحَدٍ مِنْ رَجَالِكُمْ وَلَكِنْ رَسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ (احزاب: ۴۰)“ یعنی محمد تم مرد لوگوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں وہ تو اللہ کے رسول اور آخری نبی ہیں۔ ﴿

اور اگر خاتم کو دوسری قرأت کے مطابقت کی زیر کے ساتھ یعنی خاتم پڑھا جائے تو یہ محمد ﷺ کا ایک وصف ہوگا۔ یعنی آپ نے انبیاء کا سلسلہ ختم کر دیا اور آپ کے بعد کوئی شخص مقام نبوت پر سرفراز نہ ہو سکے گا۔ اب جو شخص اس کا دعویٰ کرے گا۔ ایک ایسی چیز کا دعویٰ کرے گا جس کی کوئی دلیل نہیں۔ ت کی زیر کے ساتھ قرأت یعنی خاتم بھی یہی مطلب ظاہر کرتی ہے۔ اس لئے

کہ خاتم اور ”خاتم“ میں سے ہر لفظ دوسرے کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ یہی بات ماہرین لغت نے لکھی ہے۔ اس کو تمام محقق علمائے تفسیر نے اختیار کیا ہے اور یہی مطلب سنت صحیحہ میں بیان کیا ہے۔ صحیح بخاری میں حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا ”بنی اسرائیل کی قیادت انبیاء کرتے تھے۔ ایک نبی وفات پا جاتا تو دوسرا اس کی جگہ لے لیتا۔ لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔“ (بخاری ج ۱ ص ۴۹۱، مسلم ج ۲ ص ۱۶۲)

صحیح بخاری میں حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”میری اور مجھ سے پہلے گزرے ہوئے انبیاء کی مثال ایسی ہے جیسے ایک شخص نے ایک عمارت بنائی اور خوب حسین و جمیل بنائی مگر ایک کونے میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑی ہوئی تھی۔ لوگ اس عمارت کے گرد پھرتے اور اس کی خوبی پر اظہار حیرت کرتے، مگر ساتھ ساتھ یہ بھی کہتے کہ آخر اس جگہ اینٹ کیوں نہ رکھی گئی؟ تو میں وہ اینٹ ہوں اور میں خاتم النبیین ہوں۔ (بخاری ج ۱ ص ۵۰۱، مسلم ج ۲ ص ۲۳۸) (یعنی میرے آنے سے نبوت کی عمارت مکمل ہو چکی ہے۔ اب کوئی جگہ باقی نہیں ہے۔ جسے پر کرنے کے لئے کوئی آئے)

امام احمدؒ نے اپنی سند سے حضرت ابو الطفیلؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے بعد کوئی نبوت نہیں، صرف بشارت دینے والی باتیں ہیں۔ عرض کیا گیا: ”اے اللہ کے رسول بشارت دینے والی وہ باتیں کیا ہیں؟“ فرمایا: اچھا خواب یا فرمایا صالح خواب۔“ اسی طرح نبی ﷺ کی متعدد دوسری احادیث اور صحابہ کرام کے متعدد آثار سے قطعی طور پر معلوم ہوتا ہے کہ نبی ﷺ پر نبوت و رسالت کا سلسلہ ختم ہو گیا۔ اس بارے میں پوری امت کا شروع سے اب تک اجماع چلا آ رہا ہے اور ہر مسلمان، چاہے وہ عالم ہو یا غیر عالم، سے دین کے بنیادی مسائل میں شمار کرتا ہے۔ جس کے جانے بغیر ایمان مکمل نہیں ہوتا۔ آیت میں لفظ ”خاتم النبیین“ کی تفسیر کرتے ہوئے امام ابن کثیرؒ لکھتے ہیں: ”اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب اور اس کے رسول ﷺ نے اپنی متواتر سنت میں بتایا ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہے تاکہ لوگوں کو معلوم ہو کہ آپ کے بعد جو بھی شخص اس مقام کا دعویٰ کرے گا وہ انتہائی جھوٹا، مکار، دجال اور لوگوں کو گمراہ کرنے والا ہوگا۔“

امام آلوسیؒ اپنی تفسیر روح المعانی میں لکھتے ہیں کہ ”محمد ﷺ کے خاتم النبیین ہونے کی

خبر قرآن میں بھی دی گئی ہے سنت میں بھی اسے دو ٹوک الفاظ میں بیان کیا گیا ہے۔ محمد ﷺ آخری نبی ہیں۔ اس پر پوری امت کا اجماع ہے۔ لہذا جو شخص اس کے خلاف دعویٰ لے کر اٹھے گا اسے کافر قرار دیا جائے گا۔“

کسی مسلمان کے لئے ہرگز یہ جائز نہیں ہے کہ وہ قرآن اور سنت صحیحہ کی اللہ و رسول کے منشاء کے خلاف تاویل کرے تاکہ ہوا پرستی اور دل میں بیٹھے ہوئے بت کی تسکین کر سکے۔ اب دیکھئے کہ مرزا غلام احمد اور ان کے ماننے والوں نے آیت ”خاتم النبیین“ اور اس باب میں قطعی اور دو ٹوک احادیث میں من مانی تاویل کرنے میں کیا ٹاک ٹوئیاں ماری ہیں اور شخص اس کے لئے کہ ”قادیان“ کے ایک شخص نے ہڈی (ہدایت و بھلائی) پر ہوئی (خواہش پرستی) کو ترجیح دی۔ چنانچہ اس نے دعویٰ کر ڈالا کہ میں خدا کا بھیجا ہوا نبی ہوں اور پھر بکواس کرنے، ہکر و فریب سے کام لینے، جھوٹ بولنے اور کافر حکمرانوں کی چالپوسی کرنے میں اس نے اپنی حد تک کوئی کسر نہ اٹھا رکھی۔

رسول ﷺ کی حدیث ہے کہ ”میرے بعد کوئی نبی نہیں۔“ کی تاویل اس شخص نے یہ کی کہ آپ کے بعد کوئی نبی آپ کی امت کے علاوہ کسی دوسری امت سے نہیں آئے گا۔

دراصل اس حدیث کی یہ مضحکہ خیز تاویل ایک دوسرے جھوٹے نبی کی خوش چینی ہے جس کا نام ”اسحاق اخیس“ (اس کا ذکر پہلے گزر چکا ہے) تھا اور جو عباسی خلیفہ سفاح کے زمانہ میں ظاہر ہوا تھا۔ اس نے دعویٰ کیا تھا کہ اس کے پاس دو فرشتے آئے اور انہوں نے اسے نبی ہونے کی بشارت دی۔ اس نے ان فرشتوں سے پوچھا: لیکن میں نبی کیسے ہو سکتا ہوں جبکہ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد ﷺ کے بارے میں خبر دی ہے کہ آپ خاتم النبیین ہیں؟ فرشتوں نے جواب دیا آپ سچ کہتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کے اس خبر دینے کا مطلب یہ تھا کہ آپ محمد ﷺ صرف ان انبیاء کے سلسلہ کے آخری نبی ہیں جو آپ کی ملت اور آپ کی شریعت پر نہ ہوں گے۔

قادیانیوں کے نزدیک ایک وحی کا دائرہ صرف اپنے پیشوا اور بانی مذہب تک محدود نہیں ہے۔ بلکہ ان کا دعویٰ ہے کہ اس کے ماننے والوں پر بھی وحی کا نزول ہوتا ہے۔ ان کے موجودہ خلیفہ نے ایک پمفلٹ شائع کیا ہے۔ جس کا ترجمہ عبد المجید کامل نامی ایک شخص نے عربی میں کیا ہے۔ اور وہ مصر میں طبع ہوا ہے۔ اس میں لکھا ہے ”لوگوں کے سامنے وحی کا راستہ بند نہیں کیا جاسکتا۔ اسی پمفلٹ میں دوسری جگہ یہ عہارت آئی ہے۔ ہندوستان کے ایک شہر قادیان میں

مہدی اور مسیح کا ظہور ہو چکا ہے جس کے ماننے والوں میں اب بھی ہزاروں ایسے افراد موجود ہیں جو وحی الہی کو سنتے ہیں۔

غلام احمد نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ ان پر وحی ہوئی انسی جاعلك للناس امام“ (رسالہ دعوت قوم ص ۵۵، خزائن ج ۱ ص ۵۵) ”يُنصرك رجال يوحى انهم“ (تذکرہ ص ۵۰، طبع سوم) یعنی میں تمہیں لوگوں کا امام بنانے والا ہوں۔ تیری مدد وہ لوگ کریں گے جن کی طرف ہم وحی کریں گے۔

معلوم نہیں یہ لوگ کس زبان سے وحی کا دعویٰ کرتے ہیں حالانکہ اگر آپ مرزا قادیانی کے مضامین اور پمفلٹوں پر ایک نظر ڈالیں تو آپ کو ان میں ایسی بے تکلی باتیں جگہ جگہ ملیں گی جن کا حکمت و دانائی سے دور کا بھی واسطہ نہیں اور جن میں جموٹ صاف صاف عیاں ہے۔ ان میں بمشکل تمام کوئی معقول بات نظر آتی ہے تو یہی اور ان جیسی باتیں بہت سے دوسرے لوگ نے کہی ہیں بلکہ ان سے بہتر کہی ہیں۔ لیکن ان کے دل میں کبھی یہ خیال نہیں گزرا کہ یہ وحی ہے جو خدا نے ان پر نازل کی ہے یا اسے لے کر روح الامین (جبرائیل علیہ السلام) آئے ہیں۔ مرزا قادیانی کی بکواس اور خطہ الحواسی کا یہ حال ہے کہ وہ قرآن پاک سے بعض آیات یا چند جملے نقل کر لیتے ہیں اور پھر اپنی کتابوں میں اسے گڈمڈ کر کے دعویٰ کر ڈالتے ہیں کہ یہ ان پر بذریعہ وحی نازل کی گئی ہیں۔

قادیانی نبی کریم ﷺ کے خاتم النبیین ہونے کا انکار کرتے ہیں اور اس پر ایسے ایسے شکوک و شبہات کا اظہار کرتے ہیں جو اہل علم کی نظر میں پرکاوہ کا وزن بھی نہیں رکھتے۔ مثال کے طور پر وہ آیت ”اللہ يصطفى من الملائكة رسلا ومن الناس (ج: ۷۵)“ ﴿اللہ فرشتوں میں سے رسولوں کا انتخاب کرتا ہے اور لوگوں میں بھی﴾ سے استدلال کرتے ہیں اور استدلال کی ساری بنیاد یہ بتاتے ہیں کہ مصطفیٰ کا لفظ مضارع کا صیغہ ہے اور مضارع حال کی طرح مستقبل کے لئے بھی ہوتا ہے۔ اس شبہ کا جواب یہ ہے کہ قرآن پاک میں ایسے اور بھی کئی مقامات ہیں جہاں بلاغت کے پیش نظر ماضی میں ہونے والے فعل کی تعبیر مضارع کے صیغہ سے کی گئی ہے۔ ایسے مقامات پر بلاغت کے کئی پہلو ملحوظ ہوتے ہیں جن میں سے ایک یہ ہے کہ معنی میں تعجب اور غرابت پائی جاتی ہے۔ مضارع میں جو حال کا پہلو ہوتا ہے۔ بلخ کلام میں اسے کسی انوکھے واقعہ کو اس طور پر سامنے لانے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے گویا وہ حال ہی میں واقع ہو رہا ہے تاکہ

مخاطب کے تعجب میں مزید اضافہ ہو جبکہ وہ تصور کرے کہ گویا واقعہ کو اپنے سامنے ہوتے دیکھ رہا ہے۔ اس کی دوسری مثال قرآن پاک میں یہ آیت ہے:

”ان مثل عیسیٰ عند اللہ کمثل آدم خلقه من تراب ثم قال له کن فیکون (ال عمران: ۵۹)“ اللہ کے نزدیک عیسیٰ علیہ السلام کی مثال آدم علیہ السلام کی سی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے مٹی سے پیدا کیا اور پھر اس سے کہا ہو جا تو وہ ہو جاتا ہے۔ (مراد ہے ہو گیا) یہاں فعل مضارع یعنی ”یکون“ استعمال ہوا ہے۔ اگرچہ بظاہر یہ مقام فعل ماضی کا ہے۔ اس لئے کہ بغیر باپ کے کسی انسان کا پیدا ہونا اپنی نوعیت میں عجیب و غریب واقعہ ہے۔ ایسی حالت میں بلاغت کا تقاضا ہے کہ اس کی تعبیر مضارع سے کی جائے تاکہ مخاطب کے ذہن میں پورا واقعہ اچھی طرح حاضر کیا جاسکے۔ گویا وہ اسے اپنی آنکھوں سے ہوتا دیکھ رہا ہے۔

ماضی میں ہونے والے واقعہ کی فعل مضارع سے تعبیر میں اس طرف بھی اشارہ پایا جاتا ہے کہ وہ فعل ماضی میں مسلسل اور بار بار ہوتا رہا ہے اور یہ بلاغت کا وہ پہلو ہے جسے عربی زبان کے ماہرین اظہار بلاغت کے لئے اکثر استعمال کرتے ہیں۔ اس کے لئے اگر ماضی ہی کا فعل استعمال ہو تو اس میں بلاغت کا پہلو ختم ہو جاتا ہے۔ پھر آیت: ”اللہ یصطفیٰ من الملائکۃ رسلا ومن الناس (ج: ۷۵)“ میں جو ماضی میں ہونے والے واقعہ کی تعبیر مضارع سے کی گئی ہے تو اس میں اصل معنی ”انتخاب کرنے“ سے زائد ایک اور معنی بھی پایا جاتا ہے اور وہ یہ کہ ماضی میں رسولوں کے انتخاب کئے جانے کا کام صرف ایک یا چند مرتبہ نہیں بلکہ بار بار ہوتا رہا ہے۔ رہا وہ قرینہ جو بتایا ہے کہ اس آیت میں انتخاب سے مراد وہ انتخاب ہے جو ماضی میں ہوتا رہا ہے۔ وہ ہے آیت ”وخاتم النبیین“ اور وہ متواتر اور ان گنت احادیث جو بتاتی ہیں کہ نبوت و رسالت کا دروازہ اب ہمیشہ کے لئے بند کر دیا گیا ہے۔

ماضی کی جگہ مضارع کا استعمال عربی زبان کے ماہرین کے ہاں اس قدر ہوا ہے جس کا شمار ممکن نہیں۔ پھر قرآن کی بعض آیات دوسری آیات کی تفسیر کرتی ہیں اور سنت بھی قرآن کی تشریح کرتی ہے۔ مرزا غلام احمد کا دعویٰ ہے کہ وہ رسول ہیں اور حدیث میں ابن مریم کے نازل ہونے کا جو واقعہ آیا ہے اس سے مراد قطعی طور پر وہ خود ہیں۔ اس بناء پر انہوں نے اس حدیث کے الفاظ کی انتہائی بھونٹ پی اور بے بنی تاویل شروع کر دی۔ پھر آگے چل کر اپنے نام نہاد ”الہامی خطبہ“ میں

انہوں نے اپنے ماننے والوں کو احادیث نبویہ پر عمل کر دینے سے روک دیا اور قرآن کریم کی بہت سی آیات میں تحریف کر کے انہیں اپنے اس دعویٰ کی تائید کے لئے استعمال کرنے کی کوشش کی کہ ان کا نزول ان (یعنی مرزا غلام احمد) کے ظہور کی خبر دینے اور ان کا اشتہار دینے کے لئے ہوا ہے۔ مثال کے طور پر سورۃ تحریم میں جو یہ آیت آئی ہے: ”وَمَرْيَمُ ابْنَةُ عِمْرَانَ الَّتِي أَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيهِ مِنْ رُوحِنَا“ ﴿۱۳۱﴾ یعنی اللہ اہل ایمان کے معاملہ میں عمران کی بیٹی مریم کی مثال دیتا ہے جس نے اپنی شرم گاہ کی حفاظت کی تھی پھر ہم نے اس کے اندر اپنی روح پھونک دی ﴿۱۳۱﴾ اس کی تفسیر کرتے ہوئے مرزا غلام احمد کہتے ہیں۔ ”اس میں یہ بشارت دی گئی ہے کہ اس امت اسلامیہ میں مریم صدیقہ کے درجہ کا ایک آدمی ہوگا اور پھر اس آدمی میں عیسیٰ کی یہ روح پھونکی جائے گی تو مریم سے عیسیٰ نکلے گا یعنی آدمی اپنی مریمی صفات سے عیسوی صفات کی طرف منتقل ہوگا گویا اس کے مریم ہونے کی حالت نے اس کے عیسیٰ علیہ السلام ہونے کی حالت کو جنم دیا۔ اس معنی میں وہ شخص ابن مریم کہلائے گا۔“ (خطبہ الہامیہ ص ۱۹۰، خزائن ج ۱ ص ۲۸۳)

اس موقع پر ہم ان یکوا سوں اور لغویات کا اس سے زیادہ ذکر نہیں کرنا چاہتے۔ آگے چل کر اگر ضرورت محسوس ہوئی تو اس باطل گروہ کی کچھ دوسری لغویات کا ذکر کریں گے۔

غلام احمد نے نبوت در رسالت کا دعویٰ تو کر دیا۔ لیکن انہیں اپنی ناکامی کا احساس برابر رہا۔ یہاں تک کہ وہ ان عوام کو بھی اپنے فریب میں نہ لاسکتے تھے جو جاہل ہونے کے باوجود اس کے لئے تیار نہ تھے کہ اسلام کو چھوڑ کر ایک ایسے مذہب کو اختیار کر لیں جو کہتا ہے کہ میں نے اسلامی شریعت کو منسوخ کر دیا۔ چنانچہ ایسے نام نہاد ”الہامی خطبہ“ میں وہ کہتے ہیں۔ ”لوگ کہتے ہیں کہ ہمیں نہ مسیح کی ضرورت ہے اور نہ مہدی کی۔ ہمیں صرف قرآن کافی ہے اور ہم ہدایت یافتہ ہیں۔ وہ جانتے ہیں کہ قرآن کریم کو صرف پاکیزہ ہستیاں ہی چھو سکتی ہیں۔ چنانچہ ایک ایسے ذہین مفسر قرآن کی ضرورت تھی جسے اللہ کی تائید حاصل ہو اور عقل و بصیرت والوں کے زمرہ میں اس کا شمار ہوتا ہو۔“

اس عبارت سے ان کا مقصد جاہل عوام کو اپنی طرف مائل کرنا تھا۔ ایک طرف وہ اپنی دل خواہش پورا کرنا چاہتے تھے اور دوسری طرف یہ بھی جانتے تھے کہ ایسی باتوں کی قرآن و سنت میں کوئی گنجائش نہیں ہے۔ تو انہوں نے نے سنت کو بطور ماخذ شریعت رد کرنے کی کوشش کی اور اس

کے بعد قرآن میں تحریف و تاویل کا دروازہ کھولا یا بالکل وہی دروازہ جو ان سے پہلے باطنیوں نے کھولا تھا۔ اب انہیں یہ دعویٰ کرنے کی ضرورت نہ تھی کہ وہ کوئی الگ شریعت لے کر آئے ہیں۔ کیونکہ ان کے اور ان کے ماننے والوں کے سامنے کوئی ایسی رکاوٹ نہیں تھی جو انہیں من مانی کرنے سے باز رکھتی۔ ان سے اگر یہ کہا جاتا کہ آپ کی فلاں بات شارع کی فلاں نص سے ٹکراتی ہے تو وہ نص کو صحیح ماننے سے انکار کر دیتے، یا اس کی تاویل کے لئے مکر و فریب کا وہی دروازہ کھول لیتے جو ان سے پہلے باطنیوں نے کھولا تھا۔

معجزات و دلائل کا دعویٰ

حرز قادیانی اپنے ”الہامی خطبہ“ میں کہتے ہیں اگر تم میری صداقت کے دلائل شمار کرنا چاہو تو نہیں کر سکتے۔ لیکن ہمیں ان دلائل کا کوئی پتہ نہیں چلتا۔ سوائے اس کے کہ ان کے خلاف ہنک عزت کے جو مقدمات دائر کئے گئے۔ ان میں بری کر دیئے گئے اور وہ بھی انگریز جنوں کے فیصلہ کی رو سے یا یہ کہ وہ چند مرتبہ عوام کی گرفت سے بچ کر لکل گئے اور وہ بھی صرف اس لئے کہ انگریزی حکومت کی مسلح فوج انہیں پوری طرح اپنی حفاظت میں لے لیے ہوتی تھی۔ اپنی صداقت کی ایک دلیل انہوں نے یہ بھی گنائی ہے کہ بعض اغراض پرست اور راہ حق سے ناواقف لوگوں کو ان کی تبلیغ نے متاثر کر دیا۔ چنانچہ اپنے ”خطبہ الہامیہ“ میں وہ کہتے ہیں: ہمارا سلسلہ تبلیغ اگر خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو اس کے پرہیزگار اڑ چکے ہوتے اور ہم پر زمین و آسمان کی لعنت پڑ چکی ہوتی۔ اور خدا میرے دشمنوں کو ان کے ارادوں میں کامیاب کر چکا ہوتا۔“

ان کی تبلیغ کی طرح ان کے جھوٹے دعوؤں کو بھی کچھ ایسے افراد مل گئے جن کے دلوں میں جہالت و گمراہی گھر کر چکی تھی۔ اس لئے نبوت و رسالت کے مقام کو سمجھنا اور اس کی قدر کرنا ان کے بس کی بات نہ تھی اور نہ ہی اس کے لئے یہ ممکن تھا کہ اس کا سچا یا جھوٹا دعویٰ کرنے والوں کے درمیان تمیز کر سکتے۔ اگر کچھ لوگوں میں بعض خیالات کے رواج پاجانے کو ان کے حق ہونے کی دلیل سمجھ لیا جائے تو بہاوت جیسے باطل فرقہ کو بھی ایک سچا مذہب ماننا پڑے گا۔ جسے تمام مسلمان نیز قادیانی بھی باطل مذہب قرار دیتے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ ہر باطل کو کچھ نہ کچھ کھیل کھیلنے کا موقع مل جاتا ہے۔ لیکن جو نبی اہل علم لوگ حق کی راہ میں مداخلت کا عزم کرتے اور اس کے لئے صحیح ذرائع سے کام لیتے ہیں تو باطل کا

منہ مڑ جاتا ہے۔ اس کے بعد وہ یا تو سرے سے ناپید ہو جاتے ہیں یا اس کا دائرہ صرف چند سر پھرے لوگوں تک محدود رہتا ہے جنہیں اندھیروں میں بھٹکتا چھوڑ دینے میں ہی اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی حکمت ہوتی ہے۔

مرزا قادیانی اپنی کتابوں میں مبہلہ کا ذکر کرتے ہیں ان کا دعویٰ ہے کہ جو نبی میرے اور میرے بعض مخالفین کے درمیان مبہلہ ہوا یہ مخالفین شکست کھا جائیں گے اور فتح میری ہوگی۔ بد قسمتی سے انہوں نے یہ نسخہ مولانا ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسری کے ساتھ آزمانا چاہا تو ان کے مبہلہ کا سارا پول کھل گیا اور ان کے جھوٹا و مکار ہونے کا جیتا جاگتا ثبوت بن گیا۔ لیکن اسے کیا کہنے کہ باطل کے پرستاروں میں وہ لوگ بھی ہوتے ہیں جن کے کانوں پر اللہ نے مہر لگا دی ہوتی ہے۔ اور وہ سننے کی صلاحیت سے محروم ہوتے ہیں۔

مولانا ثناء اللہ امرتسری نے جب مرزا قادیانی کے مختلف دعوؤں کا کچا چٹھا کھولنا شروع کیا تو مرزا قادیانی کا دماغ کھول گیا۔ کچھ عرصہ جواب دیتے رہے لیکن بالآخر جب مولانا کی علمی گرفت اور لا جواب تنقید سے تنگ آ گئے تو ایک تحریر شائع کی جس میں خدا سے آخری دعا کی اور مولانا کو خطاب کرتے ہوئے لکھا۔

بسم الله الرحمن الرحيم!

يستنبقونك احق هو اى والله انه لحق

بخدمت جناب مولوی ثناء اللہ صاحب! اسلام علی من اتبع الهدی

ہمیشہ مجھے آپ اپنے اس پرچے (الہمدیث) میں مردود و کذاب، و جال و مفسد کے نام سے منسوب کرتے ہیں۔ میں نے آپ سے بہت دکھ اٹھایا اور صبر کرتا رہا..... اگر میں ایسا ہی کذاب اور مفتری ہوں جیسا کہ اکثر اوقات آپ اپنے پرچے میں یاد کرتے ہیں تو میں آپ کی زندگی میں ہی ہلاک ہو جاؤں گا۔ کیونکہ میں جانتا ہوں کہ مفسد اور کذاب کی بہت عمر نہیں ہوتی۔ اور آخر وہ ذلت اور حسرت کے ساتھ اپنے اشد دشمنوں کی زندگی میں ہی ناکام و ہلاک ہو جاتا ہے..... میں خدا سے دعا کرتا ہوں کہ اے میرے مالک بصیر و قدیر جو عظیم و خیر ہے..... اگر یہ دعویٰ مسیح موعود ہونے کا محض میرے نفس کا افتراء ہے اور میں تیری نظر میں مفسد اور کذاب ہوں تو اے میرے پیارے مالک میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ کی زندگی

میں مجھے ہلاک کر دے..... بکراے میرے کامل اور صادق خدا اگر مولوی ثناء اللہ ان تہمتوں میں جو وہ مجھ پر لگا تا ہے حق پر نہیں تو میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ میری زندگی میں ہی ان کو ہلاک کر مگر انسانی ہاتھوں سے نہیں بلکہ طاعون و ہیضہ وغیرہ مہلک امراض سے..... میں تیرے ہی تقدس اور رحمت کا دامن پکڑ کر تیری جناب میں ملتی ہوں کہ مجھ میں اور ثناء اللہ میں سچا فیعلہ فرما اور وہ جو تیری نگاہ میں حقیقت میں مفسد اور کذاب ہے اس کو صادق کی زندگی میں ہی دنیا سے اٹھالے یا کسی اور نہایت سخت آفت میں جو موت کے برابر ہو جتلا کر دے۔ اے میرے پیارے مالک تو ایسا ہی کر۔ آمین ثم آمین۔ (الراقم عبد اللہ العبد مرزا غلام احمد، المسیح موعود عافا اللہ ولیدہ، مرقومہ یکم ربیع الاول ۱۳۲۵ھ الموافق ۱۵ مارچ ۱۹۰۷ء، مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۵۷۸، ۵۷۹)

مرزا قادیانی کی یہ دعا اس انداز سے قبول ہوئی کہ ایک ہی سال بعد یعنی ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو مرزا قادیانی کی موت واقع ہو گئی (اور وہ وہابی ہیضہ سے جس کا ذکر انہوں نے اپنی اس دعا میں جھوٹے کی علامت کے طور پر کیا ہے اور قدرتی طور پر اس کی توقع وہ مولانا ثناء اللہ کے لئے رکھتے تھے)

مولانا ثناء اللہ صاحب اب بھی زندہ سلامت موجود ہیں اور دین حنیف کی خدمت کر رہے ہیں قادیانی ٹولے کے مکر و فریب سے مسلمانوں کو بچار ہے ہیں۔
مرزا قادیانی کو معلوم تھا کہ ان کے پاس اپنی نبوت کی نہ کوئی دلیل ہے اور نہ کوئی ایسی چیز ہے جسے کسی حد تک بھی دلیل کہا جاسکے۔ پنجاب میں جب ایک مرتبہ طاعون کی وبا پھیلی تو انہوں نے اسے سادہ لوح اور جاہل حوام کو اپنے دام میں پھنسانے کا ایک عمدہ موقع تصور کیا اور دعویٰ جڑ دیا کہ ان پر وحی ہوئی ہے کہ اس طاعون سے وہ شخص محفوظ رہے گا جو خلاصہ دل سے ان پر ایمان رکھے گا یا کم از کم ان کی ایذا رسانی اور مذمت سے باز آئے گا اور دل سے ان کی عظیم شکایت قائل ہوگا۔ (ملاحظہ ہو "تغلیسات مسیح موعود" شائع کردہ قادیانی گروہ)۔

یہ دعویٰ انہوں نے اس لئے کیا کہ سادہ لوح اور فحشی قسم کے لوگ جو ہر اس شخص کی دھمکی

۱۔ مصنف کی یہ تحریر غالباً ۱۹۲۸ء سے پہلے کی ہے کیونکہ اس وقت تک مولانا ثناء اللہ واقعی زندہ سلامت تھے اور دین حنیف کی خدمت کر رہے تھے، مولانا کی وفات ۱۹۲۸ء میں یعنی آنجنابی مرزا کے مرنے کے ۴۰ سال بعد ہوئی۔ قدس اللہ روحہ (مترجم)

میں آجاتے ہیں جہاں سے کسی مصیبت سے نجات دلانے کا دعویٰ کرتا ہے۔ وان یعدہم الا غروراً

مرزا قادیانی کا غرور نفس اور بعض جلیل القدر انبیاء سے
اپنے آپ کو افضل قرار دینے کا دعویٰ

مرزا قادیانی غرور نفس اور تکبر کے اس درجہ ہکار تھے کہ محمدی اپنے ایسے نہایت اعلیٰ قسم کے القاب گھڑتے اور ان کی اشاعت کرتے۔ اپنی کتاب ”استکفاء“ میں انہوں نے دعویٰ کیا کہ خدا نے ان سے یوں خطاب کیا: ”انت منی بمنزلۃ توحیدی وتفریدی“ (الاستکفاء ص ۵، خزائن ج ۲۲ ص ۶۲۵) ”انت منی بمنزلۃ عرشی“ (تذکرہ ص ۵۱، طبع سوم) ”انت منی بمنزلۃ ولدی“ (حقیقت الوحی ص ۸۶، خزائن ج ۲۲ ص ۸۹) (یعنی تم میرے لئے میری توحید و یکتائی کی منزلت میں ہو۔ تم میرے لئے میرے عرش کا مرتبہ رکھتے ہو۔ میرے نزدیک تجارا درجہ میرے بیٹے کا درجہ ہے)

عربی میں شائع شدہ ایک کتاب ”أحمد رسول العالم الموعود“ میں ان کا ایک مضمون ہے جس میں وہ کہتے ہیں ”واقعہ یہ ہے کہ خدائے قدی نے مجھے بتایا ہے کہ سلسلہ اسلامیہ کا مسیح موسویہ کے مسیح سے عظیم تر ہے۔“ سلسلہ اسلامیہ کے مسیح سے ان کی مراد اپنی ذات ہے۔ ان کا دعویٰ یہ ہے کہ وہ عیسیٰ علیہ السلام سے افضل ہیں، ان کا یہ بھی دعویٰ ہے کہ خدا نے ان سے خطاب فرمایا: ”میں نے تمہیں عیسیٰ کے جوہر سے پیدا کیا تم اور عیسیٰ ایک ہی جوہر سے ہو اور ایک ہی چیز کی طرح ہو۔“ (جلد الشریٰ ص ۱۵، خزائن ج ۷ ص ۱۹۲)

مجھے قادیانی حضرات کی ایک اور کتاب کے دیکھنے کا اتفاق ہوا جس کا قادیانی نے عربی زبان میں ترجمہ کیا تھا۔ اس میں مرزا قادیانی نے وحی پر بحث کی ہے اور ایک ایسے مقام کا ذکر کیا ہے: جس میں خدا بندے سے ہم کلام ہوتا ہے۔ اس کے باطن سے بولتا ہے۔ اس کے دل کو اپنا عرش بناتا ہے اور اسے ہر وہ نعمت عطا کرتا ہے۔ جو اس نے پہلے لوگوں کو عطا کی تھی۔ آگے چل کر وہ لکھتے ہیں: میں اپنے بنی نوع پر ظلم کروں گا اگر اس گھڑی میں یہ اعلان نہ کروں کہ میں اس روحانی مقام تک پہنچ چکا ہوں جس کی صفت میں نے یہاں بیان کی ہے۔ خدا نے مجھے ہم کلامی کا وہ مرتبہ عطا کیا ہے جسے میں نے تفصیل سے بیان کیا ہے۔

مولانا ثناء اللہ نے مرزا غلام احمد قادیانی کی اردو اور فارسی کتابوں سے ان کے بہت سے اقوال نقل کئے ہیں۔ ایک جگہ مرزا قادیانی کہتے ہیں: ابن مریم کا ذکر چھوڑ داس لئے کہ غلام احمد اس سے بہتر ہے۔“ (دافع البلاء ص ۲۰، خزائن ج ۱۸ ص ۲۳۱) ایک اور جگہ وہ کہتے ہیں: خدا نے ہر نبی کو جو چیزیں الگ الگ دی ہیں وہ سب چیزیں مجھے ایک ساتھ دیں۔ (نزل آسم ص ۹۹، خزائن ج ۱۸ ص ۳۷۷) ایک اور جگہ ان کا کہنا ہے: خدا نے مجھ سے فرمایا کہ تیری شان یہ ہے کہ جب تم کسی چیز سے کہو ہو جا تو وہ ہو جاتی ہے۔ (حقیقت الوحی ص ۱۰۵، خزائن ج ۲۲ ص ۱۰۸) حقیقت یہ ہے کہ اس قسم کی بکواس اور لغویات سے مرزا قادیانی کی کتابیں بھری پڑی ہیں۔

مرزا قادیانی کی طرف سے ان کے مخالفین کی تکفیر

مرزا قادیانی ان تمام مسلمانوں کو جو ان کی دعوت قبول نہیں کرتے کافر قرار دینے اور انہیں یہودیوں سے تشبیہ دیتے ہیں۔ اپنے نام نہاد ”الہامی خطبہ“ میں وہ کہتے ہیں: ہمارے نبی مصطفیٰ ﷺ کی مانند تھے۔ اسلامی خلافت کا سلسلہ کلیم (موسیٰ) علیہ السلام کی خلافت کے سلسلہ کی طرح تھا۔ اس تقابل اور مماثلت کا لازمی تقاضا تھا کہ اس سلسلہ کے آخر میں سلسلہ موسویہ کے مسیح کے مانند، ایک مسیح کا ظہور ہو اور ایسے یہودی ظاہر ہوں جو ان یہودیوں کی طرح ہوں۔ جنہوں نے عیسیٰ علیہ السلام کی تکفیر و تکذیب کی۔ اپنی بہت سی دوسری عبارتوں میں وہ بار بار اپنے آپ کو عیسیٰ علیہ السلام ہے اور اپنی دعوت کو نہ ماننے والے مسلمانوں کو یہودیوں سے تشبیہ دیتے ہیں۔

احمدیت میں داخلہ کی شرائط نامی ایک چھوٹے سے پمفلٹ میں قادیانی صاف صاف کہتے ہیں کہ جو مسلمان غلام احمد کی تکذیب کرتے ہیں۔ ان کا درجہ منافقین سے بھی پست ہے۔ ان کی اصل عبارت یوں ہے۔ ”اور اسی طرح کسی احمدی کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ کسی غیر احمدی کی نماز جنازہ پڑھے کیونکہ اس طرح وہ گویا خدا کے حضور ایک ایسے شخص کی شفاعت کرے گا جو مسیح کی مخالفت کرتا رہا اور اسی پر اس کی موت واقع ہوئی حالانکہ خدا منافقین کی نماز جنازہ پڑھنے سے منع کرتا ہے۔ کجا کہ اس شخص کی نماز جنازہ پڑھی جائے جس نے ایک مامور من اللہ کو کافر قرار دیا۔“

مرزا قادیانی مسلمانوں کے بارے میں بار بار کہتے ہیں کہ وہ ان کے اہل مذہب کے دشمن کے دشمن ہیں۔ اپنے ایک مضمون میں وہ اپنے ماننے والوں سے خطاب کرتے ہوئے کہتے ہیں: سنو! انگریزی سلطنت تمہارے لئے ایک رحمت ہے تمہارے لئے ایک برکت ہے اور خدا کی

طرف سے چہاری وہ سپر ہے۔ پس تم دل و جان سے اس سپر کی قدر کرو اور ہمارے مخالفین جو مسلمان ہیں۔ انگریز ان سے ہزار ہا درجہ بہتر ہیں۔

غلام احمد کو معلوم تھا کہ علماء ہی وہ لوگ ہیں جو ان کی حقیقت جاننے کی وجہ سے ان کی پردہ دری کر سکتے ہیں۔ اور لوگوں کو ان کے فتنے سے بچنے کی تلقین کر سکتے ہیں۔ اس لئے وہ سب سے زیادہ گالیاں علماء ہی کو دیتے رہے اور اپنے ماننے والوں کو ان سے نفرت کرنے پر ابھارتے رہے۔ ”تعلیمات مسیح موعود“ نامی ایک کتاب میں وہ کہتے ہیں: ”میں اپنے تمام ماننے والوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ وہ ان مولویوں سے سخت نفرت کا برتاؤ کریں جو مذہب کا لبادہ اوڑھ کر انسانی خون بہاتے ہیں اور تقویٰ کے پردہ کے پیچھے انتہائی گھٹاؤ نے گناہوں کا ارتکاب کرنے میں۔ میرے ماننے والوں کا فرض ہے۔ کہ وہ برٹش گورنمنٹ کی قدر کریں اور اس کے سامنے شکر گزاری اور احسان مندی کا اظہار کریں! اور اسے اپنی وفا داری اور اطاعت گزاری کا یقین دلائیں۔“

رسول آخر الزماں غلام احمد مسلمانوں سے اپنی دوری و علیحدگی کو ایسی نعمت گردانتے ہیں جو شکر گزاری کی مستحق ہے۔ برلن سے ڈاکٹر زکی کرام نے جاہد کے ایک اخبار ”حضرموت“ کو ایک مضمون اشاعت کے لئے بھیجا جو اس میں تاریخ ۸ محرم ۱۳۵۱ھ شائع ہوا۔ اس مضمون میں وہ لکھتے ہیں کہ: ”برلن میں قادیانی حضرات نے جو مسجد تعمیر کی ہے۔ میں اور کلیب ارسلان اس کے امام سے ملنے گئے۔ اس امام نے جو مرزا قادیانی کی ایک کتاب ہمیں دکھائی۔ امیر کلیب ارسلان نے اس کے کچھ فقرے اپنے پاس نقل کر لئے۔ اس کا ایک فقرہ یہ تھا کہ وہ یعنی مرزا قادیانی اس بات پر خدا کا شکر ادا کرتے ہیں کہ وہ انگریزوں کے جھنڈے تلے اور مسلمانوں سے دور پیدا ہوئے۔“

قادیانیوں کے دو گروہ

مرزا قادیانی اور ان کے خلیفہ حکیم نور الدین کے زمانہ تک تمام قادیانیوں کا ایک ہی مذہب تھا۔ لیکن حکیم نور الدین کے آخری دنوں میں ان کے درمیان اختلافات پیدا ہونا شروع ہو گئے۔ چنانچہ جب نور الدین کا انتقال ہوا تو وہ دو گروہوں میں بٹ گئے۔ ایک گروہ ”قادیان“ میں تھا جس کے سرغنہ غلام احمد کے بیٹے مرزا محمود قادیانی تھے۔ اور دوسرا گروہ ”لاہور“ میں قائم ہوا

۱۔ یہ قول قادیانیوں کی عربی میں شائع کردہ کتاب ”احمد رسول العالم الموعود“ سے

لیا گیا ہے۔

اور اس کے سرغنہ محمد علی ہوئے جنہوں نے انگریزی میں ترجمہ قرآن شائع کیا۔ قادیانی گروہ اپنے اس عقیدہ پر قائم رہا کہ مرزا قادیانی اللہ کے بھیجے ہوئے رسول تھے لیکن ”لاہوری“ گروہ نے اپنا عقیدہ یہ قرار دیا کہ مرزا قادیانی نبی یا رسول نہیں تھے لیکن اس کا کیا علاج کہ خود قادیانی کی کتابیں نبوت و رسالت سے بھری پڑی ہیں؟

لاہوری گروہ بہت سی گمراہیوں کا شکار ہے جو اس کی شائع کردہ کتابوں میں جگہ جگہ ملتی ہیں۔ مثال کے طور پر یہ لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بن باپ پیداؤں کے منکر ہیں۔ محمد علی صاف صاف کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام یوسف نجار کے بیٹے تھے۔ (نحوذ باللہ) اور پھر وہ قرآن کی بہت سی آیات کی تاویل اس طرح کرتے ہیں کہ ان کا عقیدہ صحیح ثابت ہو سکے۔

یہ لاہوری گروہ دو کنگ (برطانیہ) سے ایک انگریزی ماہنامہ *Islamic Review* شائع کرتا ہے اس میں ایک مرتبہ ڈاکٹر مارکوس کا ایک مضمون شائع ہوا جس میں وہ کہتا ہے ”محمد علیہ السلام نے تصریح کی ہے کہ یوسف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا باپ تھا۔ اس پر رسالہ کے ایڈیٹر کی طرف سے کوئی نوٹ نہیں دیا گیا کیونکہ ڈاکٹر مارکوس کی یہ بات ان کے عقیدہ کے عین مطابق تھی۔ اسی طرح محمد علی نے اپنے ترجمہ قرآن میں لفظی ترجمہ کا طریقہ اختیار کیا ہے۔ لیکن حاشیہ میں وہ اپنے لفظی ترجمہ کی اپنے عقیدہ کے مطابق تاویل کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر سورۃ آل عمران کی آیت ”انی اخلق لکم من الطین کھیتۃ الطیر فانفخ فیہ فیکون طیراً بئذن اللہ وابصری الاکھمہ والابرص واحی الموتی باذن اللہ (ال عمران: ۴۹)“ کی معجزات کے منکرین کی طرح تاویل کرتے ہیں اور قرآنی مفہوم کے ساتھ ایسا کھیل کھیلتے ہیں جس سے ہرگز پہچان نہیں چلا کہ قرآن واضح عربی زبان میں نازل ہوا ہے۔

قادیانیوں کی مخالفت کرنا اور عام مسلمانوں کو ان کے فتنے سے بچانا ضروری ہے قادیانی حضرات اپنے مذہب کی تبلیغ میں انتہائی سرگرمی کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ وہ چونکہ اپنے مذہب کی بنیادی اسلام ہی کی بعض تعلیمات پر رکھتے ہیں۔ اس لئے بڑی آسانی سے دھوئی کر بیٹھتے ہیں کہ وہ اسلام ہی کی تبلیغ کر رہے ہیں۔ خصوصاً لاہوریوں کے لئے تو یہ دھوئی کرنا یوں بھی آسان ہے کہ ان کا دعویٰ یہ ہے کہ مرزا غلام احمد نبی نہیں۔ بلکہ ایک مصلح اور مجدد تھے چنانچہ جو لوگ

اس مذہب کی حقیقت سے واقفیت نہیں رکھتے وہ اس غلط فہمی میں پڑ جاتے ہیں کہ شاید یہ لوگ واقعی اسلام ہی کی تبلیغ کر رہے ہیں اور 'اوقات ان کی کوششوں کو سراہتے اور لوگوں کو ان کے مکر و فریب سے بچانے والوں کو برا بھلا کہنے لگتے ہیں۔ اگر یہ لوگ اپنی تبلیغ کا کام غیر مسلموں تک محدود رکھتے تو شاید اتنے خطرناک نہ ہوتے اور ہم بھی انہیں چھوڑ کر دوسرے ضلالت الخاد پسند گروہوں سے بچنے کی سوچتے۔ لیکن مصیبت یہ ہے کہ انہوں نے شکار کے لئے خاص طور پر ان مسلمان قوموں کو تاکا ہے جو قرآن و سنت کے درس و تدریس کا اہتمام کرتی اور انہیں اپنے لئے مشعل راہ بتاتی ہے۔ قادیانیوں کا مقصد یہ ہے کہ ایسی قوموں میں جو خاص طور پر غلام احمد کی رسالت کا عقیدہ رائج کیا جائے۔ چنانچہ انہوں نے مصر، شام، فلسطین، جدہ، عراق اور بہت سے دیگر مسلمان ممالک میں اپنے مبلغین بھیجے اور مقام افسوس ہے کہ بہت سے نوجوان جن کے والدین نے ان کی اسلامی تعلیم و تربیت کا اہتمام نہیں کیا تھا۔ ان کے جال میں پھنس گئے۔

قادیانی حضرات لوگوں کو بتاتے ہیں کہ چین، ہندوستان، ایران، عراق، جدہ، شام، فلسطین اور مصر ہر جگہ ان کے مبلغین کام کر رہے ہیں۔ ۱۹۳۲ء میں ان کی طرف سے شائع کردہ ایک کتاب میں ہم نے پڑھا ہے کہ مصر میں ان کا مبلغ شیخ محمود احمد قاہرہ کی فلاں سڑک پر رہائش پذیر ہے۔ آپ نے دیکھا کہ ہندوستان کے علماء نے اس باطل گروہ کی کیونکر مخالفت کی اور اب تک کئے جا رہے ہیں۔ ہمیں خوشی ہے کہ شام کے بعض علماء بھی اس کام میں ان کا ساتھ دے رہے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے قادیانیت کی تردید اور مسلمانوں کو اس کی ضلالت سے باخبر کرنے کے لئے بعض کتابیں بھی شائع کی ہیں۔ جن میں بتایا گیا ہے کہ کس طرح قادیانیت سے متاثر ہو کر ذہن پر چڑھتے سورج کی پوجا کرنے اور ہر دشمن اسلام طاقت کی آنکھیں کرنے لگتے ہیں۔

ہم نے اپنا یہ مضمون اس مقصد کے تحت لکھا ہے کہ مصر اور دوسرے مسلمان ممالک کے لوگوں کو بہانیت کی طرح اس باطل گروہ کے فتنے سے بھی بچایا جائے ہمیں پوری امید ہے کہ ہمارے علماء اور واعظ حضرات ان دونوں باطل مذاہب کے مبلغین کا لوٹ لیں گے اور اسلام سے متعلق جو شکوک و شبہات اور وساوس یہ لوگ عام مسلمان کے ذہنوں میں ڈالنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ ان کا ازالہ کرنے کی کوشش کریں گے۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
الحمد لله الذي هدانا لهذا
ما كنا لنهتدي لولا أن هدانا الله

موت قادیانی

حضرت مولانا ابوالمنظور عبدالحق کوٹلی سرہندی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اظہار الحق

اوروں کے مارنے کے جو رہتے تھے مدنی
ہر روز چھاپتے تھے جو دعوے نئے نئے
مرزا قادیانی کذاب الغرض
دنیا سے آپ بھی بعد ارمان چلے گئے

بسم اللہ الرحمن الرحیم . الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ
الذین اصطفی . اما بعد اوضح ہو کہ مرزا غلام احمد قادیانی کی موت سے بوجہ مرزا قادیانی کو
اپنے مخالفین کی موت سے لگاؤ دلچسپی رکھنے کے مرزا قادیانی کے مخالفوں اور عوام کو بھی خاص لگاؤ
و دلچسپی ہے۔ کیونکہ من مخر سحر یعنی چاہ کن راجاہ در پیش مثل مشہور ہے۔ اس جگہ یہ فقیر سلسلہ تحریر
معاذ اللہ بطور لغو و استہزاء نہیں بھیڑتا بلکہ بنیت اظہار حق نصحا للہ حق طور پر
شروع کرتا ہے۔

پس ظاہر ہے کہ مرزا قادیانی نے اپنے مخالفوں سے مرنے جینے کا پالا لگا رکھا تھا آپ
اپنی آخری تصنیف حقیقت الوحی کے ص ۳۰۰، خزائن ج ۲۲ ص ۳۱۳ پر لکھتے ہیں کہ: ”میں (مرزا
نے) اپنے مخالف مولویوں کو مہبلہ کی دعوت دی اور کہا کہ اگر مہبلہ کرو گے تو یہ ہو گا وہ ہو گا۔ پھر
اگرچہ تمام مخالف مولوی مرد میدان بن کر مہبلہ کئے لئے حاضر نہ ہوئے مگر پس پشت گالیاں دیتے
رہے..... پھر مولوی قصوری تک پہنچ کر لکھا حالانکہ انہوں نے ابھی مسنون طور پر مہبلہ نہیں کیا
تھا۔“ اس تحریر میں جو مرزا قادیانی نے ٹھوکریں کھائی ہیں ان کی تشریح کی طوالت میں اپنے آپ کو
ڈالنا چہ ضرور۔ مگر اتنا ظاہر کرنا ضروریات سے ہے کہ مرزا قادیانی لفظ مسنون لا کر اپنی رائے میں
نہایت دور بینی سے اپنے آپ کو طعنائے (مخالفین سے بچنے کی کوشش کی اور ازراہ بددیانتی اس۔۔۔
نے اپنے آپ کو اس امر میں کامیاب ظاہر کیا۔ کیونکہ کسی مہبلہ (لا فقیر) نے اس کو سلت طور پر

مہبلہ کرنے کی دعوت نہیں دی۔ مگر بحکم فلسفہ الحجة البالغة اس فقیر نے سنت کے قدم بقدم مرزا کو دعوت مہبلہ دی اور اس کا الٹی پیغام آخری (اعلان) دے کر جموے لے کر گھر تک پہنچایا اور اس کی اس حجت کو پاش پاش کیا اور چند بار بذریعہ تحریرات مطبوعہ اور اخبارات اس کی اس بے ایمانی کا اظہار ہوا، مرقع قادیانی بابت ماہ ستمبر ۱۹۰۷ء بھی ملاحظہ ہو۔

قبل اس کے کہ یہ فقیر اس جموے کا ثبوت ناظرین کے پیش کرے سنت کی تعریف ناظرین کے پیش کرتا ہے تاکہ ناظرین خود اپنے کائنات میں اندازہ لگا لیں کہ فقیر کا دعویٰ ٹھیک ہے یا نہیں؟ اصول حدیث میں سنت آنحضرت کے فرمان عمل اور ملاحظہ کئے ہوئے امر کو کہتے ہیں۔ فی الجملہ بحکم ربانی: ”قل تعالوا نددع انبائنا ونبائنا وابنائناکم وبناتناکم ونسائناکم انفسنا وانفسکم“ آنحضرت ﷺ مدح حسن و حسین و فاطمہ و علی عازم میدان مہبلہ ہوئے۔ مگر فریق ثانی نے گریز کیا۔

اب آپ بہ نظر انصاف نہ بہ نظر تعصب و رعایت فقیر کی دعوت مہبلہ کو مدالٹی پیغام کے ملاحظہ کریں اور داد انصاف دیں وہ یہ ہے: ”پس اب مرزا قادیانی کو چاہئے کہ اس تحریر کو پڑھ کر بہ نیت رفع تردد و انتظار خلق بحکم آیت مہبلہ معاہدہ و نساء میدان مہبلہ میں آئیں اور یہ احقر بھی تقاضا آجاء الحسن ہے آنحضرت ﷺ بختین پاک کے ساتھ مقابلہ نصاریٰ میں لگے تھے۔ بایماء فی الجملہ نسبتے بتو کائنی بود مرا بلبل نہیں کہ قافیہ گل شود بس است ہنجه الماس یعنی ہنجن اول نفس خود دوم زوجہ خود سوم و چہارم ہر دو و فرزندان خود ہنجم دختر خود کے ساتھ میدان مہبلہ میں یہ یقین فحیابی خود حاضر ہوتا ہے تاکہ حاکم مطلق بحکم یحق الحق ویبطل الباطل ویمح اللہ الباطل و یحق الحق بکلمتہ حق و باطل حق و کید کو حق کے ساتھ تمیز کرے اور حق حق اور فریب فریب ثابت ہو۔ اس سے بڑھ کر احسن اور عمدہ اور کوئی سبیل فیصلہ کی نہیں ہے۔ چنانچہ ناظرین پر ظاہر و باہر ہوا ہوگا (الی) اب مرزا قادیانی کو لازم ہے کہ اس تحریر کے ملاحظہ کے بعد چہرہ یوم کے اندر اندر بذریعہ اشتہار مطلق کریں اور اگر اب بھی مرزا قادیانی کوئی حیلہ و حجت کر کے ٹال جائیں تو لعنت

”اللہ علی الکاذبین۔“

کار مردان روشنی و گرمی است

کار زنان حیلہ و بے شرمی است

الراقم فقیر حقیر ابو منظور محمد عبدالحق کوٹلوی السرمندی مورخہ ۷/رمضان المبارک ۱۳۱۶ھ بروز جمعہ از مقام سرہند مسجد جامع سندھنے والی بقلم خود، دیکھو رسالہ مظہر نعمتہ مطبوعہ ۱۳۱۶ھ مطبع شحہ ہند میرٹھ۔

کیوں حضرات ناظرین! مرزا کی دورانہ پیشی کا کیا قلع قمع کیا گیا اور اس کی خیانت کی کیسی پردہ دری ہوئی جب اس چیلنج کو بجائے پندرہ روز کے سال بھر گزر گیا اور مرزا کی طرف سے صدائے برخاست کا معاملہ ظہور پذیر ہوا تو اخبار شحہ ہند میرٹھ مطبوعہ یکم جون ۱۹۰۰ء میں ”صبح الکذاب“ کے عنوان سے اس کی یاد دہانی کرا کر اٹنی میٹم بڑا دیا گیا پس اب یہ لکھنا ضروری ہے کہ مرزا ہمارے مقابلہ میں ہمیشہ ذلیل و خوار ہوگا اور اپنی اراجیف کاذبہ دعاوی باطلہ میں ناکامیاب رہے گا اور ہم کو اللہ جل شانہ محض اپنے دین حقہ کی تائید کی وجہ سے منصور و مظفر کرے گا۔

وما ذالك على الله العزيز وانه على ذالك لقدير والسلام!

آپ خیال فرمائیں کہ کیا پرزور مسنون مبہلہ ہے اور مرزا کی کلام کی منشاء کے بعد مبہلہ مسنون فریق کاذب ضرور مغضوب ہوتا ہے اور سچے سے پہلے مرجاتا ہے۔ کے ساتھ ملا کر سوچیں کہ اس مبہلہ کے بعد عرصہ آٹھ نو سال میں مرزا پر کیا کیا مصائب اور تکالیف آئیں یہاں تک کہ اس کے بعد اولاد ذریعہ کا پیدا ہونا بند ہو کر مقطوع النسل ہوا اور جس کی تکمیل موت مبارک احمد و خود مرزا سے ہوئی اور اس ناچیز پر کیا کیا افضال و اکرام خداوندی ارزانی ہوئی۔ جیسے بجائے دو لڑکوں کے چار ہونا، ایک لڑکی کے دو ہونا اور بے حد و حساب اکرامات و انعامات دینی و دنیاوی جن کو بقدر کفایت رسالہ انکشاف شر حقیقت الوحی قادیانی میں تحریر کیا گیا ہے اور جس کا بہت تھوڑا حصہ مرقع قادیانی ماہ ستمبر ۱۹۰۷ء میں ہدیہ پبلک ہو چکا ہے۔ انشاء اللہ انصاف پسند طبائع خود بخود انصاف دے دیں گی۔

مرزا ایو یاد رکھو کہ تمہارا اگر وگنٹھال مرزا روز قیامت علاوہ حجت ایزدی و غضب الہی کے اپنی حجت بھی تمہارے پر قائم کرے گا اور تم کو ظلمات فوق ظلمات کا متحمل ہونا پڑے گا۔ مرزا کہے گا کہ جب میں صاف لکھ گیا تھا کہ بعد مہبلہ مسنون حق و باطل میں ضرور تمیز ہو جائے گی اور یقین تمیز یہ ہے کہ جھوٹا سچ کی زندگی میں مر جائے گا۔ پھر جب تم نے حق کے مقابلہ میں میرا معذوب و مغضوب ہونا ہی نہیں بلکہ مرنا دیکھ لیا تھا تو پھر تم نے میرے عقائد و اقوال سے بے زار ہو کر اور مجھ پر صد ہزار نفرین بھیج کر حق کی پیروی کیوں نہ کی؟ مرزا ایو اگر تم کو شیطان نے مسخ کر رکھا ہے تو لا حول پڑھ کر اس کی قید سے نکلو اور اگر تمہارے دلوں میں ابھی کوئی شک ہے اور یہ مرض تمہارے رگ و ریشہ میں سرایت کئے ہوئے ہے تو اس شک کو حق سے بدللو اور مرض سے نجات پانے کی چارہ جوئی کرو ترکیب یہ فقیر عرض کر دیتا ہے کہ دنیا میں تمہارے نزدیک جو حق کو منصف مزاج ہو۔ سوائے مرزائی ہونے کے خواہ وہ کسی مذہب کے ہوں ان کی کافی تعداد کو منصف مان لو اور مرزا قادیانی کی سچائی بریت کے جس قدر دلائل ہیں پیش کرو۔

فقیر محض اپنا رسالہ ”مظہر نعمۃ“ واخبار یکم جون ۱۹۰۰ء کہ جن میں چیلنج مہبلہ والٹی میٹم ہے اور رسالہ ”انکشاف شرفیقت الوہی قادیانی“ کہ جس میں اس مہبلہ والٹی میٹم کے نتائج ہیں۔ پیش کرتا ہے وہ منصف جس کو ڈگری ویں وہ فریق سچا مانا جائے۔ مرزا ایو ہماری اس تجویز کو قبول کرنے میں تمہارا بہر کیف فائدہ ہے اگر تمہارے حق میں ڈگری ہوئی تو اور صد ہا تمہارے ساتھ ہو جائیں گے اور اگر تم کو جھوٹا قرار دیا تو تم کفریہ عقائد اور مرزا کے جھوٹے دعاوی کی پیروی سے توبہ کر کے نہ اکیلے دوزخ کے گڑھے سے نکلو گے بلکہ اور بہت لوگوں کو بچاؤ گے۔ ان اربید الاصلاح ما استطعت وما توفیقی الا باللہ علیہ وتوکلنت والیہ انیب

مرزا ایو اگر کچھ سچ کی حیثیت ہے تو اس فیصلہ سے منہ نہ پھيرو۔ الیس منکم رجل رشید۔ علاوہ ان کثیر التعداد شہادات و آیات ینتات کے جن کا حوالہ انکشاف کی طرف دیا گیا ہے۔ فقیر کے مہبلہ سے مرزا کے معذوب و معتب ہونے اور مرنے کی دلیل مغضوب حق التاء ہوئے اور اس سے بمادہ سالم سال الٹی میٹم ۱۹۰۶ء مکرری لکھا ہے مرزا ایو۔ سال ہندی اس واسطے التاء ہوا کہ مرزا کا آخری دعویٰ کرشن ہونے کا تھا۔

اس میں شک نہیں کہ بحکم جملہ الحق وزهق الباطل ان الباطل کان
 زهوقا۔ مکار قادیانی کو حق کے مقابلہ کی تاب و طاقت نہیں ملی اور جیسے شیطان لاعل سے پیٹھ
 دے کر بھاگتا ہے اور اس طرف منہ نہیں کرتا۔ اس طرح اس نے حق کی طرف رخ نہیں کیا۔
 باوجودیکہ ہمیشہ تحریک ہوتی رہی کیونکہ وہ جانتا تھا کہ باطل کو حق کے مقابلہ کی طاقت نہیں دی۔ اس
 جگہ یہ امر بھی ضرور قابل ذکر ہے کہ جیسے لحاظ مبہلہ مسنون (بقول مرزا بھی) مرزا کا معذوب
 و مغضوب ہو کر مرزا کے کاذب ہونے کی دلیل اور اسی مبہلہ کا اثر ہے۔ اس طرح بحکم الفضل
 المتقدم۔ قدمت خدمت و مبہلہ ہذا۔ اسی مبہلہ کے اثر سے مرزا کے مغضوب ہونے اور مرنے
 کی یونید اور مثبت میں ۱۳۰۹ھ میں یا ۱۳۱۰ھ میں مرزا کی جانب مرشدنا کی جانب سے فیصلہ کے
 لئے رجسٹری کرائی گئی۔ حافظ محمود صاحب کی طرف سے فتویٰ کفر ارتداد بحق مرزا لکھوایا گیا ۱۳۱۲ھ
 میں رسالہ ”ایقان“ میں بذریعہ الہامات حضرت مرشدنا محی الدین عبدالرحمن لکھوی شہید مدنی کی
 طرف سے مرزا کی تردید کی گئی۔ اسی سال میں جب عبداللہ اہتم عیسائی کے متعلق مرزا کی پیشین
 گوئی غلط نکلی اور مغضوب قادیانی کی وجہ سے اسلام کی ہستی ہوئی تو بہ نیت حمایت و بریت اسلام
 اشتہار میں مرزا کے عام دعاوی کی تکذیب کر کے اس کا کذب ثابت کیا گیا جس کا عنوان یہ ہے۔
 ”اس جہنیت کے ساتھ ایک اور مرثوہ ناظرین کو سنایا جاتا ہے کہ الحمد للہ غلام احمد قادیانی
 کا ظلم فریب ٹوٹا اور اپنی مانی شکست سے جھوٹا ہو گیا۔ مکر و فریب کے جو جال اس نے چاروں
 طرف کھڑی کی طرح پھیلائے تھے وہ سب اوہن البیت کبیت العنکبوت ثابت ہو گئے۔
 آخر سچ ہے اللہ تعالیٰ کے قہر و غضب سے ڈرنا چاہئے کہ جو کل زبان سے ہمد اور مسیح مہدی اور
 حارث بن قحطافہ اہتم کے سامنے ایسا شکست خوردہ ہو گیا کہ بقول خود تمام بدکاروں اور لعنتیوں سے
 لعنتی بن گیا۔“

سچ وہ ہے جو سر چڑھ کر بولے

قطعہ

ہوا جھوٹا غلام قادیانی نصاریٰ سے شکست فاش پائی
 کیا اسلام کو بدنام بیہات تعویذ زندقہ بے حیائی

خدا پر جھوٹ ایسا ہائے انوس
خدا لعنت کرے اس رویہ پر
گئے مل خاک میں اس کے دعاوی
بھی غوغا جہاں میں ہو رہا ہے
گرا اسلام سے پائے ادب سے
بھی ہے علم ظلم انتہائی
نہی اسلام کی جس نے کرائی
ہوئی پہلے سے بھی ذلت سوائی
پڑا مرزا پہ قہر کبریائی
کھست آمد بٹان میرزائی

رباعی

دیم زنشان آسانی کذب تو غلام قادیانی
ہا خلق خدا فریب کردن تھا تو بخود عروجانی

اور بعد مہملہ مذکورہ بذریعہ ضمیمہ شخہ ہند اس کی وہ تردید ہوئی کہ الغیاث الامان پکار
اشخہ ضمیمہ شخہ ہند تردید قادیانی نمبر ۲ جلد املہ حظه ہو۔ ایک صاحب لکھتے ہیں۔ ”مرزا کے الحاد کا دھڑ
ٹوٹ گیا۔ یہ سب جناب والا کی توجہ اور خلوص کی برکت ہے۔“ اسی طرح اور کثیر التعداد پرچوں
میں اس کی تردید ہوئی۔ رسالہ اشاعت السنہ نمبر ۱۰ ج نمبر ۱۹ چکڑ الوی پر اقبال ڈگری میں جو فتوے
بینظیر متعلق چکڑ الوی تحریر ہوا ہے اور جس کی توصیف میں ہندوستان کے ایک بے مثل فاضل کا
مقولہ ہے چکڑ الوی کے الحاد کا فتویٰ اس قابل تھا کہ علیحدہ دس ہزار چھپ کر شائع ہوتا مگر انوس ہے
کہ اہل حدیث کو خدا نے ہمت نہیں دی..... الخ۔ اس میں لکھا گیا تھا کہ واضح ہو میری تحقیق میں یہ
فحش مثل مرزا قادیانی اشد المرتدین عجیب کا فرمانا فرما لائی ہے اور اس میں آگے جا کر ظاہر کیا گیا
تھا۔ اگرچہ ہر لمحہ وزندیق اس عبارت مبارک کا مصداق ہے۔ مگر مرزا غلام احمد قادیانی اور غلام نبی
عرف عبد اللہ چکڑ الوی کا تو یہ نہایت صاف اور بے عیب فتوہ ہے اور اس حق میں جن نمبروں پر ان
دونوں نے سرشکلیٹ (سند) حاصل کیا ہے اس کی نظیر ملنی محال ہے بلکہ ناممکن ہے۔ چنانچہ ان کے
اقوال اس امر میں شاہد ہیں پس باہنہ ان کے کفر و ارتداد میں کیا شک وشبہ رہ گیا۔ انواع بارک
اللہ میں ہے۔

دینی علم یا عالمان کرے اہانت کو
یا کرے اہانت شرع دی اوہ بھی کافر ہو

مضمون مرقع و انکشاف کا تو ذکر ہو ہی چکا ہے۔ رسالہ انکشاف کے سرورق پر جو رباعیات لکھی گئی ہیں ان میں سے یہ شعر ہیں۔

لبریز ہے جامِ رُعر فانی تیری کا غلام قادیانی
کیوں حرص و ہوا کے ساتھ ہو کر کھوتا ہے نسیم جادوانی
مرزا پر پڑی ہے مارِ حق کی ہے منکرِ حق ذلیل ہر آن
اور یہ رباعیات مرزا کے مرنے کے قریب قریب لکھی گئی ہیں چونکہ مرزا اور اکثر شریع
منش مرزائی عوام سادہ لوح اہل اسلام کو مرزا کے دعویٰ مجددیت کے جال میں پھنسا کر ان کی روح
ایمان کو نکالتے تھے اور ہیں اس واسطے ان کے اس مکر کے ابطال میں یہ فقیر رسالہ ”مجدد الوقت“
لکھ رہا ہے جس سے ثابت کیا جائے گا کہ شرعاً و عرفاً عقلاً و فقلاً مرزا جیسا بد عقیدہ شخص مجددیت کا
کبھی مستحق نہیں ہو سکتا یہ کہ مجدد کون عزیز ہوا کرتے ہیں اور کس جماعت پاک کا نام ہے۔

اس میں شک نہیں ہے کہ غریب از وطن و بہشت قادیانی ایسا ہے۔ قابلِ رحم ہے کہ جیسا
مشہور روایت میں شہاد بوقتِ پیدائش و بوقتِ مرگ قابلِ رحم بیان کیا گیا ہے۔ کیونکہ جیسے شہاد کو
باوجود تمام طاقت خرچ کرنے کے اپنی مصنوعی بہشت کی سیر تک نصیب نہ ہوئی۔ اسی طرح مردود
قادیانی کو وہ بہشتی مقبرہ جو غریبوں کا لہو کھینچ کر بنایا گیا ہے جس کی بابت بڑے بڑے الہام
ہوئے۔ نصیب نہ ہوا۔ اور اس طرح باہر پھینک دیا گیا کہ جس طرح طعام سے باہر ہال پھینک دیا
جاتا ہے۔ یا جس طرح کوئی حارث کسان ہبزہ بے گانہ کو کھیت سے نکال دیتا ہے۔ کیوں نہ ہو آپ
بھی تو حارث ہیں پس ہنجانی حشر ہے۔ صلہ ہا کو صلہ ہا رکب بھاتا ہے۔

قسمت کی خوبی دیکھئے ٹوٹا کہاں کند

دو چار ہاتھ جبکہ لبِ ہام رہ گیا

جب بے چارے کے مرنے کے دن قریب آتے تو وہی جگہ جو عرصہ دراز سے
دارالامان کے نام سے پکاری جاتی تھی دارالتریان معلوم ہوئی اور وہاں سے نکلا لاہور کے غدار
گڑھے میں جا کر اچھر کیا تھا۔ اگر سو بار بھی ان کو قادیان میں دفنایا جائے تب بھی ان کی روح لاہور
میں بھٹکتی پھرے گی۔ اور خدا کی حکمتوں کو عقلِ انسانی نہیں پہنچ سکتی۔ اس بات کو وہی عالم السر

والشہادۃ جانتا ہے کہ بے چارے کو اس بہشتی مقبرہ سے کہ جس کی اوروں کو دعوت و ترغیب دی جاتی تھی اور جو قیمتی بیان ہوتا تھا مردم رکھنے میں کیا راز پوشیدہ ہے۔ ظاہر ا تو اس کے غرہ نبوت (خبر دینے) کو توڑنا اور اس کے مریدوں پر اس کے جھوٹا ہونے کی حجت کو تمام کرنا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ جب فقیر اس قدر تحریر کر چکا تو معلوم ہوا کہ بوجہ لاہور میں مرنے کے لاہوری یاروں نے مرزا کا نقلی جنازہ بنایا اور تین فریق ہندو و عیسائی و مسلمان قائم کئے اور ہر فریق حسب طریق مذہب خود تجسیم و عقیقین کرنے کا مدعی بنا اور تھیک اور استہزاء ہوا کہ الامان اور جس سے بالا ممکن نہیں پس لاہور میں مرزا کے مرنے میں حکمت بالغایزدی کا بھی تقاضا تھا کہ جیسے مرزا بوجہ کذب بیانی و افتسار علی اللہ دعویٰ نبوت و رسالت عند اللہ اثر الناس و اثر الناس ہے اس کا نمونہ دنیا میں بھی دکھلایا جائے آخر میں یہ فقیر میاں نور الدین جانشین مرزا سے کہتا ہے کہ اس فقیر کے جن رسائل مظلوم نعمتہ، انکشاف، مرقع وغیرہ ذالک کا جواب دینا آپ کے گرد گھنٹال کے نصیب نہیں ہوا۔ ان کا جواب آپ ہی لکھ کر اپنے کا کذب نبی رسول پر سے اس دعبہ کو دور کر دیں۔ مگر یاد رہے کہ آنجمانی کی طرح مکرور در کذب و غرور سے کام نہ لینا ورنہ تمام راز کھول کر پبلک کی روشنی میں رکھ دیا جائے گا۔ ایسا نہ ہو کہ سر منڈا تے ہی ا ولے پڑیں۔ پہلی بسم اللہ ہی غلط لکھ۔ اور ہوا اڑ جائے۔ پول کھل جائے آخر میں صاحبان اسلامی اخبارات کی خدمات عالیہ میں التماس ہے کہ اگر اس مضمون صدق مضمون کو اپنی اخبارات میں جگہ دے کر پبلک کی روشنی میں لائیں گے۔ تو علاوہ عند اللہ ماجور ہونے کے ناظرین اخبارات کی دلچسپی کا باعث بھی ضرور ہوگا۔

والسلام اخیر قیام راقم فقیر ابو الخضر محمد عبد الحق کوٹلوی السربندی ۲۹ مئی ۱۹۰۸ء

غزل تاریخی بلحاظ سمت بکرمی

پس از حمد و ثنائی حق معبود	درود احمد بے حد و معدود
شود معلوم کہ محروم از حق	غلام قادیانی گشت مفقود
کرشن قادیانی روز منحوس	بصد خواری و ذلت گشت نابود
سیاہ مثل کرشن اہل گشتہ	سوئے نار جہنم گشت پد رود
نجات خلق از مودئی بد شد	زمین شد پاک از منحوس و مردود

بہ شو می آن مہوس بر جہنم عذاب حق بہ مرزا گشت ثابت
 مطیعش کافر و مرتد و ملحد نجات از رقبہ کیدش شد آنرا
 نہ باطل پیش حق گاہے زندم الاثی ملحد ان میرزائی
 کجا مرزا کجا عیسیٰ ابن مریم کجا مرزا کجا عیسیٰ ابن مریم
 کجا آن انبیاء و مرسلینا کجا مرزا کذاب و جفاکش
 کجا آن صاحب آن جائے محمود

الف سہ بار مرزائی کشیدند

چوں شدا واز حق مضوب حق بود

قطعہ تاریخ بلخا طسن عیسوی

ہوا اس عالم فانی سے مر کر غلام قادیانی بس جدا ہے
 ہوا جب فکر سال عیسوی کا ہوئی از ہاتف حق یہ صدا ہے
 کہ بد گوئی مسیح قادیانی ہوا ملعون و معذوب خدا ہے

قطعہ تاریخ بلخا طسن ہجری ۱۹۰۸ء

مرا جب میرزائی قادیانی کہ جس نے شور و شر برپا کیا ہے
 زبان قال سے اسے ورے کے ستانے میں بڑا حصہ ہے
 مجسم بن کے قہر حق اس نے پیام اجاع خود دیا ہے
 کبھی طاعون کبھی قحط و زلازل کبھی دے حرب کا ڈر مر گیا ہے

پکارا ہاتف حق سال بد کو

غلام احمد جہنم کو گیا ہے

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
الحمد لله الذي جعل القرآن الكريم
سورة الفاتحة

انکشاف شر حقیقت الوحی

حضرت مولانا ابوالمنظور عبدالحق کوٹلی سرہندی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع میں حیر کا دھما حضرت مرشد مولوی محی الدین عبدالرحمن لکھوکوی شہید مدنی کے
چند اشعار درج ہیں۔

اردنا باللسان جہاد دین ہم نے دین میں زبان سے جہاد کا ارادہ کیا ہے
لننصر دین رب العلمینا تاکہ رب العالمین کے دین کی مدد دیں
نجاهد من یخالفنا بدین ہم اس سے جہاد کرتے ہیں جو شخص ہمارے ساتھ مخالفت کرے
جدیدی فیہ تبع الکافرینا اس نئے دین میں کہ وہ کافروں کے تابع ہوا ہے
فصار مصداقاً قانقل النصارى پھر وہ نصاریٰ کی نقل کی تصدیق کرنے والا بن گیا
فایددینہم کفرأ مبینا پھر ان کے دین کی کھلم کھلا کافر ہو کر تائید کرتا ہے
فصدق بالصليب لکلمة الله سو کلمۃ اللہ صلیٰ کے سولی چڑھنے کی تصدیق کرتا ہے
وصار نصیر کفرالمشرکینا اور کفر مشرکین کا مددگار بن گیا
وقال بان مذهبہ قریب اور یولا کہ اس کا مذہب قریب ہے
لدين الکفر دون للمومنینا دین کفر سے اہل ایمان کے سوا
فهذا الدين دين لکادیانی سو یہ دین کادیانی کا دین ہے
غدا ضدأ الدين المسلمینا مسلمانوں کے دین کا مخالف ہو گیا ہے
فتمسال ربنا نصراً عزیزاً اب ہم اپنے رب سے زبردست مدد مانگتے ہیں
لدين الله دين المرسلینا اللہ کے دین کے لئے جو رسولوں کا دین ہے
ونحن ندین دين الله حقاً اور ہم بالتحقیق دین خدا پر عمل کرتے ہیں
ونبغض من یحب الملحدين اور جو بددینوں سے دوستی رکھے اس سے بغض رکھتے ہیں

رباعیت

لبریز ہے جام عمر قانی حیری کا غلام قادیانی
کیوں حرص وہوا کے ساتھ ہو کر کھوتا ہے نصیم جاودانی

دیدم ز نشان آسمانی کذب تو غلام قادیانی
 باخلق خدا فریب کردن حق تو بخود عدد و جانی
 ثابت ز نشان آسمانی ہے کذب و فریب قادیانی
 کر توبہ ز کفر و کمر و الحاد ہو تابع حق اے قادیانی
 اے مورد قہر آسمانی اے اکذب و اتر زمانی
 ہے مگر ہی حق کے بعد بے شک . کر ہوش ذرا اے قادیانی

اس رسالہ میں جو کچھ لکھا جائے گا محض اتباعاً حکم و امامت ربک فحادث بہ نیت اظہار
 حقیقت لکھا جائے گا نہ بدعویٰ یہ ہدایات ہے کہ خدا کسی پر اپنا فیض ارزانی کرے اور اسکو وہ سامان
 دے کہ جو دعویٰ سے بھی اعلیٰ و افضل ہوں۔

اکشاف شر حقیقت الوحی قادیانی

الحق یعلمو ولا یعلیٰ الہام نزل طہ ویس
 علی یس طہ است الّا غلامک عبدک وابن غلامک

اعنی رحمة لطفنا وفضلا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ربنا اخلصنا نياتنا..... ربنا اصلحنا اعمالنا

اللہم انت عضدی و نصیری بک احوال و بک اصول و بک اقاتل اللہم
 ثبتت حاجتی و سدا بلسانی و اهد قلبی و اسئل سخیمة صدري اللہم انا
 نجعلک فی نحورهم و نعوذ بک من شرورهم امین برحمتک یا ارحم الراحمین
 الحمد لله و کفی و سلام علی عبادہ الذین اصطفى . اما بعد اور اضحیح
 کہ مرزا قادیانی کی کتاب حقیقت الوحی کی بڑی دھوم دھام تھی اور مرزا اور ان کے حواری بڑے زور
 و شور سے کہتے تھے کہ یہ کتاب لا جواب ہے۔ اگر کوئی شخص کچھ کہنا سنا چاہے تو اس کے معاند کے
 بعد۔ مگر جب خیر سے دیکھی گئی تو اس کذب و زور کے مندر کو بالکل سفید جھوٹ کا ظلم اور پاسی
 کر دئی کا اہل پایا۔ الحق اذا لم تستحی فاصنع ما شئت واقعی مرزا قادیانی چہ
 دلاور است دزد کہ بکف چراغ دارد کے پورے مصداق ہیں۔ بخدائے لایزال میں

بلا مبالغہ کہتا ہوں کہ قرون سالفہ وایام سابقہ میں مرزا قادیانی کا نظیر اس ڈھیٹ پن اور جھوٹ بولنے میں کوئی اور نہ ملے گا۔ خاص کر یہ کتاب تو ایسی شیرازہ کذب و زور ہے کہ جس میں تاویل کو بھی گنجائش نہیں۔ مگر تعجب کی بات نہیں کہ بحکم این خانہ ہمہ آفتاب باست۔ مرزا قادیانی کی ہر ایک کلام کذب سے مملو ہے اور یہ امر تو مرزا قادیانی کے بانیں ہاتھ کا کرتب ہے۔ ماشاء اللہ آپ (حقیقت الوقی ص ۳۵۷، خزائن ج ۲۲ ص ۳۷۰) پر تحریر کرتے ہیں کہ: مولوی محی الدین عبدالرحمن کا جوان لڑکا ہم کو اتر کہنے اور مبالغہ کی وجہ سے مر گیا۔ اور یہ الہام ان کا انہی پر عود کر گیا اور (تمہ حقیقت الوقی ص ۶۲، خزائن ج ۲۲ ص ۳۵۳) پر تحریر کیا: ”چنانچہ نذیر حسین دہلوی جوان سب کا سرغنہ تھا جو دعوت مبالغہ میں اول المدعوین ہے اپنے لائق بیٹے کی موت دیکھ کر اتر ہونے کی حالت میں دنیا سے گزر گیا۔“ حالانکہ یہ ہر دو صاحبان موصوف الصدر مرزا کے دعویٰ مماثلت سے جو باعث مخالفت ہوا چند چند سال پیشتر انتقال کر چکے تھے اور مولوی عبدالرحمن و سید نذیر حسین صاحب کے دل میں اس وقت مرزا کی مخالفت کا خیال تک بھی نہ تھا۔ مرزا خود مقرر ہے۔ اگر مرزا یا کوئی مرزائی ان ہر دو صاحبزادگان کے انتقال کو بعد دعویٰ مثیل مسیح ثابت کرے تو اس کو بیٹل و دھند روپیہ نقد بطور حق لھفت انعام ورنہ جھوٹے پر ہزار لعنت..... کہو مرزا ایمہ، آمین!

انہی مرزا قادیانی! اگر واقعی ان ہر دو صاحبزادگان نے آپ کی اور مولوی صاحبان کی مخالفت کے بعد انتقال کیا ہوتا تو بھی آپ کی مخالفت کا اثر متصور نہیں ہو سکتا تھا جب کہ آپ خود تمبرہ میں تحریر کر چکے ہیں۔ ہاں اگر کسی کی اولاد مبالغہ کے وقت حاضر ہو۔ جب وہ عذاب میں شریک ہوگی۔ ورنہ ہمہ جب حکم آیت لا تسزد وازدہ و ذرا اخری۔ خدا ایک گناہ کے لئے دوسرے کو ہلاک نہیں کرتا۔ سچ ہے کہ دروغ گھوڑا حافظہ نباشد۔ اسی کذب و زور پر وہ تعلق اور وہ عجب کہ الامان۔ چنانچہ آپ عبدالکیم خان کے ذکر کے ضمن میں (حقیقت الوقی ص ۱۸۲، خزائن ج ۲۲ ص ۱۸۹) پر بیان کرتے ہیں کہ: ”ہاں جو ہزاروں روکوں کے کئی لاکھ تک خدا نے میری جماعت کردی پس اگر یہ کرامت نہیں تو اور کیا ہے اور اس کی نظیر مخالفوں کے پاس موجود ہے تو وہ پیش کریں۔ ورنہ ہجر اس کے کیا کہیں..... لعنت اللہ علی الکاذبین۔“ انہی حضرت اول تو یہ آپ کا جھوٹ ہے۔ دوسرے ہم اس کا اور ایسے تمام امورات کا جواب فیہ رسالہ ”مظہر نعمت“ میں تحریر کر چکے ہیں۔ مگر لیجئے اس جگہ بھی کچھ ہدیہ ناظرین ہے۔ کیوں جی مرزا قادیانی کیا آپ کی

جماعت سکھ صاحبان کی جماعت سے بھی بڑھ گئی ہے؟ جن کی تعداد کروڑوں تک پہنچی ہوئی ہے۔ اور جن کو اس قدر سخت رکاوٹیں پیش آمد ہوئیں کہ جن کے خیال سے ہی تمہارے اوسان خطا ہو جاتے ہیں۔

عرصہ دراز تک ہزار ہا روز قتل ہوتے رہے۔ کھر پیوں سے کیس منڈائے گئے (دیکھو شہید گنج) اور گو یہ تمام امور شاہان وقت کی جانب سے بہ نیت اصلاح ملک و فرو کرنے بغاوت کے عمل میں آتے تھے۔ مگر سکھ صاحبان تو محض گروؤں کے واسطے مذہبی خیال سے تکلیف اٹھاتے تھے۔ باوجود ایسی رکاوٹوں کے ان کے مذہب اور گروہ کی ترقی ہی نہیں ہوئی بلکہ انہوں نے اپنے فاتح کو مفتوح کیا تالائق آقاؤں کو جس میں آپ کے اسلاف بھی شامل ہیں غلام بنایا۔ اور ان کے ساتھ جو چاہا سو کیا۔ ان کے اکثر معاہدوں میں اپنے مذہبی نشان قائم کئے۔ مرزا قادیانی افسوس کہ آپ نے گرو نانک صاحب کو مسلمان بنانے میں سوائے محنت ضائع کرنے کے اور کچھ حاصل نہ کیا۔ اگر اس جگہ گرو قح بہادر گرو گوبند سنگھ صاحبان کے مسلمان ثابت کرنے کی کوشش کر کے آپ کامیاب ہو جائیں تو البتہ آپ بے مجوزہ لقب لعنت اللہ علی الکاذبین سے بری ہو سکتے ہیں مگر آپ اور آپ کے تمام حواریوں سے بھی ثابت نہیں ہو سکتا۔ ولو کان بعضهم لبعض ظہیرا۔ بس کہو مرزا قادیانی آمین۔

مرزا قادیانی آپ اور آپ کی جماعت قیامت تک اس امر میں سکھوں کی برابری نہیں کر سکتی۔ راز اس میں یہ ہے کہ سکھوں کو قلبی جوش تھا جیسا کہ ظاہر کیا گیا اور ان کے گرو بھی مرنے سے دریغ نہ کرتے تھے۔ چنانچہ لکھا ہے کہ جب گرو قح بہادر سے بغاوت کا مواخذہ ہوا تو اورنگ زیب نے کہا کہ تم گرو ہو اور گرو ولی کو کہتے ہیں کوئی کرامت دکھاؤ تو انہوں نے فرمایا کہ میرے پاس ایسا تعویذ ہے کہ اگر میں ہاتھ لے لوں تو کوئی ہتھیار مجھ پر ہرگز اثر نہیں کر سکتا۔۔۔ جب اس پر گرو صاحب نے اپنا فوق ظاہر کیا تو جلاؤ کو کھینچوا کہ ان پر تلوار چلائی جائے۔ ایک وار میں ہی گرو صاحب مقتول ہو گئے۔ اس پر بادشاہ کو بہت اٹھیں ہوا ہاتھ کھول کر دیکھا تو تعویذ میں لکھا تھا کہ ”سردیا ستر ندیا۔“ اگرچہ اسلامی عقائد کی رو سے یہ تہو باطل پر تھا اور آخرت میں ان کے لئے کچھ حصہ نہ تھا مگر حکم ان اللہ لا یضیع اجر المحسنین ان کی اس کوشش و جاہ بازی کا بدلہ ترقی دنیاوی ان کو حسب خواہش دی۔ مگر مرزا قادیانی آپ قیامت تک ان کی برابری نہیں کر سکتے کہ

آپ اور آپ کی جماعت کے دل میں قلبی جوش نہیں محض قلعہ اور بناوٹ ہے۔ ایسے آزاد زمانے میں ڈپٹی کمشنری ذرا سی دھمکی پر آپ نے کسی کے حق میں پیشین گوئی کرنے سے کان نہیں پکڑا۔ کیا عیسیٰ علی نبیہا علیہ السلام کے جلال سے آنے کا انکار مہدی کو خونی مٹانا محض ڈر نہیں تو کیا ہے۔ حالانکہ خود (حقیقت الوحی کے ص ۱۵۶، خزائن ج ۲۲ ص ۱۶۰) اور عبدالحکیم خان کے خط میں نبی کریم ﷺ کے خون کی ندیاں بہا دیئے کو تسلیم کیا ہے۔ اسی حضرت جن وجوہات اور بنیاد پر آنحضرت نے خون کی ندیاں بہائیں اسی بناء پر حضرت مہدی علیہ الرضوان کے تلواریں چلانے کو تسلیم کر لو۔ کیا معلوم نہیں کہ مہدی علیہ الرضوان کا خروج تب ہوگا جب کفار حرمین شریفین پر حملہ کرنا چاہیں گے۔ کیا ان کی مداخلت کے لئے جنگ کرنا مطابق وجہ نمبر اول مسئلہ آنجناب عین آنحضرت ﷺ کی اجازت نہیں۔ کیا مہدی کے لئے آزاد خدا داد ملک میں بطور مداخلت جنگ کرنا گناہ ہو سکتا ہے؟ ایسی صورت میں کوئی صاحب بھی ان کو خونی کسی کا باغی یا مفسد کہہ سکتا ہے۔ کیا اگر طاقت خدا داد سے ملک خدا سے اعداء خدا کو نیست و نابود کر دیں تو فضل خدا سے بعید ہے۔ جبکہ ادنیٰ حکومت جاپان نے روس جیسی عظیم الشان سلطنت کو منجور یا سے نکال کر بے دخل کر دیا دوسری وجہ بھی حضرت مہدی علیہ السلام کے لئے ٹھیک موزوں ہے کہ ان کی تلوار سے اعداء دین کو عذاب الہی پہنچے گا کہ جو دین اسلام سے دنیا کو مٹانا چاہیں گے۔ غرض مہدی علیہ السلام ہر پہلو سے تابع طریقہ نبویہ علیہ الصلوٰۃ والسلام والتحیۃ ہوں گے۔ کیا اس اسلامی عقیدہ کی وجہ سے رعایا کو گورنمنٹ ہند باغی خیال کر سکتی ہے۔ جبکہ یہ بھی عقیدہ ہے کہ خدا جانے کب مہدی علیہ السلام کا خروج ہوگا اور عرب میں ہوگا۔ ہاں اگر تم پر بوجہ رعایا ہونے کے گورنمنٹ ہند یہ خیال کرے تو بجا ہے۔ جبکہ تمہاری جماعت لاکھوں سے تجاوز کر چکی ہے۔ ممکن ہے کہ کوکوں کی طرح اپنی کثرت کے بحروسہ پر جوش آجائے اور ملک میں بغاوت پھیلادیں۔ ہائے افسوس ارے بڑے فروت! تیری عقل ماری گئی کہ اسلامی عقائد کہ جو کسی پہلو سے بھی کسی کی مزاحمت نہیں کرتے۔ ہمتی کرتا ہے اور ان کو بدنام کرنا چاہتا ہے۔ الغرض یہ یو داہن ہے کہ تھو کو ہرگز سکھوں کے برابر نہیں ہونے دے گا۔ کیوں مرزا قادیانی؟ کہتے کیسے یقینی باطل فرقے کی ترقی و خروج کو کس قدر ثابت کر دیا گیا ہے کہ تم کو اور تمہاری جماعت کو کبھی بھی میسر نہ ہو سکے کہ مرزا قادیانی اسی حق سے لعنت اللہ علی الکاذبین۔

.....مرزا نبیہا الیس منکم رجل رشید۔

حقیقت الوحی

فی الجملہ اس کتاب کو انہوں نے چار باب پر منقسم کیا ہے۔ پہلے دوسرے اور تیسرے باب میں زہلیات ہاںکتے ہوئے نہ صرف اپنے بلکہ تمام شوخ زنا دق مثل خود کے لئے دروجی منزہ از دخل شیاطین کو دیا گیا ہے اور باب چہارم میں اپنی نبوت اور رسالت کے کچھ کم دوسو نشانات نقل کئے ہیں جو بعد حذف مکررات اس سے بہت کم ہوں گے اور جو سراپا لغویات وحشیات و کذب و فریب و زور سے پر ہیں اور جو دیوانوں کی بڑا اور بلی کو جھجھڑوں کے خواب کی مثال سے بھی زیادہ گرے ہوئے ہیں۔ چونکہ موضوع اور مال اس طومار لایعنی کا اپنا زندہ رہنے اور بعض اہل علم کے انتقال فرمانے کو نشان نبوت خود ظاہر کرنا ہے اور جن کی فہرست میں اسم مبارک سیدی و مولائی مولوی محی الدین عبدالرحمن لکھوی مدنی شہید بھی ہے کہ جو بموجب اپنے الہامات صادقہ عند نفسک من اصحاب الرسول اللہ ﷺ ویا جامع الناس لیوم لاریب فیہ ان اللہ لا یخلف المیعاد، فاجمع بینی و بین محمد فی الدنیا و الآخرة یا ایہا النفس المطمئنة ارجعی الی ربک راضیة مرضیة۔ فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی۔ مدینہ منورہ میں شہید ہو کر جنت البقیع میں مدفون ہوئے اور جن کی برکت دعا والہام ان شانک ہو الا بقر سے ہی مرزا قادیانی ہر جگہ غائب خا سر رہتے ہیں اور جن کی تاریخ شہادت..... ہادقین را نور حق تابد مدام کی برکت سے جس میں اشارہ ہے اس احقر کے نام کی طرف اور جو نے الواقع آگاہ ہے اس نور کے درخشاں ہونے کا۔ مرزا کے عقائد کفریہ کی ظاہر و باطن پوری پوری تردید ہوتی رہتی ہے۔ کیا آپ کو معلوم نہیں کہ مرزا کے وہی اور سحری سانپوں مضامین حقیقت الوحی کے صفحات حقیقت الوحی پر چھٹ کر عوام الناس کو مرعوب و خائف کرنے سے پہلے ہی ایک ایسا عصا موسیٰ مضمون نشان آسمانی سے مرزا غلام احمد قادیانی کے جھوٹے ثابت ہونے کا بہت قہور احصہ مندرجہ مرتق قادیانی بابت ماہ ستمبر ۱۹۰۷ء قائم کر رکھا تھا کہ جس نے ان تمام جادو کے سانپوں کو اڑو دھا، حقانی بکرو دفعتاً نکل لیا۔ اب آپ اس کو الہام کہو یا پیشین گوئی یا فراست صادقہ یا کرامت، میں تو آپ کے اسی الہام کی برکت جو مرزا کے حق میں ان شانک ہو الا بقر کہوں گا۔ الغرض چونکہ خلاصہ اور لب لباب اس کتاب کا اہل علم کی موت پر استہزاء کرنا اور اپنی کرامت جتانے ہے۔ اس واسطے اس امر کی تردید کرنی ضروری خیال میں آئی مگر بوجہ

تعلق احکام شرعیہ نشان اول و دوم کی بھی تردید ضروری معلوم ہوئی۔ وعلی اللہ یتوکل المؤمنون۔

”نشان اڈل..... کہ میں ہو جب حکم شارع ہر مہدی پر مہم ہوتا ہے۔ مہم ہوں ورنہ بتلایا جائے کہ اس زمانہ میں اور کون مہم دے۔“ (حقیقت الوحی ص ۱۹۳، خزائن ج ۲۲ ص ۲۰۰)

الجواب..... اس مہمیں مبتدع و بدیع کو یہ معلوم نہیں کہ کبھی ڈاکو اور جلسا ز بھی شامی محافظ قرار دئے جاسکتے ہیں۔؟ دیکھو حکم حدیث لا تزال طائفة من امتی (الحدیث) جو اس حدیث کی مفسر ہے جماعت علماء کواہل علم نے مہم دیکھا ہے۔ اگر ثبوت مانگو تو انشاء اللہ موجود پاؤ گے۔ بس وہ جماعت اہل علم کی جس نے تمہاری بیخ کنی کی، حکم مہم دہونے کا رکھتی ہے۔ تاکہ تیرے جیسے مفسر ہی علی اللہ اور کذاب۔

نشان دوم..... یہ کہ میری تصدیق میں چاند اور سورج گرہن کو رمضان شریف میں گرہن لگا اور یہ موافق حدیث کے ہے۔ (حقیقت الوحی ص ۱۹۳، خزائن ج ۲۲ ص ۲۰۲)

الجواب..... اڈل تو یہ حدیث نہیں کسی کا قول ہے وہ بھی حسب تصریح محدثین موضوع۔ دوسرے اس میں چاند کے پہلی رات میں گرہن کا اور سورج کے پندرہویں رات کے گرہن کا ذکر ہے۔ سو ایسا نہیں ہوا اب رہا یہ امر کہ اب تک ایسا ہوا ہی نہیں۔ سو جواب یہ ہے کہ جب ہی تو یہ نشان مہدی ہے کہ خدا نے اس کی خاطر ایسی انوکھی بات دکھلائی جواب تک نہیں دکھلائی اور جو عقل سے باہر تھی۔ جیسا کہ آنحضرت ﷺ کا خلاف قانون قدرت چاند کو دو ٹکڑے کروینا۔ اب رہی یہ بات کہ عربی میں اڈل، دوم، سوم رات کے چاند کو ہلال کہتے ہیں نہ قمر۔ سو جواب یہ ہے کہ یہ خیال تمہاری بے علمی کم لیاقتی یا شرارت پر مبنی ہے۔ کیونکہ یہ ظاہر ہے کہ خداوند عالم نے ہر چیز کو دو جوہر عطا کئے ہیں۔ ایک ذات اور دوسری صفت اسی طرح دو نام مقرر کئے ہیں۔ ذاتی اور صفاتی جیسے آدم بچہ کو بھی آدم کہہ سکتے ہیں اور بوڑھے کو بھی آدم۔ اسی طرح چاند کے تین نام ہیں ایک ذاتی یعنی قمر اور دو صفاتی یعنی ہلال اور بدر پس ہلال کو بھی قمر کہہ سکتے ہیں اور بدر کو بھی۔ اب رہا یہ امر کہ کسی نے پہلی رات کے چاند کو قمر نہیں کہا۔ سو یہ سراپا لچر سوال ہے کہ جب قمر ذاتی نام ہے اور اس کو ہر حالت پر بول سکتے ہیں اور ہلال اور بدر صفاتی جن کو سوائے اپنی حالت کے اس نام سے تعبیر نہیں کر سکتے اور یہ امر محاورہ رواج لغت عرب میں لمعاذ شہرت حد تو اترو کہ کتنی چکا ہے تو اب کسریٰ باقی رہ گئی۔ لو

اب ہم پہلی رات کے چاند کو قمر کہتا حسب اقوال ثقات قرآن کریم سے ثابت کرتے ہیں۔ تفسیر
والشمس وضحاہ والقمر اذا تلبھا کی تفسیر عمدۃ المفسرین قتادہ نے قمر یعنی ہلال کی ہے۔
اور یہ وہ تفسیر ہے کہ جو یکم خیر القرون قرنی ثم الذین یلونہم ، ثم الذین یلونہم
الحدیث، بلاغت اور فصاحت میں سب سے احسن اور مقبول ہے۔ لوصاحب اب تو آپ کو اپنی
بے بضاعتی اور قلت علم کا اقرار ہوا اور تمہاری کبر و تعلی کا غرہ ٹوٹا۔ بیت!

عجب نادان ہیں جن کو بے عجب تاج سلطانی
فلک بال ہما کوہل میں سوئے ہے گمن رانی

اب میں اصل مقصد کی طرف توجہ کرتا ہوں کہ مرزا نے بزم فاسد خود و نیا پر یہ ظاہر کرنا
اور سکے بٹھانا چاہا ہے کہ جو مرزا کے مخالف تھے اور جنہوں نے مباہلہ کیا تھا وہ سب مر گئے۔ چنانچہ لکھا
ہے (تہ حقیقت الہی ص ۵۱، خزائن ج ۲۲ ص ۱۸۵) پر کہ اکثر مباہلہ کرنے والے طاعون سے مرے اور
دیگر جا بجا مقامات پر بہت سے اشخاص کا مباہلہ کے اثر سے مرنے کا ذکر کیا ہے۔ مگر بحکم
دروغ گسورا حافظ نباشد (حقیقت الہی ص ۳۰۰، خزائن ج ۲۲ ص ۱۲۲) پر لکھتا ہے: ”پھر
اگرچہ تمام مخالف مولوی مرو میدان بن کر مباہلہ کے لئے حاضر نہ ہوئے مگر پس پشت گالیاں دیتے
رہے اور اسی صفحہ پر لکھتا ہے ”حالانکہ انہوں نے ابھی مسنون طور پر مباہلہ نہیں کیا تھا۔“ مگر قادیانی
میں کہتا ہوں کہ جتنے مولویوں کا ذکر آپ نے کیا ہے۔ اگر ان میں سے کسی کا بھی یہ مضمون دکھلا دیں
کہ جھوٹے سچے کی علامت جھوٹے کا سچے کے پیشتر مرنے اور یہ بات آپ سے مقرر کی ہے تو
آپ کی خدمت میں مبلغ ۵۰ بطور نذرانہ پیش کروں گا۔ یہ عجیب شان ایزدی ہے کہ جتنے
بزرگواروں کے نام مرزا قادیانی تحریر کرتے ہیں۔ کسی نے بھی اس قسم کا ارادہ نہیں کیا اور خداوند عالم
الغیب نے کسی کے دل کو اس طرف متوجہ ہونے نہیں دیا۔ چنانچہ مرزا قادیانی کو بھی اس کا اقرار ہے۔
کما تقدم تا کہ مرزا قادیانی کو اس میں حجت نہ باقی رہے ہاں جنہوں نے مباہلہ کا اظہار کیا اور جن
کے دل اس طرف متوجہ ہوئے وہ اب تک زندہ ہیں۔ نقل اس کے کہ ہم مرزا قادیانی کے اس
دعوے کی تکذیب نشان آسانی فیصلہ حقانی سے کریں اور مرزا اور مرزائیوں کو زندہ درگور بنا دیں اور
ان کے بھرے ہوئے بیڑے کذب و فریب کو طوقان غضب الہی سے مثل بیڑہ بالنگ روسی کے تحت
اٹھائی کو پہنچا دیں۔ اور ان کے قلعہ مکروید کو شل قلعہ پورٹ آفمر کے حقانی گولوں سے اڑا دیں اور

جیسے پنچوریا سے روسی حکومت کا نام و نشان مٹا دیا گیا ہے۔ کدال ہاتھانی سے مینار طومار قادیانی کا نشان مٹا دیا جیسی سے مٹا دیں۔ مرزا قادیانی اور مرزائیوں سے یہ سوال ہے کہ اگر جھوٹے کا سچ کی زندگی میں مرنا واقعی ضروری ہے اور قانون الہی ہے۔ جیسا کہ آپ کی تحریرات سے ثابت ہوتا ہے تو معاذ اللہ نقل کفر کرتا شد۔ کیا محمد رسول اللہ ﷺ کا مسئلہ کذاب سے پہلے انتقال فرمانا باعث اسی جنرل رول کے زیر اثر ہیں؟ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ۔ بریس عقل و دانش بباید گریست

فی الجملہ مخلوق نے تجربہ کر لیا ہے کہ مرزا اور مسئلہ کذاب ایک ہی پایہ کے آدمی ہیں اور ان کے قول و خیال کے مخالف امور ظہور پذیر ہوتے ہیں۔ دور کیوں جائیں محمدی بیگم کے نکاح اور اس کے خاوند کی موت کی پیشین گوئی کو ہی ملاحظہ کر لو کہ جس کی جانب مرزا قادیانی کو جانی تعلق بھی ہے۔ ہمیں اس جگہ مولوی عبدالحق غزنوی ڈاکٹر عبدالحکیم خان صاحب وغیرہما کے مبالغوں کے ذکر کرنے کی ضرورت نہیں ہم اس جگہ صرف اپنے مہبلہ کا ذکر کرتے ہیں کہ جس کے نتیجے سے بلا شک و شبہ مرزا قادیانی کا کاذب ہونا ہر ذی ہوش کے نزدیک مسلم ہو، اور اس مہبلہ کا ذکر مناسب نہیں۔ بلکہ بحکم الساکت عن الحق شیطان اخرس ضروری معلوم دیا۔ من نمیگوئم عن الحق یار میگوید بگو۔ چوں نہ گوئم چوں مرا دلدار میگوید بگو۔ ہم نے مرزا قادیانی کو ۱۳۶۹ھ میں بعد قلع قمع تمام حجت ہائے لایعنی مہبلہ کی دعوت دی اور اس کو پرائیویٹ ہی نہیں رکھا۔ بلکہ ضمیر رسالہ ”مظہر نعمت“ میں جو اس سنہ میں طبع ہوا تھا لکھ کر پبلک میں شائع کیا۔ چند الفاظ نیز تحریر میں لائے جاتے ہیں۔

”پس اب مرزا قادیانی کو چاہئے کہ اس تحریر کو پڑھ کر بہ نیت رفع تردد و انتشار خلق بحکم آیۃ مہبلہ مع انباء نساء میدان مہبلہ میں آویں اور یہ احقر بھی تقاولاً و اجاباً لیسے جیسے آنحضرت ﷺ پختن پاک کے ساتھ مقابلہ نصاریٰ میں لکھے تھے بالیاء۔ فی الجملہ نسبت بتو کافی بود مرا۔ بلبل ہمیں کہ قافیہ گل شود بس است۔ پنجه الماس اول نفس خود اور دوم زوجہ خود سوم چہارم ہر دو فرزند ان خود پنجم دختر خود کے ساتھ میدان مہبلہ میں یہ یقین حق یا بی خود حاضر ہوتا ہے۔ تاکہ حاکم مطلق بحکم یحق الحق ویبطل الباطل ویصح اللہ الباطل ویحق الحق بکلمتہ حق و باطل، حق و کید کو

حق کے ساتھ تمیز کرے اور حق حق اور فریب فریب ثابت ہو اس سے بڑھ کر احسن اور عمدہ اور کوئی سبیل فیصلہ کی نہیں (ای) اب مرزا قادیانی کو لازم ہے کہ اس تحریر کے ملاحظہ کے بعد پندرہ یوم کے اندر اندر ہم کو جواب سے بذریعہ اشتہار مطلع کریں اور اگر اب بھی مرزا قادیانی کوئی حیلہ حوالہ کر کے ٹال جائیں تو لعنت اللہ علی الکاذبین۔ کار مردان روشنی و گرمی است۔ کار دونان حیلہ و بے شرمی است۔ ”مگر بحکم مہبت الذی کفر و مرزا ایسا مہبت ہوا کہ جس کا کچھ ٹھکانا نہیں اور جیسے سایہ فاروقی سے ابلیس کو سوائے فرار اور گریز اور کوئی چارہ نہیں تھا۔ مرزا کو احقر کے مقابلہ میں قرار اور قیام نہ رہا جب بجائے پندرہ روز کے اس دعوت کو سال بھر گزر چکا اور مرزا کی جانب سے صدائے برخواست کا معاملہ ظہور پذیر ہوا تو ۱۳۱۷ھ میں رمضان کے بعد ضمیمہ اخبار شنبہ ہند مطبوعہ یکم جون ۱۹۰۰ء میں مکرر مسج کذاب کے عنوان سے اس امر کی یاد دہانی کرائی گئی۔ آخر میں لکھ دیا کہ مرزا ہمارے مقابلہ میں ہمیشہ ذلیل و خوار ہوگا اور اپنی اراجیف کا ذریعہ دعاوی باطلہ میں ناکامیاب رہے گا اور ہم کو اللہ جل شانہ محض اپنے دین حقہ کی تائیدی کی وجہ سے منظور مقرر کرے گا اور وما ذالک علی اللہ بعزیز واللہ علی ذالک لتقدیر!

اب خیال کرنا چاہئے کہ اس دعوت کا کیا نتیجہ ہوا کہ جس کی رو سے مرزا قادیانی اپنی کلام (مندرجہ بدر ۱۲ دسمبر ۱۹۰۶ء، ملفوظات ج ۹ ص ۹۹) کہ ”جتنے لوگ مباہلہ کرنے والے ہمارے سامنے آئے۔ سب کے سب ہلاک ہو گئے۔“ میں سچے ہیں یا جھوٹے یہ ظاہر ہے کہ اس احقر نے مباہلہ کے لئے اتباعاً حکم قرآنی..... نبوی اپنے نفس اور زوجہ اور اہماء اور دختر کو پیش کیا تھا۔ سو یہ احقر بہمہ وجوہ مورد برکات ربی و دنیوی ہے۔ والحمد للہ علی ذالک اور بحکم لثن شکر تم لا زیدنکم دلوڑ کے ایک لڑکی اور عنایت ہوئے۔ اب چار لڑکے اور دلوڑکیاں ہیں گویا یہ برکت بحکم ربانی الا من امن وعمل صالحاً فاولئک لہم جزاء الضعف بما عملوا وہم فی الغرفات امنون سببہ واقع ہوئی میں یقین رکھتا ہوں کہ اگر مرزا اقرار نہ کرتا اور ہمارے مقابلہ میں آتا تو وہ مع متعلقین خود ضرر ہی تباہ ہوتا۔ کیونکہ یہ ارشاد پیغمبر خدا نے بوقت فرار نصاریٰ فرمایا تھا۔ بایں ہمہ اخبارات مرزائی میں خاندان رسالت میں صدمہ کے عنوان سے واویلا ہوا۔ اور مرزا حسب اصول مسلمہ خود متعلق مولوی عبدالحق غزنوی، محمدی الدین عبدالرحمن و شی سید اللہ مندرجہ کتاب حقیقت الوبی مقلوع النسل اور احقر ہوا۔ ورنہ دکھلائے کہ ہمارے اس مباہلہ کی

اشاعت کے بعد مرزا قادیانی کے کونالڑکا پیدا ہوا؟

حکم الرجل علی نفسه۔ کیوں مرزا قادیانی اب الہام حضرت مرشد ناجی الدین عبدالرحمن ان شانک ہو الا بقدر تمہارے حق میں ٹھیک ہوا یا نہیں۔ غرض یہ تمام امور اسی دعوت کا اثر تھا یہ بین تفاوت راہ از کجاست تا کجا۔ بلکہ جو نبی مکر مبالغہ کا اظہار ہوا تو نبی غضب خدا جوش میں آیا کہ مبارک احمد کو جسم کے بارگراں سے سبکدوش کیا۔ ابتدائے عشق ہے روتا ہے کیا۔ آگے آگے دیکھتے ہوتا ہے کیا کیوں؟ حضرات ناظرین اب تو مرزا اپنے منہ اتر کا ذب جھوٹا طہ، زندیق، مفتری علی اللہ، مکار، قابل سولی گلے میں رسا ڈالنے کے لائق وغیرہ جو امور وہ اپنے لئے بشرط جھوٹا ہونے کے پسند کیا کرتا ہے ہوا۔ الحق سچ وہ ہے کہ جو سر پر چڑھ کر بولے۔ اب بھی اگر مرزا کے کا ذب ہونے میں کسی کو شک ہے تو حیف ہے اس کی عقل پر کیونکہ مرزا اپنے منہ آسانی فیصلہ سے جھوٹا اور کا ذب ثابت ہوا ہے۔

اور سنئے کہ اس کے ساتھ ہی اس احقر پر لا تعد ولا تحصی برکات نازل ہوئی۔ نمونہ ایک دوعرض کرتا ہوں۔ اول ملائے اعلیٰ میں قبولیت اور سینہ بے کینہ کے آئینہ خلیفۃ القدس ہونے کا اس کی برکت سے ثبوت ہم نے ضمیمہ اخبار شمع ہند یکم جون ۱۹۰۰ء میں زیر عنوان ”والذین جاہدوا فینا لنہدینہم وسبلنا وان اللہ مع المحسنین (عنکبوت: ۶۹)“ الہامی پیرایہ میں ترقی فرقہ حقہ احمدیہ کی تمنا ظاہر کی اور اس کے اسباب بتلائے۔ چنانچہ لکھا:

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ الحمد للہ ملہم الحکم ومفیض النعم والصلوۃ والسلام علی سید العرب والعجم وعلی الہ واصحابہ اہل الفضل والکرم۔ اما بعد اس مالک حقیقی ومنتقم تحقیق نے سنہ حال ۱۳۱۷ء ماہ صیام کی اربعین میں اس عاجز پر وہ وہ احسانات و انعامات و اکرامات ارزائی فرمائے کہ جن کا بیان احاطہ تحریر سے باہر ہے اور جن کے ادائے شکر میں زبان عاجز عاجز اور وہ وہ دعائیں احقر اور احباب احقر کے بارے میں قبول فرمائیں جن کو کہ احقر ہمیشہ خلوص دلی سے مانگا کرتا تھا اور جن کا اظہار خلاف حکمت خداوندی و سرسردی ہے۔ اعلیٰ وافضل ان میں سے یہ ہے کہ اسباب اصلاح فرقہ حقہ احمدیہ کے اظہار کرنے سے ملہم وموفق ہوا ہے۔ وکم للہ من لطف خفی، یدق خفہ عن فہم الذکی۔

سو واضح ہو کہ اس زمانہ آتش نشانی روشنی میں ہر قوم و ملت نے حسب خیالات خود

ظلمت مذمت سے روشنی عزت میں آنے اور قعر تنزل سے ذرہ ترقی پر چڑھنے کے اسباب پیدا کئے مگر افسوس ہے کہ کوئی حزب مخصوص اس کی ترقی و اصلاح کے لئے نامزد نہیں اور کوئی جہد مجاہد فی سبیل اللہ اتفاق سے اس امر میں سامعی نہیں معلوم ہوتا۔ مثلاً جس جگہ دس سال سے پہلے پہلے صد ہا جان نثار موحدین قبیح سنت موجود تھے۔ اب وہاں دس صاحب بھی عامل بالحدیث نظر نہ آئیں گے اور خدا نخواستہ کچھ دن اور علمائے کرام کی طرف سے یہی عدم توجہ کی رہی تو ان کی وہ خدمتیں جو انہوں نے اجرائے سنت میں فرمائی تھیں۔ سب رائیگاں جائیں گی اور پھر نئے سرے سے اجرائے سنت میں مال و دولت عزت و آدم و جسم و جان نثار کرنے پڑیں گے اور اگر توکل علی اللہ ہمت مردانہ کو اتحاد و اتفاق سے کام میں لائیں گے۔ تو ضرور کامیاب ہوں گے۔ اس قلت و تنزل کے عموماً اسباب یہ ہیں۔ بے علمی۔ بے مروتی۔ علماء کی جناب میں بے ادبی۔ باہمی بے اتفاقی۔ خود رائی آزادی عقائد حقہ سے روگردانی۔ طریقہ سلف صالح۔ قرون مشہود لہذا بالخیر سے انحراف۔ پس امور متذکرہ بالا کی اصلاح اس ذرہ بے مقدار کا کام نہیں۔ بلکہ مشاہیر علماء الحدیث کے اتفاق سے یہ ہم سر انجام کو پہنچ سکتی ہے۔ ہاں اس کی تدبیر عرض کر دینی غیر مناسب نہیں۔ اس جرگہ حقہ کے سربراہوں کو چاہئے کہ جگہ جگہ انجمنیں بنام الحدیث قائم ہوں اور تمام ملک میں ایک پرچہ جو ہر دو پہلو دین و دنیا پر کھلیتا اور ہر دو بازو پر اڑتا ہو یعنی بوجہ اتم و اکمل وسائل دینی ترقی دنیاوی کا خبر گیراں ہو۔ تلاش اور جاری کیا جاوے اور ہفتہ وار انجمنیں منعقد ہو کر یہ پرچہ پڑھا جایا کرے تاکہ بحکم

لَا تَنْهَى عَشْقَ از دیدار خیزد

بسا کیس دولت از گفتار خیزد

ناظرین و سامعین کو اتباع سنت نبوی ﷺ کا شوق اور پیروی حدیث رسول ﷺ میں حمیت

پیدا ہو اور اس پرچہ میں زیادہ تر زور باہمی اتفاق پر دیا جائے اور اگر کسی مسئلہ میں باہم علماء الحدیث کا اختلاف ہو تو زیادہ سے زیادہ اسکو بمنزلہ اختلاف بعض حنفیہ کے بعض حنفیہ کے ساتھ یا بعض ائمہ کے بعض کے ساتھ تصور کیا جائے۔ سو الحمد للہ کہ خداوند عالم نے مائتیا اس امر کا الہام سربراہ و دکان الحدیث کی دل میں ڈالا اور کانفرنس الحدیث کی بناء قائم ہوئی۔ اس الہام کے ثمرہ سے ترقی و اشاعت مذہب الحدیث و اجراء ہرچہ ہائے مذہب لحدیث ہے۔ فلیعلم ویتدبر۔

دوم..... مولوی ابوالوفاء ثناء اللہ صاحب و جرگہ غزنویاں میں جو مناقشہ دینی تھا اس میں جو فتویٰ احقر نے دیا تھا اور جو اخبار شہنہ ہند مطبوعہ ۱۶ دسمبر ۱۹۰۴ء میں طبع ہو چکا ہے۔ یعنی جواب سوال مندرجہ صفحہ ۱۰۸ الکلام المسئین فی جواب الاربعین قبل اس کے کہ سوال کا جواب دیا جائے۔ یہ امر ظاہر کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے بوجہ التزام تفسیر القرآن بکلام الرحمن آیات کی تفسیر آیات سے اجتہادی طور پر کی اور اختصاراً نہ کہ انکار بعض اقوال علماء واحادیث کو نظر انداز کر گئے۔ طرفہ یہ کہ بعض جگہ عبارت ذو معنی لکھی گئی اور بعض جگہ بعض علماء معتزلہ کے اقوال سے توارد اور توافق واقع ہوا جس سے علماء کوشہ ہوا کہ مولوی صاحب اقوال علماء اہل سنت واحادیث نبوی سے روگرداں ہیں۔ مولوی عبدالحق صاحب غزنوی سے بھی یہ غلطی ہوئی کہ انہوں نے بطور پرائیویٹ پہلے فیصلہ کرنے کی درخواست نہ کی تاکہ طول نہ کھینچا اور دراصل مولوی عبدالحق کو علم غیب تو تھا ہی نہیں کہ فتویٰ طلب نہ کرتے۔ الجواب واضح ہو کہ میری رائے میں وہ غلطی جو تفسیر اور الکلام المسئین میں مولوی صاحب سے واقع ہوئی۔ محض بمنزلہ اجتہادی غلطی کے ہے۔ پس مولوی صاحب بوجہ پابندی اصول اہل سنت و اقرار اجماع کتاب السنۃ فرقۃ الحمدیۃ سنت و اہل حدیث سے اس ناچیز کے خیال ناقص میں خارج نہیں ہے اور مولوی صاحب کی لغزشیں ایسی ہیں جیسے مشاہیر علماء دین متقدمین کے بعض مسائل میں امید کرتا ہوں کہ مولوی صاحب ان لغزشوں سے معذور لغزشوں کے جو ان سے الکلام المسئین فی الجواب الاربعین میں بھی سرزد ہوئی ہیں۔ بہت جلد رجوع فرما کر مفتیان علماء الحمدیۃ کی آنکھیں ٹھنڈی کریں گے۔ مگر کیف علماء الحمدیۃ مولوی صاحب کے عذرات کی جانب خیال وغور سے توجہ فرما کر مولوی صاحب کو الحمدیۃ سے خارج فرمانے کو منسوخ فرمادیں اگر بقول مولوی محمد حسین صاحب خدا نہ کرے کوئی ایسا دن آجائے کہ مولوی ثناء اللہ صاحب بھی مثل مرزا و چکڑالوی احادیث نبوی سے انکار کریں تو اس وقت ان کے پیش کش بھی خلعت (الحمدیۃ سے خارج) کر دیں۔ کیونکہ ظاہر پر حکم کرنا مسئلہ مسلمہ ہے۔ والسلام علی من اتبع الهدی۔

الراقم فقیر ابوالمنظور محمد عبدالحق از سرہند مورخہ ۲۷ ستمبر ۱۹۰۴ء

ایک نقل اس کی بخدمت فہر اخبار الحمدیۃ کو بھی ارسال ہوئی۔ (عبدالحق)

بھینہ بھی نتیجہ محاکمہ آرہے کہ جو گویا تمام علماء الہدیٰ ہند کی طرف سے ہے (یعنی نتیجہ المحاکمہ) تفسیر القرآن بکلام الرحمن کے مقامات مذکورہ بلاشبہ ایسے ہیں کہ فرق ضالہ کے خیالات کو تائید پہنچا سکتے ہیں اور اہل سنت الہدیٰ کے مخالف اس سے خوش ہوں اور عند المقابلہ اس تفسیر سے تمسک کریں یہ تو مولوی ثناء اللہ صاحب کا گویا اقرار ہی ہے کہ محدثانہ روش پر یہ تفسیر نہیں ہے۔ (فاعتبرو یا اولی الابصار والجزء الثانی للمحکمۃ) باقی رہا یہ امر کہ تفسیر لکھنے کے سبب سے مولوی ثناء اللہ صاحب الہدیٰ سے خارج ہو گئے نہیں اولاً ہم اس کو اوپر لکھ آئے ہیں یعنی خارج نہیں ہے اور یہی مطلب مضمون آئندہ کا ہے۔ غرض اس نتیجہ کا اظہار عرصہ پہلے ہو چکا تھا اگرچہ یہاں۔

زمستی ہاجو غلطیدم بھر سو

حریفان زمستی از من وام کردند

کہتا موزوں نہیں مگر بہ نیت اظہار حقیقت و شکر اللہ کہ۔

ہاوردارد این حرف از فقیر خلکسلو من

کہہ ظیل عالم اقدس است انکلو وقبول

اور لکھتا مناسب نہ ہوگا۔ ادھر مقابلتا مرزا قادیانی کو دیکھو کہ ان کی بجواس کیسے گزشتہ ثابت ہوئے ہیں۔ انہوں نے اپنا کشف ظاہر کیا تھا کہ مولوی محمد حسین صاحب دہلوی بخش مرحوم اور ایک اور صاحب آخر النبی کے معتقد ہوں گے۔ مگر تا حال مولوی محمد حسین صاحب سلمہ یہ عقیدہ ساقیہ پر قائم ہیں اور دہلوی بخش مرحوم اس راہ مستقیم پر مرزا کو فرعون کہتے ہوئے اور بذریعہ عصائے موسیٰ (دیکھو ص ۱۵۱) فرق بخضرال کرتے ہوئے رونی بخش غلہ یں ہوئے۔ اسی طرح (حقیقت النبی ص ۲۱۸، خلاصہ ج ۲ ص ۲۱۸) پر اکتالہ صاں نشان یہ لکھا ہے کہ: ”عرصہ میں یا اکیس برس کا گزرا ہے کہ میں نے ایک اشتہار شائع کیا تھا جس میں لکھا تھا کہ خدا نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ میں چار لڑکے دوں گا جو عمر پائیں گے۔ اسی پیشین گوئی کی طرف (مواب الرحمن ص ۱۳۹، خزائن ج ۱۹ ص ۳۶۰) میں اشارہ ہے یعنی اس عبارت میں الحمد للہ لذی وہب لی علی الکبر اربعة من البنین وانجز وعدہ من الاحسان۔ یعنی اللہ تعالیٰ کو حمد و ثناء جس نے پیرانہ سالی میں مجھ کو چار لڑکے دیئے اور اپنا وعدہ پورا کیا (جو میں چار لڑکے دوں گا) چنانچہ وہ چار لڑکے یہ

ہیں محمود احمد، بشیر احمد، شریف احمد اور مبارک احمد جو زندہ موجود ہیں۔“ مگر افسوس کہ ایک لڑکا مبارک احمد جو سب سے کم عمر تھا اور اس کے عمر پانے کا وعدہ الہی تھا، مر گیا اور یہ نشان بے نشان اور یہ وعدہ خلاف اور یہ پیشین گوئی غلط ہوئی۔

اب ہم اس قبولیت ملاء اعلیٰ کے پر تو وضع القبول کو ہر طبقہ کے اکابر کے اقوال کی شہادت سے ثابت کرتے ہیں۔ طبقہ علماء علاوہ ان کثیرۃ التعداد و شہادات سے جو مشائخ و اساتذہ و ہم عصر علماء کی طرف سے اعلیٰ درجے کے معزز الفاظ میں احترام و محبت ہوئے ہیں۔ یہاں محض ایک آدھ ہم عصر کی شہادت تحریر ہے۔ ایک عالم و فاضل ہماری ایک تحریر کو ملاحظہ فرما کر لکھتے ہیں۔

بخدمت شریف محی السنۃ قاصد البدعہ جناب مولانا مولوی ابوالمنصور محمد مظہر الحق المدعو محمد عبدالحق صاحب اسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ واضح رائے شریف ہو۔ ۹ ربیع الثانی کو آپ کا فیصلہ بابت طلاق ثلاث دیکھ کر نہایت خوشی حاصل ہوئی۔ خداوند کریم آپ جیسے علماء حقانی کو ترقی حیات عنایت فرمادیں کہ غلطی اللہ کو فیض اسلام پہنچے۔ ایک صاحب جو فرید عصر اور وحید و ہر ہیں تحریر کرتے ہیں۔ باطنی توجہ فرمائیے کہ انتشار دفعہ ہو خطرات دور ہوں۔ خدا کی جانب زیادہ لو لگے۔ اکثر جب جناب کا خیال آتا ہے تو بے تحاشا رقت پیدا ہوتی ہے۔ اس نسبت سے جناب ہی واقف ہوں گے۔ ذکر فضل کے لئے ارشاد فرمائیں۔ دوسری جگہ تحریر کیا۔ آپ کی دعا نیک میرے لئے وسی اثر رکھتی ہے۔ جو اہم مطبعہ شکر زراعت کے لئے، اہل حدیث میں عبوسیت اور سخت دلی پھیلتی جاتی ہے۔ آپ کے سوا کوئی شیخ طریقت نظر نہیں آتا۔

ایک اہل علم مدینہ منورہ سے تحریر فرماتے ہیں۔

بخدمت فیض درجہ فیض بخش فیض رسان حکیم گاہ نیاز مند ان مولانا و مرشد نادہادینا و استاذ نامولوی عبدالحق صاحب دام الطاکم و مد ظلکم!

(الی) ”آپ نے مجھ کو ایک دفعہ ایک استخارہ بتلایا تھا اور اس کو میں نے کیا تھا سو وہ برابر ہوا تھا کہ میں عشاء کے بعد دو رکعت نماز پڑھ کر سو گیا تھا۔ سو اپنے گھر کے تمام لوگوں کو خواب میں دیکھا تھا اور ان سے باتیں کی تھیں اور اب میں اس کو بھول گیا ہوں وہ کونسا استخارہ تھا جو آپ نے مجھ کو بتلایا تھا یا اس ربیع الاثر تھا۔ آپ اس کو بالترکیب اور باتر حیب مفصل طور پر تحریر فرما کر اس خط کے جواب کے ساتھ لفافہ میں بند کر کے عنایت فرمائیں۔“ غرض اگر خوف طوالت نہ ہو تو ایسی

صد ہاشہاد تیں اور نیز تحریر میں آتیں۔

اب مقابلۂ مرزا قادیانی کی جانب ذرا عٹان توجہ کریں۔ ان کی وقعت سوائے ان لوگوں کے دلوں کے جو مصداق حب الشیئے یعمی ویصم ہیں۔ کسی اہل علم کے دل میں ذرا بھی نہیں بلکہ جن کو ازل سے نور علم و یقین ملا ہے وہ اس کو لمحہ زندگی جانتے ہیں اور ہماری اس دعوت کے بعد ایسا ذلیل و خوار ہوا کہ اغرب الغرائب اعجب العجائب سے ہے۔ ڈاکٹر عبدالحکیم خان صاحب وغیرہ کا علیحدہ ہو کر تردید پر کمر بستہ ہونا اس امر کے شواہد میں سے ہے ایک صاحب لکھتے ہیں کہ: ”مرزا کے الحاد کا دھڑلٹوٹ گیا ہے۔ یہ سب جناب والا کی توجہ اور خلوص کی برکت ہے۔“

(طبقہ حکام) تحصیلدار صاحب سرہند لکھتے ہیں صاحب موصوف (احقر) کے اوصاف مستقل تحصیلدار صاحب اور صاحب سپرنٹنڈنٹ بندوبست سرہند مفصل طور پر تحریر فرما چکے ہیں۔ اس لئے مکرر اعادہ کی ضرورت نہیں ہے۔ (اٹلی) پس ایسے برہمہ صفت موصوف درویش سیرت بزرگ کا وجود پبلک اور سرکاری افسروں کے لئے اس جگہ بہت بڑا مفید اور مغنمات سے ہے۔ اور پرسنل اسٹنٹ ممبر کونسل ریاست عالیہ پٹیالہ جو محکمہ اتھوگریفی کے سپرنٹنڈنٹ بھی ہیں تحریر کرتے ہیں۔

بخدمت مولوی عبدالحق صاحب متولی مسجد سدھنا سرہند

تسلیم اہمارخ ۲۳ چیت ۱۹۶۱ء یا دداشت نمبر ۱۰۵۔ آپ کی خدمت میں روانہ کی گئی تھی اس وقت تک کوئی جواب میرے پاس نہیں پہنچا۔ جلد ان سوالات کے جوابات تحریر کر کے میرے پاس بھیج دیں تحریر۔ ۲۱ بیساکھ ۱۹۶۲ء

الراقم رام سنگھ سپرنٹنڈنٹ اتھوگریفی ریاست پٹیالہ

ایسی اور بہت سی تحریرات ہیں کہ جن کی رو سے حکام کے نزدیک بھی اس احقر کی اعلیٰ وقعت ہے اور یہ کہ فقیر کا وجود ان کے نزدیک مقبول ہے نہ کہ مکر وہ

ادھر مرزا قادیانی کی جانب غور کریں کہ ہماری اس دعوت کے بعد مقدمات کے ارگٹڑے میں جوتے گئے۔ کئی کئی گھنٹے کھڑا رہنا پڑا، ضمانتیں لی گئیں فرد جرم لگائے گئے کہ جس کے بعد حسب قول مرزا قادیانی بری ہونے سے بھی بری خیال نہیں کئے جاسکتے۔ جرمانہ کئے گئے اور

نفسانی جسمانی آفات کے جو مورد ہوئے کہ جس کی تکمیل مرگ مبارک احمد سے ہوئی اس کا کچھ حد و حساب میں نہیں۔

گویا حکام وقت کے نزدیک مرزا قادیانی کا وجود ہونا مبارک باغ دنیا میں سبزہ بے گانہ ہے۔ جس کو وہ پچھلے قانون سے باہر کرنا چاہتے ہیں۔ (اجابت دعوات) ان بے شمار مواقع میں سے کہ جن کی تحریر کے لئے ایک دفتر درکار ہے۔۔۔ محض ایک دو تحریر ہیں۔ مسجد جامع سرہند کے قریب آبکاری تھی۔ جس کی تلچھٹ سے نہایت درجہ تکلیف ہوتی تھی۔ ایک دفعہ احقر نے داروغہ آبکاری سے کہا کہ اس بدبو کا کچھ انتظام کرادو۔ انہوں نے کہا کہ اس کا کچھ انتظام نہیں ہو سکتا۔ اس جواب سے بھی نہایت آزرده ہوا اور خداوند باری کی جناب میں دعا کی کہ یا الہی اس کا انتظام تو ہی کرنے والا ہے۔ کچھ عرصہ نہ گزرا تھا کہ تمام آبکاری ہائے بند ہو کر محض ایک آبکاری عذر میں قائم ہونے کا حکم ہو گیا اور اس طرح یہ زمانہ دراز کی آبکاری بند ہو گئی۔ اسی طرح احقر نے بروقت شادی خانہ آبادی جناب نواب احمد علی خان صاحب بالقلابہ والی۔ مالیر کوٹلہ بمقام ٹوک بوجہ اس محبت کے کہ جو جناب نواب تارک تاج دوم کافی ابراہیم لادم ہر ہائینس نواب عمر ابراہیم علی خان صاحب وارک اللہ فی اولادہ کی جانب سے لڑکین میں دیکھی گئی۔ بطور شکر یہ چند اشعار دعائیہ کہے تھے۔ منجملہ ان کے یہ تھا۔

حق سے ہو عطا چراغ دودہ

ہو بزم جہان میں رونق آل

چنانچہ خداوند عالم نے محض اپنے فضل و کرم سے جناب نواب احمد علی خان صاحب مدوح الشان کو دو صاحبزادے عطیت کئے۔ مرزا قادیانی اگر آپ اس کی تصدیق چاہتے ہیں کہ یہ صاحبزادے ہماری ہی دعا سے ہوئے۔ تو آئیے آپ کو اس کی تصدیق تائید بزدی سے کرائیں یعنی یہ ہر دو صاحبزادے اسی شادی ٹوک والی سے ہوئے کہ جس کے بارے میں دعا کی گئی تھی۔ ورنہ پہلے بھی جناب نواب صاحب بالقلابہ کے حرم محترم تھے اور بعد میں اور بھی ہوئی۔ مگر چراغ دودہ یعنی دلچید اسی ٹوک والی سے ہوئے کیونکہ مرزا قادیانی آپ نے جو پانچ سو روپیہ لے کر کسی کے لڑکا ہونے کے لئے دعا کرنے کا وعدہ کیا تھا وہ دعا مقبول ہوئی؟ یا یہ جو اخلاص سے کی گئی حدیث قدسی میں صداقت و قبولیت کی علامت بیان فرمائیے۔ وکنت لسانہ الذی ینکلم یعنی

مرد با خدا کی زبان پر خدا خود کلام کرتا ہے اور اس کا گفتہ کسی خلاف خطا اور جھوٹ نہیں ہوتا۔
 اور اسی طرح ایک موذی کافر کے تئیں مجمع عام میں بد دعا کی گئی۔ چند دن نہ ہوئے تھے
 کہ وہ مع اپنے اکلوتے بیٹے کے آنجمانی ہوا۔ اسی طرح ہماری پڑوس میں جو بکریوں والے رہتے
 ہیں ان کے ایک لڑکے جو ان صاحب اولاد نے گستاخی کی بس پھر کیا تھا غضب الہی میں گرفتار
 ہو گیا اور اس کا لڑکا بیمار ہو گیا پہلے تو چپکے چپکے علاج کرواتے رہے مگر جب جاں بحق ہونے کا وقت
 قریب آیا تو آنکھیں کھلیں اور مایوس ہو کر اس کے چچا روتے ہوئے آئے اور کہنے لگے کہ ہم آپ
 کے غلام ہیں۔ آپ ہم کو اپنا مرید سمجھو اور لڑکے پر دم کرو اور لڑکے کی گستاخی معاف فرماؤ۔ بے
 شک اسی گستاخی کی شامت ہے جبکہ فقیر ان کے مکان میں گیا تو وہاں کیا پڑا تھا آخر ان کو بتلایا گیا
 کہ بھائی اب صبر کا وقت ہے ہم دعا کرتے ہیں کہ تم کو خدا اس کا نعم البدل عطا کرے۔ القصد وہ لڑکا
 تو بے چارہ ملک عدم کو سدھارا۔ مگر اس دعا اور قدم برکت کے طفیل خداوند نے اس کو دوسرا لڑکا
 دیا جو زندہ موجود ہے اسی طرح ڈاکٹر محمد خان نیو ریاست پشوالہ نے فرقہ خدا احمدیہ کی حقیر کی اور
 احقر کے سمجھانے ڈرانے پر بھی باز نہ آیا بلکہ مصر ہو کر مقابلہ اور ایذا کے درپے ہوا۔ اس پر اس کے
 حق میں بد دعا کی گئی۔ وہ بمرض طاعون نہایت خرابی کے ساتھ مرا۔ اسی طرح ایک دوست کی تبدیلی
 کے لئے جو ناممکنات سے سعی دعا کی گئی۔ خداوند تعالیٰ نے غیب سے سامان مہیا کر کے اس کو تبدیل
 کر دیا۔ اسی طرح حافظ حلیم سوداگر جرم بسوی ثم الکافر نے فقیر کی مسجد کے واسطے دوسرے دیوے
 دیے جسے شکر نہیں محض مسجد کے کفارہ کی بناء میں یہ شعر فرش کے ہانی ہوئے۔ حافظ حلیم پانڈہ اور شائق
 نوالی اور حسب دستور بطور یاد دہانی کے رکھے گئے مگر بعض تالائق و شیطان الرجیم کے خواہ سے وہ
 روپیہ واپس لے لیا بس پھر کیا تھا۔ ان کا بادو (منشی شاد علی مرگیا) ٹوٹ گیا۔ کارخانہ میں بجائے نفع
 کے کی محسوس ہوئی بعد سر بھی آنجمانی ہوا۔ اور یہ شعر بر عرض لکھا جاتا تھا یہ ہوا۔

فرش سے منکر ہوئے حافظ حلیم

ازراہ اغوائے شیطان الرجیم

اسی طرح ایک عالی منصب نے حسب عادت گستاخی کی پھر کیا تھا غضب الہی ٹوٹ
 پڑا۔ مگر چونکہ اس کی ذلت میں اسلامی کمزوری محسوس ہوئی اور نیز اور لطافت بھی ایسے ہی حائل
 ہوئے۔ نہایت عجز و ادب کے ساتھ ان کو اس عذاب و غضب سے محفوظ و مامون رہنے کی دعا دی

کی گئی جو منظور ہوئی۔ مگر اس کا نظارہ نمونہ دکھلایا گیا کہ ان سے متعدی نہ ہوا اور ان کو دینی و دنیاوی نقصان نہ پہنچا۔ محض ان کا نفس ضرور متاثر ہوا اور یہ نمونہ بالکل گستاخی کا تھا۔ اسی طرح امیر حبیب اللہ خان صاحب والی کا کل غلہ اللہ ملکہ کی تشریف آوری پر محض اسلامی اخوت و تعلق کے لحاظ سے خیر مقدم اور دعا گوئی ہدیہ نہایت خلوص سے کی گئی اور خان بہادر مولانا بخش خان صاحب ہٹاشی خود دست مبارک پر اٹھا کر سر سیمکو بہن صاحب کی خدمت میں لے گئے اور صاحب موصوف خود احقر کے پاس تشریف لائے اور گورنمنٹ کی طرف سے نہایت خوشی کے ساتھ اجازت پیش کرنے کی دی۔ پس اس کے ساتھ یہ سلوک ہوا کہ پیش تک نہ ہوئے اور رجما بالغیب اس سرپا پرکات دینی و دنیاوی کو مثل لغویات کے سمجھایا گیا کہ جس سے علاوہ مبالغہ کثیر زرِ خطیر خرچ ہونے کی و لگائی اور تنہیک بھی ہوئی خاطر فاطر کو نہایت تردد ہوا۔ کیونکہ اس کی جناب میں فقیر امیر سب یکساں ہیں۔ اور جو حق کی پیروی اور تابعداری نہیں کرتا۔ وہ قلعین میں سے نہیں سمجھا جاتا پس دعا کی گئی کہ اے ستار و عقارب اس کے معاوضہ میں سے اس اسلامی سلطنت کو محفوظ رکھو چنانچہ وہ دعا قبول ہوئی اور میر صاحب صانہ اللہ تعالیٰ عنہ شہر الدہور کو خداوند عالم نے اس استغناء کے معاوضہ سے محفوظ رکھا اور ایک نہایت خفیف اور ہلکے امر سے اپنے اس غیظ و غضب کو جو بوجہ اس کے جوش میں آیا تھا بدل دیا یعنی قضا و قدر نے عالم غیب سے معاہدہ روس و انگلستان کی صورت کو عالم شہود میں جولانی دی کہ جس میں حضرت امیر سلمہ اللہ کو ہر بائینس بجائے ہر میجی لکھے جانے کی بھی خبر اخباری دنیا میں گشت لگا رہی ہے وغیرہ ذالک فاعتبروا یا الاولیٰ الباب اور یہ دونوں امر بالکل مشابہ اپنے موجب کے تھے اور یہ قصے خذ بیذک ضغثاً..... ولا تخنث قصہ حضرت الہب علیہ السلام کے مصداق و مثل ہوئے اسی طرح رفیع جہدار شاہی سرہند جو ایک بدعتی شخص ہے۔ احقر کی ایذا اور تکلیف کے درپے ہوا اور سکناے سرہند کی جانب سے معنوی تحریر پر قلم معاملہ لگا کر بامداد استاد خود تصویر علی اس تحریر کو شائع کیا۔ شان ایزدی کہ اس تحریر کے شائع ہوتے ہی اس کا لڑکا اور بیوی دونوں مر گئے اور اس کا خانہ خراب ہوا اور تصویر علی ایک مجلس تعزیت سے اس ذلت و خواری سے بھاگا جس سے بالا ممکن نہیں اور اہل سرہند نے ہماری تائید اور بریت میں تحریر دے کر ان کو جھوٹا ثابت کیا چنانچہ وہ تحریر یہ ہے۔

ہم مظہر ان بطور گواہی تحریر کرتے ہیں کہ جو استغناء معنوی ہماری طرف سے بحق جناب

مولانا مولوی ابوالنظر محمد عبدالحق صاحب کوٹلوی السربندی متولی مسجد جامعہ کو جو بڑے تبحر عالم و فاضل ہیں اور جن کا فیضان علم سرہند اور ریاست پٹیالہ میں ہی محدود نہیں بلکہ کل اقطار و اطراف میں آپ کے فتویٰ بڑی قبولیت کی نظر سے دیکھے جاتے ہیں اور جن کی بابت تجربہ نے ثابت کر دیا کہ سوائے قرآن و حدیث آپ اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتے اور قرآن و حدیث کے عامل ہیں، فتویٰ حاصل کیا جا کر مستہر کیا گیا ہے۔ یہ ہمارے پر میاں جی تصویر علی کا کہ جن کو عوام میں اچھی نگاہ سے نہیں دیکھا جاتا اور جن کو مولوی صاحب سے بوجہ تردید بدعت و شرک خاص مخالفت ہے اور اس کے شاگرد رفیع الدین جمعدار بانی استفتاء کا سر اسرافتاء اور بہتان اور جعل ہے۔ اکثر ہمارے میں سے وہ ہیں جو ہمیشہ عیدین مولوی صاحب مذکور کے پیچھے پڑھتے تھے مگر اب کی دفعہ بوجہ ان کے دوسری عید گاہ میں تشریف لے جانے کے ان کے پیچھے نماز عید الفطر پڑھنے اور وعظ قرآن و حدیث سننے سے محروم رہے۔ اور بعض وہ ہیں کہ آگے بھی مولوی صاحب کے پیچھے عید کم پڑھی ہوگی اور اب کے بھی ان کے پیچھے نہیں پڑھی اور بعض وہ ہیں کہ جو خود مولوی صاحب کو باوجود ان کے انکار کرنے کے اصرار کر کے اور تکلیف دے کر لائے اور خوشی خوشی ان کے پیچھے عید پڑھی اور کوئی شبہ و تردد ہم کو نہیں ہوا کیونکہ بعد اداۓ عید بڑی منت سے مولوی صاحب سے اپنی مسجد میں جمعہ پڑھوایا اور نذر دی۔ مگر انہوں نے کہ ان مفسدوں نے اپنی طرف سے آگ فساد بھڑکانے اور اہل اسلام میں شکر رنجی پیدا کرنے میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہیں کیا۔ ہاں خداوند عالم نے ان کے مولانا کو اس ایذا پہنچانے کا ترس بدلہ دیا۔ یعنی رفیع الدین جمع دار کا فتویٰ شائع کرنے سے لڑکا اور بیوی مر کر خانہ خراب ہوا اور میاں جی تصویر علی ایک مجلس سے اس ذلت اور حقیر کے ساتھ بھاگا کہ جس سے بالا ممکن نہیں۔ والسلام علی من القبع الہدی الغرض حدیث میں فرمایا من عادلی ولیا فقد اذنتہ بالحرب

اسی طرح بہت سی مستورات کو جن کو اسقاط کی بیماری تھی یا جن کی اولاد زعمہ نہیں رہتی تھی۔ جن میں ایک صاحب مرزائی بھی ہیں کچھ پڑھ کر دیا۔ الحمد للہ اکثر کی اولاد صحیح و سالم پیدا ہو کر زعمہ ہیں۔ اور مرزائی دعوت کا حال روز روشن کی طرح ظاہر ہے۔ اظہار کی حاجت نہیں۔ اب آخر میں مرزا کے خاص دعوے پبلک کے متعلق کچھ تحریر کرنا ضروری ہے۔ اگرچہ مرنا اور جینا ایک ایسا امر ہے کہ اس میں بحث عبث ہے اور جو مومن باللہ طاعون سے مرے وہ شہید

ہے۔ مگر یہاں مرزا کا جواب اور اظہار واقعہ منظور ہے۔ جس مرزا کا دعویٰ تھا کہ پلک میرے اعداء کے لئے آئی ہے میرے مرید اس سے محفوظ رہیں گے۔ سو خداوند عالم نے ہر پلک میں لاتعداد لا تصحی مرزائیوں کو ہر جگہ حتیٰ کہ قادیان دارالتریان میں بھی جنم رسید کیا۔ اور مرزائی پارٹی کے بڑے بڑے رکن اس تنگ طاعون کے لقمہ ہوئے۔ جن کا ذکر اکثر ہو چکا ہے۔ مولوی محمد یوسف سنوری جو مرزائی امت میں عہدہ فاروقی کے مدعی تھے جن کی نظم سرمہ چشم آریہ کے آخر میں تحریر ہے۔ اسی ملا کی نظر ہوئے۔ اس طرح اب کے سال ان کا لڑکا طاعون سے مرلود میاں جی نظام الدین خان پوری معذابی زوجہ کے اسی پلک سے آنجھائی ہوئے۔ اسی طرح عزیز عبدالحق بخاری چرنگ علاقہ کوٹہ جو ظالمان مرزائیان کے پھندے میں پھنس کر مرزا کے مرید ہو گئے یا مرزا کی جانب حسن ظن رکھنے لگ گئے تھے۔ ایک خاص ان کے خط سے معلوم ہوا کہ ان کا صاحبزادہ اسی مرض پلک سے جو محض مرزا قادیانی کے طفیل آئی ہے۔ راسی ملک ہلا ہوا۔ ان کے خط سے جو رنج و الم ظاہر ہوتا تھا وہ بیان سے باہر ہے۔ یہ اچھا محسوس ہے کہ جو اپنے مریدین کی بربادی اور طاعی کے لئے طاعون بھی ملا کو ہوا لایا۔ اس وقت جو حق نشی صاحب کو ہو رہا ہے۔۔۔ ان سے ہی دریافت ہو سکتا ہے۔ ہم اس غم و رنج میں اپنے عزیز نشی صاحب کے ساتھ شریک ہیں اور مرزا پر لعنت بھیجتے ہیں کہ جس شخص بد بخت کے طفیل ہمارے عزیز کو یہ مصیبت دیکھنی نصیب ہوئی۔

لغو من ولو جملہ جہاں میں دعا مقبول ہلا

اسی طرح جلد بے پردی ظالمان مرزائیان کے ساتھ پرچہ مرزا کو مرزا کی رحمت کا باور دے رحمت کا حسن ظن رکھنے کا حکم پیش کر کیا تھا۔

در آنجا کہ باشد قدوم شریف

نیاشد ربیع و نا باشد خریف

آپ کی سز قدیمی نے اپنا اثر دکھلایا اور بے چارے غریب نے جلا کا آرزو اور تمنا کے ساتھ حاصل کیا تھا۔ پہلے اسی پر ہاتھ صاف کیا اور وہ غریب پیسے تھے دیسہ رہ گئے۔ خبر نہیں کہ مرزا کو اپنے احباب پر ہاتھ صاف کرنے میں کیا مزہ ملتا ہے۔ شاید آزمائش کرتے ہوں گے کہ ثابت قدم بھی رہے ہیں یا نہیں۔ لعنت اللہ ایسے نبی پر اور جلد اٹھائے خدا ایسے رسول کا ذب کو کہ جو اپنی امت کے لئے بجائے رحمت کے زحمت ہو کر دکھائی دے بلکہ خاص چار دیواری مرزا قادیانی میں

ایک خادم عہد اس دیکھا ہوا جو رات کو باہر کر دیا گیا اور مر گیا۔ اور خیال کریں کہ احقر معہ تمام متعلقین خود اس مرض سے خداوند عالم نے محفوظ و معصون رکھا بلکہ جتنے اس احقر کے مرید تھے وہ بھی معہ متعلقین خود اس مرض سے مامون رہے۔ اس احقر کے دو مکان ہیں۔ پلگ کے موقع پر ہم جس مکان میں ہوتے تھے اس مکان کے ہمایگان میں بھی پلگ سے امن رہا۔ حالانکہ جب ہم جس مکان میں نہیں ہوتے تھے تو اس مکان کے ہمایگان اکثر مرض پلگ سے ہلاک ہوئے۔ ذالک من فضل اللہ علی وعلی من ابتغی واللہ ذو الفضل العظیم وما تونیقی الا باللہ وعلیہ توکل والیہ انیب

ناظرین! برائے خدا ذرا انصاف کو مد نظر رکھ کر خیال فرمادیں کہ مرزا کا یہ قول کہ میرے مہبلہ سے فلاں مرا فلاں ہلاک ہوا اور یہ کہ جتنے لوگ مہبلہ کرنے والے ہمارے سامنے آئے خدا تعالیٰ نے ان سب کو ہلاک کر دیا۔ کہاں تک سچا ہے کیا مرزا قادیانی لعنت اللہ علی الکاذبین کے ٹھیک ٹھیک مصداق ہیں یا نہیں؟ مگر یا بے شرمی تیرا آسراء۔ اگرچہ یہ اصرار اور واروات قابل اظہار نہیں تھے اور جو ذوق لذت ان کے انشاء میں حاصل تھا ان کے اظہار میں اس کا عشر عشر بھی نہیں۔

نظامی این چہ اسرار است کز خاطر بروں دادی

کسے سرکش نے دانند زبان درکش زبان درکش

مگر چونکہ اس کے اظہار میں اعلاء کلمت اللہ ہے جو جہاد اکبر کا حکم رکھتا ہے۔

الغزوات تسبیح مخطورات ان کو ظاہر کر کے اس لذت و ذوق کو قربان اور فدا کیا گیا۔

گز نثار قدم یار محرامی نکنم

گوہر جان بہ چہ کار دگرم باز آید

هذا آخر ما اردنا ایراد کافی هذه الرسالة والحمد لله تعالى اولاً

وآخرآ وظاهرآ وباطناً وعلی لكل حال واعوذ باللہ من حال اهل النار۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد والہ واصحابہ ومن تبعہم باحسان

اجمعین الی یوم الدین تمت

التماس مؤلف

حضرات ناظرین کی خدمات عالیہ میں یہ ہے کہ اہل عقل و دانش حال کو قال سے معلوم

فرماتے ہیں اور محققین المل بصیرت قدر و منزلت حکم کی بسبب کلام کے۔ وقد قال بعض العلماء وانظروا الی ما قیل لا الی من قال فان المحققان يعرفون الرجال بالحق لا الحق بالرجال۔

مرد باید کہ گیرد اندر گموش
گمر نوشت است پند بردیوار
ولله در القائل بارها گفته ام وبارد گرمی گوتم
کہ من دل شدہ ایس رہ نہ نہ ز خودمے ہویم
در پس آئینہ طوطی صفتم داشته اند
آنچه استناد ازل گفت بگومی گوتم

الملتس المسکین ابو منظور محمد مظهر الحق المدعو بعبد الحق

کوٹلوی السرہندی من مقام سہرند مسجد جامع السدھنے والی

اے باد صبا روضہ احمد پہ تو جا کر	کہتا میری جانب سے کہ یوں اس نے کہا ہے
اے جان جہاں تجھ پر فدا جان جہاں ہو	میں کیا ہوں میری جان حزیں چیز ہی کیا ہے
اے رحمت عالم بابی انت دای	فرقت سے تیری دکھ میرا سینا جلا ہے
چہرہ سے ذرہ برد یمانی کو اشہاء	دن آپ کی فرقت میں میں لیل درجہ ہے
اے مجمع اوصاف حسیناں دو عالم	دنیا میں حسین تجھ سا نہ دیکھا نہ سنا ہے
ہے رحمت حق تیرے محمدیوں پر ہمیشہ	اعداہ پہ تیرے تابہ ابد قہر خدا ہے
توصیف تیری مجھ سے ہو کہ پیاس کے سوا ادا	بیٹا نہ کوئی تجھ سا کسی ماں نہ جتا ہے
اے ماحی شرک و بدع و ظلم و جہالت	اس عہد میں بدعت کا بڑا شور مچا ہے
مرسل ہی بنا کوئی ہوا نیچری کوئی	بس زور سے الحاد کا طوفان اٹھا ہے
اے خشتہ بآرام غوغائے زمانہ	ہو رحم کہ رحمت ایزد کا کھلا ہے

تجھ پر درود و سلام آل پہ تیری

اصحاب کے حق میں بھی یہی میری صدا ہے

۱۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے آپ کو مرسل یزدانی لکھا ہے۔ دیکھو ازالہ اوہام صفحہ
اؤل سے قبل۔

الحمد لله الذي جعل في كتابه الكريم آيات كثيرة

حقیقت
مرزائیت

حضرت مولانا پیر سید کریم حسین شاہ نقشبندی

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله وحده والصلوة على من لا نبي بعده

زاف حمدو نعت اولی است برخاک ادب خفتن

سجودے میتوان کردن دروے میتوان گفتن

برادران اسلام مرزا قادیانی کے خود تراشیدہ دعوؤں کے رد میں جو علماء اسلام نے کتابیں لکھیں ہیں وہ بہت عمدہ لکھیں ہیں۔ جزا ہم اللہ خیر الجزاء مگر ان میں بعض تو دقیق عربی ہیں اور کئی سخت اردو میں ہیں۔ بنا بریں مدت سے آرزو تھی کہ ایک ایسی کتاب لکھی جائے۔ جسے معمولی اردو خوان بھی سمجھ سکے اور اس کے مضامین سے فائدہ حاصل کر سکے۔ چنانچہ برادران اہل سنت والجماعت کی استدعا سے میں نے یہ کتاب لکھی ہے کہ خداوند تعالیٰ اسے دیا ہی مقبول عام کرے آمین (وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت الیہ انیب)

مرزا قادیانی کے چند دعاوی اور ان کے جوابات

پہلا دعویٰ..... الوہیت کا

جیسا کہ مرزا قادیانی نے اپنی کتاب (کتاب البریہ ص ۸۵، خزائن ج ۱۳ ص ۱۰۲) پر لکھا ہے کہ: ”میں نے ایک کشف میں دیکھا کہ خود خدا ہوں اور یقین کیا کہ وہی ہوں..... سو میں نے پہلے تو آسمان اور زمین کو اجمالی صورت میں پیدا کیا..... اور میں دیکھتا تھا کہ اس کی خلق پر قادر ہوں پھر میں نے آسمان دنیا کو پیدا کیا۔“ اور مرزا قادیانی نے آئینہ اسلام کے ص ۵۶۴، خزائن ج ۵ ص ۵۱۵ پر لکھا ہے کہ: ”میں نے خواب میں دیکھا کہ میں ہو بہو اللہ ہوں۔“ اور پھر مرزا قادیانی نے ازالہ ادہام کے ص ۵۳۳، خزائن ج ۳ ص ۳۸۶ پر لکھا ہے کہ: ”خدا تعالیٰ نے براہین میں میرا نام اتنی بھی رکھا اور نبی بھی۔“

دوسرا دعویٰ..... ابن اللہ کا

چنانچہ مرزا قادیانی نے اپنی کتاب (المنہج ص ۱۳۳، خزائن ج ۷ ص ۴۴۴) پر لکھا ہے کہ: ”خدا

تعالیٰ نے مجھے فرمایا کہ تمہارے پانی (نطفہ) سے ہے اور اور لوگ مٹی سے۔“ اور انت منسی
بمعنزلہ ولدی یعنی اے مرزا تو ہمارا بیٹا کی جا بجا ہے۔ (حقیقت الوہی ص ۸۶، خزائن ج ۲۲ ص ۸۹)
تیسرا دعویٰ..... خدا کی بیوی ہونے کا

”بابو الہی بخش چاہتا ہے کہ تیرا حیض دیکھے تھ میں حیض نہیں بلکہ وہ بچہ ہو گیا جو بمنزلہ
اطفال اللہ ہے۔“ دیکھو (تمہ حقیقت الوہی ص ۱۳۳، خزائن ج ۲۲ ص ۵۸۱) پھر قاضی یار محمد جو مرزا قادیانی
کے مرید خالص ہیں لکھتے ہیں کہ: ”سبح موعود علیہ السلام نے ایک موقع پر اپنی حالت یہ ظاہر فرمائی
ہے کہ کشف کی حالت پر آپ پر اس طرح طاری ہوئی کہ گویا کہ آپ عورت ہیں اور اللہ تعالیٰ نے
رجولیت کی طاقت کا اظہار فرمایا۔“ دیکھو ٹریک نمبر ۳۳ موسومہ بہ اسلامی قربانی ص ۱۲ مطبوعہ ریاض ہند،
پریس امرتسر مؤلفہ قاضی یار محمد صاحب بی او ایل پلنڈر (نعوذ باللہ من ذالک)
چوتھا دعویٰ..... کرشن اوتار ہونے کا

”رودر گوپال تیری مہا گیتا میں لکھی گئی ہے۔“ دیکھو (لیکچر سیا لکوٹ، ص ۳۱۲، خزائن ج ۲۰
ص ۲۲۹) ”برہمن اوتار سے مقابلہ اچھا نہیں۔“ دیکھو (حقیقت الوہی ص ۱۰۱، خزائن ج ۲۲ ص ۶۲) تو ہے
آریوں کا بادشاہ۔ (تمہ حقیقت الوہی ص ۸۵، خزائن ج ۲۲ ص ۵۲۲)

پانچواں دعویٰ..... خداوند کریم کو نور دینے کا

چنانچہ مرزا قادیانی لکھتے ہیں کہ: ”خدا چاند کی مانند سیاہ تھا جس کو میں سورج نے روشن
کیا۔“ دیکھو (الہام یو یو ۱۹۰۶ء اور تجلیات الہیہ ص ۵، خزائن ج ۲۰ ص ۳۹۷) یا قمر یا شمس انت
منسی وانا منك۔ فرمایا: ”اس الہام میں خدا تعالیٰ نے ایک دفعہ اپنے آپ کو سورج فرمایا ہے اور
مجھے چاند اور دوسری دفعہ مجھے سورج اور اپنے آپ کو چاند۔“

چھٹا دعویٰ..... رسول اور افضل الرسل اور قمر الانبیاء ہونے کا

چنانچہ رسالہ دعوت قوم کے ص ۵۸ سے ۶۰ تک آپ تحریر فرماتے ہیں کہ: ”میں نبیوں کا
چاند ہوں۔ قل یا ایہا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعاً۔ ترجمہ یعنی کہو اے مرزا کہ
میں اللہ کا رسول ہو کر تم سب کی طرف ہو کر آیا ہوں۔ (مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۲۷۰)

آنچه دادست هر نبی راجام داد آنجام رامسر اتمام
انبیاء گرچه بوده اند بسے من بعرفان نه کمترم زکسے
دیکھو (نزول المسح م ۹۹، خزائن ج ۱۸ ص ۴۷۷ معنہ مرزا قادیانی) یاتی قمر الانبیاء

(اربعین نمبر م ۳۶، خزائن ج ۱۷ ص ۳۸۵)

مرزا قادیانی کے چند عقائد اور ان کے جوابات

پہلا عقیدہ خداوند کریم کی تمثیلی زیارت کا

چنانچہ مرزا قادیانی اپنی کتاب (حقیقت الوحی ص ۲۵۵، خزائن ج ۲۲ ص ۲۶۷) پر لکھتے ہیں۔ ”ایک دفعہ تمثیلی طور پر مجھے خدا تعالیٰ کی زیارت ہوئی اور میں نے اپنے ہاتھ سے کئی پیشین گوئیاں لکھیں جن کا یہ مطلب تھا کہ ایسے ایسے واقعات ہونے چاہیں تب میں نے وہ کاغذ دستخط کرانے کے لئے خدا کے سامنے پیش کیا اور اللہ تعالیٰ نے بغیر کسی تاثر کے سرخی کی قلم سے اس پر دستخط کئے اور دستخط کرنے کے وقت قلم چھڑکا جیسا کہ جب قلم پر زیادہ سیاحی آجاتی ہے تو اسی طرح پر چھاڑ دیتے ہیں اور دستخط کر دیئے اور میرے پر اس وقت نہایت رقت کا عالم تھا اس خیال سے کہ کس قدر خدا تعالیٰ کا میرے پر فضل و کرم ہے کہ جو کچھ میں نے چاہا بلا توقف اس پر اللہ تعالیٰ نے دستخط کر دیئے اور اسی وقت میری آنکھ کھل گئی۔“ دوسرا عقیدہ مرزا قادیانی لکھتے ہیں کہ: ”حضرت عیسیٰ فوت ہو گئے ہیں اور آنے والا مسیح میں ہوں۔“ (ازالہ ابہام ص ۵۶۲، ۵۶۱، خزائن ج ۳ ص ۴۰۲) تیسرا اعتقاد خداوند کریم بندوں سے خرید و فروخت کرتا ہے۔ چنانچہ مرزا قادیانی لکھتے ہیں: الی بلایک بالیعنی ربی میں نے تجھے ایک خرید و فروخت کی ہے یعنی ایک چیز میری تھی جس کا تو مالک بنایا گیا اور ایک چیز تیری تھی جس کا میں مالک بن گیا تو بھی اس خرید و فروخت کا اقرار کر اور کہہ دے کہ خدا نے مجھ سے خرید و فروخت کی۔ (تذکرہ ص ۴۲۱، طبع سوم، دافع البلاء ص ۸، خزائن ج ۱۸ ص ۲۲۷) چوتھا اعتقاد سب غلطی کرتے ہیں۔ اصل عبارت مرزا قادیانی لکھتے ہیں تاکہ کسی قادیانی کو چوں چرائی گنجائش نہ رہے۔

”اجتہادی غلطی سب نبیوں سے ہوا کرتی ہے۔ اور اس میں سب ہمارے شریک ہیں۔

(ملفوظات ج ۲ ص ۲۲۲) پانچواں عقیدہ حضرت مسیح علیہ السلام یوسف نجار کے بیٹے تھے۔ (دیکھو ازالہ

ادہام ص ۳۰۳، خزائن ج ۳ ص ۲۵۴) چھٹا عقیدہ قیامت نہیں ہوگی۔ (ملاحظہ ہو ازالہ ادہام، خزائن ج ۳ ص ۱۰۲) دو ٹاٹل بیج ساتواں عقیدہ تنازع صحیح ہے۔ (دیکھو ص ۸۴، خزائن ج ۱ ص ۲۰۸) کیا ان دعاوی کی رو سے مرزا قادیانی مسلمان رہ سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں۔ بلکہ دعویٰ نمبر ۱۲ بر خلاف آیات ذیل ہے۔ ”قل لو كان معه الهة كما يقولون اذا لا يبتغوا الي ذى العرش سبيلا (الاسراء: ۴۲)“

کہ تو اگر ہوتے ساتھ اس کے بہت معبود جیسا کہ کہتے ہیں یہ کافر البتہ ڈھونڈتے طرف صاحب عرش کی راہ ”وما من اله الا اله واحد“ ﴿اور انہیں کوئی خدا مگر خدا ایک﴾ ”لو كان فيها الهة الا الله لفسد تا فسبحان الله رب العرش عما يصفون“ ﴿اگر ہوتے بیچ ان دونوں کے معبود سوائے اللہ کے البتہ دونوں خراب ہوتے پس پاکی ہے اللہ تعالیٰ پروردگار عرش کے کو اس چیز سے کہ بیان کرتے ہیں: ”قل هو الله احد“ ﴿کہو اللہ ایک ہے۔﴾ ”سبحانه وتعالى عما يقولون علوا كبيرا (الاسراء: ۴۳)“ اپنی گھڑی ہوئی کتاب براہین غلامیہ کو اللہ عزوجل کا کلام ٹھہرایا کہ خدا تعالیٰ نے براہین احمدیہ میں یوں فرمایا ہے اور اللہ عزوجل یوں فرماتا ہے: فويل للذين يكتبون الكتب بايديههم ثم يقولون هذا من عند الله يشتموا به ثمناً قليلاً فويل لهم مما كتبت ايديهم وويل لهم مما يكسبون (بقرہ: ۷۹) ترجمہ: خرابی ہے ان کے لئے جو اپنے ہاتھوں سے کتاب لکھیں۔

پھر کہہ دیں یہ خدا کی طرف سے ہے خرابی ہے ان کے لئے ان کے ہاتھوں کے لکھے سے اور خرابی ہے ان کے لئے اس کمائی سے سو یہ دعویٰ کرنے والا قطعاً اجماعاً کافر ملعون مخلد فی النار ہے نہ ایسا کہ وہی بلکہ جو اس کے اس دعویٰ ملعون پر مطلع ہو کر اسے کافر نہ جانے وہ بھی کافر جو اس کے کافر ہونے میں شک و تردید کو راہ دے وہ بھی کافر و گرنہ فرعون بھی اتار بکمال اعلیٰ کہنے سے کافر نہیں ہوا اور اگر مرزا قادیانی مختار کن فیکون نہیں تو مسلمان دیکھئے الحکم مورخہ ۲۴ فروری ۱۹۰۵ء جس میں یہ الہام درج ہے اور دعویٰ نمبر ۳ بھی بر خلاف آیات ذیل ہے: وقالوا اتخذ الرحمن ولدا لقد جئتم شيئا ادا تكاد السموت يتفطرون منه وتنشق الارض وتخر الجبال هدا ان يدعو للرحمن ولدا (مریم: ۸۸ تا ۹۴)..... وينذر الذين قالوا اتخذ

الرحمن ولدا مالہم بہ من علم ولا لابیائہم کبرت کلمۃ تخرج من افواہہم ان یقولون الاکذبا (کہف: ۵۴)..... ما اتخذ اللہ من ولد وما کان معہ من الہ اذا لذهب کل الہ بما خلق ولعلیٰ بعضہم علی بعض۔ سبحان اللہ عما یصفون (المؤمنون: ۹۱) اور کہا انہوں نے پکڑی ہے اللہ نے اولاد۔ البتہ تحقیق لائے تم ایک چیز بھاری نزدیک میں آسمان پھٹ جائیں۔ اس سے اور پھٹ جائے زمین اور گر پڑیں پہاڑ کانپ کر اس سے کہ دعویٰ کیا۔ انہوں نے واسطے اللہ کے اولاد کا۔ آیت نمبر ۲ کا ترجمہ اور ڈران لوگوں کو کہتے ہیں پکڑی ہے اللہ نے اولاد نہیں ان کو ساتھ اس کے علم اور نہ باپوں ان کے کو بڑی بات سے جو ٹکلی ہے مونہوں ان کے سے نہیں کہتے مگر جھوٹ۔

آیت نمبر ۳ کا ترجمہ نہیں پکڑی اللہ نے اولاد اور نہیں ہے ساتھ اس کے کوئی معبود اس وقت لے جانا ہر ایک معبود اس چیز کو کہ پیدا کی ہے اس نے اور البتہ چڑھائی کرتے۔ بعض ان کے اوپر بعض کے۔ پاک ہے اللہ تعالیٰ اس چیز سے کہ بیان کرتے ہیں۔ آیت نمبر ۴: ”لم یلد ولم یولد (اخلاص)“ ﴿نہیں جنا اس نے اور نہ جنا گیا وہ کسی سے﴾ اور دعویٰ نمبر ۳ بھی برخلاف آیت ”وانہ تعالیٰ جد ربنا ما اتخذ صاحبة ولا ولدا (الجن: ۳)“ ہے اور ﴿یہ کہ بہت بلند عزت پروردگار ہمارے کی۔ نہیں پکڑی اس نے بی بی نہ اولاد﴾

دعویٰ نمبر ۴ کی رو سے آپ ہندو مذہب کے پیرو ہوئے کیونکہ آپ نے خود ایک اصول مقرر کیا ہے کہ میں متابعت تامہ محمد رسول اللہ ﷺ سے عین محمد بن گیا ہوں اور فنا فی الرسول کے مرتبہ تک پہنچ کر خود رسول بن گیا ہوں دعوت نبوت خاتم النبیین کے برخلاف نہیں اور اس اصولوں کے مطابق مرزا قادیانی کو کرشن جی مہاراج کے پیرو ثابت ہوئے۔ کیونکہ انہوں نے اتار کر شن ہونے کا دعویٰ کیا ہے اور کرشن جی مہاراج ہندو تھے تو مرزا قادیانی بھی فنا فی الکرشن ہو کر ہندو ہوتے تو تنازع کے قائل اور قیامت کے منکر ثابت ہوئے اور قیامت کا منکر کبھی مسلمان نہیں ہو سکتا۔ دعویٰ نمبر ۵ کی رو سے آپ خدائے تعالیٰ سے افضل ہوئے۔ جو کفر ہے۔ دعویٰ نمبر ۶ یہ ادا بھی باجماع قطعی کفر ہے وارثہ ہے۔ ملاحظہ ہو شفا شریف قاضی عیاض و روضہ امام نووی و ارشاد الباری امام قسطلانی و شرح عقائد نسفی و شرح

مقاصد امام تفتازانی و علامہ ابن حجر مکی و منح الروض علامہ قاوی
طریقہ محمدیہ علامہ برکوٹی و حدیقہ ندیہ مولانا بلسی و غیرہا کتب
کثیرہ۔

اب سنے مرزا قادیانی کا اپنا فتویٰ: وما كان لي ان ادعي النبوة واخرج من
الاسلام والحق بقوم كافرين وها انني لا اصدق الهاما من الهاماتي الا بغد
ان اعرض على كتاب الله واعلم انه كل ما يخالف القرآن فهو كذب والحاد
وزندقة فكيف ادعي النبوة وانا من المسلمين۔ مجھے کیا حق ہے کہ نبوت کا دعویٰ کروں
اور واضح ہو کہ جو کچھ قرآن کے برخلاف ہے وہ جھوٹ ہے الحاد و بیدینی ہے پھر میں کیونکر دعویٰ
نبوت کر سکتا ہوں۔ حالانکہ میں مسلمان ہوں۔ (علمۃ البشر ص ۷۹، خزائن ج ۷ ص ۲۹۷) اور عقیدہ
نمبر ۱۱ بھی خلاف آیت ”لیس کمثل شیء“ ہے اب مرزائی صاحبان بتائیں کہ تمثیلی زیارت
مرزا قادیانی کو خدا تعالیٰ کی کس طرح ہوئی آیا آپ بحمد عضری آسمان پر گئے تھے کہ آپ کے
کرتے پر خدا تعالیٰ کی قلم سے پھینٹے پڑے زیارت کے دوسری طریق ہیں زیارت کرنے والا خود
جاتا ہے یا جس کی زیارت کرنی ہو وہ خود آکر زیارت کراتا ہے اگر یہ کہو کہ مرزا قادیانی بحمد عضری
آسمان پر گئے تو محال ہے اور وہی اعتراض جو حضرت یحییٰ پر آپ کرتے ہیں۔ ہماری طرف سے
کچھ کہ جواب دیں اور اگر کہیں کہ خدا تعالیٰ خود تشریف لائے تو یہ بھی محال ہے کیونکہ بہت بڑا وجود
بقول مرزا قادیانی جبرہ میں قلم دوات لے کر نہیں آسکتا۔ دوم جب کہ موجود ہے تو قلم دوات بھی
موجود ہوگی۔ جس سے معلوم ہوا کہ یہ معاملہ خیالی نہ تھا۔ حقیقی و مادی تھا کیونکہ سرخی کے قطرے حقیقی
تھے۔ جواب تک موجود ہیں تو قلم دوات اور وہ کاغذ جس پر پیشین گوئیاں اور خدا کے دستخط ہوئے
تھے موجود ہوگا۔ وہ کاغذ کہاں ہیں دکھائیے تاکہ لوگ خدا کی قلم دوات اور دستخط کی زیارت کر لیں
اور کسی کیمیکل انگریز کے پاس بھیج کر سچ جھوٹ کا فیصلہ کرائیں کہ کس کا رخانہ کی ساخت ہے سوم
خدا تعالیٰ کے دستخط کس زبان میں تھے۔ عربی، فارسی، انگریزی، شاستری، عبرانی وغیرہ میں تھے۔
خدا کی رسم الخط کوئی خاص ہے یا عام، چہارم خدا تعالیٰ کے دستخط پورے نام کے تھے اور کیا تھے۔ الہ
پر میشر نارائن ہوگا۔ جیسا کہ سرخی کے قطرے حقیقی ہیں تو پھر خدا تعالیٰ محسوس و در خارج ایک وجود

عنصری ثابت ہوا۔ اور یہ کفر ہے۔

عقیدہ نمبر ۲ بھی درست نہیں میں حیات مسیح پہلے قرآن سے پھر حدیث سے پھر اجتماع امت سے اور بالآخر مرزا قادیانی کی اپنی تحریر سے ثابت کرتا ہوں۔ آپ صاحبان غور سے شیخ خدا تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کی تردید کر کے فرماتا ہے۔ (وما قتلوه یقیناً) اسی واسطے اللہ تعالیٰ نے اسدراک کا لفظ استعمال کر کے فرمایا۔ بل رفعہ اللہ الیہ یعنی اللہ نے اس کو اپنی طرف اٹھا لیا۔ یہ صریح دلیل ہے۔ حیات مسیح پر کیونکہ ایک بات کے ثابت کرنے کے دوغی قاعدے ہیں۔ ایک تو براہ راست الفاظ میں جیسا کہ کہا جاتا کہ زید عالم ہے۔ یا زید کاتب ہے یا زید زندہ ہے دوسرا طریقہ اثبات کا یہ ہے کہ اس کے مقابل جو اس کی ضد ہے اس کی نفی کی جائے۔ اس سے بھی اثبات ثابت ہوتا ہے۔ جیسا کہ کہا جائے کہ زید جاہل ان پڑھ نہیں اس سے صاف ثابت ہوگا کہ زید جب جاہل نہیں تو عالم ہے۔

ایسا ہی جب کہا جائے گا کہ زید مردہ نہیں تو ثابت ہوگا کہ زید زندہ ہے۔ اب قرآن کی آیت مذکور کی طرف رجوع کرو کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھیجا نہیں مرا یعنی فوت نہیں ہوا جب فوت نہیں ہوا تو زندہ ہے ایک حدیث بھی پیش کرتا ہوں جس کو مرزا قادیانی بھی مانتے ہیں کہ جس نے صاف لکھا ہے کہ مسیح تائزول زندہ ہے۔ ”عن عبد اللہ ابن عمر قال قال رسول اللہ ﷺ ینزل عیسیٰ ابن مریم الی الارض فیتزوج ویولد له ویمکث خمسا واربعین سنة ثم یموت فیدفن معی فی قبری فاقوم انا وعیسیٰ ابن مریم فی قبر واحد بین ابی بکر وعمر“ (رواہ ابن الجوزی فی کتاب الوفا مشکوٰۃ ص ۴۸۰، باب نزول عیسیٰ) روایت ہے عبد اللہ بن عمر سے کہا کہ فرمایا: رسول خدا ﷺ نے کہ اتریں گے عیسیٰ بیٹے مریم کے طرف زمین کی پس نکاح کریں گے اور پیدا کی جائے گی ان کی اولاد اور ٹھہریں گے زمین میں پینتالیس برس پھر مریں گے۔ عیسیٰ بیٹے مریم کے پس دفن کئے جائیں گے۔ نزدیک میرے بچ مقبرہ میرے کے پس اٹھوں گا میں اور عیسیٰ ایک مقبرہ میں سے درمیان ابی بکر اور عمر کے جو اس مقبرہ میں مدفون ہیں۔ (مظاہر حق ج ۱ ص ۲۸۶) اس حدیث کے الفاظ فام موت سے بھی ظاہر ہے کہ زمین پر اتر کر بعد میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہوں گے۔

اس سے بھی حیات مسیح ثابت ہے۔ معاملہ انقول میں امام بغوی نے لکھا ہے کہ چار شخص انبیاء میں سے زندہ ہیں۔

زمین پر خضر اور الیاس اور آسمان پر ادریس اور عیسیٰ اس سے بھی حیات مسیح ثابت ہے۔ (مظاہر حق ج ۳ ص ۳۸۷) صاحبان قرآن اور حدیث کے بعد بزرگان دین کا مذہب لکھا جاتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت نہیں ہوئے۔ یعنی اصالتاً نازل ہوں گے۔ اور فوت ہوں گے۔

..... ”حضرت عمرؓ جب آنحضرت ﷺ جماعت صحابہ کے ساتھ ابن صیاد کو دیکھنے گئے اور اس میں کچھ علامتیں دجال کی پائی گئیں۔ تو حضرت عمرؓ نے رسول اللہ ﷺ سے اجازت مانگی کہ میں ابن صیاد کو جودجال ہے۔ ابھی قتل کر دوں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دجال کا قاتل عیسیٰ ابن مریم ہے۔ تو دجال کا قاتل نہیں۔“ (دیکھو کنز العمال ج ۷ ص ۲۰۲ مشکوٰۃ) اس حدیث سے ثابت ہے کہ حضرت عمرؓ حیات مسیح کے قاتل تھے۔ ورنہ عرض کرتے۔ یا رسول اللہ ﷺ تو مرچکا ہے۔ وہ دجال کو کس طرح قتل کر سکے گا۔ حضرت عمرؓ جیسے جلیل القدر صحابی کا تسلیم کر لینا کہ عیسیٰ علیہ السلام دجال کو قتل کرے گا حیات مسیح کی پختہ دلیل ہے۔ اور یہ بھی ثابت ہوا کہ حیات مسیح کا عقیدہ شرک نہیں۔ اگر شرک ہوتا تو اس زمانہ میں حضرت رسول اللہ ﷺ پر وحی آتی تھی۔ اس وقت اس عقیدہ کی تردید ہو جاتی۔

..... ۲ حضرت عائشہؓ کا بھی یہی مذہب تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ابھی فوت نہیں ہوئے۔ بعد نزول فوت ہوں گے۔ (فتح الباری ج ۳ ص ۲۱۱) پر ہے۔ اخرج ابن جریر عن الحسن وان من اهل الكتاب ليؤمنن به قبل موته قال قبل موت عيسى والله انه حي الآن عند الله اس سے بھی حیات مسیح ثابت ہے۔

..... ۳ ”اخرج ابن جرير وابن ابی حاتم عن الربيع ان ربنا لا يموت وان عيسى ياتي عليه الفناء“ (تفسیر طبری ج ۳ ص ۱۶۳)

یعنی نبی ﷺ کے پاس نصاریٰ آئے اور اثناء گفتگو میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہمارا رب زندہ ہے اور اس پر کبھی فناہ نہیں آئے گی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر فناہ آئے گی۔

رسول اللہ ﷺ نے جو یہ فرمایا کہ عیسیٰ پر موت آنے والی ہے۔ یاقی فرمایا۔ یہ نہیں فرمایا کہ عیسیٰ مر چکا۔ اس سے بھی حیات مسیح ثابت ہے۔

۴..... شرح مقاصد میں ہے بڑے علماء اس طرف گئے ہیں کہ انبیاء میں چار نبی زعمہ ہیں۔ خضر علیہ السلام اور الیاس علیہ السلام زمین میں اور ادریس علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام آسمان میں ملاحظہ ہو۔ (شرح فقہا کبر میں ۷۴)

صاحبان حوالے تو بہت ہیں۔ مگر نہ ماننے والوں کے لئے ہزار بھی کافی نہیں۔ البتہ مؤمن کتاب اللہ کے لئے ایک دو بھی بس ہیں۔ اب مرزا قادیانی کا اپنا فیصلہ اس امر کی بابت سنئے۔ جب حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمع آفاق اور اقطار میں پھیل جائے گا۔ (بما بین احمد یہ ص ۳۹۹، خزائن ج ۱ ص ۵۹۳)

مرزا قادیانی ایہ بات اٹل ہے۔ جیسا کہ مرزا قادیانی نے لکھا ہے۔

آنچه من بشنوم ز وحی خدا

بخدا پاک دامنش . خطا

بھو قرآن منزہ اش دائم

از خطا ہا ہمیں است ایمانم

ترجمہ: جو کچھ میں وحی خدا سے سنتا ہوں خدا کی قسم میں اس کو خطا سے پاک جانتا ہوں۔ قرآن کی مانند اس کو پاک جانتا ہوں۔ اس کی خطا کی نسبت میرا ایمان ہے۔

(نزل المسیح ص ۹۹، خزائن ج ۱ ص ۴۷۷)

کیا خدا بھی جھوٹ بولتا ہے۔ کیا خدا کی باتوں میں بھی اختلاف ہوتا ہے۔ ہرگز نہیں اور عقیدہ نمبر ۳ بھی داہمہ ہے۔ سنئے کج کی تعریف، مبادلہ، مال کا ساتھ مال کے رضامندی کے ساتھ کذا فی الکافی، ارکان ربیع کی دو قسمیں ہیں۔ پہلی قسم ایجاب اور قبول اور دوسری ہاتھوں ہاتھ جیسا کہ محیط السرخسی، اس کی شرطوں کی چار قسمیں ہیں۔ انعقاد، نفاذ، صحت، لزوم۔

(فتاویٰ عالمگیری ج ۳ ص ۱)

اور اشباح الظلمۃ فی ثالث میں (مع شرح حموی کے ص ۵۳۳ پر ہے) کہ بیچ کی کئی قسمیں ہیں۔ صحیح اور فاسد اور باطل اور مکروہ اور غالیۃ الاوطار۔ ترجمہ اردو (در معراج ص ۲۳) پر لکھا ہے۔ کل بیچ اور بیچ اور شن کی چار قسمیں ہیں۔ نافذ، مؤتوف، فاسد، باطل، مقاعدہ، صرف، سلم، بیچ مطلق، مراحمہ، تولیہ، وضعیہ، مساویہ۔

اب مرزائی صاحبان بتلائیں کہ جو مرزا قادیانی نے اور خدا تعالیٰ نے آپس میں بیچ شرا کی وہ بیچ نافذ تھی یا مؤتوف۔ عقیدہ نمبر ۴ بھی کفریہ ہے۔ شفا شریف میں ہے۔ جس کا ترجمہ یہ ہے جو اللہ کی وحدانیت نبوت کی حقانیت ہمارے نبی ﷺ کی نبوت کا اعتقاد رکھتا ہو۔ بالاس ہمدانیاء علیہم السلام پر ان کی باتوں میں کذب جانزمانے۔ خواہ برغم خود اس میں کسی مصلحت کا الاحا کرے یا نہ کرے۔ ہر طرح بالاتفاق کافر ہے۔ ”فلعن اللہ من کذب احداً من انبیائہ“

عقیدہ نمبر ۵ سراسر افتراء ہے اور دعویٰ بلا دلیل ہے۔ جس کو کلام الہی سے کوئی تعلق نہیں۔ عقیدہ نمبر ۶ کفریہ عقیدہ ہے۔ ”قال اللہ تعالیٰ قاتلوا الذین لا یؤمنون بالآخرة ولا یحرمون ما حرم اللہ ولا یدینون دین الحق“

عقیدہ نمبر ۷ کفریہ عقیدہ ہے جو کہ اظہر من الشمس ہے۔ جس کے اظہار کی ضرورت نہیں۔ (مرزا قادیانی کے چھ الہامات اور ان کے جوابات) الہام نمبر ۱ ”ولنخیینک حیوۃ طیبہ ثمانین حولاً او قریباً من ذلک او تزید علیہ سنینا وکلن و عبد اللہ مفعولاً“ (ابن نمبر ص ۳۱، جز ۱ ص ۲۸۰)

ترجمہ: ہم تجھے حیاتی پاک دیں گے۔ جس کے معاد اسی (۸۰) برس ہے۔ یا اس کے قریب یا اس سے زیادہ یہ خدا کا مقررہ وعدہ تھا۔ لیکن ہوا اس کے برخلاف کہ مرزا قادیانی چھیاٹھ سال کی عمر پر کفوت ہو گئے اور ثابت کر گئے کہ میں جھوٹا ہوں۔ ورنہ خدا تعالیٰ پر جھوٹ کا الزام آئے گا۔ معاذ اللہ من ذلک۔ الہام نمبر ۲ ویردھا الیک امر من لدنا انا کننا فاعلین زوجنکھا ترجمہ اس عورت کو تیری طرف واپس لائے گا۔ یہ امر ہماری طرف سے اور ہم ہی کرنے والے ہیں بعد واپس کے ہم نے نکاح کر دیا۔ (انجام بختم ص ۶۰، جز ۱ ص ۱۱ ص ۶۰) ناظرین مرزا قادیانی نے اس الہامی پیشین گوئی کے متعلق جتنی کوشش کی۔ شاید ہی کسی

کام کے لئے کی ہوں۔ بہت سے خطوط متضمن ترغیب و ترہیب مسات کے وارثوں کو لکھے مگر انہوں کوئی بھی کارگرم نہ ہوا۔ ہمیشہ یہی کہتے چلے گئے۔

جدا ہوں یا ر سے ہم اور نہ ہوں رقیب جدا

ہے اپنا اپنا مقدر جدا نصیب جدا

الہام نمبر ۳ یا مریم اسکن انت وزوجك الجنة اس الہام کی تشریح مرزا قادیانی اپنی کتاب (کشتی نوح ص ۵۰، خزائن ج ۱۹ ص ۴۷) میں اس طرح فرماتے ہیں میں مریم کی روح مجھ میں نوح کی گئی اور استعارہ کے رنگ میں مجھے حاملہ ٹھہرایا گیا اور آخر کئی مہینہ کے بعد جو دس مہینہ سے زیادہ نہیں۔ بذریعہ اس الہام کے جو سب کے آخر براءین احمدیہ کے حصہ چہارم ص ۵۵۶ میں درج ہے۔ مجھے مریم سے عیسیٰ بنایا گیا۔“ (کشتی نوح ص ۴۷) آگے چل کر اسی صفحہ کی سطر پر لکھتے ہیں۔ ”پھر مریم کو جو مراد اس عاجز سے ہے دروزہ تاجکھور کی طرف لے آئی۔“ اہل علم اس قاعدہ سے واقف ہیں کہ اسم علم نہیں بدلا کرتا۔ مریم اور عیسیٰ اسم علم ہیں اور ان کا مفہوم کبھی کسی غیر شخص پر صادق نہیں آسکتا۔ دوم ایک ہی وجود ماں ہو اور پھر خود اپنے آپ میں حاملہ ہو اور خود پیدا ہو یہ کیونکر ہو سکتا ہے۔ کیا کوئی نظیر موجود ہے۔ سوم مرزا قادیانی کو مریم کے ساتھ مماثلت نامہ نہ تھی۔ یعنی مرزا قادیانی عورت نہ تھے اور نہ انہوں نے اپنے فرج کی حفاظت کی۔ تو پھر روح کا نوح کس جگہ ہوا اور عیسیٰ کس طرح پیدا ہوا۔

استعارہ تو ایک فرضی امر ہوتا ہے۔ یعنی استعارہ اصلیت سے خالی ہوتا ہے۔ مثلاً سر ہوش و پائے فکر استعارہ ہے۔ تو ثابت ہوا کہ مرزا قادیانی کا مریم اور عیسیٰ ہونا بالکل غلط ہے اور (مرزا قادیانی کے چند دروغ) ”میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں نے جو کچھ علوم پڑھے ہیں خداوند کریم سے پڑھے ہیں بنی نوح سے کوئی میرا استاد نہیں ہے۔ میرے مہدی موعود سچا ہونے کی یہ بین دلیل ہے۔“ (انام ص ۱۴۷، خزائن ج ۱۳ ص ۳۹۴) آؤ مرزا قادیانی کے حواریو۔ آج اس معیار پر بھی مرزا قادیانی کو پرکھ لو۔ شاید سچے نکل پڑیں۔ (کتاب البریہ ص ۱۴۹، خزائن ج ۱۳ ص ۱۸۰ حاشیہ) ”علم فارسی کے لئے استاد فضل الہی تھا۔ علم عربی کا استاد فضل احمد تھا۔ ایک اور صاحب بھی آپ کے استاد تھے جن کا نام تاج علی شاہ تھا۔ جن سے آپ نے علم نحو اور منطق وغیرہ علوم مروجہ

پڑھے اور علم طب خواہ اپنے باپ مرزا غلام مرتضیٰ سے پڑھا۔“ سوائے معیار مقرر کردہ کی رو سے جھوٹے ثابت ہوئے یا نہ ہوئے اور ضرور ہوئے۔ آؤ مرزا قادیانی کے حواری کو کوئی رسول بتاؤ جس نے بنی نوع سے پڑھا ہو۔

میں ایک صدر وہیہ انعام دوں گا۔ لیکن شرط یہ ہے کہ ثبوت بھی کتاب اللہ سے ہو۔ دروغ نمبر ۲ ”یہ بات بالکل غیر معقول ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی ایسا نبی آنے والا ہے کہ جب لوگ نماز کے لئے مساجد کی طرف دوڑیں گے۔ تو وہ کلیسا کی طرف بھاگے گا اور جب لوگ قرآن شریف پڑھیں گے تو وہ انجیل کھول بیٹھے گا اور جب لوگ عبادت کے لئے کعبہ کی طرف منہ کریں گے تو وہ بیت المقدس کی طرف متوجہ ہوگا۔ اور شراب پئے گا اور سوڑ کا گوشت کھائے گا اور اسلام کے حرام دہال کی پردہ نہیں رکھے گا۔ کیا کوئی عقل تجویز کر سکتی ہے کہ اسلام کے لئے یہ مصیبت کا دن ابھی باقی ہے۔“ (حقیقت الوحی ص ۲۹، خزائن ج ۲۲ ص ۳۱) یہ بھی بڑا ذلیل جھوٹ ہے مگر نہ کوئی مرزائی کسی معتبر کتاب کا حوالہ دلائے۔ وفسان لم تفعلوا ولن تفعلوا فالنار النار التي وقودها الناس والحجارة دروغ نمبر ۳ ”واضح ہو کہ احادیث نبویہ میں پیش گوئی کی گئی ہے کہ آنحضرت کی امت میں سے ایک شخص پیدا ہوگا جو عیسیٰ بن مریم کہلائے گا اور نبی کے نام سے موسوم کیا جائے گا۔“ (حقیقت الوحی ص ۳۹۰، خزائن ج ۲۲ ص ۳۰۶) یہ بھی جھوٹ ہے کوئی مرزائی کسی معتبر کتاب احادیث سے دکھلائے۔ میں اس کو ۵۰ نقد انعام دوں گا۔

ناظرین کو اس بات کا بھی خیال رہے۔ مرزا قادیانی لکھتے ہیں کہ: ”جب ایک بات میں کوئی جھوٹا ثابت ہو جائے تو پھر اس کی دوسری باتوں میں بھی اس پر اعتبار نہیں رہتا۔“ (پیشہ معرفت ص ۲۲۲، خزائن ج ۳۳ ص ۲۳۱) اس لئے مرزا قادیانی کی بھی کسی بات پر بھی اعتبار نہیں ہو سکتا۔ اور سنے مرزا قادیانی کا فرمان ہے کہ: ”اس وجود اعظم کے بارے میں ہاتھ مارنا اور بے شمار میر ہیں اور طول رکھتا ہے اور تندے کی طرح اس کی تاریخیں بھی ہیں۔“ ملاحظہ ہو (توضیح المرام ص ۷۵، خزائن ج ۳ ص ۹۰) اور فرماتے ہیں۔ ”خدا تعالیٰ بھی ایک نیا نیا خدا ہو کر نئے اور خاص طور پر اس سے تعلق پکڑتا ہے۔ الہامی کتاب (فتح اسلام ص ۳۵، خزائن ج ۳ ص ۵۹) اور فرماتے ہیں کہ: ”خدا تعالیٰ کس قدر پردہ اپنے پاک اور روشن چہرے سے اتار کر ان سے باتیں کرتا ہے۔“ (ضرورت الایمان ص ۱۳، خزائن ج ۱۳

ص ۱۸۳) حالانکہ قرآن کریم میں ہے۔ لیس کمثلہ شیء یعنی نہیں مثل اس کی کوئی شیء دیگر جب خداوند کریم بقول مرزا قادیانی پرانا نیا ہماری طرح ہوتا ہے۔ تو پھر ممکن ہوا کہ کسی روز ضعف گیری سے فوت ہو جائے گا۔ بتلائے مرزا قادیانی سچے یا کہ خداوند کریم جس کا ارشاد ہے۔ الحیی القيوم خداوند کریم سچا ہے اور مرزا قادیانی جھوٹے ہیں۔

دیگر مرزا قادیانی کا یہ فرمانا کہ خدا کسی قدر پردہ اپنے چہرے سے اتار اتار کر ان سے باتیں کرتا ہے۔ یہ بھی غلط ہے کیونکہ حدیث صحیح میں ہے: ”عن ابی موسیٰ قال قال رسول اللہ ﷺ ان اللہ لا ینام حجابہ النور کشفہا لا حرقت سبحات وجہ ما انتہی الیہ بصیرہ“ (کنز العمال ج ۱ ص ۲۲۶ حدیث نمبر ۱۱۳۹) یعنی خدا تعالیٰ کا حجاب نور ہے اگر اس کو اٹھائے تو جہاں تک اس کی نظر پہنچتی ہے وہاں تک اس کے انوار سب کو جلا دیں گے۔ یہ حدیث مسلم شریف اور ابن ماجہ میں ہے اس سے ظاہر ہے کہ مرزا قادیانی کا دعویٰ جھوٹا ہے۔ دیگر مرزا قادیانی کا فرمانا فقیر مرزا ادو الیالوی کے متعلق کہ اس کے بہت مرید تھے۔ بالکل جھوٹ اور نا واقفوں کے دھوکہ دینے کے لئے لکھا ہے۔ ورنہ کوئی قادیانی ایک اس کے مرید کا نام تو بتا دے اور یہ جو کہا ہے کہ اس نے دعویٰ کیا کہ آسمان رمضان تک یہ شخص یعنی یہ عاجز طاعون سے ہلاک ہو جائے گا۔ بالکل جھوٹ و مکر مرزا قادیانی کا فرمانا کہ خداوند کریم نے قرآن شریف میں ایک جگہ یہ بھی فرمایا تھا کہ آخری زمانہ میں مذہب کی جنگ ہوگی اور یہ مذہب کی لہروں کی طرح ایک مذہب دوسرے مذہب پر گھرے گا اس کو تباہ کر دے اور لوگ اس جنگ و جدال میں مشغول ہوں گے کہ اس فیصلہ کے کرنے کے لئے خدا آسمان سے قربات میں اپنی آواز پھونکے گا۔ وہ فرمانا کیا ہے وہ اس کا نبی ہوگا۔ دروغ بے فروغ ہے ورنہ کوئی قادیانی بتلائے کہ قرآن کریم کے کس مقام میں ہے۔ ہرگز نہیں بتا سکیں گے۔ ولو کلان بعضهم لبعض ظہیرا۔

اک جھوٹ ہوا تو تھو کو سناؤں میں ہم نصیں	باہر حد شمار سے ہیں مرزا کے جھوٹ
میں دل سے مانتا ہوں کہ یہ بھی ہے اک کمال	بے خوف ہو کے بولنا اور پھر بلا کے جھوٹ
جھوٹوں کا حیلہ اسے کہا مناسب نہیں	جھوٹوں کا بادشاہ اسے کہہ دیں تو کیا خطر

لعنت اللہ علی الکاذبین!

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
 لا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ
 صَلَّيْ وَسَلِّمْ

اظہار حقیقت

(انجمن اشاعت الاسلام بنارس کا ٹریکٹ نمبر ۲)

سیکرٹری انجمن اشاعت الاسلام بنارس

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد لله رب العالمین، ولا عدوان الا على الظالمین والصلوة والسلام على صفوته وخیرته محمد خاتم النبیین وعلى اله وصحبه واولیاءه اجمعین الى يوم الدين۔

اما بعد! بنارس میں جب سے قادیانیوں کے فتنہ نے سراٹھایا ہے مسلمانوں کا زبردست تقاضہ ہے کہ ان کو حقیقت مرزائیت سے آگاہ کیا جائے اس لئے انجمن اشاعت الاسلام نے مصمم ارادہ کر لیا ہے کہ وہ قافو قافو مختلف رسالے شائع کئے جائیں جن میں فرقہ مرزائیہ کے مسئلے بیان کئے جائیں تاکہ مسلمان ان مسکلوں سے کماحقہ واقف ہو جائیں اور کسی کے بہکانے کا ان پر اثر نہ ہو چنانچہ ایک رسالہ شائع ہو چکا ہے۔ دوسرا یہ حاضر ہوتا ہے۔

بانی فرقہ قادیانیہ

پنجاب میں امرتسر سے مشرق کی طرف مشہور مقام بٹالہ ہے جو ضلع گورداسپور کی تحصیل ہے بٹالہ سے ۱۱ میل کے فاصلہ پر ایک چھوٹا سا قصبہ قادیان ہے جس میں مسلمان ہندو اور سکھ آباد ہیں وہاں ایک معمولی حیثیت کے زمیندار حکیم مرزا غلام مرتضیٰ صاحب قوم مغل سے تھے۔ ان کے یہاں ایک لڑکا سندھی بیک عرف مرزا غلام احمد ۱۲۶۱ ہجری میں پیدا ہوا (تاریخ القلوب ص ۱۵۵، خزائن ج ۱۵ ص ۲۸۳) زمانہ کی گردش سے اراضی ہاتھوں سے نکلنے لگی اور تنگی پر تنگی آنے لگی تو مرزا قادیانی جوان ہو کر معاش کی تلاش کے لئے باہر نکلے اور سیالکوٹ کی کچھری میں پندرہ روپیہ ماہوار پر ملازم ہو گئے۔ اسی اثناء میں لالہ نصیم سین وکیل سیالکوٹ سے قانون پڑھنا شروع کیا اور فرصت کے اوقات میں کمرہ کا دروازہ بند کر کے چراغ جلا کر تسخیر کے عملیات کی مشق شروع کر دی۔ (صدائے حق ص ۳) مطالعہ قانون کے بعد حقاری کا امتحان دیا لیکن نفل ہو گئے۔ آخر ملازمت چھوڑ کر وطن واپس آئے اور تصنیف و تالیف کے میدان میں قدم رکھا۔ ایک کتاب براہین احمدیہ کے لئے چندہ کی اپیل کا اشتہار دیا۔ روپیہ آنا شروع ہو گیا اور کتاب مذکور طبع ہونے لگی (تاریخ مرزا احمدائے حق) اس کتاب میں مرزا قادیانی نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان پر جانا تسلیم کیا ہے۔ (براہین

احمدیہ حاشیہ ص ۳۶۱، خزائن ج ۱ ص ۳۳۱) اور جلالت کے ساتھ دنیا پر اترنا بھی (براہین احمدیہ ص ۵۰۵، خزائن ج ۱ ص ۶۰۱) بلکہ دوبارہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آنے کا ان لفظوں میں اقرار کیا۔ ”جب حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمع آفاق واقعات میں پھیل جائے گا۔ (براہین احمدیہ حاشیہ ص ۳۹۷، ۳۹۹، خزائن ج ۱ ص ۵۹۳)

نیز اس کتاب کو ”الہامی تائید“ سے بتایا گیا ہے اور لکھا ہے کہ ”یہ کتاب میں نے خواب میں آنحضرت ﷺ کے سامنے پیش کی تو آپ نے اس کو قبول فرمایا۔ (براہین احمدیہ ص ۳۳۸، خزائن ج ۱ ص ۲۷۵)“ اور یہ بھی بتایا کہ اس وقت آپ معمر و مبعوث ہو چکے تھے۔ (حقیقت الوحی ص ۱۹۹، ۲۰۰، خزائن ج ۲ ص ۲۰۷)“ سلسلہ تالیف و تصنیف کے ساتھ ہی بیعت کا سلسلہ بھی شروع کر دیا، جب اس میں کامیابی نظر آئی تو دوسری تعطیلوں میں قادیان میں اپنے مریدوں کا سالانہ جلسہ بھی کرنا شروع کر دیا۔ رفتہ رفتہ آپ نے اپنی بابت مثیل عیسیٰ ہونے کا دعویٰ کیا۔ مریدوں نے اسے قبول کر لیا۔ اس کے بعد حضرت عیسیٰ کے مرجانے کا اعلان کیا اور نبوت میں آیت انسی متوفیک وغیرہ پیش کی۔ مریدوں نے کہا کہ آپ نے براہین احمدیہ میں تو یہ معنی کئے ہیں کہ ”اے عیسیٰ میں تجھ کو پوری نعمت دوں گا۔ (براہین احمدیہ ص ۵۱۹، خزائن ج ۱ ص ۶۲۰)“ اور حدیثوں میں ان کے دوبارہ آنے کا صاف صاف ذکر موجود ہے تو آپ نے فرمایا کہ اس کا مصداق میں ہوں لوگوں نے کہا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ پہلے امام مہدی کا ظہور ضروری ہے۔ تو جواب دیا کہ وہ مہدی بھی میں ہی ہوں۔

لوگوں نے کہا کہ جب براہین احمدیہ آنحضرت ﷺ کے سامنے پیش ہوئی تو آپ نے عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر جانے اور دوبارہ آنے والی عبارت اور متوفیک کے معنی بھی ضرور ملاحظہ فرمائے ہوں گے تو اب کیسے غلط ہو گیا؟ مرزا قادیانی نے فرمایا کہ مجھے الہام تو اس وقت بھی ہوا تھا کہ مسیح موعود تو ہی ہے لیکن میں سابق عقیدہ پر ہی قائم رہا اور اس وحی کی اس وقت تک میں نے پرواہ نہ کی جب تک کہ بار بار مجھے بذریعہ وحی بتلایا نہ گیا کہ تو ہی مسیح موعود ہے۔ لوگوں نے کہا کہ اچھا پھر ایسی فاحش غلطی پر آنحضرت ﷺ نے کوئی تعبیر کیوں نہ فرمائی؟ تو آپ غیر رسمی عقیدہ پر

جسے رہے۔ کیا آنحضرت ﷺ کا بھی یہی عقیدہ تھا؟ اگر تھا تو آپ کا دعویٰ غلط ہے اور اگر آپ نے خواب مذکور جھوٹ لکھا ہے تو بھی آپ کا نیا دعویٰ جھوٹا ہے۔ غرض اس وقت سے مسلمانوں نے مرزا قادیانی سے کنارہ کشی اختیار کر لی۔ لیکن پھنسے ہوئے نہ نکل سکے۔ آخر ایک روز مرزا قادیانی نے موقع مناسب دیکھ کر نبوت کا بھی دعویٰ کھلم کھلا کر دیا۔ یہ ہے مرزا قادیانی کے دعویٰ کی حقیقت جو ان کے اشتہارات اور تصانیف سے آفتاب نیروز کی طرح ظاہر ہے اور علماء اہل سنت نے اپنی تالیفات میں ایک ایک کو بالتفصیل بیان کیا ہے۔ جیسا کہ پہلے ٹریکٹ میں شائع ہو چکا ہے۔

ضروری مسئلے

مرزا قادیانی نے جن مسئلوں کو قرآن و حدیث کے خلاف بیان کیا اور اپنے دعوے کو ان سے متعلق رکھا اور انہی پر اپنے فرقے کی بنیاد رکھی ہے وہ چار مسئلے ہیں۔

اول..... مرزا قادیانی فرماتے ہیں کہ: ”حضرت عیسیٰ کو ان کی قوم یہود نے گرفتار کر کے سولی دلوادی۔ سولی سے آپ نیم جان اتارے گئے اور خفیہ طور سے مرہم پٹی کر کے کشمیر بھاگ آئے یہاں آپ ۸۷ سال زندہ رہے پھر مر گئے چنانچہ شہر سری نگر کشمیر محلہ یار خان میں آپ کی قبر موجود ہے۔“

(الہدیٰ ص ۱۰۹، خزائن ج ۱۸ ص ۳۶۱)

دوم..... مرزا قادیانی فرماتے ہیں کہ: ”حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے اور چونکہ فوت شدہ انسان دنیا میں واپس نہیں آتا اس لئے حدیثوں میں جس عیسیٰ کے آنے کی خبر دی گئی ہے اس سے کوئی دوسرا شخص مراد ہے جو حضرت عیسیٰ کا مثل ہوگا اور وہ عیسیٰ موعود میں ہوں۔“

(ازالہ اوہام ص ۱۹۰، خزائن ج ۳ ص ۱۹۲)

سوم..... مرزا قادیانی فرماتے ہیں کہ: ”حدیثوں میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے پیشتر امام مہدی کے ظہور کی جو خبر دی گئی ہے وہ امام مہدی بھی میں ہی ہوں۔“

(ازالہ باطل ص ۱۱۱)

چہارم..... مرزا قادیانی فرماتے ہیں کہ: ”اس زمانہ کا نبی و رسول میں ہی ہوں۔ (حقیقت الوحی ص ۳۹۱، خزائن ج ۲۲ ص ۳۰۶)“ ”جو مجھ پر ایمان نہ لائے گا وہ مسلمان نہیں اور جہنمی ہے۔“

(تذکرہ ص ۳۳۶، ۳۳۷، حقیقت الوحی ص ۱۶۳، خزائن ج ۲۲ ص ۱۶۴)“

مسائل مذکورہ کی حقیقت

مرزا قادیانی کے مسائل اربعہ مذکورہ بالکل غلط اور قرآن وحدیث اور ائمہ دین کی تصریحات کے یکسر خلاف ہیں۔

اول حضرت عیسیٰ علیہ السلام نہ تو سولی پر چڑھائے گئے اور نہ فوت ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے صاف صاف فرمادیا ہے: ”وما قتلوه وما صلبوه“ یعنی انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نہ قتل کیا اور نہ سولی پر چڑھایا۔ پس جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت سولی کا واقعہ ہی غلط ہوا تو مرہم پٹی اور ہجرت کشمیر کا سارا قصہ غلط اور باطل ہو گیا۔

خشت اول چوں نہد معمار کج

تاثر یامی رود دیوار کج

دوم حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ آسمان کی طرف اٹھائے گئے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے آیت مذکورہ کے آخر میں فرمایا: ”وما قتلوه یقیناً بل رفعہ اللہ الیہ وکان اللہ عزیز حکیم“ (پ ۶) یعنی انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یقیناً نہیں قتل کیا بلکہ ان کو اللہ نے اپنی طرف اٹھالیا اور اللہ غالب ہے۔ (اپنے کاموں میں) حکمت والا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام قیامت کے قریب پھر دنیا میں نازل ہوں گے اور حج کریں گے پھر ان کو موت (مدینہ طیبہ) میں آئے گی اور روضہ نبویہ میں دفن ہوں گے۔ جیسا کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے: ”ینزل عیسیٰ بن مریم من السماء (کنز العمال ج ۷ ص ۲۵۷)“ ”الی الارض فیتزوج ویولد لہ ولیہلن بفتح الروحاء حاجاً (صحیح مسلم ج ۷ ص ۴۰۷)“ ”ویمکث خمساً واربعین سنة ثم یموت فیدفن معی فی قبری فاقوم انا وعیسیٰ بن مریم من قبرو احد بین ابی بکر وعمر (مکتوہ ص ۳۸۰)“ ”باب نزول عیسیٰ یعنی حضرت عیسیٰ بن مریم زمین پر اتریں گے۔ (کنز العمال میں ہے کہ آسمان سے اتریں گے) پھر نکاح کریں گے اور ان کے اولاد ہوگی۔ (صحیح مسلم میں ہے کہ مقام فج الروحاء سے حج کا احرام باندھیں گے) آپ ۴۵ سال رہیں گے پھر مریں گے اور میرے پاس میرے مقبرہ میں دفن ہوں گے۔ پس میں اور حضرت عیسیٰ ابن مریم دونوں ایک ہی مقبرہ سے اٹھیں گے درمیان ابو بکر اور عمر کے۔ یہ حدیث مرزا قادیانی کے نزدیک بھی مسلم ہے اور اس کو انہوں نے محمدی پیغمبر سے نکاح کی پیش گوئی میں پیش کیا ہے۔ (دیکھو حاشیہ

ضمیمہ انجام آختم ص ۵۳، خزائن ج ۱۱ ص ۳۳۷) اور حضرت مسیح کا آنحضرت ﷺ کی قبر میں دفن ہونا بھی مانا ہے۔ (دیکھو کشی لوح ص ۱۵، خزائن ج ۱۹ ص ۱۶، ازالہ ص ۲۰، خزائن ج ۳ ص ۲۵۲) اس حدیث سے چند باتیں (مندرجہ ذیل) معلوم ہوئیں۔

نمبر ۱..... اس حدیث میں صاف صاف مذکور ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زمین پر اترنے کے ۳۵ سال بعد مرے گئے۔ ثم یسوت کو بار بار پڑھو۔ پس چونکہ ابھی تک آپ نہیں اترے اس لئے آپ مرے بھی نہیں۔

نمبر ۲..... اس حدیث میں مسیح موعود کی آئندہ عمر ۳۵ سال بتلائی گئی ہے۔ مرزا قادیانی ساری عمر کے لحاظ سے اس سے کہیں زیادہ رہے اور تبلیغی عمر کے لحاظ سے ۲۶ سال یا زیادہ سے زیادہ ۳۰ ہے۔

نمبر ۳..... اس حدیث میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نکاح کرنے اور اس نکاح سے اولاد ہونے کا ذکر ہے۔ بقول مرزا قادیانی اس سے اگر محمدی بیگم کا نکاح مراد ہے تو مرزا قادیانی تشریف بھی لے گئے محمدی بیگم سے نکاح نہ ہوا لہذا مرزا قادیانی مسیح موعود بھی نہ ہوئے۔

نمبر ۴..... اس حدیث میں نہایت صراحت سے مذکور ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام روضہ نبوی ﷺ میں جب آپ دفن ہوں گے آپ کی قبر آنحضرت کی قبر کے ساتھ ہوگی اور یہ سب کو معلوم ہے کہ جناب مرزا قادیانی ۱۹۰۷ء میں لاہور میں مرے اور قادیان ضلع گورداسپور میں دفن ہوئے۔ کہاں مدینہ طیبہ اور کہاں قادیان؟ مرزا قادیانی نے تو زندگی میں بھی مکہ اور مدینہ نہ دیکھا۔ بھلا مرنے کے بعد کیونکر مدینہ طیبہ پہنچ جاتے؟ پھر وہ مسیح موعود کیسے ہو گئے؟

نمبر ۵..... جس کے پاس دفن کرنے کو کہا جاتا ہے وہ شخص پہلے فوت شدہ ہوتا ہے اور جس شخص کو کسی کے پاس دفن کرنے کے لئے بولا جاتا ہے وہ پیچھے مرتا ہے۔ پس جب آنحضرت ﷺ نے فرمایا ”یدفن معی“ یعنی عیسیٰ میرے پاس دفن کئے جائیں گے تو معلوم ہوا کہ آنحضرت ﷺ پہلے انتقال فرمائیں گے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام بعد میں فوت ہوں گے اور ظاہر ہے کہ آنحضرت ﷺ نے حدیث مذکور اپنی دنیوی حیات میں بیان فرمائی تھی۔ پس عیسیٰ آنحضرت ﷺ کی زندگی تک تو نہیں مرے تھے۔ پھر ہم کسی شخص کے کہنے سے کیسے مان لیں حضرت عیسیٰ صدیوں پیشتر آنحضرت ﷺ سے کشمیر جا کر مر گئے تھے۔ کہاں کشمیر اور کہاں مدینہ شریف؟

چه نسبت خاک را با عالم پاک

جواب شبہ

مسلمانوں کو مغالطہ دیا جاتا ہے کہ حدیث مذکور میں فی قبر ہی آیا ہے پھر آنحضرت کی قبر میں کیونکر حضرت عیسیٰ علیہ السلام دفن ہوں گے جبکہ آنحضرت اپنی قبر میں موجود ہیں۔ نیز آپ کی قبر کو کھولنا آپ کی سخت توہین ہے۔

جواب..... اس شبہ کا یہ ہے کہ یہ اعتراض محض بے علمی پر مبنی ہے۔ حدیث مذکور میں قبر بمعنی مقبرہ ہے۔ زبان عربی کا قاعدہ ہے کہ اسم مصدر اپنے مشتقات اسم ظرف وغیرہ کے معنی میں اکثر آیا کرتا ہے جیسے نہر بمعنی منہر (پانی بہنے کی جگہ) ملا علی قاری محدث کبھی اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے حدیث مذکور کی شرح میں صراحت کی ہے کہ اس جگہ قبر بمعنی مقبرہ ہے علاوہ ازیں حدیث مذکور میں فی دفن معی صاف وارد ہے یعنی میرے پاس دفن کئے جائیں گے اور مع کے معنی عربی میں پاس اور نزدیک کے ہوتے ہیں اور جب دو قبریں پاس پاس ہوں تو کہا جاسکتا ہے کہ دونوں ایک ہیں۔ چنانچہ حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ کی قبریں بھی روضہ شریف کے اندر آنحضرت ﷺ کی قبر اطہر کے پاس ہیں۔ دیکھو مرزا قادیانی خود بھی لکھتے ہیں کہ: آنحضرت ﷺ کے روضہ کے پاس مدفون ہو۔“

(ازالہ ادہام طبع مجم ص ۲۷۰، خزائن ج ۳ ص ۳۵۲)

اور فرماتے ہیں:..... ابو بکر و عمر کو یہ رتبہ ملا کہ آنحضرت ﷺ سے ایسے ملحق ہو کر دفن کئے گئے گویا ایک ہی قبر ہے۔ (زوال المسیح ص ۴۷، خزائن ج ۱۸ ص ۴۲۵) پس جس طرح مرزا قادیانی حضرت ابو بکرؓ اور عمرؓ اور آنحضرت ﷺ کی تین قبروں کو ایک قبر کہتے ہیں اسی طرح حضرت محمد ﷺ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر بھی ایک ہے گو حضرت عیسیٰ آنحضرت ﷺ کے متصل ہی مابین حضرت ابو بکرؓ، حضرت عمرؓ مدفون ہوں گے۔ چنانچہ آج تک اس موقع پر ایک قبر کی جگہ خالی رکھی ہے۔

حضرت عبداللہ بن سلام صحابیؓ نے آنحضرت ﷺ کی صفیتیں جو تورات میں مرقوم تھیں جب بیان فرمائیں تو بھی کہا کہ تورات میں یہ بھی لکھا ہے: ”وعیسیٰ بن مریم یدفن معہ (مکلوۃ ص ۵۰۶)“ یعنی آنحضرت ﷺ کے پاس متصل حضرت عیسیٰ علیہ السلام دفن کئے جائیں گے ابو مودود مدنی جو صحابی کے شاگرد ہیں اور بڑے جید عالم تاجی خاص مدینہ طیبہ کے باشندہ ہیں وہ شہادت دیتے

ہیں کہ: ”قد بقی فی البیت موضع قبر (ترمذی، مشکوٰۃ)“ یعنی روضہ نبوی میں اب تک ایک قبر کی جگہ باقی ہے۔ آج تک بھی وہ جگہ ویسی ہی خالی ہے جیسا کہ اکثر حاجیوں نے اپنی چشم دید شہادت دی ہے جس کو شک ہو وہ خود جا کر دیکھ کر اپنا اطمینان کر سکتا ہے۔ واللہ الحمد والعنة

نمبر ۶..... حدیث مذکور سے یہ بھی معلوم ہوا کہ آنحضرت ﷺ نے اپنے حجرہ مبارکہ میں صرف چار قبروں کی خبر دی ہے ایک اپنی، دوسری حضرت ابو بکر کی، تیسری حضرت عمرؓ کی، اور چوتھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی، حضرت عائشہؓ نے آپ کے پہلو میں اسی حجرہ میں دفن کئے جانے کی اجازت آپ ﷺ سے چاہی تھی تو آپ نے فرمایا تھا: ”ما فیہ الاموضع قبری وقبر ابی بکر وعمر وعیسیٰ بن مریم (منتخب کنز العمال بر حاشیہ منہ احسن ص ۵۷)“ یعنی وہاں تو سوائے میری قبر اور ابو بکر اور عیسیٰ بن مریم کی قبر کے اور کسی کی جگہ نہیں ہے۔ لہٰذا قادیانی کی قبر کی بابت نہ کوئی خبر ہے نہ کوئی جگہ۔ حضرت عائشہؓ کا خواب میں تین ۳ چاند دیکھنے کا بھی یہی مطلب ہے کہ آنحضرت ﷺ آفتاب ہیں اور باقی تین چاند یا یہ کہ حضرت عائشہؓ نے تین چاند دیکھے تھے انہوں نے اپنی زندگی میں وہاں تین قبریں دیکھیں چوتھی قبر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی چونکہ حضرت عائشہؓ کی زندگی میں وہاں نہیں ہوئی تھی اس لئے ان کو چوتھا چاند نہیں دکھایا گیا۔

نمبر ۷..... حدیث مذکورہ سے یہ بھی آشکارا ہو گیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضرت عمرؓ کے عہد تک بھی نہیں مرے تھے کیونکہ تین قبریں تو موجود ہیں اور چوتھی کی جگہ باقی پڑی ہے جو ابو مودود تابعی کے زمانہ تک بھی خالی تھی اور اب تک اسی طرح خالی پڑی ہے۔

لہٰذا اس ایک ہی حدیث سے جو مرزا قادیانی کو بھی من وعن تسلیم ان کے تمام دعوے

باطل ہو گئے۔

ج

حدیث مذکورہ نقل کرتے ہیں ہم نے درمیان میں صحیح مسلم ص ۴۰۸ کی حدیث کا کٹاڑ جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حج کرنے سے متعلق ہے بھی نقل کر دیا ہے۔ اس میں آنحضرت ﷺ نے قسم کھا کر فرمایا ہے: ”والذی نفسی بیدہ لیہلن ابن مریم بفتح الروحہ حاجاً او معتمر او لیسینیہما“ یعنی اس ذات کی قسم جس کے بغض میں میری جان ہے ضرور ضرور

نبی علیہ السلام بن مریم حج اور عمرہ کا احرام باندھ کر تبلیہ مقام حج الروحاء سے (جو مکہ اور مدینہ کے درمیان میں ہے) پکاریں گے۔ کہ اور یہ سب جانتے ہیں کہ مرزا قادیانی نے حج نہیں کیا۔ اگر مرزا قادیانی واقعی حج موعود ہوئے تو اللہ تعالیٰ تمام موانع دور کر کے ان کو حج کا شرف نصیب کرتا تا کہ حج موعود کا یہ نشان کہ ”وہ حج کرے گا“ پورا ہو جاتا لیکن جب اللہ تعالیٰ نے حج نصیب نہیں کرایا تو اس کے صاف معنی یہ ہوئے کہ اللہ تعالیٰ نے مرزا قادیانی کا دعوائے مسیحیت باطل کر دیا۔ لہذا مرزا قادیانی ہرگز حج موعود نہیں ہو سکتے۔

سوم..... امام مہدی علیہ السلام کی بابت احادیث میں صاف صاف وارد ہے کہ وہ حضرت فاطمہ و حضرات حسین علیہ السلام کی اولاد سے ہوں گے۔ یعنی اہل بیت و آل رسول ہوں گے۔ ملک عرب کے بادشاہ ہوں گے۔ جیسا کہ آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں: ”لا تذهب الدنيا حتى يملك العرب رجل من اهل بيتي يواطئ اسمه اسمي“ (رواہ الترمذی و ابوداؤد، مشکوٰۃ ص ۴۶۲) ”یعنی دنیا فتنہ ہوگی یہاں تک کہ میرے اہل بیت میں سے ایک شخص ملک عرب کا بادشاہ ہوگا جس کا نام میرے نام پر (محمد) ہوگا۔ کہ دوسری حدیث سے ثابت ہے کہ والد کا نام عبداللہ ہوگا۔ (مشکوٰۃ) اب ذرا مرزا قادیانی کو دیکھئے نام غلام احمد۔ باپ کا نام غلام مرتضیٰ۔ قوم کے مغل، عرب کی بادشاہت تو دور کنار، عرب کا سفر بھی نصیب نہ ہوا اسی ہندوستان میں غیر مسلم حکومت کی رعایا کی حیثیت سے رہے اور اسی حالت میں مر بھی گئے۔ پھر آپ کی مگر مہدی آخر الزمان ہو سکتے ہیں؟ انصاف انصاف!!

چہارم..... جس طرح آپ حج موعود نہیں ہو سکتے جس طرح آپ مہدی آخر الزمان نہیں ہو سکتے۔ اسی طرح مرزا قادیانی نبی اور رسول بھی نہیں ہو سکتے۔ اس لئے کہ نبوت و رسالت یعنی خدا کی پیغمبری آنحضرت ﷺ پر ختم کر دی گئی۔ جیسا کہ سورہ احزاب کی آیت ”ولیکن رسول اللہ و خاتم النبیین“ اس مسئلہ میں نص مرتع ہے اس کے معنی آنحضرت ﷺ نے خود واضح فرما دیئے ہیں کہ میں نبوت کے عمل کی آخری اینٹ ہوں میرے بعد نہ کوئی رسول ہے نہ کوئی نبی (مسند احمد صحیح بخاری، جامع ترمذی صحیح مسلم) اس مسئلہ کو مفصل دیکھنا ہوتا ہے (ختم نبوت) کا انتظار کریں۔ مرزا قادیانی نے قواعد نبوت کو کفر و خروج از اسلام قرار دیا ہے آپ فرماتے ہیں۔ ”وما

كان لى ان ادعى النبوة واخرج من الاسلام والحق بقوم كافرين (جملة البشرى
 ص ۹۷، خزائن ج ۷ ص ۲۹۷) یعنی میں دعوائے نبوت کر کے اسلام سے خارج اور کافروں سے ملحق
 ہونا نہیں چاہتا۔ آنحضرت ﷺ نے بھی اپنے بعد کے مدعیان نبوت کو دجال و کذاب فرمایا ہے۔ یہ
 حدیث صحیح بخاری و مسلم میں ابو ہریرہؓ سے قریب ۳۰ دجالوں کذابوں اور اوداد و ترمذی میں
 ثوبانؓ سے بلفظ کذابوں ثلاثون مروی ہے۔ (مشکوٰۃ ص ۳۵۷) دجال کے معنی ہیں ایسا شخص جو
 بہت کدو فریب سے کام لے۔ کذاب کے معنی ایسا شخص جو بہت جھوٹ بولے۔ آنحضرت ﷺ نے
 یہ ایک ایسی پہچان بتادی ہے کہ عالم ہو یا جاہل، بڑا ہو یا چھوٹا، شہری ہو یا دیہاتی ہر مسلمان، جس کسی
 شخص کو دعوائے نبوت کرتے سے فوراً معلوم کر لے کہ یہ مدعی نبوت فرمان نبی دجالوں کذابوں
 میں سے ایک ہے۔ کیونکہ آنحضرت ﷺ نے اپنے اس فرمان کے بعد بطور دلیل کے بیان فرمادیا
 ہے۔ ”وانا خاتم النبیین لا نبی بعدی (مشکوٰۃ)“ میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی
 نہیں ہوگا اور فرمایا: ”ان الرسالة والنبوة قد انقطعت فلا رسول بعدی ولا نبی
 (جامع ترمذی ج ۷ ص ۵۳)“ یعنی آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ رسالت اور نبوت منقطع ہو چکی ہے۔ پس
 میرے بعد نہ کوئی رسول ہوگا نہ کوئی نبی ہوگا۔ والحمد للہ!

خلاصہ! یہ کہ نہ تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام صلیب دیئے گئے نہ ملک کشمیر میں گئے اور نہ
 مرے بلکہ ان کو اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت و حکمت سے زندہ آسمان پر اٹھالیا۔ آپ آخر زمانہ میں دنیا
 میں آسمان سے نازل ہوں گے، حج کریں گے، نکاح کریں گے، اولاد ہوگی، ۳۵ سال رہیں گے،
 پھر مدینہ طیبہ میں مریں گے اور آنحضرت ﷺ کے پہلو میں روضہ اطہر میں دفن کئے جائیں گے۔
 ان کی قبر کے لئے آج تک جگہ خالی پڑی ہے۔ ان چار قبروں کے سوا پانچویں قبر کی وہاں پر کوئی خبر یا
 گنجائش نہیں ہے اور اب جو دعوائے نبوت کرنے وہ بموجب حدیث نبوی میں ۳۰ جھوٹے مدعیان
 نبوت میں سے ہے۔

مسلمانو! یہ ہے اصل حقیقت کا اظہار! پس تم کسی کے فریب اور مغالطہ میں نہ آنا۔ اپنے
 ایمان کو بچانا چاہتم تو بہکائے اس کے سامنے حدیث ثلاثون کذابوں والی پڑھ دینا۔ اللہ تعالیٰ
 سے دعا ہے کہ وہ ہم کو صراط مستقیم پر رکھے۔ نیز آنحضرت ﷺ کے ختم نبوت کے عقیدہ پر ہم کو زندہ

رکھے اور اسی پر مارے۔ الہ الحق آمین! مختصر فہرس دلائل حیات حضرت عیسیٰ علیہ السلام مشتمل بر تکذیب دعاوی مرزا قادیانی سورہ ال عمران..... ”من المقربین (پ ۳)“ اللہ نے اس آیت میں حضرت عیسیٰ کو ملائکہ مقربین کا جماعت میں جو آسمانوں پر رہتے ہیں شامل کیا ہے۔ اس لئے کہ آپ کی پیدائش لفظ جبرئیل علیہ السلام سے ہے۔ پس آپ آسمان پر فرشتوں کے ساتھ ہیں اس لئے دنیوی حاجات سے وہاں آپ بے نیاز ہیں۔ باقی نمبر ۸ میں دیکھو۔

۲..... ”ویکلم الناس فی المهد وکھلا (ال عمران: ۴۶)“ حضرت عیسیٰ نے پیدا ہوتے ہی گہوارہ میں کلام کیا اور کھولت کی عمر میں آسمان سے اترنے کے بعد کلام کریں گے۔ اس میں دلالت ہے اس امر پر کہ زمانہ دراز تک آپ کا جسم بغیر کھانے پینے کے باقی رہے گا کسی قسم کا تغیر نہ ہوگا یعنی آپ زندہ رہیں گے۔

۳..... ”انی متوفیک ورافعک الیٰ مطہرک من الذین کفروا (ال عمران: ۵۵)“ اللہ نے فرمایا اے عیسیٰ میں تجھ کو پوری طور سے (مع جسم و روح کے) لینے والا اور اپنے (آسمان کی) طرف تجھ کو جسم اٹھا لینے والا ہوں اور تجھ کو کافروں (یہود کے شر) سے پاک رکھنے والا ہوں۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

۴..... ”ان مثل عیسیٰ عند اللہ کمثل آدم (ال عمران: ۵۹)“ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حالت اللہ کے نزدیک آدم کے مشابہ ہے جیسے آدم بغیر باپ کے پیدا ہوئے عیسیٰ بھی جس طرح آدم آسمان سے زمین پر اترے تو دنیا آباد ہوئی اسی طرح عیسیٰ بھی آسمان سے زمین پر اتریں گے تو دنیا آباد ہوگی۔

۵..... ”وما قتلوه وما صلیبوه ولكن شبه لهم (نساء: ۱۵۷)“ یہود نے مسیح کو نہ قتل کیا نہ آپ کو صلیب پر چڑھایا لیکن انہوں نے اس کو قتل کیا اور صلیب دی جس پر مسیح کی شہادت ڈالی گئی تھی۔

۶..... ”وما قتلوه یقیناً بل رفعہ اللہ الیہ (نساء: ۱۵۷)“ یقیناً انہوں نے مسیح کو قتل نہیں کیا بلکہ مسیح کو (جو مہر ہے جسم مع الروح سے) اللہ نے اپنے (آسمان کی) طرف اٹھالیا۔

۷..... ”وان من اهل الكتاب الا ليؤمنن به قبل موته (نساء: ۱۵۹)“ تمام اہل کتاب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت سے پہلے ان پر ایمان لائیں گے۔ معلوم ہوا کہ وہ ابھی مرے نہیں ہیں زندہ ہیں۔ ”لن يستنكف المسيح ان يكون عبداً لله ولا الملكة المقربون (نساء: ۱۷۲)“ اللہ نے حضرت مسیح علیہ السلام کو اور ملائکہ مقربین کو ایک ساتھ ذکر فرمایا ہے۔ جیسے فرشتوں کی پیدائش بغیر سب کے کلمہ کن سے ہوئی ہے۔ اسی طرح مسیح کی پیدائش بھی ہے۔ اسی لئے اللہ نے مسیح کو ملائکہ کے مقرب (آسمان) پر اٹھالیا۔ پس جو خدا فرشتوں کی ہے وہی آپ کی بھی ہے۔

۹..... ”واذ كففت بنی اسرائیل عنك (نساء: ۱۱۰)“ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن حضرت عیسیٰ سے بطور تذکیر رحمت کے فرمائے گا کہ میں نے یہود کو تیرے قتل اور صلیب دینے سے دور ہٹائے رکھا وہ تجھ پر قابو نہ پاسکے اس طرح کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھالیا اور ان کے دشمن آسمان سے بہت دور اسی زمین پر بنا کام رہے۔

۱۰..... ”فلما توفيتنی كنت انت الرقيب عليهم (نساء: ۱۱۷)“ قیامت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام جہاں سوال الٰہی عرض کریں گے کہ جب تو نے مجھے پوری طور سے اپنے (آسمان کی) طرف اٹھالیا تو ان کا گھراں تو ہی رہا۔ اس میں پہلی دفعہ کے زمانہ تبلیغ کے بعد جب آپ آسمان پر چلے گئے اور نصاریٰ بکڑ گئے تھے کا ذکر ہے۔ دوسری دفعہ کے بعد تو سب با ایمان ہوں گے۔ پس اس کا سوال ہو گا اس کا یہ جواب ہے۔

۱۱..... ”ولنجمعنہ آية للناس (مریم: ۳۱)“ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بغیر باپ کے پیدا ہونے میں نیز آسمان پر جانے اور پھر وہاں سے اتر کر آنے میں حضرت آدم علیہ السلام کی طرح خدا کی قدرت کا ایک نشان ہیں۔ تمام لوگوں کے لئے دیکھو نمبر ۱۳۔

۱۲..... ”وجعلنی مبلوراً ایما كنت (مریم: ۳۱)“ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جہاں کہیں بھی رہیں گے (زمین یا آسمان پر) اللہ نے ان کو بابرکت (خیر کثیر والا اور طویل یعنی بلندی والا) بتایا ہے۔

۱۳..... ”وجعلناه مثلاً لابی اسرائیل (زمرہ: ۵۹)“ اللہ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نبی اسرائیل کے لئے اپنی قدرت کا ایک نشان (بے باپ سے پیدا ہونے والا) پر جانے میں) بتایا ہے۔

۱۴..... ”وانه لعلم الساعة (زف: ۶۱)“ عیسیٰ علیہ السلام کا نزول قرب قیامت کی علامت ہے۔

۱۵..... ”لیظهره علی الدین کله“ (سورہ توبہ ۳ و فتح ۲۸ و صف ۹) اللہ اسلام کو کل دینوں پر غالب کرے گا۔ یہ غلبہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں ہوگا۔ پس اللہ کے اس وعدہ کا پورا ہونا ابھی باقی ہے۔

از احادیث

(۱) ۱۶..... ”قال علیه السلام واللہ لیفزلن ابن مریم حکما..... الخ (مکتوۃ ص ۷۱) بحوالہ صحیح مسلم“ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کی قسم عیسیٰ ابن مریم حاکم ہو کر ضرور ضرور اتریں گے۔ صلیب توڑیں گے۔ خنزیر کو قتل کریں گے..... الخ۔

(۲) ۱۷..... ”من السملہ (کنز العمال ج ۷ ص ۲۸۸)“ حضرت نے فرمایا کہ آسمان سے اتریں گے۔

(۳) ۱۸..... ”الی الارض فیتزوج ویولد له ویمکث خمسا واربعین سنہ ثم یموت فیدفن معی فی قبری (مکتوۃ ص ۷۲)“ حضرت نے فرمایا کہ آسمان سے (زمین پر اتریں گے پھر نکاح کریں گے ان کے اولاد ہوگی ۲۵ سال رہیں گے۔ اس کے بعد مریں گے اور میری قبر کے پاس (میرے روضہ میں) دفن ہوں گے۔ الیوداؤد وسمیاء اہم میں مسلمانوں کا ان کے جنازہ کی نماز پڑھنا بھی آیا ہے۔

(۴) ۱۹..... ”ینزل عند المنازل البیضاء شرقی دمشق (الی) فیطلبہ حتی یدرکہ بباب لد فیقتله (مکتوۃ ص ۷۱۵ بحوالہ مسلم)“ حضرت نے فرمایا کہ دمشق کے پورب والے منارہ کے نزدیک حضرت عیسیٰ علیہ السلام دو فرشتوں کے سہارے اتریں گے پھر دجال کو تلاش کر کے باب لند پر تل کر ڈالیں گے۔

(۵) ۲۰..... ”قال والذی نفسی بیدہ لیہلن ابن مریم بفع الروحہ حاجبہ او معتمرا..... الخ (صحیح مسلم ص ۴۹۸ ج ۱)“ حضرت نے قسم کھا کر فرمایا ہے کہ ضرور ضرور عیسیٰ ابن مریم مقام من الروحہ سے حج یا عمرہ یا دونوں کا احرام باندھ کر تلبیہ پکارتے گے۔

(۶) ۲۱..... ”لیاتین قبری حتی یسلم علی ولا ودن علیہ (مندرک حاکم ص ۹۵)“ حضرت نے فرمایا کہ حضرت عیسیٰ مدینہ آکر میری قبر پر سلام کریں گے اور میں ان کے سلام کا جواب دوں گا۔

(۷) ۲۲..... ”ان عیسیٰ لم یست وانہ راجع الیکم قبل یوم القيامة“ (تفسیر ابن جریر ص ۱۸۳)“ حضرت نے فرمایا کہ عیسیٰ علیہ السلام نہیں مرے ہیں اور بے شک وہ قیامت سے پہلے لوٹ کر آنے والے ہیں۔

(۸) ۲۳..... ”ان عیسیٰ یاتی علیہ الفناء (ابن جریر ص ۱۰۱، ۱۰۰)“ حضرت نے فرمایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر فنا (موت) بھی آسندہ زمانہ میں آئے گی۔

مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسری کے ساتھ مرزا قادیانی کا آخری فیصلہ
مرزا قادیانی نے مولانا امرتسری کے مواخذات سے شک آکر اپنی زندگی میں ایک اشتہار آخری فیصلہ کا شائع کیا تھا وہ بالا اختصار درج ذیل ہے: ”بخدمت مولوی ثناء اللہ صاحب السلام علی من اتبع الهدی!“

مدت سے آپ کے پرچہ الحمدیث میں میری تکذیب اور تفسیق کا سلسلہ جاری ہے۔ میں نے آپ سے بہت دکھ اٹھایا اور صبر کرتا رہا۔ میں خدا سے دعا کرتا ہوں کہ اسے مالک بصیر و قدیر جو عظیم و خبیر ہے جو میرے دل کے حالات سے واقف ہے۔ اگر یہ دعویٰ مسیح موجود ہونے کا محض میرے نفس کا افتراء ہے اور میں تیری نظر میں مفسد اور کذاب ہوں تو اسے میرے پیارے مالک میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کی زندگی میں مجھے ہلاک کر اور میری موت سے ان کو اور ان کی جماعت کو خوش کر دے تیری جناب میں یقینی ہوں کہ مجھ میں اور ثناء اللہ میں سچا فیصلہ فرما اور جو تیری نگاہ میں حقیقت میں مفسد اور کذاب ہے اس کو صادق کی زندگی میں ہی دنیا سے اٹھالے۔ اب فیصلہ خدا کے ہاتھ ہے۔ (مختصر ۱)

الراقم عبد اللہ الصمد میرزا غلام احمد مسیح موعود۔ عافا اللہ واید

مرقومہ ۱۵/۱۱/۱۹۰۷ء یکم ربیع الاول ۱۳۲۵ھ

نتیجہ

مرزا قادیانی کی دعا قبول ہوگئی اور آپ اس دنیا سے ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء میں کوچ کر گئے اور مولانا امرتسری اب تک زندہ ہیں۔ متعنا اللہ بطول حیوۃ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

نزول مسیح اور مسئلہ ختم نبوت پر دلکش بحث

(انجمن اشاعت الاسلام بنارس کا ٹریکٹ نمبر ۳)

سیکرٹری انجمن اشاعت الاسلام بنارس

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

پرستارانِ پیر ”قادیان“ کی پرفتن چالوں سے ہوشیار

مسلمانو! تم سمجھتے ہو کہ یہ دوست نما دشمن تم سے کیا چاہتے ہیں؟ یہ تمہاری سہیلہ سے بڑی قوت پر شکنجہ مارنا چاہتے ہیں اور وہ قوت..... تمہاری قوت ایمان ہے۔ یہ تمہاری جان سے بھی عزیز تر متاعِ نارنج کیا چاہتے ہیں اور وہ اموں متاعِ تمہارا سچا جوشِ دین پرستی ہے۔ یہ لوگ چاہتے ہیں تمہارا یقین شک سے بدل جائے اور تمہارا ایمان الحاد سے، یہ لوگ چاہتے ہیں تمہارے دلوں سے دین کا احترام اٹھ جائے اور اس کی جگہ تمسخر و استہزاء لے لے۔

تم نے ان کی کتابیں پڑھی ہیں؟ نہیں پڑھی ہیں تو اب پڑھو اور دیکھو کہ ان کے گرو گنگناں مرزا قلام احمد قادیانی نے کس کس طرح توحید و رسالت، نبوت اور امامت کی خاک اڑائی ہے۔ کہیں خدا ہے؟ (آئینہ کلمات اسلام ص ۵۶۴، خزائن ج ۱۵ ص ۱۵۸) اور کہیں خدا کے بیٹے (حقیقت الہی ص ۸۶، خزائن ج ۲۳ ص ۸۹)۔ کہیں آدم سے ہیں (انوار اہام ص ۱۹۵، خزائن ج ۳ ص ۴۷۵) اور کہیں نوح (انوار اہام ج ۱ ص ۶۱، خزائن ج ۱۱ ص ۶۱)۔ کہیں یحییٰ ہے ہیں (ماہین احمد ص ۱۰۲، خزائن ج ۲۳ ص ۱۳۳) اور کہیں موسیٰ، کہیں ابراہیم علیہ السلام سے ہیں اور کہیں محمدؐ (ترویج انقلاب ص ۲، خزائن ج ۱۳ ص ۱۳۳)۔ (اللہم صلی علیہم وعلیٰ جمیع انبیائک ورسولک وبارک وسلم)

مرزا قادیانی ذات کے متعلق ہیں، مگر بچے کا عہد بھی ہیں اور مہدی عہد بھی اکملہ

اللہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام بن مریم (علیٰ نبینا وعلیہما الصلوٰۃ والسلام) کی حیثیتِ الہی کو ایک ”ذکر“ بنا کر ان کے دے رخِ جسمانی کو ایک افتراء متا ہے ہیں اور فرماتے ہیں یہودیوں نے انہیں صلی پر قہر فرمایا اور وہ بالآخر وہ کشمیر آکر گر گئے۔ کج سورت کلمہ تخرج من افواہہم ان یقولون الا کذباً۔

یہودی بھی ایک حد تک مرزا قادیانی کے ہم نوا ہیں۔ مگر قرآن حکیم نے مرزا قادیانی اور یہودیوں کی کتب کی پوری تردید فرمائی ہے تو قولہم انما قتلنا المسیح عیسیٰ ابن مریم رسول اللہ وما قتلوه واصلوہ ولکن شبہ لہم وان الذین اختلطو فیہ لفی شک منہ ما لہم بہ من علم الا اتباع الظن وما قتلوه یقینا بل رفعہ اللہ الیہ وکان اللہ عزیزاً حکیمًا (نساء)

آیۃ من آیات اللہ الباہرہ وحجۃ من حجة البالیۃ حضرت شاہ ولی اللہ ترجمہ میں فرماتے ہیں: وبسبب گفتن ایشان ہر آئینہ ما کشتیم مسیح عیسیٰ ہنسر مریم زاکہ فی الواقع پیغامبر خدا بودونہ کشتہ انداورا و بردارنہ کردہ انداورا ولیکن مشتبه شدبر ایشان، و ہر آئینہ کسانیکہ اختلاف دارند در باب عیسیٰ در شک انداز حال او ونیست ایشان را بآن یقینہ لیکن ہر وی ظن میکند، وبیقین نہ کشتہ اند اور ابلکہ برداشت خدائے تعالیٰ اورا بسوئے خود و ہست خدا غالب واستوار کار۔“

حضرت شاہ عبدالقادر اس آیت کریمہ کا ترجمہ یوں کرتے ہیں: ”اور اس کہنے پر کہ ہم نے مارا مسیح عیسیٰ مریم کے بیٹے کو جو رسول تھا اللہ کا اور نہ اس کو مارا ہے اور نہ سولی پر چڑھایا۔ لیکن وہی صورت بن گئی، ان کے آگے اور جو لوگ اس میں کئی باتیں نکالتے ہیں وہ اس جگہ شبہ میں پڑے ہیں۔ کچھ نہیں ان کو اس کی خبر، مگر انکل پر چلنا اور اس کو مارا نہیں بے شک۔ بلکہ اس کو اٹھالیا اللہ نے اپنی طرف اور ہے اللہ زبردست حکم والا۔“

اللہ اللہ! جس گرامی قدر پیغامبر کا طغرائے امتیاز ”بکلمۃ منہ“ اور ”وجیہا فی الدنیا والآخرۃ ومن المعقریین“ قرار پائے۔ جس اولوالعزم نبی کے پرچم نبوت پر ”ویکلم الناس فی العہد وکھلا ومن الصالحین لہرأے۔ جس صاحب شریعت و کتاب رسول کی شان اللہ تعالیٰ اور ”بل رفعة اللہ الیہ“ اور ”ورأفک الی“ فرما کر جتائے۔ اللہ تعالیٰ کے جس ”مقرب فرشتے“ کے بیان حال میں جناب سرور انبیاء و فخر رسل (فداہ امی و امی) کی زبان مبارک پر محبت سے کلمہ اخسی (میرا بھائی) آئے۔ اس کی بارگاہ میں یہ گستاخیاں؟ تکاد

۱۔ سورہ ال عمران، پوری آیت کا ترجمہ یوں ہے: جب کہا فرشتوں نے اے مریم اللہ تجھ کو بشارت دیتا ہے ایک اپنے حکم کی جس کا نام مسیح مریم کا بیٹا مرتبے والا دنیا میں اور آخرت میں اور نزدیک والوں میں۔

۲۔ اور باتیں کرے گا لوگوں سے جب ماں کی گود میں ہوگا اور جب پوری عمر کا ہوگا اور نیک بختوں میں ہے۔

۳۔ بلکہ اس کو اٹھالیا اللہ نے اپنی طرف۔

۴۔ اور اٹھالوں گا اپنی طرف۔

۵۔ ابھی آسمان چھٹ پڑیں اس بات سے اور نکلے ہو زمین اور گر پڑیں پہاڑ ڈھکے

السَّمُوتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَتَنْشَقُّ الْأَرْضُ وَتَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًا (مزیم)
 ”میرزا اے قادیان“ کی گستاخ طرازیوں کے مٹونے دیکھو، نقل کرتے قلم کا پتہ ہے۔
 کہتا ہے۔

اینک منم کہ حسب بشارات آمدم

عیسے کجاست تا بہ نهد پا بہ منبرم

(ازالہ ہام، ص ۱۵۸، خزائن ج ۳ ص ۱۸۰)

وہ میں ہوں جس کی آمد کی بشاراتیں نبیوں نے دیں۔ عیسیٰ کی کیا مجال جو میرے منبر پر
 قدم دھر سکے۔

پھر فرماتے ہیں۔

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو

اس سے بہتر غلام احمد ہے

(دائع البلاء ص ۲۰، خزائن ج ۱۸ ص ۲۳۰)

ایک دوسرے مقام پر فرماتے ہیں: ”تم کہتے ہو مسیح کلمۃ اللہ ہے۔ ہم کہتے ہیں
 ہمیں خدا نے اس سے بھی زیادہ درجہ دیا۔“ (اخبار بدیع، دسمبر ۱۹۰۲ء) ایک اور مقام پر فرماتے ہیں:
 ”مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر مسیح ابن مریم میرے زمانہ میں ہوتا
 تو جو کام میں کر سکتا ہوں وہ نہ کر سکتا اور وہ نشان جو مجھ سے ظاہر ہوا ہے وہ ہرگز نہ دکھا سکتا۔“
 (حقیقت الوحی ص ۱۲۸، خزائن ج ۲۲ ص ۱۵۲) اک اور مقام پر لکھتے ہیں: ”خدا نے اس امت میں سے
 مسیح موعود بھیجا جو اس پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بڑھ کر ہے۔“ (حقیقت الوحی ص ۱۲۸، خزائن ج ۲۲
 ص ۱۵۲) آگے چل کر فرماتے ہیں: ”وہ خدا جو مریم کے بیٹے کے دل پر اترا تھا وہی میرے دل پر اترا
 ہے مگر اپنی تجلی میں اس سے زیادہ۔“ (حقیقت الوحی ص ۲۷۲، خزائن ج ۲۲ ص ۲۸۶)

یہ ”بٹے نمونہ از غرور ہے“ ہے۔ ڈھونڈو گے تو مرزا قادیانی کی تصانیف میں مشکل
 سے کوئی صفحہ اس قسم کی لڑائیوں سے خالی پاؤ گے۔

مگر دیکھو وہ جو فرمایا ہے اللہ رب العزت نے: ”بل لا نقذف بالحق علی

الباطل فید مغه فاذا هو زاحق (سورۃ الانبیاء)“

حقیقت کس طرح بادل کی گرج، برق کی چمک اور سورج کی تابناکی کے ساتھ ظاہر ہوئی ہے۔ ”بیر قادیان“ کے حلقہ بگوش آنس اور دیکھیں۔

حیات و نزول مسیح کو تم آگلوں کا ڈھکوسلا بتاتے ہو اور اس عقیدہ کی خاک اڑاتے ہو، لکھتے ہو: ”اسی عقیدہ حیات مسیح کی وجہ سے سینکڑوں فرزندِ امان توحیدِ اسلام کو خیر باد کہہ کر حلقہ بگوش عیسائیت ہو گئے۔“ مگر دیکھو تمہارے پیر و مرشد کو کس طرح اس سچائی کا اعتراف کرنا پڑا ہے۔

کیا لطف جو غیر پردہ کھولے

جادو وہ جو سر چڑھ کے بولے

مرزا قادیانی اپنی مایہ ناز کتاب (براہین احمدیہ ص ۳۹۸، ۳۹۹، خزائن ج ۱ ص ۵۹۳ حاشیہ)

میں لکھتے ہیں: ”هو الذی ارسل رسولہ بالہدی و دین الحق لیظہرہ علی الدین کلہ“ یہ آیت جسمانی اور سیاست مکی کے طور پر حضرت مسیح کے حق میں پیشین گوئی ہے اور جس غلبہ کاملہ دین اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے وہ غلبہ مسیح کے ذریعہ سے ظہور میں آئے گا اور جب مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق و انظار میں پھیل جائے گا۔“

آگے چل کر مرزا قادیانی توضیح مزید فرماتے ہیں: ”وہ زمانہ بھی آنے والا ہے کہ جب خدائے تعالیٰ مجرمین کے لئے شدت اور عصف اور قہر اور سختی کو استعمال میں لائے گا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نہایت جلالت کے ساتھ دنیا پر اتریں گے۔“

(براہین احمدیہ ص ۵۰۵، خزائن ج ۱ ص ۶۰۱ حاشیہ)

قارئین کرام! یہ عبارتیں اپنا مدعا بتانے میں کتنی روشن ہیں! کھلا کھلا اعتراف ہے کہ یہ آیت ”هو الذی ارسل رسولہ بالہدی و دین الحق لیظہرہ علی الدین کلہ“ (سورہ صف) حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے باب میں ہے: جو گو ابھی نہیں آئے ہیں مگر آنس گے اور جب آنس گے تب اسلام سارے عالم میں پھیل جائے گا اور تمام دوسری ملتوں پر اسے پورا پورا غلبہ حاصل ہوگا، تمام دوسری ملتیں ان کے ہاتھوں مٹا دی جائیں گی اور اسلام زندگی پائے گا۔ یہ بانی پیش گوئی پوری ہوگی اور اس کی تکمیل کے لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے۔

اس دوبارہ تشریف لانے کے سوا اس کے اور کیا معنی ہو سکتے ہیں کہ آنے والے اللہ کے وہی نبی ہیں جو ایک بار آچکے ہیں اور یہ ایک بار آچکنے والا نبی عیسیٰ بن مریم بنت عمران ہے اللہ کا یہی نبی بحیثیت دوبارہ آنے والا ہے اور جب ایسا ہے تو کیا یہ بالکل ظاہر نہیں کہ گو ہماری آنکھوں سے اوچھل ہے۔ مگر وہ ابھی زندہ ہے؟ (صلی اللہ علیہ وعلی امہ الطاہرۃ المطہرۃ العذراء)

جب کہا جائے کہ لارڈ ولنگڈن دوبارہ ہندوستان آئے ہیں تو اس جملہ کے سوا اس کے اور کیا معنی ہو سکتے ہیں کہ یہ وہی شخص ہے جو اس سے جو شتر ایک بار ہندوستان آچکا ہے؟ گویا ہندوستان سے دور تھا مگر زندہ تھا اب نائب السلطنت کے منصب پر فائز ہو کر دوبارہ ہندوستان آیا ہے۔ پھر مرزا قادیانی کا کلوا بھی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام..... دنیا پر اتر آئیں گے۔ کس قدر صاف ہے؟

مرزا قادیانی کی ایک اور روشن ترجمان سنے فرماتے ہیں۔ ”صحیح مسلم کی حدیث میں جو یہ لفظ موجود ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام جب آسمان سے اتریں گے تو ان کا لباس زرد رنگ کا ہوگا۔“ (ملاحظہ ہوازالہ وہام ص ۸۱، خزائن ج ۳ ص ۱۳۲)

ایک اور مقام پر فرماتے ہیں: ”دیکھو میری بیماری کی نسبت بھی آنحضرت ﷺ نے پیشینگوئی کی تھی جو اس طرح وقوع میں آئی کہ آپ نے فرمایا تھا کہ مسیح آسمان پر سے جب اترے گا تو دوزرور چادریں اس نے پہنی ہوں گی سو اس طرح مجھے دو بیماریاں ہیں۔“ (ملفوظات احمدیہ ج ۸ ص ۳۳۵) (مراق اور سلسل الہدیل) سبحان اللہ! اسی طرح (ایام الصلح) (اردو) ص ۱۳۶، خزائن ج ۱۳ ص ۲۸۱) پر مرزا قادیانی کہتے ہیں: ”اس پر اتفاق ہو گیا ہے کہ مسیح کے نزول کے وقت اسلام دنیا پر پھیل جائے گا اور مل باطلہ ہلاک ہو جائیں گے اور راست بازی ترقی کرے گی۔“

مرزا قادیانی حضرت مسیح علیہ السلام کے آسمان سے نازل ہونے کا کس صفائی کے ساتھ اعتراف فرما رہے ہیں! اس بات کا بھی کس زور کے ساتھ اعلان کر رہے ہیں کہ جب حضرت مسیح آئیں گے اسلام سارے عالم میں پھیل جائے گا۔ تمام دوسرے ادیان فنا ہو جائیں گے۔ ایک ہی دین باقی رہے گا اور وہ دین اسلام ہوگا۔ ہمیں اس رسالہ میں براہ راست تو مرزا قادیانی کے اعتراف حیات مسیح اور نزول مسیح علیہ السلام سے سروکار ہے مگر جو عاقلانہ کرام کے پیش نگاہ تین باتیں اور رکھ دینی چاہتا ہوں۔

..... غور فرمائیے مرزا قادیانی کا یہ فرمانا کہ یہ آیت ”هو الذی ارسل رسوله بالہدی و دین الحق لیظہرہ علی الدین کلہ“ جسمانی اور سیاست مکی کے طور پر حضرت مسیح علیہ السلام کے حق میں پیشین گوئی ہے۔ کیا معنی رکھتا ہے؟ کیا اس کے یہ معنی نہیں ہیں کہ اب جو مسیح علیہ السلام آئیں گے وہ مادی قوتوں سے بھی مسلح ہوں گے اور اتنے قوت دست ہوں گے کہ عالم کی سیاست کا رخ پھیر دیں گے؟ اگر یہ معنی ہیں اور یقیناً یہی معنی ہیں۔ ورنہ جسمانی اور سیاست مکی کے طور پر والا کٹرا یکسر لغو ہوا جاتا ہے تو کوئی بتائے کہ مرزا قادیانی کو مادی قوتوں سے کیا بہرہ ملا تھا؟ کسی حکومت کے عنان لکھنؤتق کے مالک تھے؟ سیاست عالم پر انہوں نے کوئی دباؤ ڈالا؟

قربان جائیے اس بچے نبی کے جس نے مسیح موعود کا ایک روشن اور تابناک نشان یہ بتایا کہ وہ جب آئے گا حاکم عدل مستر ہو کر آئے گا۔ وہ جب آئے گا قتل و خون ریزی روک دے گا۔ وہ جب آئے گا صلیب کے کٹڑے کٹڑے کر دے گا۔ وہ جب آئے گا دنیا امن و آشتی سے بھر جائے گی۔ اس لئے بغض و عداوت کینہ اور میل سے پاک ہو جائیں گے۔ (بخاری و مسلم)

کوئی پوچھے مرزا سے قادیان کے عہد میں یہ باتیں پوری ہوئیں؟ دنیا، ناشاد دنیا، کشتہ بیدار دنیا، عدل و داد سے بھر گئی؟ دنیا بنی آدم کے خون ناروا سے غم ناک دنیا، صلح و آشتی کے جاں پرور، لغو سے معمور ہو گئی؟ پرستار ان صلیب نے توحید ربانی کے آگے سرہائے نیاز زخم کر دیئے؟ بنی آدم نے مدت کے ٹوٹے ہوئے رشتے جوڑ لئے۔

ایسا نہیں ہوا، ہاں نہیں ہوا۔ تو پھر اس مسیح قادیان کو کیا کہئے؟

ب..... مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عہد مبارک میں اسلام کو ”تمام ملل باطلہ“ پر پورا پورا غلبہ حاصل ہو گا اور یہ دین الہی سارے عالم میں پھیل جائے گا۔

کوئی پوچھے ”ملل باطلہ“ کیا ہو گئیں؟ اسلام نے ان تمام ملل پر غلبہ پا کے ان کو مٹا دیا؟ ایسا اب تک نہیں ہوا، ہاں نہیں ہوا، تو پھر اس مسیح قادیان کو کیا کہئے؟

ج..... حدیث صحیح میں وارد ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب نزول فرمائیں گے تب وہ دو زرد چادریں لپیٹے ہوں گے۔ مرزا قادیانی فرماتے ہیں۔ یہ حدیث نبوی میری ہی شان میں ہے۔ سوال پیدا ہوا یہ کیونکر؟ فرمایا ایک چادر میرا عارضہ مرقا ہے دوسرا میرا مرض سلسل بول!! سبحان اللہ، وہ مسیح موعود جو سارے عالم کو امن و آشتی اور عدل و داد سے معمور کر دینے کے لئے آسمان سے نزول اجلال فرمائے گا مرقا ہو گا اور جلائے عارضہ سلسل بول!! وہ مہدی مختصر جس کے ظہور کے

ساتھ فضائے آسمانی گلبانگ اذان سے گونج اٹھے گی۔ اسلام زندقہ کے پائے گا اور مل باطلہ ہلاکت کا جام ہشیش گولی، مراقی ہوگا اور گرفتار عارضہ سلسل بول!! سبحان اللہ سبحان اللہ، کتنی بلند ہوگی شان اس مسیح کی اور کتنا عالی ہوگا رجبہ اس مہدی کا جن کا طرز اے امتیاز ہوگا مراقی اور جن کی جلویش ہوگا عارضہ سلسل بول!!

دوستو! پہچانا آپ نے مسیح قادیان کو؟ یہ مراقی بھی ہے اور سلسل بولی بھی! مگر داد دیجئے ان کی حق گوئی کی۔

کوئی پوچھے کہ حضرت یہ مسیح علیہ السلام کی پہلی چادریں مراقی اور عارضہ سلسل بول کیونکر ہو گئیں؟ کیا ہمارے نبی کو جواصح العرب والعجم سے پہنچے؟ مراقی اور عارضہ سلسل بول سمجھانے کے لئے کوئی دوسرا لفظ نہ مل سکا؟ اس چیتاں گوئی سے تو ایک نوع کا عجز اور قصور ظاہر ہوتا ہے جس سے افسح العرب والعجم سید المرسلین خاتم النبیین احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کی شان گرامی بہت ہی ارفع ہے۔

قارئین یہ ایک نمونہ ہے اس ”مسیح قادیان“ کی صد ہا تحریفات لایعنی کا! انجمن کا فیصلہ ہے کہ اس شخص کی تحریفات پر بھی ایک مختصر سا رسالہ شائع ہو، اور وہ بہت جلد انشاء اللہ آپ کے ہاتھوں میں ہوگا۔ خیر اب آئیے اصل مضمون کی جانب آئیے۔

دیکھا آپ نے! چاند پر خاک نہیں ڈالی جاسکتی۔ مرزا قادیانی کے قلم سے بھی سچی بات نکل ہی گئی۔ مان لیتا پڑا کہ جناب مسیح علیہ السلام پورے جلال کے ساتھ آسمان سے نزول اجلال فرمائیں گے اور یہ وہی مسیح ہوں گے جو اس سے پیشتر ایک بار دنیا میں تشریف لائے تھے ہوں گے اور اب جو آئیں گے یہ ان کا دوبارہ آنا ہوگا۔

ہاں! مرزا قادیانی کے مرید گھبرا کے یہ نہ کہہ دیں کہ ”ہاں صاحب نبی ہونے سے پہلے مرزا قادیانی بھی عام مسلمانوں کی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت ایسے ہی مشرکانہ عقائد رکھتے تھے مگر جب خلعت نبوت سے نوازے گئے، جب ان عقائد کا مشرکانہ ہونا ان پر روشن ہو گیا اور وہ ان سے تائب ہو گئے۔“ مرزا قادیانی نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے نزول اجلال فرمانا اور ان کا اس دنیا میں دوبارہ تشریف لے آنا اپنی ایسی تصانیف میں لکھا ہے جو ان کے زمانہ نبوت کے ہیں اور جو انہوں نے ایمانے الٰہی تعالیٰ فرمائی ہیں۔ مثلاً ماہین احمد یہ مرزا قادیانی کی یہ تعریف گرامی ہے جو مرزا قادیانی نے مامور ہو کر لکھی اور جب کچھ چکے، تو ان حضرت ﷺ سے اس

پر مہر قبول کرائی! مرزا قادیانی نے جو کچھ اپنی اس کتاب میں لکھا ہے آنحضرت ﷺ نے اسے بگاہ قبول دیکھا ہے۔

یہ کیونکر ممکن ہے کہ جو کتاب مرزا قادیانی نے باہمائے الہی لکھی ہو اس میں ایسے ”مشرکانہ عقائد“ رہ جائیں اور ادھر سے تنبیہ نہ ہو۔ کیونکر باور کر لیا جائے کہ جس کتاب کو آنحضرت ﷺ نے ملاحظہ فرما کر سند قبول عطا کی ہو، اس میں ایسے عامیانہ و مشرکانہ عقائد بھی موجود ہیں۔ ایام الصلح کی نسبت بھی کوئی قادیانی یہ نہیں کہہ سکتا کہ یہ عہد نبوت مرزا سے پہلے کی تصنیف ہے۔

ہاں! کوئی مرزائی بوکھلاہٹ میں یہ بھی نہ چلا اٹھے کہ یہ ”عقائد اب منسوخ“ ہیں ورنہ فضیلت مآبی کی ساری شئی کرکری کر دی جائے گی۔ عقائد میں اور تنقید؟

مگر قارئین کرام! ”عقائد قادیان“ کے ان پرستاروں کا کیا ٹھکانا ہے؟ ان کے بھر جناب مرزا قادیانی مسیح علیہ السلام کی زرد چادروں سے مراد اپنا مرق اور عارضہ سلسل بول لیتے ہیں اور ان کے ”نبوت زدہ“ مرید ”سچ فرمایا حضور نے“ ”حق فرمایا حضور نے“ اور ”کیا خوب فرمایا حضور نے“ کے شور سے اک دنیا سر پر اٹھا لیتے ہیں۔ ان کے مرید اگر ”آسمان“ سے مراد ”زمین کوئے جاناں“ یا کورہ قادیان کے گھور مراد لے لیں تو آپ ان کا کیا بکاڑ لیں گے؟ ”دوبارہ“ سے ”ہار اولین“ عدل وڈا“ سے ”ظلم و جور“ ”غلبہ و ظہور“ سے ”ہزیمت و ضعف“ ”کسر صلیب“ سے ”فروغ صلیب پرستی“ وغیرہ وغیرہ مراد لے لیں تو کون ان کا منہ بند کرے گا؟

قارئین کرام! ”عقیدہ حیات مسیح“ کی نسبت لفظ ”مشرکانہ“ سکر حیرت میں ہوں گے۔ حقیقت یہ ہے کہ مسلمانوں کو حضرات قادیانین شرک سے متنفر دیکھ کر ان کو یہ جل دیا کرتے ہیں کہ مسیح علیہ السلام کو زندہ مان کر تم اللہ تعالیٰ کی صفت ”وحی“ میں ان کو شریک کرتے ہو۔ یہ کھلا ہوا شرک ہے۔

سبحان اللہ! کیا وہ جل ہے! امرزا کو نبی اور رسول ماننے والو مسلمان اب ایسے بھی سادہ حجاج نہیں کہ تمہارا یہ فریب ان پر چل جائے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مسلمان آسمان پر اب تک زندہ ضرور مانتے ہیں۔ مگر ان کو ”زندہ جاوید“ یا ”حی لا یموت“ نہیں جانتے ان کا یہ عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بھی ایک دن موت کا جام پینا پڑے گا۔ فرمائیے اب بھی مسلمان شرک عیاری ہے؟

قارئین! انتظار کریں، انجمن انشاء اللہ حیات مسیح علیہ السلام پر بھی ایک مستقل رسالہ بہت جلد شائع کرے گی۔ جس میں قادیانی دجل و فریب اور جعل و تحریف کی پردہ دہی اچھی طرح کردی جائے گی۔

ختم نبوت

یہ بے چارگان علم و عقل مسلمانوں کو الزام دیتے پھرتے ہیں کہ حیات مسیح کا عقیدہ ان کو مشرک بنائے دے رہا ہے۔ ملت بیضاء بدنام ہوئی جارہی ہے۔ ”فرزدان توحید“ اس سے بیزار ہوتے جا رہے ہیں۔ مگر نہیں دیکھتے کہ ان کے ہیرو مرشد نے خود ہی اس ملت کی خاک اڑانے میں کیا کسر اٹھا رکھی ہے؟ ختم نبوت کا انکار اور ایک مستقل اور دارائے شریعت نبی ہونے کا دعویٰ کر کے انہوں نے اپنی پندار میں، اب اس گھر میں باقی ہی کیا رکھا ہے جس کے لٹنے پر ماتم کیا جائے؟ یریدون لیطفوا نور اللہ بافواہم واللہ متم ثور ولو کرہ الکافرون۔

قارئین! انتظار کریں انجمن ایک مفید رسالہ اس مسئلہ پر بھی عنقریب شائع کرے گی مگر مختصر طور پر یہاں بھی اس حقیقت سے متعلق کچھ عرض کیا جائے گا۔

یہ ہمارا ایمان ہے۔ نہیں۔ یہ غیر حائل اور ناقابل ریب ایمان رہا ہے ہر سچے مسلمان کا خیر القردن قرن نبوت سے لے کر آج تک کہ آسمانی صحیفوں میں قرآن سب سے آخری صحیفہ ہے۔ کسی مسلمان نے ایک ذیقہ کے لئے بھی اس میں کبھی شک نہیں کیا اور کتب ساویہ میں قرآن سب سے آخری کتاب کیوں قرار پایا؟ اس لئے کہ یہی وہ کتاب مبین ہے جو تمام اگلی کتابوں کی صداقتوں اور سچی تعلیموں کی امانت اپنے اندر رکھتا ہے۔ فرمایا: ”وانزلنا الیک الکتاب بالحق مصدقاً لما بین یدیہ من الکتاب ومہیئنا علیہ (مائدہ: ۷۷)“ اور ہم نے اے محمد تیری طرف سچائی کے ساتھ یہ کتاب اتاری جو اپنے سے پہلے کی کتاب کی تصدیق کرتی اور اس پر شاہد و حاوی ہے۔ ﴿اور فرمایا: ”رسول من اللہ یقلوا صحفاً مطہرہ۔ فیہا کتب قیمۃ (بینہ: ۲)“﴾ محمد پیامبر ہے اللہ کی طرف سے، پڑھتا ہے پاک صحیفے، جن میں کتابیں ہیں سچی اور استوار ﴿دین الہی کا یہی وہ کامل صحیفہ ہے جس نے نئی نوع انسان کو کسی دوسرے صحیفہ کا محتاج نہیں رکھا، یہی وہ مکمل صحیفہ ہے جس کے ذریعہ دین الہی اپنے تمام اصول اور فروغ، مناجات مناسک، شرائع و تفکیمات کے اعتبار سے تکمیل کو پہنچ گیا۔ اس نے اعلان کیا۔ ”الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دیناً“ ﴿آج میں نے تمہارا دین کامل کر دیا اور اپنی نعمت تم پر تمام کر دی اور تمہارے لئے اسلام کا دین پسند کیا۔﴾

قرآن..... اس باب میں اپنا کوئی ہمسر نہیں رکھتا۔ یہ بزرگی اس کے حصہ میں آئی۔ اس سے پیشتر ہر آنے والے نے اپنے وقت میں یہی کہا ہے کہ ”اس کے بعد اک اور کلام آئے گا جو رب کی باتیں پوری کرے گا۔“ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے خدا نے فرمایا: ”میں ان کے لئے ان کے بھائیوں میں سے تجھ سا ایک نبی برپا کر دوں گا اور اپنا کلام اس کے منہ میں ڈالوں گا اور جو کچھ میں اسے فرماؤں گا وہ سب ان سے کہے گا۔“ (استثناء) اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بھی کہا ہے: ”لیکن وہ فارقلیط (احمد) پاکیزگی کی روح ہے جسے باپ (خدا) میرے نام سے بھیجے گا۔ وہی تمہیں سب چیزیں سکھائے گا اور سب باتیں جو میں نے تم سے کہی ہیں تمہیں یاد دلانے گا۔“ (یوحنا ۱۴، ۲۶) ”اور وہ فارقلیط (احمد) آکر دنیا کو گناہ سے راستی اور عدالت سے قصور وار ٹھہرائے گا۔ گناہ اس لئے کہ وہ مجھ پر ایمان نہیں لائے۔..... میری اور بہت سی باتیں ہیں کہ میں تم سے کہوں پر اب تم ان کی برداشت نہیں کر سکتے۔ لیکن جب وہ یعنی سچائی کی روح آئے گی تو وہ تمہیں ساری سچائی کی راہ بتائے گی۔ اس لئے کہ وہ اپنی نہ کہے گی، لیکن جو کچھ نے گی سو کہے گی، میری بزرگی کرے گی۔“

دیکھو ہر ایک نے اپنے کلام ناتمام بتایا اور ایک اور آنے والے کا پتہ دیا، مگر بالآخر جب وہ موعود الامم ﷺ آیا تو اس نے اعلان کیا: ”اليوم اكملت لكم دينكم واتممت عليكم نعمتي“ ”رب کی باتیں (دین) آج پوری ہو گئیں اور ساری سچائی کی راہ بتادی گئی۔ قرآن نے اس لئے نہ کسی اپنے بعد میں آنے والے کی نسبت کوئی پیشین گوئی کی نہ کسی نئے کلام کے نزول کی خبر دی نہ کسی نئی شریعت کا منظر کیا۔ کہ تکمیل کار کے بعد کسی نئے آنے والے کسی نئے کلام کی نئی شریعت کا موقع کہاں؟

اور جب قرآن آخرین صحیفہ آسمانی قرار پایا اور تکمیل کار کا اعلان ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس امام الصحف کی بقائے ابد اور حفاظت کی ذمہ داری خود اپنے اوپر لے لی۔ فرمایا: ”ان نحن نزلنا الذكر واننا له لحافظون (حجۃ)“ ہم نے اس نصیحت کی کتاب کو اتارا اور بے شبہ ہم ہیں اس کی حفاظت کرنے والے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

دیکھو آج تمام دوسری آسمانی کتابیں گم ہیں اور جو باقی ہیں ان کی حقیقت جعل و تحریف کی تاریکیوں میں مستور و مگر دیکھو اس نیرنگ آباد عالم کی تیرہ سو پچاس بہاریں دیکھ چکنے کے بعد بھی یہ امام العصف آج کروڑوں سینوں میں ایک نقشہ کی کی ویشی کے بغیر محفوظ ہے۔

اور پھر دیکھو کہ اللہ تعالیٰ نے اس کتاب مبین کی حفاظت کی ذمہ داری نہ صرف لفظ و عبارت کی جہت سے اپنے اوپر لی، بلکہ بیان یعنی معنی کی جہت سے بھی اسے تا ابد محفوظ رکھنے کا وعدہ فرمایا اور یہی وہ وعدہ ہے جو اس آیت میں دہرایا گیا۔ ”وانہ لکتاب عزیز لا یأتیہ الباطل من بین یدیه ولا من خلفه تنزیل من حکیم حمید (حم السجدہ)“ اور بے شک یہ قرآن ایک ایسی کتاب ہے جو غالب ہے۔ باطل نہ اس کے سامنے سے اور اس کے پیچھے سے اس کے پاس آئے گا، ایک حکمت والے اور خوبیوں والے کی طرف سے اترے گا۔

قرآن غالب ہے، اپنے ہر حریف کو اپنے دلائل کے زور سے ہزیمت دے گا۔ باطل نہ اس کے سامنے سے اس میں راہ پائے گا اور نہ پیچھے سے نہ لفظ و عبارت کی طرف سے اور نہ حقیقت و معنی کی جہت سے۔

اور جب یہ نور کا صیغہ آیا، ہاں وہ صیغہ جو ”ساری سچائی کی راہ بتانے“ آیا، وہ صیغہ جو قیامت تک کے لئے نوع انسانی کے رشد و ہدایت کا کفیل بن کر آیا۔ وہ صیغہ جو تمام اگلی آسمانی کتابوں کی صداقتوں اور تعلیموں کی امانت اپنی آغوش میں لے کر آیا، تب اللہ رب العزۃ نے اعلان فرمایا: ”ما کان محمدا ابدا احد من رجالکم ولكن رسول اللہ وخاتم النبیین وکان اللہ بکل شیء علیما (الاحزاب)“ محمد تم میں سے کسی ایک مرد کے باپ نہیں، لیکن وہ اللہ کے پیامبر ہیں اور تمام نبیوں کے ختم کرنے والے، اور اللہ کے احاطہ علم سے کوئی شے باہر نہیں۔

روئے زمین پر خدا کر دی گئی کہ محمد (صلوات اللہ وسلامہ علیہ) اک ایسا گھرانہ روئے زمین پر آباد کرے گا جو قیامت تک اس کے ایک بڑے حصہ پر قابض رہے گا۔ وہ تم میں سے کسی ایک مرد کا باپ نہیں، اور یہ اس کی شان کے شایاں بھی نہ تھا۔ وہ اللہ کا پیامبر ہے اور اس کی امت کے تمام مرد اس کے بیٹے ہیں، اور وہ اپنے ان بیٹوں پر ان کے صلیبی باپوں سے بھی بڑھ کر، اور کہیں بڑھ کر، شفیع اور مہربان ہوگا اور یہ بیٹے اس کے ادب و احترام کو اپنی جانوں سے بھی زیادہ عزیز

رکھیں گے۔ میدان محشر میں محمد (صلوات اللہ وسلامہ علیہ) اپنا یہ گھرانہ دوسرے گھرانے والوں کو دکھلانے کا اور خوش ہوگا؟ یہ گھرانہ، یہ محمدی گھرانہ قیامت تک آباد رہے گا اور محمد رسول اللہ ﷺ اس کے سرخیل رہیں گے کہ نبوت ان پر ختم ہو چکی، اور نبوت کا وہ حوض کوثر (قرآن) ان کے حصہ میں آچکا جس سے عرفان الہی اور نور ہدایت کے صاف اور شفاف چشمے قیامت تک پھوٹ پھوٹ کر بہتے اور تشنہ کا مان محبت کو سیراب کرتے رہیں۔ گم۔

اس گھرانے والوں کو اللہ تعالیٰ نے یوں روشناس کرایا: ”کنتم خیر امة اخرجت للناس تاملون بالمعروف وتنہون عن المنکر وتؤمنون باللہ (ال عمران)“ ﴿اے پیروان دعوت ایمانی﴾ تم تمام امتوں میں بہتر امت ہو جو لوگوں کی ارشاد و اصلاح کے لئے ظہور میں آئی ہے، تم نیکی کا حکم دینے والے برائی سے روکنے والے اور اللہ پر سچا ایمان رکھنے والے ہو۔ ﴿اسی طرح فرمایا: ”وکنذاک جعلنکم امة وسطا لتکونوا شہداء علی الناس ویكون الرسول علیکم شہیدا (بقرہ)“

اور ﴿اے پیروان دعوت قرآنی﴾ جس طرح یہ بات ہوئی کہ بیت المقدس کی جگہ خانہ کعبہ، قبلہ قرار پایا اسی طرح یہ بات بھی ہوئی کہ ہم نے تمہیں نیک ترین امت ہونے کا درجہ عطا فرمایا، تاکہ تم تمام انسانوں کے لئے سچائی کی شہادت دینے والے ہو اور تمہارے لئے اللہ کا رسول شہادت دینے والا ہو، یعنی تم اللہ کے رسول سے دعوت حق کا پیغام حاصل کرو اور دنیا کی تمام تسلیں اور قویں تم سے حاصل کریں۔

غرض قرآن آخر میں صحیفہ آسمانی اور تمام اگلے صحف آسمانی کی صدائوں اور تعلیموں پر شاہد و حامی اور قیامت تک کے لئے بنی نوع انسان کی ہدایت سعادت کا کفیل آیا، اور محمد رسول اللہ ﷺ کے آخرین پیامبر اور قیامت تک کے لئے تمام جن و بشر کے رہنما، اور تمام عالم کے لئے رحمت، اور تمام نبیوں کے خاتم و سرور آئے، اور امت محمدیہ آخری امت، بہترین امت اور نیک ترین امت آئی۔

اب دیکھو پیر قادیان کس طرح و جمل و فریب کا دام بچھاتے ہیں پہلا حملہ وہ قرآن کے آخریں اور مکمل ترین صحیفہ آسمانی ہونے پر کرتے ہیں اور فرماتے ہیں قرآن کے آچکنے کے بعد بھی رسول و نبی ﷺ اور وحی الہام کی ضرورت باقی رہ گئی تھی۔ مرزا قادیانی کے دعوائے نبوت و رسالت کے معنی سوا اس کے اور کیا ہو سکتے ہیں؟

برادران ملت، اس مقام سے سرسری طور پر نہ گزر جاؤ۔ ٹھہرو اور غور کرو، قرآن نے تصریح فرمائی کہ دین الہی مکمل ہو گیا اور سچائی کی ساری باتیں پوری ہو گئیں۔ اب کسی نئے کلام کا انتظار نہ کرو کہ نعتیں ساری پوری ہو گئیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کتاب اللہ اور میری سنت پر نظر رکھو کبھی جاوہ حق سے نہ بھگو گے کہ باتوں میں سب سے بہتر بات اللہ کی ہے اور راہوں میں سب سے سیدھی اور بے خطر راہ محمد ﷺ کی ہے۔ امت محمدیہ نے اس بات پر اجماع کر لیا۔ مگر مرزا قادیانی نے (حاکم بدین) قرآن کی تکذیب کی، محمد رسول اللہ ﷺ کے فرمانے کو غلط ٹھہرایا، امت محمدیہ کا اجماع برسر خطا بتایا، اور نجات اپنے الہامات کے قبول کرنے پر منحصر بتائی۔ ”تکاد السموت يتفطرن منه وتنشق الارض وتخر الجبال هدا“ قریب ہے کہ اس بات سے آسمان پھٹ جائیں، زمین شق ہو جائے اور پہاڑوں کے پرزے اڑ جائیں۔ ﴿ پھر دیکھو قرآن نے تصریح کی کہ ”محمد اللہ کے رسول ﷺ اور تمام نبیوں کے ختم کرنے والے ہیں۔“ اور اللہ کے پیارے رسول صلوات اللہ وہ سلامہ علیہ نے فحوائے آیہ کریمہ: ”وما انزلنا عليك الكتب الا لتبين لهم (نحل)“ اور اے محمد یہ کتاب (قرآن) تو ہم نے تجھ پر اس غرض سے اتاری ہے کہ تو انہیں صاف صاف بتا دے۔“ قرآن کی اس آیت کی تفسیر فرمائی اور فرمایا: ”فضلت علی الانبياء بست اعطيت جوامع الكلم ونصرت بالرعب واحللت لي الغنائم وجعلت لي الارض مسجدا وطهورا وارسلت الي الخلق كافة وختم بي النبيون (رواہ مسلم ج ۱ ص ۱۹۹ فی الفضائل)“ مجھے تمام نبیوں پر چھ باتوں میں فضیلت عطا ہوئی۔

۱..... مجھے جوامع الکلم عطا ہوئے یعنی مجھے چھوٹے چھوٹے جملوں میں حکمت و دانائی کے دفتر محفوظ کر دینے کی قدرت عطا ہوئی۔

۲..... بیعت حق سے میری نصرت کی گئی۔

۳..... مال غنیمت میرے لئے حلال کر دیا گیا۔

۴..... بسیط ارض میرے لئے مسجد بنا دی گئی اور مٹی سے میرے لئے پاکی حاصل کر لینا یعنی

ضرورت کے وقت تیمم کر لینا جائز قرار دیا گیا۔

۵..... میں تمام عالم کے لئے پیامبر بنا کر بھیجا گیا اور نبیوں کا سلسلہ مجھ پر ختم کر دیا گیا۔

دوسری حدیث میں اللہ کے نبی صلوات اللہ علیہ نے اس آیت کی تفسیر یوں فرمائی: ”ان مثلی ومثل الانبیاء من قبلی کمثل رجل نبی بیتاً فاحسنه واجمله الا موضع لبنة من زاوية فجعل الناس يطوفون به ویعجبون له ویقولون هلا وضعت هذه اللبنة فانما اللبنة وانا خاتم النبیین (رواہ البخاری ج ۱ ص ۵۰۱)“ ”فی کتاب الانبیاء وسلم فی الفضائل واحمد فی مسنده والنسائی والترمذی وفی بعض الفاظه فکنت انا سدت موضع اللبنة وختم بی البنیان وختم بی الرسل هکذا فی الكنز عن ابن عساکر“ اللہ کے رسول نے ایک تمثیل دی، اور اپنا مقام اگلے انبیاء میں یوں سمجھایا کہ کسی نے ایک ایوان تعمیر کیا۔ زیبائی و جمال میں بلند پایہ مگر اس کا کوئی ایک گوشہ ناقص رہا، اور ایک اینٹ اپنی جگہ پر نہ رکھی گئی، لوگوں نے اس محل کو دیکھا، اور اس کی خوبیوں اور رعنائیوں کا اعتراف کیا۔ مگر یہ بھی کہا کہ کاش یہ ایک خشت بھی اپنی جگہ پر رکھ دی گئی ہوتی (تایہ حیرت خانہ زیبائی و جمال اتمام کو پہنچ گیا ہوتا)۔ لوگو یہ خالی جگہ میں نے ہی پر کی اور اب یہ ایوان (نبوت) ہر پہلو سے کامل ہے۔“ لوگو میں نبیوں کا ختم کرنے والا ہوں یا یوں فرمایا کہ رسولوں کا سلسلہ مجھ تک پہنچ کر ختم ہو گیا۔“ (اس حدیث کو امام بخاریؒ نے اپنی جامع میں) امام مسلمؒ نے اپنی صحیح میں اور امام احمدؒ نے اپنی مسند میں روایت کیا ہے نسائی اور ترمذی رحمہما اللہ نے بھی یہ حدیث روایت کی ہے)

تین اور ابن ابی حاتم کی ایک اور روایت میں (نمبر ۳) الا موضع اللبنة فختم بی الانبیاء آیا ہے۔

ایک اور روایت میں ہے: ”ان النبی ﷺ قال انا محمد انا احمد وانا الماحی الذی یحیی اللہ بی الکفر وانا الحاشر الذی یحشر الناس علی عقبی وانا العاقب والعاقب الذی لیس بعده نبی (رواہ البخاری ومسلم)“ ”فرمایا میں محمد ہوں میں احمد ہوں میں مٹانے والا ہوں جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کفر کو مٹائے گا میں اکٹھا کرنے والا ہوں، لوگ میرے ہی بعد میدان محشر میں اکٹھے کئے جائیں گے اور میں ہی سب سے اخیر میں آنے والا ہوں وہ جس کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ (بخاری ومسلم)

(نمبر ۵) ایک اور مقام پر فرمایا: ”دیکھو میری امت میں میں جھوٹے پیدا ہوں گے اور ان میں سے ہر ایک جھوٹا دعوائے نبوت کرے گا۔ مگر دیکھو واقعہ یہ ہے کہ میرے بعد اب کوئی نبی نہ ہوگا کہ مجھ پر نبیوں کا سلسلہ ختم ہو گیا۔ (مسلم)“

(نمبر ۶) ایک دوسرے مقام پر علی مرتضیٰ سے فرمایا: ”علی تمہیں یہ بات خوش نہیں آتی کہ تم میرے ہارون ہو؟“ (پھر دیکھو فوراً ہی غلط فہمیوں کا دروازہ قیامت تک کے لئے مسدود فرما دیا۔) فرمایا ہاں مگر تم ہارون علیہ السلام کی طرح نبی نہیں (اور تم نبی کیونکر ہو سکتے تھے۔) نبوت تو مجھ پر ختم ہوگئی، میرے بعد اب کسی کو نبوت نہ ملے گی۔ (مسلم)

نوٹ..... قارئین کرام یہاں ٹھہر جائیں اور غور کریں۔ موسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام جب کوہ طور پر بلائے گئے، ہارون علیہ السلام کو انہوں نے اپنا نائب و خلیفہ بنا کر پیچھے چھوڑا، یہ بھی نبی تھے مگر مستقل اور صاحب شریعت نبی نہ تھے بلکہ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قبیح تھے اور ان کے امتی رسول اللہ ﷺ نے اس طرح کی غیر مستقل نبوت کے سلسلہ کے متعلق بھی فرما دیا کہ اب وہ بھی منقطع ہے۔ میرے بعد اب کوئی غیر مستقل نبی بھی نہ آئے گا۔ (مستقل اور غیر مستقل کا فرق و امتیاز اور یہ اصطلاح بخیر و ان مرزا کی اختراع ہے۔ شریعت میں ہر نبی مستقل ہے۔ میں نے یہ اصلاح انہیں حضرات کے لئے استعمال کی ہے۔ (مؤلف)

پھر ایک اور حدیث میں آیا: ”یا ایہا الناس انہ لم یبق من النبوة الا المبشرات (رواہ البخاری و مسلم)“ ”لوگو! دیکھو اب نبوت کی باتوں میں سے کوئی بات نہیں رہی۔ ہاں اچھے خواب البتہ باقی ہیں (بخاری و مسلم)۔ ایک اور روایت میں یوں آیا: ”یا ایہا الناس انہ لم یبق من مبشرات النبوة الا الرؤیا الصالحة یراها المسلم او ترى له (رواہ مسلم و النسائی و غیر ہما)“ ”لوگو! دیکھو نبوت کی خبر نیک دینے والی باتوں میں سے اب کوئی ایک بات بھی باقی نہیں رہی۔ ہاں اچھے سنے البتہ باقی رہ گئے ہیں، جو مسلمان دیکھیں گے۔ یا دکھائے جائیں گے (مسلم اور نسائی و غیر ہما) ایک اور آیت میں آیا دیکھو کیسی روشن بات ہے۔ فرمایا: ”ان الرسالة والنبوة قد انقطعت فلا رسول بعدی ولا نبی (رواہ الترمذی ج ۲ ص ۵۲)“ ”وقال هذا حدیث صحیح وقال ابن کثیر اخرجه احمد ایضاً“ ”لوگو! اب اس میں شک نہ کرو کہ نبوت اور رسالت کا دروازہ بند ہو گیا، پس میرے بعد نہ کوئی رسول آئے گا اور نہ کوئی نبی (روایت کی یہ حدیث امام ترمذی نے اور فرمایا یہ حدیث صحیح ہے اور فرمایا حافظ ابن کثیر نے کہ اس روایت کی تخریج امام احمد نے بھی کی ہے۔ اک اور روایت میں ہے: ”وانما آخر الانبیاء وانتم آخر الامم (رواہ ابن ماجہ فی سننہ)“ ”لوگو! میں نبیوں میں آخرین نبی ہوں اور تم آخرین امت۔ (روایت کی یہ حدیث ابن ماجہ نے)“

ایک روایت اور سنئے۔ عمر ایک بار بارگاہ رسالت میں آئے اور کہا: ”اے اللہ کے پیامبر آج میں اپنے ایک قرطبی بھائی سے ملا، انہوں نے توراۃ سے مجھے کچھ حکمت و دانائی کی باتیں لکھ کر دی ہیں۔ اذن ہو تو پیش کروں۔“ سنئے ہی اللہ کے پیامبر کا چہرہ حصہ میں تنہا اٹھا: فرمایا: ”قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے دست قدرت میں محمد کی جان ہے آج تم میں (اللہ کے نبی) موسیٰ آجائیں اور تم ان کے پیرو بن جاؤ، تو بھی تم گمراہ ہو جاؤ گے۔“ اور پھر فرمایا: ”انکم حظی من الامم وانا حظکم من النبیین (رواہ احمد فی مسندہ)“ کذا قال السیوطی فی تفسیرہ: ﴿اے عمر! یقین کرو امتوں میں سے یہ امت یعنی تم میرے حصہ میں آئے ہو اور نبیوں میں سے میں تمہارے حصہ میں آیا ہوں۔﴾

قارئین کرام! آپ نے سن لیں تصریحات ”قائد الانبیاء خاتم المرسلین ﷺ کی؟ اب بھی کوئی شبہ آئیہ کریمہ: ”ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین“ کے صحیح معنی میں باقی ہے؟ مسلمانوں کے لئے تو دم مارنے کی گنجائش نہیں۔

اللہ اللہ، اس صادق مصدق کی حقیقت بین نگاہیں بعد کے پر آشوب زمانوں کے فتنے کو یا ربی العین دیکھ رہی تھیں! ختم نبوت کی حقیقت باہرہ کس کس طرح عریاں وبے نقاب فرمائی ہے۔ ”صلی اللہ علی نبیہ محمد خاتم الانبیاء و آخر المرسلین الذی لا رسول بعده ولا نبی وبارک وسلم“

قارئین کرام! حدیثین اس باب میں حد تو اترو کو پہنچ چکی ہیں، اور امت محمدیہ کا عہد نبوت سے لے کر آج تک، ہر عہد میں اس بات پر قطعی اجماع رہا ہے کہ نبوت عامہ محمدیہ کے بعد اب نبوۃ ورسالت کا دروازہ بند ہے اور اس کا منکر بلا ریب طہ و بے دین ہے۔

مگر دیکھو مرزا غلام احمد نے کس کس طرح قرآن و حدیث کی تکذیب کی ہے کس کس طرح کی جعل و تحریف کا دام بچھایا ہے، کہیں غلطی و بروزی نبی بنے ہیں، کہیں حقیقت محمدیہ کا ظہور بنے ہیں۔ کہیں خود محمد رسول اللہ ﷺ بنے ہیں۔ کہیں ان سے بھی بڑھ کر ہونے کا دعویٰ ہے اور بالآخر ایک مستقل اور صاحب کتاب و شریعت نبی و رسول ہونے کا اعلان ہو گیا؟

دیکھو یہ قادیان کی الحاد طرازیوں دیکھو۔

آنچه دادست هر نبی را جام
داد آن جام را مرابه تمام

جس نے نبیوں کو نبوت کے جام عطا کئے جب میری باری آئی تو اس نے یہ جام
(نبوت) لبا لب مجھے عطا کیا۔ (ملاحظہ ہو نزول المسح ص ۹۹، خزائن ج ۱۸ ص ۳۷۷)

انبیاء گرجہ بودہ اند بسے

من بعرفان نہ کمترم زکے

یوں تو نبی بہت سے گزرے ہیں، مگر عرفان الہی میں میرا مقام کسی نبی سے پست نہیں۔

کم نیم زان ہمہ بروئے یقین

ھر کہ گوید دروغ هست لعین

یقین کرو میں ان (نبیوں) میں سے کسی نبی سے بھی مرتبت میں کم نہیں جھوٹے پر خدا

کی لعنت۔ (ملاحظہ ہو نزول المسح ص ۹۹، خزائن ج ۱۸ ص ۳۷۷)

منم مسج زماں ومنم کلیم خدا

منم محمد واحمد کہ محبتی باشد

ہاں میں کلیم ہوں، میں مسج موعود ہوں، ہاں میں محمد محبتی ہوں، ہاں میں احمد محبتی ہوں۔

(تریاق القلوب ص ۳، خزائن ج ۱۵ ص ۱۳۳)

مرزا قادیانی کی ایک اور عبارت ملاحظہ ہو، دجل و فریب کی انتہا ہے لکھتے ہیں: ”لیکن
اگر کوئی شخص اس خاتم النبیین میں ایسا کم ہو کہ باعث نہایت اتحاد اور نفی غیرت کے اسی کا نام
پالیا ہو اور صاف آئینہ کی طرح محمدی چہرہ کا انعکاس ہو گیا ہو۔ (اپنی جانب اشارہ ہو رہا ہے۔
مؤلف) تو وہ بغیر مہر توڑنے کے نبی کہلائے گا کیونکہ وہ محمد ہے گو ظلی طور پر پس باوجود اس شخص کے
دعوے نبوت کے جس کا نام ظلی طور پر محمد اور احمد رکھا گیا ہے۔ (اپنی جانب اشارہ ہو رہا ہے۔
مؤلف) پھر بھی سیدنا محمد ﷺ خاتم النبیین ہی رہا، کیونکہ یہ محمد ثانی (خود مرزا قادیانی) اسی محمد ﷺ
کی تصویر اور اسی کا نام ہے۔“ (ملاحظہ ہو ایک ظلی کا ازالہ ص ۳، خزائن ج ۱۸ ص ۲۰۹) اے غلامان محمد،
اے شہنشاہ کونین کے غلامی پر ناز کرینوالو، اور اے تاجدار مدینہ کے نام پاک پر نقد جاں نچھاور
کرنے والو، سنتے ہو، اس مغل زادہ قادیان کا چہرہ، صاحب الغنی کے چہرہ پر نور کا عکس ہے؟ یہ مغل
زادہ قادیان صاحب ”ذنی فتدلی فکان قاب قوسین او ادنی“ کی تصویر ہے! ہاں یہ
مغل زادہ قادیان محمد ثانی ہے۔

آہ، دور نہیں کہ سات آسمان زمین پر آرہیں، زمین کا کلیجہ پھٹ جائے، پہاڑ چور چور ہو جائیں۔ مرزا کی عبارتیں نقل کرتے قلم حرا تاتا ہے۔ مگر حقیقت منصفہ شہود پر کیو تکر آئے گی۔

ایک اور عبارت سنو، ارشاد ہوتا ہے: ”ما سوا اس کے یہ بھی تو سمجھو کہ شریعت کیا چیز ہے؟ جس نے اپنی وحی کے ذریعہ چند امر اور نئی بیان کئے اور اپنی امت کے لئے ایک قانون مقرر کیا وہی صاحب الشریعت ہو گیا۔ پس اس تعریف کی رو سے بھی ہمارے مخالف طوم ہیں۔ (دم نہیں مار سکتے۔ مؤلف) کیونکہ میری وحی میں امر بھی ہیں اور نئی بھی، مثلاً یہ الہام قل للمؤمنین یغضوا من ابصارہم ویحفظوا فروجہم ذلک ازکھن لہم یہ براہین احمدیہ میں درج ہے اور اس میں امر بھی ہے اور نئی بھی اور اس پر تیس برس کی مدت بھی گزر گئی اور ایسا ہی اب تک میری وحی میں امر بھی ہوتے ہیں اور نئی بھی (اس پر سوال پیدا ہوا کہ مرزا قادیانی یہ تو قرآن مجید کی آیتیں ہیں اور تیرہ سو پچاس برس ہوئے کہ خاتم المرسلین محمد رسول اللہ ﷺ پر نازل ہوئیں۔ تو مرزا قادیانی جواب میں گوہر فشاں ہوتے ہیں۔ مؤلف) اور کہو کہ شریعت سے وہ شریعت مراد ہے جس میں نئے احکام ہوں تو یہ باطل ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ان هذا لغی الصحف الاولیٰ صحف ابراہیم وموسىٰ (یعنی قرآنی تعلیم تو ریت میں بھی موجود ہے۔) اور اگر یہ کہو کہ شریعت وہ ہے جس میں باستیفاء (تمام مؤلف) امر و نئی کا ذکر ہو تو یہ بھی باطل ہے کیونکہ اگر تو ریت یا قرآن شریف میں باستیفاء احکام شریعت کا ذکر ہوتا تو پھر اجتہاد کی ضرورت نہ رہتی۔“

(اربعین نمبر ۴ ص ۶، خزائن ج ۷ ص ۴۳۵)

اسی مقام پر مرزا قادیانی فٹ لوٹ میں فرماتے ہیں: ”اب دیکھو خدا نے میری وحی اور میری بیعت کو لوح کی کشتی قرار دیا اور تمام انسانوں کے لئے اس کو مدار نجات ٹھہرایا جس کی آنکھیں ہوں دیکھے اور جس کے کان ہوں سنے۔“ (اربعین نمبر ۴ ص ۶، خزائن ج ۷ ص ۴۳۵ حاشیہ) قارئین! اب کیا باقی رہا؟ مرزا قادیانی نبی ہیں، رسول ہیں، دارائے شریعت ہیں، صاحب امت ہیں، ان پر ایمان لے آنا مدار نجات ہے، قرآن کا محمد رسول اللہ ﷺ کی نسبت ”ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین“ فرمانا (حاکم بدین) غلط، رسول اللہ ﷺ کا اپنی نسبت ختم بی النبیین و ختم بی الرسل فرمانا (نعوذ باللہ) خطا، امت محمدیہ کا اس معنی میں ختم نبوت کے عقیدہ پر عہد نبوت سے لے کر آج تک اجماع، (نعوذ باللہ من ذلک) ایک مگر اسی ہے۔ محمد رسول اللہ ﷺ نے قرآن کی غلط تفسیر فرمائی (معاذ اللہ) خلفائے راشدین

مہدیین، آل بیت رسول، صحابہ کرام، آئمہ دین، علمائے امت، غرض سب نے (عیاذ باللہ) قرآن غلط سمجھا قرآن کے اسرار اگر کسی پر کھلے تو مرزا قادیانی اور ان کے صحابیوں پر کھلے، ورنہ تیرہ سو پچاس برس تک یہ کتاب ایک چیتان بنی رہی۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ

قارئین اب یہ مرتع کفر والحاد نہیں تو اور کیا ہے؟ یہ کھلی کھلی بے دینی اور شریعت محمدیہ کے ساتھ تمسخر نہیں تو اور کیا ہے؟ یہ مسلمانوں کے خدا، ان کے رسول، ان کے قرآن، ان کے خلفاء ان کے آئمہ اور ان کے علماء کی خاک اڑانا نہیں تو اور کیا ہے؟

رسول اللہ ﷺ فرمائیں ”انکم حظی من الامم وانا حظکم من النبیین“ لا نبی بعدی ولا امة بعد امتی، انا اخر الانبیاء وانتم آخر الامم۔
مرزا غلام قادیانی کہیں نہیں آخریں امت میری امت ہے۔

رسول اللہ ﷺ کی شریعت میں ”رضیت باللہ ربا و بالاسلام دینا و بمحمد نبیا“ پر ایمان و عمل نجات کے لئے کافی ٹھہرے۔ مرزا غلام قادیانی کہیں۔ کہیں اس بھروسہ میں نہ رہتا، میری بیعت تمام انسانوں کے لئے مدار نجات ٹھہری ہے۔ جو مجھ پر ایمان نہیں لاتا وہ نجات کی بھی امید نہ رکھے۔ معاذ اللہ!

مسلمانوں، بتاؤ یہ شہنشاہ کونین ﷺ کے خلاف کھلی کھلی بغاوت کا اعلان نہیں تو اور کیا ہے؟

اے خاصہ خاصان رسل وقت دعا ہے	امت پہ تری آ کے عجب وقت پڑے ہے
جو دین بڑی شان سے نکلا تھا وطن سے	پردیں میں وہ آج غریب الغریام ہے
جس دین کی مدعو تھے کبھی قیصر و کسریٰ	خود آج وہ مہمان سرائے فہراء ہے
وہ دین ہوئی بزم جہاں جس سے چراغاں	اب اس کی مجال میں نہ بقی نہ دیا ہے

ربنا افتح بیننا و بین قومنا بالحق وانک خیر الفاتحین و آخر

دعونا ان الحمد لله رب العالمین۔ ۲۹ جمادی الاولیٰ ۱۳۵۲ھ

۱۔ اخراج احمد فی مسند ذکرہ السیوطی فی تفسیرہ۔

۲۔ اخراج الکنتی فی دلائل القیود ذکرہ الحافظ ابن کثیر

۳۔ اخراج ابن ماجہ فی سننہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

انجمن اشاعت الاسلام بنارس کاٹریکٹ نمبر ۴

سیکرٹری انجمن اشاعت الاسلام بنارس

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد لله وحده، والصلاة والسلام على من لا نبي بعده وعلى آله واصحابه الذين ضدقوا وعيده ووعده اما بعد!

مسلمان بھائیو! مرزا قادیانی نے جن امور میں امت مسلمہ سے تفرّد کیا ہے انہیں کئی مہینوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔ جو متفاوتاً مختلف رسالوں (ٹریکٹس) کی صورتوں میں آپ کے سامنے پیش کئے جائیں گے۔ انشاء اللہ العزیز۔ آج ہم آپ کے سامنے ایک ایسا امر پیش کرتے ہیں جو مؤثر اور فیصلہ کن ہے۔ بقولے!

بس اک نگاہ پہ ٹھہرا ہے فیصلہ دل کا

اور وہ مرزا قادیانی کا وہ آخری فیصلہ ہے۔ جو بصورت اشتہار اخبار الحکم قادیان ۷ مارچ ۱۹۰۷ء و اخبار البدیع قادیان ۱۸ مارچ ۱۹۰۷ء میں شائع ہوا جو درج ذیل ہے۔

اعلام..... اس سے پیشتر کہ ہم اس اشتہار کو نقل کریں۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ پہلے ہم وہ تعلق بتائیں جو مرزا قادیانی اور مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسری کے مابین تھا، جس سے آپ کو وہ وجہ معلوم ہو جائے گی جس وجہ سے مرزا قادیانی نے بڑے الحاح و زاری سے اپنی آخری دعا شائع کی۔ (مرزا قادیانی تتر حقیقت النوی ص ۳۰، خزائن ج ۲۲ ص ۳۶۲) میں لکھتے ہیں: ”مولوی ثناء اللہ صاحب دوسرے علماء سے تو چین میں بڑھے ہوئے ہیں۔“

اس سے معلوم ہوا کہ مرزا قادیانی بہ نسبت دیگر علماء کے مولانا ثناء اللہ صاحب کو اپنا سب سے زیادہ مخالف اور بڑا دشمن سمجھتے تھے۔ اس لئے مرزا قادیانی مولانا محمود کو سب سے زیادہ برائی سے یاد کرتے تھے۔ مرزا قادیانی نے اپنی کتاب (مواہب الرحمن) ص ۱۰۹، خزائن ج ۱۹ ص ۳۲۹ پر مولانا امرتسری کو دجال کے لفظ سے یاد کیا ہے۔ (ضمیمہ انجام آقہم ص ۲۵، خزائن ج ۱۱ ص ۳۰۹) پر مولانا امرتسری کی شان میں لکھا۔ ”کتوں کی طرح جھوٹ کا مردار کھا رہے ہیں۔“ پھر خود ہی جھوٹ کا مردار یوں کھایا کہ (اعجاز احمدی کے ص ۲۳، خزائن ج ۱۹ ص ۱۳۲) پر لکھ مارا۔

”مولوی ثناء اللہ دودو آنے کے لئے در بدر خراب ہوتے پھرتے ہیں اور خدا کا قہر نازل ہے اور مردوں کے کفن یا وعظ کے پیسوں پر گزارہ ہے۔“ حالانکہ مولانا امرتسری کے موافقین

و مخالفین سب جانتے ہیں کہ مرزا قادیانی کا یہ بیان محض دروغ بے فروغ ہے۔ صداقت کا اس میں کہیں اتہ پتہ بھی نہیں ہے۔ مولانا امرتسری تو کسی مسجد کے امام بھی نہیں ہیں۔ ان کا گزارہ ان کی وسیع تجارت، اور مختلف مکانوں کے کرایہ کی آمدنی پر ہے۔ نہ مردوں کے کفن یا وعظ کے پیسوں پر۔ اس ایک بات سے ہی مرزا قادیانی کی صداقت آشکارا ہو جاتی ہے۔ جیسا کہ خود ہی (پیشہ معرفت ص ۲۲۲، خزائن ج ۲۳ ص ۲۳۶) پر لکھ گئے ہیں۔

”جب ایک بات میں کوئی جموٹا ثابت ہو جائے تو پھر دوسری باتوں پر بھی اعتبار نہیں رہتا۔“ نیز (تحریر حقیقت الوحی ص ۲۶، خزائن ج ۲۳ ص ۳۵۹) میں لکھتے ہیں: ”جموٹ ہونے سے بدتر دنیا میں اور کوئی برا کام نہیں۔“

ایک اور سبب

مولانا ثناء اللہ صاحب سے مخالفت عظیم کا ایک اور بھی سبب ہے۔ وہ یہ ہے کہ مولانا صاحب نے مرزا قادیانی کی ایک پیشین گوئی اپنے عمل سے جموٹی کر دی۔ تفصیل اس ابطال کی یہ ہے کہ مرزا قادیانی نے اسے رسالہ (اعجاز احمدی ص ۱۱، خزائن ج ۱۹ ص ۱۱۷، ۱۱۸) میں لکھا تھا: ”اگر یہ (مولانا ثناء اللہ) سچے ہیں تو قادیان میں آ کر کسی پیشین گوئی کو جموٹی ثابت کریں۔“ واضح رہے کہ مولوی ثناء اللہ، قادیان میں تمام پیشین گوئیوں کی پڑتال کے لئے میرے پاس ہرگز نہیں آئیں گے۔“ (اعجاز احمدی ص ۳۷، خزائن ج ۱۹ ص ۱۳۸)

مولانا ثناء اللہ صاحب نے مرزا قادیانی کی اس پیشین گوئی کو یوں جموٹا ثابت کر دیا کہ آپ ۱۰ جنوری ۱۹۰۳ء کو قادیان جادھمکے اور مرزا قادیانی کو لکارا کہ لو میں آ گیا ہوں! میں مجمع میں تمہاری تمام پیشین گوئیوں کی حقیقت ظاہر کروں گا مجھے وقت اور اجازت دو۔ (ناظرین مولانا امرتسری کے پورے خط کو مولانا ممدوح کی کتاب ”تاریخ مرزا“ کے ص ۵۵ پر ملاحظہ فرمائیں)

(”تاریخ مرزا“ نامی مولانا ثناء اللہ امرتسری کی کتاب احتساب قادیانیت جلد ۸ ص ۵۲۲ تا ۵۲۳ پر شائع ہو چکی ہے۔ فلاح اللہ امرتب)

مرزا قادیانی نے جواب میں ایک طویل خط لکھا کہ ”میں خدا تعالیٰ سے قطعی عہد کر چکا ہوں کہ لوگوں سے مباحثات ہرگز نہ کروں گا۔ آپ زبانی بولنے کے مجاز نہ ہوں گے۔ صرف ایک سطر یا دو سطر تحریر کروں گے۔ آپ اس کو سنا نہ سکیں گے ہم خود پڑھ لیں گے۔ تین گھنٹہ تک میں جواب دوں گا، وغیرہ۔ مولانا امرتسری نے جواب دیا کہ آپ کی شرطیں منظور۔ مگر میں اپنی دو تین سطریں کھڑا ہو کر مجمع میں سناؤں گا اور ہر گھنٹہ پر ۵۵ منٹ تک آپ کے جواب کی نسبت اپنی رائے کا اظہار کروں گا۔ اس کا جواب مرزا قادیانی نے مولوی محمد احسن امروہی کے قلم سے لکھوا کر یہ بھیجوا دیا کہ آپ مناظرہ چاہتے ہیں اور مرزا قادیانی خدا سے عہد کر چکے ہیں کہ وہ مناظرہ نہ کریں گے..... الخ۔ اب کیا تھا۔

آغا کو کچھ کر ساری فارسی بھول گئی۔

بس ہو چکی نماز مصلے اٹھائیے

مولانا امرتسری یہ مصرع پڑھنے ہوئے قادیان سے واپس چلے آئے۔

ہمہ شوق آمدہ بودم ہمہ حرمان رفتم

مرزا قادیانی نے مولانا ثناء اللہ کے قادیان پہنچنے کا اقرار (مواہب الرحمن کے ص ۱۰۹،

خزان ج ۱۹ ص ۳۲۹) پر کیا ہے لکھتے ہیں: ما کتبنا الی ثناء اللہ امرتسری اذ جاء قادیان

وکان هذا عاشر شوال..... الخ یعنی مولانا ثناء اللہ صاحب دسویں شوال کو قادیان آئے

تھے۔ مرزا قادیانی کی جب ایسی ڈلتیں ہوئیں تو آخر کو یہ دعائیں کر دی۔

مولوی ثناء اللہ صاحب کے ساتھ آخری فیصلہ

بسم الله الرحمن الرحيم، نحمده ونصلی علی رسولہ الکریم۔

یتسببونک احق هو قل ای وریب انہ لحق

بخدمت مولوی ثناء اللہ صاحب السلام علی من اتبع الهدی مدت سے آپ کے پرچہ

۱۔ کتاب انجام انعم کے آخری صفحہ پر جو لکھا ہے عز منان لا نخطب العلمہ

..... الخ اسی کی طرف اشارہ ہے۔

المحدیث میں میری تکذیب اور تقسین کا سلسلہ جاری ہے ہمیشہ مجھے آپ اپنے اس پرچہ میں مردود، کذاب، دجال، مفسد کے نام سے منسوب کرتے ہیں اور دنیا میں میری نسبت شہرت دیتے ہیں کہ یہ شخص مفتری اور کذاب اور دجال ہے اور اس شخص کا دعوائے مسیح موعود ہونے کا سراسر افتراء ہے میں نے آپ سے بہت دکھ اٹھایا اور صبر کرتا رہا مگر چونکہ میں دیکھتا ہوں کہ میں حق کے پھیلانے کے لئے مامور ہوں اور آپ بہت سے افتراء میرے پر کر کے دنیا کو میری طرف آنے سے روکتے ہیں اور مجھے ان گالیوں، ان جہتوں اور ان الفاظ سے یاد کرتے ہیں کہ جن سے بڑھ کر کوئی لفظ سخت نہیں ہو سکتا۔

اگر میں ایسا ہی کذاب ہوں جیسا کہ اکثر اوقات آپ اپنے ہر ایک پرچہ میں مجھے یاد کرتے ہیں تو میں آپ کی زندگی میں ہی ہلاک ہو جاؤں گا کیونکہ میں جانتا ہوں کہ مفسد اور کذاب کی بہت عمر نہیں ہوتی اور آخر وہ ذلت اور حسرت کے ساتھ اپنے اشد دشمنوں کی زندگی میں ہی ناکام ہلاک ہو جاتے ہیں اور اس کا ہلاک ہونا ہی بہتر ہے۔ تاکہ خدا کے بندوں کو تباہ نہ کرے اور اگر میں کذاب اور مفتری نہیں ہوں اور خدا کے مکالمہ اور مخاطبہ سے مشرف ہوں اور مسیح موعود ہوں تو میں خدا کے فضل سے امید رکھتا ہوں کہ آپ سنت اللہ کے موافق کذبین کی سزاء سے نہیں بچیں گے۔ پس اگر وہ سزا جو انسان کے ہاتھوں سے نہیں بلکہ محض خدا کے ہاتھوں سے ہے۔ جیسے طاعون، ہیضہ وغیرہ مہلک بیماریاں آپ پر میری زندگی میں ہی وارد نہ ہوئیں تو میں خدا کی طرف سے نہیں یہ کسی الہام یا وحی کی بناء پر چٹین کوئی نہیں بلکہ محض دعا کے طور پر میں نے خدا سے یہ فیصلہ چاہا ہے اور میں خدا سے دعا کرتا ہوں کہ اے میرے مالک یسیر و تدبیر جو عظیم و خیر ہے جو میرے دل کے حالات سے واقف ہے۔ اگر یہ دعویٰ مسیح موعود ہونے کا محض میرے نفس کا افتراء ہے اور میں تیری نظر میں مفسد اور کذاب ہوں اور دن رات افتراء کرتا میرا کام ہے تو اے میرے پیارے مالک میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کی زندگی میں مجھے ہلاک کر اور میری موت سے ان کو اور ان کی جماعت کو خوش کر دے۔ آمین۔

مگر اے میرے کامل اور صادق خدا اگر مولوی ثناء اللہ ان جہتوں میں جو مجھ پر لگاتا ہے

حق پر نہیں تو میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ میری زندگی میں ہی ان کو نابود کر کر
نہ انسانی ہاتھوں سے بلکہ طاعون و ہیضہ وغیرہ امراض پہلکے سے بجز اس صورت کہ کھلے طود پر
میرے روبرو اور میری بیجاغت کے سامنے ان تمام گالیوں اور بدزبانوں سے توبہ کرے جن کو وہ
فرض مضہی سمجھ کر ہمیشہ مجھے دکھ دیتا ہے۔ آمین یا رب العالمین۔

میں ان کے ہاتھوں سے بہت ستایا گیا اور صبر کرتا رہا مگر اب میں دیکھتا ہوں کہ ان کی بد
زبانی حد سے گزر گئی۔ وہ مجھے ان چوروں اور ڈاکوؤں سے بھی بدتر جانتے ہیں۔ جن کا وجود دنیا کے
لئے سخت نقصان رساں ہوتا ہے اور انہوں نے ان ہتھوں اور بدزبانوں میں آیت: لا تقف ما
لیس لك به علم پر بھی عمل نہیں کیا اور تمام دنیا سے مجھے بدتر سمجھ لیا اور دور دور ملکوں تک میری
نسبت یہ پھیلا دیا کہ یہ شخص درحقیقت مفید اور فحک اور دکا مدار اور کذاب اور مفتری اور نہایت
درجہ کا بد آدمی ہے، سو اگر ایسے کلمات حق کے طالبوں پر بد اثر نہ ڈالتے ہیں تو میں ان ہتھوں پر صبر
کرتا مگر دیکھتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ انہی ہتھوں کے ڈر لینے سے میرے سلسلہ کو نابود کرنا چاہتا ہے
اور اس عمارت کو منہدم کرنا چاہتا ہے جو تو نے میرے آقا اور میرے پیچھے والے اپنے ہاتھ سے بنائی
ہے۔ اس لئے اب میں تیرے ہی تقدس اور رحمت کا دامن پکڑ کر تیری جناب میں التجی ہوں کہ مجھ
میں اور ثناء اللہ میں سچا فیصلہ فرما اور جو تیری نگاہ میں حقیقت میں مفید اور کذاب ہے اس کو صادق کی
زندگی میں ہی دنیا سے اٹھالے یا کسی اور نہایت سخت آفت میں جو موت کے برابر ہو جلا کر۔ اے
میرے پیارے مالک تو ایسا ہی کر۔ آمین ثم آمین۔

ربنا فتح بیننا و بین قومنا بالحق و انت خیر الفاتحین آمین بالآخر مولوی صاحب سے التماس
ہے کہ وہ میرے اس مضمون کو اپنے پرچہ میں چھاپ دیں اور جو چاہیں اس کے نیچے لکھ دیں۔ اب
فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے۔

الرقم عبداللہ الصمد مرزا غلام احمد مسیح موعود عاقلہ اللہ وایہ ہر قوم کم ربیع الاول ۱۳۲۵ھ ۱۵ مارچ ۱۹۰۷ء
(مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۵۷۸، ۵۷۹)

ناظرین! آپ نے مضمون اشتہار ملاحظہ فرمایا اب آپ منتظر ہوں گے کہ اس کا انجام

معلوم کریں تو سنئے کہ مرزا قادیانی ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء مطابق ۲۳ ربیع الآخر ۱۳۲۶ء یوم سہ شنبہ کو ہینہ کی بیماری میں لاہور میں مر گئے۔ فقط دابر القوم الذین مظلّموا الحمد للہ رب العالمین لکھا تھا کاذب مرے کا بیشتر، کذب میں سچا تھا پہلے مر گیا۔

اشتہار مذکور پر انعامی مباحثہ

قد رت الہیہ سے جب حق و باطل کا فیصلہ ہو گیا تو قادیانوں نے، ہاں! ان لوگوں نے جو مرزا قادیانی کو ملیم اور مامور من اللہ کہتے تھے یہ راگ الاپنا شروع کیا کہ ”مرزا قادیانی نے اشتہار مذکور بحکم الہی نہیں لکھا نہ اس کی قبولیت کا منجاب اللہ کوئی وعدہ تھا۔“ حتیٰ کہ مرزائیوں نے اس پر مباحثہ کا چیلنج بھی دے دیا۔ مولانا ثناء اللہ صاحب نے اس چیلنج کو قبول کر لیا اور لدھیانہ میں مباحثہ قرار پا گیا۔ یہ وہی لدھیانہ تھا جس کی بابت مرزا قادیانی نے فرمایا تھا کہ: ”حدیث میں باب لد پر دجال کا متحول ہونا جو مذکور ہے اس لد سے مراد لدھیانہ ہے۔“

(حاشیہ الہدیٰ ص ۹۱، جزائن ج ۱ ص ۳۳۱)

دیکھو اس لدھیانہ میں دجال حال کیسے قفل ہوا کہ دلائل مرزائیہ کی گردن توڑ دی گئی اور مبلغ تین سو روپیہ تاوان کے طور پر بھر گئے۔ تفصیل اس اجمال کی یوں ہے کہ مباحثہ کی شرطیں طے ہوئیں آخری شرط یہ تھی کہ اگر فیصلہ مدعی کے حق میں ہو تو مدعا علیہ مدعی کو تین سو روپیہ کی رقم بطور تاوان یا انعام کے دے گا۔ چنانچہ ۱۷ اپریل ۱۹۱۲ء کو مباحثہ شروع ہوا۔ ۲۱ مارچ ۱۹۱۲ء کو بوقت شام سردار بجن سنگھ صاحب گورنمنٹ پلیدر نے جو مسلم الطرفین ثالث تھے اپنا فیصلہ سنا دیا جس کا خلاصہ یہ ہے کہ: ”مرزا قادیانی کا اشتہار مذکور بحکم خداوندی تھا اور خدا نے یہ دعا قبول فرمائی۔“

مرزائیوں کو حسب اقرار طوعاً و کرہاً مبلغ تین سو روپیہ کی رقم بھرنی پڑی اور مولانا ثناء اللہ صاحب فاتح و منصور، سالم و عاقم ہو کر خوش خوش واپس ہوئے اور ہندوستان کے مسلمانوں نے آپ کو فاتح قادیان کا لقب دیا (اس مناظرہ کی تفصیل رسالہ فاتح قادیان میں پڑھو)

(نوٹ: یہ رسالہ ”فاتح قادیان“ احتساب قادیانیت کی جلد ۸ صفحہ ۱۹۹ سے ۲۶۶ پر)

شائع ہو چکا ہے۔ فلحمد للہ! مغرب)

قابل غور

مسلمانوں اور مرزائیوں کے مسلم ثالث نے بھی فریقین کی بحثوں کو سن کر فیصلہ کر دیا۔ تو اب کونا حیلہ باقی رہ گیا؟ کوئی حجت باقی رہ گئی کہ اشتہار مذکورہ کو فیصلہ کن قرار نہ دیا جائے؟ لیکن بقول:

مرزائی آں باشد کہ چپ نشود

قادیانی اور لاہوری دونوں پارٹیاں اب تک یہی راگ الاپ رہی ہیں کہ دعائے مذکور بحکم الہی نہ تھی اور طرح طرح کے عذر اور بہانے کرتے ہیں اور اپنی زبان سے مولانا امرتسری قاضی قادیان کی شان والا شان میں کلمات ناشائستہ نکالتے ہیں۔ مع فرمایا ہمارے منبر محمد ﷺ نے اذا لم تستحی فاصنع ما شئت۔ یعنی جب شرم اٹھ گئی تو جودل چاہے کرو۔ لاہوری ٹریکٹ

قادیانی تو مرغنہ کی ایک ٹانگ کی صدا لگا ہی رہے تھے۔ لاہوری بیٹائی بھی ان کے ہم نوا ہو گئے اور ایک چودہ شائع کر دیا جس میں بڑا زور اس امر پر دیا گیا ہے کہ ۱۵ اپریل والا اشتہار ایک دعائے مباہلہ تھا (ص ۸، مجموعہ اشتہارات ص ۵۷۹، ج ۲، حصہ ۱) (اس مباہلہ کی حقیقت آگے چل کر ظاہر ہوگی)۔ ہمارے اس انجمن مرزائیہ نے بھی اس لاہوری چودہ کو شہر میں تقسیم کیا ہے۔ اس لمبی چوڑی تحریر (جو آٹھ صفحوں میں ختم ہوئی ہے) کی جان یا خلاصہ ہم اپنے لفظوں میں نہیں بتاتے بلکہ ٹریکٹ مذکورہ سے نقل کرتے ہیں جو یہ ہے: ”مندرجہ بالا تحریر سے ثابت ہے کہ اشتہار ۱۵ اپریل ۱۹۰۷ء ایک دعائے مباہلہ تھا۔“ (ص ۸) اتنی سی بات تھی جسے افسانہ کر دیا۔ اب ہمارا فرض تو اتنا ہی رہ جاتا ہے کہ ہم بدلائل یہ ثابت کر دیں کہ دعائے مرزا دعاء مباہلہ تھی۔ لیکن ہم اتنا ہی نہ کریں گے بلکہ ان تمام عذرات کی بدلائل ساطعہ تردید کریں گے۔ جنہیں عام طور سے مرزائیوں کی کل پارٹیاں پیش کرتی ہیں تاکہ عام مسلمانوں کو آفتاب شہر کی طرح واضح ہو جائے کہ مرزا قادیانی کی دعا منجانب اللہ تھی جو قبول ہوئی اور حق و باطل کا فیصلہ ہو گیا اور مرزائیوں کے اعذار یکسر غلط اور باطل ہیں۔ بعون اللہ وصونہ وتوفیقہ وتوفیقہ

اعذار خمسہ

عذر اول

مولوی ثناء اللہ صاحب نے اس دعا کو منظور ہی نہیں کیا، چنانچہ اخبار الہمدیٹ ۲۶ اپریل ۱۹۰۷ء میں صاف صاف لکھ دیا ہے کہ: ”یہ تحریر تمہاری مجھے منظور نہیں نہ کوئی دانا اسے منظور کر سکتا ہے۔“

جواب (۱)..... اشتہار مذکورہ سے صاف ظاہر ہے کہ مرزا قادیانی بحیثیت مظلوم کے دعا کر رہے ہیں ان کے الفاظ ہیں۔ ”میں ان کے ہاتھوں سے بہت ستایا گیا۔“ لیکن کیا مظلوم کی دعا کی قبولیت کے لئے ظالم کی رضا بھی شرط ہے؟ کیا پیغمبر صادقؐ آج بھی محمد مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو بددعا ابوجہل وغیرہ کے لئے فرمائی تھی۔ اللہم علیک یاہی جہل بن ہشام..... الخ سے ابوجہل وغیرہ نے منظور کر لیا تھا؟ کیا موسیٰ علیہ السلام نے فرعونوں کے حق میں جو بددعا کی تھی۔ ”ربنا اطمس علی اموالہم واشدد علی قلوبہم (ہود: ۸۸)“ اسے فرعون اور اس کے اتباع نے منظور کر لیا تھا۔ کیا لوط علیہ السلام نے جو دعا مانگی تھی۔ ”رب لا تذر علی الارض من الکافرین دیارا (نوح: ۲۶)“ اس دعا کے لئے کفار نے منظوری دے دی تھی؟ ہرگز نہیں معلوم ہوا کہ پیغمبر کی دعا کی قبولیت اس کے دشمن کی منظوری پر موقوف نہیں ہوتی اور نہ آج تک کوئی اس کا قائل ہوا۔

یہ تیرے زمانہ میں دستور نکلا

۲..... خود مرزا قادیانی نے اپنی دعا مولانا ثناء اللہ صاحب کی منظوری پر موقوف نہیں رکھی، بلکہ اپنے اشتہار میں صاف صاف لکھ دیا ہے کہ: ”بالآخر مولوی قادیانی سے التماس ہے کہ وہ میرے اس مضمون کو اپنے پرچہ میں چھاپ دیں اور جو چاہیں اس کے نیچے لکھ دیں۔ اب فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے۔“

نیز اشتہار کے اوپر جو قرآن مجید کی آیت لکھی ہے ”ولیس تنبئونک احق ہو قل ای وربی انہ لحق (یونس: ۵۳)“ اس سے دعائے مرزا قادیانی کا فیصلہ کن ہونا اور خدا کی طرف سے حق ہونا صاف ظاہر ہے۔ ترجمہ آیت کا یہ ہے ”لوگ تمھ سے پوچھتے ہیں کہ آیا یہ بات حق ہے؟ کہہ دے کہ تم میرے رب کی ضرور ضرور وہ حق ہے۔“ اسی طرح اشتہار کے آخر میں حضرت شعیبؑ والی دعا لکھی ہے۔ ”ربنا افتح بیننا و بین قومنا بالحق وانت خیر

الصفات الحین (اعراف: ۸۹) ”یہ دعا الٰہی حق اور الٰہی باطل میں فیصلہ ہو جانے کے لئے مرزا قادیانی نے تحریر فرمائی تھی پس خدا نے فیصلہ کر دیا۔ مولانا ثناء اللہ صاحب خواہ منظور کریں یا نہ کریں اور جب مولانا انجیر تری (جو مرزا قادیانی کے مد مقابل اور اشد دشمن تھے) کی عدم منظوری کو اس دعا میں مطلق دلائل نہیں ہے تو نائب الٰہی صاحب کا کچھ لکھ دینا یا حکیم محمد دین امرتسری کا اشتہار شائع کرنا اس فیصلہ الٰہی میں کیا دلائل انداز ہو سکتا ہے؟

۳..... اب ہم مرزا قادیانی کی تحریر سے ثابت کر دیتے ہیں کہ دعائے مذکور الٰہی کی تحریک سے کی گئی تھی اور فیصلہ اسی دعا پر موقوف تھا۔ مرزا قادیانی نے اشتہار ۱۵ مارچ ۱۸۹۷ء والے کے شائع کرنے کے تقریباً ڈیڑھ مہینہ بعد مولانا ثناء اللہ صاحب کو ایک خط بھجوایا تھا اور اسے اخبار بدر ۱۳ جون ۱۹۰۷ء میں شائع بھی کر دیا تھا اس میں مرقوم تھا:

”شیت ایزدی نے حضرت جبرائیل (مرزا قادیانی) کے قلب میں ایک دعا کی تحریک کر کے فیصلہ کا اور طریق اختیار کیا۔ (ص ۲۲ کا لم ۱)

معلوم ہوا کہ مولانا ثناء اللہ صاحب کا اپنی عدم منظوری کا اعلان فضول ثابت ہوا۔ ان کی عدم منظوری سے دعائے مرزا منسوخ نہیں ہوئی۔ بلکہ فیصلہ کا یہ جدید طریق قائم رہا۔

ازالہ شبہ

بعض مرزائیوں نے اس پر یہ شبہ بھی وارد کیا ہے کہ شیت رضا کو تسلیم نہیں دیتی۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اس کلیہ کو غیرہدوں سے بھی متعلق ماننا صحیح نہیں۔ شیت الٰہی جو انبیاء سے متعلق ہوتی ہے وہ اس شیت کے ہم مثل نہیں ہوتی جس کا تعلق دیگر خلایق سے ہوتا ہے۔ جس طرح انبیاء کے خواب دوسرے لوگوں کے خواب کی مثل نہیں ہوتے پر صو آیات قرآنیہ ”قل لوشاء اللہ ما تلوتہ علیکم (یونس: ۱۶) ولو نشاء لآینفکھم (محمد: ۳۰) لتدخلن المسجد الحرام ان شاء اللہ (فتح: ۲۷)“

کار ہا کان راقیاس از خود مگیر

گرجہ باشد در نوشتن شیر و شیر

دوسرا عذر

اشتہار مذکور میں تو صرف دعا کا ذکر ہے قبولیت دعا کا اس میں کوئی ذکر نہیں ہے۔ پس نہیں کہا جاسکتا کہ دعائے مذکور قبول بھی ہوگئی۔

جواب:..... مرزا قادیانی کو بہت پہلے سے یہ الہام ہو چکا ہے: ”اجیب کل دعاک

(تزیان القلوب ص ۳۸، خزائن ج ۱۵ ص ۲۱۰) ”خداے تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ اے مرزا میں تیری تمام دعائیں قبول کروں گا۔ ان تمام دعاؤں میں مرزا قادیانی کی یہ دعا بھی داخل ہے جو حسب وعدہ الہی مقبول ہوگی۔

۲..... ریو یو آف ریلجیو ج ۶ بابت مئی ۱۹۰۷ء کے ص ۱۹۲ پر مرقوم ہے: ”ان (مرزا قادیانی) کے من جانب اللہ ہونے کا سبب سے بڑا ثبوت یہ ہے کہ ان کی دعائیں قبول کی جاتی ہیں۔“

تو اب مرزا کی کیونکر کہہ سکتے ہیں کہ مرزا قادیانی منجانب اللہ تھے۔ جبکہ ان کی دعائے مذکور بقول مرزائیاں قبول نہیں ہوئی؟ یہ تو اپنے پیغمبر کا صریح انکار ہے۔

۳..... مرزا قادیانی نے اپنے اشتہار ۵ نومبر ۱۸۹۹ء میں صاف صاف لکھا ہے کہ: ”مجھے بارہا خدا تعالیٰ مخاطب کر چکا ہے کہ جب تو دعا کرے تو میں تیری سنوں گا سو میں نوح نبی کی طرح دونوں ہاتھ پھیلاتا ہوں اور کہتا ہوں (قرآن مجید میں اس دعائیں لفظ رب نہیں ہے) رب انسی مغلوب (ضمیمہ تزیان القلوب ص ۵۳، خزائن ج ۱۵ ص ۵۱۵)

مرزا قادیانی کا یہ بھی دعویٰ ہے کہ خدا تعالیٰ نے میرا نام نوح بھی رکھا ہے۔ (معاہدہ احمدیہ ص ۵۸۶، خزائن ج ۲ ص ۱۱۳) چونکہ مرزا قادیانی نے دعا کیے نوح پر حضرت نوح علیہ السلام سے اپنی مشابہت لکھی ہے۔ لہذا قرآن پاک سے حضرت نوح کی دعا اور اس دعا کی قبولیت اور انجام ملاحظہ ہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ”قال نوح رب انهم عصونی (نوح: ۲۱) ولا تؤذ الظالمین الا ضلالا۔ مما خطیئاتهم اغرقوا فادخلوا ناراً۔ فلم یجدولہم من دون اللہ انصارا۔ وقال نوح رب لا تذر علی الارض من الکافرین دیارا (نوح: ۲۳، ۲۶)“ یعنی نوح نے (میری جناب میں) عرض کی کہ اے میرے رب ان لوگوں نے میری نافرمانی کی اور (ایسا کر کہ) ان ظالموں کی گمراہی (روز بروز) بڑھتی چلی جائے (تا) اے پروردگار ان کافروں میں سے (کسی تنفس کو بھی زندہ نہ چھوڑ) کہ (روئے زمین پر بسا ہوا) (نظر آئے) اس دعا کا نتیجہ مما خطیئاتہم سے انصار ایک مذکور ہے۔ جس کا ترجمہ یہ ہے۔ اپنی شرارتوں کی وجہ سے غرق کر دیئے گئے۔ پھر روزِ حق میں ڈال دیئے گئے اور خدا کے سوا کوئی مددگار بھی ان کو نہ ملا۔“ اسی طرح حضرت نوح کی دعائیں مغلوب فانتصر۔ قرآن مجید سورہ قمر میں مذکور ہے سورہ ہود اور سورہ مومنوں میں انہم مغرقون موجود ہے۔ پس جس طرح نوح علیہ السلام کی دعا قبول ہوگی۔ مرزا قادیانی کی دعا بھی اسی طرح قبول ہونی چاہئے۔ ورنہ مشابہت

باقی نہیں رہتی۔ واقعہ شہادت دیتا ہے کہ مرزا قادیانی کی دعا قبول ہوگئی وہو المراد۔

۴..... مرزا قادیانی کی ڈائری جو اخبار بدر ۲۵ مارچ ۱۹۰۷ء میں شائع ہوئی تھی۔ اس میں مرقوم ہے حضرت مرزا قادیانی نے کہا: ”ثناء اللہ کے متعلق جو کچھ لکھا گیا یہ دراصل ہماری طرف سے نہیں بلکہ خدا ہی کی طرف سے اس کی بنیاد رکھی گئی ہے ایک دفعہ ہماری توجہ اس طرح ہوئی اور رات کو توجہ اس کی طرف تھی اور رات کو الہام ہوا۔ اجیب دعوة الذاع صوفیاء کے نزدیک بڑی کرامت استجاب دعا ہے۔ باقی سب اس کی شاخیں (اخبار بدر ۲۵ مارچ ۱۹۰۷ء) یہ عبارت بتا رہی ہے کہ مرزا قادیانی نے جو دعا آخری فیصلہ کی صورت میں شائع کی تھی وہ خدا کے وعدہ کے مطابق قبول شدہ تھی۔ لہذا دعائے مذکور کی قبولیت میں مطلق شبہ نہیں کیا جاسکتا ہے۔

دفعہ دخل

بعض مرزائیوں نے اس پر یہ اعتراض کیا ہے کہ ڈائری مذکور ۲۵ مارچ ۱۹۰۷ء والے اشتہار سے پہلے کی ہے یعنی ۱۳ مارچ ۱۹۰۷ء وقت عصر کی ہے۔ لہذا یہ ڈائری اس اشتہار کی بابت نہیں ہو سکتی۔ یہ مرزائیوں کا محض مغالطہ اور دفع الوقتی ہے اس لئے کہ ڈائری مذکور اگر واقعی ۱۳ مارچ ۱۹۰۷ء کی ہوئی تو ۱۸ مارچ کے اخبار بدر میں شائع ہو جاتی نہ ۲۵ مارچ کے اخبار میں، علاوہ ازیں دعا والے اشتہار پر ۱۵ مارچ کی تاریخ مضمون لکھنے کی تاریخ نہیں ہے۔ بلکہ اس کا مضمون یقیناً سے پیشتر لکھا جا چکا تھا۔ جس پر ڈائری کا فقرہ لکھا گیا شاہ عدل ہے۔ علاوہ بریں ڈائری اور اشتہار دونوں میں دعا کا ہی ذکر ہے اور کسی مضمون میں جو مولانا ثناء اللہ صاحب کے حق میں مرزا قادیانی کے قلم سے پیشتر نکل چکا تھا کسی دعا کا ذکر نہیں ہے۔ پس مطلق بالکل صاف ہے کہ ڈائری اشتہار مذکورہ سے ہی متعلق ہے لا غیر۔

۵..... مرزا قادیانی نے اپنے اشتہار مذکور میں لکھا ہے کہ ”میں نے آپ سے بہت دکھ اٹھایا اور صبر کرنا پڑا۔“ اور (حقیقت الہی ص ۱۸، خزائن ج ۲۳ ص ۲۰) پر لکھا ہے کہ: ”جب ان (مقبولین) کے دلوں میں کسی مصیبت کے وقت شدت سے بے قراری ہوتی ہے اور اس شدید بے قراری کی حالت میں وہ اپنے خدا کی طرف توجہ کرتے ہیں تو خدا ان کی سنتا ہے اور اس وقت ان کا ہاتھ گویا خدا کا ہاتھ ہوتا ہے۔“

پس شکل اس کی یوں بنی، مرزا قادیانی نے مولانا ثناء اللہ صاحب سے بہت دکھ اٹھایا اور دکھیا رے کی خدا سن لیتا ہے۔ لہذا مرزا قادیانی کی دعا خدا نے سن لی۔ کیا صاف نتیجہ ہے؟

تیسرا عذر

مرزا قادیانی نے اپنے ۱۵ اپریل والے اشتہار میں یہ بھی تو لکھا ہے کہ یہ دعا کسی الہام یا وحی کی بناء پر پیشین گوئی نہیں ہے۔ تو اس کی حیثیت ایک درخواست یا استغاثہ کی رہ جاتی ہے اور مولوی ثناء اللہ صاحب کو بھی تسلیم ہے کہ مرزا قادیانی نے اس دعا کو بطور الہام کے شائع نہیں کیا ہے؟

جواب: ۱..... مولانا ثناء اللہ صاحب کا دعائے مذکور کو غیر الہامی لکھ دینا اشتہار مذکورہ کے فقرہ مرقومہ پر ہی مبنی تھا۔ اس لئے کہ مولانا صاحب کا مضمون جو ۲۶ اپریل کے الہجڈیٹ میں شائع ہوا یقیناً ۱۹، ۲۰ اپریل کو لکھا گیا جیسا کہ اخبار شائع کرنے والوں پر پوشیدہ نہیں ہے اور اس وقت تک ۲۵ اپریل کا اخبار بدر ان کو نہیں ملا تھا اور نہ مل سکتا تھا جس سے ان کو معلوم ہو جاتا کہ دعا الہامی اور خدا کے وعدہ کے مطابق قبول شدہ ہے کما تر۔

۲..... ہو سکتا ہے کہ مولانا امرتسری نے اپنی مسلمات کی بناء پر دعا کے الہامی ہونے سے انکار کیا ہو۔ لیکن مرزائیوں کی مسلمات اور مرزا قادیانی کی نصوص صریحہ سے تو دعا کا الہامی ہونا ثابت ہے۔ ۳..... ہو سکتا ہے کہ خود مرزا قادیانی کو بھی اشتہار کا مضمون لکھتے ہوئے تحریک الہی کا علم نہ ہوا ہو اور عدم علم سے عدم شے لازم نہیں آتی۔ جب مرزا قادیانی کو اس دعا کی بابت الہام مل گیا۔ اجیب دعوۃ الداع (بدر ۲۵ اپریل ۱۹۰۷ء) تو انہوں نے فوراً اس الہام کو شائع کر دیا۔

ازالہ شبہ

اس پر یہ شبہ نہ کیا جائے کہ اس سے لازم آیا کہ حکم کی تعمیل پہلے ہو اور حکم پیچھے ملے۔ اس لئے کہ سلسلہ رسالت و نبوت میں ایسی کوئی نظیر موجود نہیں ہے کہ کسی نبی یا مامور نے کس معاملہ الہیہ میں از خود ایسی کوئی تہدی اور فیصلہ کی صورت شائع کی ہو جس کی تحریک خدا کی جانب سے نہ ہو۔ قرآن حکیم میں ہے: ”مَلِكًا رَّسُولًا اِنْ يَلْتَمِثْ يَأْتِيَ الْاَبَاذِنَ اللّٰهَ (الرعد: ۳۸)“ یعنی یہ نہیں ہو سکتا کہ کوئی رسول بغیر تحریک الہی کے کوئی بات پیش کرے۔ ”اِنْ اَتَّبِعَ الْاِمَا يُوْحٰى اِلٰى (يونس: ۱۵)“ یعنی میں وہی کرتا ہوں جس کی مجھے وحی آتی ہے۔ ”وَمَا يَنْطَلِقُ عَنِ الْهَدٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحٰى يُوْحٰى (النجم: ۴۳)“ یعنی رسول اپنی خواہش سے بلا وحی کے نہیں نکلتا۔ یہ کچھلی آیت مرزا قادیانی کو بھی پہلے ہو چکی تھی (دیکھو دارالحین نمبر ۲ ص ۳۶، خزائن ج ۷ ص ۳۸۵ و دارالحین نمبر ۳ ص ۳۶، خزائن ج ۷ ص ۳۶) علاوہ ازیں خود مرزا قادیانی نے ن (زول المسح ص ۵۶، خزائن ج ۱۸ ص ۳۳۳) پر لکھا ہے کہ: ”میں کوئی عبارت لکھتا ہوں تو میں محسوس کرتا ہوں کہ کوئی اندر سے مجھے

تعلیم دے رہا ہے۔“ لہذا یہ نہیں کہا جاسکتا کہ حکم پیچھے ملا اور قیل پہلے ہو گئی۔ لایبہ لا یقول
بذلك الا من سفه نفسه

۴..... ہو سکتا ہے کہ مرزا قادیانی کو تحریک الہی کا بھی علم ہو چکا ہو۔ لیکن انہوں نے اس تحریری
معاہدہ کی وجہ سے درج اشتہار نہ کیا ہو جسے ڈپٹی کمشنر ضلع گورداسپور کی عدالت میں ۲۳ فروری
۱۸۹۹ء کو پائس اقرار لکھا تھا کہ ”میں کسی چیز کو الہام جتا کر شائع کرنے سے مجتنب رہوں
گا..... الخ“ پھر بعد میں اصل حقیقت ظاہر کر دی کہ ثناء اللہ کے متعلق رات کو الہام ہوا عجیب
دعوۃ الداع (بدرد ۲۵ اپریل ۱۹۰۷ء) لیکن یہاں اشتہار ۱۵ اپریل کا ذکر نہیں کیا۔ صرف فقرہ جو
کچھ لکھا گیا اس پر ہی استکفاء کی..... اشتہار مذکور کا فقرہ پیشینگوئی نہیں۔ مرزا قادیانی کی ایک دوسری
تصریح کی خلاف ہے۔ مرزا قادیانی نے ڈپٹی آفٹم کے لئے جو دعا کی تھی جسے (جنگ مقدس کے
ص ۱۸۸، جنگ مقدمہ ۳۹، خزانہ ج ۶ ص ۲۹۱) پر یوں لکھا۔

”میں نے بہت تصرع اور اہتال سے جناب الہی میں دعا کی ہے۔“ اسی دعا کو آگے
چل کر پیشینگوئی سے تعبیر کیا اور لکھا۔ ”اگر یہ پیشین گوئی جھوٹی نکلی۔“ پس جیسے آفٹم کے لئے بد دعا
پیشین گوئی تھی مولانا ثناء اللہ صاحب کے لئے بھی پیشین گوئی ہے اور نتیجہ کے اعتبار سے بھی واحد
ہے۔ ۱۵ ماہ کی میعاد مقرر میں آفٹم بھی نہیں مرا۔ مرزا قادیانی کی زندگی میں مولانا امرتسری بھی
نہیں مرے۔ فنعم الوفاق وبذا الاتفاق۔

چوتھا عذر

قادیانی اور لاہوری پارٹی کہتی ہے کہ ۱۵ اپریل کے اشتہار کی دعا مباہلہ ہے۔ مرزا
قادیانی نے مولوی ثناء اللہ صاحب کو کتاب انجام آفٹم میں بشمول دیگر علماء دعوت مباہلہ دی تھی اور
مولوی ثناء اللہ صاحب نے خود بھی اس کو مباہلہ تسلیم کیا ہے۔ چنانچہ مرقع قادیانی ماہ جون ۱۹۰۸ء
کے ص ۱۸ پر لکھتے ہیں۔ قادیانی کرشن نے ۱۵ اپریل ۱۹۰۷ء کو میرے ساتھ مباہلہ کا اشتہار شائع
کیا تھا۔ چونکہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے مقابل میں نہ دعا کی نہ مرزا قادیانی کی دعا پر آمین کہی
بلکہ انکار کر دیا۔ اس لئے مباہلہ منعقد نہیں ہوا۔ کیونکہ مباہلہ جاہلین سے ہوتا ہے۔

جواب:..... اشتہار مذکور ایک بار پھر پڑھ جائیے۔ سارے اشتہار میں کہیں بھی مباہلہ کا
لفظ نہیں آیا ہے۔

۲..... پرچہ مرقع قادیانی میں مولانا امرتسری نے آگے چل کر یوں لکھا ہے۔ مرزا قادیانی کو
میرے حق میں دعا کئے ہوئے۔ (جس کو وہ اور ان کے دام افتادہ مباہلہ کے نام سے موسوم کرتے

ہیں) آج ایک سال سے کچھ زیادہ گزر چکے ہیں۔ (ص ۱۹)
 معلوم ہوا کہ دعائے مرزا کو مرزائی لوگ اور خود مرزا قادیانی مہابلہ سے تعبیر کرتے
 تھے نہ کہ مولانا ثناء اللہ صاحب، جیسا کہ اگلے پیرا گراف میں ثابت کیا جاتا ہے۔ بعون اللہ
 وفضله

۳..... مہابلہ بروزن مفاعلہ ہے جو ایک جانب سے بھی ہوتا ہے جیسے عاقبت اللص (میں
 نے چور کو سزا دی) مشہور مثال ہے۔ اسی بناء پر خود مرزا قادیانی نے کئی ایک طرفہ دعاؤں کو مہابلہ
 سے تعبیر کیا ہے۔ ملاحظہ ہو۔

الف..... مولوی غلام دھنگیر مرحوم قصوری نے مرزا قادیانی کے حق میں دعا کی تھی کہ ”یا مالک
 الملک! مرزا قادیانی اور اس کے حواریوں کو توبہ الصوح کی توفیق رفتی فرما اور اگر یہ مقدر نہیں تو ان
 کو مورد اس آیت قرآنی کی بناء فقطع دابر القوم الذین (فتح معانی ص ۲۶، ۲۷) اس دعا کو مرزا
 قادیانی نے مہابلہ سے تعبیر کیا ہے۔ چنانچہ (حقیقت الوی ص ۲۲۸، خزائن ج ۲۲ ص ۲۳۶)
 ”مولوی غلام دھنگیر قصوری نے اپنے طور پر مجھے مہابلہ کیا..... الخ۔“

ب..... اسی طرح مرزا قادیانی نے مولانا صاحب نے مولانا محمد حسین صاحب مرحوم بٹالوی
 کے لئے دعا کی جیسا کہ اپنے اشتہار مورخہ ۲۱ نومبر ۱۸۹۸ء میں لکھتے ہیں:

”میں نے خدا تعالیٰ سے دعا کی ہے کہ مجھ میں اور محمد حسین میں آپ فیصلہ کرے۔“ پھر
 اسی یکطرفہ دعا کو مرزا قادیانی نے مہابلہ بھی کہہ دیا چنانچہ راز حقیقت میں لکھتے ہیں:

”اس اشتہار کے نتیجے کے منظر ہیں کہ جو ۲۱ نومبر ۱۸۹۸ء کو بطور مہابلہ شیخ محمد حسین
 بٹالوی اور اس کے دور فیثوں کی نسبت شائع کیا گیا ہے۔“ (راز حقیقت ص ۱۳، خزائن ج ۱۳ ص ۱۵۳)

۲..... عذراؤل کے جواب میں مرزا قادیانی کا ایک خط بناء مولانا ثناء اللہ صاحب اخبار بدر
 سے نقل کیا گیا ہے اسی خط میں آگے یہ عبارت بھی مرقوم ہے:

”حضرت جید اللہ (مرزا قادیانی) کے قلب میں ایک دعا کی تحریک کر کے فیصلہ کا ایک
 اور طریق اختیار کیا اس واسطے مہابلہ کے ساتھ جو اور شروط تھے وہ سب کے سب بوجہ تاقرار پائے
 مہابلہ کے منسوخ ہوئے۔“ (اخبار بدر ۱۳ جون ۱۹۰۷ء)

لیجئے کتاب انجام آہتم میں جو مہابلہ تحریر تھا وہ منسوخ ہو گیا صرف دعا باقی رہ گئی۔
 ۵..... اسی اخبار بدر میں سوا دو ماہ کے بعد پھر ایک مضمون شائع ہوا۔ جو فیصلہ کن ہے۔

وہو هذا۔

”حضرت اقدس مسیح موعود نے مولوی ثناء اللہ صاحب کے ساتھ آخری فیصلہ کے عنوان کا ایک اشتہار دے دیا جس میں محض دعا کے طور سے خدا فیصلہ چاہا گیا ہے نہ کہ مہبلہ کیا گیا ہے۔“ (اخبار بدر ۲۳ مارچ ۱۹۰۷ء ص ۸ کالم اول، مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۵۷۶)

۶..... اس وجہ سے خلیفہ محمود نے اپنی خلافت کے بعد تشیعہ الاذہان میں صاف صاف لکھ دیا۔ اس دعا کو جو حضرت صاحب نے شائع کی تھی مہبلہ قرار دینا انفرائیں تو ادھر کیا ہے؟ اب کہاں ہیں لاہوری ٹریکٹ نویس! مرقومہ بالا تحریروں کو آنکھیں کھول کر پڑھیں۔
نوٹ: ٹریکٹ مذکور کے ص ۸ پر ایک نوٹ دیا گیا ہے کہ:

”مولوی ثناء اللہ صاحب اور اس کے ہم نوا کبھی اس آخری فیصلہ کو مہبلہ کہتے ہیں کبھی دعا اور کبھی پیشین گوئی۔“ ہماری اوپر کی تحریر میں پڑھ کر انصاف کیجئے کہ خود مرزا قادیانی اپنی دعا کو کبھی مہبلہ کہتے ہیں کبھی دعا اور کبھی پیشین گوئی۔ نہ کہ مولانا ثناء اللہ صاحب اور ان کے ہم نوا۔
کونوا قوامین اللہ شہداء بالقسط

پانچواں عذر

”جب تمام عذر دہندگان مرزائی مسلمات سے مسکت جواب دے دیا جاتا ہے تو آخر میں ایک دھیمی آواز کالوں میں یہ آتی ہے کہ کچھ بھی کہو مولوی ثناء اللہ صاحب خوف زدہ تو ضرور رہی ہو گئے تھے۔“

جواب..... دریں چہ شک؟ جب ہی تو مولانا ثناء اللہ صاحب نے اخبار المہذب کو مرزائی مشن کی تردید کے لئے کافی نہ جان کر یکم جون ۱۹۰۷ء سے ایک الگ پرچہ ماہوار ”مرتب قادیانی“ کے نام سے جاری کر دیا تھا جو مرزا قادیانی کی موت کے بعد تک جاری رہا اور اس پرچہ میں بڑے زور و شور سے مرزا قادیانی کے جوابات شائع ہوتے رہے اگر اسی کا نام ”خوف“ ہے تو ہم بھی صاد کرتے ہیں۔

خلاصہ مرام ایک ۱۵ مارچ ۱۹۰۷ء کے آخری فیصلہ دئے اشتہار کی بابت جتنے عذر اور بہانے کئے جاتے ہیں وہ پادر ہوا ہیں۔ مرزا قادیانی کی دعا قبول ہو چکی تھی اور مئی ۱۹۰۸ء میں دنیائے نتیجہ دعا مشاہدہ بھی کر لیا جائے۔ ولنعم ما قیل

گفت میرد آنکہ کاذب پیشتتر

در کذب کامل بود اول مردہ شد

۱۸ جمادی الاخریٰ ۱۳۵۲ھ مطابق ۹ اکتوبر ۱۹۳۳ء

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
الحمد لله الذي هدانا لهذا
ما كنا لنهتدي لولا أن هدانا الله

انجمن اشاعت الاسلام بنارس کاٹریکٹ نمبر ۵

(مولوی غلام احمد مرزائی کے بعض جوابات پر نظر)

سیکرٹری انجمن اشاعت الاسلام بنارس

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُهٗ وَنُسْتَعِیْنُهٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَخَاتَمِ
الرَّسُلِیْنَ وَ عَلٰی اٰلِهٖ الطَّاهِرِیْنَ وَ عَلٰی صَحْبِهٖ الْهَادِیْنَ الْمُهَدِّیْنَ
مولوی محمد ابراہیم صاحب خطیب مسجد شاہی نے قادیانی حضرات سے کچھ سوالات کئے
تھے۔ مولوی غلام احمد صاحب (مرزائی) کی طرف سے ان کا جواب شائع ہوا ہے ہم نے بھی دیکھا
کیا کہتے ہیں۔

زفرق تا بقدم ہر کجا کہ می نگرم
کرشمہ دامن دل می کشد کہ جا اینجا است

جن مسائل پر اس جواب میں مولوی غلام احمد صاحب (مرزائی) نے گفتگو کی ہے۔
ان پر ہماری انجمن کے بعض زیر تالیف و زیر طبع رسائل میں سیر حاصل بحثیں کی گئی ہیں اور انشاء اللہ
عن قریب یہ سلسلہ رسائل قارئین کے ہاتھوں میں ہوگا۔ مگر پھر بھی جی چاہا کہ اس کے ایک حصہ پر
ایک سرسری نظر ڈال دی جائے۔ نتیجہ اب قارئین کے پیش نظر ہے۔ بقیہ مسائل پر مولوی محمد ابراہیم
صاحب تو روشنی ڈالے ہیں گے۔ مگر ہمارے رسائل بھی انشاء اللہ بہت جلد اس دام توہید و تبلیہ کا
تار تار نکھیر کر رکھ دیں گے۔ جو مسلمانوں کو ان کے دین میں سے برگشتہ و منحرف کرنے کے لئے
آج کل بچایا جا رہا ہے۔ و ما توفیقنا الا باللہ!

اس سرسری نظر سے مولوی غلام احمد صاحب (مرزائی) کی راستبازی و دیانتداری کا
اندازہ قارئین کرام کریں گے اور اس طرح انہیں ان مولوی صاحب کے دوسرے دعوؤں کا وزن
بھی اجمالاً معلوم ہو جائے گا۔ انشاء اللہ اب مولوی غلام احمد مرزائی کے جوابات ملاحظہ ہوں اور
ہماری گزارشیں۔

جواب سوال نمبر ۱

سوال نہایت صاف تھا جو مسلمان، مرزا غلام احمد بن حکیم غلام مرتضیٰ قادیانی
کو رد اسپوری پنجابی کو سچ اور مہدی نہیں جانتا جو مسلمان، مرزا قادیانی بن مرزا غلام مرتضیٰ قادیانی
کو رد اس پوری پنجابی کو، ان کے دعوئے نبوت و رسالت، مسیحیت و مہدویت، میں مجموعاً اور مفرداً
جانتا ہے، اس کو آپ احمدی یا قادیانی یا مرزائی حضرات مسلمان جانتے ہیں، یا نہیں؟ جواب میں

مولوی غلام احمد مرزائی ہاں کہتے ہیں یا نہ؟ مگر اس صاف گوئی پر کیسے اتر آئے؟ ابھی تو مسلمان کو پرچانا ہے۔ دام میں آلیں تو ان سے نبوت مرزا بھی منوائی جائے اور ساری دنیا کے کلمہ گو، آنحضرت ﷺ کو خاتم النبیین جانے والے اور ان کی حرمت پر جان چھڑکنے والے مسلمانوں کو کافر بھی کہلوا دیا جائے۔ ابھی تو کھجی میں چھڑی باتیں کرتا ہے۔ مولوی غلام احمد یہ ایچ ایچ ٹھیک نہیں، سوال شخصیت کا ہے، سوال مرزا غلام احمد قادیانی کا ہے۔ ان کو اپنے دعوؤں میں جھوٹا جاننے والا، مسلمان باقی رہ جاتا ہے یا نہیں؟ سوال باقی ہے، جواب نہیں ہوا۔

جواب سوال نمبر ۲

یہاں بھی وہی ایچ وٹم، حضرت صاحب صاف صاف فرمادئے، یوں کہئے کہ مرزا قادیانی کو جو کوئی صرف مجدد یا بزرگ کہے، نبی اور رسول، مسیح اور مہدی نہ پکارے تو وہ کافر ہے، اب چاہے عرب و عجم، نہیں سارے جہاں کے مسلمان کافر ہو جائیں۔ جواب یہ ہونا چاہئے تھا مگر ایچ ایچ خمیر بن چکا ہے تو سیدھی باتیں کیسے ہوں، یقین ہے اب کے جواب صاف ملے گا، جواب صاف مل جاتے تو کچھ اور گزارش ہو۔

جواب سوال نمبر ۳

مولوی غلام احمد مرزائی کو آنحضرت ﷺ کا خاتم النبیین ہونا تسلیم ہے، مگر وہ معنی جو ”آج کل کے عام مسلمان“ خاتم النبیین کے کرتے ہیں، وہ ان کے نزدیک غلط ہے۔ وہ نہ قطعی ہیں نہ اجماعی اور نہ کسی مستند عالم کے بتائے ہوئے۔ مولوی غلام احمد صاحب کا یہ فقرہ۔ ”جو آج کل کے عام مسلمان کرتے ہیں۔“ واہ طلب کرتے ہیں۔ ان کے اور ان کے نبی مرزا قادیانی کے سوا اس عہد کے تمام علمائے اسلام، عوام کی صف میں کھڑے کر دیئے جانے کے قابل ہیں۔

ہر ایک بات پہ کہتے ہو تم کہ: ”تو کیا ہے۔“ تمہیں بتاؤ..... یہ انداز گفتگو کیا ہے؟

جواب میں ہم گزارش کریں گے کہ جناب کا یہ فتویٰ غلط ہے اور سراسر غلط کیا خوب ہوتا اگر آپ نے اس ”مفہوم عوام“ کی تصریح بھی فرمادی ہوتی۔ غالباً مجالِ سخن باقی رکھنے کا ایک پہلو نکالا گیا ہے، درست ہے۔

”بات وہ کر کہ نکلتے رہیں پہلو دونوں“

خیر مسلمانوں کا عقیدہ ہم ہی عرض کئے دیتے ہیں، صدر اول سے لیکر آج تک تمام علمائے اہل النبوۃ والجماعہ سرور کائنات روح دو عالم ﷺ کو اس معنی میں خاتم النبیین جاننے اور

ماننے آئے ہیں کہ آنحضرت ﷺ سلسلہ رسالت کے حلقہ آخرین میں ہیں اور ایوان نبوت کی خشت ”پسین“ ان پر نبوت اور رسالت ختم ہوگئی اور در رسالت ان کے بعد قیامت تک کے لئے مسدود ہو گیا۔ اب نہ کوئی مستقل اور صاحب شریعت نبی مبعوث ہوگا اور نہ کوئی غیر مستقل یا بقول قادیانی صاحبوں کے غلطی و بردوزی نبی، حضرت عیسیٰ بن مریم علیہا السلام اپنی پہلی نبوت کے ساتھ ظاہر ہوں گے۔ مگر یہ وی کریں گے شریعت محمدیہ کی۔

مولوی غلام احمد مرزائی کی جسارت و ادطلب ہے، فرماتے ہیں خاتم النبیین کے یہ معنی قطعی نہیں! ہم گزارش کریں گے مولوی صاحب، خوف خدا کرو، خود رسول اللہ ﷺ نے خاتم النبیین کے یہ معنی بتائے ہیں اور اس باب میں جو حدیثیں آنحضرت ﷺ حافظ ابن حزم اندلسی اپنی کتاب پایہ کتاب (ملل و نحل ص ۷۷ ج ۱) میں فرماتے ہیں: ”وقد صح عن رسول الله ﷺ بنقل الكوفا التي نقلت نبوته واعلامه وكتابه انه اخبرانه لا نبی بعدی..... الخ“ ”جس طرح ایک جم غفیر نے آنحضرت کی نبوت کی خبر آنحضرت کے معجزات و دلائل نبوت اور آنحضرت کی لائی ہوئی کتاب (قرآن) ہم تک پہنچائی ہے اسی طرح اتنی ہی بڑی جماعت نے آنحضرت کی یہ حدیث بھی ہم تک پہنچائی ہے کہ آنحضرت کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔“

حافظ ابن کثیرؒ ایسا گرامی قدر امام حدیث لکھتا ہے: ”وبذلك وردت الاحادیث المتواترة عن رسول الله ﷺ من حدیث جماعة من الصحابة (تفسیر ابن کثیر ج ۸ ص ۸۹)“ اور ختم نبوت کے اسی معنی کی تائید آنحضرت ﷺ کی احادیث متواترہ سے ہوتی ہے جن کو صحابہ کی ایک جماعت نے روایت کیا ہے۔

”علامة العراق سید محمود شکاری آلوسی فرماتے ہیں۔ وكونه ﷺ خاتم النبیین مما نطق به الكتاب وصدعت به السنة واجمعت عليه الامة“ اور آنحضرت ﷺ کا خاتم النبیین ہونا، سواس کی شہادت قرآن نے دی۔ اس کا اعلان احادیث نبویہ نے کیا، اور بالآخر اسی پر امت محمدیہ کا اجماع ہو گیا۔“

اب وہ حدیثیں کیا ہیں جن میں خاتم النبیین کے معنی بیان ہوئے ہیں۔ مولوی غلام احمد صاحب مرزائی اور ان کے ہموق تفسیریں اور راست بازی کیساتھ ان کے معانی پر غور کریں۔

..... فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: ”اللہ کے جو نبی مجھ سے پہلے آئے ان کے ساتھ میری مثال ایسی ہے جیسے کسی نے کوئی محل تعمیر کیا ہو اور اس کی خوبی و زیبائی کا بھی خیال رکھا ہو مگر اس کا کوئی ایک گوشہ ایسا ہے جو ایک اعنف بغیر تمام رہ گیا ہو لوگ آ کے اس محل کو دیکھتے اور اس کی خوبی پر عرش

عقل کرتے ہیں مگر کہتے ہوں یہ ایک اینٹ بھی کیوں نہ رکھ دی گئی۔ (بی اینٹ میری ہی نبوت نے رکھی) اور میں خاتم النبیین ہوں۔“

یہی روایت دوسرے الفاظ کے ساتھ کنز العمال میں ابن عساکر سے یوں آئی ہے۔ ”پس اس اینٹ کی جگہ میں نے ہی پر کی اور میری ہی بعثت سے نبوت کا یہ محل اتمام کو پہنچا، اور مجھ پر رسولوں کا سلسلہ ختم ہو گیا۔“

شیخین (بخاری و مسلم) نے یہی حدیث حضرت جابرؓ سے یوں بھی روایت کی ہے: ”یہ محل خوب تعمیر، مگر اس ایک اینٹ کے بغیر ناقص رہا، (پس جگہ میں نے پر کی) اور انبیاء کا سلسلہ مجھ پر ختم ہو گیا۔“

۲..... فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: ”نبی اسرائیل کی سیاست و تدبیر کا کام انبیاء کے ہاتھ انجام پایا کرتا تھا، جب کوئی نبی مر جاتا اس کی جانشینی دوسرے نبی کو ملتی، مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں، میرے جانشین خلفا ہوں گے اور بہت ہوں گے۔ (الحديث رواه البخاري و مسلم و احمد)“

اس روایت میں چند باتیں خاص طور پر قابل لحاظ ہیں: اول یہ کہ انبیاء نبی اسرائیل کے ذکر کے بعد آنحضرت ﷺ کا یہ فرمانا: وانہ لا نبی بعدی (اور میرے بعد کوئی نبی نہیں) اس بات پر مکمل ہوئی اور قاطع دلیل ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی غیر مستقل یا غیر تشریفی نبی بھی نہ آئے گا۔ اس لئے کہ انبیاء نبی اسرائیل جو تدبیر و سیاست اور نبیوں کی جانشینی کے لئے ظہور فرمایا کرتے تھے وہ مستقل اور صاحب کتاب و شریعت انبیاء نہیں ہوا کرتے تھے۔

دوم یہ کہ یہاں سرور کائنات ﷺ نے اپنی امت کا وہ شرف بھی بتا دیا جس میں وہ اپنا کوئی ہمسر نہیں رکھتی اور وہ شرف یہ ہے کہ اس کے خلفاء انبیاء، نبی اسرائیل کا منصب رکھیں گے اور ان سے تدبیر و سیاست کی وہی خدمت بروئے کار آئے گی جو انبیاء نبی اسرائیل انجام دیا کرتے ہیں۔ سوم یہ کہ اس حدیث میں آنحضرت ﷺ کا لا نبی بعدی کے فقرہ پر اکتفا نہ فرمانا اور سینکون خلفاء بڑھادینا ایک اور نکتہ پر تنبیہ کے لئے بھی تھا، اور وہ نکتہ یہ تھا کہ شریعت محمدیہ نے دین الہی کی تکمیل کر دی ہے اور اس کا صحیفہ (قرآن حکیم) صحف آسمانی میں مکمل ترین صحیفہ ہے اور یہ وہ صحیفہ ہے جس کی حفاظت و نگہداشت کی ذمہ داری خود اللہ تعالیٰ نے اپنے اوپر لے لی ہے، اب اس میں کسی طرح کی تحریف یا کمی بیشی کبھی راہ نہ پائیں گی۔ پس جب ایسا ہے تو انبیاء کے ظہور کی کیا ضرورت باقی رہ جاتی ہے؟ اور اس لئے میرے بعد اس شریعت کی اقامت اور میری امت کی تدبیر و سیاست کے لئے خلفاء میرے جانشین ہوں گے انبیاء مبعوث نہ ہوں گے۔

۳..... غزوہ تبوک کے موقع پر آنحضرت ﷺ نے جب علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کو اپنا جانشین بنا کر مدینہ میں چھوڑنا چاہا تو وہ کچھ طویل نظر آئے، اس پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ”علی تم کو یہ بات خوش نہیں آتی کہ تم جانشین موسیٰ، ہارون (علیہما الصلوٰۃ والسلام) کی طرح میرے جانشین بنو؟ (ہاں تم میں اور ہارون میں اتنا فرق ہوگا کہ میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ (رواہ البخاری و مسلم))“

اس حدیث میں یہ بھی بات قابل لحاظ ہے کہ ہارون علیہ السلام کوئی صاحب شریعت اور مستقل نبی نہ تھے۔ ان کی جانشینی موسیٰ علیہ السلام کے ذکر کے بعد آنحضرت کا یہ فرمانا کہ میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا، اس بات پر ناقابل قطع دلیل ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد اب کوئی ہارون علیہ السلام ایسا غیر مستقل اور غیر تشریفی نبی بھی نہ آئے گا۔ مسلم کی ایک روایت میں الا انه لا نبوة بعدی بھی آیا ہے۔ (باب فضائل علی) معنی یہ ہوئے کہ آنحضرت ﷺ نے اپنے بعد ہر طرح اور ہر نوع کی نبوت کی نفی فرمادی وہ مستقل ہو یا غیر مستقل، تشریفی ہو یا غیر تشریفی، یا بقول قادیانی صاحبوں کے ظلی و برزوی۔

۴..... فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: ”لو کو یقین کرو (اب نبوت سے کوئی حصہ باقی نہ رہا، سوا خوشخبریوں کے۔ (رواہ البخاری و مسلم)) یہی روایت حضرت عائشہ صدیقہ سے بھی آئی ہے۔ وہ فرماتی ہیں فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ نہ باقی رہا آپ ﷺ کے بعد نبوت سے کوئی جز یا حصہ، سوا خوشخبریوں کے، لوگوں نے پوچھا حضور ﷺ یہ خوشخبریاں کیا ہیں۔ تو فرمایا اچھا خواب جو مسلمان دیکھے یا اسے دکھایا جائے۔ (کنز العمال بروایہ احمد والخطیب)“

اس حدیث صحیح نے بھی صاف صاف بتا دیا کہ آنحضرت ﷺ و سلم کے بعد نبوت و رسالت کسی شکل و صورت میں باقی نہ رہی، ہاں اس کا چھیا یسواں حصہ (اچھے خواب) ضرور باقی رہا، مگر اس چھیا یسواں حصہ (اچھا خواب) کو نبوت سے کیوں کر تعبیر کیا جاسکتا ہے اس کا باب ہر مسلمان کے لئے کھلا ہوا ہے۔

۵..... فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: ”یقین کرو کہ رسالت و نبوت منقطع ہو چکی، اب نہ کوئی رسول میرے بعد ہوگا اور نہ کوئی نبی (رواہ الترمذی وقال ہذا حدیث صحیح) یہ حدیث بھی اس بات پر نص قاطع ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی نبوت خواہ وہ کسی ہی ہونے لگی۔“

۶..... فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: ”اے ابوذرؓ سب سے پہلے نبی آدم علیہ السلام ہیں اور سب کے آخر پچھلے محمد ﷺ۔ (رواہ ابن حبان فی صحیح)“

مولوی غلام احمد صاحب (مرزائی)! فرمائیے خاتم النبیین کے وہی معنی خود سرور عالم ﷺ بیان فرما رہے ہیں یا نہیں۔ ”جو آج کل کے عام مسلمان کرتے ہیں۔“ کہیں ظلی و ہر روزی نبی کے ظہور کی گنجائش باقی رکھی؟ اور یہ ”ظلی اور ہر روزی“ کا قصہ تو ناحق آپ لوگ چھیڑا کرتے ہیں۔ مرزا غلام احمد قادیانی تو کسی نبی کا ”سایہ“ یا ہر روز ہونا قبول نہیں کرتے وہ تو صاف صاف اور یہ علانیہ ایک مستقل اور صاحب شریعت بھی ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ اس قتل و ہر روز کے جعل و فریب سے کیا حاصل؟

مولوی غلام احمد مرزائی نے فرمایا یہ معنی خاتم النبیین کے اجماعی نہیں، ان احادیث نبویہ کے ہوتے ہوئے نقل اجماع کی ضرورت باقی نہیں رہ جاتی۔ مگر ”تاجنا“ دالی بات پوری کرنے کی غرض سے ہم امت کا اجماع بھی اس خصوص میں نقل کئے دیتے ہیں۔

حافظ ابن حزم اور علامۃ العراق کی شہادتیں ہم اوپر نقل کر آئے ہیں۔ چند اور وقیع شہادتیں ملاحظہ ہوں: قاضی عیاضؒ اپنی مشہور تالیف شفاء میں لکھتے ہیں ”اب جو کوئی اپنے لئے دعوائے نبوت کرے، یا فلسفیوں اور غالی صوفیوں کی طرح ریاضت و مجاہدہ کے ذریعہ نبوت کا اکتساب یا اس رتبہ بلند تک پہنچنا ممکن بتائے، یا اس بات کا دعویٰ کرے کہ اس پر وحی نازل ہوتی ہے، اگرچہ یہ شخص دعوائے نبوت نہ کرتا ہو تو یہ سب کافر ہیں۔ (خاتم بدہن) محمد ﷺ کو جھٹلانے والے ہیں اس لئے کہ آنحضرت ﷺ نے خبر دی ہے کہ ان کے بعد کئی نبی نہیں آئے گا اور خدا کی طرف سے امت کو یہ بات بتادی ہے کہ آپ ﷺ خاتم النبیین ہیں اور سارے جہاں کے لئے نبی بنا کر بھیجے گئے ہیں اور امت محمدیہ نے اس بات پر اجماع کر لیا ہے کہ ان احادیث اور آیت ”ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین“ سے وہی مراد لئے جائیں گے جو بظاہر ان سے سمجھے جاتے ہیں اور جو معنی سمجھے جاتے ہیں وہی مراد (الہی بھی ہیں) کسی طرح کی کوئی تاویل یا تخصیص جائز نہیں پس ان تمام لوگوں کے (جو نبوت کا دعویٰ کریں یا اسے اکتسابی بتائیں یا اپنے محسوسات و وحی الہی جائیں، اگرچہ مدعی نبوت نہ ہوں.....) کفر میں کسی طرح کا شک و شبہ نہیں۔ ان کا کفر قطعاً اجماعاً، نیز احادیث کی رو سے طے ثابت ہے۔“ (شفاء ج ۲ ص ۴۷۰، ۴۷۱)

حجة الاسلام امام غزالیؒ اپنی کتاب ”الاقتصاد“ میں لکھتے ہیں: ”امت محمدیہ نے اس لفظ خاتم النبیین سے یہی سمجھا کہ آنحضرت ﷺ کے بعد اب قیامت تک نہ کوئی نبی آئے گا اور نہ کوئی رسول، اس میں کسی طرح کے چون و چرا یا تخصیص کی مطلق گنجائش نہیں، یعنی یہ نہیں کہا جاسکتا کہ مستقل نبی نہ آئیں گے۔ مگر غیر مستقل یا ظلی و ہر روزی نبیوں کے آنے کی گنجائش باقی ہے.....“

اس باب میں چوں یا چرا۔ تخصیص کرنے والا قطعاً کافر ہے اس لئے کہ وہ اس صریح آیت قرآنی کو جھٹلارہا ہے، اس آیت قرآنی ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین کی نسبت تو امت محمدیہ کا اجماع ہو چکا ہے کہ نہ تو اس کے مفہوم و معنی میں کس طرح کی تاویل جائز ہے اور نہ تخصیص۔“

اسی طرح کی وقیع اور مستند شہادتیں اور بھی پیش کی جاسکتی ہیں جن سے یہ بات آفتاب نیمروز کی طرح روشن ہو جاتی ہیں کہ صدر اول سے لے کر آج تک امت کا اس بات پر اجماع رہا ہے کہ آنحضرت ﷺ اس معنی میں خاتم النبیین ہیں جو بقول مولوی غلام احمد قادیانی کے ”آج کل کے عام مسلمان کرتے ہیں۔“

اب رہا مولوی غلام احمد مرزائی کا یہ فرمانا کہ یہ ایک عامیاناہ معنی ہیں ”اہل السنۃ والجماعت کے کسی ایسے شخص کے بیان کردہ بھی نہیں۔ جو اپنے زمانہ میں مشہور عالم اور اپنے تقویٰ و علم لدنی میں مرجع انام رہا ہو۔“ سو اس بات کا جواب لکھنے سے جو شتر ہم ان سے اتنا پوچھیں گے کہ اے ہندہ خدا، اتنا بڑا جھوٹ لکھ کر خلق خدا میں شائع کرتے آپ کو مطلق شرم نہ آئی؟ آپ کا جہاد اور آپ کی تبلیغ، یہ سب کچھ جھوٹ اور فریب کی راہ میں ہے؟

مولوی صاحب اپنے اپنی پنداریں شہرت، تقویٰ، علم لدنی اور مرجعیت کی قید بڑھا کر گویا خلق خدا کی آنکھوں میں خاک جھونک دی۔ لوگو، ذرا ان مولوی صاحب کی دلیری اور بے جگری دیکھنا کیسی جنارت ہے اور کیسی جرأت فرماتے ہیں اور پھر کس امداد سے فرماتے ہیں: ”قرآن و حدیث میں یہ الفاظ آنحضرت ﷺ کی صرح میں وارد ہیں۔“

مولوی صاحب، یہ الفاظ ایک بڑی ہی محکم بالشان دینی حقیقت کے اعلان کے لئے بولے گئے ہیں، محض صرح و ستائش ان سے مقصود نہیں، آپ ان کو مدح کے الفاظ بنا کر ملت بیضاء کو اس عظیم درجہ سے مسلمانوں کو برکشتہ و مخرف دیکھنا چاہتے ہیں۔ جس نے آج تک اسے بہت سے جہاں آشوب فتنوں سے بچائے رکھا ہے، جسے اگلی آسمانی کتابوں نے بھی اس شریعت فرامہ کا طفرائے امتیاز بتایا ہے، مگر آپ اس بھلاوے میں نہ رہیں، یہ مسلمان جب تک مسلمان ہے اس پر یہ فریب نہیں چل سکتا۔

کیوں مولوی مرزائی، رسول اللہ ﷺ کے جانشین اول حضرت ابو بکر صدیقؓ آپ کے نزدیک کوئی مستند عالم دین ہیں یا نہیں؟ وہ تو خاتم النبیین کے وہی ”معنی کرتے ہیں“ جو آج کل

کے عام مسلمان کرتے ہیں فرماتے ہیں: ”قد انقطع الوحي وتم الدين او ينقص وانا حي“ وحی منقطع ہو چکی، دین الہی مکمل ہو چکا، کیا یہ میری زندگی ہی میں نقصان پزیر ہوگا۔“ (میری زندگی پھر کس دن اسلام کے کام آئے گی۔) (رواہ الترمذی، بہذا اللفظ) (ومعنا فسی الصحیحین، وكذا فی الرياض النضرة للطبری وتاریخ الخلفاء للسيوطی۔)

آنحضرت ﷺ کے وصال کے موقع پر فرمایا: ”اليوم فقد نا الوحي ومن عند الله عز وجل الكلام (رواہ ابو اساماعیل الحروری فی دلائل التوحید، كنز العمال ج ۵ ص ۵۰۰)“ آج وحی آسانی ہم سے منقطع ہوئی اور اللہ تعالیٰ کا کلام ہم سے رک گیا۔

”ایک بار حضرت ابوبکر الصدیقؓ اور حضرت عمر بن الخطابؓ ام ایمنؓ سے ملنے کے لئے آئے حضرت انسؓ بھی ان کے ہمراہ تھے، ام ایمن ان صاحبوں کو دیکھ کر رونے لگیں، ان صاحبوں نے انہیں سمجھایا کہ ام ایمنؓ رونے کا کیا مقام ہے، آنحضرت ﷺ کے لئے وہی بہتر تھا جو اللہ تعالیٰ کے یہاں آپ کے لئے مقدر تھا۔ اس پر اس نیک بی بی نے کہا یہ تو میں جانتی ہوں، مجھے تو رونا اس بات پر آیا کہ آنحضرت ﷺ کی رحلت کے ساتھ وحی آسانی بھی منقطع ہو گئی۔ اس پر ان بزرگوں کی آنکھیں بھی اشک بار ہو گئیں۔“ (کنز العمال ج ۳ ص ۳۸ صبح مسلم ج ۳ ص ۲۹۱)

مولوی غلام احمد صاحب: فرمائیں صدیق اکبر، فاروق اعظم، خادم رسول، اور ام ایمن کا زبردقوتی، علم و کمال، قابل اعتماد ہے یا نہیں؟ صحابہ کرامؓ کے اور اسمائے گرامی بھی اس باب میں لئے جاسکتے ہیں مگر بہ نیت اختصار ان کو ہم یہاں نہیں لکھتے، انہیں کے فریکٹ ختم نبوت اور مرزا قادیانی کا انتظار کیجئے۔

امیر المومنین فی الحدیث امام اہل الفن محمد بن اسمعیل البخاری، علم المحدثین امام مسلم، امام اہل السنة امام احمد بن حنبل، امام دار الحجرة امام مالک بن انس وغیرہم عنہم اجمعین۔ کی نسبت مولوی غلام احمد مرزا کی کیا فتویٰ ہے؟ ان بزرگوں کو علماء کی صف میں جگہ ملے گی، یا (خاکم بدین) عوام کی بھیڑ میں؟

پھر امام ابو جعفر محمد بن جریر الطبری، حافظ ابن حجر، حافظ ابن کثیر، حافظ قسطلانی، شیخ الاسلام حافظ ابن تیمیہ، حافظ ابن قیم، حجة الاسلام امام غزالی، قاضی عیاض صاحب شفاء، حافظ ابن حزم اندلسی، عارف باللہ شیخ عبدالغنی نابلسی وغیرہم کی نسبت کیا ارشاد ہے؟ ان کو بھی طبقہ عوام ہی میں رکھا جائے گا یا مسند علم تک لائے جانے کی اجازت ہوگی؟

اللہ اللہ ان میں سے ہر شخص اپنے زمانہ کا صاحب اور تک علم و کمال، صدر نشین بزم ایتقان و معرفت، آئیہ رورع و تقویٰ، خزانہ علوم کتاب و سنت اور امیر المؤمنین حفظ و نقد تھا، ہم اخلاف امت و پیارگان دورہ آخر تو ان احمد دین و کاملین علوم کی خدمات جلیلہ علم و دین کا اندازہ بھی نہیں لگا سکتے۔ ان کی نسبت بھی مولوی غلام احمد ”عام مسلمان“ فرمادیں تو بس انسا اللہ وانسا الیہ راجعون پڑھئے اور چپ ہو رہیے۔

ان تمام بزرگوں کی تصریحات اگر نقل کی جائیں تو ان کے لئے ایک دفتر مطلوب ہوگا، مگر ان کو ہم بالکل نظر انداز کر جانا بھی نہیں چاہئے۔ حافظ ابن کثیر، حافظ ابن حزم، قاضی عیاض، امام غزالی کی تصریحات آپ کی نظر سے گزر چکی ہیں۔

حافظ ابن قیم ”الفرقان بین اولیاء الرحمن واولیاء الشیطان“ میں فرماتے ہیں: ”اگلی امتیں محدثین (وہ لوگ جن کو خدا شرف القاء و کلام بخشا ہے اگرچہ وہ نبی نہیں ہوتے) کی محتاج تھیں مگر امت محمدیہ کو اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کے طفیل ان سے بھی بے نیاز فرمادیا۔ آنحضرت ﷺ کے بعد نہ یہ امت کسی نبی کی حاجت مندر ہی اور نہ کسی محدث کی، وہ ساری بزرگیاں، علوم اور نیکو کاریاں اگلے انبیاء میں پھیلی ہوئی تھیں۔ محمد رسول اللہ ﷺ میں جمع کر دیں:

لے تو مجموعہ خوبیوں بچہ ناست خوانم؟

شیخ عبد الفتی مالکی شرح قصص الکلم میں فرماتے ہیں: ”اور کچھ تک نہیں کہ نبوت و رسالت اپنی تمام شکلوں اور صورتوں میں ہمارے ہی ﷺ پر ختم ہو گئی، اب قیامت تک کسی کو نبوت یا رسالت نہ ملے گی۔“ (ص ۸۱) شیخ موصوف اپنے حلیف شرح فرائد میں لکھتے ہیں قرآن مجید نے تصریح فرمادی کہ آنحضرت ﷺ خاتم النبیین اور خاتم المرسلین ہیں..... اور امت کا اس بات پر اجماع ہو گیا کہ یہ الفاظ اپنے ظاہر پر رکھے جائیں گے۔ (ان میں کوئی تاویل و تفصیل وغیرہ جائز نہ رکھی جائیں گی۔)

امام المفسرین ابن جریر بطبری فرماتے ہیں: ”ولکنہ رسول اللہ وخاتم النبیین الذی ختم النبوة فطبع علیہا فلا تنفتح لاحد بعده الی قیام الساعة“ (تعمیر ص ۲۲ ص ۱۷) ”لیکن آنحضرت ﷺ اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں وہ خاتم النبیین جن پر نبوت ختم ہو گئی اور جن کے بعد اس پر مہر لگا دی گئی اب وہ آنحضرت کے بعد کسی کے لئے قیامت تک نہ کھلے گی۔“

اب تو غالباً مرزائی مولوی صاحب غالباً یہ نہ فرمائیں گے کہ خاتم النبیین کے جو معنی آج کل کے عام مسلمان کرتے ہیں، وہ کسی مستند عالم اہل سنت والجماعت نے نہیں بیان کئے ہیں۔

جواب سوال نمبر ۴

اس جواب میں تو مولوی مرزائی نے قیامت ہی کر دی، فرماتے ہیں ”جتنے مقامات پر قرآن حکیم یا احادیث نبویہ میں الفاظ ختم نبی القیوم اور لائی بعدی آئے ہیں، اتنے ہی ان کے جدا جدا معنی ہیں“ بس انتہا ہو گئی۔ اب کتاب وسنت پر کس کو اعتماد رہے گا، جب ان کی پریشان بیانی کا یہ حال ہے کہ ایک ہی لفظ اور ایک ہی ترکیب اگر سو جگہ استعمال ہوئی ہے تو اس کے معانی بھی اتنے ہی ہیں۔ درست ہے جب تک کتاب وسنت کا سنگ گراں راہ سے نہ ہٹے گا۔ مرزا قادیانی اور ان کے مریدوں کے منصوبے پر روئے کار کیوں کر آئیں گے؟

اللہ کے بندو، اللہ سے ڈرو، جعل و تحریف کی یہ پرخطر راہ اگر کھل گئی تو دین متین کو کہیں پناہ نہ ملے گی۔ مگر یہ قیامت تک نہ ہوگا۔

یریدون لیطفثوا نور اللہ بافواہم واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون اس جواب میں ایک اور قیامت کی ہے جناب مجاہد فرماتے ہیں ہم احمدی ونبی معنی مراد لیتے ہیں جو آنحضرت ﷺ حضرت عائشہ صدیقہ اور اولیاء امت نے بیان فرمائے ہیں۔ مولوی غلام احمد مرزائی صاحب آپ کی بے جگری کی جس قدر داد دی جائے کم ہے۔

قارئین کرام! آپ نے آنحضرت ﷺ کے بتائی ہوئی معنی تو سن لیے یہ چند حدیثیں جو نقل و دعویٰ خاتم النبیین کے معنی بتانے میں کتنی روشن ہیں۔ حدیثیں اور بھی ہیں مگر اختصار منظور تھا، انہی پر اکتفا کیا گیا۔

صحابہ رسول نے خاتم النبیین کے جو معنی سمجھے وہ بھی مذکور ہوئے، مسیلہ کذاب، اسود نفسی، طلحہ کے قصے بھی گوش زد ہوئے ہوں گے، مسیلہ نے تو قیامت کر دی تھی اذانوں میں بڑی بلند آہنگی سے پڑھواتا: اشہد ان محمد الرسول اللہ، مستقل نبوت کا کبھی دعویٰ نہ کیا۔ مگر پھر بھی باجماع صحابہ گردن زدنی قرار پایا۔

عائشہ صدیقہ ام المومنینؓ کے اثر کی جو شرح بیان فرمائی ہے۔ اس میں تو واقعی مولوی صاحب نے بے دھڑک جہاد کا ہاتھ دکھایا ہے، کیسی دل آویز تفسیر فرمائی ہے؟ فرماتے ہیں دیکھو

حضرت عائشہ فرماتی ہیں اے لوگو! آنحضرت ﷺ کو خاتم النبیین تو کہو مگر یہ نہ کہو کہ آپ ﷺ کے بعد نبی نہ ہوگا معلوم ہوا خاتم النبیین آئندہ ظلی نبوت کو نہیں روکتا، مولوی صاحب کا یہ فقرہ بس بیت الغزل ہے۔ سبحان اللہ!

ہوا ہے مدی کا فیعلہ اچھا مرے حق میں
زلجما نے کیا خود پاک دامن ماہ کعبان کا
مولوی مرزائی داد تو آپ کے اندازہ سے زیادہ آپ کو ملے گی۔ لیکن اگر حضرت خلیفۃ المسیح کے تئیں نظر آئے تو؟

کیوں صاحب حضرت عائشہ نے لوگوں کو لانا نبی بعدہ کہنے سے کیوں روک دیا؟ آپ فرمائیں گے سبب ظاہر ہے۔ اس لئے روک دیا کہ اس فقرہ لانا نبی بعدہ سے تو نبوت ظلی کی نفی بھی ہو جاتی تھی جو ام المومنین کو منظور نہ تھی۔ وہ خاتم النبیین کے لفظ سے اس غلط فہمی کے پیدا ہو جانے کا اندیشہ نہ تھا، اسے برقرار رکھا۔

غلام قادیانی عائشہ صدیقہؓ نے لانا نبی بعدہ سے نبوت ظلی کا انکار سمجھا، آپ کے نزدیک انہوں نے صحیح سمجھا ہماری کیا مجال جو ہم ام المومنین کے فہم عالی سے اختلاف کریں اب یہ بات طے ہو گئی کہ لانا نبی بعدہ سے نبوت ظلی کی نفی بھی ہو جاتی ہے اور مقرر ہو جاتی ہے۔

اب فرمائیے کہ خود رسول اللہ ﷺ نے بھی تو یہی فقرہ بے عینہ استعمال فرمایا ہے۔ ایک ضمیر غائب و مشکم کا فرق ہے اور یہ فرق ہونا ہی تھا جب آپ ﷺ کو منگو فرمائیں گے تو فرمائیں گے ”کوئی نبی میرے بعد نہ ہوگا۔“ فقرہ وہی رہا ترکیب بھی وہی رہی۔ اب بقول صدیقہؓ کے نیز بقول آپ کے آنحضرت ﷺ نے لانا نبی بعدی فرما کر ظلی نبوت کی نفی بھی فرمادی! اب کوئی ظلی نبی بھی آنحضرت ﷺ کے بعد نہیں آ سکتا۔ چلیے قصہ پاک ہوا، اب جھگڑا کا ہے کا؟

شکر لله میمان بن وتوصلح فقاد

جو ریان وقصر کنان دست به پیمانہ زدند

اب ایک سوال البتہ بحث طلب رہ جاتا ہے۔ ایک طرف ام المومنین عائشہؓ کو (بہ پندار باطل مولوی غلام احمد) نبوت ظلی کے باب میں یہ اہتمام کہ وہ مسلمانوں کی زبان سے کوئی ایسا فقرہ سننا پسند نہیں فرمائیں۔ جس سے نبوت ظلی کا انقطاع بھی ٹھیکتا ہو دوسری طرف سرور دوعالم ﷺ کا فرمان واجب الاذعان کہ اب نبوت ظلی بھی منقطع ہے اور آنحضرت ﷺ کا فرمان کچھ ایسے مستند بزرگوں کی روایت سے ہم تک پہنچا ہے کہ بس اتنے ہی بن پڑے۔

جست یاران طریقت بعد ازیں تدبیر ما؟

مولوی غلام احمد صاحب پڑھئے لسان الغیب کا وہ شعر۔ الایا ایہا الساقی ادر
کأساونا ولہا۔ کہ عشق آسان نمود اول ولے افتاد مشکلمہا! مولوی صاحب

در کفے جام شریعت و در کفے سندان عشق

ہر ہو سنا کہ نہ اندو جام و سندان باختن

احادیث نبویہ آثار صحابہ سے کھیلنا آپ پر زیبا نہیں:

سبک زجاٹے نہ گیری کہ پس گراں گھرست

متاع من کہ مبادش نصیب ارزانی

آئیے اصل حقیقت ہم آپ کو بتائیں۔

اول تو اس اثر (اثر عائشہؓ) کی طرف منسوب سخت ناقابل وثوق ہے یقین کے ساتھ

کوئی اہل فن اس قول کو حضرت عائشہؓ کی طرف منسوب نہیں کر سکتا۔ جرأت ہو تو آئیے اس پر سند بتا

کے اس پر اتر دے قواعد اہل فن بحث کیجئے اور اسے قابل وثوق ثابت کیجئے۔ دوسرے اس ایک اثر

کو صحیح اور مرفوع حدیثوں کے مقابلہ میں پیش کرنا کہاں کی دین پرستی ہے؟ ایک مجہول الاسناد اثر کو

بخاری و مسلم اور اصحاب اسنن کی صحیح اور مرفوع حدیثوں کے مقابلہ میں جو متعدد صحابیوں اور مختلف

طریق سے آئی ہیں۔ "پیش کرتے آپ ذرا نہ جھجکے، قیامت کر دی اور پھر حضرت عائشہؓ ہی سے تو

انقطاع نبوت و رسالت والی دو حدیث بھی آئی ہیں جو اوپر مذکور ہوئی، فرماتی ہیں: "ع——ن

النبی ﷺ انه قال لا یبقی بعدہ من النبوة شیء الا العبشرات الحدیث۔

(کنز ہدایت احمد و خطیب) اس حدیث میں کس صراحت و قطعیت کے ساتھ وارد ہے کہ آنحضرت

ﷺ کے بعد نبوت کا کوئی حصہ کوئی جز باقی نہ رہے گا۔ بجز اچھے خوابوں کے اور ظاہر ہے کہ اچھے

خواب کس کو نبی اور رسول نہیں بتا دیتا۔ جب حضرت عائشہؓ خود ایک ایسی صاف اور صریح حدیث

روایت کر رہی ہیں تو کیونکر باور کر لیا جائے کہ انہوں نے یہ نبوت ظنی والی شی آپ کی خاطر رکھنے کو

لگا دی؟

مولوی صاحب، روشنی میں تو حضرت مغیرہ بن شعبہ کا اثر بھی منقول ہے اسے کیوں

آپ نے نظر انداز فرمایا؟ آپ کو اپنے مدعی کے لئے دو دو شہادتیں مل جاتیں۔

مجھ سے تم چھپ نہ سکے جان جہاں دیکھ لیا

تم جہاں جا کے چھپے ہم نے وہیں دیکھ لیا

واقعہ یہ ہے کہ کچھ کوتاہ فہم سادہ مزاج حدیث لانی بعدی کے معنی یہ سمجھ رہے تھے کہ اب نہ کسی کو نئے سرے نبوت ملے گی اور نہ کسی ایسے نبی کا ظہور ممکن ہے جس کو نبوت آنحضرت ﷺ کی بعثت سے پہلے مل چکی ہو۔ ایسے کم فہم لوگوں کے لئے ان بزرگوں نے فرمایا کہ اگر حدیث لانی بعدی تم لوگوں کے لئے وجہ حیرت بن رہی ہے تو ایک خاتم النبیین ہی پر اکتفا کرو کہ اس سے بھی مدعا حاصل ہو جاتا ہے، ورنہ تمہاری کوتاہ اندیشی تم سے نزول عیسیٰ کا انکار کرادے گی۔ حالانکہ ان کا نزول یقینی ہے اور وہ آنحضرت سے پیشتر بھی نبی تھے اور آنحضرت کے بعد بھی نبی ہوں گے (مگر یہ وہی نبوت ہوگی جو آنحضرت ﷺ کی بعثت سے پیشتر انہیں مل چکی تھی، کوئی نئی نبوت نہ ہوگی۔)

اب آجاز اور احادیث صحیحہ مرفوعہ کے درمیان کوئی تعارض نہ رہا۔ یہ ہم نے کوئی نئی بات نہیں کہہ دی بلکہ تمام اکابر مفسرین و اعیان علمائے دین نے اس نکتہ کا ذکر فرمایا ہے۔ تفصیل کے لئے ہمارے ٹریکٹ ختم نبوت کا انتظار کیجئے۔

مرزائی مولوی صاحب ایہ بات خاطر خاطر سے کہی نہ جائے کہ جب احادیث نبویہ اور آثار صحابہ میں تعارض نظر آئے آثار صحابہ تابع کر دیئے جائیں گے احادیث کے، اور ان کی ایسی شرح کی جائے گی جو ان کو احادیث کے مطابق کر دے۔ یہ سخت بے ایمانی ہے کہ صحیح اور مرفوع مرفوع احادیث کے ہوتے آثار سے استناد لیا جائے اور پھر ان کی ایسی تاویل کی جائے جو ان کو احادیث صحیحہ سے ٹکراتی رہے۔ مولوی صاحب

اصلی دین آمد کلام اللہ معظم داشتند

پس حدیث مصطفیٰ بر جان مسلم داشتند

مولوی غلام احمد صاحب، اب آئیے آپ کی پیش کردہ ”حدیث“ کو عاش ابراہیم پر بھی ایک نظر ہو جائے۔ آپ لوگوں کو شرم نہیں آتی مسلمانوں کو فریب دیتے اور اس پر مجاہد اور داعی حق ہونے کے بلند بانگ دعوے؟ یہ کہاں کی راست بازی ہی کہ صحیح حدیثوں کو پردہ خفا میں رکھا جائے یا ان کی تاویلیں کی جائیں اور ضعیف و منکر حدیثوں کو شہرت دی جائے اور ان سے استناد کیا جائے؟ دیکھئے حدیث ولو عاش (ابراہیم) لکان صدیقاً نبیاً سے متعلق کہیں دور جانے کی حاجت نہ تھی، سنن ابن ماجہ جس سے آپ نے یہ حدیث نقل کی ہے۔ اس کے حاشیہ ہی پر یہ بات واضح کر دی گئی ہے کہ یہ حدیث درخورد استناد و قابل اعتماد نہیں اس حدیث کی سند میں ایک راوی ابوہبیدہ ابراہیم بن عثمان متروک الحدیث ہے۔ مگر اپنی دیانت ملاحظہ فرمائیے کہ اس بات کو آپ اس طرح پی گئے ہیں گویا قابل التفات تھی ہی نہیں۔

حافظ ابن حجر اس راوی کی نسبت لکھتے ہیں۔ متروک الحدیث ہے اس کی حدیث نہیں لی جاتی۔ تقریب بھر تہذیب التہذیب میں اس راوی، ابوشیبہ ابراہیم بن عثمان عسلی کی نسبت ائمہ رجال کی یہ رائیں نقل کی ہیں۔ ضعیف ہے، قابل وثوق نہیں، درجہ اعتبار سے ساقط ہے، آئمہ حدیث نے اس کی روایتیں قبول نہیں کی ہیں۔ یہ شخص اپنے لکھے ہوئے مجموعہ احادیث پر اپنے حجتی سے اضافے کر دیا کرتا تھا۔ اس شخص کی روایتیں نہیں لکھی جاتیں۔ منکر الحدیث ہے۔ شعبہ نے اس شخص کو جھوٹا کہا ہے۔ وغیرہ۔ آئمہ رجال کی یہ شہادتیں ملاحظہ فرمائیں آپ نے ایک ایسے راوی کی روایت سے مسئلہ ختم نبوت جیسے اہم مسئلہ میں استعہاد کیسی دلیری ہے!!

صاحبو! مرزا ابی مولوی صاحب کی ایمانداری دیکھئے، اس ضعیف منکر، اور ناقابل استناد حدیث سے پہلے اسی سنن ابن ماجہ میں اک صحیح اور درخور استناد اثر بھی جگر گوشہ رسول ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں آیا ہے۔ یہ اثر چونکہ مولوی صاحب کے مدعی کیخلاف تھا بے تکلف ٹال گئے، اس طرح ٹال گئے گویا تھا ہی نہیں اوہ اثر مولوی صاحب کے مدعی کے لئے پیام موت ہے۔ عبد اللہ امین ابی ادنیٰ فرماتے ہیں: میں نے جگر بند رسول ابراہیم کی دید سے آنکھیں روشن کی ہیں۔ وہ آنکھ چھپنے ہی میں اللہ کو پیارے ہوئے، اگر آنحضرت ﷺ کے بعد ادنیٰ کا آنا مقدر ہوتا، تو ابراہیم علیہ السلام (نور نظر رسول ﷺ) کو زندگی ملتی، مگر (قضائے الہی تو یہ ٹھہرا چکی تھی کہ) آپ کے بعد اب کوئی نبی نہ ہوگا۔

حضرت انس بن مالکؓ نے بھی یہی فرمایا۔ ان کے الفاظ یہ ہیں: "ولکن لم یبق لان نبیکم آخر الانبیاء (آخر ابوہم)" وہ اس لئے زندہ نہ رہے کہ نبی کریم آخر الانبیاء ہیں۔ ابن ابی ادنیٰ کا اثر امیر المومنین فی الحدیث امام بخاری نے بھی روایت کیا ہے۔ اس کے الفاظ یہ ہیں: لو قدر ان یکون بعدہ نبی لعاش ابراہیم۔ سنن ابن ماجہ کی ضعیف الاسناد حدیث کس شد و مد کے ساتھ پیش کی گئی تھی مگر یہ صحیح اور قابل استشہاد آثار قابل ذکر بھی نہ سمجھے گئے۔ ان آثار سے یہ بھی روشن ہو گیا ہوگا کہ ابن ابی ادنیٰ اور خادم رسول ﷺ انس بن مالکؓ جیسے اجلہ صحابہ بھی خاتم النبیین کے وہی معنی بیان کرتے اور سمجھتے تھے جو بقول مولوی غلام احمد صاحب "آج کل کے عام مسلمان کرتے ہیں۔"

اولیاء اللہ اور علمائے امت..... مولوی غلام احمد مرزائی کے شرم ناک بہتان مولوی قادیانی لکھتے ہیں: (خاتم النبیین کے) ہم احمدی دینی معنی لیتے ہیں جو آنحضرت ﷺ حضرت عائشہ اولیاء امتؓ نے بیان فرمائے ہیں)

یہ مولوی صاحب جب اپنے دلیر دہے جگر ہیں کہ سرور کائنات ﷺ اور آپ کی عزیز بیوی ام المومنین عائشہؓ پر بہتان جوڑنے نہ سمجھتے تو اولیاء اللہ اور علمائے امت کو کتب خاطر میں لاتے اخاتم المرسلین آخر النبیین محمد ﷺ کی پاک حدیثیں، اور صحابہ، علی الخصوص ام المومنین عائشہؓ کے آثار آپ نے سن لئے اور مولوی غلام احمد قادیانی کی راستباز کے منظر دیکھ دیئے، اب آئیے دیکھئے اولیاء اللہ رحمہم اللہ کے ساتھ ان کا کیا برتاؤ ہے۔

حضرت مجدد الف ثانیؒ کے ایک مکتوب گرامی سے یہ ثابت کرنے کی سعی بے سود کی گئی ہے کہ آپ نے بھی خاتم النبیین کے وہی معنی بیان فرمائے ہیں جو نبوت مرزائیہ کے نقیبوں نے بتائے اور بتا رہے ہیں۔ درپردہ یہ کہا مقصود ہے، کہ حضرت مجدد الف ثانیؒ کے بعد جدیدیوں کا آنا جائز بتاتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ یہ جدید نبی چونکہ ظلی ہوں گے اور بہ تیجہ نبوت محمدیہ (علی صاحبہا الف الف تحیہ) آئیں گے ان کا آنا آنحضرت ﷺ کی خاتم النبیین کے منافی نہ ہوگا۔

یقین کیجئے۔ ان قادیانی صاحبوں کی بے دھڑک کٹر ہیئت دیکھ کر روں کانپ اٹھتی ہے حضرت مجدد الف ثانیؒ اور انکار خاتم النبیین آنحضرت ﷺ اللہ اللہ یہ قادیانی حضرات بڑے دل گردے کے لوگ ہوتے ہیں۔ حضرت مجددؒ کے مکتوب سے ایک ٹکڑا لے لیا، باقی ٹکڑے پی گئے۔ لوگو پورا مکتوب پڑھو اور انصاف کرو، حضرت مجددؒ فرماتے ہیں۔

”حمود صلوٰۃ کے بعد میرے فرزند مولانا امان اللہ پر واضح ہو کہ نبوت سے مراد وہ قرب الہی ہے جس میں ظہیت کی آمیزش نہیں اور اس کا عروج حق تعالیٰ کی طرف میلان رکھتا ہے اور اس کا نزول خلق کی طرف یہ قرب بالا صلاۃ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو نصیب ہے اور یہ منصب انہی بزرگواروں کے ساتھ مخصوص ہے اور یہ منصب حضرت سید البشر علی وآلہ الصلوٰۃ والسلام پر ختم ہو چکا ہے۔ حضرت صلی علیہ وسلم اپنا وظیفہ الصلوٰۃ والسلام نزول کے بعد حضرت خاتم المرسلین ﷺ کی شریعت کے تابع ہوں گے۔

حاصل کلام یہ کہ تابعداروں اور خادموں کو اپنے مالکوں اور صاحبوں کی دولت اور پس خوردہ سے حصہ حاصل ہوتا ہے۔ پس انبیاء علیہم الصلوٰۃ کے قرب سے ان کے کامل تابعداروں کو بھی حصہ حاصل ہوتا ہے اور اس مقام کے علوم و معارف اور کمالات بھی بطریق وراثت کامل تابعداروں کو نصیب ہوتی ہیں۔

خاص کند بنده مصلحت عہام را

پس خاتم المرسل علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کے بعد ان کی کامل تابعداروں کو بطریق
تبیعت ووراہت کے کمالات نبوت کا حاصل ہونا ان کی خاتمیہ کے منافی نہیں: ”فلا تکن من
المعتقرین“ (مکتوب ج ۱ ص ۳۰۱)

اس مکتوب میں حضرت مجددؑ نے جن حقائق و معارف کی جانب اشارہ فرمایا ہے وہ
ایسے تھے کہ اگر مولوی غلام احمد صاحب اور ان کے ہم نوا راستبازی کے ساتھ ان پر غور کرتے تو
کبھی ایسا شرمناک بہتان ان پر نہ جوڑتے۔ حضرت مجددؑ فرماتے ہیں:

- ۱..... نبوت میں غلطیہ کی آمیزش نہیں۔
- ۲..... یہ قرب بالا صالہ صرف انبیاء علیہم السلام کو عطا ہوتا ہے۔
- ۳..... یہ منصب انہیں بزرگواروں کے ساتھ خاص ہے۔
- ۴..... یہ منصب حضرت سید البشر علیہ علی آلہ الصلوٰۃ پر ختم ہو چکا۔
- ۵..... حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے۔
- ۶..... ان کو شریعت محمدیہ کا اتباع کرنا پڑے گا۔
- ۷..... جس طرح دولت مندوں کے خوان کرم سے ان کے خادموں کو بچاؤ کچال جاتا ہے،
انبیاء علیہم السلام کے خوان نبوت سے بھی ان کے سچے خادموں اور پیروں کو ان کا پس خمدہ مل
جاتا ہے، یعنی ان کے علوم و معارف اور ان کے کمالات سے ان کے سچے غلاموں اور ان کی راہ
میں اپنا سب کچھ لٹا دینے والوں کو بھی بقدر ظرف و استعداد و حوصلہ کچھ حصہ مل جاتا ہے۔

صاحبو، خدا را یاد کہیں حضرت مجدد علیہ الرحمۃ نے یہ بھی فرمایا کہ نبی کی اتباع کامل اس
کے عہد کو نبی بنادیتی ہے؟ کہیں انہوں نے یہ بھی فرمایا کہ آنحضرت ﷺ کی تبعین کاملین نبوت کا
منصب پاسکتے ہیں اور نبوت اتباع و پیروی، کسب و عمل ریاضت و مجاہدہ سے مل کیسے سکتی ہے۔ وہ
مقام حصول نہیں، مقام وصول ہے۔ دو چیزیں ہیں۔ نبوت اور علوم و معارف نبوت جن کی تعبیر
کمالات نبوت سے بھی کی گئی ہے۔ علوم و معارف نبوت میں سے جاں سپاران راہ اتباع کو بہرہ
بقدر ظرف و حوصلہ ملتا ہے۔ مگر نبوت نہیں ملتی یہ آنحضرت ﷺ پر ختم ہوگئی اور ظاہر ہے کہ علوم
معارف سے بہرہ پانا ختم المرسلین کے منافی نہیں۔ معارف سے بہرہ کتنا ہی۔ گراں و گرامی، ہو
نبوت نہیں بن جاسکتا۔ یہ ہے حقیقت حضرت مجددؑ کے مکتوب سامی کی۔ اس کو مولوی غلام احمد
مرزائی اس دعوے کے ثبوت میں پیش کرتے ہیں کہ نبوت کا دروازہ کھلا ہے۔ سبحان اللہ!

اب آئیے حضرت مولانا محمد قاسم صاحب رحمۃ اللہ کی عبارت پر غور کیجئے۔ یہاں بھی قادیانی دجل و فریب کا وہی عالم نظر آئے گا۔

حضرت مولانا مرحوم ان اللہ خلق سبع ارضین فی کل ارض آدم کا دمکم الحدیث کے معانی عالیہ پر بحث کر کے یہ ثابت فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کی ختم المرسلین عالم گیر، اور جمع طبقات ارض کو محیط ہے۔ اس سلسلہ میں آغاز کلام یوں فرماتے ہیں کہ: خیال..... بالذات کچھ فضیلت نہیں“ معنی ظاہر ہیں کہ نفس تاخرو تقدم زمانی کوئی وجہ فضیلت نہیں آگے چل کر حضرت اپنی تقریر کا خلاصہ یوں تحریر فرماتے ہیں۔ ”بطور خلاصہ تقریر وفدکم دلائل یہ عرض ہے کہ ہر زمین میں اس زمین کے انبیاء کا خاتم ہے۔ پر ہمارے رسول مقبول عالم ان سب کے خاتم، آپ کو ان کے ساتھ وہ نسبت ہے جو بادشاہت اقلیم کو بادشاہان اقلیم خاصہ کے ساتھ نسبت ہوتی ہے۔ جیسے ہر اقلیم کی حکومت اس اقلیم کے بادشاہ پر اختتام پاتی ہے۔ چنانچہ اسی وجہ سے اس کو بادشاہ کہا، آخر بادشاہ وہی ہوتا ہے جو سب کا عالم ہوتا ہے، ایسے ہی ہر زمین کی حکومت نبوت اس زمین کے خاتم پر ختم ہو جاتی ہے۔ پر جیسے ہر اقلیم کا بادشاہ باوجود یکہ بادشاہ ہے پر بادشاہت اقلیم کا محکوم ہے ایسے ہی ہر زمین کا خاتم اگرچہ خاتم ہے۔ پر ہمارے خاتم النیین کا تابع، جیسے بادشاہت اقلیم کی عزت اور عظمت اپنی اس اقلیم کی رعیت پر حاکم ہونے سے جس میں خود مقیم ہے۔ اتنی نہیں سمجھی جاتی جتنی بادشاہان اقلیم باقیہ پر حاکم ہونے سے سمجھی جاتی ہے۔ ایسے ہی رسول اللہ ﷺ کی عزت اور عظمت فقط اس زمین کے انبیاء کے خاتم ہونے سے نہیں سمجھی جاسکتی، جتنے خاتمین اراضی ساقلہ کے خاتم ہونے سے سمجھی جاتی ہے۔“

(تحدیر الناس ص ۳۵، ۳۶)

صاحبو! یہ عبارت غور سے پڑھو اور انصاف سے بتاؤ مولانا محمد قاسم صاحب کی عبارت کے کسی فقرہ سے بھی قادیانی مدعی ثابت ہوتا ہے۔ کسی فقرہ سے بھی یہ ظاہر ہوتا ہے کہ مولانا سے مرحوم آنحضرت ﷺ کے بعد نئے مستقل یا غیر مستقل، نبیوں کا ظہور آنحضرت ﷺ کی ختم المرسلین کے منافی نہیں جانتے؟ یہ ایک کھلا ہوا اور شرمناک بہتان نہیں تو اور کیا ہے؟

مگر صاحبو! جن لوگوں نے قرآن حکیم کے ساتھ کھیلنا اور اس کی آیات میں کتر بیونت اپنا وتیرہ ٹھہرا لیا ہو، وہ ایسے بہتان کب خاطر میں لائیں گے۔ مولوی غلام احمد صاحب فخانہ ہوں۔ میں ثابت کر دوں گا کہ خود جناب نے بھی قرآن حکیم ﷺ کی ایک آیت کریمہ میں کتر بیونت کی ہے۔ مولوی صاحب خدا سے ڈرو، معلوم ہے کہ قرآن حکیم میں کتر بیونت، جہل و تحریف، کمی و بیشی،

تبدیل و ترمیم کرنے والے کی سزا کیا ہے؟ مولوی صاحب آپ کو اپنی ویانت و راست بازی کا جنازہ اٹھتے نہ دیکھنا ہو تو ہمت کیجئے اور سورۃ الروم کی آیہ کریمہ میں قرآن حکیم سے لغافلون و کھادبیجئے، جس طرح آپ کی اس اشتہار میں نقل ہے۔ ورنہ توبہ کیجئے اور اپنی غلطی کا اعتراف، اور یہ جو ہم نے عرض کیا کہ آپ لوگوں نے قرآن حکیم کے ساتھ کھیلا اپنا دھیرہ ٹھہرا لیا ہے تو اس کی بنیاد جناب کے نبی اور رسول نے ڈالی، چند نمونے ملاحظہ ہوں۔ مرزا قادیانی کی بگاڑی ہوئی آیتیں جن کو انہوں نے ہمیشہ آیات قرآنی بتایا:

آیات قرآنی

”هل ينظرون الى ان ياتيهم الله في ظلال من الغمام والملائكة..... الخ (بقرہ: ۲۱۰)	يوم ياتي ربك في ظلال من انعام (حقیقت الوحی ص ۱۵۲، خزائن ج ۲۲ ص ۱۵۸)
يا ايها الذين آمنو ان تتقوا الله يجعل لكم فرقانا ويكفر عنكم سيئاتكم و يغفر لكم والله ذو الفضل العظيم (انفال: ۲۹)	يا ايها الذين آمنو ان تتقوا الله يجعل لكم فرقانا ويكفر عنكم سيئاتكم و يجعل لكم نوراً تمشون به (آئینہ کالات ص ۱۷۷، خزائن ج ۵ ص ۱۷۷)
ادع الى سبيل ربك بالحكمة و الموعظة الحسنة و جادلهم بالتی هي احسن (نحل: ۱۲۵)	و جادلهم بالحكمة و الموعظة الحسنة (فریاد ص ۸ ص ۱۲۲، خزائن ج ۸ ص ۱۲۳)
قد انزل الله اليكم نكرا رسولا يتلوا عليكم..... الخ (طلاق: ۱۱۰)	انزل نكر اور رسولا (ایام الصلح ص ۸۰، خزائن ج ۱۳ ص ۳۱۶)
الم يعلمون انه من يحلده الله ورسوله فان له نار جهنم خالدا فيها (توبہ: ۶۳)	الم يعلمون انه من يجادد الله ورسوله يدخله ناراً خالداً فيها (حقیقت الوحی ص ۱۳۰، خزائن ج ۲۲ ص ۱۳۳)
انهم لن يضررو الله شيئاً وريد الله ان لا يجعل لهم خطا في الآخرة ولهم عذاب عظيم (آل عمران: ۱۷۶)	انهم لن يضررو الله شيئاً ولهم عذاب عظيم (براین احمدیہ ج ۳ ص ۲۲۹، خزائن ج ۱ ص ۲۵۳)

قل ما یكون لی ان ابدله من تلقاه نفسی (یونس: ۱۰)	قل ما یقول لی ان ابدله من تلقاه نفسی (براین احمد پیچ ۳ ص ۲۸۲، خزائن ج ۱ ص ۵۷۴)
لخلق السموات والارض اکبر من خلق الناس (مومن: ۵۷)	ان خلق السموات والارض اکبر من خلق الناس (ایام الصلاح ص ۶۱، خزائن ج ۱ ص ۲۹۶)
فان لم تفعلوا اولن تفعلوا انا تفو النار..... الخ (بقرہ: ۲۴)	وان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقوا النار..... الخ (حقیقت الہدی ص ۲۳۸، خزائن ج ۲ ص ۲۵۰)
قال آمنت انه لا اله الا الذی آمنت به بنو اسرائیل (یونس: ۹۰)	آمنت بالذی آمنت به بنو اسرائیل (سراج منیر ماشیہ ص ۲۹، خزائن ج ۱ ص ۳۱)

تلك عشرة كاملة

اعلان

یہ ایک سرسری نظر تھی مرزائی مولوی کے اشتہار کے ایک حصہ پر۔ یقین ہے قارئین کرام نے مولوی صاحب کے اشتہار کے دوسرے حصے کے متعلق بھی رائے قائم کر لی ہوگی۔ جب اس حصہ کا یہ حال ہے تو:

قیاس کن زگلستان من بہار مرا

دوسرے حصہ کا حال بھی روشن ہے

دوسرے حصہ اشتہار میں مولوی غلام قادیانی نے جب مسائل پر داد و تحقیق یا زاد تلخیص دی ہے، ان پر ہمارے آئندہ رسائل میں سیر حاصل بحثیں ملیں گی۔ انشاء اللہ بعض مباحث ہمارے ان رسائل کے یہ ہیں۔ حیات مسیح نزول مسیح و دلائل مسیح، خصوصیات امام منکر، مہدی علیہ السلام، دلائل نبوت و لوازم فطرت تلخیصات مرزا وغیرہ

قارئین اس دلچسپ سلسلہ مسائل کا انتظار کریں۔ واللہ الموفق!

۱۵ ارجمادی الاخر ۱۴۵۲ھ، بمطابق ۶ اکتوبر ۱۹۳۳ء

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
الحمد لله الذي جعل القرآن
موسمًا من أنعم الله على عباده

جواب دعوت

(انجمن اشاعت الاسلام بنارس کا ٹریکٹ نمبر ۶)

سیکرٹری انجمن اشاعت الاسلام بنارس

جنہ اللہ الرحمن الرحیم

بگفتا قائم پر چرخ موسیٰ زندہ و باقی است
مگر منکر شدہ معراج جسمی شاہ طیبہ را
زموت حضرت عیسیٰ بننا کفارہ محکم کرد
دلیری ہا ہدید آمد ہرستان مرزا را
و ختم الرسل بالصدر المعلیٰ نبی ہاشمی ذو جمال
وعیسیٰ سوف یأتی ثم یتوی لدجال شقی ذی خبال
(بدرالامالی)

الحمد لله الذی صدق وعده، ونصر عبده، وهزم الاحزاب وحده،
والصلوة والسلام علی خاتم الرسل محمدن العاقب الذی لا نبی بعده۔ وعلی
اله وصحبه ومن بذل فی تبلیغ دین الله جهده۔ و اوفی بما اخذ الله علیه
عهده بان یبطل ما خالف الکتاب والسنة ورده، وبعد فایہا الاخوان، چار
صفحوں کا ایک ٹریکٹ، نام نہاد، دعوت الی الحق، جس میں نہ بسم اللہ ہے نہ حمد و صلوة تم نے بھی
پڑھا ہوگا۔ اس کا تاثر، احادیث نبویہ علی صاحبہا الختیم، سے اثبات حیات عیسیٰ علیہ السلام کو ایک
”نا کام کوشش“ سے تعبیر کرتا ہے، کیوں نہ ہوں جب میرے مکان کا خود یہ قول ہو۔

”یہ تمام حدیثیں جو پیش کرتے ہیں تحریف معنوی یا لفظی میں آلودہ ہیں اور یا سرے
سے موضوع ہیں اور جو شخص حکم ہو کر آیا ہے اس کا اختیار ہے کہ حدیثوں کے ذخیرہ میں سے جس
انبار کو چاہے خدا سے علم پا کر قبول کرے اور جس ذخیرہ کو چاہے خدا سے علم پا کر رد کر دے۔“

(ضمیمہ متحدہ کلاز دیہ ۱۴، خزائن ج ۷ ص ۵۱ حاشیہ)

تو مرید بیک جنبش قلم احادیث صحیحہ کو حرف غلط کی طرح کاٹ دیں گے۔ ایسے ہی لوگوں
کو حضرت فاروق اعظمؓ نے انجم اعداء السنن کا خطاب بخشا تھا۔ (تہذیبی)

تاثر ”دعوت“ کو ظہور امام پر بڑا ناز ہے۔ دوستو! جب چند دنوں میں اس کا جواب
تمہارے ہاتھوں میں ہوگا اور تم دیکھو گے کہ ان کے ”دلائل قاطعہ وبراہین ساطعہ“ ان اوہن
البیوت لبیت العنکبوت سے زیادہ دویق نہیں ہیں۔

ہاتھ نکلن کو آر سی کیا ہے؟

آج ہم دورِ وقۃ الی الحق پر ایک سرسری نظر ڈالتے ہیں جس میں ناظر ”دعوۃ کے قول کو بعنوان ”داعی“ اور اس کے جواب کو بعنوان ”محبیب“ تحریر کریں گے تاکہ ناظرین ہر دو فریق کی تحریروں کو آسانی سے سمجھ لیں۔

داعی حضرت عیسیٰ کے لئے قرآن مجید میں انی متوفیک اور فلما توفیتنی کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں جن میں ”توفی کے معنی قبض روح یعنی موت ہے نہ کہ پورا لینے یا بھر لینے کے (ص ۱)

محبیب جب تک کہ علوم آلہ اور کتب لغت صفحہ ہستی پر موجود ہیں۔ یہ ”دجل قادیانی“ کبھی فروغ نہیں پاسکتا۔ سنئے۔ لفظ ”توفی“ کا مادہ ”وقا“ ہے اور جس طرح مادہ کے حروف ہر صیغہ و باب میں باقی رہتے ہیں اسی طرح مادہ کے معنی بھی ہر صیغہ و باب میں باقی رہتے ہیں۔ وفاق لفظ اردو زبان میں بھی مشہور ہے اور معنی بھی اس کے وہی ہیں جو عربی میں ہیں، یعنی ”پورا کرنا“ منجد میں ہے۔ وفی وفاء اتمہ۔ اسی طرح دیگر کتب لغت میں بھی ہے۔ اسی مادہ وفاق سے توفی باب تفعّل ہے۔ پس اس کے معنی ہوئے۔ اخذ الشئ۔ وافیاً کس چیز کو پورا پورالے لینا۔ پادری لو لیس المنجد (مشہور لغت کی کتاب) میں لکھتا ہے: توفی توفیاً، وفی حقہ اخذہ وافیاً تاماً یقال توفیت من فلان مالی علیہ (ص ۱۰۱۱) یعنی توفی کے معنی اپنا حق پورا پورالے لیا عرب بولتے ہیں میں نے فلاں سے اپنا حق پورالے لیا۔ اور اس جگہ توفیت بولتے ہیں۔

لسان العرب جلد ہستم میں ہے توفیت المال منہ اخذتہ کلہ یعنی توفیت کے معنی ہیں میں نے پورالے لیا۔ نیز مصباح المنیر (لغت کی کتاب) میں ہے توفیتہ واستوفیتہ بمعنی استوفیت کے ہیں وہی معنی توفیت کے بھی ہیں یعنی پورالے لیا۔ مرزا قادیانی دافع الوسوس میں لکھتے ہیں۔ اخذنی ربی واستوفانی (۵۶۳، خزائن ج ۵ ص ۱۵۸) اور پر لغت سے ثابت ہو چکا ہے کہ استیفاء اور توفی ہم معنی ہیں۔ پس دیکھو مرزا قادیانی کے قول مذکور میں فاعل اللہ ہیں اور مفعول خود مرزا قادیانی ذی روح، اور اس سے مراد قبض روح یعنی موت نہیں ہے۔ اس لئے تمام مفسرین نے بھی توفی کے معنی پورالینا کیا ہے تفسیر بیضاوی میں زیر آیت فلما توفیتی لکھا ہے: ”التوفی اخذ الشئ وافیاً والموت نوع منہ“ یعنی توفی کے معنی ہیں کسی کو چیز پورا پورالے لینا اور موت اس کی ایک نوع ہے۔ ایسا ہی تفسیر سراج منیر میں بھی ہے۔ تفسیر کبیر میں ہے۔ ”التوفی جنس تحتہ انواع بعضها بالموت وبعضها بالاصعاد

الٰہی السّماء“ (تحت آیت انی متوفیک) یعنی توفی بمولہ جنس ہے جس کے تحت میں کئی نوع ہیں۔ موت، رفع الی السّماء معلوم ہوا کہ توفی کے معنی وضعی موت کے نہیں ہیں بلکہ موت اس کی ایک نوع ہے جیسے حیوان جنس ہے اور اس کے تحت بہت سی نوع ہیں۔ آدمی گھوڑا اور کبوتر وغیرہ، اسی طرح توفی جنس ہے۔ اور اس کی نوع نوم، موت، رفع ہیں۔ پس جنس کو کسی نوع میں معین کرنے کے لئے قرینہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ جہاں قرینہ موت یا موت کے لوازمات کا ہوگا وہاں توفی کے معنی موت کے ہوں گے۔ نہ یہ کہ توفی کا لفظ موت کے لئے موضوع ہے اور جہاں قرینہ نیند یا نیند کے مقتضیات کا ہوگا وہاں توفی کے معنی نوم کے ہوں گے اور جہاں قرینہ رفع کا ہوگا وہاں رفع کے معنی ہوں گے۔ چونکہ اللہ تعالیٰ نے انسی متوفیک کو ورافعک الٰہی کے ساتھ ملایا ہے اس لئے عیسیٰ کی توفی بالرفع الی السّماء متعین ہوگی۔ مفصل بحث رسالہ ظہور امام کے جواب میں ملاحظہ ہو۔

داعی توفی کے معنی جبکہ خدا تعالیٰ فاعل اور ذی روح یعنی انسان مفعول ہو اور توفی باب تفعّل سے فعل ہو۔ اور قرینہ نیند وغیرہ کا موجود نہ ہو تو سوائے قبض روح یعنی موت کے اور کوئی معنی نہیں ہوتے۔

مجیب یہ ضابطہ خود ساختہ بالکل غلط ہے اہل زبان ائمہ لغت کسی سے بھی اس ضابطہ کا ثبوت نہیں ہے۔ ائمہ لغت توفی کے معنی موت کے مجازی قرار دیتے ہیں دیکھو علامہ زحشری جو فن لغت و ادب کے امام ہیں۔ اساس البلاغہ (جو لغت کی قدیم ترین کتاب ہمارے ہاتھوں میں ہے۔ اس میں لکھتے ہیں ومن اعجزک توفی فلان وتوفاه اللہ ادرکتہ الوفات۔ تاج العروس شرع قاموس میں ہے: ومن العجائب ادرکتہ الوفات ای الموت والمعنیہ وتوفی فلان اذا مات۔ پس اہل لغت کا توفی کے معنی موت کے مجازی لکھنا ضابطہ خود ساختہ مذکورہ کی صاف تردید کر رہا ہے۔ کیونکہ توفی کے معنی حسب ضابطہ مذکورہ اگر موت کے ہی ہوں تو پھر کسی قرینہ حالیہ یا مقالہ کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ اس صورت میں آیت قرآنی: ”اللہ یتوفی الانفس حین موتھا“ (زمر: ۴۲) میں جبکہ توفی باب تفعّل سے ہے اور فاعل اللہ موجود ہے اور مفعول (النفس ذی روح انسان) بھی مذکور ہے اور قرینہ نیند وغیرہ کا بھی اس فقرہ میں نہیں ہے اس صورت میں اگر سوائے موت کے کوئی دوسرے معنی نہیں ہو سکتے ستوحین موتھا کا جملہ تطویل ہوگا یا حشو اور زاید بہر صورت آیت فصاحت سے گر جاتی ہے۔ والعیاذ باللہ اس کے

فیصلہ کی آسان صورت یہ ہے کہ کتب لغت عربیہ میں توفیٰ کو تلاش کرو۔ اگر یہ وفا کے ضمن میں مذکور ہو تو اسے وفا سے مشتق مانو۔ پھر جملہ تعریفات و فاء پر نظر کرو۔ تو تم کو آفتاب نیروز کی طرح معلوم ہوگا کہ اس کے معنی پورا کرنے، پورا لینے کے ہیں اور چونکہ اس کے ملبوم میں رفع، موت اور نیند بھی داخل ہیں اس لئے اس لفظ کا اطلاق رفع کے قرینہ پر رفع کے لئے اور موت کے قرینہ پر موت کے لئے اور نیند کے قرینہ پر نیند کے لئے ہوگا۔ صرف اس اعتبار سے کہ توفیٰ جنس ہے۔ اور رفع، موت، اور نوم اس کی نوعیت ہیں۔ نہ اس لئے کہ یہ لفظ بحسب الوضع موت کے لئے موضوع ہے۔ جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے۔ پس ضابطہ مختصر غلط ہے اس کی تفصیل آپ کو ظہور امام، کے جواب میں ملے گی فانتظرہ۔

داعی..... قرآن مجید میں جو حضرت عیسیٰ کے متعلق ”رافعك الی“ اور بل رفعہ اللہ میں رفع کا لفظ استعمال ہوا ہے اور جس میں خدا تعالیٰ فاعل حضرت عیسیٰ (ذی الروح) مفعول ہیں اس کے معنی آسمان پر اٹھالے جانے کے نہیں بلکہ مقرب بنانے اور درجات بلند کرنے کے ہیں۔ (ص ۱)

مجیب..... یہ ضابطہ مختصر بھی اوپر کے ضابطہ مستحد کی طرح بے ثبوت اور غلط ہے ورنہ وہی محدود لازم آئے گا۔ جو اوپر مذکور ہوا یعنی بہت سی آیات قرآنیہ مثلاً رفع بعضهم درجات (بقرہ: ۵۳) نرفع درجات من نشاء (انعام: ۵۳) ویوسف رفع بعضهم فوق بعض درجات (انعام: ۱۶۵) اور ورفعنا بعضهم فوق بعض درجات (الزخرف: ۳۲) یرفع اللہ الذین آمنو منکم والذین اتوا العلم درجات (مجادلہ: ۱۱) وغیرہا بوجہ تطویل یا حشو کے فصاحت سے گر جائیں گی۔

کیونکہ ان آیات میں رفع کے مشتقات بولے گئے ہیں اور اللہ تعالیٰ فاعل ہے اور ذی روح (پیغمبرانِ داخل علم و مومنین وغیرہ) مفعول ہیں اور پھر لفظ درجات بھی ذکر کیا گیا ہے پس اگر ضابطہ مختصر مذکورہ کے مطابق رفع کے معنی درجات بلند کرنے کے ہی ہیں تو لفظ درجات ذکر کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ حالانکہ آیات مذکورہ میں رفع کے معنی مخین کرنے کے لئے ”درجات“ بطور قرینہ کے مذکور ہوا ہے۔ پس معلوم ہوا کہ رفع کے معنی حسب قرآن کئے جائیں گے۔ کیونکہ لعنت میں اس کے حقیقی اور وضعی معنی ”اوپر کو اٹھانا“ ہیں۔ پس جہاں رفع کا مفعول کوئی جسم ہوگا وہاں معنی اس جسم کو نیچے سے اوپر کو حرکت دینا اور اٹھانا ہوں گے۔ لغت کی کتاب مصباح منیر میں ہے۔

فالرفع فی الاجسام حقيقة فی الحركة والانتقال وفي المعانی علی ما يقتضيه المقام یعنی لفظ رفع جسموں کے متعلق حقیقی معنی کی رو سے حرکت اور انتقال کے لئے ہوتا ہے اور معانی کے متعلق جیسا موقع و مقام ہو۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ”ورفعنا فوقکم الطور (بقرة: ۶۳)“ یہاں رفع کا فاعل اللہ ہے اور مفعول پہاڑ ہے جو جسم والا ہے اور مراد مجسم پہاڑ کو نیچے سے اوپر حرکت دینا اور بنی اسرائیل کے سروں پر چھت کی طرح اٹھانا ہیں۔ اس کی تائید سورہ اعراف کی اس آیت سے ہوتی ہے: ”واذ نتقنا الجبل فوقهم کانه ظلة وظنوا انه واقع بهم (بقرة: ۱۷۱)“ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جس وقت اٹھایا ہم نے پہاڑ ان کے اوپر جیسے سائبان اور ڈرے کہ وہ گرے گا ان پر نیز فرمایا: ورفع ابویہ علی العرش (یوسف: ۱۰۰) یعنی یوسف نے اپنے ماں باپ کو تخت کے اوپر بٹھایا۔ یہاں ابویں کا مجسم ہوا تخت کے اوپر مرفوع ہونا مراد ہے اور جہاں رفع کا صلاہی مذکور ہو وہاں معنی شے مذکور کا دخول الی کی طرف مرفوع ہونا ہوں گے۔ بولتے ہیں رفعہ الی الحاکم، رفعته الی السلطان، قال ابو هريرة لسارق التمر لا ترفعنک الی رسول اللہ (بخاری) ای لانهین بک الشکوک يقال رفعہ الی الحاکم اذا حضر للشکوری (فتح الباری شرح بخاری ص ۴۳۱) میں تجھ کو حاکم بادشاہ، رسول اللہ ﷺ کے پاس پکڑ لے جا کر تیری شکایت کروں گا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ”الیہ یصعد الکلم الطیب والعمل الصالح یرفعہ (فاطر: ۱۰)“ اس آیت میں رفع و صعود دو لفظ آئے ہیں جو ہم معنی ہیں اور صلاہی بھی مذکور ہے پس کلمہ کا عمل صارح کے ساتھ دخول الی یعنی اللہ کی طرف آسمان پر جانا صاف ثابت ہے جیسا کہ حدیث ابن مسعود میں وارد ہے: ”أخذهن ملک فجعلن تحت جناحه ثم صعد بهن الی السماء (ابن جریر، ابن کثیر، فتح البیان، حاکم، بیہقی، طبرانی، وغیرہ)“ یعنی ان کلمات کو فرشتہ اپنے بغل میں داکر آسمان پر لے چڑھتا ہے۔ نیز حدیث ابن عباس میں وارد ہے: ”اذا تواضع العبد ورفعہ اللہ الی السماء السابعة (مختب کزیر حاشیہ سند احمد ص ۱۶۰)“ یعنی بندہ جب تواضع کرتا ہے تو اللہ اس تواضع کو ساتویں آسمان کے اوپر اٹھالیتا ہے۔ کتاب الاخلاق کے باب حکمت سے ایک تواضع بھی ہے اس امر کو نیز حدیث مذکور کے مطلب کو ایک دوسری حدیث واضح کرتی ہے جو انہیں ابن عباس سے طبرانی میں مروی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”فاذا

والروح زندہ آسمان پر چلے جائیں گے کیونکہ ان کا قول تھا لا یموت رسول اللہ (داری) یعنی آنحضرت کو موت نہیں آئے گی۔ ان کا یہ شبہ حضرت ابو بکرؓ کے خطبہ سے دفع ہوا، رہا امام حسنؑ کا خطبہ وہ تو بالکل صاف ہے۔ روح عیسیٰ سے مراد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی جان نہیں ہے۔ بلکہ روح حضرت عیسیٰ کا نام صفاتی قرآن میں آیا ہے پوری عبارت امام حسنؑ کے خطبہ کی یہ ہے:

”ولقد قبض فی اللیلة التي عرج فیہا بالروح عیسیٰ بن مریم (طبقات ابن سعد)“
یعنی حضرت علیؑ کا قتل اسی شب میں ہوا ہے جس شب کو حضرت روح اللہ عیسیٰ بن مریم عیسیٰ علیہ السلام کو (سج الجسم والروح) آسمان پر چڑھائے گئے تھے۔ حافظ سیوطی نے تفسیر در منثور میں اس کو یوں نقل کیا ہے۔ قتل لیلة اسری بعیسیٰ ولیلة قبض موسیٰ (از حاکم ج ۲ ص ۳۶) یعنی امام حسنؑ نے کہا کہ جس شب میں حضرت کو آسمان پر لے جایا گیا اور جس شب کو حضرت موسیٰ کی جان نکالی گئی تھی اسی شب کو میرے والد کو شہادت ملی۔ پس یہ ہماری دلیل ہوئی نہ مخالف کی۔

داعی..... حضرت سرور کائنات ﷺ کی توہین کے مرتکب ہونے سے بچئے۔ آپ تو زمین میں مدفون ہوں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام دو ہزار برس سے آسمان پر زندہ ہوں۔ غیرت کی جا ہے عیسیٰ زندہ ہوں آسمان پر مدفون ہوں زمین میں شاہ جہاں ہمارا۔

مجیب..... آپ کے مرزا صاحب نور الحق (حصہ اول ص ۵۵، جزائن ج ۸ ص ۶۹) میں فرماتے ہیں: ”یہ موسیٰ مرد خدا ہے جس کی نسبت قرآن میں اشارہ ہے کہ وہ زندہ ہے اور ہم پر فرض ہو گیا کہ ہم اس بات پر ایمان لاویں کہ وہ زندہ آسمان میں موجود ہے اور مردوں میں نہیں مگر ہم قرآن میں بغیر وفات کے عیسیٰ کے کچھ نہیں پاتے۔“ مرزا قادیانی کی یہ تفریق (کہ عیسیٰ کو مردہ کہا اور موسیٰ کو زندہ) بتا رہی ہے کہ مرزا قادیانی حضرت موسیٰ کو جسمانی زندگی سے آسمان پر زندہ سمجھتے تھے۔ پس حجاب بالقلب سنئے۔

حضرت سرور کائنات ﷺ کی توہین کے مرتکب ہونے سے اے مرزا نیو۔ بھو آپ ﷺ

تو زمین میں مدفون ہوں اور حضرت موسیٰ تین ساڑھے تین ہزار برس سے آسمان پر زندہ ہوں؟

غیرت کی جا ہے موسیٰ زندہ ہوں آسمان پر

مدفون ہو زمین میں شاہ جہاں ہمارا

مرزا نیو! غیرت کی جائیں ہے بلکہ ہمارے سرور کائنات ﷺ کا زیر زمین مدفون ہونا

کمال عزت ہے سنئے۔

کسے بگفت کہ عیسیٰ برتبہ اعلیٰ است
کین بزیں زمین خفته و آن باوج سماء است
گفتمش کہ حجت قوی نمی گردد
حباب بر سر آب و گهرتہ دریاست

داعی..... اس حدیث شریف میں یٰٰنزل اور ابن مریم کے الفاظ سے دھوکا لگا ہے۔ (ص ۲)
مجیب..... جی ہاں احادیث نبویہ سے ہی مسلمان دھوکہ کھائیں تو ہدایت یابی معلوم کیوں نہ ہو مرزا قادیانی جو فرما گئے ہیں۔ وقد مزق الاخبار کل ممزق کل بما هو عنده یتبشر (اعجاز احمدی ص ۵۷، خزائن ج ۱۹ ص ۱۶۸) لیکن ہم تو ان احادیث متواترہ کو چھوڑ نہیں سکتے۔ کیونکہ آنحضرت نے اس امر کو مختلف مواقع میں مختلف الفاظ سے ارشاد فرمایا ہے۔ صحیحین میں نزل فیکم، یٰٰنزل فیکم آیا ہے۔ صحیح مسلم میں بعث اللہ المسیح ابن مریم فبعث اللہ عیسیٰ ابن مریم وارد ہے۔ مستدرک حاکم میں لیدہ یٰٰنزل عیسیٰ ابن مریم حکما منقول ہے۔ مسند احمد جلد چہارم میں انہما عیسیٰ ابن مریم مروی ہے۔ تفسیر ابن کثیر وغیرہ میں انہ راجع الیکم کی حدیث موجود ہے اور آسمان سے اترنے کی تصریح بھی رسول اللہ ﷺ نے ہی فرمائی ہے۔ امام بیہقی نے کتاب الاسماء میں ابو ہریرہ سے بالسند روایت نقل کی ہے۔ کہ آنحضرت نے فرمایا: ”کیف انتم اذا نزل ابن مریم من السماء فیکم (ص ۳۰۱)“ ابن عساکر ابن عباسؒ سے روایت لائے ہیں کہ آنحضرت نے فرمایا: ”فعند ذلك ینزل اخی عیسیٰ بن مریم من السماء“ منتخب (کنز العمال بر حاشیہ مسند احمد ج ۶ ص ۵۶) اور مشکوٰۃ و کنز العمال میں الی الارض بھی وارد ہے اس لئے ہم حضرت عیسیٰ کا آسمان سے زمین پر اترنا مانتے ہیں: لان الاحادیث یفسر بعضها بعضاً۔

داعی..... نزول کا لفظ قرآن مجید میں متعدد جگہ استعمال ہوا ہے اور وہاں آسمان سے اترنے کے کسی جگہ بھی ہمارے مخالف معنی نہیں لیتے۔ (ص ۲)

مجیب..... مسلمان علماء جو معنی ان مقامات میں مراد لیتے ہیں وہ تو آگے چل کر معلوم ہوں گے۔ بالفعل یہاں ہم نزول کے معنی سے متعلق کچھ تحریر کرتے ہیں صراح میں ہے۔ ”نـ نزول فرود آمدن انزال فرود آوردن“ منتہی الارب میں ہے۔ نزول فرود آمدن۔ نزول کے معنی نیچے آنا، انزال کے معنی نیچے لانا ہیں۔ عربی لغت مصباح منیر میں ہے۔ نزول من علو الی سفل یعنی نزول کے معنی اوپر سے نیچے آنا۔ امرء القیس کہتا ہے: ”تقول وقد مال الغبیط بنا معاً عقرت بعیری یا امرئ القیس فانزل“

مشہور لغوی علامہ راغب اصفہانی مفردات (قرآن کا لغت) میں لکھتے ہیں:

”النزول فی الاصل هو انحطاط من علو وانزال اللہ تعالیٰ با نزال الشیء۔
نفسہ کا نزال القرآن واما بانزال اسبابہ والہدایہ الیہ کا نزال الحدید
واللباس ونحو ذلك آہ“ یعنی نزول کے اصل معنی اوپر سے نیچے کو اتارنا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا
اتارنا (دو طرح پر ہے۔) یا تو شے برفہ کا اتارنا جیسے قرآن کا اتارنا یا اس شے کے اسباب و ذرائع
اور اس کی طرف (توفیق) ہدایت کا اتارنا جیسے انزال حدید اور انزال لباس اور اس کے مثل
(انزال میزان، انزال رزق، انزال انام، انزال رجز و عذاب وغیرہ) علامہ کی اس تصریح سے
آپ کی پیش کردہ آیات کی بخوبی وضاحت ہو جاتی ہے اور ہم کو الگ الگ ان پر بحث کرنے کی
ضرورت باقی نہیں رہتی۔ لیکن پاس خاطر ناظرین ہم ہر ایک نمبر پر نظر ڈالتے ہیں۔

داعی قد انزل اللہ الیکم ذکرا رسولاً یقلوا علیکم آیات اللہ۔ اس آیت میں
حضرت کے لئے انزل کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ (تاہن آمنہ سے پیدا ہوئے تھے۔ (ص ۲)

مجیب کاش آپ اس مقام کو مشہور درسی کتاب جلالین میں دیکھ لیتے تو ایسا نہ لکھتے۔ ملاحظہ ہو:

قد انزل اللہ الیکم ذکرا هو القرآن رسولاً ای محمد ﷺ منصوب بفعل مقدر
ای ارسل (جلالین، خازن، کشاف، مارک، سراج منیر) یعنی ذکر اے مراد قرآن ہے جسے اللہ نے
(آسمان سے) نازل کیا ہے اور رسولنا کے پہلے ارسل محذوف ہے یعنی محمد ﷺ کو رسول بنایا۔ اسی
لئے قرآن مجید میں ذکر اے کے بعد آیت کا گول نشان بنا ہوا ہے۔ جسے آپ نے عمداً حذف کر دیا اور

رسولاً الگ دوسری آیت میں ہے۔ قرآن مجید میں اس طرح مرقوم ہے: ”قد انزل اللہ الیکم

ذکرا رسولاً یقلوا علیکم الخ (طلاق: ۱۱، ۱۰)“ ذکر قرآن مجید کا دوسرا نام ہے اور اس کا

نزول بہت سی آیات میں آیا ہے چودھویں پارہ کے تین مقام ملاحظہ ہوں۔ اننا نحن نزلنا

الذکر (حجر: ۹) یا ایہا الذی نزل علیہ الذکر (حجر: ۶) وانزلنا الیک الذکر

(نحل: ۴۴) وهذا ذکر مبارک انزلناہ (انبیاء: ۵۰) انزل غلیہ الذکر (ص: ۸) ان

الذین کفرو بالذکر لما جاءہم وانه لکتاب عزیز (حم سجدہ: ۴۱) ان هو الاذکر

وقرآن مبین (یسین: ۶۹) پہلی، تیسری اور چوتھی آیت میں نزول ذکر کی منجانب

اللہ صراحت ہے۔ چوتھی اور ساتویں میں ذکر کا قرآن نام مصرح ہے۔

۲..... اگر رسولاً کو منصوب بفعل مقدر نہ مانیں بلکہ ذکر اسے بدل قرار دیں یا عطف بیان کہیں، تو اس صورت میں رسولاً سے مراد جبرائیل علیہ السلام ہوں گے۔ (تفسیر کشاف و بیضاوی) جو یواسطہ محمد ﷺ کے بندوں پر اللہ کی آیتیں تلاوت کرتے ہیں اور جبرائیل کا نزول من السماء متفق علیہ ہے۔ اور یہ سب کچھ قرآن مجید سے ثابت ہے۔ (سورہ تکویر: ۲۰، ۱۹) میں وارد ہے: ”انہ لقول رسول کریم ذی قوت عند ذی العرش مکین“ یہاں جبرائیل کو اللہ تعالیٰ نے رسول فرمایا اور جس چیز کو یہاں قول سے تعبیر فرمایا ہے۔ اسی کو سورہ طلاق میں یتلوا علیکم (طلاق: ۱۱) کہا ہے اور سورہ قیامت میں قرآنہ (قیامت: ۱۸) اور جس طرح سورہ طلاق میں انزل اللہ (طلاق: ۱۰) آیا ہے اسی طرح سورہ شعراء میں نزل بہ الروح الامین علی قلبک (شعراء: ۱۹۳) اور (سورہ بقرہ: ۹۷) میں قل من کان عدواً للجبریل فانہ نزلہ علی قلبک باذن اللہ فرمایا گیا ہے۔ ان آیات سے جبرائیل کا رسول ہونا، اللہ ذوالعرش سے قرآن کی آیات لیکر نازل ہونا اور آنحضرت ﷺ کے قلب منور پر وارد کرنا اور آپ ﷺ کو پڑھانا صاف صاف ثابت ہے پس یہ تفسیر آیات مانحن فیہا کی بہتر تفسیر ہے۔

داعی..... ”وانزلنا الحديد“ اور ہم نے لوہا اتار اب فور کچھ کہ کیا لوہا آسمان سے نازل ہوتا ہے یا کانوں سے نکلتا ہے۔ (ص ۲)

مجیب..... اس آیت کی تفسیر میں اگر ہم آپ کو یہ حدیث نبوی سنائیں عن ابن عمر قال قال البنی سلمۃ وسلم ان اللہ انزل اربع برکات من السماء الی الارض الحديد..... الخ! (معالم، خازن، کشاف، کبیر، سراج منیر) یعنی اللہ نے چار چیزیں آسمان سے زمین کی طرف اتاری ہیں ان میں سے ایک لوہا ہے تو آپ فوراً اپنے مرزا صاحب کا یہ قول پیش کر دیں گے کہ ”حدیثوں کو ہم ردی کی طرح پھینک دیتے ہیں۔“ (اعجاز احمدی ص ۳۰، خزائن ج ۱ ص ۱۳۹) اس لئے ہم ان بزرگوں کا قول پیش کرتے ہیں جن کے قول سے مرزا قادیانی نے بڑی تعریف کے بعد استناد کیا ہے۔ (ازالہ اہام ص ۲۲۷، خزائن ج ۳ ص ۲۲۵) اور واقعی ان کی جتنی بھی تعریف کی جائے کم ہے۔ وہ بزرگ۔ جمر الامۃ ترجمان القرآن حضرت عبداللہ بن عباسؓ ہیں: ”عن ابن عباس قال ثلاثة اشیاء نزلت مع آدم السندان والکلبتان والمیقعة (ابن کثیر وابن جریر)“

وفی روایتہ نزل آدم من الجنة ومعه سبعة اشیاء من الحديد السندان والکلبتان والمیقعة والمطرقة والابرة والعرو المسبحة (کشاف و مدارک و ابوالسعود

درج منیر) یعنی حضرت آدم جنت السماء سے سات چیزیں لوہے کی اپنے ساتھ لیکر اترے تھے۔ نہائی (گھن) سڑی، ریتی، تھوڑی، سوئی، پیلہ، چھاوڑا (کدال) فرمائیے جناب اب کیا ارشاد ہوتا ہے؟ مرزا قادیانی کے مسلم مفسر کی تفسیر کی بناء پر آیت انزلنا الحديد (الحديد: ۲۵) کے معنی شروع زمانہ میں آدم کے ساتھ آسمان سے لوہا اتارنے کے ثابت ہو گئے؟ ہا تھا لاویا کیوں کیسی کہی؟

۲..... آیت مذکورہ میں دراصل انزال سے مراد انزال امر ہے جیسا کہ اوپر مفردات راغب سے عبارت والهدایۃ الیہ کا انزال الحديد نقل کی جا چکی ہے۔ یعنی لوہے کے استعمال کی ہدایت اور حکم اللہ نے نازل فرمایا ہے۔ تفسیر سراج منیر و کشاف میں ہے: ”ان او امرہ تنزل من السماء وقضایاہ واحکامہ“ بیضاوی میں ہے۔ الامر باعدادہ یعنی استعمال حدید کا امر و حکم آسمان سے اتر رہا ہے، جو قرآن مجید کے دوسرے مقامات پر موجود ہے۔ واعدوہم ما لہم من قوۃ (انفال: ۶۰) یا ایہا الذین آمنوا خذوا حذرکم (نساء: ۷۱) ولما خذوا حذرہم واسلحہم (نساء: ۱۰۲) ان آیات میں لوہے کے ہتھیار اور ڈھال وغیرہ کے استعمال کا حکم اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا ہے۔ اسی کی طرف و انزلنا الحدید میں اشارہ فرمایا ہے۔ پس چونکہ اپنی اسلحہ کے استعمال اور تیار کرنے کا سبب امر منزل من اللہ ہے۔ لہذا انزلنا الحديد من قبیل الطلاق المسبب والعواد بہ السبب ہے جس کی تفصیل اگلے جواب میں ملاحظہ ہو۔

داعی..... یا نبی آدم قد انزلنا علیکم لباسا (الاعراف: ۲۶) اے نبی آدم ہم نے تم پر لباس اتار فرمایا ہے کہ کپڑے جو ہم پہنتے ہیں کیا وہ آسمان سے اترتے ہیں۔ (مس: ۲) عجیب..... محاورات عرب جاننے والوں سے مخفی نہیں کہ کلام میں کبھی سبب بولتے ہیں اور مراد مسبب لیتے ہیں جیسے ”رعینا الغیث ای البنات الذی سیبہ الغیث (مطول)“ ہم نے بارش چرائی یعنی گھاس، جس کے اگنے کا سبب بارش ہے اور کبھی مسبب بولتے ہیں اور مراد سبب لیتے ہیں۔ جیسے ”وما انزل اللہ من السماء من رزق (سورہ جاثیہ: ۵)“ اللہ نے آسمان سے رزق نازل فرمایا یعنی بارش برسائی جو سبب ہے رزق کے پیدا ہونے کا، پس رزق مسبب ہوا۔

اسی طرح انزلنا علیکم لباسا فرمایا۔ لباس مسبب ہے اور سبب اس کا بارش ہے۔ تفسیر کبیر میں ہے: ”انزل المطر وبالمطر تتكون الاشیاء التي منها يحصل

اللباس (۴۷) ”تفسیر معالم میں ہے: ”اللباس یکون من نبات الارض والنبات یکون بما یفزل من السماء فمعنی قوله انزلنا ای انزلنا اسبابه“ تفسیر خازن درج البیان میں ہے: ”انزل المطر من السماء وهو سبب نبات اللباس“ تفسیر مدارک میں ہے: ”لان اصله من الماء وهو منها“ اسی طرح بیضاوی و ابوالسعود سراج مشیر میں اسباب نازلہ مرقوم ہے۔ حاصل سب عبارات کا یہ ہوا کہ وجود لباس کا سبب بارش ہے آسمان سے پانی برستا ہے۔ اس سے روئی کا درخت پیدا ہوتا ہے۔ روئی سے سوت اور سوت سے لباس تیار ہوتا ہے۔ پانی برستا ہے گھاس پیدا ہوتی ہے جسے بھیڑ اور وہ بکھاتے ہیں ان کے پال بڑھتے ہیں جس سے اونی لباس بنتے ہیں اور بارش ہوتی ہے۔ شہوت اور پیر کے درختوں کی پتیاں ہری بھری ہوتی ہیں۔ ان کو ریشم کے کیڑے کھاتے ہیں اور ریشم نکالتے ہیں جس سے ریشمی لباس وجود میں آتے ہیں۔ غرض کہ لباس و رزق کا وجود حصول اسباب سماویہ و مواد ارضیہ سے مل کر ہوتا ہے جیسا کہ سورہ یونس میں فرمایا ہے: ”قل بن رزقکم من السماء والارض (آیت: ۳۱)“ اس کے آگے چھٹے رکوع میں ہے: ”انزل اللہ لکم من رزق (آیت: ۵۹)“ سورہ جاثیہ کی آیت اوپر بیان ہو چکی ہے۔ سورہ ذاریات میں وارد ہوا: ”وفی السماء رزقکم وما توعدون (آیت: ۲۰)“ اور سورہ یٰسین میں تو صاف صاف فرمایا ہے انا صینا الماء صابم شققنا الارض شققا فابھتا فیہا حبا الایہ (آیت: ۲۷، ۲۸) ان آیات سے آسمانی بارش اور فبات ارضی سے انسانی معیشت کا حصول ثابت ہے۔ اسی قبیل سے یہ آیت بھی ”انزلنا علیکم لباسا (اعراف: ۲۶)“ اس کو کہتے ہیں تسمیۃ الشئ باسم المسبب، پس انزال کے معنی آسمان سے اتارنا اس آیت میں بھی اسی طرح ثابت ہوئے جس طرح اوپر کی دونوں آیتوں میں۔ والحمد للہ علی ذالک۔

داعی دوسرا تشریح طلب لفظ ابن مریم ہے۔ جہاں پوری پوری مشابہت پائی جائے وہاں ایک نام کا اطلاق دوسرے پر ہو سکتا ہے..... الخ (۲ ص)

مجیب جبکہ بھرا حنا البص بنی اسرائیل کے آخری پیغمبر حضرت عیسیٰ ابن مریم بنت عمران علیہم السلام کا آسمان سے اتر کر زمین پر دوبارہ تشریف لانا ثابت ہے۔ کمایہ تو مثلیف اور مشابہت کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا لیکن مرزا قادیانی چونکہ براہین احمدیہ میں لکھ گئے ہیں کہ اس عاجز کو حضرت مسیح سے مشابہت نامہ ہے۔ (۳۹۹، ۴۰۰ ج ۱ ص ۵۸۴) اسی لئے ناشر ”دعوت“ نے بھی مشابہت نامہ کا ترجمہ ”پوری پوری مشابہت“ کر دیا اور اس کو علم بلاغت سے ثابت کرنے کے درپے ہوئے

چاہئے تو یہ تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حالات و علامات لکھ کر مرزا قادیانی میں ان کو دکھاتے لیکن اس کے لئے ٹریکٹ نمبر ۶ کا وعدہ (افسوس یہ وعدہ بھی وفا نہ ہوا) کر دیا۔ (ص ۳)

ہم بھی انشاء اللہ کسی اگلے ٹریکٹ میں قرآن وحدیث سے حضرت مریم اور حضرت عیسیٰ کی علامات اور حالات تحریر کریں گے جن کا شمار ایک سوا سی ہوگا۔ پھر دکھادیں کہ مرزا قادیانی میں ان میں کوئی ایک بھی علامت نہیں پائی گئی۔ یہ ٹریکٹ بڑا ہی مزیدار ہوگا۔ ناظرین اس کا انتظار کریں۔ اس وقت ہم قادیانی لٹریچر اور مرزائی مسلمات سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مختصر حالات اور علامتیں لکھتے ہیں۔ اور پھر قادیانی لٹریچر سے ہی ثابت کریں گے کہ مرزا قادیانی میں وہ باتیں نہیں پائی گئیں۔

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی	حضرت عیسیٰ ابن مریم رسول ربانی
۱..... مرزا قادیانی اپنے باپ مرزا غلام مرتضیٰ سے پیدا ہوئے تھے۔ (کشف الغطا ص ۳، خزائن ج ۳ ص ۱۷۹)	۱..... حضرت عیسیٰ ابن مریم بغیر باپ کے پیدا کئے گئے۔ (ازالہ ابہام ص ۶۶۹، خزائن ج ۳ ص ۳۶۱)
۲..... مرزا قادیانی سے مہد میں کلام کرنا ثابت نہیں نہ آپ نے کہیں لکھا ہے۔	۲..... حضرت عیسیٰ نے مہد میں کلام کیا۔ (تزیین القلوب ص ۴۱، خزائن ج ۱۵ ص ۲۱۷)
۳..... مرزا قادیانی کے کئی بیویاں تھیں۔ (ثبوت کی ضرورت نہیں)	۳..... حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بیوی نہ تھی۔ (ریویو ماہ اپریل ۲۰۰۲ ص ۱۳۳)
۴..... مرزا قادیانی کے کئی اولاد (لڑکے اور لڑکیاں) ہوئیں۔ (ظاہر ہے)	۴..... حضرت عیسیٰ کی اولاد نہ تھی۔ (تزیین القلوب کا حاشیہ ص ۹۹، خزائن ج ۱۵ ص ۳۶۳)
۵..... مرزا قادیانی تو ام پیدا ہوئے تھے۔ (نزول المسح ص ۱۲۷، خزائن ج ۱۸ ص ۵۰۵)	۵..... حضرت عیسیٰ تو ام نہیں پیدا ہوئے تھے۔
۶..... مرزا قادیانی محمد ﷺ کے بہت بعد ۱۲۶۱ء ہجری میں پیدا ہوئے (تزیین القلوب ص ۶۸، خزائن ج ۱۵ ص ۲۸۳)	۶..... حضرت عیسیٰ حضرت محمد ﷺ سے چھ سو برس قبل پیدا ہوئے تھے۔ (حاشیہ راز حقیقت ص ۱۵، خزائن ج ۱۳ ص ۱۶۷)

۷..... حضرت عیسیٰ میں محض جمالی رنگ تھا۔ (نزدل المسیح ص ۱۲۷، خزائن ج ۱۸ ص ۵۰۵)	۷..... مرزا قادیانی فرماتے ہیں میں جمالی اور جلالی دونوں رنگ رکھتا ہوں۔ (نزدل المسیح ص ۱۲۷، خزائن ج ۱۸ ص ۵۰۵)
۸..... حضرت عیسیٰ کتب میں بیٹھے تھے استاد سے توریث پڑھی تھی۔ (کتاب پیام صالح اردو ص ۱۲۷، خزائن ج ۱۴ ص ۳۹۴)	۸..... مرزا قادیانی فرماتے ہیں میں نے کسی انسان سے قرآن یا حدیث یا تفسیر کا ایک سبق بھی نہیں پڑھا۔ (ایام الصلح ص ۱۲۷، خزائن ج ۱۴ ص ۳۹۴)
۹..... حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دنیا کے اکثر حصوں کی سیاحت کی اس لئے نبی سیاح کہلائے۔ (کتاب سجہ ہندوستان میں ص ۵۳، خزائن ج ۵ ص ۵۵)	۹..... مرزا قادیانی نے صوبہ پنجاب اور یوپی سے باہر کہیں کی بھی سیاحت نہیں کی۔ من یدعیہ فعلیہ البیان
۱۰..... حضرت عیسیٰ نے براہ راست فیضان پایا ہے۔ (حقیقت النبوة ص ۱۳۷)	۱۰..... مرزا قادیانی کو حضرت محمد کی اتباع سے حاصل ہوا۔ (حقیقت النبوة ص ۱۳۷)
۱۱..... حضرت عیسیٰ نے کہا میں اسرائیل کی بھیڑوں کے سوا اور کسی کی طرف نہیں بھیجا گیا۔ (پیشہ معرفت ص ۶۸، خزائن ج ۳۳ ص ۷۶)	۱۱..... مرزا قادیانی کا الہام ہے۔ قل یا ایہا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعاً۔ (میں تمام انسانوں کی طرف رسول ہوں) (حقیقت النبوة ص ۱۹۹، ۲۰۰)
۱۲..... حضرت عیسیٰ علیہ السلام جنگل کا ساگ پات کھاتے اور مٹی کا تکیہ بناتے۔ (مسل معطفی حصہ اول ص ۱۹۱، ۱۹۲)	۱۲..... مرزا قادیانی کے پاس تین لاکھ روپیہ تھا بڑا برتنگر خانہ جاری رہتا۔ (حقیقت النبوی ص ۲۱۱، خزائن ج ۲۲ ص ۲۲۱)
	پھر کیسے کیسے مرغن کھانے پکتے ہوں گے۔

اس طرح کا ایک دفتر محض قادیانی لٹریچر سے پیش کیا جاسکتا ہے۔ والحاقل تکفیه الاشارہ ناشر 'دعوة' کو بتانا چاہئے کہ پوری پوری مشابہت کیا اسی کا نام ہے؟ احادیث صحیحہ سے جو علامات و برکات حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ثابت ہیں۔ ان میں سے ہم بالفعل یہاں پر صرف چار

نقل کر کے مرزا کے زمانہ سے مقابلہ کرتے ہیں۔ تاکہ اس مزعوی پوری پوری مشابہت کی حقیقت اچھی طرح واضح ہو جائے۔ بعونہ وصعونہ

برکات حضرت عیسیٰ علیہ السلام ابن مریم علیہ السلام	مکتوبات حضرت مرزا قادیانی علیہ اعلیہ
۱..... ولتذهبین الشخاء والتباغض واتحاسد (صحیح مسلم) یعنی حضرت عیسیٰ کی برکت سے مسلمانوں کا کینہ، بغض اور حسد دور ہو جائے گا۔	۲..... ہندوستان کے عام باشندوں خصوصاً مسلمانوں میں روشنی اور حسد اور بغض کی آگ لگی ہوئی ہے اور ایسی عداوت پیدا ہو گئی ہے جس سے ایک دوسرے سے جدائی اور قطع تعلق بلکہ قطع رحم ہو چکا ہے۔
۲..... ویفیض المال حتی لا یقبلہ احد (بخاری و مسلم) حضرت عیسیٰ کی برکت سے مال کی اتنی کثرت ہوگی کہ زکوٰۃ لینے والا نہ ملیں گے۔	۲..... سب قوموں میں سے زیادہ فقیر اور محتاج مسلمان ہیں اگر ایک شخص خیرات کرنے لگتا ہے تو اس کثرت سے فہراء اور مساکین جمع ہو جاتے ہیں کہ اس بے چارے کو گھر کا دروازہ بند کر لینا پڑتا ہے۔ اگتا یہ ہے کہ مسلمان افلاس کی وجہ سے آریہ اور عیسائی بننے جا رہے ہیں۔
۳..... حتی تکون السجدہ الواحدہ خیراً من الدنیا (صحیح مسلم) مطلب یہ کہ حضرت عیسیٰ کی برکت سے دنیا سے بے رغبتی اور عبادت کے شوق سے آخرت کی تیاری کی فکر پیدا ہو جائے گی۔	۳..... لالچ اور نفسانی طمع میں ترقی ہے حلال و حرام کی تمیز اٹھ گئی ہے اور رشوت، خیانت اور ظہم کا وقوع بکثرت ہے۔ رہزنی، ڈاکہ اور غصب کی فراوانی ہے۔ طمع مال میں قتل و غارت گری کے واقعات روزمرہ ہیں عاقبت کی کوئی فکر نہیں بلکہ مسلمان اسلام کو ہی خیر باد کہہ رہے ہیں
۴..... حضرت عیسیٰ کی برکت سے بارش بروقت اور مناسب ہوگی۔ دودھ اور پھل معمول سے زیادہ ہوں گے۔ (صحیح مسلم) اور جو امر عامہ خلق کے حق میں معز ہوں گے وہ بند ہو جائیں گے۔ (ابوداؤد ابن ماجہ وغیرہ)	۴..... خشک سالی یا جاہ کن سیلاب کی کثرت بہرہ دو صورت ہر جنس کی گرانی خصوصاً کھجور اور دودھ کی قلت نت نئی بیماریاں اور وباں، زلزلے اور بہت سی مصیبتیں دنیا میں عام طور سے برائی اور لڑائیاں موجود ہیں۔

دوستو! آپ نے دیکھا کیسی پوری پوری مشابہت ہے؟ اس لئے ناشردعوہ کو ہمت نہیں ہوئی کہ مسیح اصلی و سچ نقلی کا تقابل دکھائیں، استاد صاحب کے غالباً اسی موقع کے لئے پیش گوئی کی تھی۔

بنمائے بہ صاحب نظرے گوھر خود را

عیسیٰ نقوان گشت بتصدیق خرے چند

داعی یا اخت ہارون اس آیت میں حضرت مریم کو ہارون کی بہن کہا گیا ہے۔ حالانکہ تواریخ سے ثابت ہے کہ حضرت مریم کا کوئی بھائی ہارون نہ تھا..... الخ! (ص ۲)

مجیب کاش آپ لوگ احادیث نبویہ کو مانتے تو ہرگز ایسا نہ لکھتے۔ صحیح مسلم میں ہے: ”عن المغيرة بن شعبه قال لما قدمت نجران سالوني فقالوا انكم تقرئون يا اخت هرون وموسى قبل عيسى بكذا وكذا فلما قدمت على رسول الله ﷺ سالته عن ذلك فقال انهم كانوا يسمعون بانبيائهم والصالحين قبلهم (مسلم ج ۲ ص ۲۰۷)“ کذا فی الترمذی والتسائی و احمد حضرت مغیرہ بن شعبہ صحابی تھے کہتے ہیں کہ میں نجران آیا تو (عیسائیوں نے) مجھ سے سوال کیا کہ تمہارے قرآن نے مریم کو ہارون کی بہن کہا ہے۔ (جو موسیٰ علیہ السلام کے بھائی تھے) اور موسیٰ کا زمانہ عیسیٰ سے بہت پہلے ہے۔ تو میں نے (مدینہ آکر) آنحضرت ﷺ سے اس امر کو دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ یہاں (ہارون سے موسیٰ کے بھائی مراد نہیں ہیں بلکہ) وہ لوگ اپنے پہلے کے پیغمبروں اور صالحوں کے نام پر نام رکھتے تھے۔ معلوم ہوا کہ ہارون حضرت مریم کے رشتہ کے کوئی بھائی تھے ان کے والدین نے ان کا نام ہارون حضرت موسیٰ کے بھائی ہارون کے نام پر حکم رکھ دیا تھا۔ اب سنئے اکابر مفسرین کی تصریحات، امام فخر الدین رازی لکھتے ہیں: ”کان لها اخ یسمی ہارون من صلحا بنی اسرائیل فعیرت به، وهذا هو الاقرب“ (تفسیر کبیر ج ۵، کذا فی السراج المبر) یعنی حضرت مریم کا بھائی ہارون نبی اسرائیل میں نیک آدمی تھا۔ مریم کو انہیں کا طعنہ دیا گیا تھا۔ اور یہی بات ٹھیک ہے۔ تفسیر رحمانی میں ہے ”یا اخت ہارون من ابویہ ومن اییہ“ یعنی ہارون حضرت مریم کے سگے بھائی تھے یا سوتیلے بھائی تھے؟ تفسیر مدارک میں ہے۔ ”کان اخها من اییہا“ یعنی ہارون حضرت مریم کے سوتیلے بھائی تھے۔

داغی..... ان کن صواحب یوسف۔ آنحضرت نے اپنے آپ کو یوسف اور اپنی ازواج مطہرات کو ”یوسف والیاں“ ٹھہرایا ہے۔ (ص ۲)

مجیب..... آپ کا یہ بیان علم بیان سے جہل پر مبنی ہے۔ یہ تشبیہ ملفوف نہیں ہے نہ تشبیہ الجمع، بلکہ تشبیہ مفرد کی مفرد سے ہے جو بوجہ نہ مرقوم ہونے حرف تشبیہ کے موکد اور یہ بسبب نہ مذکور ہونے وجہ شبہ کے مجمل ہے شاید آپ کو مشہ بہ کہ مرکب اضافی ہونے کی وجہ سے مغالطہ ہوا ہے کہ آپ نے اس کو متعدد سمجھ لیا، اسے جہل مرکب کہوں یا تجاہل، مرکب اضافی میں طرفین تشبیہ متعدد نہیں ہوتے پس مضاف ایک شبہ اور مضاف الیہ دوسرا مشہ بہ نہیں ہو سکتا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے: ”ان حمزة اسد اللہ“ (فتح الباری) یعنی حضرت حمزہ اللہ کے شیر ہیں۔ اس میں حمزہ عم رسول مشہ بہ ہیں اور ”اسد اللہ“ مشہ بہ نہیں کہا جاسکتا کہ وہ ”آنحضرت نے اپنے آپ کو خدا ٹھہرایا ہے اور اپنے چچا حمزہ کو شیر خدا۔ اسی طرح ان کن صواحب یوسف میں ”زوجہ نبی“ مشہ بہ ہے اور ”صواحب یوسف“ مشہ بہ۔ اور اٹھاء مراد وجہ شبہ ہے۔ یوسف (بوجہ مضاف الیہ ہونے کے) کوئی دوسرا مشہ بہ نہیں ہے کہ اس کا مشہ ذات سرور کائنات علیہ السلام کو قرار دیا جائے اور کہا جائے کہ آنحضرت یوسف ہیں، جیسے اسد اللہ میں اللہ (بوجہ مضاف الیہ ہونے کے) دوسرا مشہ بہ نہیں ہے کہ اس کا مشہ ذات رسالت مآب کو قرار دیا جائے اور کہا جائے کہ آنحضرت معاذ اللہ خدا ہیں۔ بلکہ عم رسول ﷺ کی تشبیہ شیر خدا سے ہے اور زوجہ رسول ﷺ کی تشبیہ (حدیث مذکور میں) زنان یوسف سے ہے۔

داغی..... حدیث میں آنحضرت کو ابن ابی کعبہ کہا گیا ہے جیسا کہ حدیث زیر بحث میں ”ابن مریم“ آتا ہے حالانکہ نہ حضور کے والد ماجد نہ آپ کے آباؤ اجداد میں کسی کا نام ابی کعبہ تھا۔ (ص ۲)

مجیب..... آپ کو بسنت کی بھی کچھ خبر ہے؟ دائی حلیمہ کے شوہر کی کنیت ابو کعبہ تھی اور یہ خود آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے لہذا ہم کو نہ کسی حاشیہ کے دیکھنے کی ضرورت ہے نہ شرح کی۔ سنئے صحابہ کی سیرت میں مشہور کتاب اصابع میں ہے: ”ابو کعبۃ حاضن النبی ﷺ الذی کانت قریش تنسبہ الیہ فتقول قال ابن ابی کعبۃ هو الحارث بن عبد العزی السعدی زوج حلیمۃ (النی) عن ابن عباس ان النبی ﷺ قال حدثنی حاضنی ابو کعبۃ“ (جلد رابع) یعنی ابو کعبہ آنحضرت ﷺ کے دودھ باپ ہیں قریش آپ کو انہیں کی طرف منسوب کرتے اور کہتے کہ ابو کعبہ کا بیٹا، ان کا نام حارث تھا اور حلیمہ کے شوہر تھے۔ حدیث مرفوع میں وارد ہے۔ ابن عباس کہتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میرے

دودھ باپ ابوکعبہ نے مجھے بیان کیا کہ.....“ جبکہ رسول اللہ ﷺ خود ابوکعبہ کو اپنا دودھ باپ فرما رہے ہیں تو یہ حقیقت ہوئی اسی طرح ”ابن مریم“ سے بھی مراد حقیقت ہے۔ فبطل زعم ناشر الدعوة علیہ ما يستحقہ۔

داعی..... بخاری کے حاشیہ پر لکھا ہے کہ عرب جیسے شرک آباد ملک میں ایک شخص ابی کعبہ گزرا تھا جو وحید کا قاتل تھا۔

مجیب..... حدیث نبی اور تہذیب رسول کے بعد نہ کسی حاشیہ کی ضرورت رہتی ہے۔ نہ شرح کی اذا جاء لهم الله بطل فهو متصل اور پھر یہ بالکل غلط ہے کہ ابوکعبہ خدائی وحید کا قاتل تھا۔ تمام شرح بخاری بالاتفاق لکھتے ہیں کہ وہ مشرک اور ستارہ پرست تھا۔ عون الباری، فتح الباری، قطابی اور عینی شرح بخاری میں ہے۔ خالف قريشاني عبادة الاوثان فعبد الشعري، شیخ نورالحق بن شیخ عبدالحق محدث دہلوی تیسیر الباری اور ان کے پوتے شیخ الاسلام بن حافظ فخر الدین شرح بخاری میں لکھتے ہیں۔ ”برخلاف عرب عبادت شعری کے نام کو کہے ست میکرو یعنی یہ شخص عرب کی طرح بتوں کو نہیں پوجتا تھا۔ بلکہ ستارہ شعری کے پرستش کرتا تھا، ایسے مشرک کو وحید کا قاتل بتانا، اور آنحضرت ﷺ کو اس کا مشابہ قرار دینا۔ فرقہ مرزائیہ کا ہی کام ہے۔ استغفر الله منه۔

داعی..... امت پر ایک ایسا زمانہ آنے والا ہے کہ وہ یہودی ہو جائیں گے تا آخر (ص ۳) مجیب..... مسلمانو! سنتے ہو؟ یہ مرزائی تم سب مسلمان کو یہودی بنا رہا ہے دیکھو اس جرأت اور بہتان کو، پھر ان سے پوچھو کہ یہودیوں کی اصلاح کے لئے صرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی تو نہیں آئے تھے بلکہ موسیٰ علیہ السلام کے بعد سے تمام انبیاء بنی اسرائیل اسی غرض سے تشریف لائے تھے۔ جن میں حضرت داؤد سلیمان جیسے باسطوت و بکبر بھی تھے۔ پڑھو آیت ”یحکم بہا الذین الذین اسلمو للذین ہادوا (ماائدہ) پس آنے والے شخص کے لئے محض عیسیٰ ابن مریم کی صفات سے متصف ہونا کافی نہیں ہے۔ بلکہ اسے حضرت یوشع کی طرح جہاد، حضرت داؤد کی طرح قتال اور حضرت سلیمان کی طرح عظیم بادشاہت بھی تو کرنی چاہئے تاکہ محمد ﷺ کی ”یہودی امت“ کی اصلاح، وعظ و بیان سیف و سنان ہر طرح سے کر سکے۔ کیا مرزا قادیانی ایسے ہی تھے؟ ہرگز نہیں وہ تو فرماتے ہیں: ”یہ عاجز اس دنیا کی حکومت اور بادشاہت کے ساتھ نہیں آیا، درویشی اور غربت کے لباس میں آیا ہے۔“ (ازالہ اوہام ص ۸۴، خزائن ج ۳ ص ۱۹۸، ۱۹۷) پھر مرزا قادیانی اس یہودی امت کی کیا اصلاح کر سکتے ہیں؟ دیکھ نہ لو ہاتھ نکلن کو آرسی کیا ہے؟ مرزا قادیانی

آئے بھی اور چلے بھی گئے۔ لیکن کیا اصلاح کی؟ یہی تا کہ اپنے اجارے کے ماسوا تمام دنیا کے مسلمانوں کو کافر اور جہنمی بنا دیا۔ کیا اچھی اصلاح ہوئی؟ اور اپنے اندر عیسیٰ ابن مریم کی صفات کا کیسا اچھا ثبوت دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے تو فرمایا تھا: ”یہلک اللہ فی زمانہ الملل کلہا الا الاسلام۔ تملاء الارض من المسلم (ابو داؤد)“ یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں سوائے اسلام کے اور کسی دین کا پتہ بھی نہ ہوگا۔ ساری زمین مسلمانوں سے بھر جائے گی۔ لیکن مرزا قادیانی نے چالیس کروڑ مسلمانوں (اور بقول خود نوے کروڑ مسلمانوں) (تختہ کوڑویدہ ص ۶۷، خزائن ج ۱ ص ۲۰۰) کو بوجہ مرزا قادیانی پر ایمان نہ لانے کے کافر بتایا ہے۔ (حقیقت الہی ص ۱۶۳، خزائن ج ۲ ص ۱۷۹) پس ساری زمین تو کافروں سے بھر گئی۔ انا للہ! داعی..... ان یزول فیکم میں آنحضرت ﷺ نے صحابہ کو مخاطب کیا ہے کہ ابن مریم تم میں نازل ہوگا..... الخ! (ص ۳)

مجیب..... خطاب صحابہ کے ساتھ مختص نہیں ہے بلکہ عامہ امت محمدیہ تا قیامت مخاطب ہے ابن خزیمہ و حاکم نے روایت نقل کی ہے۔ ”عن انس قال السنبی ﷺ سید رک رجال من امتی عیسیٰ ابن مریم..... الخ“ (کنز العمال ج ۷ ص ۶۰) یعنی میری امت کے لوگ عیسیٰ کا زمانہ پائیں گے نہ صحابہ لوگ اور دیگر احادیث صحیحہ کثیرہ میں حضرت عیسیٰ کا قرب قیامت تشریف لانا مصرح ہے ملاحظہ ہوں۔ قال لا تقوم الساعة حتی ینزل عیسیٰ ابن مریم (مسند احمد ج ۳۹ ص ۱۸۲، ابن ماجہ ص ۳۸) کن تقوم الساعة حتی ترون قبلها عشر آیات..... ونزول عیسیٰ ابن مریم (صحیح مسلم ص ۳۹۳) لا تقوم الساعة حتی ینزل عیسیٰ بن مریم (صحیح مسلم ج ۲ ص ۳۹۱) ظاہرین الی یوم القیامۃ فینزل عیسیٰ ابن مریم (صحیح مسلم ص ۱۸۷) کیف تہلک امۃ انا اولہا والمہدی وسطہا والمسیح آخرہا (مشکوٰۃ ص ۵۷) ان تمام حدیثوں میں حضرت عیسیٰ کا نزول قرب قیامت مذکور ہے اور پچھلی روایت میں امت محمدیہ کے آخر زمانہ میں حضرت مسیح کا ہونا مصرح ہے نہ عہد صحابہ میں نہ چودہ سو سال کے بعد۔

داعی..... کسر صلیب کے یہ معنی ہیں کہ دین نصاریٰ کو باطل کریں گے۔ تاکہ حقیقتاً صلیب ٹوٹ جائے۔ (ص ۳)

مجیب..... آپ لوگوں کے دین و امانت کا ماتم کیا جائے یا علم و فضل کا فتح الباری سے عبارت نقل کر کے عہد ترجمہ میں تحریف کرتے ہوئے اللہ سے ڈرو۔ عبارت مذکور یہ ہے: ”یَبْطُل دین

النصرانیہ بان یکسر الصلیب حقیقۃ (فتح الباری ص ۳۱۸) بتاؤ اس عبارت میں تاکہ کسی لفظ کا ترجمہ ہے؟ صحیح ترجمہ یوں ہے کہ دین نصرانیت کو اس طور پر باطل کریں گے کہ صلیب کو حقیقت میں توڑ ڈالیں گے۔

اگر ابطال دین نصاریٰ ہی کسر صلیب ہے۔ (بقول ناشر دعوت) تو یہ کسر صلیب مجازاً ہوئی نہ حقیقت۔ حالانکہ لفظ حقیقت اس معنی کی تردید کر رہا ہے۔ علاوہ ازیں بان کے معنی 'تاکہ' نہیں ہوتے۔ 'بائیں' کہ معنی ہوتے ہیں۔ صحیح بخاری میں ہے: "یقیم بہ الملة العوجاء بان یقولوا الا اله الا الله" ترجمہ: اس کا تیسرا القاری میں یوں لکھا ہے۔ "راست کند بوج ملت ابراهیم را بایں کہ می گویند کلمہ توحید را" (ص ۲۶۱ ج ۲) تاکہ ترجمہ نہیں کیا ہے۔ قرآن میں ایس البر بان تاتو (بقرہ: ۱۸) رضوا بان یکونو (توبہ: ۸۷) کا ترجمہ کسی مترجم نے "تاکہ" نہیں کیا ہے اور نہ یہ ترجمہ صحیح ہو سکتا ہے اس کتاب کے شروع میں ہمارا خطبہ پڑھو۔ بان۔ بطل..... الخ! غرضیکہ حضرت عیسیٰ کے ہاتھوں کسر صلیب حقیقتاً ہوگی صحیحین کی حدیث میں اگر یکسر الصلیب آیا ہے تو مسند احمد میں لمحو الصلیب وارد ہے۔ (ص ۲۹ ج ۲) یعنی صلیب کا نام و نشان منادیں گے اور ابو داؤد میں فیدق الصلیب مروی ہے (ص ۳۵ ج ۲) یعنی صلیب کو چور چور کر دیں گے یہ سب الفاظ دال بر حقیقت ہیں۔ دست مبارک سے توڑ پھوڑ ڈالا تھا۔ اسی طرح عیسیٰ علیہ السلام بھی صلیب کو اپنے دست مبارک سے چکنا چور کر دیں گے۔ اگرچہ اس کا نام و نشان باقی نہ رہے گا چونکہ مرزا قادیانی بزم خود مسخ مدعو توجہ بنے اور کسر صلیب نہ کر سکے اس لئے آپ لوگ تاویل نہیں خریف پر آمادہ ہو گئے۔ والعیاذ باللہ

داعی..... یقتل الخنزیر کے معنی ہرگز یہ نہیں کہ سڑکوں کو قتل کریں گے کیونکہ یہ ایک نجی کی شان کے خلاف ہے بلکہ یہ مطلب ہے کہ آپ خنزیر صفت لوگوں..... الخ! (ص ۳) عجیب..... اب آپ کا فرض ہے کہ ایک نیا لغت تیار کریں جس میں امت محمدیہ کے معنی یہودی، صلیب کے معنی عیسائی خنزیر کے معنی آدمی، دمشق کے معنی قادیان، کدمہ (اصل لفظ کدمہ ہے۔) کے معنی قادیان، لد کے معنی لودھیانہ، خردجال کے معنی ریل گاڑی، ابن مریم کے معنی غلام احمد، دو زرد چادروں کے معنی مراق و سلس البول، مدینہ کے معنی بستی مقبرہ وغیرہ وغیرہ لکھ دیں اور تحریر و تقریر میں اسی لغت انیسٹالمر کا حوالہ دے دیا کریں۔ لوگ بلاچوں چرمان لیں گے۔ ورنہ محاورہ عرب کی رو سے یہاں "بقتل" من باب اطلاق الفعل علی القول ہے۔ یعنی یا میرا قتل حضرت عیسیٰ لوگوں کو قتل خنزیر کا حکم دیں جیسے کہ قرآن مجید میں ہے واللہ یکتب ما یبیتون (النساء)

ای یا امر بکتاب مایبیتون (تفسیر جلالین والسراج المنیر وغیرہ) یعنی منافقین راتوں میں جو مشورہ کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کے لکھنے کا (ان فرشتوں کو) حکم دیتا ہے۔ جیسا کہ دوسرے جگہ فرمایا۔ ورسلنا الیہم یکتبون (ذخرف) ان کے پاس ہمارے فرشتے لکھتے ہیں۔

اسی طرح صحیح بخاری میں ہے: ”آخر رسول اللہ ﷺ الکتاب فکتب..... الخ! (پ ۱۰، پ ۱۱)“ یعنی آنحضرت نے رقم صلح نامہ لیکر خود لکھ دیا اور ظاہر ہے کہ رسول اللہ ﷺ امی تھے لکھنا پڑھنا نہیں جانتے تھے پھر کیسے سارا صلحنامہ خود لکھ دیا؟ حقیقت یہ ہے کہ یہاں فعل کا اطلاق قول پر ہے۔ یعنی لکھنے کا حکم دیا۔ فتح الباری شرح بخاری میں ہے: ”کتب بمعنی امر بالکتابۃ وهو کثیر کقوله کتب الی قیصر وکتب الی کسری (ص ۲۲، پ ۱۷)“ یعنی کتب بمعنی میں امر یا لکھا بہ کے ہے اور ایسا اطلاق بہت ہے جیسے کہ قیصر روم کو چٹھی لکھی خسرو کے فارس کو خط لکھا یعنی لکھوایا۔ اسی طرح بقتل الخویر کے معنی یا امر بقتل الخویر ہیں یعنی مسیح قتل خنزیر کا حکم دیں گے۔ جس طرح آنحضرت ﷺ نے مدینہ طیبہ میں قتل کلاب کا حکم مرحمت فرمایا تھا۔ پس اگر امر بقتل کلاب شان مصطفوی کے خلاف تھا تو امر بقتل خنزیر بھی شان عیسیٰ کی خلاف ہوگا۔ والا فلا۔

داغی..... ابن کثیر سے جو حدیث (تا) صفحہ نقل نہ کیا (ص ۳)

مجیب..... حافظ ابن کثیر نے مشہور محدث ابن ابی حاتم سے بالسند اپنی تفسیر جلد ثانی میں۔ یہ حدیث نقل کی ہے۔ قال رسول اللہ ﷺ للیہود ان عیسیٰ لم یمت وانه راجع الیکم قبل یوم القيامة (ص ۲۳۰، ۲۳۱) حدیث مذکور جو حدیث کبیر ابن جریر نے بھی اپنی (تفسیر جامع البیان جلد سوم ص ۱۸۳) میں اور حافظ سیوطی نے (رد مشورہ جلد دوم ص ۳۶) میں نقل کیا ہے۔ یعنی آنحضرت ﷺ نے یہود سے فرمایا تھا کہ بے شک عیسیٰ نہیں مرے ہیں اور بے شک وہ لوٹ آنے والے ہیں۔ تمہاری طرف قیامت سے پیشتر میں جو شخص اس قول نبوی سے منکر ہو وہ کافر ہے جیسا کہ شیخ ابوبکر بن اسحاق نے معانی الاخبار میں بالسند نقل فرمایا ہے۔ عن جابر قال قال ﷺ من انکر نزول عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام فقد کفر (فصل الخطاب لخواجہ قاسمی) یعنی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص نزول عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کا انکار کرے وہ کافر ہو گیا۔

داغی..... یہ حدیث نہیں بلکہ حسن بصری کا قول ہے..... پس ایک انسان کے قول کی کیا حیثیت ہے۔ (ص ۳)

مجیب..... وہ تو حدیث مرفوعہ تھی، حسن بصری کا بھی ایک قول تفسیر ابن کثیر جلد سوم میں بایں الفاظ بالسند منقول ہے۔ عن الحسن وان من اهل الکتاب الا لیؤمنن به قبل موته قال

قبل موت عیسیٰ واللہ انہ لحي الان عند اللہ ولكن اذا نزل آمنوا به اجمعون (ص ۱۳۱ ج ۳) یعنی حسن بصری نے آیت نہیں ہے کوئی اہل کتاب مگر ضرور ایمان لائے گا۔ عیسیٰ علیہ السلام پر ان کی موت سے پہلے کی تفسیر میں فرمایا کہ موت میں ضمیر عیسیٰ کی طرف لوٹتی ہے۔ یعنی عیسیٰ علیہ السلام کی موت سے پہلے پھر فرمایا (قسم ہے اللہ کی بے شک عیسیٰ اس وقت اللہ کے پاس البتہ زندہ ہیں اور جب وہ اتریں گے تو سب لوگ ان پر ایمان لائیں گے۔ حسن بصری کا یہ قول (تفسیر ابن جریر ص ۱۲ ج ۶ درمنثور ص ۲۳۱ ج ۱۲ دفع الباری شرح بخاری پارہ ۱۳ ص ۲۸۱) میں بھی منقول ہے۔ ظاہر ہے کہ حسن بصری کا یہ قول قرآن مجید سے مستفادہ مستخرج ہے اور اسی حدیث مرفوع کے مطابق جواب پر منقول ہوئی۔

واعی اس کا نشان صحاح ستہ میں ہونا چاہئے تھا..... الخ! (ص ۳)

مجیب صحاح ستہ سے بہت سی حدیثیں اوپر ہم نے آپ کے جواب میں نقل کر دی ہیں پھر احادیث نبویہ صحاح ستہ ہی میں محصور نہیں ہیں اور یہ تو بتائے کہ حجتین والی بے سند روایت کہاں سے آپ پیش کرتے ہیں؟ جناب مرزا قادیانی نے ضمیمہ انجام انہتم کے حاشیہ ص ۵۳، خزائن ج ۱۱ ص ۳۳۷ میں جو حدیث عروج و ولولہ لکھی ہے وہ صحاح ستہ میں کہاں ہے؟

۲ (حقیقت الوقت ص ۱۹۴ و حاشیہ چشمہ معرفت ص ۳۱۴، خزائن ج ۲۳ ص ۳۲۹) میں جو روایت

کسوف و خسوف در رمضان تحریر کی ہے وہ صحاح ستہ میں کس جگہ ہے؟

۳ (ضمیمہ انجام انہتم ص ۴۱ و حاشیہ کتاب البریہ ص ۲۲۶، خزائن ج ۱۱ ص ۳۲۵) میں جو اثر خروج مہدی از

کدہ درج کیا ہے وہ صحاح ستہ کی کس کتاب کا ہے؟

۴ کتاب (مسک ہندوستان میں ص ۵۳ و ۵۴، خزائن ج ۱۵ ص ۵۵) میں جو تین حدیثیں حضرت

عیسیٰ کی سیاحت سے متعلق تحریر ہیں ان کا پتہ صحاح ستہ سے بتاؤ؟ ایسی بہت سی حدیثیں مرزا

قادیانی کی تصانیف سے پیش کی جاسکتی ہیں۔ جو صحاح ستہ کی نہیں ہیں۔

مرزا ائیو! این گناہے ست کہ در شہر شما نیز کنند

واعی قبل موت کی ضمیر حضرت عیسیٰ کی لوٹتی ہی نہیں کیونکہ حضرت ابن عباسؓ سے اس کی

دوسری قرأت قبل موت مروی ہے دیکھو ابن جریر و تفسیر کشاف (ص ۴)

مجیب جو مرجع بہ کی ضمیر کا ہے وہی موت کی ضمیر کا ورنہ انتشار ضائر لازم آئے گا جو غلط

فصاحت ہے۔

۲..... حضرت ابن عباسؓ سے قرآنہ قبل موتہم کہیں بھی مروی نہیں ہے۔ ابن جریر میں نہ کشاف میں نہ کسی تفسیر میں یہ آپ کا جھوٹ اور ابن عباسؓ پر صریح اتہام ہے۔ اگر ابن عباسؓ کی قرات قبل موتہم کی تفسیر کشاف وابن جریر سے آپ دکھلا دیں تو کم از کم میرے خیال میں اتنی تبدیلی ضرور ہو جائے گی کہ میں سمجھوں گا کہ مرزائی کبھی سچ بھی بول دیتے ہیں۔

۳..... صاحب کشاف نے یہ بھی تو لکھا ہے: ”الضمیران بعیسیٰ بمعنی وان منهم احد الا لیؤمنن بعیسیٰ قبل موت عیسیٰ وهم اهل الکتاب الذین یکونون فی زمان نزوله (ص ۲۳۹ ج ۱) یعنی بہ اور موتہ کی دونوں ضمیریں عیسیٰ کی طرف پھرتی ہیں اس معنی میں کہ اہل کتاب سب کے سب ضرور ایمان لائیں گے۔ عیسیٰ پر عیسیٰ کی موت سے پہلے اور یہ وہ اہل کتاب ہوں گے جو نزول عیسیٰ کے وقت موجود ہوں گے۔ پھر آپ کا یہ کہنا کہ ”ضمیر حضرت عیسیٰ کی طرف لوٹتی ہی نہیں۔“ قول مذکور کے مقابل میں غلط اور باطل ہوا یا نہیں؟

۴..... اب محدث کبیر ابن جریر کا فیصلہ سنئے جن کا نام آپ نے پہلے لکھا ہے فرماتے ہیں: ”انما معناه الا لیؤمنن بعیسیٰ قبل موت عیسیٰ (الی قولہ) وان ذالک کان عند نزوله (ص ۲۳۹ ج ۱)“ یعنی جزایں نیست کہ معنی آیت یہ ہے کہ ضرور ضرور عیسیٰ پر ایمان لائیں گے عیسیٰ کی موت سے پہلے اور یہ ان کے نزول کے وقت ہوگا۔ اس کے بعد احادیث نزول نقل کی ہیں اور اس عبارت کے مؤثر بڑی تفصیل سے اس معنی (اہل کتاب اپنی موت سے پہلے ایمان لائیں گے) کی غرابی بیان کرتے ہوئے ان الفاظ میں تردید کی ہے: ”قلو کان کل کتابی یؤمن بعیسیٰ قبل موتہ لوجب ان لا یراث الکتابی اذا مات علی ملتہ الا اولادہ الصغار او البالغون منهم من اهل الاسلام ان کان له ولد صغیرا او بالغ مسلم وان لم یکن له ولد صغیرہ ولا بالغ مسلم کان، یکون میراثہ مصروفاً حیث یصرف الیہ مال المسلم یموت ولا وارث له، وان یکون حکمہ حکم المسلمین فی الصلوٰۃ علیہ وغسلہ وتقبیرہ، لان من مات مؤمناً بعیسیٰ فقد مات مؤمناً بمحمد وجميع الرسل..... الخ! (ص ۲۳۹ ج ۲)“ یعنی اگر ہر کتابی اپنے مرنے سے پہلے عیسیٰ پر ایمان لے آتا تو ایسی صورت میں جبکہ وہ ملت عیسیٰ پر مرا ہے ضروری ہے کہ اس کے وارث، چھوٹے بچے (جو فطرۃ اسلام پر ہوتے ہیں) یا وہ بالغ اولاد جو مسلمان ہوں، بشرطیکہ موجود ہوں وارث بنیں۔ اگر یہ موجود نہ ہو تو اس مرنے والے کا مال اسی طرح اسلامی بیت المال کے حوالہ کیا جائے۔ جس طرح لا وارث مسلمان مرنے والے کا مال اسلامی بیت المال کو دیا

جاتا ہے اور اس (کتابی ملت عیسیٰ پر) مرنے والے کا حکم جنازہ پڑھنے، غسل دینے اور دفن کرنے میں وہی ہونا چاہئے جو مسلمانوں کے لئے ہے اس لئے کہ جس کتابی کی موت اس حالت میں ہوئی کہ وہ عیسیٰ پر ایمان لا چکا تھا تو وہ محمد ﷺ اور تمام پیغمبروں پر ایمان لا چکا۔ ”فرمائیے جناب! اس کا کیا جواب ہے؟

۵..... حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (جن کو مرزا قادیانی نے (ازالہ اوہام ص ۱۵۵، خزائن ج ۳ ص ۱۷۹) ”رئیس محدثین“ کا خطاب دیا ہے) قرآن مجید کی آیت مذکورہ کا ترجمہ یوں لکھتے ہیں۔ البتہ ایمان آورد یعنی پیش از مردن عیسیٰ پس ثابت ہو گیا کہ موت کی ضمیر حضرت عیسیٰ ہی کی طرف لوتی ہے۔ لافیر اور تاشردعوۃ کا انکار پڑتی بر جہل ہے۔

داعی..... حضرت ابو ہریرہ یہ معنی لیتے تھے کہ اہل کتاب اس فیصلہ پر کہ مسیح مقول بالصلیب نہیں ہوا۔ مسیح موعود کے وقت یقین کر لیں گے..... الخ! (ص ۴)

مجیب..... حضرت ابو ہریرہ صحابی پر یہ صریح اتہام ہے ورنہ بتاؤ حضرت ابو ہریرہ سے یہ معنی کس حدیث کی کتاب میں منقول ہیں؟ بصورت عدم ثبوت اس آیت کو نواہنا سیفقری الکذب الذین لا یؤمنون بایات اللہ واولئک ہم الکاذبون (نحل: ۱۰۵) جھوٹی افتراء وہی کرتے ہیں جن کو اللہ کی آیتوں پر ایمان نہیں ہے اور جھوٹے یہی لوگ ہیں اور یہ کہنا کہ مسیح کے مقول بالصلیب نہ ہونے پر مسیح موعود کے وقت اہل کتاب یقین کریں گے بالکل غلط ہے۔ اس لئے کہ یہ یقین تو اہل کتاب کے بہت سے فرقوں کو محمد رسول اللہ ﷺ سے بہت بدشتر ہی سے حاصل تھا۔ جارج میل نے قرآن کے انگریزی ترجمہ ص ۳۸ کے حاشیہ پر لکھا ہے۔ ”فرقہ بے بی لی ڈین جو عیسائیت کے شروع میں تھا۔ مسیح کے مصلوب ہونے سے انکار کرتا تھا۔ ایسے ہی فرقہ سیر تمہین جو ان سے بھی بدشتر تھا اور کار پا کر لیٹن جو مسیح کو انسان مانتے ہیں انکا بھی یہی اعتقاد تھا کہ مسیح مصلوب نہیں ہوئے“ اسی طرح نوٹیس کا بھی ایک حوالہ نقل کیا ہے اور ذرا یہ تو بتائیے کہ آپ کے عقیدہ کے مطابق مسیح موعود آیا اور چلا بھی گیا۔ کیا اہل کتاب نے اس فیصلہ پر کہ مسیح مقول بالصلیب نہیں ہوا۔ یقین کر لیا ہے؟ واؤلیس للیس افسوس کوئی بات تو ٹھکانے کی کرتے۔

داعی..... حیات مسیح کا عقیدہ نصرانی ہے نہ اسلامی..... الخ! (ص ۴)

مجیب..... حضرت عیسیٰ کی مصلوبیت اور موت کا عقیدہ نصرانی ہے اور اس کا گھڑنے والا پولوس ہے۔ پڑھو پولوس کے خطوط رومیوں اور کرنتیوں کے نام جو عہد نامہ جدید میں منقول ہیں۔

داعی..... خدا نے دو ہزار برس سے ان کو زندہ اور اپنی طرح سے جی و قوم رکھا ہوا ہے۔ (ص ۲)

مجیب..... خدا کی پناہ اس افتراء سے، کس مسلمان کا یہ عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ خدا کی طرح حی و قیوم ہیں؟ جبکہ ہم ان کی موت بعد النزل کے قائل ہیں۔ ان احادیث نبویہ کو فور سے پڑھو: ”ثم يتوفى يفصلى عليه المسلمون ويدفنونه (مسند احمد ج ۳ ص ۴۳۷) ثم يموت فيدفن معي في قبوري (مکتوٰۃ ص ۴۷۲) يعمل فيهم بكتاب الله وسنتي ويموت (الاشاعری اثر اہل الساعۃ لمرئضی ص ۲۲۹ عن ابی الاشخ) ان عیسیٰ یأتی علیہ الفناء (ابن جریر ج ۳ ص ۱۰۰، ۱۰۱) یعنی آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ بعد نزول ا..... عیسیٰ فوت ہوں گے مسلمان ان کا جنازہ پڑھیں گے اور دفن کریں گے۔ ۲..... پھر عیسیٰ مرین گے بعد میرے مقررہ میں میرے پاس مدفون ہوں گے۔ ۳..... عیسیٰ قرآن وحدیث پر عمل کریں گے اور مرجائیں گے۔ ۴..... عیسیٰ پر فناء آئے گی (یہ نصاریٰ سے آنحضرت ﷺ نے فرمایا تھا) نیز اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ کی زبان سے کہلوایا تھا: یوم اموت (مریم: ۳۳) جس دن میں مردوں کا پس فائدہ پر عیسیٰ کس طرح اللہ تعالیٰ کی طرح حی و قیوم ہو سکتی ہے اور کون مسلمان ایسا کہہ سکتا ہے؟ درحقیقت یہ تمام مسلمانوں پر اتہام ہے۔ اور تہمت لگانی مرزائیوں کے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے۔

داعی..... وفات مسیح کے عقیدہ کو لیک کہئے (تا) عیسائیت کی بنیادیں کھوکھلی اور عیسائی مذہب پاش پاش ہو جاتا ہے۔ (ص ۴)

مجیب..... وفات مسیح کا عقیدہ رکھنے سے عیسویت کی بنیادیں مستحکم اور مذہب عیسوی انتہادرجہ کی تعویب پاتا ہے۔ اس لئے کہ نصرانیوں کے مذہب کا دارومدار کفارہ پر ہے اور وفات مسیح دلیل کفارہ ہے۔ البتہ حیات مسیح کے عقیدہ سے کفارہ باطل ہو جاتا ہے۔ اور نصرانیت کی بنیادیں کھوکھلی اور عیسوی مذہب پاش پاش ہو جاتا ہے۔ اب میں آپ کے الفاظ میں کہتا ہوں۔ وفات مسیح کا عقیدہ نصرانی ہے۔ نہ اسلامی، افسوس اور صد افسوس کہ قادیانی مبلغین نصرانی عقیدہ کی تبلیغ واشاعت کر رہے ہیں اور عیسائیوں کے عقیدہ کفارہ کی تائید کر رہے ہیں جس سے ہزاروں اسلام کے قائل حلقہ بکوش ہو رہے ہیں۔ اسی کو کہا ہے۔

زموت حضرت عیسیٰ بنا کفارہ محکم کرد

دلیری ہاہدید پرستاران مرزارا

وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین۔ والصلوة والسلام علی

خاتم المرسلین و آخر النبیین۔ والہ واصحابہ وسائر اتباعہ اجمعین!

۲۹ جمادی الآخریٰ ۱۳۵۲ھ مطابق ۲۰ اکتوبر ۱۹۳۳ء

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
الحمد لله الذي هدانا لهذا
ما كنا لنهتدي لولا أن هدانا الله

معیار نبوت

(انجمن اشاعت الاسلام بنارس کا ٹریکٹ نمبر ۷)

سیکرٹری انجمن اشاعت الاسلام بنارس

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله الذي قال في كتابه المبين، قل صدق الله فاتبعوا ملة
ابراهيم حنيفا وما كان من المشركين۔ والصلوة والسلام على محمدن
الصادق المصدق الذي جاء بالصدق وصدق المرسلين۔ وعلى اله وصحبه
والذين صدقوا انبياء الله ونصروا دين نبيهم حتى اتاهم اليقين۔ وقاتلوا
الذين كذبوا على الله وبرزوه في حلل الانبياء بعد خاتم النبيين وعلى
اوليائه وسائر اتباعه اجمعين۔

مسلمانو! ابوالبشر حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قتلوں بعد جبکہ بنو آدم میں مسئلہ
توحید، اختلافی مسئلہ بن گیا اور لوگوں کو رفتہ رفتہ توحید سے نفرت اور شرک وادھام پرستی سے الفت
پیدا ہونے لگی تو اللہ تعالیٰ نے اپنے سچے رسولوں کو بھیجا شروع کیا تاکہ ان کے ذریعے سے نور حق
واضح ہوا اور ظلمت باطل کا نور جیسا کہ سورہ یونس میں ارشاد ہے: ”وما كان الناس امة
واحدة فاختلفوا (یونس: ۱۹)“ اور سورہ بقرہ میں فرمایا: ”كان الناس امة واحدة بعث
الله النبيين مبشرين ومنذرين وانزل معهم الكتاب بالحق ليحكم بين الناس
فيما اختلفو فيه فيه (بقرہ: ۲۱۳)“ یعنی سب لوگ ایک دین (توحید) پر تھے پھر انہوں نے
اختلاف کیا تو اللہ تعالیٰ نے نبیوں کو خوشخبریاں سنانے والے اور ڈرانے والے بنا کر بھیجا اور ان پر
اپنی کتاب اتاری تاکہ لوگوں کے اختلافات کا فیصلہ کر دے۔

انبیاء کرام نے تشریف لا کر تمام اختلافات دور کئے، راہ حق پر گامزن ہونے والوں کو
وعدہ جات کی بشارت سنائی اور باطل پرستوں کو وعید عذاب سے ڈرایا۔ اپنی صداقت کے لئے اللہ
کے حکم سے مجھوے دکھائے، پیش گوئیاں کیں جن کو منکرین نے بھی حرف بحرف پوری ہوتے
ہوئے دیکھا۔ لیکن نتیجہ وہی ڈھاک کے تین پات، نہ مانا تھانہ مانے۔ جاساتھم رسلہم
بالبینات وما كانوا ليؤمنوا (یونس: ۱۳۰) یعنی بغیر دلائل و معجزات لائے پر لوگ ایمان نہ
لائے بلکہ ان کی صداقت اور رسالت کو اپنے خوساختہ معیاروں پر جانچنا چاہا۔ کسی نے کہا کہ:

..... رسول کو جنس بشر سے نہیں ہونا چاہئے۔ قرآن مجید میں ان کا قول یوں منقول ہوا۔ ما
هذا الا بشر مثلكم يا كل من اتكلكون، و يشرب مما تشربون، ولئن اطعتم

بشرأ مثلكم انکم اذا لخاصرون (مومن: ۳۳، ۳۴) دیکھو جو یہ تو تمہارے جیسا بشر ہے جو تم کھاتے ہو یہ کھاتا ہے جو تم پیتے ہو یہ پیتا ہے۔ اگر تم نے اپنے جیسے بشر کی اطاعت کی تو تم خسارہ میں رہو گے۔ اللہ پاک نے ان کو جواب دیا: ”وما ارسلنا قبلك الا رجالا نوحى اليهم فاستلوا اهل الذکر انکنتم لا تعلمون، وما جعلناهم جسداً لا یلکلون الطعام وما کانوا خالدين“ (انبیاء: ۸۰) یعنی ہم نے جتنے رسول بھیجے سب مرد (انسان) تھے جن کی طرف ہم وحی کرتے رہے، سو جانے والو سے پوچھ لو اگر تم نہیں جانتے اور ہم نے ان کو جسم (بلا روح) نہیں بتایا تھا کہ وہ کھانے نہ کھائیں اور وہ نہ ہمیشہ رہنے والے تھے۔

۲..... کسی نے کہا کہ رسولوں کو سامان خورد و نوش کے لئے بازاروں میں پھرنا زیادہ نہیں۔ ما لهذا الرسول یا کل الطعام ویمشى فی الاسواق (فرقان: ۷) یہ کیسے پیغمبر ہیں کھانا کھاتے ہیں اور بازاروں میں پھرتے ہیں۔ اللہ نے جواب دیا: ”وما ارسلنا قبلك من المرسلین الا انهم لپیاء کلون الطعام ویمشون فی الاسواق (فرقان: ۲۰)“ یعنی ہم نے جتنے رسول بھیجے سب ہی تو کھانے کھاتے اور بازاروں میں پھرتے تھے۔

۳..... کوئی بولا کہ رسول کے پاس اپنا بارغ ہوتا چاہئے جس کا پھل وہ کھالیا کرے اور خزانوں سے اس کا گھر بھر اہو“ او یلقى الیہ کنز او تکنون له جنة یا کل منها (فرقان: ۸) اس پر خزانے برسیں۔ اس کا اپنا بارغ ہو جس سے (پھل) کھائے، ان کو جواب دیا گیا: ”تبـارك الذی ان شاء جعل لك خیراً من ذالك جنات تجری من تحتها الانهار ویجعل لك قصوراً (فرقان: ۱۰)“ ہاں بركت ہے وہ اللہ اگر چاہے تو رسول کو اس سے کہیں بڑھ کر بہت سے ایسے باغات مہیا کر دے سکتا ہے۔ جس کے نیچے سے پانی کی نہریں جاری ہوں اور بہت سے محلات بھی دے سکتا ہے۔ (لیکن ان چیزوں کو معیار نبوت سمجھنا کافروں کا جھمل ہے)

۴..... کوئی ہر ذرہ سرائی کرتا کہ رسول کو عورتوں سے بے تعلق رہنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ نے جواب دیا: ”ولقد ارسلنا رسلاً من قبلك وجعلنا لهم ازواجاً وذریۃ (رعد: ۳۸)“ ہم نے رسولوں کو بیویاں اور اولاد مرحمت فرمائی تھیں۔

۵..... کوئی لب کشائی کرتا کہ رسول کو عذاب کے آنے یا قیامت کے برپا ہونے کی تاریخ و وقت کا بھی علم ہونا چاہئے اور وہ آ کر دریافت کرتے۔ ”متسی هذا الوعد ان کنتم صادقین قل انما العلم عند اللہ وانما انا نذیر مبین (ملک: ۲۵، ۲۶)“ بتاؤ وعدہ

عذاب کب پورا ہوگا؟ جواب ملا: کہہ دو کہ علم خدا کو ہے میں تو (منکر کو عذاب سے) ڈرا دینے والا ہوں۔ ”لَيْسَ ثَلَاثُونَ عَنْ السَّاعَةِ اَيَّانَ مَرَسَاها قُلْ اِنَّمَا عَلِمَهَا عِنْدَ رَبِّي لَا يَجْلِيهَا لَوْ قَتَلْتُمُوهَا الْاِهْوُ (اعراف: ۱۸۷)“ پوچھتے ہیں کہ قیامت کب قائم ہوگی؟ (جواب ملا) کہہ دو کہ اس کا علم اللہ ہی کو ہے وہی اس کو اپنے وقت پر ظاہر کرے گا۔

۶..... منکرین نے اب دیکھا کہ پیغمبر ہمارے مقرر کردہ معیار پر پورے نہیں اترتے تو انہوں نے فیصلہ کر دیا کہ ایسے رسول کی ہم کو ضرورت نہیں اللہ کو جو پیغام دیتا ہو ہم سے براہ راست فرما دے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ان کا قول ہے۔ ارشاد ہے: ”وَقَالَ الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ لَوْلَا يُكَلِّمُنَا اللَّهُ اَوْ تاتِينَا آيَةً (بقرہ: ۱۱۸)“ بے علموں نے کہا کہ اللہ خود ہم سے کیوں نہیں بولتا یا کوئی بڑا نشان ظاہر ہو۔ اللہ نے فرمایا: ”مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يَّكَلِّمَهُ اللَّهُ اِلَّا وَحْيًا اَوْ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ اَوْ يُرْسِلَ رَسُولًا فَيُوحِيَ بَاذْنِهِ مَا يَشَاءُ..... الخ! (الشوری: ۵۱)“ یعنی اللہ کسی بشر سے کلام نہیں کرتا مگر اس صورت میں کہ اس پر خفیہ وحی کرے یا پس پردہ فرمائے یا فرشتہ بھیجے جو اس کے اذن سے اس بشر کو وحی پہنچائے۔

۷..... منکرین نے کہا کہ ہمارے پاس فرشتہ ہی کو رسول بنا کر بھیج دے۔ ”ولو شاء الله لا نزل ملكة (مومنون: ۲۴) لولا انزل علينا الملكة (فرقان: ۲۱)“ یعنی اللہ فرشتہ کو اتار دے اللہ نے جواب دیا: ”ولو جعلناه ملكا لجعلناه رجلا وللبسنا عليهم ما يلبسون (انعام: ۹)“ اگر ہم فرشتہ کو رسول بنا کر بھیجیں تو آدمی کی شکل میں بھیجیں گے۔ پھر تو وہی شبہ ہوگا جو انسانی پیغمبروں پر تم کو ہے۔

۸..... تب منکروں نے کہا کہ اچھا بشر رسول کے ساتھ فرشتہ رسول بھی۔ ہاں میں ہاں ملائے ”لولا انزل اليه ملك فيكون معه نذيرا (فرقان: ۷)“ یعنی کیوں پیغمبر کی طرف فرشتہ نہیں اتارا گیا جو اس کے ساتھ ہم کو نذر ار کرے۔ جواب ملا: ”ولو انزلنا ملكا لقضى الامر ثم لا ينظرون (انعام: ۸)“ یعنی فرشتہ کے آنے پر تو معاملہ کا فیصلہ ہی ہو جائے گا اور منکرین کو پھر ہمت نہیں ملنے کی۔

۹..... منکروں نے کہا کہ پھر ہماری حسب منشاء پیغمبر پر معجزے اترنے ضروری ہیں: ”وقالوا لولا انزل عليه آيات من ربه (عنكبوت: ۵۰)“ خدا پیغمبر پر نشانیاں (معجزے) کیوں نازل نہیں فرماتا؟ ان سے کہا گیا: ”قل انما الآيات عند الله وانما انا

نذیر مبین اولم یکفہم انا انزلنا علیک الکتاب یقلی علیہم (حوالہ مرقومہ: ۵۱، ۵۰) ”اے پیغمبران سے فرمادو کہ معجزے اللہ کے اختیار میں ہیں میں تو صرف ایک ڈر سنانے والا ہوں، کیا ان کو (یہ معجزہ) کافی نہیں جو کتاب ہم نے اتاری ہے اور ان پر پڑھی جاتی ہے؟ یعنی سب بڑا معجزہ قرآن مجید موجود ہے۔

۱۰..... منکرین اس پر بولے کہ خدا معجزہ نہیں بھیجتا تو پیغمبر آپ ہی بنا کر لائیں: ”واذ لم تاتہم بآیۃ قالوا لولا اجتبیبتہا قل انما اتبع ما یوحی الی من ربی، ہذا بصائر من ربکم و ہدی و رحمہ لقوم یؤمنون واذ قرئ القرآن فاستمعوا لہ و انصتوا لعلکم ترحمون (اعراف: ۲۰۳، ۲۰۴) ”اے پیغمبر جب آپ کوئی معجزہ نہیں پیش کرتے تو یہ کہتے ہیں کہ از خود کیوں نہیں بتلائے۔ ان کو جواب دیجئے کہ میں تو صرف وحی الہی کا تابع ہوں۔ یہ قرآن بڑا معجزہ موجود ہے جو ماننے والوں کے لیے ہدایت اور رحمت کا سبب ہے (افسوس کہ تم اس کو سنتے ہی نہیں تم کو چاہئے کہ) جب قرآن پڑھا جائے تو تم چپ چاپ ہو کر غور سے سنو تا کہ تم پر رحمت (ہدایت نصیب) ہو۔“ سبحان اللہ کیسا معقول جواب ہے۔

۱۱..... منکرین نے کہا کہ ہم قرآن کو اس صورت میں مان لینے کو تیار ہیں کہ اس کو بدل کر دوسری کتاب لے آؤ یا اسی میں کچھ ردو بدل کر دو۔ ”قال الذین لا یرجون لقاءنا انت بقرآن غیر ہذا او بدله (یونس: ۱۵)“ ”کافروں نے کہا کہ اس کے سوا دوسرا قرآن لاؤ یا اس کو بدل دو جواب دیا گیا قل ما یکون لی ان ابدلہ من تلقاء نفسی ان اتبع الا ما یوحی الی (الی قولہ) فقد لبثت فیکم عمرا من قبلہ افلا تعقلون (یونس: ۱۶، ۱۵) یعنی مجھے حق نہیں کہ کلام الہی کو خود بدل دوں میں تو وحی ربانی کا تابع ہوں میں نے اپنی پہلی ساری عمر تم میں بسر کی ہے۔ ذرا عقل سے کام لو۔ یعنی پہلے کبھی تم نے مجھے جعل سازی کرتے نہیں دیکھا، تو اب مجھ سے کس وجہ سے جعل سازی کی توقع رکھتے ہو؟

۱۲..... معاندین نے آخر میں کہا کہ اچھا پہلے کی طرح ایک بار پھر آسمانوں کے اوپر جاؤ اور خدا کے پاس سے لکھا ہوا قرآن اتار لاؤ، ہم مان لیں گے اور ترقی فی السماء ولن نقمن لرقیك حتی تنزل علینا کتابا نقرؤہ (نہی اسرائیل: ۹۳) آپ آسمان پر چڑھ جائیں اور صرف چڑھ جانے کی سند نہیں وہاں سے لکھا ہوا قرآن لاتا ہوگا جس کو ہم پڑھ لیں گے ان کو جواب دیا گیا قل سبحان ربی ہل کنت الا بشرا رسولا (آیت: ۹۳) آپ فرمادیں کہ میرا

رب پاک ہے۔ (کہ کوئی اس پر زور و زبردستی کرے) میں تو صرف (فرمانبردار) انسان اور رسول ہوں۔“ کفار کو اس بات کا علم تھا کہ آنحضرت ﷺ معراج جسمانی کے مدعی ہیں۔ اسی لئے انہوں نے ترقی فی السماء کے بعد یہ قید بھی لگا دی۔ لن نؤمن لرقیک حتی تنزل علینا کتابنا نقره کہ مبادا آپ پچھلے اسراء (معراج) کا حوالہ نہ دے دیں۔

اعلام..... یہاں پر یہ بتا دینا ضروری ہے کہ فقرہ حل کنت الالبشر اسولاً، آسمان پر چڑھ جانے کے محال ہونے پر دلالت نہیں کرتا، بسہ وجہ اول آیت مذکورہ میں منکرین کے اور بھی اعتراضات و سوالات کا تذکرہ ہے اور ان کل امور کا ممکن اور غیر ممکن ہونا قرآن مجید کی دوسری آیتوں سے صاف صاف ثابت ہے۔ دوم انبیاء کی ذات سے خرق عادت امروں کا باذن الہی واقع ہونا مستبعد نہیں ہے عادت جاریہ کے خلاف کسی امر کا پیغمبر سے صدور ہی تو معجزہ ہے۔ سوم کفار کا سوال ہی بتاتا ہے کہ وہ ان امور کا ظہور پیغمبر سے ممکن جانتے تھے۔ اسی لئے انہوں نے کہا کہ آپ ان ممکنات کو بصورت واقعات کر دکھائیں۔

معیار نبوت

ناظرین! آپ غلط ہوں گے کہ اصل معیار نبوت سے آپ کو باخبر کیا جائے لیکن ذرا غور فرمائیے۔ پہلے آپ کو یہ بتا دوں کہ منکرین اسلام کے خود ساختہ معیاروں کی طرح، پنجابی جنتی کی امت نے بھی ایک جدید معیار گھڑ لیا ہے جو یہ ہے۔ فقد لبثت فیکم عمرأ من قبلہ (یونس: ۱۶) ابھی آپ اوپر نمبر ۱۱ میں پڑھا آئے ہیں کہ فقرہ مذکورہ کفار کے تہدیلی قرآن کی فرمائش کے جواب میں وارد ہوا ہے جو محمد رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مختص ہے۔ معیار نبوت وہ ہے جس پر تمام انبیاء و رسل برابر ہیں۔ انبیاء سابقین نے نہ تو اپنی عمر سابق بطور معیار کے پیش کی ہے نہ اس معیار پر تمام انبیاء پورے اتر سکتے ہیں، موسیٰ علیہ السلام نے تو اس معیار کا صاف انکار کیا ہے۔ جبکہ فرعون نے ان کی سابق زندگی کو قتل قطعی اور احسان فراموشی وغیرہ سے متعمم کیا تھا اور کہا تھا: ”لبثت فینا من عمرک سنین۔ وفعلت فعلتک التی فعلت وانت من الکافرین (شعراء: ۱۸، ۱۹)“ یعنی اے موسیٰ! تو نے اپنی عمر کے بہت سے سال ہم میں گزارے ہیں اور تو نے وہ کام (قتل) کیا جو کیا اور تو نا شکر ہے، تو موسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا: ”قال فعلتها اذا وانا من الضالین ففرت منکم لما خفتکم (شعراء: ۲۱، ۲۰)“ میں نے یہ کام (قتل) اس وقت کیا جب کہ میں گمراہوں سے تھا پھر تمہارے خوف سے میں نے راہ فرار اختیار کی (مطلب یہ کہ میں اپنی صداقت میں اپنی پہلی زندگی میں پیش کر رہا ہوں بلکہ معجزہ عصا وید بیضا

پیش کرتا ہوں) اور دیکھو لوط علیہ السلام اہل سدوم کی طرف بھیجے گئے حالانکہ وہ خود سدوم کے باشندہ نہ تھے۔ تو سدوم والے لوط کی پہلی زندگی کے حالات سے کیونکر واقف ہو سکتے تھے؟ پس پیغمبر کی سابق زندگی معیار نبوت نہیں ہو سکتی۔

معیار نبوت کیا ہے؟

معیار نبوت وہ ہے جس پر تمام پیغمبر برابر ترین اور وہ یہ ہے جس کو اللہ پاک نے بیان فرمایا ہے: ”وما ارسلنا قبلك الا رجالا نوحى اليهم..... ثم صدقناهم الوعد فانجيناهم ومن نשלنا واهلكنا المسرفين (انبیاء: ۷۹)“ یعنی جتنے رسول ہم نے بھیجے جن کو ہم وحی کرتے تھے ان سے جو وعدے ہم نے کئے سچے کئے ان کو ہم نے (مکر کفار سے) بچایا اور جس کو ہم نے چاہا اور منکرین و ماکرین کو ہلاک کر دیا۔ اس آیت نے بتایا کہ معیار نبوت یہ ہے کہ پیغمبر وحی الہی سے جو خبر دیتا ہے جو پیش گوئیاں کرتا ہے وہ حرف بگئی جاتی ہیں، اور کیوں نہ بگئی نکلیں۔ وحی تو اللہ عالم الغیب کرتا ہے۔ اگر پیش گوئیاں اور خبریں جھوٹی ثابت ہوں تو اس کا الزام اللہ پر آئے گا کہ نعوذ باللہ خدا نے جھوٹ کہا، خدا ہی نے جھوٹا وعدہ کیا والعیاذ باللہ۔ حالانکہ اللہ صادق القول ہے، جھوٹ کے شائبہ سے بھی پاک ہے، اللہ فرماتا ہے: ”ومن اصدق من الله حديثا (نساء: ۸۷)“ ﴿اللہ سے زیادہ باتوں میں کون سچا ہے؟﴾ ”ومن اصدق من الله قبيلا (ایضاً: ۱۲۲)“ ﴿کہہ دو کہ اللہ سے زیادہ قول میں کون سچا ہے۔﴾ ”قل صدق الله (آل عمران: ۹۵) ان الله لا يخلف الميعاد (یوسف: ۹)“ ﴿اللہ وعدوں کا خلاف نہیں کرتا﴾ ”لن يخلف الله وعده (حج: ۴۷)“ ﴿ہرگز اللہ وعدہ خلاف نہ کرے گا۔﴾ غرض اس مضمون کی آیتیں بہت ہیں۔

حضرت یونس کا وعدہ

امت مرزانیہ کہتی ہے کہ اللہ نے یونس علیہ السلام سے ان کی قوم کو ہلاک کر دینے کا وعدہ کیا تھا۔ لیکن ہلاک نہیں کیا، دوسرے لفظوں میں مرزانیوں کے نزدیک خدا نے اپنے پیغمبر سے صریح جھوٹ بولا، پناہ بخدا، پناہ بخدا، آسمان کیوں نہیں پھٹ پڑتا، زمین کیوں نہیں ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتی! اللہ اکبر، کبریت کلمۃ تخرج من افواہہم۔

مسلمانو! سنو، حضرت یونس علیہ السلام کا قصہ قرآن مجید میں چار جگہ آیا ہے۔ سورہ یونس، سورہ انبیاء اور سورہ قلم میں اختصار کے ساتھ ہے اور سورہ صافات میں قدرے تفصیل سے، لیکن کہیں بھی اللہ کا وعدہ حضرت یونس علیہ السلام سے ان کی قوم پر عذاب بھیجنے کا مذکور نہیں ہے۔

اگر وعدہ الہی ہوتا تو ضرور پورا ہو کر رہتا، اللہ فرماتا ہے فلا تحسبن اللہ مخلف وعده رسلہ (ابراہیم: ۷۷) یعنی مت سمجھو اللہ کو پیغمبروں سے وعدہ کر کے خلاف کرنے والا، وہ عزیز ہے یعنی غلبہ رکھتا ہے اب دیکھو سچے پیغمبر کی پیش گوئیاں یوں پوری ہوتی ہیں۔
آنحضرت ﷺ کی پیش گوئیاں

..... ”عن انس قال ندب النبی ﷺ الناس فانطلقوا حتی نزلوا بدرأ فقال ﷺ هذا مصرع فلان ویضع یدہ علی الارض ہہنا وھہنا قال فعا ما ط احدہم عن موضع ید رسول اللہ ﷺ رواہ مسلم (مکتوٰۃ ص ۵۳۳، ۵۳۵)“
﴿آنحضرت ﷺ کے حکم سے صحابہ کرام بدر پہنچے آنحضرت ﷺ نے زمین پر دست مبارک رکھ کر فرمایا کہ ابو جہل مقتول ہو کر اس جگہ گرے گا فلاں کا فراس جگہ، صحابہ کہتے ہیں کہ کفار مقتولین سے ہر ایک کی نعش اسی جگہ پڑی تھی جس جگہ آنحضرت ﷺ نے اپنا دست مبارک رکھ کر بتایا تھا ذرا بھی کوئی ادھر ادھر نہ تھا۔﴾

۲..... ”عن مہل بن سعد ان النبی ﷺ قال یوم خیبر لا عطین الراية غدا رجلا یفتح اللہ علی یدیہ..... الخ! متفق علیہ (مکتوٰۃ ص ۵۵۵)“ جنگ خیبر میں ایک روز آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ کل میں جھنڈا ایک ایسے بہادر (علی المرتضیٰ) کو دوں گا جس کے ہاتھوں اللہ کل فتح بخشنے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا، صبح کو حیدر کرار تشریف لے گئے مرحب کو قتل کیا۔ قلعہ کا پھانک توڑ دیا۔ یہود کو شکست دی اور خیبر فتح ہو گیا۔

۳..... ”عن سہل بن حنظلہ قال جاء ہوا زن بطعنہم ونعمہم الی حنین فتبسم النبی صلعم وقال تلك غنیمۃ المسلمین غدا ان شاء اللہ رواہ ابو داؤد (مکتوٰۃ ص ۵۳۳)“ ﴿فتح مکہ کے بعد حنین میں کفار ہوازن اپنی عورتوں بچوں اونٹوں جانوروں سمیت میدان جنگ میں آئے تھے۔ آنحضرت ﷺ کو جب اطلاع ہوئی تو آپ مسکرائے اور فرمایا کل یہ سب چیزیں مسلمانوں کو غنیمت میں ملیں گی انشاء اللہ ﴿چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ ایک ایک صحابی کے حصہ میں سو سو اونٹ آئے۔﴾

۴..... ”عن ابی سعید ان النبی ﷺ قال رايتنی اسجد فی ملہ وطین من صبیحتہا فمطرت السماء تلك الیلة فرأیت النبی ﷺ یسجد فی الماء والطین حتی رأیت اثر الطین فی جیبہ (مسلم، بخاری و مکتوٰۃ ص ۱۷۳)“ ﴿آنحضرت ﷺ نے

صحابہ سے اپنا خواب بیان فرمایا کہ میں نے اپنے کو شب قدر کی صبح کو نماز میں سجدہ کچھڑ میں کرتے دیکھا ہے۔ چنانچہ شب قدر میں بارش ہوئی۔ مسجد کے چھت کے ٹپکنے سے ٹھیک اسی جگہ بارش کے قطرے گرے جس جگہ سجدہ میں آنحضرت ﷺ کی پیشانی مبارک ہوتی تھی۔ چنانچہ آپ نے کچھڑ میں سجدہ ادا کیا صبح دیکھا تو آپ کے ماتھے پر کچھڑ کا نشان موجود تھا۔ ﴿

۵..... ”عن ابن عمر قال امر النبی ﷺ فی غزوة مودة زيد بن حارثة فقال ان قتل زيد فجعفر وان قتل جعفر فعبد الله بن رواحة (الی) اخذ الراية زيد فاصيب ثم اخذ جعفر فاصيب ثم اخذ ابن رواحة فاصيب..... الخ! (صحیح بخاری پ ۷۱ باب غزوة مودة) ﴿جنگ مودہ میں آنحضرت ﷺ نے حضرت زید کو افسر بنایا اور فرمایا کہ زید کی شہادت کے بعد حضرت جعفر سردار ہوں، جعفر کی شہادت کے بعد عبداللہ بن رواحہ امیر ہوں گے، عبداللہ کی شہادت کے بعد کسی اور کو منتخب کر لیتا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ پہلے زید شہید ہوئے، پھر حضرت جعفرؓ نے جام شہادت پیا، پھر حضرت عبداللہ نے شربت شہادت نوش کیا۔ ﴿

۶..... ”عن ابی هريره قال وكلني النبي ﷺ بحفظ زكوة رمضان فأتاني آت فجعل يحثون الطعام (الی قوله) قال اما انه سيعود فرصدته فجاء فاخذته..... الخ! (صحیح بخاری، مشکوٰۃ ص ۷۷۱) ﴿حضرت ابو ہریرہؓ کو صدقہ فطر کی حفاظت پر مقرر کیا گیا تھا ایک شخص نے کراٹاج حرا نے لگا میں نے اس کو پکڑا، اس نے مفلسی کی شکایت کی۔ میں نے اسے چھوڑ دیا اور آنحضرت ﷺ سے ذکر کیا۔ آپ نے فرمایا وہ پھر آئے گا۔ میں اس کی تاک میں رہا۔ چنانچہ دوبارہ وہ آ گیا میں نے اسے پکڑ لیا (ایسا کئی بار ہوا) ﴿

۷..... ”عن عائشة ان جبريل جله بصورتها في خرقة حرير خضراء الى رسول الله ﷺ فقال هذه زوجتك في الدنيا والآخرة رواه الترمذی (مشکوٰۃ ص ۵۶۶، ۵۶۷) ﴿حضرت عائشہ کے نکاح سے بہت پہلے حضرت جبریل نے ان کی تصویر سبز ریشمی کپڑے پر لا کر آنحضرت ﷺ کو دکھائی اور کہا کہ یہ آپ کی بیوی ہوگی، دنیا اور آخرت دونوں جگہ میں۔ آنحضرت ﷺ نے یہ خبر صحابہ کو سنا، آخر ایک دن حضرت عائشہ سے آپ کا نکاح ہو گیا۔ ﴿

۸..... ”عن شد ادبن اوس ان النبی ﷺ اخبر قريشا صبيحة المعراج ان غيرهم تقدم في يوم كذا فقدمت الظاهر يقدمهم الجمل الذي وصفه رواه

البزار والطبرانی (معجم الباری ص ۴۵۳) ﴿آحضرت ﷺ نے شب معراج کی صبح کو قریش سے فرمایا کہ تمہارے بخاروں کا قافلہ (جو مجھے راستہ میں ملا تھا) فلاں دن مکہ پہنچ جائے گا اس کے آگے فلاں رنگ کا اونٹ ہے۔ آخر وہ قافلہ روز عین پر ظہر کے وقت مکہ پہنچ گیا۔ آگے وہی اونٹ تھا۔ جس کا حلیہ آنحضرت ﷺ نے بیان فرمایا تھا۔﴾

۹..... ”أخبر النبي ﷺ عمه انه ارسل على صحيفتهم الارضة فلكت

جميع ما فيها الا نكر الله، فاخبر ابو طالب قريشا فانزلوه الصحيفة فراق الامر كما اخبر به النبي ﷺ، آه ملتقطاً (زاد المعاد ص ۲۹۹) ﴿مکہ معظمہ میں مسلمانوں کی روزانہ ترقی دیکھ کر کفار نے مسلمانوں کا بایکاٹ کیا چڑھ پر عہد نامہ لکھا گیا، آنحضرت ﷺ نے اپنے چچا اور بیوی بچوں، تم مسلمانوں اور کل بنو ہاشم کے ساتھ دو تین سال تک ایک پہاڑ کی گھاٹی میں نہایت عسرت کے ساتھ دن کا لے ایک دن آپ نے ابو طالب سے کہا کہ چچا جان! اللہ کے حکم سے اس عہد نامہ کو دیکھنے کے چاٹ کر صاف کر دیا ہے۔ اس میں بس اللہ کا نام باقی ہے، ابو طالب نے قریش کو خبر دی۔ انہوں نے خانہ کعبہ کے دروازہ پر سے عہد نامہ کا اتار کر دیکھا، تو اسے ویسا ہی گرم خوردہ پایا جس طرح آنحضرت ﷺ نے خبر دی تھی۔﴾

۱۰..... آنحضرت ﷺ کی ایک پیش گوئی آئندہ کے متعلق سنئے اور اس کے وقوع کی تصدیق

بھی ملاحظہ فرمائیے: ”وعن عدی قال قال النبي ﷺ يا عدی هل رأيت الحيوة فان طالت بك حيوۃ فلتقرین الطعینۃ ترتحل من الحیرۃ حتی تطوف بالكعبۃ لا تخاف احدا الا الله ولكن طالت بك حيوۃ التفتحن كنوز كسری (الی) قال عدی فرأيت الطعینۃ ترتحل من الحيوۃ حتی تطوف بالكعبۃ لا تخاف الا الله وكنت فيمن افتتح كنوز كسری بن هرمز رواه البخاری (مشکوٰۃ ص ۵۱۲)“ ﴿آنحضرت ﷺ نے عدی بن حاتم سے فرمایا تھا کہ تم کو شہر حیرہ کا جائے وقوع معلوم ہے نا؟ تمہاری زندگی (دراز ہوگی) تم دیکھو گے کہ وہاں سے شہر سوار عورت تن تنہا بلا خوف و خطر آکر طواف کعبہ کرے گی۔ تمہاری عمر زیادہ ہوگی تو خسرو پرویز شاہ فارس کے خزانے فتح ہوتے دیکھو گے۔ عدی کہتے ہیں کہ میں نے اپنی زندگی میں حیرہ کی عورت کو تن تنہا مکہ پہنچ کر طواف کعبہ کرتے دیکھا اور شاہ فارس کے خزانے فتح کرنے والوں میں خود شریک و شامل تھا۔﴾

دوستو! آپ نے دیکھا کہ سچے پیغمبر کی خبریں اور پیش گوئیاں کیسی ہو بہو پوری ہوئیں اب ذرا جھوٹے نبی کی پیش گوئیوں اور الہامات کے چند نمونے ملاحظہ ہوں۔

مرزا قادیانی منتہی کی پیش گوئیاں

- ۱..... ”مرزا قادیانی نے ۲۵ جون ۱۹۳ء کو امرتسر میں مباحثہ نصاریٰ کے خاتمہ پر پیش گوئی کی کہ ”ڈپٹی آفٹم ۱۵ ماہ کے عرصہ میں بہ سزائے موت ہادیہ میں گرایا جائے گا۔“ (جگ مقدس ص ۱۸۹، خزائن ج ۶ ص ۲۹۲) پندرہ مہینہ ختم بھی ہو گئے اور آفٹم نہیں مرا نہ مسلمان ہوا بلکہ اس کے بعد بھی دو سال کے قریب تک زندہ رہا۔
- ۲..... لکھنؤ ام آریہ کے بارے میں ۲۰ دفروری ۱۹۳ء کے اشتہار میں اعلان کیا کہ ”اس پر چھ سال کے عرصہ میں غارق عادات عذاب نازل ہوگا۔“ (سراج منیر ص ۱۳، خزائن ج ۱۲ ص ۱۵) حالانکہ وہ چار سال میں کسی ہندو کے چہرے سے مقتول ہوا اس پر کوئی غارق عادات عذاب نازل نہ ہوا، کیونکہ قتل روزمرہ کی بات ہے۔
- ۳..... ۱۰ جولائی ۱۸۸ء کو اشتہار دیا کہ ”محمدی بیگم جس کے دوسرے سے بیاہی جائے گی وہ روز نکاح سے اڑھائی سال تک مر جائے گا۔“ (مجموعہ اشتہارات ج ۱ ص ۱۵۸) محمدی بیگم کا نکاح ۷ اپریل ۱۹۳ء کو مرزا سلطان محمد ساکن پٹی ضلع لاہور سے ہو بھی گیا اور دونوں میاں بیوی مع بال بچوں کے آج تک زندہ ہیں مرزا قادیانی کا البتہ پتہ نہیں۔
- ۴..... اشتہار مذکور میں محمدی بیگم سے نکاح کے متعلق یہ بھی لکھا کہ ”ہر مانع کو دور کر کے محمدی سے نکاح ہوگا۔ (ایضاً)“ اور آسمان پر نکاح پڑھا بھی جا چکا تھا۔“ (تحفہ حقیقت الہی ص ۱۳۲، خزائن ج ۲۲ ص ۵۷) اس انتظار میں بیس سال کامل گزر گئے لیکن ہنوز روز اول کا معاملہ رہا آخر اسی حسرت میں مرزا قادیانی کی جان بھی گئی۔
- ۵..... ۲۱ نومبر ۱۹۸ء کو مولانا محمد حسین ٹالوی کی نسبت کہا کہ ۱۳ ماہ میں ۱۵ دسمبر ۱۸۹۸ء سے ۱۵ نومبر ۱۸۹۹ء کو اشتہار شائع کیا کہ جنوری ۱۹۰۰ء تک مرجائیں گے (مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۶۰)۔ حالانکہ مولانا ٹالوی مرزا قادیانی کے مرنے کے بعد بھی ۱۲ سال تک زندہ رہے۔
- ۶..... ۵ نومبر ۱۸۹۹ء کو اشتہار شائع کیا کہ جنوری ۱۹۰۰ء سے آخر دسمبر ۱۹۰۲ء تک تین سال میں کوئی بین آسانی نشان ظاہر ہوگا۔ تین سال گزر گئے کوئی نشان ظاہر نہ ہوا۔
(مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۷۷، ۷۸)
- ۷..... ۶ دفروری ۱۸۹۸ء کے اشتہار میں دو سال میں پنجاب میں طاعون آنے کی پیش گوئی کی (مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۲) لیکن طاعون چار سال کے بعد آیا۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
 الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي هَدَانَا لِهَذَا وَمَا كُنَّا لِنَشْكُرَهُ لَوْلَا رَحْمَتُ اللَّهِ عَلَيْنَا لَكُنَّا مِنَ الْخَاسِرِينَ

نور اسلام

(انجمن اشاعت الاسلام بنارس کا ٹریکٹ نمبر ۸، ۹، ۱۰، ۱۱)

سیکرٹری انجمن اشاعت الاسلام بنارس

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ابن مریم کو خدا کس نے کہا ہے مجاہد کی سراسر افتراء
کیا ملائک اور جن زندہ نہیں ابن مریم پھر جنے کیونکر خدا
ایک دن آجائے گی ان پر فتا موت سے ہے مخلصی کس کو بھلا
افتراء بہتان و تہمت کس لئے کچھ تو آخر چاہے خوف خدا
بلکہ بلبلی شیدا تو سنا نہں نہں کر اب جگر تھام کے بیٹھ کر میری باری آئی

الحمد لله الذي رفع عيسى ابن مريم حيا الى السماء ثم بنى له الى
الارض قبل يوم الدين، والصلوة والسلام على آخر رسوله محمد خاتم
النبيين، الذي اخبرنا بخروج الدجاجة الكذابين قريبا من ثلاثين اخرهم
الخنسيع الاعور الذي يقتله عيسى بحربته عند باب مدينة اللد من مدائن
فلسطين، وعلى آله واصحابه الذين اجمعوا على حيوة عيسى ونزوله قبل
قيام الساعة رضى الله عنهم اجمعين!

مسلمانو! اجماع اشاعت اسلام کے مختلف ٹریکٹ اور رسالوں میں جتنی قادیان کی پرفتن
چالیں اور ان کے مریدوں کی گستاخ طرازیں آشکارا کی جا چکی ہیں، اس کا تازہ نمونہ ان کا
ٹریکٹ نمبر ۲ ہے جس پر ”سلسلہ ظہور امام“ کا عنوان جلی حرفوں میں قائم کیا گیا ہے۔ جو درحقیقت
اس بات کا اعلان ہے کہ جس ”امام“ کے ظہور کی پیش گوئی کی گئی ہے۔ وہ صرف ایک ہی شخص نہ
ہوگا، بلکہ اماموں کے ظہور کا لگانا سلسلہ قائم رہے گا۔ پھر جن آیتوں اور حدیثوں سے حضرت عیسیٰ
علیہ السلام کی حیات ثابت ہوتی ہے۔ ان آیتوں اور حدیثوں کی تردید کا بھی دعویٰ ہے۔ یعنی اللہ
تعالیٰ کے فرمان کی تردید اور رسالت مآب علیہ السلام کی باتوں کا جواب دیا جا رہا ہے پس جو شخص
اللہ کے مقابلہ و محارضہ پر آمادہ ہو، اللہ کے رسول ﷺ کی تصریحات کی تردید کر رہا ہو، اس کی
جرات اور بے باکی کا کیا ٹھکانا؟ اس کے ایمان و اسلام کا کیا اعتبار؟ اس کی امانت اور دیانت کا کیا
بھروسہ؟ وہ تو نور الہی کے مجاہدینے کے درپے ہے۔ لیکن۔

نور خدا ہے کفر کی حرکت پر خندہ زن
پھوکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

کتاب وسنت کی یہ سچائیاں محض اس لئے جھٹلائی جا رہی ہیں کہ ایک جھوٹا سچا ثابت ہو سکے، اس کے مکر و خدع، فریب و دجل پر پردہ ڈالا جاسکے، اس کی تدویر و تلیس، تاویل و تحریف طشت از بام نہ ہو سکے۔

بلا سے کوئی ادا اس کی بد نما ہو جائے
کسی طرح تو مٹ جائے ولولہ دل کا

دوستو! انجمن ہذا کی مسلسل گولہ باریوں نے قادیانی قلعہ کو بیخ و بنیاد سے ہلا دیا ہے۔ انجمن کے مدلل اور مفصل رسالوں نے مرزائی کھپ میں پھل ڈال دی ہے ان کی جھاڑنی میں قسم وطن کے بے کار اسلحے باقی رہ گئے ہیں، منہ میں کف بھر کے کسی کو ”سنی کوئی“ اور کسی کو ”نجدی دہانی“ کے طعنے دے رہے ہیں (ٹریک نمبر ۲ ص ۲) اور جو شامت آئی تو ہماری انجمنوں کو بھی کوٹنے لگے، انجمن اشاعت اسلام کو وہ شامت اسلام (ص ۲۱، ۲۰ ص ۲۲) اور انجمن اشاعت الحق کو شامت الحق بتا دیا۔ (ص ۱۷ اور ۱۳ ص ۲۳ اور ۲۲ ص ۲۳)

لگے ہو منہ چڑھانے دیتے دیتے گالیاں صاحب

زبان بگڑی تو بگڑی تھی خبر لینا دہن بگڑا

مرزا نیوا! ہم بھی تمہاری ”انجمن احمدیہ“ کو انجمن احمدیہ لکھ سکتے تھے۔ ہم بھی ”مجاہد“ کا مجاہد بنا سکتے تھے۔ ہم بھی ”سلسلہ عالیہ“ کو عالیہ میں تبدیل کر سکتے تھے لیکن ہم ایسا نہیں کریں گے۔ ہم کو قرآن پاک اس سے منع کرتا ہے۔ ہم کو ہمارے پیغمبر علیہ السلام نے اس حرکت سے روک دیا ہے ہمارے سچے پیغمبر تمہارے دیکھی نی کی طرح مخالفوں کو گالیاں نہیں دیتے تھے، بلکہ صبر کرتے اور ان کے لئے دعائیں فرماتے تھے۔

دشنام خلق راندہ ہم جز دعا جواب

ایم کہ تلخ کیرم دشیرین عوض دہم

قادیانی ٹریکٹ نمبر ۲ ہمارے کسی ٹریکٹ کا بھی جواب نہیں ہے

مرزائیوں نے اپنے ٹریکٹ نمبر ۲ کے ٹائٹل پیج پر لکھ دیا ہے۔ ”جواب ٹریکٹ ہائے نمبر ۲، ۳ اور حقیقت یہ ایک کھلا ہوا مغالطہ ہے۔ ایک صریح دھوکہ ہے جو جو امام کو دیا گیا ہے، لوگوں کی آنکھوں میں خاک ڈالنے کی کوشش کی گئی ہے، اور یہ باور کرایا گیا ہے کہ ہم (مرزائیوں) نے انجمن اشاعت اسلام کے تین ٹریکٹ کے جواب دے دیئے ہیں اور واقعہ یہ ہے کہ مرزائیوں نے ہمارے کسی ایک ٹریکٹ کا بھی جواب نہیں دیا ہے اور نہ ان کا جواب مرزائیوں کے بس کا ہے۔ وہ ایسے

لوہے کے چنے ہیں، جن کو مرزائی آسانی سے نہیں چاب سکتے۔ ہمارے پہلے ٹریکٹ کو اٹھا کر دیکھئے اور پھر قادیانی ٹریکٹ نمبر ۲ کو بار بار پڑھئے کہیں بھولے سے بھی اس کا ذکر نہیں آیا چہ جائیکہ کسی لفظ کا جواب ہو۔ ثم ارجع البصر کرتین ینقلب الیک البصر خاساً وهو حسیر (ملک) اسی طرح ہمارا دوسرا ٹریکٹ (اظہار حقیقت) جو تیرہویں صفحہ پر ختم ہو گیا ہے۔ ان ۱۳ صفحوں میں حیات مسیح کے جو دلائل مرقوم ہیں ان میں سے ایک کا بھی جواب نہیں دیا گیا ہے۔ بجز مرزا قادیانی کے دو تائیدی حوالوں کے جو ص ۳ میں براہین احمدیہ سے اور ص ۶ میں ضمیمہ انجام آتھم سے منقول ہیں۔ ان پر ۲۲، ص ۲۳، ص ۲۴ میں مجاہد صاحب نے جو خامہ فرسائی کی ہے اس کا کچا چٹھا اس رسالہ کے آخر میں کھولا جائے گا۔ انشاء اللہ! ہمارا ٹریکٹ نمبر ۳ جو نزول مسیح اور ختم نبوت سے متعلق ہے۔ یہ بھی پہلے نمبر کی طرح اچھوتا اور لا جواب ہے۔ مرزائی فاضل مولوی نے اس نمبر کو ہاتھ تک نہیں لگایا ہے۔ لیکن اپنے ٹریکٹ نمبر ۲ کے پہلے صفحہ پر ”جواب ٹریکٹ ہائے“ (اس ”ہائے“ کے قربان) نمبر ۳ بھی لکھ دیا ہے۔ تاکہ عوام سمجھیں کہ قادیانی پارٹی نمبر ۳ کے جواب سے بھی سبکدوش ہو چکی ہے، لیکن ص ۳ میں اپنی تردید آپ ہی کر دی ہے اور لکھ دیا ہے کہ ”تیسرے کے نصف حصہ کا جواب ہے۔“ حالانکہ ایک لفظ کا بھی جواب نہیں دیا ہے۔ بلکہ حقیقت میں جواب سے ہی جواب ہے اگر نمبر شماری کا ہی نام جواب ہے تو اور نمبروں کے بھی ہند سے لکھ دیجئے اور یوں تحریر فرماتے ”انجمن اشاعت کے رسائل نمبر ۲، ۳، ۴، ۵، ۶، ۷، ۸، ۹، ۱۰، ۱۱ اور جتنے نمبر آئندہ شائع ہوں ان سب کا ایک ہی جواب“ پبلک پھر کبھی بھی آپ سے ہمارے جوابوں کا مطالبہ نہ کرتی بلکہ کہتی۔

یاں لب پہ لاکھ لاکھ خن اضطراب میں
واں ایک خامشی میرے سب کے جواب میں

وفا عہد

انجمن احمدیہ بنارس کا وعدہ رسالہ ”دعوۃ الی الحق“ کے ص ۳ میں تو یہ تھا کہ ”آنے والے شخص کی مشارکت صفائی یا مشابہت روحانی تفصیلی طور پر تو ہم ظہور امام کے ٹریکٹ نمبر ۲ میں ہی دیں گے۔“ ہم بھی غلط تھے کہ ٹریکٹ نمبر ۲ میں اس ”مشابہت“ اور ”مشابہت“ کا نظارہ ہو گا۔ اسی لئے بڑے شوق سے ان کے نمبر ۲ کو پڑھا لیکن اس میں بجائے ”مشارکت“ کے مشاجرت اور بجائے ”مشابہت“ کے مشامت پایا، افسوس

جو آرزو ہے اس کا نتیجہ ہے افعال
اب آرزو یہ ہے کہ کبھی آرزو نہ ہو

شکوہ بے جا

ہمارے فاضل مولوی کو شکایت ہے کہ ہمارا ٹریکٹ نمبر ۵ ان کے پاس نہیں پہنچا، پھر اس کی تاریخ اشاعت (۱۵ جمادی الاولیٰ) بھی لکھ دی ہے جس سے معلوم ہوا کہ ہمارا ٹریکٹ ان کی نظر سے گزر چکا ہے، کیا لطف ہے کہ ایک ہی سطر میں ٹریکٹ نمبر ۸ کے نہ پہنچنے کی شکایت بھی ہے اور پہنچنے کا اقرار بھی، یہ تو اس ناقد کی مثال ہوئی جس نے مجمع کی حیرت ان لفظوں میں ددر کی تھی کہ ”کٹھری بھیت اور میں باہر“

صاف انکار نہ کر وصل سے اوٹوں مزاج
ہات وہ ہو کہ نکلتے رہیں پہلو دونوں

اختلاف بیانی

خشت اول چوں نہد معمار کج

تاثریامی رود دیوار کج

حضرت مرزا قادیانی کے اقوال باہم اس قدر متضاد اور متناقض ہیں کہ مجزاً ”حافظہ جاشد کے کوئی صورت تطبیق و جواب کی ممکن ہی نہیں ہو اس سلسلہ پر عمل کرنا مرزا کیوں کا فرض اولین کیوں نہ ٹھہرے؟ چنانچہ مجاہد صاحب کا یہ ٹریکٹ نمبر ۲ بھی اختلاف بیانیوں کا اچھا خاصہ مجموعہ ہے چند نمونے ملاحظہ ہوں۔
تفاسیر سے متعلق

صفحہ ۷۱ کی آخری سطر میں ”تفاسیر کی کتابوں کو غیر معتبر“ قرار دیا ہے۔ ص ۱۸ میں علماء کو ان لفظوں میں الزام دیا ہے۔ تفاسیر کی غیر معتبر باتوں پر دوسروں کو یقین کر لینے کی دعوت دیتے ہیں اور پھر خود ہی ص ۷۱ میں مسلمانوں کو حضرت ابی کی قرأت قبل موتہم جو انہیں ”غیر معتبر“ تفسیروں میں منقول ہے، قبول کر لینے کی دعوت دی ہے۔ اور قرأت شاذہ سے قرأت متواترہ کی تردید کی ہے۔ بے خبری میں۔ اپنے ہم مغان (مرزا قادیانی) کی بھی تردید کر دی ہے کیونکہ مرزا قادیانی تو مفسرین کی عزت کرتے اور ان کی تفسیروں سے استناد کرتے ہیں۔ چنانچہ (تخفہ گلزوید ص ۹۲ کے حاشیہ، خزائن ج ۷ ص ۲۳۸) میں لکھتے ہیں۔ ”تمام اکابر مفسرین اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں.....“ اور مجاہد صاحب ان کو غیر معتبر بتا رہے ہیں۔

بے خودی بے سبب نہیں غالب
کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے

احادیث سے متعلق

ص ۲ میں لکھا ہے ”احادیث کی کیا وقعت ہو سکتی ہے“ پھر خود ہی ص ۳ میں تحریر کیا۔
 ”احادیث کی روشنی میں پرکھتے ہیں۔“ ایک جگہ انکار دوسری جگہ قبول ہے۔ ص ۱۹ میں صحیح بخاری اور ابن ماجہ کو معاریض ابراہیم علیہ السلام اور حرمی کے ذکر میں۔ غیر محترم تقاسیر کے ساتھ شامل کر دیا ہے اور ص ۱۸ میں لکھا ہے کہ ”ہم احمدی ان باتوں کو غلط سمجھتے ہیں“ پھر خود ہی ص ۱۷ میں صحیح بخاری و ابن ماجہ کو ”دنیاۓ اسلام کی محترم اور مستند کتب احادیث“ میں شمار کیا ہے اور ص ۱۵ میں من السماء کی بحث میں صحیح بخاری کو بطور شاہد کے پیش کیا ہے۔ یہاں غلط بات والی کتاب صحیح ہو گئی۔
 ص ۱۲ میں جھوٹی حدیث بیان کرنے والے کو جہنمی بتایا ہے اور پھر خود ہی ص ۱۵ میں لو کہان عیسیٰ حیا کی جھوٹی روایت اور ص ۲ کی آخری سطر میں ماوافق کتاب اللہ فاقلوہ وان خالفہ فردوہ (جو حدیث قرآن کے مطابق ہو اسے صحیح سمجھنا جو مخالف ہو اسے رد کر دینا) کی موضوع حدیث (دیکھو موضوعات صفائی ص ۱۱) و تذکرہ الموضوعات ص ۲۸ بیان کی ہے۔ ص ۲۲ میں مشکوٰۃ فصل ثالث کی حدیث کو ”تقرؤ کلاس“ کی حدیث قرار دیا ہے۔ حالانکہ صاحب مشکوٰۃ کے فصل ثالث میں صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی متفق علیہ حدیثیں بھی نقل کرتے ہیں، شروع مشکوٰۃ کا ص ۸ ہی دیکھ لو، امام بخاری و مسلم کی حدیثوں کو صاحب مشکوٰۃ نے ص ۳ میں اعلیٰ درجہ (فرست کلاس) کی حدیث کہا ہے۔ لیکن مجاہد صاحب کے قاعدہ سے بخاری و مسلم کی روایت بھی بوجہ فصل ثالث میں مذکور ہونے کے تقرؤ کلاس کی حدیث ہو گئی۔ یہ ہے ان مرزائیوں کے قلب پر کینہ میں احادیث نبویہ کی عزت اور یہ ہے ان کا محمد خانہ نظر و اجتہاد۔

ہر بو الہوس نے عشق پرستی شعار کی
 اب آبروئے شیعہ اہل نظر گئی

بزرگان سلف پر اتہام

مجاہد صاحب نے بڑی جدوجہد سے، سلف و خلف کے بعض معروف اور غیر معروف حضرات میں سے بیس نام گنوائے ہیں جو ان کے زعم فاسد میں ”وفات عیسیٰ“ کے قائل تھے۔ اور ان کے اقوال پیش کرنے کا وعدہ آئندہ کسی ٹریکٹ پر اٹھا رکھا ہے۔ ص ۳

مرزائیوں کی یہ بڑی جسارت اور ان کا صریح اتہام ہے جسے وہ لوگ بزرگان سلف کے سرنڈھتے ہیں۔ ان یقولون الامنکون القول وزورا۔ ذیل میں ہم ان بزرگان سلف سے نام بنام بتائیں گے کہ وہ ہرگز ہرگز ان قادیانوں کے ہم خیال نہ تھے اور یہ کہ ان کا دامن اس

بہتان سے پاک ہے۔ پہلے ہم بطریق عموم کے جماعت صحابہ کرام کی بابت دکھانا چاہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ کی بابت مشکوٰۃ نبوت سے کسی قسم کا عقیدہ رکھنے کی ان کو تعلیم ملی تھی۔
صحابہ کرامؓ

مدینہ طیبہ کی پاک سرزمین ہے آفتاب اسلام کو طلوع ہوئے بائیس ۲۲ سال گزر چکے ہیں، بعد مجاز مع اطراف کے نور ایمان سے منور ہو چکا ہے۔ مکہ بھی فتح ہو چکا ہے اور یہ ظلموں فی دین اللہ افواج کا نظارہ لوگوں کے سامنے ہے، نبی کریم ﷺ کو ہجرت کر کے مدینہ طیبہ میں قیام فرما ہوئے پورے نو سال ہو چکے ہیں، عام الوفود ہے، یعنی عرب کے ہر چار گوشوں سے مسلمانوں کے وفد دار ہجرت (مدینہ منورہ) کی جانب کشاں کشاں چلے آرہے ہیں، انصار کی سرزمین بے شمار مسلمانوں کی جماعت سے بھری ہوئی ہے کہ ایک روز یکا یک آفتاب کو گرہن لگتا ہے۔ جگر بند رسول، ابراہیم کی وفات ہوتی ہے، تمام مسلمانوں میں جن سے کہ مدینہ طیبہ کی ہر گلی اور کوچہ، بازار اور سڑکیں پٹی ہوئی ہیں، اضطراب برپا ہو جاتا ہے۔

اتنے میں منادی رسول کی صدا کانوں میں آتی ہے جو گرہن کی نماز کے لئے تمام لوگوں کو مسجد نبوی کی طرف دوڑ جانے کا اعلان کرتا پھرتا ہے۔ مدینہ کے تمام مکان مکینوں سے یک دم خالی ہو جاتے ہیں۔ چھوٹے اور بڑے، مرد اور عورتیں، لڑکے اور بچے مسجد نبوی میں حاضر ہو جاتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ تشریف لاتے ہیں اور سب کو صلوٰۃ کسوف پڑھاتے ہیں۔ یہ نماز اتنی لمبی ہوتی ہے کہ عورتیں غش کھا کھا کر گر جاتی ہیں۔ نمازی دھوپ میں تملتا اٹھتے ہیں بعد نماز حکم ہوتا ہے کہ سب لوگ اپنی اپنی جگہ پر بیٹھے رہیں ابو بکر صدیقؓ بھی تشریف فرما ہیں اور عمر فاروقؓ بھی ابن عباسؓ بھی حاضر ہیں اور امام حسنؓ بھی عشرہ مبشرہ بھی موجود ہیں اور اصحاب بدر و رضوان بھی غرض تمام مہاجرین و انصار، شہری و دیہی مدینہ طیبہ میں آئے ہیں کہ آنحضرت ﷺ ایک بصیرۃ افروز خطبہ دیتے ہیں جس میں پہلے تمام حاضرین سے اپنی تبلیغ کی شہادت لیتے ہیں، جم غفیر بول اٹھتا ہے۔ نشہد انک قد بلغت، حضور ﷺ! آپ نے فرض تبلیغ بخوبی ادا فرمادیا، پھر آپ گرہن کی حقیقت، ترغیب توبہ، تیس جھوٹے مدعیان نبوت کا خروج، اور دجال کا ظہور اور اس کے دجل و مکر کا تفصیلی بیان دیتے ہوئے بلند آواز سے فرماتے ہیں۔ فیصبح فیہم عیسیٰ ابن مریم فیہزمہ اللہ و جنودہ..... الخ! (متحدک حاکم ج ۳ ص ۳۳۱) یعنی عہد دجال اکبر میں ایک صبح کو حضرت عیسیٰ ابن مریم تشریف لائیں گے۔

اللہ تعالیٰ ان کی بدولت دجال اور اس کے لشکر کو شکست دے گا۔ دجال قتل کیا جائے گا..... الخ!۔ حاصل کلام یہ کہ جس طرح تمام صحابہ کرام عقیدہ توحید و رسالت، برزخ و معاد کی تعلیم آنحضرت ﷺ سے پاک ذرہ برابر اس میں تبدیلی نہیں کرتے تو کیونکر باور کیا جاسکتا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے تو ان کو معراج سے واپس تشریف لا کر حضرت عیسیٰ سے آسمان پر ملاقات ہونا اور بزمانہ خروج دجال حضرت عیسیٰ کا آسمان سے اتر کر آنا اور دجال کا قتل کرنا خود حضرت عیسیٰ کی زبان سے سن کر بیان فرمایا (مسند احمد ج ۱ ص ۳۷۵ و ابن ماجہ معری ج ۲ ص ۲۶۸) مگر بہن کے خطبہ مذکور میں سب صحابہ کی موجودگی میں حضرت عیسیٰ کی تشریف آوری کا ذکر فرمایا اور پھر صحابہ کا عقیدہ متبدل ہو جائے اور اپنے نبی کی تعلیم کے برخلاف ان کا مذہب یہ ہو جائے کہ حضرت عیسیٰ مر گئے اور وہ اب نہیں آئیں گے؟ لا یقول بذلك الا جاهل بلید، مفتر عنید، اخزاهم اللہ وخیبہم، وجعل النار ماواہم۔

حضرت ابو بکر صدیقؓ و عمر فاروقؓ

تقریر بالا کے بعد اس کی ضرورت نہیں رہتی کہ ہم نام تمام صحابہ کے حیات و نزول عیسیٰ کی بابت ثبوت پیش کریں لیکن جن چار صحابیوں کے نام ٹریک نمبر ۳ کے ص ۳ پر مرقوم ہیں۔ ان کی بابت ہم چند تصریحات ذیل میں پیش کریں گے۔

پہلا نام حضرت ابو بکر صدیقؓ کا اور دوسرا حضرت عمر فاروقؓ کا ہم ایسی ایک حدیث لکھتے ہیں جن میں دونوں بزرگوں کا نام ایک جگہ موجود ہے اور اس سے معلوم ہوگا کہ ان دونوں خلیفوں کا عقیدہ حضرت عیسیٰ کی بابت کیا ہو سکتا ہے؟ امام احمد بن حنبل (مرزائی ٹریک میں ان کا نام بھی قائلین وفات کی فہرست میں مذکور ہے؟) حضرت جابرؓ سے اسناد حدیث نقل کرتے ہیں۔ جاء (رسول اللہ الی ابن صیاد) ومعہ ابو بکر وعمر فی نفر من المهاجرین والانصار وانا معہ (الی قولہ) فقال عمر اجر لی فاقتله فقال ﷺ ان یکن ہو فلست صاحبہ انما صاحبہ عیسیٰ ابن مریم علیہ الصلوٰۃ والسلام الحدیث (مسند امام احمد ج ۳ ص ۳۶۸) یعنی آنحضرت ﷺ خروج ابن صیاد کی خبر سن کر تحقیق امر و تبلیغ دین کی غرض سے اپنی مسجد سے روانہ ہوتے ہیں۔ آپ کے ساتھ حضرت ابو بکرؓ و عمرؓ اور جابرؓ نیز ایک جم غفیر مهاجرین و انصار کا، رواں ہے (ابن صیاد سے بہت سی گفتگو اور سوال و جواب کے بعد) حضرت عمرؓ نے اس کے قتل کر دینے کی اجازت طلب کی۔ آنحضرت ﷺ نے (ابو بکرؓ و عمرؓ اور جابرؓ و مهاجرین و انصار کے سامنے حضرت عمرؓ سے) فرمایا اگر یہودی (دجال معبود) ہے تو تم اس کے قاتل نہیں ہو سکتے۔

اس کے قاتل تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی ہوں گے۔ اس حدیث میں چند باتیں قابل غور ہیں۔
 ۱..... آنحضرت ﷺ ابو بکر و عمر و دیگر مہاجرین و انصار کے سامنے یہ فرما رہے ہیں کہ دجال اکبر کو حضرت عیسیٰ آکر قتل کریں گے۔

۲..... حضرت ابو بکرؓ بالکل خاموش رہتے ہیں اور اعتراض نہیں کرتے کہ یا رسول اللہ یہ آپ کیا فرما رہے ہیں؟ اللہ تو فرماتا ہے قد خلت من قبلہ الرسل (آل عمران: ۱۴۴) یعنی آپ کے پہلے کے تمام رسول تو (بقول مرزائیاں) فوت ہو چکے ہیں تو عیسیٰ جب مر گئے پھر اب کیسے وہ آکر دجال کو قتل کریں گے؟ بلکہ خاموشی سے فرمان نبوی کے آگے سر تسلیم خم کر دیا اور آپ کے ساتھ (ابن صیاد کو چھوڑ کر) واپس چلے آئے اور کسی روایت میں ان سے وفات عیسیٰ مصرح نہیں۔

۳..... حضرت عمرؓ جن کی رائے کے مطابق وحی الہی نازل ہوتی تھی۔ جس کی شان میں ان اللہ جعل الحق علی اللسان عمر (مشکوٰۃ ص ۵۳۹) دارد ہے۔ یعنی اللہ عمر کی زبان پر حق جاری کرتا ہے، جنہوں نے ہار ہانبی کریم ﷺ کو بعض امور میں بغرض توضیح مسئلہ و بہ نیت طمانیت قلب ٹوک دیا ہے۔ حدیبیہ کے صلح نامہ کے خلاف ان کی جدوجہد مشہور ہیں، ابن ابی منافق کا جنازہ پڑھنے کو جب نبی کریم درجیم آگے بڑھے ہیں تو دامن تھام کر عرض کرتے ہیں: ”الیس اللہ نہاک ان تصلی علی المنافقین (بخاری مصری ج ۱ ص ۱۳۵)“ کیا آپ کو خدا نے منافقوں کا جنازہ پڑھنے سے روکا نہیں ہے؟ سید الاوس سعد بن معاذ کے لئے جیسے ہی آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ”قوموا الی سیدکم فانزلوہ“ اٹھ کر جاؤ اپنے سردار کو اتار لاؤ تو حضرت عمرؓ نے فرمایا: ”سیدنا اللہ عزوجل (مسند احمد ج ۲ ص ۱۳۲)“ ہمارا سردار تو اللہ عزوجل ہے، تعجب ہے کہ وہ عمرؓ حضرت عیسیٰ کی آمد سن کر بالکل خاموش رہتے ہیں اور کچھ نہیں بولتے کہ یا رسول اللہ قرآن میں تو عیسیٰ کے لئے متوفیک اور توفیتنی آیا ہے وہ تو وفات پا چکے ہیں پھر کیونکہ وہ دوبارہ آکر دجال کو قتل کریں گے؟ ان کو کہنا تھا کہ حیات مسیح تا قیامت کا عقیدہ تو شرکیہ ہے (بقول مرزا) آپ شرک مٹانے کو آئے ہیں یا اس کے استحکام کو؟ جب عمرؓ کچھ بھی نہیں بولتے اور ابن صیاد کو چھوڑ کر خاموشی سے آپ کے ساتھ واپس لوٹ پڑتے ہیں، تو صاف معلوم ہوا کہ حضرت ابو بکرؓ کی طرح حضرت عمرؓ کا بھی مذہب یہی تھا کہ حضرت عیسیٰ زندہ ہیں اور دوبارہ تشریف لائیں گے۔

حضرت امام حسنؓ

مستدرک حاکم ج ۳ ص ۱۳۳ میں عن الحریث سمعت الحسن بن علی
 يقول قتل ليلة انزل القرآن وليلة اسرى بعيسى ليلة قبض موسى (درمنثور

مجا ۳ ص ۳۶) حریت کہتا ہے کہ میں نے امام حسنؑ سے سنا فرماتے تھے کہ جس شب میں قرآن نازل ہوا۔ جس رات کو عیسیٰ علیہ السلام زندہ آسمان پر چڑھائے گئے جس رات کو موسیٰ کی جان قبض کی گئی، اسی شب میں حضرت علیؑ و شہادت نصیب ہوئی، امام حسنؑ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بابت فعل اسرئلی اسی طرح بولتے ہیں جس طرح قرآن مجید میں آنحضرت ﷺ کی معراج جسمانی کی بابت اسرئلی بولا گیا ہے۔ اور اسراء لغت میں اعضاء سے متعلق مانا گیا ہے نہ روح سے، مصباح منیر (لغت کی معتبر کتاب) میں ہے۔ السریۃ اذ قطعہ بالسریر یعنی جب تو اپنے جسم کے ساتھ چل کر کوئی مسافت طے کرے تو ”سرایت“ بولین گے۔ اللہ نے موسیٰ کو وحی بھیجی فاسر بہادی لیل (دخان) بنی اسرائیل کو راتوں رات لے چل۔ لوط کو وحی آئی فاسسوا باہلک بقطع من اللیل (ہود ۸ و حجر ۶۵) اے لوط تو اپنے لوگوں کو کچھ رات رہے اس ہستی سے لے نکل۔ پس ثابت ہوا کہ ”اسراء“ انتقال مکانی کے معنوں میں بولا جاتا ہے۔ اگر امام حسنؑ کا مذہب وفات عیسیٰ کا ہوتا تو جس طرح موسیٰ کے لئے انہوں نے قبض کہا تھا۔ عیسیٰ علیہ السلام کے لئے بھی یہی فعل بولتے دونوں پیغمبروں کے لئے دو متماقض لفظ نہ فرماتے، پس آفتاب نیمروز کی طرح واضح ہو گیا کہ امام حسنؑ حیات عیسیٰ علیہ السلام کے قائل تھے۔ والحمد للہ!

حضرت ابن عباسؓ

روی النسائی عن ابن عباس قال لما اراد الله ان يرفع عيسى الى السماء..... الخ! (در منثور ج ۲ ص ۲۳۸) واخرج ابو الشيخ عن ابن عباس، مذهبى عمره حتى اخط من السماء الى الارض يقتل الدجال (ايضاً ج ۲ ص ۳۵۰) وروى الامام احمد عن ابن عباس فى قوله وانه لعلم للساعة قال هو خروج عيسى بن مريم قبل يوم القيامة (مسند احمد ج ۱ ص ۳۱۸ و مسند رك حاكم ج ۲ ص ۴۳۸) امام نسائی نے اپنی سند سے ابن عباسؓ سے روایت کی ہے آپ نے کہا کہ جب اللہ حضرت عیسیٰ کو آسمان کی طرف اٹھانے لگا..... نیز ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ کی عمر بہت لمبی کی گئی ہے یہاں تک کہ آسمان سے زمین پر اتر کر دجال کو قتل کریں گے۔ اور آیت علم للساعة کی تفسیر میں ابن عباسؓ نے کہا ہے کہ اس سے حضرت عیسیٰ کا قیامت سے موثر تشریف لانا مراد ہے۔ لیجئے ابن عباسؓ بھی حیات و نزول عیسیٰ کے قائل تھے۔

امام مالکؒ

ابو عبد اللہ مالکؒ نے صحیح مسلم کی شرح اکمال اکمال المعلم میں تحریر کیا ہے: ”وفى

العتبية قال مالك بينا الناس قيام يستمعون لاقامة الصلوة فتغشاهم غمامة
فاذا عيسى قد نزل..... الخ (ج ۱ ص ۲۶۶) ”یعنی امام مالکؒ نے فرمایا کہ مسلمان لوگ (امام
مہدی کے پیچھے) کھڑے ہوئے نماز (نجر) کی تکبیر (اقامت) سن رہے ہوں گے کہ سر کے اوپر
بدلی نظر آئے گی۔ اس سے حضرت عیسیٰ اتریں گے۔ لیجئے حضرت ادیکھئے امام مالکؒ بھی حیات
ونزول عیسیٰ کو قائل تھے۔ فموتوا بغيظكم!

امام بخاریؒ

امام بخاری نے اپنی جامع صحیح میں حضرت عیسیٰ کے اترنے کا ایک خاص باب ہی منعقد
فرمایا ہے۔ باب نزول عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام (پ ۱۳) اس باب میں دو حدیثوں سے حضرت عیسیٰ کا
نزول ثابت کیا ہے۔ اسی طرح دوسرے مقامات میں بھی۔ چنانچہ پارہ ۸ باب قتل الخنزیر پارہ ۹
باب کسر الصلیب میں احادیث نزول عیسیٰ لائے ہیں۔ نیز امام بخاریؒ اپنی تاریخ میں تحریر فرماتے
ہیں: ”يدفن عيسى ابن مريم مع رسول الله ﷺ وصاحبيه فيكون قبره رابعا
(در مشورج ص ۲۳۵ و ص ۲۳۶)“ حضرت عیسیٰ آنحضرت ﷺ اور ابو بکرؓ و عمرؓ کے پاس (روضہ مطہرہ
میں) مدفون ہوں گے۔ ان کی قبر وہاں پر چوٹی قبر ہوگی۔ فرمائیے جناب! امام بخاریؒ بھی تو نزول
عیسیٰ اور مدینہ میں ان کے آئندہ زمانہ میں دفن کئے جانے کے قائل ہیں۔
امام اعظم ابو حنیفہؒ

امام صاحب اپنی مشہور کتاب فقہ اکبر میں فرماتے ہیں: ”ونزول عيسى عليه
السلام من السماء..... حق كائن (ص ۶۳ مطبوع دارہ المعارف دکن)“ یعنی حضرت عیسیٰ کا
آسمان سے اترنا حق ہے۔ ہونے والا ہے۔ کہئے مزاج بخیر ہے؟
امام شافعیؒ

امام شافعیؒ، امام مالک کے شاگرد ورشید ہیں۔ ان کی کوئی تصنیف بھی حدیث مالکؒ سے
خالی نہیں۔ اوپر امام مالک کا مذہب بیان ہو چکا ہے کہ وہ نزول عیسیٰ کے قائل تھے۔ نیز تمام صحابہ
تابعین و تبع تابعین کا یہی مذہب تھا۔ تو امام شافعیؒ کا مذہب بھی اس کے خلاف نہیں ہو سکتا اور نہ
کہیں بھی ان سے وفات عیسیٰ کی تصریح منقول ہے، یہ خلاف اس کے امام شافعیؒ سے حضرت عیسیٰ
کی آمد مروی ہے، چنانچہ سنن ابن ماجہ میں ہے یونس (شاگرد امام شافعیؒ) کہتا ہے: ”حدثنا
محمد بن ادريس الشافعي..... لا تقوم الساعة الا على شرار الناس ولا المهدي

الا عیسیٰ ابن مریم (ابن ماجہ معری ج ۲ ص ۲۵۷) ”نہیں قائم ہوگی قیامت مگر بدترین لوگوں پر اور (اس سے پہلے کامل اور آخری اور معصوم) مہدی حضرت عیسیٰ بن مریم ہوں گے۔ یہ وہ روایت ہے جس کے نقل کرنے میں امام شافعی متفرد اور تنہا ہیں اور چونکہ ان کا شیخ محمد بن خالد جندی منکر الحدیث ہے۔ لہذا یہ حدیث رسول اللہ ﷺ کا قول نہیں ہے۔ ہاں امام شافعی یا ان کے شیخ کا قول بے شک ہے۔ پس امام شافعی کا مذہب بھی وہی ہوا جو امام مالک کا تھا اور امام شافعی سے حضرت عیسیٰ کا قریب قیامت کے آنا بصراحت ثابت ہو گیا۔ والحمد للہ!

امام احمد بن حنبلؒ

مجاہد صاحب نے امام احمد کے بجائے ان کے دادا حنبل کا نام لکھا ہے۔ یہ ان کی غلطی ہے یا مغالطہ بہر حال امام احمد کا مذہب حضرت عیسیٰ کے نزول اور آمد ثانی کا اتنا مشہور ہے کہ اس کا انکار آفتاب کا انکار ہے۔ امام احمد نے اپنی مسند میں بکثرت احادیث صحیحہ نزول عیسیٰ سے متعلق درج کی ہیں۔ اگر بتعمامہ ان کو نقل کیا جائے تو ایک مستقل رسالہ تیار ہو جائے۔ ہم ان کی کتاب مسند سے صرف چند صفحات اور جلد کا حوالہ لکھ دیتے ہیں جس کا دل چاہے، نکال کر ملاحظہ کر لے۔ ان روایات سے امام احمد کا مذہب نزول و حیات عیسیٰ کا صاف ظاہر ہے۔ ملاحظہ ہو جلد اول ص ۳۱۸ و ص ۳۷۵ و ج ۲ ص ۱۶۶، ص ۲۹۰، ص ۲۹۸، ص ۳۳۶، ص ۳۱۱، ص ۳۳۷، ص ۴۹۴ و جلد سوم ص ۳۴۵، ص ۳۶۸، ص ۳۸۴، ص ۴۲۰ و ج ۴ ص ۱۸۲، ص ۲۱۷، ص ۴۲۹ و ج ۵ ص ۱۳ ص ۲۷۸ و ج ۶ ص ۷۵ (اس بحر بیکران سے اتنے حوالے سرسری نظر سے ملے ہیں)

ابو عبد اللہ مالکیؒ

انکا نام خواہ مخواہ نمبر بڑھانے کو لکھ دیا ہے۔ ان سے کہیں بھی وفات عیسیٰ کی تصریح منقول نہیں اور نہ ایسا ممکن ہے جب کہ ان کے امام (مالکؒ) نزول عیسیٰ کے قائل ہیں جیسا کہ خود انہیں ابو عبد اللہ مالکی کی کتاب اکمال شرح صحیح مسلم سے اوپر نمبر ۵ میں بذیل ذکر امام مالک نقل کیا جا چکا ہے اور خود ابو عبد اللہ مالکی نے احادیث نزول صحیح مسلم کی شرح میں بڑے زور سے نزول عیسیٰ کی تائید کی ہے۔ کل مالکیوں کا یہی مذہب ہے۔ قاضی عیاض مالکی کا مذہب خود اسی اکمال میں نزول عیسیٰ کا منقول ہے۔ زر قانی مالکی کا مذہب شرح مواہب جلد ششم ذکر المعراج میں مسطور ہے۔ شیخ احمد مالکی نے مساوی علی الجلالین ج ۲ ص ۴۴ پر نزول کی صراحت کی ہے۔ وقس علیٰ هذا!

حافظ ابن قیمؒ

ان پر بھی وفات عیسیٰ علیہ السلام کے اقرار کا التزام اسی طرح غلط ہے جس طرح ان
 دسویں بزرگوں پر جن کا اوپر بیان ہوا ہے۔ حافظ ابن قیمؒ نے تو اپنی اکثر تصنیفات میں حیات
 و نزول عیسیٰ علیہ السلام کا بصر احاطہ اقرار کیا ہے۔ ہم ان کی چند کتابوں سے ذیل میں حوالے درج
 کرتے ہیں۔ ابن قیمؒ کتاب الہدیان میں لکھتے ہیں: ”وہذا المسیح ابن مریم حی لم یمت
 وغداوة من جنس غذاء الفلکة (ص ۱۳۹) کو انہ رفع المسیح الیہ (ص ۲۲) دیکھو
 تبیان فی اقسام القرآن مطبوع میری مکہ۔ یعنی حضرت عیسیٰ زندہ ہے مرے نہیں اور ان کی قدوسی
 ہے جو فرشتوں کی ہے اور مسیح اللہ کی طرف (آسمان پر) اٹھائے گئے تھے۔ نیز ابن قیمؒ مدارج
 السالکین میں تحریر فرماتے ہیں: ”واذا نزل عیسیٰ بن مریم فانما یحکم بشریعة
 محمد ﷺ (ص ۲۳۲ ج ۲ مطبوع النار مصر) یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب نازل ہوں گے تو
 محمد ﷺ کی شریعت سے فیصلہ کریں گے۔ اور ابن قیمؒ ہدایۃ الہیاری میں ارقام فرماتے ہیں:
 ”عیسیٰ ابن مریم ینظہر دین اللہ ویقتل اعداء وهو نازل علی المنارة
 الشرقیة بدمشق نازلا من السماء فیحکم بکتاب اللہ وسنة رسولہ آہ ملتقطاً
 (ہدایۃ الہیاری مع ذیل الفارق ص ۲۳ مطبوع مصر) یعنی حضرت عیسیٰ آسمان سے دمشق کے پورب والے
 منارہ پر اتریں گے۔ اللہ کے دین کو غالب کریں گے۔ اپنے دشمنوں کو قتل کریں گے۔ قرآن
 وحدیث سے فیصلہ فرمائیں گے۔ اور ابن قیمؒ قصیدہ نوید میں فرماتے ہیں: ”والیہ قد رفع
 المسیح حقیقة ولسوف یخزل من یری بیان (ص ۲۹) וכذاک رفع الروح
 عیسیٰ المرتضیٰ، حقا الیہ جاء فی القرآن (ص ۶۶) والیہ قد عرج الرسول
 حقیقة וכذا ابن مریم مصعد الابلیان (ص ۱۰۷) والیہ قد صعد الرسول وقبلة۔
 عیسیٰ ابن مریم کا سر الصلجان (ص ۱۳۶ مطبوع مصر) یعنی حضرت عیسیٰ در حقیقت آسمان پر
 اٹھائے گئے اور مقرب نازل ہوں گے تاکہ آنکھوں سے دیکھے جائیں۔ روح اللہ عیسیٰ کا رفع الی
 السماء حق ہے قرآن میں آیا ہوا ہے۔ آنحضرت ﷺ کی سراج جیسی میں حقیقی ہے۔ اسی طرح
 حضرت عیسیٰؑ بدن کے ساتھ اٹھائے گئے۔ محمد ﷺ آسمان پر چڑھ کر گئے اور آپ کے پہلے حضرت
 عیسیٰ صلیب کے توڑنے والے بھی آسمان پر لے جائے گئے تھے۔ غرض ابن قیمؒ ہم سے میں کہاں تک
 نقل کرتا جاؤں۔ سرزائیں کی تکذیب کے لئے اتنا بہت ہے۔

علامہ ابن حزم ظاہری اپنی مشہور کتاب المحلی میں لکھتے ہیں: ”ان عیسیٰ ابن مریم یُنزل (ج ۸ ص ۸)“ یعنی عیسیٰ بے شک نازل ہوں گے۔ پھر ص ۹ میں نزول عیسیٰ کی حدیث بھی نقل کی ہے۔ نیز اپنی دوسری کتاب الفصل فی الملل میں لکھتے ہیں: ”فی الآثار المسندة الثابتة فی نزول عیسیٰ ابن مریم فی آخر الزمان (مطبوع مصر ج ۳ ص ۱۸۰)“ یعنی آخر زمانہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول احادیث میں آیا ہے جو بالسند اور ثابت ہیں اور جلد اول میں لکھا ہے: ”جأت الاخبار الصحاح من نزول عیسیٰ (الی) فوجب الاقرار بهذه الجملة (ج ۷ ص ۷۷)“ یعنی صحیح حدیثوں سے نزول عیسیٰ ثابت ہے اور اس کا اقرار کرنا واجب ہے۔ نیز ج ۳ میں لکھتے ہیں: ”واما من قال ان بعد محمد ﷺ نبیا غیر عیسیٰ ابن مریم فانہ لا یختلف اثنان فی تکفیرہ (ج ۳ ص ۲۳۹)“ یعنی جو شخص کہے کہ بعد آنحضرت ﷺ کے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سوا اور کوئی نبی ہوگا اس کے کافر ہونے میں دو شخصوں کا بھی اختلاف نہیں ہے۔ لیجئے ابن حزم آنحضرت ﷺ کے بعد صرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آنا مانتے ہیں اور دوسرے مدعی نبوت کو کافر بتا رہے ہیں۔ مرزا نیا! جن کو تم نے اچھا ہم خیال سمجھا تھا وہ تم کو کافر کہتے ہیں۔

شیخ اکبر محی الدین ابن عربی صوفی اپنی آخری تصنیف فتوحات مکیہ میں لکھتے ہیں: ”عیسیٰ علیہ السلام اذا نزل یحکم بشریعة محمد ﷺ (ب ۱۳) ینزل عیسیٰ ابن مریم بالمنارة البیضاء شرقی دمشق..... الخ! (باب ۲۶۶ ج ۳ ص ۳۲۷، ۳۲۸) انه لم یمت الی الان بل رفعہ اللہ الی هذه السماء واسکنہ فیها (باب ۳۶۷ ج ۳ ص ۳۳۱) انه یموت اذا قتل الدجال..... الخ! (باب ۳۶۹)“ حاصل ان عبارات کا یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ ابن مریم دمشق سے پورب سفید منارہ پر اتریں گے اور جب وہ نازل ہوں گے تو شریعت محمدیہ سے فیصلہ کریں گے، وہ ابھی تک مرے نہیں ہیں۔ بلکہ اللہ نے ان کو آسمان پر اٹھا کر وہاں ہی بسایا ہے، جب وہ (آخر زمانہ میں اتر کر) دجال کو قتل کر دیں گے تو ان کو موت آئے گی۔.....؟ شیخ اکبر کا یہ فیصلہ کیا آپ لوگ مانیں گے؟..... ابن عربی کی مزید تصریحات (فتوحات مکیہ ج ۱ ص ۱۳۵ و ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱

بابت صاف صاف موجود ہیں۔

جبائی معتزلی

قال الجبائی انه لعارف عيسى عليه السلام الخ! (كشف الاسرار مطبوع مصر عقيدة الاسلام ص ۱۲۲) صاحب كشف الاسرار علامہ جبائی سے نقل ہیں جبائی نے فرمایا کہ جب حضرت عیسیٰ کا دفع النی السماء ہوا تو یہود نے ایک شخص کو عیسیٰ کے تابعداروں سے قتل کر دیا..... الخ! لیجئے جبائی معتزلی بھی موت عیسیٰ کے قائل نہیں ہیں۔ بلکہ صاف صاف وہ حضرت عیسیٰ کا رفع تسلیم کرتے ہیں۔

شامی حنفی

ابن عابدین شامی اپنی مشہور کتاب رد المحتار میں لکھتے ہیں: ”انما يحكم (عیسیٰ) بالاجتهاد او بما تعلمه من شريعتنا في الحقيقة خليفة عنه (شامی مطبوع مچھائی ج ۱ ص ۳۹)“، یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب آئیں گے تو فیصلے یا تو اپنے اجتہاد سے کریں گے یا ہماری شریعت جو کچھ انہوں نے آسمان پر بھیجی ہے اس سے فیصلے کریں گے یا قرآن مجید میں نظر و فکر کر کے فہم حاصل کریں گے۔ اس سے فیصلہ کریں گے۔ کیونکہ حقیقت میں وہ محمد رسول اللہ ﷺ کے خلیفہ اور قائم مقام ہوں گے۔ پس علامہ شامی بھی حضرت عیسیٰ کی آمد کے اتراری ہیں۔

ملا علی قاری حنفی

آپ شرح فقہ اکبر میں لکھتے ہیں: ”انه يذوب كالملح في الماء عند نزول عيسى من السماء (مطبوع مصر ص ۹۲ طبع ۱۳۲۳ھ ص ۱۰۱ طبع مصر ۱۳۲۷ھ)“، یعنی حضرت عیسیٰ جب آسمان سے اتریں گے تو درجہ اس طرح کھٹکنے لگے گا جیسے نمک پانی میں اور شرح شفاء میں تحریر کرتے ہیں: ”ان عيسى نبي قبلة ويتزل بعده ويحكم بشريعته ويصلى الى قبلته ويكون من جملة امته (مطبوع استنبول ج ۲ ص ۵۱۹)“، یعنی حضرت عیسیٰ نبی ہو چکے ہیں بشرط آنحضرت کے اور نازل ہوں گے بعد آپ کے اور فیصلہ کریں گے آپ کی شریعت سے اور نماز پڑھیں گے آپ کے قبلہ کی طرف اور ہوں گے آپ کی امت سے اور شرح مشکوٰۃ میں لکھتے ہیں: ”

فينزل عيسى ابن مريم من السماء على منارة مسجد دمشق فياتي القدس (مرقاۃ مطبوع مصر ص ۱۶۰ ج ۵)“، یعنی عیسیٰ آسمان سے اتریں گے دمشق کی مسجد کے منارہ پر پھر بیت

المقدس تشریف لائیں گے اور شرح شامل میں ارقام فرماتے ہیں: ”ان عیسیٰ یدفن بجنب نبینا ﷺ بینہ و بین الشیخین (جمع المسائل مطبوع مصر ۵۶۳)“ یعنی حضرت عیسیٰ (بعد نزول) ہمارے پیغمبر ﷺ کے پہلو میں دفن ہوں گے آپ کے اور ابو بکر و عمر کے درمیان میں۔ ملا علی قاری کے یہ چار حوالے مرزا نیوں کی تکذیب کے لئے کافی ہیں۔
خواجہ محمد پارسا

خواجہ صاحب اپنی کتاب فصول ستہ میں فرماتے ہیں: ”حضرت عیسیٰ بعد از نزول عمل بد مذہب..... خواہد کرو۔“ دیکھو مکتوبات سرہندی کا مکتوب ۷۱ دفتر سوم، پس خواجہ محمد پارسا بھی نزول عیسیٰ کی صراحت فرما رہے ہیں اور فصل الخطاب من مکر نزول عیسیٰ کا کفر حدیث سے نقل کیا ہے۔
داتا گنج بخش

حضرت علی جویری معروف بہ داتا گنج بخش اپنی کتاب کشف المحجوب میں ترقیم فرماتے ہیں: ”حضرت عیسیٰ مرقع (بچہ نہ لگے ہوئے کپڑے) رکھتے تھے جس کو وہ آسمان پر لے گئے۔ (ص ۱۵۲ اور ترجمہ مطبوع لاہور)“ لیجئے داتا گنج بخش صاحب تو حضرت عیسیٰ کے بدن کیا بدن کے کپڑے سمیت آسمان پر جانا لکھ رہے ہیں۔
حافظ محمد صاحب

حافظ محمد صاحب لکھنؤ کے (پنجاب) واسطے کا مشہور پنجابی شعر کتاب احوال للآخرۃ ص ۳۰ پر یوں مرقوم ہے۔ آسمان میں تھیں حضرت عیسیٰ موڈھے نکال آوے اوپر منارے شرقی مسجد جامع آن ملاوے۔ یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمانوں سے نرشتوں کے کندھے کے سہارے آئیں گے۔ دمشق کی جامع مسجد کے پورب واسطے منارے پر اس سے زیادہ کیا چاہئے۔
علی مرحوم

مولوی محمد حسن علی بھی حیات عیسیٰ کے قائل ہیں چنانچہ فرماتے ہیں: ”آسمان پر عیسیٰ اور داؤد و موسیٰ خاک میں (جموعہ خطبہ ملی مطبوعہ علی پریس لاہور ص ۱۳)“ اگر بقول آپ کے وہ وفات عیسیٰ کے قائل ہوتے تو طعنے لیاں لکھتے ”حضرت داؤد و موسیٰ اور عیسیٰ خاک میں“ جب وہ حضرت عیسیٰ کو آسمان پر فرما رہے ہیں اور حضرت موسیٰ و داؤد کو خاک میں لکھتے ہیں تو ساف یہی معنی ہوئے کہ حضرت عیسیٰ تو زندہ آسمان پر چل بسے اور حضرت موسیٰ و داؤد مگر خاک میں مدفون ہوئے۔ یہ عجیب بات ہے کہ جتنے حضرات کے نام آپ نے قائلین وفات عیسیٰ کی فہرست میں گنوائے تھے وہ

سب لوگ حیات و نزول عیسیٰ کے اقراری اور ہمارے ہم خیال لکھے کیا خوب
سنا کرتے تھے شہرہ ذوق جن کی پارسائی کا
وہ سب رند خرابات اپنے لکھے ہم نوا لکھے

”وغیرہ“ کی حقیقت

مجاہد صاحب نے بڑے مجاہدہ کے بعد میں ۱۲۲۰ھ جو پیش کئے تھے ان کی حقیقت تو ظاہر
ہو چکی اب ذرا ان کے ”وغیرہ“ کی حقیقت بھی ملاحظہ ہو۔

مجدد الف ثانی

حضرت شیخ احمد سرہندی مکتوبات میں فرماتے ہیں ”حضرت عیسیٰ کہ از آسمان نزول
خواہد فرمودہ متابعت شریعت خاتم الرسل خواہد نمود“ (مکتوبات ۷۷ دفتر سوم) یعنی حضرت عیسیٰ آسمان
سے نزول فرما کر خاتم النبیین کی شریعت کی پیروی کریں گے۔

بہر ان پیر

سیدنا حضرت شیخ عبدالقادر گیلانی رحمۃ اللہ علیہ الطالین میں تحریر فرماتے ہیں: ”رفع اللہ
عز وجل عیسیٰ علیہ السلام الی السملہ (مصر ج ۲ ص ۱۱)“ یعنی اللہ نے حضرت عیسیٰ کو
آسمان پر اٹھالیا۔

خواجہ اجیمیری

حضرت خواجہ محسن الدین اجیمیری کا ارشاد سنو ”حضرت عیسیٰ از آسمان فرو و آید“ (انہیں
الارواح و لکھنوی ص ۹) یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے اتریں گے۔

شیخ صابری

بہر ان کلیر والے شیخ محمد اکبر صابری کا فرمان سنو ”مہدی از بنی فاطمہ خواہد
بود عیسیٰ با و اقتدا کردہ نماز خواہد گزارد (اقتباس الانوار ص ۷۲)“ یعنی امام مہدی
حضرت فاطمہ کی اولاد سے ہوں گے اور عیسیٰ علیہ السلام ان کی اقتداء میں نماز ادا کریں گے۔

معروف کرخی

”عن ابی نعیم قال سمعت معروفًا الکرخی یقول اوحی اللہ الی
جبریل ان ارفع عبدی الی (طبہ الطہران ج ۲ ص ۲۵)“ حضرت معروف کرخی نے فرمایا کہ

(مکر یہود کے وقت) اللہ نے جبرائیل کو وحی کی کہ میرے بندہ عیسیٰ کو میرے (آسمان کی) طرف اٹھاؤ۔
شیخ عطارؒ

مولانا فرید الدین عطار لکھتے ہیں:

عشق عیسیٰ را بگردوں می برد
یافتہ ادریس جنت از صمد

(عشقی عطاء ص ۲۰)

یعنی عشق الہی حضرت عیسیٰ کو آسمانوں پر لے گیا اور حضرت ادریسؑ نے خدا سے جنت پائی۔
مولانا رومؒ

جس طرح مولانا عطار نے فرمایا ہے: ”عشق عیسیٰ را گردوں می برد“

مولانا جلال الدین رومیؒ بھی فرماتے ہیں: ”جسم خاک از عشق بر افلاک شد
(دیباچہ دفتر اول)“ یعنی خاک کی جسم عشق الہی کے باعث آسمانوں پر چلا جاتا ہے۔ دونوں بزرگوں کا مطلب ایک ہی ہے۔

شاہ ولی اللہؒ

حضرت شاہ صاحب تاویل الاحادیث میں لکھتے ہیں: ”رفعه الی السماء (مترجم
ص ۶۰)“ اللہ نے عیسیٰ کو آسمان پر اٹھالیا۔

شاہ رفیع الدینؒ

آپ اپنی مشہور کتاب علامات قیامت میں لکھتے ہیں: ”حضرت عیسیٰ علیہ السلام دو فرشتوں کے کاندھوں پر تکیہ کئے آسمانوں سے دمشق کی جامع مسجد کے شرقی منارہ پر جلوہ افروز ہوں گے۔“
(ابودود جلد ۱۰ طبع دہلی)

شاہ عبدالقادرؒ

آپ موضع القرآن میں لکھتے ہیں: ”حضرت عیسیٰ علیہ السلام ابھی زندہ ہیں چوتھے آسمان پر جب یہودیوں میں دجال پیدا ہوگا تب اس جہاں میں آکر اسے ماریں گے۔“
(مطبوع قوی پریس کانپور ص ۹۶)

اس صحبت میں مرزا قادیانی نے اپنے ازالہ میں ۳۰ نمبر کھینچ تان کر پورے کئے تھے ہم نے بھی سینکڑوں اقوال بزرگان سلف سے بالفعل صرف ۳۰ یہاں پر لکھ دیئے ہیں۔ تاکہ لوگوں کو معلوم ہو جائے۔

نہ تنہا من دریں میخانہ مستم
جنید و شبلی و عطار شد مست

آغاز جواب

مجاہد کی ”اصولی بات“ پر ایک نظر
ٹریک ظہور امام نمبر ۲ ص ۴ پر مجاہد صاحب نے ایک خود ساختہ غلط اصول پیش کرتے ہوئے کچھ خامہ فرسائی کی ہے۔ جس میں عوام کا لالعام کوئی مغالطہ دیئے ہیں۔

پہلا مغالطہ

لکھتے ہیں ص ۴ ”ہم احمدی لوگ تمام انبیاء کو..... روحانی طور سے زندہ..... ان کی ارواح کو..... آسمانوں میں قرار یافتہ مانتے ہیں۔“ حالانکہ مرزا قادیانی حضرت موسیٰ کو جسمانی زندگی سے زندہ آسمان پر مانتے ہیں (نور الحق ج ۱ ص ۵۰) جیسا کہ ہمارے (ٹریک نمبر ۶ ص ۱۰ اوس ۱۱) پر مفصل مرقوم ہے۔

دوسرا مغالطہ

ص ۴ میں لکھتے ہیں: ”آج کل کے اکثر لوگ..... حضرت عیسیٰ کو..... خاکی جسم کے ساتھ..... آسمانوں پر زندہ مانتے ہیں۔“ آج کل کے لوگ نہیں بلکہ عہد نبوی سے حسب تعلیم نبوی تمام سلف و خلف کے لوگ ایسا ہی مانتے اور لکھتے چلے آئے ہیں۔ جیسا کہ اوپر میں ۳۰ بزرگوں کی تصریحات سے صاف ظاہر ہے۔ جن میں صحابہ کرام، ائمہ عظام، محدثین فحام، اولیاء کبار اور فقہائے امصار سب ہی موجود ہیں۔

تیسرا مغالطہ

لکھتے ہیں ص ۴ ”کسی ضعیف حدیث میں یا غلط قول میں آسمان کا بھی لفظ ہو۔“ حالانکہ جن احادیث میں من السماء کا لفظ آیا ہے۔ (جواب دعوت کا ص ۱۲ دیکھو) ان کو سلف و خلف میں سے کسی محدث نے بھی ضعیف نہیں کہا ہے اور مجاہد صاحب نے بھی ان کی تصحیف میں کوئی ضعیف قول

تک بھی کسی سے نقل نہیں کیا ہے۔ اسی طرح جن بزرگان سلف کی عبارات میں آسمان کا لفظ آیا ہے۔ مثلاً حضرت ابن عباسؓ، امام ابوحنیفہؒ، حافظ ابن قیمؒ، شیخ اکبر ابن عربیؒ، علامہ شامیؒ، ملا علی قاریؒ، محمد الف ثانیؒ، میران میرؒ، خواجہ ابومیریؒ، مولانا عطاردؒ، داتا گنج بخشؒ، شاہ ولی اللہؒ، شاہ رفیع الدینؒ، شاہ عبدالقادرؒ، حافظ محمد مرحومؒ، علمی مرحومؒ، جن کی تصریحات اور مقول ہو چکی ہیں نیز دیگر بزرگان سلف و خلف جن کے اقوال ہم آئندہ کبھی نقل کریں گے۔ ان تمام بزرگوں کے قول کو غلط قول کہنا بڑی جسارت اور عوام کو کھلا ہوا مخالف دینا ہے۔

چوتھا مخالفہ

لکھتے ہیں ص ۴: ”جسمانی زندگی ثابت نہیں کی جاسکتی جب تک حضرت عیسیٰ کے ذکر کے ساتھ جسم خاکی، آسمانی دنیا، جسمانی زندگی کے تینوں الفاظ کی واضح تصریح نہ ہو۔“ کیا مرزا قادیانی کو حضرت موسیٰ کے لئے یہ تینوں الفاظ کسی آیت یا حدیث میں مصرح مل گئے تھے، جن کی بناء پر نور الحق میں انہوں نے حضرت موسیٰ کی جسمانی زندگی آسمان پر تحریر کی ہے؟ اگر یہ اصولی بات مرزا قادیانی کے لئے ضروری نہ تھی تو ہمارے لئے کیوں ضروری ہے؟ اور کیا خدا اور رسول کے لئے بھی ضروری ہے کہ وہ آپ کی خود ساختہ اصولی بات کی پابندی کریں مگر یہ آپ کا مخالفہ نہیں تو کیا ہے؟

پانچواں مخالفہ

لکھتے ہیں ص ۴: ”حدیث میں آسمان کا لفظ..... مولوی صاحبین کی طبع آزمائی کا نتیجہ ہے نہ کہ آنحضرت ﷺ کا غرضودہ“ جس طرح مرزا قادیانی نے ان لم یجدونا آیتین..... الخ! کو آنحضرت ﷺ کا غرضودہ لکھ دیا ہے (نور الحق ص ۴۴ ج ۲، قرآن ج ۸ ص ۲۰۹) ”یہ مولوی قلام احمد مجاہد نے“ جو قرآن کے مطابق ہو وہ صحیح سمجھتا..... الخ!“ کو آنحضرت ﷺ کا غرضودہ تحریر کر دیا ہے۔ (ظہور امام نمبر ۲ ص ۲۲) اسی طرح دوسری علماء حق کو بھی سمجھتے ہیں کہ من السماء کا لفظ محمد ثینؑ نے آنحضرت ﷺ کی طرف غلط منسوب کر دیا ہے۔ حج ہے الممرہ۔ یطیئس علی نفسه ولس یہ بھی صریح مخالفہ ہے۔

مجاہد کے جوابات کی حقیقت

اس رسالہ کے شروع میں ہم لکھ آئے ہیں کہ ہمارا دوسرا ٹریکٹ جو ”اخبار حقیقت“ کے نام سے شائع ہوا تھا اور جو حیر حویں صفحہ پر ختم ہو گیا ہے۔ اس کا جواب مجاہد صاحب نے نہیں دیا۔

ٹریکٹ مذکور کے آخر میں ص ۱۵۱ و ۱۶ پر ایک مختصری فہرست شائع کی گئی تھی۔ مجاہد صاحب نے اس فہرست کے جواب دینے کی سعی لا حاصل کی ہے۔ وہ بھی خیر سے پوری نہیں بلکہ ۲۲ نمبروں میں سے صرف دس نمبروں کے متعلق خامہ فرسائی کی ہے۔ یعنی نصف قرضہ بھی ادا نہیں کیا ہے۔ پس جو کچھ بھی ملا ہے اس کی حقیقت ملاحظہ ہو۔

بحث آیات

جواب دلیل نمبر ۱

فہرست میں یہ دلیل نمبر ۵ تھی مجاہد صاحب نے پانچ کو ایک بتا دیا، ہم نے صلیب کا ترجمہ ”صلیب پر چڑھانا“ لکھا تھا جس طرح شاہ عبدالقادر صاحب نے لکھا ہے۔ ”نہ سولی پر چڑھایا“ شاہ ولی اللہ صاحب نے لکھا ہے: ”بردار نہ کر دند اور“ مجاہد صاحب لکھتے ہیں: ”یہ ترجمہ غلط اور عربی زبان سے ناواقفیت کا نتیجہ ہے۔“ (ص ۵) ”مرزا قادیانی تو شاہ ولی اللہ صاحب کو ”رئیس محدثین“ تسلیم کریں (ازالمص ۱۵۳، خزائن ج ۳ ص ۱۷۸، ۱۷۹) اور مجاہد غلام قادیانی ان کو زبان عربی اور اس کی لغت سے سراسر ناواقف بتائیں، یہ ہیں: تفاوت رہ از کجاست تابیہ کجا صلب کے معنی

مجاہد صاحب نے ایک نئی حقیقت بیان کی ہے کہ: ”صلب کے معنی سولی پر چڑھانے کے نہیں، سولی پر چڑھا کر مار دینے کے ہیں۔“ (ص ۵) کیا اچھا ہوتا کہ اگر مجاہد صاحب یہ بھی بتا دیتے کہ عربی زبان میں صرف سولی پر چڑھانے کے لئے کون سا لفظ بولا جاتا ہے؟ اچی حضرت! جو الفاظ کہ افعال کے لئے موضوع ہیں وہ صرف ان کی ابتدائی صورت کے لئے ہوتے ہیں۔ نتیجہ ان میں داخل نہیں ہوتا۔ نتیجہ پر دلالت ترکیب سے ہوتی ہے، یا زیادت سے۔ اسی لئے عربی لغت کی تمام کتابوں میں صلب کے معنی صرف سولی پر چڑھانا مرقوم ہیں۔ موت اسے لازم نہیں۔ ورنہ عرب عباء کا کوئی شعر پیش کرو۔ مجاہد صاحب بڑی دور کی کوڑی لائے ہیں، لکھتے ہیں: ”لسان العرب میں ہے الصلیب هذه القتلة المعروفة“ لسان العرب کا تمام عربی لغات سے اعلیٰ و افضل ہونا شے دیگر ہے اور اس کا سمجھنا شے دیگر۔ مجاہد صاحب نے جوش جہاد میں قتلہ کے معنی قتل کر دینا“ کئے ہیں۔ میں ان کی علیت پر ہنسوں یا ان کے ”مولوی فاضل“ ہونے کا ماتم کروں؟ جناب والا افعلہ کا وزن عربی زبان میں نوعیت ظاہر کرنے کے لئے آتا ہے۔ تو اعداؤں صرف کی مشہور کتاب شافیہ میں ہے: ”ویکسر الفاء للنوع نحو ضربہ وقتلہ“ پس

لسان العرب میں صلب کے ضمن میں جو القتلۃ المعروفہ لکھا ہے اس کے معنے یہ ہیں کہ ”صلیب بھی قتل کا ایک ذریعہ ہے“ کیونکہ لفظ قتل عام ہے اس کی مختلف صورتیں ہیں، ایک ان میں سے صلیب بھی ہے، اس لئے قرآن مجید میں ماکلوہ کے بعد ماصلبوہ کی تصریح کی ضرورت پڑی، قوم یہود قتل مسیح کی صورت، صلیب پر چڑھا کر مارنا کہتی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے قتل کی نفی ماساقتلوہ سے کی اور صلیب پر چڑھانے کو ماصلبوہ سے رد کیا۔ پس ماصلبوہ میں فعل صلب جو منفی ہے، صلیب پر چڑھانے کے معنی میں ہوا نہ صلیب پر مارنے کے معنے میں کیونکہ مارنے کی نفی تو ماساقتلوہ میں ہو چکی تھی۔ رہا صلیب پر چڑھانا، سو اس کی تردید ماصلبوہ سے کر دی گئی۔ فافہم! رفع کے معنے

رفعه اللہ الیہ فہرست میں دلیل نمبر ۶ تھی مجاہد صاحب نے اس کو بھی نمبر میں داخل کر دیا ہے۔ ”جواب دعوت“ کے ص ۹۲۶ میں رفع کے معنے سے متعلق ہم سیر حاصل بحث کر چکے ہیں۔ اس لئے یہاں ہم اختصار سے کام لیں گے۔

سنئے! جب رفع یرفع رافع میں سے کوئی بولا جائے۔ جہاں اللہ تعالیٰ فاعل ہو اور مفعول جو ہر ہو۔ (عرض نہ ہو) اور صلہ الیٰ مذکور ہو اور مجرور اس کا ضمیر ہو اسم ظاہر نہ ہو وہ ضمیر فاعل کی طرف راجع ہو۔ وہاں سوا آسمان پر اٹھانے کے دوسرے معنی ہوتے ہی نہیں۔“ اس کے خلاف کوئی آیت یا حدیث پیش کرو اور منہ مانگا انعام حاصل کرو۔ اب ہم مجاہد صاحب کے الفاظ میں لکھتے ہیں ”ہم بایںک دلیل کہتے ہیں کہ قرآن کریم اور احادیث میں ایک مثال بھی ایسی نہیں ملے گی جہاں رفع مستعمل ہو اور اللہ فاعل ہو اور کوئی جو ہر مفعول ہو اور وہاں صلہ الیٰ جس کے بعد ضمیر اللہ کی طرف پھرتی ہو مذکور ہو پھر وہاں سوا آسمان پر اٹھانے کے کوئی دوسرے معنی ہوں۔“ اگر ایک مثال بھی ایسی مل جائے تو بے شک رفع اللہ الیہ کے معنے جو سلف و خلف نے آج تک کئے ہیں غلط ہو جائیں گے اور سب کے سب قرآن کریم میں اپنی رائے سے معنے کرنے کی وجہ سے (حسب تصریح مہلبہ) چبھتی قرار پائیں گے۔ ورنہ پھر مجاہد صاحب اور ان کے ہم خیالوں کو اپنا ٹھکانا وہاں ہی تلاش کرنا چاہئے یا ان میں ہمت و جرأت ہو تو اپنے معنے ثابت کرنے کی غرض سے ہمارے پیش کردہ کلیہ اور قاعدہ کو توڑ دیں جس طرح ہم نے ان کے قاعدہ کو ”جواب دعوت“ میں توڑ دیا ہے۔ (ص ۶ سے ص ۹ تک ملاحظہ ہو)

سنبل کے رکھو قدم دشت خار میں مجنون

کہ اس نواح میں سودا بردہ پا بھی ہے

مجاہد صاحب نے لسان العرب سے ایک عبارت پیش کی ہے جو بالکل ہمارے موافق ہے اور وہ یہ ہے فی السماء اللہ الرفع ہو الذی یرفع المؤمنین بالاسعاد واولیاءہ بالتقرب، کیونکہ اس میں رفع کا صلا الی مع ضمیر کے جو فاعل کی طرف راجع ہو موجود نہیں پس اس میں آسمان پر اٹھانے جانے کے معنی نہیں ہو سکتے بلکہ اسعاد (نیک بخت بنانے) اور تقرب (مقرب بنانے) کے معنی ہوں گے۔ اور یہ ہماری بحث سے خارج ہے علاوہ ازیں یہ مؤمنین اور اولیاء اللہ سے متعلق ہے۔ نہ انبیاء و رسل سے فافتر قاسکے کچھ سمجھے بھی؟

یا رب وہ نہ سمجھے ہیں نہ سمجھیں گے میری بات
وے ذکر اور دل ان کو جو نہ سمجھے مجھ کو زباں اور

جواب دلیل نمبر ۲

محل موت کا ترجمہ ہم نے ”عیسیٰ کی موت سے پہلے“ لکھا تھا جس طرح شاہ ولی اللہ صاحب نے جن کو مرزا قادیانی رئیس محدثین مانتے ہیں۔ (دیکھو ازالہ ص ۵۳، خزائن ج ۳ ص ۱۷۸، ۱۷۹) ترجمہ لکھا ہے ”البتہ ایمان آورد یعنی پیش از مردن عیسیٰ“ اور جس طرح محدث ابن جریر طبری نے (جن کو مرزا قادیانی نے نہایت معتبر اور آئمہ حدیث سے لکھا ہے۔) دیکھو حاشیہ چشمہ معرفت ص ۲۵۱، خزائن ج ۲۳ ص ۲۶۱) ترجمہ لکھا ہے: ”لیؤمنن بعیسیٰ قبل موت عیسیٰ“ (ج ۶ ص ۱۳) یعنی حضرت عیسیٰ کی موت سے پہلے۔ مجاہد صاحب بیک جنبش قلم اس مسلم اور قدیمی ترجمہ کو بھی غلط قرار دیتے ہیں اور اس کی چار وجوہات بیان کرتے ہیں دیکھو ص ۶ پہلی وجہ یہ بیان کی کہ ”مرجع ضمیر میں جب مفسرین میں اختلاف ہے۔ تو یہ آیت (دلیل محکمہ نہ ہی) اور ترجمہ بھی صحیح نہیں ہوا۔“ سبحان اللہ قربان جائے اس فاضلیت پر اللہ تعالیٰ نے جس کتاب کے دلائل کو محکم فرمایا ہے۔ کتاب احکمت آیات (ہود) اس کا محکم ہونا مفسرین کے اختلاف سے باطل ہو جاتا ہے؟ لازم برین فہم۔ ص ۷۷ میں کتب تفاسیر کو غیر معتبر قرار دیا ہے اور یہاں اختلاف مفسرین سے آیت قرآنیہ کو ہی غیر محکم ٹھہرا دیا۔ غرض کتاب وسنتہ ان کے نزدیک باز بچہ طفلان ہے۔ جہاں موافق باتیں مل گئیں وہاں معتبر ورنہ غیر معتبر۔

ایں کار از تو آید و مرزا چنیں کند

رعی ترجمہ کی صحت اس کے متعلق ہم ”جواب دعوت“ کے ص ۳۲، ۳۳ میں توضاحت بتا چکے ہیں کہ جو ترجمہ ہم نے کیا ہے وہی صحیح ہے۔ دوسری وجہ یہ بیان کی کہ حضرت ابی بن کعبؓ کی قرآن میں قبل موتہم کا لفظ ہے۔ پس یہاں عیسیٰ کی موت مراد نہیں بلکہ اہل کتاب کی موت مراد ہے۔

اس کے تین جواب ہیں۔ لفظ یہ کہ حضرت ابی بن کعب کی یہ قرآن مجید شاذہ ہونے کے متروک اور اس سے استدلال غلط ہے۔ حضرت عمرؓ وغیرہ صحابہ حضرت ابی بن کعب کی اس قسم کی قرأتوں کو نہیں مانتے تھے جیسا کہ صحیح بخاری پارہ ۲۰ کے آخر میں ہے: ”قال عمن ابی اقرائنا وانا لندع من احسن ابی..... الخ! یعنی حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ ابی بن کعب کی یہ قرأت بھی ہم صحابہ لوگ ان کی غلط قرأتوں کو چھوڑ دیتے ہیں۔“

فتح الباری میں ہے: ”انه ربما قرء ما نسخت تلاوته لكونه لم يبلغه النسخ (پ ۸ ص ۱۱۷)“ یعنی حضرت ابی لیس کی قرآن پڑھتے ہیں جس کی تلاوت منسوخ ہو چکی ہے اور ان کے بارے میں یہ کو اس کا منسوخ ہونا معلوم نہیں۔ حضرت عمرؓ کا ایک دوسرے قول ابی کے بارے میں یہ ہے۔ ”اما انه اقرانا للمنسوخ (فتح الباری انصاری پ ۲۰ ص ۳۶۳)“ یعنی حضرت ابی الفاظ منسوخ التلاوة کو بہت پڑھا کرتے تھے۔ پس جب حضرت ابی کی قرآن کا یہ حال ہے تو ان کی قرأت قبل موتہم کیسے معرض استدلال میں پیش ہو سکتی ہے؟ طائفاً اگر ہم ابی کی قرأت کو مان بھی لیں تو اس صورت میں ہم کہیں گے کہ ابی کی قرآن محمول ہوگی ان کتابوں پر جو نزول عیسیٰ سے قبل مرے گئے۔ اور قرآن متواترہ کا تعلق ان کتابوں سے ہوگا جو نزول عیسیٰ کے زمانہ میں زندہ اور باقی رہیں گے۔ جیسا ام المومنین حضرت ام سلمہؓ نے فرمایا ہے: ”اذا كان عند نزول عيسى آمنت به احيائهم كما آمنت به موتهم (در منثور ص ۲۷۳)“ یعنی حضرت عیسیٰ کے نزول کے وقت جو کتابی زندہ ہوں گے اسی طرح ایمان لائیں گے جس طرح نزول عیسیٰ سے پیشتر وہ کتابی جو اپنے مرنے کے وقت ایمان لا کر مر چکے۔“

فنعم الوفاق وحيد الاتفاق۔ ثالثاً مذہب اصولیین کے مطابق اگر قرآن شاذہ کو قرآن متواترہ کے تابع کریں تو دونوں ایک ہی محل پر محمول ہوں گی اور مطلب یہ ہوگا کہ: ”کل امت اهل كتاب من حيث القوم نه من حيث الاشخاص“ اپنے فنا ہو جانے سے پیشتر حضرت عیسیٰ پر ایمان لائیں گی۔ جیسا کہ عقیدۃ الاسلام میں ہے۔ ”ای یوم ننن به باجمعهم معا قبل موتهم ویكون المصدر كما فی قوله تعالى ثم بعثناكم من بعد موتكم (ص ۱۳۳)“ یعنی عیسیٰ پر ایمان لائیں گے۔ سب کے سب اہل کتاب اپنے ایک دم سے مرجانے کے پہلے اور مصدر (موتہم) کے وہی معنی ہوں گے جو قرآن کی آیت من بعد موتکم کے معنی ہیں یعنی اللہ نے بنی اسرائیل سے فرمایا کہ ہم نے تم کو زندہ کیا تم سب کے ایک دم سے مرجانے کے بعد (بنی اسرائیل نے اللہ کے دیکھنے کی فرمائش کی تھی اس پر ان پر پھٹکی گری اور

سب ایک دم سے مر گئے تھے۔ پھر حضرت موسیٰ کی دعا سے اللہ نے ان کو زندہ کیا تھا) پس جیسے بعد موتکم کے معنی ہیں سب بنی اسرائیل کے ایک دم سے مرجانے کے بعد، اسی طرح قرآۃ الی میں قتل موتہم کے معنی ہوں گے۔ سب اہل کتاب کے ایک دم سے مرجانے کے پہلے اور سب اہل کتاب کا ایک دم سے فنا ہو جانا اور ان کے کسی فرد کا باقی نہ رہنا قیامت کے قریب ہی ہوگا۔ نزول عیسیٰ کے بعد پس قرآۃ الی اور قرآۃ متواترہ کا حاصل ایک ہی ہوا اور نزول عیسیٰ دونوں سے ثابت ہوا جو ہمارے موافق اور مؤید ہے اور مرزائیوں کے مخالف اور ان کو مضر۔

ہوا ہے مدعی کا فیصلہ اچھا مرے حق میں

زلیخا نے کیا خود چاک دامن ماہ کنعان کا

مجاہد صاحب نے اس مقام پر بھی اپنی حسب عادت ایک مغالطہ دیا ہے اور لکھا ہے کہ ”حضرت عیسیٰ سولی پر مر کر بموجب توریت بڑی موت مر گئے۔ (ص ۷)“ حالانکہ توریت میں یہ کہیں بھی نہیں لکھا ہے کہ مطلقاً ہر صلیب پر لٹکایا ہوا بڑی موت مرتا اور لعنتی ہوتا ہے بلکہ خاص اس شخص کو ملعون کہا گیا ہے جو کسی جرم واجب القتل کی سزا میں مصلوب ہو۔ دیکھو کتاب استثناء میں مرقوم ہے: ”اگر کسی نے کچھ ایسا گناہ کیا ہو جس سے اس کا قتل واجب ہو اور وہ مارا جائے اور اسے درخت میں لٹکائے (۲) پھانسی دیا جاتا ہے خدا کا ملعون ہے۔ (باب ۲۱ آیت ۲۲، ۲۳)“ فانی هذا من ذاك!

تیسری وجہ یہ بیان کی ہے کہ قیامت کے دن عیسیٰ یہودیوں کے خلاف گواہ ہوں گے پہلے نہیں ہوں گے۔ (ص ۷)“ ہاں صاحب کون کہتا ہے کہ وہ قیامت سے پہلے اس دنیا میں گواہ ہوں گے؟ جو قرآن کہتا ہے وہی ہم بھی کہتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام ان پچھلے اہل کتاب کے ایمان کی شہادت قیامت کے دن دیں گے۔ آپ نے ان کے برخلاف گواہ بننا کہاں سے سمجھ لیا؟ کسی مترجم قرآن نے بھی ان کے خلاف گواہ بننے کا ترجمہ نہیں لکھا ہے۔ شاید یہ دھوکہ آپ کو عظیم شہیداء کے علی سے ہوا ہے تو دیگر آیات سن لیجئے: ”جعلناکم امة وسطا لتکونوا شهداء علی الناس ویكون الرسول علیکم شہیدا (بقرہ: ۱۴۳)“ یہاں بھی اسی طرح عظیم شہید اور ہے تو کیا رسول اللہ ﷺ امت وسط (مجاہد کرام) کے خلاف گواہ ہوں گے۔ اور سنئے: ”جئنا من کل امة بشہید وجئنا بک علی ہقولاہ شہیدا (نساء: ۴۱)“ قیامت میں ہر پیغمبر اپنی امت کا گواہ ہوگا اور آنحضرت ﷺ ان پیغمبروں پر گواہ ہوں گے تو کیا آنحضرت کی گواہی پیغمبروں کے خلاف ہوگی؟ کیونکہ یہاں بھی علی موجود ہے اور لیجئے: ”هو سمالکم المسلمین

من قبل وفي هذا ليكون الرسول شهيداً عليكم (ج: ۷۸) ”یہاں بھی علیؑ آیا ہوا ہے تو کیا آنحضرت ﷺ مسلمانوں کے خلاف گواہ نہیں گئے؟ اور جب فرمانبرداروں کے خلاف آپ گواہی دیں گے تو خطا کاروں کا اللہ ہی مالک ہے۔

پس اگر خلاف کے معنی ان آیات میں غلط ہیں: ”تو آیت ویوم القيامة يكون عليهم شهيداً (النساء: ۱۵۹)“ میں کیوں کر صحیح ہو سکتے ہیں؟ معنی یہاں پر وہی صحیح ہیں جو ہم نے کئے ہیں۔ یعنی قیامت کے دن حضرت عیسیٰ ان کے ایمان لانے کی شہادت دیں گے۔ کیونکہ شاہد کا مشہور علیہم کی جماعت میں ہونا ضروری ہے۔ پڑھو آیت: ”وكنست عليهم شهيداً مادمتم فيهم (مائده: ۱۱۷)“ پس جو کتاب والے زمانہ نزول عیسیٰ میں ان پر ایمان لائیں گے حضرت عیسیٰ قیامت کے دن ان پر گواہ ہوں گے جیسا کہ تفسیر خازن میں ہے۔ یہ شد علی تصدیق من صدقه منهم وآمن به۔ محدث ابن جریر (جو مرزا قادیانی کے نزدیک نہایت معتبر آئمہ۔ حدیث سے ہے) جامع البیان میں لکھتے ہیں: ”وتصديق من صدقه منهم (ج ۶ ص ۱۵)“ یعنی تمام مومنین و صدقین اہل کتاب کی حضرت عیسیٰ قیامت میں تصدیق کریں گے۔

پس مجاہد صاحب کے اس تیسری وجہ کی دیوار جو خلاف کی بنیاد پر قائم کی گئی تھی ٹوٹ کر گر پڑی۔ چوتھی وجہ یہ بیان کی ہے کہ اللہ نے فرمایا ہے کہ قیامت تک یہودیوں اور عیسائیوں میں بغض و عناد باقی رہے گا اور عیسیٰ پر ایمان لے آنے کی صورت میں عداوت اور بغض باقی نہیں رہتا (ص ۸ ملخصاً) یہ وجہ بھی عجیب ہے سنئے جناب! ایمان اور عداوت میں منافقہ نہیں ہے۔ دونوں چیزیں یک جا جمع ہو سکتی ہیں۔ جیسے قادیانی اور لاہوری دونوں پارٹیوں میں بغض و عداوت ہے لیکن دونوں مرزا قادیانی کو مانتے ہیں۔ اب آیت قرآنیہ: ”والقينا بينهم العداوة والبغضاء الى يوم القيامة (مائده: ۶۴)“ کا صحیح مطلب سنئے۔ ”الى يوم القيامة سے مراد قرب يوم القيامة“ ہے کیونکہ فنائے عالم کے بہت عرصہ کے بعد قیامت کا دن ہوگا جیسا کہ حدیثوں سے ثابت ہے پس جب کوئی آدمی ہی زندہ نہ ہوگا تو دشمنی کس میں ہوگی؟ پس لامحالہ الٰہی کے معنی قرب کے کرنے ہوں گے اور جب قرب يوم القيامة معنی متعین ہوئے تو اس سے مراد زمانہ نزول عیسیٰ ہوا اور حدیث مسلم ”لتذهبن الشحناء والتباغض“ کی رو سے زمانہ نزول عیسیٰ میں بغض اور عداوتیں جاتی رہیں گی۔ پس آیت کے معنی یہ ہوئے کہ یہودیوں کی آپس میں اور عیسائیوں کی آپس میں اس وقت تک عداوت رہے گی جب تک وہ یہودیت و نصرانیت پر قائم رہیں گے اور وہ اس حالت پر نزول عیسیٰ تک رہیں گے۔ جب حضرت عیسیٰ نازل ہوں گے تو یہ

سب ان پر ایمان لا کر مسلمان ہو جائیں گے۔ پس ان میں باہمی عداوت بھی نہ رہے گی۔ کیونکہ اب وہ نہ یہودی رہے نہ عیسائی۔

ان مسائل میں ہے کچھ ذرف نکاحی درکار
یہ حقائق ہیں تماشاے لب بام نہیں

جواب دلیل نمبر ۳

فہرست میں یہ دلیل نمبر ۲۷ تھی مجاہد صاحب نے اس کو نمبر ۳ بنا دیا ہے۔ ہم نے متونیک کے وہی معنی کئے تھے جو مرزا قادیانی نے براہین احمدیہ ۵۲، خزائن ج ۱ ص ۶۲۰ میں کئے ہیں یعنی ”تجھے پوری نعمت دوں گا۔“ مجاہد صاحب کہتے ہیں کہ یہ معنی ”زبان عربی کے بالکل خلاف ہیں۔ (ص ۹)“ معلوم ہوا کہ مرزا قادیانی تادم تصنیف براہین احمدیہ زبان عربی سے یکسر نا بلد تھے۔ بہت اچھا آپ ایسا کہیں، ہم تو نہیں کہتے۔ مجاہد صاحب نے ایک ہزار روپیہ کے انعام کا ذکر کرتے ہوئے وہی پرانا راگ الاپا ہے کہ ”قرآن وحدیث، لغت سے ایک مثال ایسی دکھائے جس میں تونی باب تفعّل سے ہو، خدا فاعل ہو اور ذی روح کے لئے بولا گیا ہو پھر اس کے معنی سوا قبض روح۔ یعنی موت کے کوئی اور ہوں۔ ص ۸، قرآن مجید میں صاف صاف جب یتوفیٰ صاف باللیل (انعام: ۶۰)“ موجود ہیں جس میں تونی باب تفعّل سے ہے۔ اللہ فاعل ہے ذی روح (انسان) مفعول ہے پھر اس کے معنی قبض روح یعنی موت کے نہیں ہیں۔ بلکہ سورہ زمر میں تو صاف صاف اللہ یتوفیٰ الانفس کے ساتھ ساتھ والقی لم تمت (زمر: ۴۲) بھی مذکور ہے۔ جو اس امر کا ثبوت بالصراحت ہے کہ تونی بحسب الوضع بمعنی موت موضوع نہیں ہے۔ اسی لئے قرآن مجید میں تونی کا لفظ لحوۃ کے مقابلہ میں کہیں نہیں بولا گیا ہے بلکہ لحوۃ کے مقابلہ میں ہر جگہ موت یا اس کا مشتق استعمال کیا گیا ہے۔

چند آیتیں ملاحظہ ہوں: ”یَحْيٰی وَيُمِیْتُ (بقرہ: ۲۵۸)“ ”یَحْيٰی الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا۔ اَحْیَاءٌ وَاَمْوَاتٌ (مرسلات: ۲۶)“، ”یَحْیٰیْکُمْ ثُمَّ یَمِیْتُکُمْ اَمَاتٌ وَاَحْیٰی (قمر: ۴۴)“ لا یَمُوتُ فِیْہَا وَلَا یَحْیٰی (اعلیٰ: ۱۳)“ ”یَخْرِجُ الْحَیَّ مِنَ الْمِیْتِ، اَمْوَاتٌ غَیْرِ اَحْیَاءٍ (نحل: ۲۱)“ ”الْحَیِّ الَّذِی لَا یَمُوتُ۔ یَحْیٰی اللّٰہُ الْمَوْتٰی۔ اَحْیِ الْمَوْتٰی“ اور جس طرح قرآن مجید میں تونی کی نسبت فرشتوں کی طرف کی گئی ہے۔ جیسے توفیقہ رسلنا، اماتہ کی نسبت کہیں بھی غیر اللہ کی طرف نہیں کی گئی ہے بلکہ فعل اماتت ہر جگہ اللہ کی طرف ہی منسوب ہے جیسا کہ اوپر کی آیات سے ظاہر ہے۔ ان باتوں سے صاف ثابت ہے کہ تونی کے معنی حقیقت میں

موت کے نہیں ہیں اور جس نے بھی ایسا لکھا ہے بطور مجاز کے لکھا ہے۔ جیسا کہ مجاہد صاحب نے بحوالہ بخاری متوفیک کے معنی ابن عباسؓ سے معینک نقل کر دیئے ہیں (ص ۹) ”یہ معنی مجازی ہیں نہ حقیقی، جیسا کہ تاج العروس شرح قاموس میں صراحت کی ہے۔ (جواب دعوت کا ص ۵ دیکھو) ورنہ حضرت ابن عباسؓ جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفیع الی السماء کے قائل ہیں۔ جیسا کہ اسی رسالہ کے شروع میں نسائی و مسند احمد کے حوالہ سے نقل کیا جا چکا ہے۔ پس ابن عباسؓ کی مراد ممیتک سے الماتہ بعد النزول ہے اور وہ اس آیت میں تقدیم و تاخیر کے قائل ہیں جیسا کہ تفسیر عباسی میں ہے: ”مقدم و مؤخر..... متوفیک قابضک بعد النزول (ص ۲۸ مطبوع مصر)“ باقی بحث توفی کی ہمارے رسالہ ”جواب دعوت“ میں از ص ۳ تا ص ۶ ملاحظہ ہو۔

آگے مجاہد صاحب نے اپنی سوم میں رفع کا ذکر پھر چھیڑ دیا ہے۔ اس پر بحث جواب دلیل نمبر ۱ میں ہم بہت کافی روشنی ڈال چکے ہیں۔ البتہ یہاں پر مجاہد صاحب نے ایک عجیب بات لکھ دی ہے۔ کہ ”آنحضرت ﷺ ضرور آسمان پر جاتے..... مگر معراج کے بعد ایک دفعہ بھی ان معنوں میں آپ کا رفع نہیں ہوا کہ آپ آسمان پر اس جسم مبارک سے گئے ہوں۔ (ص ۹)“ تو کیا شب معراج میں آنحضرت ﷺ کا اپنے جسم مبارک کے ساتھ فضا کے سیر کرنا ہماری طرح آپ بھی مانتے ہیں؟ اگر آپ مانتے ہوں تو ذرا صاف صاف لکھ تو دیجئے کہ آنحضرت ﷺ کو معراج بحسدہ العصری ہوئی تھی، پھر تو حضرت عیسیٰ کے رفیع الی السماء کا اقرار بھی آپ سے ہم کرائیں گے۔ انشاء اللہ!

راہ پر ان کو تولے آئے ہیں ہم باتوں میں
اور کھل جائیں گے دو چار ملاقاتوں میں

ربی دعائے وارفتگی تو ضرور قبول ہوئی پڑھو رفعنا لک ذکرک۔ چونکہ یہاں رفع کا صلہ الی مع اپنی ضمیر مجرور کے مذکور نہیں ہے اس لئے ارفعتی سے مراد رفع الی السماء نہیں ہے بلکہ رفع ذکر و رفع مراتب مراد ہے: ”کما قال خسان وصنم الا له اسماء النبی مع اسمه۔ اذ قال فی الخمس المودن اشهد“

جواب دلیل ۴

فہرست میں یہ پہلی دلیل تھی جس کو مجاہد نے چار کر دیا اور پھر چار نمبروں میں اس کا جواب (اپنے زعم میں) دیا ہے۔ ہم نے آیت انہ لعلم للسماء (زخرف: ۶۱) میں علم کا ترجمہ نشان اور سائنہ کا ترجمہ قیامت کیا تھا جیسا کہ (مرزا قادیانی کے رئیس محدثین) حضرت شاہ ولی اللہ

صاحب نے ترجمہ فرمایا ہے۔ ”عیسیٰ نشان است قیامت را“ اور شاہ رفیع الدین صاحب نے ”علامت قیامت“ ترجمہ کیا ہے اور شاہ عبدالقادر صاحب نے بھی ”نشان ہے“ ترجمہ لکھا ہے۔ مجاہد صاحب نے نمبر ۱ میں لکھا ہے۔ ”یہ ترجمہ سراسر غلط ہے: (ص ۱۰)“ گویا یہ سب مترجمین لغت عرب سے نا آشنا تھے تو کیوں نہ اپنی معتبر لغت کی کتاب لسان العرب کو (جس کو ص ۵ میں تمام عربی لغات سے اعلیٰ و افضل مانا ہے) یہاں پر کھول کر دیکھ لیا۔ علامہ ابن منظور افریقی لکھتے ہیں: ”وانه لعلم للساعة وهي قرأة اكثر القراء..... المعنى ان ظهور عيسى ونزوله الى الارض علامة تدل على اقتراب الساعة (لسان العرب ج ۵ ص ۳۱۲)“ اسی سے آپ کے تینوں نمبروں کا جواب ہو گیا تیسرے نمبر میں آپ نے انہ کی ضمیر میں اختلاف بتایا ہے۔ لسان العرب سے فیصلہ ہو گیا کہ ضمیر عیسیٰ کی طرف راجع ہے پہلے نمبر کا جواب بھی ہو گیا کہ علم کے معنی علامت (نشان) ہیں دوسرے نمبر کا فیصلہ بھی ہو گیا کہ ساعت سے مراد قیامت ہے کیونکہ حضرت عیسیٰ کا نزول قرب قیامت ہی ہوگا۔

فرمائیے اس ”اعلیٰ و افضل“ لغت کی کتاب کا فیصلہ آپ کو منظور ہے نا؟ یا ”میٹھا میٹھا ہپ اور کڑوا کڑوا تھو“ علم سے نشان مراد ہونے کی وجہ سے بھی سن لیجئے امام رازی فرماتے ہیں: سمي الشرط الدال على الشيء علماء لحصول العلم به (تفسیر کبیر ۷) چونکہ نشان مقصود پر دلالت کرتا ہے۔ اور اس سے اس کا علم حاصل ہوتا ہے اس لئے اس کو بھی علم بولتے ہیں۔ دوسرے نمبر میں ساعت کے معنی پر جو کلام کیا ہے یہ اس لئے کہ آپ لوگوں کو قیامت پر یقین نہیں ہے۔ ورنہ اتنی جرأت و جسارت چہ معنی دارو؟ آپ کو اختیار ہے کہ قرآن مجید میں جہاں جہاں ساعت سے قیامت مراد لی گئی ہے آپ اسے قوم کی چالیں کے معنی میں لے لیں۔ کوئی آپ کا کیا بازو کا اصل یہ ہے کہ جب ایمان کمزور ہو جاتا ہے تو قاسمہ العقیدہ طہا کچ ایسے ہی چلے اور بہانے پیدا کر لیتی ہیں۔ ورنہ جب ذات سرور کائنات علیہ التحیات کا وجود علامات قیامت سے ہے تو شق القمر کا اعجاز کیوں نہ نشانات قیامت سے ہوگا؟ اسی لئے شاہ ولی اللہ صاحب و شاہ رفیع الدین صاحب نے اقتربت الساعة کا ترجمہ ”نزدیک آمد قیامت“ اور ”نزدیک آئی قیامت“ کیا ہے۔ آپ قیامت سے پڑے انکار کیا کریں آپ کا انکار مانع قیامت نہیں ہے۔ علاوہ ازیں آپ کے مرزا قادیانی نے آیت مذکورہ انہ لعلم الساعة کی تفسیر میں لکھا ہے کیون آیت لہم علی وجہ القيامة (حملہ البشر ص ۹۰، خزائن ص ۳۶۶) مرزا قادیانی نے خود ساعت کے معنی قیامت کے کئے ہیں۔ تیسرے نمبر میں لکھتے ہیں ”انہ کی ضمیر میں مفسرین نے اختلاف کیا ہے۔ (ص ۱۰)“ کوئی وجود باری

یا نبوت پیغمبر میں اختلاف کر بیٹھے تو آپ ان دونوں چیزوں کا بھی انکار کر دیں گے۔ اہی حضرت جب انہ سے پہلے اور پیچھے مرتح الفاظ میں حضرت عیسیٰ کا ذکر موجود ہے۔ چنانچہ ملاحظہ ہو: ”ولما ضرب ابن مریم مثلاً (السی قولہ) ولما جاء عيسى بالبينات الاية (زخرف: ۶۳)“ تو سوائے حضرت عیسیٰ کے ضمیر کا کوئی دوسرا مرجع مراد لینا ضعیف و بعید ہوگا۔ قابل لحاظ وہ اختلاف ہوتا ہے جو ناشی از دلیل ہو، بلا دلیل اختلاف در حقیقت اختلاف ہی نہیں ہے۔ خاص کر ایسی حالت میں جبکہ سابقاً لہا ذکر عیسیٰ موجود ہے۔ اس لئے مرزا قادیانی کے دست راست مولوی سید احسن صاحب امروہی قادیانی آنجنابی نے اپنی کتاب ”اعلام الناس“ میں صاف صاف لکھ دیا ہے کہ ”ضمیرانہ“ بطرف قرآن مجید یا آنحضرت کے راجع نہیں ہے۔ حضرت عیسیٰ ہی کی طرف راجع ہے۔ (ص ۶۵ و ۶۶)

چوتھے نمبر میں مجاہد صاحب نے یوں گل افشانی فرمائی ہے کہ ”عیسیٰ کے قیامت کی نشانی ہونے سے یہ کہاں ثابت ہوا کہ وہ آسمان پر زندہ موجود ہیں؟ (ص ۱۰۶)“ سنئے جناب! حضرت ابن عباسؓ (جن کے بارے میں مرزا قادیانی نے لکھا ہے کہ ابن عباس کے حق میں علم قرآن کی دعا مستجاب ہو چکی ہے۔ (ازالہ ۸۹۳، خزائن ج ۳ ص ۵۸۷) اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں: ”ما ادری علم الناس بتفسير هذه الآية الم يقظون لها وانه لعلم الساعة اي نزول عيسى ابن مريم (تفسير ابن جرير ص ۳۹، ج ۲۵ و سند احمد ص ۳۱۷ ج ۱۸) محدث ابن جریر جن کو مرزا قادیانی نے معتبر ائمہ حدیث سے مانا ہے۔ (چشمہ ۲۵، خزائن ج ۲۳ ص ۲۶۱) اپنی سند سے حضرت ابن عباس سے ناقل ہیں، ابن عباسؓ فرماتے تھے کہ میں نہیں چاہتا کہ لوگوں کو اس آیت کی صحیح تفسیر معلوم بھی ہے یا نہیں؟ علم اللہ سے مراد حضرت عیسیٰ کا نزول ہے۔ اور نزول مستتر مفعول ہے اور زمانہ قبل نزول میں حیات بھی ضروری ہے اس لئے آیت مذکورہ مثبت مفعول (رفع) مثبت حیات و مثبت نزول سب کچھ ہے۔ والحمد للہ علیٰ ذلک! مجاہد صاحب نے آگے پھر ایک انوکھی بات کہہ دی ہے کہ ”قیامت میں لوگوں کی دوبارہ پیدائش بغیر ظاہری سامان کے ہوگی۔ (ص ۱۰۶) یہ بالکل غلط ہے حدیث متفق علیہ میں آیا ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: ”ينزل الله من السماء ماء فينبتون كما ينبت البقل ومن عجب الذنب يركب الخلق يوم القيامة او كما قال (مشکوٰۃ)“ یعنی اللہ بارش برسائے گا اس سے لوگ ساگ پات کی طرح اگیں گے اور ریڑھ کی ہڈی سے ترکیب بدن ہوگی، یعنی قیامت میں لوگوں کی دوبارہ پیدائش اسباب سے ہوگی اور حضرت عیسیٰ کی پیدائش بغیر اسباب کے ہوئی تھی جیسا کہ مجاہد صاحب کو بھی مسلم ہے فانی التثمیرہ واین اقرب؟

وہ جو بات کی خدا کی قسم لا جواب کی
پاپوش میں لگا دی کرن آفتاب کی

جواب دلیل نمبر ۵

فہرست کی چوتھی دلیل کو مجاہد صاحب نے پانچویں بنا دیا ہے اور ہر آیت کے ترجمہ کو آپ غلط ہی فرمائے جاتے ہیں چنانچہ پہلے نمبر میں لکھتے ہیں۔ ”کف فعل اس امر کو ضروری نہیں قرار دیتا کہ یہودی پاس ہی نہ پہنکے ہوں“ (ص ۱۱) ”ہاں صاحب یہودی پاس ہی نہ پہنک سکے تھے۔ بدو دلیل، ازل یہ کہ آیت کففت بنی اسرائیل عنک (مائتہ: ۱۱۰) میں کف کا مفعول بنی اسرائیل کو بنایا ہے نہ کہ ضمیر مخاطب کو۔ یعنی میں نے دور ہٹائے رکھا بنی اسرائیل (یہود) کو تجھ سے یہ نہیں فرمایا کففتک عن بنی اسرائیل (ہٹا دیا تجھ کو بنی اسرائیل سے) کیونکہ ضرر پہنچانے کا ارادہ یہودیوں کا تھا۔ پس انہیں کو ہٹائے رکھنے کا ذکر مناسب ہے۔ دوم یہ کہ کف کا صلہ عن ذکر کیا ہے جو بعد (دوری) کے لئے آتا ہے۔ جس طرح حضرت یوسف علیہ السلام کے بارے میں ارشاد ہے: ”لنصرف عنه السوء والفحشاء“ (یوسف: ۲۳) ”م یوسف سے برائی اور بے حیائی کو دور ہٹا دیں۔ یہ نہیں فرمایا لصرقہ عن السوء..... الخ“ (یوسف کو برائی سے ہٹا دیں یہ اگر ہوتا تو شبہ ہوتا کہ یوسف کے دل میں برائی (قصداً) آگئی تھی جیسا کہ مجاہد صاحب نے ص ۱۹ کے نمبر ۳ میں نقل کیا ہے۔ بلکہ اللہ نے برائی اور بدی کے ارادہ کو ہی دور دور رکھا یوسف تک پہنچنے ہی نہیں دیا۔ اسی طرح اللہ نے یہود بے یہود کو حضرت مسیح سے دور دور رکھا، ان کو حضرت عیسیٰ کے پاس پھٹکنے بھی نہ دیا۔ پھر وہ کس طرح آپ کو صلیب پر کھینچ سکتے ہیں؟ اور کیسے کوئی اذیت پہنچا سکتے ہیں؟ یہی مطلب آیت نمبر ۵۵: ”آل عمران مطہرک من الذین کفروا“ (کافروں یعنی یہودیوں سے تجھ کو پاک رکھنے والا ہوں) کا بھی ہے۔ اس میں بھی تطہیر سے مراد یہی ہے کہ حضرت عیسیٰؑ یہودیوں کی مکر سے پاک رہیں گے گویا ایک آیت دوسری کی تفسیر ہے۔ والحمد للہ!

مجاہد صاحب آگے یوں گل افشانی فرماتے ہیں ”کف فعل ان کی شرارت کے نتیجہ کو پورا نہ ہونا ظاہر کرتا ہے، یعنی انہوں نے پورا زور لگایا اور اپنی طرف سے جو کرنا تھا کر لیا مگر نتیجہ کے اعتبار سے وہ اپنے ارادوں میں کامیاب نہ ہوئے۔“ (ص ۱۱) ”پھر نمبر ۲ میں خود اپنے اس بیان کی تردید بھی کر دیتے ہیں چنانچہ لکھتے ہیں ”جب شروع شروع میں حضرت عیسیٰ ان کے پاس دعویٰ لے کر آئے تو خدا تعالیٰ نے ان کے فوری جوش کو روک دیا“ (ص ۱۲) ”یہود کا جوش جب ابتدا میں ہی روک دیا گیا تو پھر یہود نے ”شرارت“ کیوں کی؟ اور کس طور سے ”اپنی طرف سے جو کرنا تھا

کر لیا؟“ ان کا جوش تو خدا نے روک دیا تھا، پھر نتیجہ کی ناکامی کیسی؟ اس پر طرفہ یہ کہ آگے یہ بھی لکھتے ہیں کہ ”یہ کہاں ثابت ہوا کہ جب تک ان کا وجود رہا وہ بالکل محفوظ ہی رہے۔ (ص ۱۲)“ حالانکہ اوپر یہ بھی لکھ آئے ہیں کہ ”یہودیوں کا مقصد..... سولی پر چڑھا کر مارنا مقصود تھا۔“ جس میں وہ کامیاب نہ ہوئے۔ (ص ۱۱)“ اور بقول یہود حضرت عیسیٰ کا وجود اس دنیا میں ان کے صلیب پر چڑھائے جانے کے وقت تک تھا۔ تو مجاہد صاحب کی ہی مختلف تحریروں سے ثابت ہو گیا کہ ”جب تک حضرت عیسیٰ کا وجود رہا وہ بالکل محفوظ رہے“ کیونکہ ایک ”تو“ شروع شروع کا وقت ہے جس وقت دشمنوں کو ”فوری جوش پیدا ہوا۔ یہ ابتداء ہوئی پھر یہودیوں کی ”شرارت“ اور ان کا پورا زور لگانا“ اور ”اپنی طرف سے جو کرنا تھا کر لیتا“ پھر ”نتیجہ کی ناکامی اور پورا نہ ہونا“ یہ انہما ہوئی۔ اس ابتداء اور انتہا کے مابین۔ وجود مسیح کا محفوظ رہنا“ خود مجاہد صاحب کی ہی عبارتوں سے ظاہر ہو رہا ہے لیکن خود مجاہد صاحب کو پتہ نہیں کہ وہ کیا لکھ رہے ہیں؟ طرفہ یہ کہ مجاہد صاحب کو قتل کیجی سے بھی انکار ہے۔ اسے مسلمانوں (مفسروں) کا قول قرار دیتے ہیں۔ چنانچہ لکھتے ہیں کہ ”بقول مسلمانوں کے کیجی بھی یہودیوں کے ہاتھوں قتل ہوئے تو ان کے قتل کا دعویٰ بھی یہودی کرتے..... انا!“ (ص ۱۱)“

یہودی دعویٰ کریں یا نہ کریں ہماری اور آپ کی مسلم کتاب قرآن مجید میں تو موجود ہے: ”يَقْتُلُونَ النَّبِيِّينَ (بقہ ۶۱:۱) يَقْتُلُونَ الْاَنْبِيَاءَ (ال عمران: ۱۸۳) فَيَقْتُلُوْنَ (مائدہ ۷۰)“ پہلی آیت میں قوم موسیٰ کا ذکر ہے، دوسری میں اہل کتاب کا، تیسری میں بنی اسرائیل کی صراحت ہے پس قرآن مجید سے ثابت ہے کہ یہود سے قتل انبیاء مردود ہوا۔ نیز جرم قتل انبیاء سوائے قوم یہود کے اور کسی امت سے ثابت نہیں اگرچہ ہر امت نے اپنے پیغمبر کو قتل کرنے کی کوشش کی۔ پس آپ ہی فرمائیں کہ وہ کون سے انبیاء ہیں۔ جنہوں نے یہود کے ہاتھ سے جام شہادت نوش کیا ہے اگر آپ مفسرین کی نہیں مانتے؟ جو ہاں یہ خوب کچا کہ ”کیجی کو بھی خدا محفوظ رکھا۔“ یہ سوال تو خدا پر ہے۔ میری نئے تو عرض کروں کہ قرآن مجید میں تدریک کرنے سے معلوم ہوتا ہے۔

رسولوں کی قسمیں

کہ خدا کے پیغمبر تین طرح پر بھیجے گئے ہیں اول وہ جو صاحب شریعت ہیں اور وہ پانچ ہیں۔ نوح، ابراہیم، موسیٰ، محمد علیہم السلام جن کا ذکر سورہ احزاب و سورہ شوریٰ میں ہے۔ دوم وہ جو صاحب شریعت نہ تھے البتہ صاحب معجزات اور اپنی قوم کی طرف مستقل رسول تھے جیسے ہود، صالح، شعیب، لوط، سوم وہ جماعت ہے جو حکمت و نبوت دی گئی لیکن اتباع تو رات کی مامور تھے

”یحکم بها النبیون (امدہ ۳۳)“ یہ انبیاء مابین موسیٰ و عیسیٰ ہیں جن میں یحییٰ، زکریا بھی ہیں۔ قسم اول دوم کے پیغمبروں کے برخلاف دشمن اپنی تدبیروں میں ناکام رہتے ہیں کیونکہ ان کا قتل شریعت و رسالت میں شبہ ڈالتا ہے بخلاف تیسری جماعت کے ان کا قتل کتاب و شریعت میں خلل انداز نہیں ہوتا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے یحییٰ علیہ السلام کو جام شہادت پی لینے دیا اور عیسیٰ علیہ السلام چونکہ صاحب شرع رسول ہیں اس لئے اللہ تعالیٰ نے یہودیوں کو ان کے پاس بھی پھٹکنے نہ دیا اور چونکہ یہود دعوائے قتل مسیح جرم و مغاشرت کرتے تھے اور کہتے تھے انا قتلنا المسیح یعنی یقیناً ہم نے مسیح کو قتل کر دیا۔ یہود کے زعم میں قتل محل خاص میں واقع ہوا، اسی لئے مفسول اسح کو موصوف ذکر کیا اور عیسیٰ ابن مریم رسول اللہ ﷺ اس کی صفت۔ پس اللہ نے ان کے فخر اور لاف زنی کی تردید و تکذیب ماقولہ و ماصلوہ سے کی اور ان کے جرم کا ابطال و ماقولہ یقیناً سے فرمایا اور حقیقت امر کو لکن شبہ کہم اور بل رفعہ اللہ الیہ سے کھول دیا۔ لہذا مجاہد صاحب کا یہ لکھنا کہ ”دونوں کے قتل کرنے کی نوعیت میں فرق تھا۔ (ص ۱۱)“ محض مہمل اور نتیجہ جہالت ہے۔ یہود ایسے ہی قول کی وجہ سے ملعون قرار پائے۔ اور آج جو مسیح کا صلیب پر چڑھایا جاتا مانے اس کا بھی یہی حکم ہے۔

تاریخی امور میں قیاس

مجاہد صاحب امر واقع شدہ میں بھی قیاس کو دخل دیتے ہیں۔ اور لکھتے ہیں کہ ”تمام نبیوں کو تکلیفیں پہنچیں سخت سے سخت مصائب کا سامنا ہوا، حتیٰ کہ حبیب خدا ﷺ پر بھی کئی دفعہ جان جو کھوں کے معاملے آئے اور خدا نے نہ روکا مگر عیسیٰ کے۔۔۔۔۔ پاس یہودیوں کا پھٹکنا بھی گوارا نہ ہوا۔۔۔۔۔ الخ (ص ۱۲)“ اسی حضرت! واقع اور امور تاریخیہ میں قیاس کو بالکل دخل نہیں ہوتا۔ اس لئے کہ وقوع حوادث کی صورت واحد نہیں ہوا کرتی، کہ تمام انبیاء کے واقعات کو ہم رنگ سمجھ لیا جائے۔ اس لئے کہ صورت نجات ایک ہی طریق میں منحصر نہیں ہے۔ علاوہ ازیں دین اسلام سماوی ہے۔ قیاسی نہیں ہے جو امر جس طرح قرآن و حدیث میں وارد ہے، اسے اسی طرح ماننا اسلام ہے نہ کہ اس میں اپنے قیاسات بٹھکھکے کو دخل دینا۔ قرآن مجید میں چونکہ حضرت ابراہیم کا آگ میں ڈالا جانا اور پھر سلامت رہنا مذکور ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے بحر قلزم میں راستہ بن جانا (جس کو آپ نے ص ۱۱ میں پایاب ہو جانا غلط لکھا ہے۔) قرآن حکیم ہی بیان کرتا ہے۔ آنحضرت ﷺ کا غار ثور میں امن پانا قرآن کریم ہی بتلاتا ہے۔ اس لئے ان واقعات کو ہم اسی طرح مانتے ہیں اور چونکہ حضرت عیسیٰ کا صلیب پر نہ چڑھایا جانا اور یہودیوں کا آپ تک نہ پھٹکنا قرآن پاک میں صاف صاف آیا

ہے اگر یقیناً علیٰ نفسہ جس طرح خود اعداد بڑھا کر لکھ دیا، جواب ٹریکٹ ہائے نمبر ۱، مہدی
نمبر ۱۰۰ حالانکہ ہمارے تینوں ٹریکٹوں میں سے کسی کا بھی جواب نہیں دیا۔ اسی طرح اپنی محکم کو بھی
اعداد کا بڑھانے والا سمجھ لیا۔

بہانہ کرتا ہے ساقیا کیا نہیں ہے شیشہ میں سے کا قطرہ
خدا نے چاہا تو دیکھ لینا تیرا سید بھی نہیں رہے گا

بحث احادیث

جواب دلیل

فہرست میں یہ دلیل نمبر ۱۵ ہے، مجاہد صاحب اس کو چھٹی دلیل لکھتے ہیں۔ حدیث
لینفزلن فیکم ابن مریم پر بحث کرتے ہوئے کس ساوگی سے فرماتے ہیں۔ ”نزل کا لفظ
آسمان سے اترنے کو ثابت نہیں کرتا۔ (ص ۱۳) پھر تو قرآن مجید کی بابت بھی جس کے لئے نزل
و انزل آیا ہے۔ منزل من السماء ہونے کا انکار کر دیجئے۔ کیونکہ آریہ وغیرہ بھی یہی کہتے ہیں کہ:
”نزل کا لفظ آسمان سے اترنے کو ثابت نہیں کرتا۔“ ماہو جوابکم فہو جوابنا کتب لغت
میں نزول کے معنی الانحطاط من علو الی سفلی (اوپر سے نیچے کو اترنا) صاف صاف
مرقوم ہیں۔ جیسا کہ ہم ”جواب دعوت“ کے ص ۱۲، ۱۳ میں مع حوالہ لکھ چکے ہیں اور اسی رسالہ کے
ص ۹ میں حضرت عیسیٰ کا رفع بالہدن مدخول الی یعنی سماء کی طرف ہم ثابت کر چکے ہیں۔

پس نزول بھی ان کا سماء (آسمان) ہی سے ہوگا جیسا کہ نص احادیث اور تصریحات
آئمہ سلف و خلف سے صاف ثابت ہے اور اسی رسالہ میں بیان ہو چکا ہے۔ مجاہد صاحب نے آگے
آیات: انزلنا علیکم لباسا (اعراف: ۲۶)، انزلنا الحديد (حید: ۲۵)، انزل اللہ
الیکم نذرا رسولا (طلاق: ۱۰۱)، انزل لکم من الانعام (زمر: ۶)، ما تنزلہ الا
بقدر معلوم (حج: ۲۰) تحریر کی ہیں۔ انزال لباس کا جواب ٹریکٹ ”جواب دعوت“ کے ص ۱۷
پر اور انزال حید کا جواب ص ۱۵، ۱۶ پر اور انزال رسول کا جواب ص ۱۳، ۱۴ پر ہم سب سے دے چکے
ہیں حاجت اعادہ نہیں ہے۔ انزال انعام کا جواب اسی ٹریکٹ کے ص ۱۳ پر اور انزال رزق کا
جواب ص ۱۷ پر ملاحظہ کر لیں کہ ان آیات میں مسبب بول کر سبب مراد لیا گیا ہے۔ کیونکہ بعض
آیات میں محض نزول کا ہی ذکر نہیں ہے۔ بلکہ آسمان کا لفظ بھی موجود: ”یرزقکم من السماء
(یونس: ۳۱) انزل اللہ من السماء من رزق (جاثیہ: ۵) وفی السماء رزقکم

(ذاریات: ۷۷) لہذا تمام آیات مسبب کے سبب کو آسمان سے ہی اترنا ثابت کرتی ہیں۔ وہو المراد! مجاہد صاحب کا ایک عجیب و غریب ملاحظہ ہو لکھتے ہیں کہ ”احادیث میں نزول اترنے کا لفظ دجال کے لئے بھی آیا ہے۔ لہذا ماننا پڑے گا کہ دجال بھی زندہ ہے..... الخ! (ص ۱۳)“ ہاں صاحب دجال بھی زندہ ہے۔ حدیث قیم داری صحیح مسلم میں ملاحظہ ہو اور سنئے شیطان بھی زندہ ہے اور وہ بھی جنت سے اتارا گیا تھا۔ پس دجال کے لئے اگر لفظ فینزل بعض السباغ (صحیح بخاری پ ۲۹) حدیث میں آیا ہے تو آپ کو کیوں قراقر ہو گیا حدیث پہنچی میں اس کی سواری کا بھی تو ذکر موجود ہیں عن ابی ہریرۃ عن النبی ﷺ قال یشخرج الدجال علی حمار..... الخ! (مشکوٰۃ ص ۳۶۹) یعنی دجال گدھے کی سواری پر چلے گا۔ اور اسی سواہی سے وہ اترے گا۔ کیونکہ نزول کے معنی ہی ہیں اوپر سے نیچے اترنا کما هو اسی معنی میں جعلیہ امری لقیس کا شعر عقرت بعیری یا امری القیس فانزل ”جواب دعوت“ کے ص ۱۲ پر پہلے ہی لکھا جا چکا ہے جس میں پشت شتر سے زمین پر اترنا مذکور ہے۔ اسی طرح پشت خرے دجال بھی سبار (ارض مدینہ) پر اترے گا۔ انھوں آپ کی عقل و خرد پر اپنی سمجھ کسی کو بھی ایسی خدا نہ دے دے آدمی کو موت پہ یہ بد ادا نہ دے

جواب دلیل نمبر ۷

ہماری فہرست میں یہ دلیل نمبر ۱۸ تھی، مجاہد صاحب نے اسے ”ساتویں دلیل“ بنا دیا۔ ”لوگوں کی آنکھوں میں دھول ڈالنا اسی کو کہتے ہیں۔ (ص ۱۳)“ پھر مجاہد صاحب کو ”خدا کا غضب“ یاد نہ آیا کہ رسول پاک ﷺ کی فرمودہ حدیث سے انکار کر بیٹھے اور اپنے پیرمغان جنتی کی سنت پر عمل کیا کہ ”حدیثوں کو ہم روئی کی طرح پھینک دیتے ہیں۔ (اعجاز احمدی ص ۳۰، عزائم ج ۱ ص ۱۳۰)“

”فلیحذر الذین یخلفون عن امرہ ان تصیبہم فتنۃ او یصیبہم عذاب الیم (نور: ۶۳)“ ”کسی بے باکی اور دھٹائی سے لکھتے ہیں۔ ”من السماء کے الفاظ رسول پاک ﷺ کے فرمائے ہوئے ہرگز نہیں ہیں۔ (۱۵: ۱۶)“ ”کبرت کلمۃ تخرج من افواہہم“ جو چیز آپ کے مطلب کی ہو اس کو تو آپ لوگ آنحضرت ﷺ کی طرف انتساب کر دیں اور جان بوجھ کر حضرت پر جھوٹ و افتراء کریں جس طرح جناب مرزا قادیانی نے چشمہ معرفت میں لکھ دیا۔ ہے کہ: ”جونشانیاں زمانہ مہدی معبود کی آنحضرت ﷺ نے مقرر کی تھیں۔ اس کے زمانہ میں کسوف

خسوف رمضان میں ہونا..... الخ! (ص ۳۱۳) بتاؤ آنحضرت ﷺ نے کہاں فرمایا ہے کہ مہدی کے زمانہ میں رمضان میں کسوف و خسوف ہوگا؟ کیا یہ قول رسول علیہ السلام ہے؟ اسی طرح مرزا قادیانی نے (ضمیمہ انجامِ انتم ص ۴۱، خزائن ج ۱۱ ص ۳۲۵) میں لکھا ہے: **قَالَ النَّبِيُّ ﷺ يَخْرُجُ الْمَهْدِيُّ مِنْ قَرْيَةٍ يُقَالُ لَهَا كَدْعَه**۔ بتاؤ آنحضرت ﷺ نے کہاں فرمایا ہے کہ مہدی کدعہ گاؤں سے خروج کرے گا؟ کیا یہ فرمان رسول ہے؟ کیا یہ روایت جھوٹی اور موضوع نہیں ہے؟ کیا اس کا راوی عبد الوہاب بن ضحاک کذاب نہیں ہے؟ (میزان) مجاہد صاحب! کیا آپ نے خود بھی ایک جھوٹی روایت رسول پاک کی طرف اپنے اسی ٹریکٹ کے ص ۲ میں منسوب نہیں کر دی ہے کہ ”جو قرآن کے مطابق ہو صحیح سمجھتا ہے؟“

آپ لوگ دیدہ دانستہ جھوٹی حدیثیں رسول پاک کا نام لے کر بیان کریں اور خدا کی غضب سے مطلق نہ ڈریں اور ہم جب سچی حدیث جسے کسی محدث نے ضعیف تک بھی نہیں کہا ہو۔ پیش کریں تو اس سے انکار کر جائیں اور اسے افتراء نیز ”مولوی“ یا کاتب کا بڑھایا ہوا بتائیں؟ اللہ سے ڈرو۔

الْبَیْسُ مِنْكُمْ رَجُلٌ رَشِیدٌ

قریب ہے یارو روزِ محشر چھپے گا کشتوں کا خون کیونکر

جو چپ رہے گی زبانِ خنجر لہو پکارے گا آستین کا

مجاہد صاحب نے آگے تسخیر کیا ہے لکھتے ہیں ”جیسے..... کسی کاتب نے..... لفظ خر کو.....

خر عیسیٰ لکھ دیا تھا۔ (ص ۱۵)“ اتنا اضافہ اور کر لیجئے، جیسے کسی نے ریل گاڑی کو خر مسج بتا دیا تھا۔ جیسے

کسی نے کدعہ کو قادیان کا مخفف کہہ دیا تھا۔ (حاشیہ کتاب البریہ ص ۲۴۳، خزائن ج ۳ ص ۲۲۱) جس

طرح کسی مصنف نے الفاظ حدیث: ”يَخْرُجُ فِي آخِرِ الزَّمَانِ رَجُلًا“ کو دجال اور جلود

الضَّالُّانِ مِنَ اللَّيْلِ (مشکوٰۃ ہاب الریاء) کو من الدین لکھ دیا تھا (تجذیر و دیہ ص ۱۴۹، خزائن ج ۱۷

ص ۲۳۵) اور جس طور سے کسی عراقی نے آیت قرآنی: ”مَا يَكُونُ لِّسَىٰ اَنْ يَّبْدَلَهُ

(یونس: ۱۰)“ کو مایقول لی سے بدل دیا تھا (ایمان احمدیہ ص ۲۸۲، خزائن ج ۳ ص ۵۷۴) اور

خود مجاہد صاحب نے آیت سورہ روم ہم غافلون کو لغافلون سے اصلاح کی تھی (اشہار

مجاہد بحجابات سوالات مولوی محمد ابراہیم صاحب) اور دوسرے مرزا ایمول نے مصرعے کو بعض مطالع میں

صحیح پردف کے کام پر نوکری کی اور شرح فقہ اکبری (طباعت کے ۱۳۳۳ھ میں) مشہور حدیث کو

کلان موسیٰ حیا میں بجائے موسیٰ کے عیسیٰ حیا بتا دیا تھا۔ جس کو مجاہد صاحب نے کس

بھولے پن سے محمدی عالم کے سرمنڈا ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں۔ ”کسی ہندوستانی مولوی صاحب نے ہماری ضد میں۔“ شرح فقہ اکبر میں۔ اب شائع ہوئی ہے۔ عیسیٰ کے بجائے موسیٰ لکھ دیا ہے۔ (ص ۱۵) حالانکہ شرح فقہ اکبر اب شائع نہیں ہوئی ہے۔ بلکہ مرزا قادیانی کے دعوائے نبوت سے بہت پیشتر لاہور میں طبع ہو کر شائع ہوئی تھی۔ اس میں لوکان موسیٰ حیا ہے۔ پھر مطبع مجتہائی دہلی میں ۱۳۰۷ھ میں طبع ہوئی اس میں بھی لوکان موسیٰ حیا ہے۔ پھر اسی مطبع میں ۱۳۱۲ھ میں چھپی، اس کو مجاہد صاحب لکھتے ہیں۔ ”اب شائع ہوئی ہے۔“ حالانکہ اب یعنی ۱۳۲۳ھ میں۔

مبصری نسخہ میں تحریف

مصر میں طبع ہوئی ہے۔ اس میں تمام قدیم مطبوع و قلمی نسخوں کے خلاف لوکان عیسیٰ حیا شائع ہوا ہے۔ پھر اس کی نقل ۱۳۲۷ھ کے نسخہ میں طبع ہو گئی ہے۔ جو سراسر محرف اور یقیناً کسی مرزائی کی کارستانی ہے جو مصر میں موجود ہیں اور حال میں مسلمانوں سے لڑائی بھی کر بیٹھے تھے۔ جس پر مصری عدالت نے مرزائیوں پر جرمانہ بھی کیا ہے۔ (دیکھو مصری اخبار اللع نمبر ۳ نمبر ۷۷، ۱۱ رمضان ۱۳۵۲ھ) لہذا مجاہد صاحب کا یہ الزام کہ ”مرزائیوں کی مخالفت میں کسی ہندوستانی مولوی نے بجائے عیسیٰ کے لوکان موسیٰ حیا لکھ دیا ہے۔“ بالکل غلط اور ہندی علماء پر سراسر اتہام ہے کیونکہ مجاہد صاحب کا یہ الزام اگر صحیح ہو اور ملا علی قاری نے حقیقت میں لوکان عیسیٰ حیا ہی تحریر کیا تھا تو پھر ملا علی قاری کی عبارت عند نزول عیسیٰ من السماء کے کیا معنی ہوں گے جو حدیث مذکور کے اوپر متصل مذکور ہے اور اسی کی دلیل میں حدیث مذکور تحریر کی ہے۔ یعنی دعویٰ ان کا یہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہوں گے؟ اور دلیل یہ ہے کہ عیسیٰ مر گئے اگر زندہ ہوتے تو یہ کرتے؟ سبحان اللہ دعویٰ اور دلیل میں کیسی تقریب تام ہے کہ زمین گول ہے اس لئے کہ چاول سفید ہے۔۔۔ پوچھی زمین کی تو کبھی آسمان کی۔ مصری نسخہ میں تحریف ایک اور طریق سے بھی ثابت ہوئی ہے۔ شرح فقہ اکبر مطبوعہ مصر ۹۲ میں ہے اشار الی هذا المعنی ﷺ بقولہ لوکان عیسیٰ حیا ما وسعہ الا اتباعی وقد بینت وجہ ذلك عند قولہ تعالیٰ واذ اخذ اللہ..... الخ فی شرح الشفاء اس عبارت میں ملا علی قاری نے حدیث لوکان عیسیٰ حیا لکھ کر حوالہ دیا ہے۔ اپنی شرح شفاء کا پس دیکھنا چاہئے کہ ملا صاحب نے اپنی شرح شفاء میں آیت مذکورہ کے تحت میں کیا تحریر کیا ہے؟ ملا صاحب کی شرح شفاء اشتبول میں ۱۳۰۹ھ میں شرح فقہ اکبر مطبوعہ مصر سے بہت پہلے طبع ہوئی ہے۔ اس کی جاکے فصل سابع میں آیت واذ اخذ اللہ کے تحت میں لکھتے ہیں: والیہ اشار ﷺ بقولہ حین رای عمر انه ينظر فی

صحيفة من التوراة لو كان موسى حيا لما وسعه الا اتباعي آه (ج ص ۱۰۶)

یہاں تو صاف صاف بجائے عیسیٰ کے موسیٰ موجود ہے۔ استنبول میں تو کوئی ”ہندوستانی مولوی صاحب“ موجود نہ تھے اور ۱۳۰۹ھ میں وہاں مرزا قادیانی کا کسی کو پتہ بھی نہ تھا کہ ضد و مخالفت کا شہہ ہو۔ پس ملا علی قاری نے جس طرح شرح شفاء میں حدیث لوکان موسیٰ حیا تحریر کی تھی اسی طرح شرح فقہ اکبر میں بھی تحریر کی اور اسی صورت میں وہ حدیث دعوائے نزول مسیح کی دلیل ہو سکتی ہے۔ لہذا شرح فقہ اکبر کے تمام ہندی نسخے صحیح ہیں اور مصری نسخہ غلط و محرف و مبدل ہے۔

آج دعویٰ ان کی یکنائی کا باطل ہو گیا
رو برو ان کے جو آئینہ مقابل ہو گیا

محدثین کا طرز عمل

یہ شبہ محض جہالت کا نتیجہ ہے کہ فلاں محدث نے اس لفظ کو متن حدیث میں ذکر نہیں کیا۔ جیسا کہ مجاہد صاحب نے پیش کیا ہے کہ ”امام بخاری، امام مسلم، سیوطی نے حدیث نزول عیسیٰ میں من السماء کا لفظ درج نہیں کیا۔ اس لئے یہ لفظ آج کل بڑھا دیا گیا ہے۔“ (ص ۱۵) جن لوگوں کو فن حدیث میں ادنیٰ مسکہ بھی ہے ان سے پوشیدہ نہیں کہ محدثین کی حالتیں اور غرضیں بیان حدیث کے وقت مختلف ہوتی ہیں۔ حالتوں کی بابت امام مسلم رحمہ اللہ میں تحریر فرماتے ہیں: ”کانت لهم تارات یرسلون فیہا الحدیث وتارات ینشطون فیہا..... الخ“ (مطبوعہ مصر ص ۲۰) یعنی رواہ حدیث کبھی حالت غیر نشاط میں ہوتے ہیں تو حدیث سے کچھ چھوڑ دیتے ہیں۔ کبھی نشاط میں ہوتے ہیں تو سب کچھ بیان کر دیتے ہیں۔ نیز فرماتے ہیں: ”مذہبہم فی قبول ما یتغرد بہ المحدث من الحدیث ان یرسلون قد شارک التقات من اهل الحفظ فی بعض مارو او امعن فی ذلك علی الموافقة لهم فاذلوجد كذلك ثم زاد بعد ذلك شیئاً لیس عند اصحابہ قبلت زیادته“ (مطبوعہ مصر ص ۴) لان المعنی الزائد فی الحدیث المحتاج الیہ یقوم مقام حدیث تام (ص ۳) یعنی کوئی محدث حدیث کے کسی لفظ (مثلاً من السماء) کے بیان کرنے میں متغرد ہے تو اس کی قبولیت کے بارے میں محدثین کا مذہب یہ ہے کہ اگر اس محدث کی مشارکت ثقہ حافظین کی بعض روایت (متن) میں ثابت ہو اور وہ دیگر رواۃ حدیث کی۔

موافقت میں کوشش بھی کرتا ہو، پھر اگر اس کے بیان کردہ متن میں کوئی لفظ زیادہ مذکور ہے۔ (جیسے پہلی میں من السماء کی زیادتی) تو اس کی یہ زیادتی مقبول ہوگی۔ اس لئے کہ حدیث

میں کوئی زائد معنی جس کی ضرورت بھی ہے وہ پوری حدیث کے قائم مقام ہوتا ہے۔ اس اصل کو یاد رکھو اور امثلہ ذیل ملاحظہ کرو۔ صحیح بخاری میں حدیث ممانعت رفع نظیر الی السماء فی الصلوٰۃ کی مطلق ہے۔ (معری ج ۱ ص ۴۷۷) صحیح مسلم میں عند الدعاء زیادہ ہے (معری ج ۱ ص ۱۷۱) یعنی نماز میں دعا کرنے کے وقت آسمان کی طرف نظر نہ اٹھاؤ۔ صحیح بخاری میں ہے لخلوف فم الصائم الطیب عند اللہ من ریح المسک (معری ج ۱ ص ۲۱۳) صحیح مسلم میں یوم القيامة زیادہ ہے۔ (معری ج ۱ ص ۴۷۷) یعنی روزہ دار کے منہ کی بوقیامت کے روز اللہ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے زیادہ ہوگی۔ مجاہد صاحب کے اصول سے عند الدعاء اور یوم القيامة شاید امام مسلم نے یا کسی ”کاتب“ نے یا ”ہندوستانی مولوی“ نے بڑھایا ہوگا؟ کیوں ٹھیک ہے نا؟ اور سنئے۔ صحیح مسلم میں ہے: ثم وضع یدہ الیمنی علی الیسری (معری ج ۱ ص ۱۵۸) صحیح ابن خزیمہ میں علی صدرہ زیادہ ہے۔ (بلوغ المرام) راوی ایک، سند ایک، اسی طرح کی سینکڑوں مثالیں کتب حدیث سے پیش کی جاسکتی ہیں۔

لیکن آج تک کوئی بھی اس بات کا قائل نہیں ہوا کہ یہ ”آنحضرت پر افتراء“ ہے یا ”کسی مولوی یا کاتب“ نے بڑھادیا ہے یا ”کسی کی مہربانی کا نتیجہ ہے یا“ یہودیوں اور عیسائیوں کی طرح بدلا گیا ہے۔ ”جیسا کہ مجاہد صاحب نے زیادات من السماء پر اثر خالی فرمائی ہے۔ یہ سب فن حدیث اصول سے جہالت اور بیگانگی کا نتیجہ اور باطل مذہب کی پاسداری اور تعصب کا کرشمہ ہے۔

نہیں معلوم تم کو ماجرائے دل کی کیفیت
سائیں گے چہیں ہم ایک دن یہ داستان پھر بھی

حدیث بیہقی

ہم نے فہرست میں حدیث یزید من السماء درج کی تھی اس میں نہ بیہقی کا نام لیا تھا نہ بیہقی میں یزید ہے لیکن ”چور کی داڑھی میں تنکا“ مجاہد صاحب کو حدیث بیہقی کا ہی خیال گزر رہا اور لکھ مارا ”ان الفاظ کو امام بیہقی کی کتاب اسماء والصفات سے پیش کیا جاتا ہے۔ (ص ۱۴)“ ”مان نہ مان میں تیرا مہمان“ اسی کو کہتے ہیں۔ آگے تحریر فرماتے ہیں۔ سیوطی نے..... بیہقی کے حوالے سے اس حدیث کو اپنی کتاب (تفسیر درمنثور) میں درج کیا مگر من السماء کا لفظ نہیں لکھا (تا) اصل بیہقی میں نہیں ہے۔ (ص ۱۵)“ سیوطی کا تساہل اور زلت قسم مشہور ہے۔ تفسیر جلالین میں بحوالہ صحیح مسلم حدیث ”ابدؤ ما بذ اللہ بہ“ ”بصیغہ امر نقل کر کے سعی کی فرضیت ثابت کرتے ہیں۔ (معری ص ۱۴) حالانکہ صحیح مسلم میں اس طرح (بصیغہ امر) نہیں ہے۔ اسی طرح آیت کالہ کے بارے میں

سیوطی صاحب تحریر کرتے ہیں۔ نزالت فی جابر وقد مات من اخوات (جلالین مصری ص ۵۸) یہ ان کی بھول ہے۔ حضرت جابر عہد نبوی میں آیت کلالہ کے نزول کے وقت نہیں مرے تھے۔ بلکہ مدینہ طیبہ کے تمام صحابیوں کے بعد حجاج کے زمانہ میں مرے تھے (اصابہ) اسی طرح سیوطی سے بہت ہی غلطیاں ہر فن میں واقع ہوئی ہیں۔ تفصیل کے لئے حافظ سخاوی کی کتاب الہدوہ للاطلاع دیکھنی چاہئے۔ اسی طرح ان سے حدیث بیہقی کے نقل کرنے میں تساہل ہو گیا ہوگا اور من السماء کا لفظ ان کو یاد نہ رہا ہوگا۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ان کی نظر بخاری و مسلم کے متن پر ہو اور بیہقی کا نام انہوں نے بوجہ توافق لا کثر المتن کے لکھ دیا ہو، جس طرح کے خود امام بیہقی نے حدیث مذکور نقل کر کے رواہ البخاری و اخرجہ مسلم کہہ دیا ہے: ”لأنه ربما يغزو روايته لبعض المحدثين اذا خرجها بلكثر كلماته ولا يشترط استيعاب الفاظ الروايه یعنی امام بیہقی نسبت کر دیتے ہیں۔ حدیث کو بعض محدثوں کی طرف جبکہ اس محدث نے اس حدیث کو اس کے اکثر کلمات سے نقل کیا ہو یہ مطلب نہیں ہوتا کہ اس حدیث کے پورے الفاظ اس محدث نے نقل کئے ہیں: ”فاذا قال المحدث رواه البخاری کان مراده ان اصل الحديث اخرجه البخاری (اتصریح ص ۱۶)

پس جب کوئی محدث کہتا ہے کہ اس حدیث کو بخاری نے نقل کیا ہے تو اس کی مراد یہ ہوتی ہے کہ اس حدیث کی اصل جامع بخاری میں ہے (نہ پورے الفاظ) کمالات یحییٰ علی من له ادنى مسكة من الحديث ولا يجهل بضیع المحدثين، جیسا کہ حدیث جاننے والوں سے پوشیدہ نہیں ہے۔ مجاہد صاحب کا یہ کہنا کہ ”من السماء کا لفظ اصل بیہقی میں نہیں ہے۔ (ص ۱۵)“ اس امر پر دلیل ہے کہ انہوں نے اصل کتاب (الاسماء والصفات) دیکھی ہی نہیں۔ نہ ان کو یہ معلوم کہ کتاب مذکور کی حقیقت کیا ہے؟ سنئے سلف میں ایک بڑا فرقہ ”فرقہ جہمیہ“ کے نام سے اسی طرح پیدا ہوا جس طرح آج کل فرقہ مرزائیہ۔ فرقہ جہمیہ اسماء و صفات باری میں طرح طرح کی تاویلیں بلکہ تحریفیں کرتا تھا اس لئے اہل سنت نے عموماً اور محدثین کرام نے خصوصاً اس فرقہ کی تردید میں بڑی بڑی کتابیں تصنیف کیں۔ کتاب الاسماء والصفات بیہقی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ جہمیہ کے عقائد باطلہ میں سے ایک عقیدہ یہ بھی تھا کہ ان اللہ لیس فی السماء (کتاب الخطوط مصر ص ۳۳) امام بیہقی نے اپنی کتاب مذکور میں اس کی تردید میں کئی باب منعقد کئے ہیں اور اللہ فی السماء کو بہت سی حدیثوں سے ثابت کیا ہے۔ ص ۲۹۹ میں باب آمنتم من فی السماء کا منعقد فرماتے ہیں اور مختلف احادیث نبویہ سے مسئلہ مذکور ثابت کرتے ہیں۔ اسی کے

بعد ص ۳۰۱ میں باب رافعك النبی، رفعه الله الیه، تخرج الملكة، الیه یصعد الکلم الطیب کالائے ہیں اور مختلف حدیثوں سے فرشتوں کلموں اور مخلوق کا آسمان پر خدا کی طرف جانا ثابت کرتے ہیں۔ مثلاً

”مثلاً ولا یصعد السماء إلا الطیب (ص ۳۰۱، ۳۰۲)“ عروج الملكة الى السماء (ص ۳۰۲) پھر یہ اس باب میں لائے ہیں۔ آمتم من فی السماء (ص ۳۰۲) اسی باب میں پہلی حدیث حضرت عیسیٰ کی بابت بھی لائے ہیں۔ ”کیف انتم اذا نزل ابن مریم من السماء فیکم (ص ۳۰۱)“ پس انصاف کرو کہ جب معصی کا مقصود ہی یہی ہے کہ اس باب میں خصوصیت سے الی السماء، فی السماء، من السماء ثابت کیا جائے۔ تو یہ کیونکر کہا جاسکتا ہے کہ ”اصل بتہتٰی میں من السماء کا لفظ نہیں ہے۔“ جیسا کہ مجاہد صاحب نے کمال تعصب سے (ص ۱۵ میں) لکھ دیا ہے۔ حالانکہ امام بیہقی اس چیز کے ثابت کرنے کے درپے ہیں۔

ہٹ چھوڑیے بس اب سر انصاف آئیے

انکار ہی رہے گا میری جان کب تک

من السماء کا لفظ دیگر کتب حدیث میں

۱..... کنز العمال ج ۷ ص ۲۶۸ میں ہے قال ابن عباس قال رسول الله ﷺ فنذ ذلك ينزل اخى عيسى ابن مریم من السماء الى جبل (۱) افیق..... الخ (۲) منتخب الکفر علی ہاشمی المسد الاحمد جلد ششم ص ۵۶ میں ہے قال رسول الله ﷺ فعند ذلك ينزل اخى عيسى بن مریم من السماء..... الخ. (۳) حج الکرامہ (جس کو مرزائی اکثر پیش کیا کرتے ہیں) ص ۴۲۳ میں ہے سمعت رسول الله ﷺ يقول ينزل اخى عيسى ابن مریم من السماء۔

۴..... محدث ابن عساکر بھی مسند اسحاق بن بشر اپنی تاریخ میں اس حدیث کو یوں ہی لائے ہیں۔

۵..... سیوطی نے مجمع الجوامع میں اس کو یوں ہی نقل کیا ہے۔

۶..... ایک حدیث کا حوالہ مرزا قادیانی نے بھی یوں دیا ہے کہ ”حدیث میں جو یہ لفظ موجود

ہے کہ حضرت مسیح جب آسمان سے اتریں گے تو ان کا لباس زرد رنگ کا ہوگا۔“ (ازالہ اوہام طبع اول

ص ۸۱، خزائن ج ۳ ص ۱۴۲، طبع مال ص ۳۶ خزائن ج ۴ ص ۴۳۱) قال اباس لئے مرزا قادیانی نے براہین

احمدیہ میں لکھا تھا کہ: ”حضرت مسیح تو انجیل کو ناقص ہی چھوڑ کر آسمانوں پر جا بیٹھے۔“ (حاشیہ ص ۳۶۱،

خزائن ج ۴ ص ۴۳۱) پس مجاہد صاحب کا من السماء سے انکار کرنا۔ کتب حدیث اور خود اپنے نبی کی۔

تغیقات سے ناواقفیت کی دلیل ہے۔

خود فراموشی کند اتہمت بعد اغیل را

جواب دلیل نمبر ۸

فہرست میں یہ دلیل نمبر ۱۹ تھی مجاہد صاحب نے اس کا جواب تو کچھ نہ دیا البتہ ایک تاویل باطل کر دی کہ ”حضرت عیسیٰ مقام فی الروحاء سے حج کا تبلیہہ پکاریں گے، یہ آنحضرت ﷺ کا ایک کشف ہے۔ (ص ۱۶)“ حالانکہ حدیث مذکور میں آئندہ زمانہ کی خبر دی گئی ہے۔ چنانچہ صحیح مسلم کا لفظ لیہلن ہے۔ (ج ۸ ص ۴۰۸) اس میں نون ٹھکیہ بالام تاکید آیا ہے جو مضارع کو خالص استقبال کے لیے کر دیتا ہے۔ اس پر تمام نحوویوں کا اتفاق ہے۔ ملاحظہ ہو کافیہ، مفصل، الفیہ، شرح ملا، رضی و کملہ وغیرہ معنی الہیب میں ہے۔ اما المضارع انکان حالا لم یوکدھما وان کان مستقبلًا اکد بہما وجوباً (ص ۲۲ ج ۲) یعنی مضارع جب حال کے لئے ہوتا ہے تو نون ٹھکیہ بالام تاکید اس پر نہیں ہوتا۔ اور اگر استقبال کے معنی میں ہو تو لام و نون کا اس پر داخل ہونا واجب ہے۔ پس لیہلن کے معنی ہوئے آئندہ زمانہ میں تبلیہہ پکاریں گے۔ دیگر احادیث سے بھی اس معنی کی تائید ہوتی ہے۔ چنانچہ ملاحظہ ہو۔ مسند احمد میں ہے قال ﷺ ینزل عیسیٰ ابن مریم فیقفل الخنزیر ویمحو الصلیب..... ینزل الروحہ فیحج منها..... الخ! (ج ۸ ص ۲۹۰) آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ عیسیٰ اتریں گے خنزیر کو قتل کر دیں گے صلیب کو مٹا دیں گے۔ اور روحاء میں اتریں گے۔ وہاں سے حج کریں گے۔ محدث ابن جریر حدیث لائے ہیں: ”یقول ﷺ لیہبطن اللہ عیسیٰ ابن مریم حکماً عدلاً..... یکسر الصلیب ویقتل الخنزیر..... ولیسلکن الروحہ حاجاجاً..... الخ!“ (ص ۱۸۳ ج ۳) آپ نے فرمایا ضرور اللہ اتارے گا عیسیٰ کو حاکم و عادل بنا کر، آپ صلیب کو توڑیں گے۔ خنزیر کو قتل کر دیں گے اور ضرور ضرور وہ روحاء کو جائیں گے۔ حج کے ارادہ سے (یہاں بھی نون ٹھکیہ مع لام تاکید آیا ہے) اور سنئے، متحد رک حاکم میں ہے: ”قال ﷺ لیہبطن عیسیٰ ابن مریم حکماً عدلاً واما ما مقسطاً ولیسلکن فجا حاجاجاً اور معتماً اولیٰ ثنینہما لیأتین قبری حتیٰ یسلم علی ولاردن علیہ (ص ۵۹۵ ج ۲)“ حضور نے فرمایا البتہ ضرور اتریں گے عیسیٰ بن مریم حاکم عادل اور امام منصف ہو کر اور البتہ ضرور جائیں گے۔ فی الروحاء کو حج یا عمرہ یا دونوں کے ارادہ سے اور البتہ ضرور آئیں گے۔ (مدینہ) میں میری قبر کے پاس یہاں تک کہ مجھے سلام کریں گے اور میں (قبر میں سے) جواب دوں گا۔ (سب فعل موكد

ہوں ثقیلہ و لام تاکید ہیں جو آئندہ زمانہ کی خبر دیتے ہیں۔ صحیح مسلم نمبر ۴ میں ہے: ”قَالَ ﷺ
 وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَيُهْلِكَنَّ ابْنُ مَرْيَمَ بِفَجْرِ الرُّوحِ حَاجَا أَوْ مُعْتَمِرًا أَوْ لَيْثْنَيْنِهُمَا
 (ج ۱ ص ۲۸۲، مطبوعہ مصر)“ نبی ﷺ کی تاکید قسم فرماتے ہیں کہ قسم اس خدا کی جس کے قبضہ میں میری
 جان ہے ضرور ضرور احرام باندھیں گے یا تلبیہ پکارتیں گے۔ حضرت عیسیٰ مقام فی الروحاء سے حج
 کا یا عمرہ کا یہ دونوں کو ملائیں گے۔ محدث ابن عساکر روایت لائے ہیں: يَقُولُ يَهْبِطُ عِيسَى
 ابْنُ مَرْيَمَ فَيَصْلِي الصَّلَاةَ يَجْتَمِعُ الْجَمْعُ وَيَزِيدُ فِي الْحَلَالِ تَجْزِيَهُ رُوحَهُ
 بِيَطْنِ الرُّوحِ حَاجَا أَوْ مُعْتَمِرًا (کنز العمال ج ۷ ص ۲۷۷) فرمایا کہ عیسیٰ بن مریم اتریں
 گے۔ نماز پنجوقتہ و نماز جمعہ پڑھائیں گے اور (شرع محمدی کی بعض حلال چیزوں کو بعض مفتیوں نے
 حرام کر دیا ہوگا اسے وہ) حلال ٹھہرائیں گے، ان کی اونٹیاں ان کو سوار کر کے وسطِ رُوحاء میں لائیں
 گے۔ حج یا عمرہ کے لئے۔ غرض میں کہاں تک حدیثیں لکھتا جاؤں۔ کیا اب بھی کوئی عاقل کہہ سکتا
 ہے کہ ”یہ آنحضرت کا ایک کشف ہے۔“ یہ زمانہ آئندہ کی خبر ہے انصاف! انصاف!!

میرے دل کو دیکھ کر میری وفا کو دیکھ کر
 بندہ پرورد منصفی کرنا خدا کو دیکھ کر

مجاہد صاحب فرماتے ہیں ”ایک حدیث میں حضرت موسیٰ کا بھی تلبیہ کرنا، اونٹنی پر سوار
 ہو کر شعائر اللہ میں پھرنا مذکور ہے۔ (ص ۱۶)“ اس حدیث میں لام تاکید بانوں تاکید ثقیلہ کے ساتھ
 فعل نہیں وارد ہے۔ بلکہ کسانى انظر الى موسى فنكر من لونه وشعره وارد ہے۔ (صحیح
 مسلم مصری ج ۱ ص ۸۱) دوسری روایت میں حین اسری بی لقییت موسیٰ آیا ہے۔ (صحیح مسلم
 ص ۸۱) یعنی شب معراج میں میں موسیٰ سے ملا۔ ان کا رنگ ایسا، بال ایسے، صورت، ایسی تھی گویا
 اس وقت بھی میں دیکھ رہا ہوں۔ وہ تلبیہ پکارتے ہوئے وادی (ارزق) سے گزر رہے ہیں۔ پس
 یہ دیکھنا شب معراج میں ہے نہ ”کشف تعبیر طلب والحدیث مفصل حصہ بعضا“ مجاہد صاحب نے
 ازراہ تفسیر لکھا ہے۔ ”یہ بھی اب عقیدہ رکھ لو حضرت موسیٰ بھی اسی جسم کے ساتھ آسمان پر بیٹھے
 ہوئے ہیں۔ ص ۱۶ کیا آپ کا عقیدہ یہ نہیں ہے؟ کیا آپ کے عہدِ تغیر جناب مرزا قادیانی نے یہ
 نہیں لکھا ہے؟ کہ: ”ہم پر فرض ہو گیا ہے کہ ہم اس بات پر ایمان لاویں کہ موسیٰ زندہ آسمان میں
 موجود ہے۔“ (نور الحق ج ۱ ص ۵۰، خزائن ج ۸ ص ۶۹) اس چیز کو ہم ”جواب دعوت“ کے ص ۱۱ پر تفصیل
 سے پیش کر چکے ہیں پھر کس منہ سے اس کے خلاف آج آپ بول پڑے؟ کہئے:

میں الزام ان کو دیتا تھا قصور اپنا نکل آیا

مجاہد صاحب آگے لکھتے ہیں ”دوسری حدیث میں دجال کا بھی بیت اللہ کا طواف کرتے ہوئے دیکھا جانا مذکور ہے۔ (ص ۱۶)“ لیکن اس حدیث میں یہ نظر نہ آیا کہ رسول ﷺ فرماتے ہیں: ”بینما انا نائم رايتني اطوف بالكعبة فاذا رجل احمر (اے قولہ) قالوا الدجال (صحیح مسلم معری ج ۸ ص ۸۲)“ یعنی میں نے سوتے ہوئے خواب میں دیکھا کہ میں طواف کعبہ کر رہا ہوں۔ اچانک ایک سرخ رنگ کا آدمی (تا) لوگوں نے کہا یہ دجال ہے۔ پس جب حدیث میں صاف طور سے مصرح ہے کہ یہ خواب کا واقعہ ہے تو اس پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حج کو قیاس کرنا جبکہ ان کے لئے زمانہ آئندہ کی خبر صراحت سے دی گئی ہے۔ قیاس مع الفارق ہے۔ اسی کو کہا ہے:

چه نسبت خاک رابا عالم پاک

کجا عیسیٰ کجا دجال نہ پاک

جواب دلیل نمبر ۹

ہماری فہرست کی دلیل نمبر ۱۶ اور نمبر ۱۷ کو نویں دلیل بنا دیا اور ساتھ ہی شکایت بھی کر دی کہ ”حدیث ان عیسیٰ لم یمت کا انجمن اشاعت اسلام نے حوالہ نہیں دیا۔ (ص ۱۷)“ حالانکہ انجمن اپنے ٹریکٹ نمبر ۶ کے ص ۳۰ پر چار کتابوں کا حوالہ پیش کر چکی ہے۔ ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن کثیر اور درمنثور پھر آگے لکھتے ہیں کہ ”میں عبارت کو حدیث الرسول کہتا ہی غلط ہے۔ (ص ۱۷)“ یہی تو آپ لوگوں کے ”یہود و مفت“ ہونے کی دلیل ہے کہ جو حدیث آپ کے برخلاف ہو وہ حدیث الرسول نہیں ہے اور موضوعات و باطل جن سے آپ کا مطلب نکلتا ہو وہ سب احادیث الرسول ہیں۔ جیسا کہ نمبر ۷ کے تحت میں ہم پہ تفصیل لکھا آئے ہیں۔ حج فرمایا رب العزت نے: ”یحرسون الکلم من بعد مواضعه یقولون ان او یتقم هذا فخذوه وان لم تلتوه فاحذروا (مائدہ: ۴۱، ۴۲)“ یعنی بدل دیتے ہیں یہود کا کلام کو بعد اس کے کہ وہ اپنی جگہ پر ہوتا ہے، کہتے ہیں کہ اگر تم کو یہ حکم ملے تو اس کو قبول کر لینا اور اگر یہ حکم نہ دئے جاؤ تو مت ماننا۔“ صدق اللہ۔

آگے دلیل کیا خوب دیتے ہیں کہ اگر ”یہ حدیث الرسول ہوتی..... تو صحابہ کرام..... دوسروں کے پاس بیان کرتے..... الخ! (ص ۱۷)“ صحابہ نے بیان نہیں کیا تو ہم تک یہ حدیث پہنچا کیونکہ بلا سند تو ہے نہیں۔ بلکہ آنحضرت ﷺ کے ارشاد ان عیسیٰ لم یمت..... الخ کو باب مدنیہ العلم مولیٰ علی مرتضیٰ نے سنا۔ ان سے حسن بصری (سیدنا یحییٰ و شیخ الصوفیہ) نے

اخذ کیا۔ ان سے روایع نے ان سے ابو جعفر نے ان سے ان کے بیٹے عبداللہ نے ان سے اسحق نے ان سے ثنی نے ان سے ابن جریر طبری نے۔ (ج ۳ ص ۱۸۳) تفسیر ابن جریر کتب متداولہ میں سے ہے اور اس میں حدیث کی سند متصل بھی موجود ہے پھر مجاہد صاحب کا یہ لکھنا کہ ”سند کا ذکر نہیں“ اور ”کتب متداولہ میں باسناد متصل ضرور ذکر ہوتا (ص ۱۷۱)“ کتنا غلط اور دلیل جہالت ہے۔ محمد بن جریر طبری اپنے بڑے پایہ کا محدث ہے کہ ابن خلکان وغیرہ نے ان کو ائمہ مجتہدین میں سے لکھا ہے خود آپ کے مرزا قادیانی نے چشمہ معرفت میں لکھا ہے کہ: ”ابن جریر..... نہایت محترم اور ائمہ حدیث میں سے ہے۔“ (حاشیہ ص ۲۵۰، خزائن ج ۲۳ ص ۳۶۱)“ مجاہد صاحب نے حدیث مذکور کے لئے ”ذمئے اسلام کی معجز و مستحکم ص ۷۷ کی ہی خواہش ظاہر کی ہے جب مرزا قادیانی نے ابن جریر کو معجز اور امام حدیث مان لیا ہے تو اب مجاہد صاحب و دیگر قادیانی حضرات کو حدیث ان عیسیٰ لم یت کو فرمان رسول مان لینے میں کیا عذر ہے؟

رہ گیا یہ انوکھا مطالبہ کہ بخاری و مسلم و ترمذی ابو داؤد وابن ماجہ نسائی میں ذکر ہوتا چاہئے۔ (ص ۱۷۱)“ محض مہمل اور ہٹ دھرمی ہے جبکہ خود مرزا قادیانی نے بہت سی حدیثیں اپنے مدعی کے اثبات کے لئے صحاح ستہ کے علاوہ دیگر کتب احادیث سے پیش کی ہیں۔ جس کا نمونہ ہم ”جواب دعوت“ کے ص ۳۱ پر دکھا چکے ہیں۔ اور خود محدثین کرام بھی تمام احادیث الرسول کو صحاح ستہ میں محصور نہیں مانتے۔

حدیث عیسیٰ لم یت کے راوی صحابی کا نام

مجاہد صاحب کا بڑا اعتراض یہ ہے کہ رسول کریم سے یہ ارشاد سننے والے کا نام تک مذکور نہیں ہے۔ (ص ۱۷۱)“ صحابی کے نام کا ذکر نہ ہونا حدیث کی صحت میں قاذح نہیں ہوتا مقدمہ ابن الصلاح میں ہے: ”فالجهالة بالصحابی غیر قادمة لان الصحابة کلهم عدول (مصری ص ۳۲)“ یعنی صحابہ چونکہ سب عدول (ثقة) ہیں اس لئے ان کے نام کا معلوم نہ ہونا خارج نہیں ہے۔ تاہم اگر مجاہد صاحب کی یہی خواہش ہے کہ وہ حدیث ان عیسیٰ لم یت کی روایت کرنے والے صحابی کا نام ہی ضرور معلوم کریں گے تو ہم خود امام حسن بھری سے ہی پوچھ لیتے ہیں۔ پس سنئے امام حسن بھری نے اپنے شاگرد یونس بن عیینہ سے فرمایا تھا: ”کل شیء جعلنی اقول قال رسول اللہ ﷺ فهو عن علی بن ابی طالب غیرانی فی زمان لا استطیع ان اذکر علیا (تہذیب الکمال للزیری)“ یعنی جتنی حدیثوں میں، میں قال رسول اللہ کہوں وہ حضرت علی سے مجھے پہنچی ہیں۔ میں ایسے (خالم حجاج کے) زمانہ میں ہوں کہ حضرت علی کا نام

نہیں لے سکتا۔ پس ثابت ہو گیا کہ ابن جریر میں جو قال الحسن قال رسول اللہ ﷺ للیہود ان عیسیٰ کذب یقتل الخ بالسند منقول ہے اس کے راوی حضرت علی ہیں۔

کتب تفاسیر

حدیث مذکور کی بحث میں مجاہد صاحب کتب تفاسیر کے پیچھے ہاتھ دھو کر پڑ گئے ہیں۔ حالانکہ مرزا قادیانی نے خود اکابر مفسرین سے استناد کیا ہے۔ (تحدہ گلازویہ ۹۴، خزائن ج ۷ ص ۲۳۸)

مجاہد صاحب نے نقول حوالہ میں بڑی خیانت کی ہے چنانچہ پہلے نمبر میں قاضی شوکانی کی کتاب فوائد مجموعہ کے ص ۱۱۱ سے امام احمد کا قول نقل کرتے ہیں کہ ”تین قسم کی کتابیں بے اصل ہیں من جملہ ان کے کتب تفاسیر بھی۔ (ص ۱۸)“ اور آگے کی تمام عبارتیں کھا گئے۔ هذا محمول علی کتب مخصوصة فی هذه المعانی الثلاثة غیر معتمد علیہا..... الخ (ص ۱۱۱) یعنی امام احمد کی مراد خاص کتابیں ہیں جن پر اعتماد نہیں کیا جاتا پھر آگے اس کی تصریح بھی کر دی ہے۔ یعنی تفسیر کلبی تفاسیر مبتدعین تفاسیر صوفیہ، تفسیر ثعلبی، تفسیر واحدی، تفاسیر روافض وغیرہ، امام احمد کی مراد محدثین کی تفاسیر نہیں ہے جو بالسند حدیثیں ذکر کرتے ہیں۔ ورنہ امام احمد خود ایک مبسوط تفسیر کے مصنف ہیں۔ پھر وہ اپنے ہی قول سے طرم ہوں گے۔ اور ان کی تفسیر خود ان کے ہی قول سے بے اصل ہو جائے گی۔ اسی طرح صاحب فوائد مجموعہ بھی مصنف تفسیر فتح القدیر ہیں۔ جو مصر میں طبع ہو چکی ہے۔ اسی طرح جلال الدین سیوطی جن کا قول نمبر ۳ میں لکھا ہے دو دو تفسیروں کے مؤلف ہیں۔ یہ لوگ گویا خود اپنی تالیفات کو غیر معتبر قرار دیتے ہیں۔ ولا یقول بذلك الامن سفہ نفسه آگے نمبر ۲ میں جو علامہ ابن خلدون کا قول لائے ہیں اس سے نمبر ۱ کی تردید خود خود ہو جاتی ہے۔

اس طرح پڑ کہ نمبر ۱ میں تو کتب تفاسیر کو ہاتھ لکھتے ہیں اصل ٹھہرایا اور نمبر ۲ میں ان کتب میں اعلیٰ و مقبول باتوں کا ہونا بھی مان لیا۔ ولب هذا الاتفاق۔ پھر ابن خلدون نے یہ بھی تو لکھا ہے جسے مجاہد صاحب ہضم کر گئے۔ فکتب الکثیر من ذلك ونقلت الآثار الواردة فیہ عن الصحابة والتابعین وانتهی ذلك الی الطبری (ج ۱ ص ۳۶۶) یعنی اکثر سلف نے تفسیریں لکھیں اور ان میں جو حدیثیں صحابہ سے مروی اور آثار تابعین سے منقول ہیں ان کتابوں میں لکھی گئیں اور یہ الزام محدث ابن جریر طبری پر منتہی ہوا۔ ہم نے بھی تو حدیث ان عیسیٰ لم یت ابن جریر طبری سے ہی نقل کی ہے جس کی تعریف علامہ ابن خلدون بھی فرما رہے ہیں۔ اس کے بعد مجاہد صاحب نے نمبر ۳ میں جو جلال الدین سیوطی کی اتفاق سے نقل کیا ہے۔ ”انہوں (مفسروں) نے اسنادوں کو ترک کر دیا (تا) نقائص پیدا ہو گئے۔ (ص ۱۸) یہ ان تفسیروں کی بابت ہے۔ جن

کے مصنفوں نے سندیں ترک کر دیں ہیں اور تفسیر ابن جریر وابن کثیر ان تفسیروں میں سے ہیں جو سندیں بیان کرتے ہیں۔

پس ظاہر ہے کہ یہ دونوں تفسیریں ان تفاسیر میں سے نہیں ہیں جن میں بوجہ ترک اسانید نقائص پیدا ہو گئے۔ افسوس ہے مجاہد صاحب کی خیانت پر کہ اتقان سے جو عبارت نقل کی ہے اس کے اوپر کی عبارت قصداً چھوڑ گئے جو یہ ہے: ”بعدهم ابن جریر الطبری و کتابہ اجل التفاسیر واعظمها (الی) فهو يفوقها بذلك (اتقان معری ج ۲ ص ۱۹۰)“ یعنی تفسیر ابن جریر طبری تمام تفسیروں میں بڑی جلالت اور عظمت والی ہے اور سب میں فوقیت رکھتی ہے پھر آگے لکھتے ہیں: ”يقول عليه تفسیر الامام ابن جریر الطبری الذی اجمع العلماء المعتبرون علی انه لم یؤلف فی التفسیر مثله (ج ۲ ص ۱۹۱)“ یعنی جس تفسیر پر مجرورہ کرنا چاہئے وہ تفسیر ابن جریر ہے جس کے بارے میں اجماع ہو چکا ہے کہ تفسیر میں اس جیسی کوئی کتاب تالیف نہیں ہوئی۔ اس لئے مرزا قادیانی نے اس کو مستحکم مانا ہے۔ (چشمہ معرفت کا ماہیہ ص ۲۵۱، خزائن ج ۲ ص ۲۶۱) اسی تفسیر میں ان عیسیٰ لم یمت کی حدیث ہا سند منقول ہوئی ہے کہنے مجاہد صاحب کیا سمجھے؟

ضیا کو تیرگی اور تیرگی کو جو ضیا سمجھے
ہڈیں پھر سمجھ لیں کہ وہ سمجھے تو کیا سمجھے

جواب دلیل نمبر ۱۰

ہماری فہرستوں میں بیسویں دلیل حدیث ثم یموت فیدفن معی فی قبری مسطور تھی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بعد نزول مریم سے اور مقبرہ رسول میں دفن ہوں گے مجاہد صاحب نے حسب عادت اس حدیث سے بھی انکار کر دیا ہے اور لکھا ہے ”آنحضرت ﷺ کی طرف غلط منسوب کی گئی ہے۔ (ص ۲۸)“ اور اس دعویٰ کے ثبوت میں چھ نمبر قائم کئے ہیں۔ نمبر ۱ میں لکھا ہے کہ ”مؤلف شرح مواہب اللہ فیہ فرماتے ہیں واللہ اعلم بصحة خدای اس کی صحت کو جانے۔ (ص ایضاً)“ خدا تو سب کچھ جانتا ہے وہ اس دہل کو بھی جانتا ہے جو یہاں آپ نے کیا ہے اور وہ یہ ہے کہ ”واللہ اعلم“ مصنف مواہب کا قول تھا اسے آپ نے شارح مواہب کا قول بنا دیا ملاحظہ ہو (زرقانی شرح مواہب ج ۸ ص ۲۳۸) علاوہ ازیں زرقانی شارح مواہب تو حدیث مذکور کی تائید میں ایک اور بھی صحیح حدیث نقل کرتا ہے۔ چنانچہ لکھتا ہے: ”وعند احمد بسند صحيح عن ابي هريرة رفعه انه يمكث في الارض اربعين سنة“

(ج ۸ ص ۳۲۸) ”کو سند احمد میں سند صحیح سے بروایت ابی ہریرہ مرفوعاً مروی ہے کہ حضرت عیسیٰ زمین میں چالیس سال ٹھہریں گے اور اس حدیث مشکوٰۃ والی میں یمکت خمساً واربعین سنة ثم يموت فيدفن معي في قبوري وارده۔ (مشکوٰۃ ص ۴۷۲)۔

پس شارح مواہب نے حدیث مذکور کی تصحیح دوسری حدیث سے کر دی اور خود اس کی سند پر کوئی کلام نہ کیا نہ اس کو ضعیف کیا نہ موضوع متایانہ بے اصل ٹھہرایا۔ اسی طرح ملا علی قاری نے بھی شرح مشکوٰۃ میں حدیث مذکور پر کوئی جرح نہیں کی۔ اسی طرح شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے بھی شرح فاری مشکوٰۃ میں حدیث مذکور پر کوئی جرح نہیں کی خود محدث ابن جوزی جو نہایت متشدد ہیں اور کئی صحیح اور حسن حدیثوں کو موضوع کہہ دیا ہے۔ وہ اپنی دو دو کتابوں (کتاب الوفاء اور کتاب المختصر) میں حدیث مذکور نقل کرتے ہیں اور اس پر کوئی اعتراض نہیں کرتے۔ صاحب کنز العمال اور صاحب مشکوٰۃ بھی اس حدیث کو نقل کر کے خاموش ہو جاتے ہیں۔ علامہ ابن السرائی تاریخی مدینہ میں رواہ علامہ سمودی وفاء الوفاء (تاریخ مدینہ) میں اس روایت کو درج کرتے ہیں اور کچھ نہیں بولتے خود قسطلانی مواہب میں نقل کر کے سکوت کرتے ہیں۔ امام قرطبی تذکرہ اور ہمامی سرالروح میں اس کو بلا جرح نقل کرتے ہیں۔ حج الکرامہ ص ۴۲۹، ۴۳۰ (جس کا مرزائی بہت حوالہ دیتے ہیں) میں اس حدیث کو نقل کر کے کوئی کلام نہیں کیا۔ ”اسی طرح بہت سے محدثین اور مؤرخین اس حدیث کو بلا جرح و قدح نقل کرتے چلے آئے ہیں۔ حتیٰ کہ خود مرزا قادیانی نے بار بار اس روایت کو نقل کیا اور اس سے استناد کیا ہے۔ چنانچہ ملاحظہ ہو۔

مرزا قادیانی کا حدیث مذکور کو ماننا

مرزا قادیانی حاشیہ ضمیمہ انجام آتھم میں لکھتے ہیں: ”اس پیش گوئی کی تصدیق کے لئے جناب رسول اللہ ﷺ نے بھی پہلے سے ایک پیش گوئی فرمائی ہے کہ یتزوج ویولد له..... اب ظاہر ہے کہ تزوج اور اولاد کا ذکر کرنا عام طور پر مقصود نہیں..... مراد وہ خاص تزوج ہے جو بطور نشان ہوگا اور اولاد سے مراد خاص اولاد ہے..... اس جگہ رسول اللہ ﷺ ان سیدہ دل منکروں کو ان کے شبہات کا جواب دے رہے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ یہ باتیں ضرور پوری ہوں گی (ص ۵۳، خزائن ج ۱۱ ص ۳۷۷) دیکھو مرزا قادیانی حدیث مذکور کو فرمان رسول تسلیم کر رہے ہیں اور ان کا ایک سیدہ دل مرید لکھتا ہے کہ ”آنحضرت ﷺ کی طرف غلط منسوب کی گئی ہے۔ (ص ۱۰) اب خاص طور سے فیدفن معی فی قبوری کے متعلق مرزا قادیانی کے اقوال ملاحظہ ہوں۔ اخبار الحکم میں مرزا قادیانی لکھتے ہیں: ”آنحضرت نے فرمایا ہے کہ مسج موغودی قبر میری قبر ہوگی۔“ (الحکم ۱۰ مئی ۱۹۰۳ء)

۲) اور ازالہ ادہام میں تحریر کرتے ہیں کہ ”ممکن ہے کہ کوئی مثل مسیح ایسا بھی ہو جو آنحضرت ﷺ کے روضہ کے پاس مدفون ہو۔“ (ازالہ ادہام ص ۴۷۰، خزائن ج ۳ ص ۳۵۲) اور کشتی نوح میں ارقام فرماتے ہیں: ”یہی مجید ہے کہ آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ مسیح موعود میری قبر میں دفن ہوگا۔“ (ص ۱۵ مطبوعہ قادیان، خزائن ج ۱۹ ص ۱۶) آپ کے خلیفہ محمود میاں الوار خلافت میں بیان کرتے ہیں ”آنحضرت نے فرمایا ہے کہ وہ میری قبر میں دفن ہوگا۔“ (ص ۵۰) کہئے مجاہد صاحب یہ آپ کے بزرگان دین بلکہ آپ کے پیغمبر اور ان کے خلیفہ تو حدیث مذکور کو آنحضرت کا قول تسلیم کرتے ہیں اور آپ ہماری مخالفت میں یہی کہے جاتے ہیں کہ ”آنحضرت کی طرف غلط منسوب ہے۔“ (ص ۲۰) ”حالانکہ مرزا قادیانی جب کسی حدیث کو قبول کرتے ہیں تو خدا سے علم پا کر۔“

(ضمیمہ تختہ کلزویہ کا حاشیہ ص ۱۴، خزائن ج ۱۷ ص ۵۱)

پس ان کی قبول کردہ حدیث سے آپ کسی طرح بھی انکار نہیں کر سکتے۔ اور ان کا اس حدیث کو قبول کرنا بلکہ اس سے استناد کرنا ان کے ان الفاظ سے کھلا ثابت ہے کہ وہ اپنی پیش گوئی کی تصدیق حدیث مذکور سے فرماتے ہیں (ضمیمہ انجام آتھم کا حاشیہ مذکورہ ص ۵۳، خزائن ج ۱۱ ص ۳۳۷) اور الفاظ یدفن معی فی قبوری کا ترجمہ کشتی نوح میں نقل کر کے لکھتے ہیں۔ ”وہ میں ہی ہوں۔“ (ص ۱۳، خزائن ج ۱۹ ص ۱۴) پس مجاہد صاحب نے اپنے ٹریکٹ نمبر ۲ کے آخری صفحہ (نمبر ۳۳) میں بعنوان ”ایک اور عذر کی حقیقت“ لکھا ہے کہ حدیث یدفن معی وضعی ہے اور ”مرزا قادیانی نے اسے اپنے مخالفوں کے سامنے اس لئے پیش کیا ہے کہ مخالف لوگ اس حدیث کو مانتے ہیں حضرت مرزا قادیانی نہیں مانتے۔“ کتنا غلط اور جھوٹ بلکہ صریح دجل اور فریب ہے۔ مجاہد نے ناظرین کی آنکھوں میں خاک جھونکی ہے۔ ہم نے مرزا قادیانی کی عبارتیں مختلف کتب سے جو نقل کی ہیں ان سے مجاہد کے ”عذر کی حقیقت“ کی اصلی حقیقت خوب واضح ہو جاتی ہے۔ کہ مرزا قادیانی حدیث مذکور کو صاف صاف حدیث رسول تسلیم کر کے اس کا مصداق اپنی ذات کو قرار دیتے ہیں۔ مجاہد صاحب:

باندھی ہے تم نے زیر لٹک جھوٹ پر کر

شاید بگڑ گیا ہے کہیں پاٹ نیل کا

نمبر ۲..... میں مجاہد صاحب یوں گل افشانی فرماتے ہیں کہ ”حضرت عائشہؓ کے خواب کے بھی خلاف ہے۔“ (ص ۲۰) حدیث نبوی اگر کسی امتی کے خواب کے خلاف یا قول کے خلاف ہونے سے غلط ہو جائے تو آج احادیث کا سارا دفتر مردود ہو جائے گا۔ اور اسلام دنیا سے رخصت۔ یہ

اچھا اصول آپ نے وضع فرمایا۔ جس کا دنیا میں کوئی قائل ہی نہیں۔

ایمن کا داز تو آید و قدنی چنین کنند

حالانکہ ”اتہار حقیقت“ کی عبارت ص ۹ سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت عیسیٰ کو تیسرا چاند مان لینے پر حضرت عائشہ کا خواب (جو موطا میں مذکور ہے) اس حدیث کے عین مطابق ہو جاتا ہے۔ اس پر یہ اعتراض کہ ”حضرت ابو بکرؓ نے غلط سمجھا۔“ (ص ۲۰) بالکل غلط ہے حضرت ابو بکرؓ نے وفات رسول پر جو فرمایا تھا اھذا احد اقطارک (موطاس ۸۰ و متروک حاکم ص ۶۰ ج ۳) اس میں اھمس کو قبر تعلیقا فرمایا تھا جیسے سورج اور چاند کو قبرین کہتے ہیں۔ خود آپ کے پیغمبر مرزا قادیانی لکھتے ہیں:

لہ خسف القمر المنیر وان لی

غسار القمران المشرقان اتنکر

(اعجاز احمدی ص ۱۷، خزائن ج ۱۹ ص ۱۸۳)

اس شعر میں مرزا قادیانی نے سورج کو قبر لکھا ہے اسی طرح اقطار میں آنحضرت ﷺ کو سورج اور بقیہ تین اور دفن ہونے والوں کو چاند فرمایا ہو تو کیا اعتراض؟ اگر آپ کو اس ”تاویل“ کے ماننے میں تردد ہو تو ہم بھی آپ کو اس کے ماننے پر مجبور نہیں کرتے اور نہ ہم اس سے بقول آپ کے ”چھٹکارا“ چاہتے ہیں۔ بلکہ اس کا دوسرا مطلب جو واقعی اور اصل مطلب ہے۔ تحریر کرتے ہیں سنئے۔ حضرت عائشہؓ کو خواب میں تین چاند اس لئے دکھائے گئے کہ ان کی زندگی میں تین ہی چاند ان کے جہرہ میں دفن ہونے والے تھے اور وہ صرف تین کو ہی دیکھنے والی تھیں۔ آنحضرت ﷺ کو، حضرت ابو بکرؓ کو، حضرت عمرؓ کو، حضرت عیسیٰ علیہ السلام چونکہ حضرت عائشہؓ کی زندگی میں دفن ہونے والے نہیں تھے اس لئے حضرت عائشہؓ کو چار چاند نہیں دکھائے گئے۔ لیکن جب مرزا قادیانی کو تسلیم ہے کہ آنحضرت نے فرمایا ہے کہ مسیح موعود میری قبر میں دفن ہوگا تو اب مرزائیوں کو انکار کیوں ہے؟ یا للعجب!

نمبر ۳..... میں مجاہد صاحب ہرزہ سرا کی کرتے ہیں۔ ”حضرت عمرؓ نے اپنے دفن ہونے کے لئے حضرت عائشہؓ سے اجازت کیوں مانگی؟ (ص ۲۱)“ اس لئے اجازت مانگی کہ حضرت عمرؓ نے خواب مذکور نہیں دیکھا تھا نہ ان سے آنحضرت ﷺ نے اس امر میں کچھ فرمایا تھا کہ تم میرے گھر میں مدفون ہو گے نہ حضرت عمرؓ نے اس باب میں کچھ آنحضرت ﷺ سے سنا تھا۔ اور اسی ایک امر پر کیا موقوف ہے۔۔ حضرت عمرؓ کو دیگر صحابہ بہت سی حدیثیں بالمشافہ آنحضرت ﷺ سے نہیں سنیں بلکہ بعد میں ان کو دیگر صحابہ سے معلوم ہوئیں۔ کما لا یخفی علی من له الدنئی مسکة فہی

الحديث - عند الضرورت ہم اس کی بیسیوں مثالیں پیش کر سکتے ہیں۔ رہا یہ امر کہ: ”حضرت عائشہؓ نے کہہ کیوں نہ دیا (تا) اجازت کی کیا ضرورت؟“ (ص ۲۱)

قابل توجہ نہیں، وجہ یہ ہے کہ حضرت عائشہؓ نے حضرت عمرؓ کو پیغام نہیں دیا تھا کہ مجھ سے اجازت مانگو۔ اجازت مانگنا فعل عمرؓ ہے اور وہ بھی حسب ہدایت قرآنی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ”لا تدخلوا بیوتنا غیر بیوتکم حتی تستانسوا..... الخ! (نور: ۲۷)“ یعنی دوسرے کے گھروں میں بغیر اجازت کے نہ جاؤ۔ روضہ نبوی حضرت عائشہؓ کا گھر تھا اللہ نے ازواجِ نبی کے گھروں کو ان کی طرف منسوب فرمایا ہے: ”وقرن فی بیوتکن (احزاب: ۳۳)“ اس لئے حضرت عمرؓ کو اجازت طلب کرنے کی ضرورت ہوئی اور حضرت عائشہؓ کے اجازت دے دینے کی وجہ ان کا وہی خواب تھا۔ ورنہ ان کو حق تھا کہ اجازت نہ دیتیں جیسا کہ بہتوں کو اجازت نہیں دی کما سیاتی۔ پس اجازت دے دینا ہی کہہ دینا ہے۔ تعجب تو یہ ہے کہ مجاہد صاحب کس زبان سے کہتے ہیں کہ ”وہ حدیث جو پیش کی جاتی ہے وہ وضعی ہے نہ کہ سچی۔ (۲۱) جب کہ مرزا قادیانی خود بھی اس حدیث کو پیش کر کے خود کو اس کا مصداق قرار دیتے ہیں کما مزم۔ کیا مرزا قادیانی بقول مجاہد وضعی حدیث بیان کیا کرتے ہیں؟

لکھا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں

لو آپ اپنے دام میں میاد آگیا

نمبر ۴..... میں مجاہد صاحب جو لائقِ قلب یوں دکھاتے ہیں ”حضرت عائشہؓ نے کیوں یہ فرمایا کہ میں نے اسے اپنے لئے رکھا ہوا تھا (تا) معلوم ہوا کہ وہاں اور جگہ نہیں ہے۔ (ص ۲۱)“ حضرت عائشہؓ کے الفاظ یہ ہیں: ”كنت اريدہ لنفسی ولا اذنه اليوم علی نفسی (بخاری پ ۶ و پ ۱۴)“ اس کا مطلب وہ نہیں ہے جو مجاہد صاحب سمجھتے ہیں کہ اسے اپنے لئے رکھا تھا۔ بلکہ مطلب یہ ہے کہ میرا ارادہ تھا کہ یہاں پہلے کی طرح بے تکلف رہتی ستی۔ لیکن اب بوجہ ایک اجنبی کے وہاں آ جانے کے مجھے تکلیف ہو گئی تو بھی میں اپنی جان پر ایثار کروں گی اور اس تکلیف کو برداشت کروں گی۔ جیسا کہ ابن سعدؒ نے نقل کیا ہے کہ حضرت عائشہؓ نے فرمایا: ”لم اضع ثيابی عنی منذ دفن عمر فی بیعتی (فتح)“ یعنی جب سے عمر میرے گھر میں دفن ہوئے کبھی میں نے اوڑھنی تک نہیں اتاری۔ اس تکلیف کو تا حیات برداشت کیا لیکن ساری عمر اسی حجرہ میں ہی رہیں۔ اگر وہاں جگہ نہ تھی تو حضرت عائشہؓ وہاں کیوں کر رہتی تھیں؟ اور کیوں مرنے کے وقت اپنے بھانجے عبداللہ بن زبیرؓ کو وصیت کی تھی کہ لا تدفنی معهم (بخاری پ ۶، پ ۳۰) مجھے یہاں دفن نہ

کر دیا۔ معلوم ہوا کہ وہاں ایک قبر کی جگہ باقی تھی جیسا کہ مسند اسماعیلی میں اس روایت میں اتنا زیادہ ہے۔ وکان فی بیتہا موضع قبو (فتح الباری پ ۶) یعنی وہاں ایک قبر کی جگہ اور تھی حضرت عائشہ کو خطرہ ہوا کہ کہیں میرے اقرباء اس جگہ میں جو حضرت عیسیٰ کے لئے مخصوص ہے۔ مجھے نہ دفن کر دیں۔ اس لئے بھانجے کو وصیت کر دی کہ مجھے یہاں دفن نہ کیجیو۔ فتح الباری شرح

بخاری میں ہے: قولہا عند وفاتها لا تدفنی عندہم یسعر بانہ بقی من البیت موضع للدفن (پ ۶) یعنی حضرت عائشہ کا یہ کہنا کہ مجھے ان لوگوں کے ساتھ دفن کرنا اس امر کو مشعر ہے کہ بیت عائشہ میں دفن کے لئے جگہ موجود تھی۔ چنانچہ خود صحیح بخاری میں ہے: ”کان الرجل اذا ارسل الیہا من الصحابة قالت لا (پ ۳۰)“ یعنی صحابہ میں سے اکثر لوگ اس جگہ میں دفن ہونے کے لئے حضرت عائشہ سے اجازت مانگتے تھے لیکن وہ کسی کو اجازت نہیں دیتی تھیں۔ طبقات ابن سعد میں ہے: ”ان الحسن بن علی اوصی اخاہ ان یدفنه عندہم (الی) فدفن بالبقیع (فتح: پ ۳۰)“ حضرت حسن نے بھی وہاں دفن ہونا چاہا تھا۔ لیکن مجمع میں دفن کئے گئے۔ اگر روضہ نبوی میں چوتھی قبر کی جگہ نہ تھی تو یہ صحابہ لوگ آخر کس طرح وہاں دفن ہونے کی خواہش کرتے تھے؟ یا اللہ یا انصاف۔

نمبر ۵..... میں مجاہد صاحب یوں ڈاڑ خالی فرماتے ہیں ”کون بے غیرت مسلمان ہوگا جو آنحضرت کی قبر کو کھود کر..... حضرت عیسیٰ کو لٹائے گا۔ (ص ۲۱)“ اسی قسم کے مسلمان ہو گئے جس قسم کے مسلمانوں نے آنحضرت کی قبر کھود کر حضرت ابو بکر صدیق کو وہاں لٹایا تھا۔ ہاں اسی طرح کے مسلمان جنہوں نے پھر کھود کر حضرت عمر فاروق کو وہاں دفن کیا تھا۔ ہاں ہاں اسی طرح کے ”بے غیرت“ جو کشتی نوح میں لکھتے ہیں ”آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ: ”میرے قبر میں دفن ہوگا۔“ (خرائن ج ۱۹ ص ۱۶) اور جو ”انوار خلافت“ میں تحریر کرتے ہیں کہ ”آنحضرت نے فرمایا ہے کہ وہ میری قبر میں دفن ہوگا۔“ (ص ۵۰) اسی رنگ کے مسلمان وہاں حضرت عیسیٰ کو بھی گاڑیں گے۔ سمجھا جناب نے؟ پھر جناب کا یہ لکھنا کہ: ”مولوی صاحبان نے قبر کے معنی مقبرہ کر کے دھوکا دیا ہے (۲) غلط ہے۔“ (ص ۲۱) خود دھوکہ دینا اور غلطی ہے۔ ورنہ سب سے بڑے دھوکہ دینے والے (دجال) اور غلطی کرنے والے جناب مرزا قادیانی ہی ٹھہریں گے جنہوں نے ازالہ ادہام میں تحریر کیا ہے۔ کہ ”جو آنحضرت ﷺ کے روضہ کے پاس مدفون ہو۔“ (ازالہ ادہام ص ۲۵۲، خرائن ج ۳ ص ۲۵۲) روضہ اور مقبرہ ایک ہی چیز ہے۔ اب اپنے مرزا سے پوچھو کہ ”قبر کے معنی روضہ کس لغت میں ہیں؟“ اور یہ دفن مٹی فی قبری کے معنی ”روضہ کے پاس مدفون ہو۔“ مرزا قادیانی نے ”عربی

زبان“ کے محاورہ کے خلاف کیا ہے یا نہیں؟ پھر ”ہشتی مقبرہ“ سے جو آواز مرزا قادیانی کی سنائی دے اسے بذریعہ اشتہار شائع کر دو۔ پھر ہم تم کو نہر کے معنی منہر اور قبر کے معنی مقبرہ عربی زبان سے ثابت کر دیں گے۔ انشاء اللہ!

نمبر ۶..... میں مجاہد صاحب نے وہی اوپر والی بات پھر اگل دی ہے کہ ”اس حدیث کو کسی محدث..... نے اپنی کتاب میں درج نہیں کیا۔“ (ص ۳۱) یہ مجاہد کا قصور نظر ہے۔ اسی بحث کے نمبر ۱ کے جواب میں ہم محدثین کی ان کتابوں کو نام بتا کر لکھ آئے ہیں جن میں حدیث مذکور درج کی گئی ہے۔ فاناظر واثنہ۔

مجاہد صاحب کو اپنی حرکات شنیعہ پر تو کبھی تعجب نہیں آیا کہ اپنی غرض فاسد کے لئے تو اوّل بھول حدیثوں سے استناد کرتے ہیں اور ہم جو صریح صحیح حدیثیں پیش کرتے ہیں تو تعجب کرتے ہیں کہ ”کوئی صحیح حدیث نہیں ملتی جس میں آسمان کا لفظ ہو..... الخ! (ص ۳۲)“ حالانکہ اسے ہم پیش کر چکے ہیں مگر:

گرنہ بیند بروز شہرہ چشم
چشمہ آفتاب راجہ گناہ؟

جواب دلیل نمبر ۱۱

ہمارے دلائل کی فہرست (جس کا مجاہد صاحب جواب دینے بیٹھے تھے اس) میں سوائے قرآن اور حدیث کے اور کسی کا بھی کوئی قول نہیں پیش کیا گیا تھا لیکن مجاہد صاحب نے اپنے مرزا کے ایک قول کو جسے ہم نے (اعجاز حقیقت ص ۳) میں بطور اترام کے لکھا تھا اسے ہماری دلیل بنا دیا ہے اور وہ بھی نمبر ۱۱ کی دلیل سبحان اللہ! لکھتے ہیں کہ ”جب تک مرزا نے نہیں لکھا تھا اس وقت تک عیسیٰ زندہ نہ تھے جب مرزا نے لکھ دیا تو عیسیٰ زندہ ہو گئے۔“ (ص ۳۱) حیات عیسیٰ کا مدار کتاب و سنت پر ہے نہ قول مرزا پر۔ لیکن جو لوگ مرزا کے قول کو دجی تسلیم کرتے ہیں۔ ان کو ظلم کرنے کے لئے مرزا کا قول پیش کیا گیا تھا۔ لیکن مجاہد صاحب اپنے پیغمبر مرزا کو روم و رواج کا پابند بتاتے ہیں چنانچہ فرماتے ہیں ”روایتی طور پر لکھ دیا دعویٰ سے پہلے۔“ (ص ۱۲) سنئے جناب! مرزا کا قول حضرت عیسیٰ کے دوبارہ آنے کا اس کتاب سے پیش کیا گیا تھا جس کا نام ہے ہدایہ احمدیہ جو احمدیوں کے دلائل کی کتاب ہے۔ جو الہامی تائید سے لکھی گئی اور مرزا قادیانی اس وقت بقول خود رسول ہو چکے تھے۔ (ایام الصلاح اردو ص ۷۵، خزائن ج ۱ ص ۳۰۹) نیز کتاب مذکور کو ”مختصر تفسیر“ نے (لوائے خواب مرزا) بقول بھی فرمایا تھا۔ (ہدایہ احمدیہ ص ۱۳۹، خزائن ج ۱ ص ۲۷۵) اور آنحضرت ﷺ نے

کتاب مذکور کے کسی مضمون یا کسی لفظ کے رد و بدل کرنے کی ہدایت نہیں فرمائی تھی پھر روایتی طور پر کیونکر لکھ دیا؟ کیا مخبر بھی رواج کا پابند ہوتا ہے؟ ”دعویٰ سے پہلے“ کی ایک ہی کپی، براہین احمدیہ کو مرزا قادیانی نے مبعوث ہونے کے بعد تالیف فرمایا ہے چنانچہ اپنی کتاب حقیقت الوحی میں لکھتے ہیں: ”میری کتاب براہین احمدیہ صرف چند سال بعد میرے مامور ہونے اور مبعوث ہونے کے چھپ کر شائع ہوئی۔ ٹھیک ۱۲۹۰ ہجری میں خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ عاجز مشرف مکالمہ و مخاطبہ پا چکا تھا پھر سات سال بعد کتاب ”براہین احمدیہ“ جس میں میرا دعویٰ مسطور ہے۔ تالیف ہو کر شائع کی گئی جیسا کہ سرورق پر یہ شعر لکھا ہے۔“ تاریخ بھی یا غور نگاہی واہ وا۔“

(حقیقت الوحی ص ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸)

پس حضرت عیسیٰ کی حیات و نزول سے متعلق مرزا قادیانی کا اقرار، خدا سے شرف مکالمہ پانے اور مامور مبعوث (مخبر) ہونے کے سات برس بعد کا ہے نہ روایتی طور پر مخبر رواج کا پابند نہیں ہوتا۔ لیکن مجاہد صاحب نے یہاں پر کمال بلاغت کا ثبوت دیا ہے وہ یہ کہ آنحضرت ﷺ کو بھی رواج کا پابند بنادیا ہے اور نماز کو جو عمل ہے عقیدہ ٹھہرایا ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں حضرت نبی کریم ﷺ نمازیں بیت المقدس کی طرف منہ کر کے ادا کیں اسی رواج کے ماتحت..... نماز جیسی عقیدہ..... میں یہود کے رواج کی پیروی.....“ (ص ۱۲۳) اسی کو کہتے ہیں کہ ”ایک تو کر یا دہر ائم چڑھا“ ایک تو نماز کو عقیدہ قائل لکھا دوسرے نبی کریم علیہ السلام کو یہود کے رواج کا پیرو بنا کر آپ ﷺ کی توہین کی۔ یہ ہے مرزائیوں کا دین و ایمان کہ جو عیب مرزا میں نکل آئے سمٹ اسی قسم کے میوب اللہ کے سچے مخبروں کے سر یہ لوگ منہ دیتے ہیں۔ جیسا کہ مرزا قادیانی خود بھی لکھ گئے ہیں کہ ”میرے پر کوئی ایسا اعتراض نہیں کر سکتے کہ جس اعتراض میں گزشتہ نبیوں میں سے کوئی نبی شریک نہ ہو۔“ (تحفہ حقیقت الوحی ص ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱

البتہ دونوں تحریروں میں تعارض ہوگا پس بقاعدہ اذا تعارضتا تساقطا دونوں قول مرزا کے ساقط لیجئے اب بقول آپ کے ”پس فیصلہ ہو گیا۔“ (ص ۲۲) یہ عقیدہ کی خرابی کہیں تو کیسے بنی؟ غیر کو محرم بناتے تھے۔ یہ گت ان کی بنی۔
تو جن انبیاء کرام علیہم السلام

مجاہد صاحب نے بعنوان ”ایک عذر نامعقول کی حقیقت“ ایک نہایت ہی نامعقول بات تحریر کی ہے۔ جو سراسر موجب اہانت پیغمبران علیہم السلام ہے۔ ”لکھتے ہیں۔ انبیاء کو اپنی وحی کے معنی سمجھنے میں غلطی لگتی رہی ہے..... آنحضرت ﷺ کو بھی بعض وقت اجتہادی غلطی فہم معانی میں ہوئی۔ جیسے صلح حدیبیہ واقعہ جائے ہجرت کا واقعہ..... نوح کا اپنے بیٹے کو اہل سمجھنا..... یونس کا نہ سمجھنا اور خدا پر ناراض ہونا۔“ (ص ۴)

معاذ اللہ معاذ اللہ! پیغمبر اور خدا پر ناراض ہو؟ ”انذھب مغاضباً (انبیاء: ۸۷)“ کے معنی اپنی طرف سے ناراض ہو کر جانا ہے، نہ خدا سے۔ نوح کا بیٹا کسی غیر کے نطفہ سے نہ تھا۔ انہیں کا بیٹا تھا اور انہیں کے اہل سے تھا۔ ”لیس من اہلک (ہود: ۶۱)“ میں مطلق اہل سے ہونے کی نفی نہیں ہے۔ ”انہ عمل غیر صالح“ کی قید نے یہ بتایا کہ وہ ان لوگوں سے نہیں ہے جو علم باری میں نجات پانے والے ہیں۔ پس نوح کو علم باری کا کیا پتہ؟ اس لاعلمی کی وجہ سے انہوں نے بطور استعداد و استحکاف حال ولد غریق کے استفسار فرمایا نہ کہ وحی کے معنی سمجھنے میں غلطی کھائی و ثم بینہما۔ واقعہ حدیبیہ میں آنحضرت ﷺ سے کوئی بھی غلطی نہیں ہوئی ہے۔ جائے ہجرت کا دیکھنا خواب کا واقعہ ہے۔

مرزا قادیانی نے خواب میں توفی کے معنی نہیں کئے ہیں۔ بلکہ جاگنے کی حالت میں تالیف براہین کے وقت ”پوری نعمت دینے۔“ کا ترجمہ کیا ہے اور یہ لفظ قرآنی مرزا قادیانی پر نہیں اترتا تھا۔ بلکہ محمد رسول اللہ ﷺ پر نازل ہوا تھا۔ پس وحی محمدی کے سمجھنے میں مرزا قادیانی کو کیونکر غلطی لگی؟ سو اس کے کہ مان لیا جائے کہ مرزا قادیانی قرآن یا عربی نہیں جانتے تھے جیسا کہ مرزا قادیانی نے مولوی اصغر علی رومی لاہوری کے مقابلہ پر کہہ دیا تھا کہ ”میں عربی کا عالم نہیں ہوں۔“ (الحکم ۱۷ ستمبر ۱۹۰۳ء ص ۵) لیکن بقول مجاہد صاحب ”مرتا کیا نہ کرتا۔“ (ص ۲۳) انہوں نے مرزا قادیانی کے دامن کو پاک کرنے کے لئے انبیاء کرام کے مقدس دامنوں کو آلودہ کر دیا اور تو جن انبیاء کرام کے مرتکب ہوئے اور اس لئے کہ ان کے دلوں میں انبیاء عظام کی کوئی عزت و وقعت نہیں ہے جیسا کہ اوپر لکھا آئے ہیں۔

کھل گیا عشق تیاں طرز سخن سے مومن
اب مکتے ہو صفت بات بتاتے کیوں ہو؟

معذرت

دوستو! قادیانی ٹریکٹ نمبر ۲ کا جواب ماہ رجب کی آخری تاریخوں تک ہی تقریب اختتام کے پہنچ چکا تھا کہ میرے سفروں کا سلسلہ شروع ہو گیا، جس کا خاتمہ یکم رمضان ہوا۔ پھر رمضان مبارک کی مصروفیتیں تکمیل جواب سے مانع آئیں۔ آخر رمضان شوال میں قادیانی برکات (زلزلہ وغیرہ) کے اثرات سے پریشانی رہی۔ آخر اراکین انجمن اشاعت الاسلام کے بے اعتنا مجبور کرنے پر ماہ ذی قعدہ میں رسالہ ہذا کی تکمیل کر دی جو آپ کے سامنے ہے۔

”والعذر عند کرام الناس مقبول فالحمد لله الذی بنعمته تتم الصالحات الباقيات والصلوة مع السلام علی محمد الذی ختم به النبیون اولو الشرائع والمعجزات غیرهم من تابعیہم ذوی الفضائل والبرکات۔ ما دامت الارض والسموات الکرات والمرات“

قادیانی ٹریکٹ نمبر ۳ کی حقیقت

ہمارے ٹریکٹ نمبر ۶ مسکمی بہ ”جواب دعوت“ کے نام نہاد جواب میں مجاہد صاحب نے اپنا ٹریکٹ نمبر ۳ شائع کیا ہے اور یہ سمجھ بیٹھے کہ ہم جواب دعوت کے جواب سے سبکدوش ہو گئے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ جواب سے ہی جواب ہے۔ ہمارا ٹریکٹ نمبر ۶ پورے ۳۶ صفحوں کا ہے۔ اس میں پورے دس صفحوں کو تو مجاہد صاحب نے ہاتھ بھی نہیں لگایا ہے۔ یعنی ص ۶، ۹، ۱۶، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۲، ۳۱، ۳۵، پس ان دس صفحوں کا جواب تو مجاہد کے ذمہ جوں کا توں باقی ہے۔ رہ گئے باقی ۲۶ صفحے، ان کی بابت ملاحظہ فرمائیے۔ ہمارے ٹریکٹ میں سوائے پہلے اور پچھلے صفحہ کے ہر صفحہ میں ۲۱ سطریں ہیں۔ ص ۲ میں سے مجاہد نے ساڑھے ۶ سطریں لی ہیں۔ ص ۳ سے آدمی سطر۔ ص ۵ سے بھی آدمی سطر۔ ص ۷ سے ساڑھے ۴ سطریں۔ ص ۸ سے ۴ سطریں۔ ص ۱۰ سے ساڑھے ۴ سطریں۔ ص ۱۱ سے اتھائی سطریں۔ ص ۱۲ سے ساڑھے ۳ سطریں۔ ص ۱۳ سے ۲-۳/۴ سطریں۔ نمبر ۱۴ سے ڈیڑھ سطر۔ ص ۱۵ سے ۳ سطریں۔ ص ۱۷ سے ۶ سطریں۔ ص ۲۱ کے آدھے کالم سے ۷ سطریں گویا ساڑھے ۳ پوری سطریں ص ۲۲ سے ایک سطر ص ۲۳ سے ۳ سطریں۔ ص ۲۵ سے ایک سطر۔ ص ۲۶ سے بھی ایک سطر ص ۲۷ سے ۲ سطریں۔ ص ۲۸ سے ڈیڑھ سطر۔ ص ۲۹ سے آدمی سطر۔ ص ۳۰ سے ۳ سطریں۔ ص ۳۲ سے ۲ سطریں۔ ص ۳۳ سے ۱-۳/۴ سطر۔ ص ۳۶ سے ۲

سطریں۔ یعنی رسالہ ”جواب دعوت“ کی ۷۳۰ سطروں میں سے صرف ۶۵ سطروں کے جواب دینے کے مجاہد صاحب نے کوشش کی ہے اور وہ جواب بھی کیا ہے کہ منہ چڑھایا ہے اس جواب کے اکثر حصوں کی تردید ہمارے اسی رسالہ میں ہو چکی ہے۔ رسالہ ”جواب دعوت“ کے باقی ۶۶۵ سطروں کا جواب مجاہد کے ذمہ ہنوز جوں کا توں باقی ہے۔ یوں سمجھئے کہ مجاہد صاحب نے رسالہ جواب دعوت کے گیارہ حصوں میں سے صرف ایک حصہ کے جواب دینے کی سعی کی ہے۔ باقی دس حصوں کے جواب سے عاجز رہ گئے یا تسلیم کر لیا ہے۔ اس لئے ہم کو کوئی ضرورت نہیں ہے کہ ہم ان کے ٹریکٹ نمبر ۳ کے جواب میں کوئی علیحدہ کتاب لکھیں۔ تاہم اگر دوستوں نے ضرورت سمجھی اور مسلمانوں کا اصرار ہوا تو چند صفحات میں اس کا مکمل دندان شکن جواب تحریر کر دیں گے۔ انشاء اللہ العزیز! کیونکہ۔

ظفر نصیب میں بٹے نہیں ہیں دشمن سے
ہمارا ہاتھ ہے لائق کڑی کمان کے لئے
مناظر ہیں نہیں میرے رو برویہ تاب
کہ لب ہلا بھی سکے غیر کچھ بیان کے لئے
یہ سب فضل ہے اس خالق دو عالم کا
کہ مثل شیر ہیں ہم دفع دشمنان کے لئے

تمت الرسالة

قادیانی ٹریکٹ نمبر ۴ کا جواب اور اس کی حقیقت

خلیفہ قادیان نے ماہ نومبر ۱۹۳۲ء میں ۳۲ صفحات کا ایک رسالہ شائع کیا تھا جس کا نام ہے۔ ”سرزمین کاہل میں ایک تازہ نشان کا ظہور“ مجاہد صاحب نے کمال جدوجہد سے چھ صفحات کا اضافہ کر کے اسی رسالہ کو بیعتہا بنارس میں طبع کرا کے شائع کر دیا اور اس کو ”سلسلہ ظہور امام کا ٹریکٹ نمبر ۴“ بنا دیا۔ یہ ہے اس ٹریکٹ کی حقیقت۔

نامنٹل بیج کے دوسرے صفحہ پر مجاہد صاحب نے ہمارے ٹریکٹ نمبر ۷ ”معیار نبوت“ کے جواب دینے کی سعی لا حاصل کی ہے۔ لکھتے ہیں کہ ”پیغمبروں کی پیشین گوئی کے حرف بحرف پورا ہونے کی شرط محض غلط ہے۔“ یہ تو مجاہد صاحب بلکہ ہر مرزائی کی جبلی عادت ہو گئی ہے کہ جو امور نص قرآن وحدیث سے ثابت ہو وہ سب ان کے نزدیک ”غلط“ ہوتے ہیں۔ صحیح دینی ہوتا ہے جو یہ لوگ کہیں۔ تاکہ مرزا قادیانی کی نبوت کا ذہن کسی طرح بھی ہو جائے۔ خواہ سچے پیغمبر نعوذ باللہ

بھوٹے ہی کیوں نہ ثابت ہوں۔

ہلا سے کوئی اور ان کی بدناما ہو جائے
کسی طرح تو مٹ جائے ولولہ دل کا

مجاہد صاحب کی دلیل ملاحظہ ہو، فرماتے ہیں: ”پورا ہونا ضروری ہوتا تو خدا کیوں فرمایا: ”لَا يَخْلِفُ اللَّهُ وَعْدَهُ وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ (روم: ۶)“ کیوں اعتراض کرتے ہیں؟ کو کیا مجاہد صاحب یہ سمجھے کہ اس آیت سے ثابت ہو گیا کہ پیغمبروں کی پیش کوئی حرف بحرف پوری نہیں ہوتی۔ تاہم برین فہم، پوری آیت یوں ہے: ”يَنْصُرُ مَنْ يَشَاءُ وَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ وَعَدَ اللَّهُ لَا يَخْلِفُ اللَّهُ وَعْدَهُ وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ يَعْلَمُونَ ظَاهِرًا مِّنَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَهُمْ عَنِ الْآخِرَةِ هُمْ غَافِلُونَ (روم: ۷)“ یعنی مدد دیتا ہے اللہ جس کو چاہتا ہے اور وہی غلبہ والا رحم والا ہے۔ وعدہ ہے اللہ کا (مدد کا) اللہ اپنے وعدہ کا خلاف نہیں کرتا۔ لیکن اکثر لوگ (مشرکین) کو (اللہ کے وعدوں کا) علم نہیں ان کا تو صرف دنیا کی زندگی کی ظاہر (معمولی) باتوں کا علم ہے اور وہ آخرت (کی باتوں) سے غافل (بے خبر) ہیں مشرکین مکہ نے کہا تھا کہ جس طرح فارس والے امی ہیں اور رومی اہل کتاب پر غالب آئے ہم بھی امی ہیں اور محمدی اہل قرآن پر غالب آئیں گے۔ اللہ نے ان کی تردید فرمائی کہ ۹ برس کے اندر اہل روم اہل فارس پر غالب ہوں گے۔ اور مسلمان مکہ والوں پر (بدر میں) غالب ہوں گے۔ یہ اللہ کا وعدہ ہے جو پورا ہو کر رہے گا (چنانچہ پورا ہوا) لیکن مشرکین مکہ نہیں جانتے۔ کہ شکست خوردہ رومی کیونکر غالب اہل فارس پر فتح پائیں گے اور بے سروسامان قلیل مسلمان کیونکہ سارے مکہ والوں پر فتح حاصل کریں گے۔ وہ تو دنیوی ساز و سامان اور کثرت تعداد پر غلبہ کو منحصر جانتے ہیں۔ ان کو کیا خبر کہ

اوست سلطان ہرچہ خواہد آن کند

عالمے رادردمے ویران کند

پس آیت تو کچھ کہہ رہی ہے اور مجاہد صاحب کچھ لاپ رہے ہیں۔ (فحوائے من

چہ گویم وطنبورہ من چہ سراید) سبحان اللہ!

دوسری دلیل مجاہد صاحب نے اس سے بھی عجیب دی ہے لکھا ہے کہ ”یعقوب کی پیش

گوئی عَسَىٰ اللَّهُ اَنْ يَّاتِيَنِيْ بِهٖمْ جَمِيْعًا (یوسف: ۸۳)“..... وہ قتیوں نہ آئے الٹا حضرت

یعقوب کو بھی جانا پڑا۔“ برین عقل و دانش ہزار آفرین۔ یہاں اتیان بمعنی تدبیر ہے اور کلام عرب میں اتیان تدبیر کے معنوں بہت مستعمل ہے مشہور لغوی راغب اصفہانی کی مفردات ملاحظہ ہو۔ یعقوب علیہ السلام امید اور توقع کا اظہار فرما رہے ہیں کہ عسی اللہ ان یاتینی بہم جمیعا (یوسف: ۸۳) یعنی قریب ہے کہ اللہ میرے اور ان لڑکوں (روبن، یوسف اور بنیامین) کے اکٹھا ہونے کی کوئی تدبیر کرے گا۔ چنانچہ حضرت یعقوب کی یہ توقع حرف بحرف پوری ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے ان سب کو مصر میں اکٹھا کر دیا۔ فاین هذا من ذاک۔

آہ نادر شاہ کہاں گیا

کہا جاتا ہے کہ یہ مرزا قادیانی کی ایک پیش گوئی ہے جو بقول مجاہد ”حرف بحرف پوری ہوئی۔“ اور ان کے نزدیک یہ ”مرزا قادیانی کی نبوت کا تازہ ثبوت ہے۔“ مجاہد صاحب نے ص ۱ سے ص ۲۵ تک ”خلیفہ قادیان“ کے شائع کردہ رسالہ سے ”حرف بحرف“ نقل کر دیا ہے۔ یہی اس کے حرف بحرف پورے ہونے کا ثبوت ہے۔ ہم ان ۲۵ صفحوں کی طویل عبارت کی روح کو چند لفظوں میں نکال لیتے ہیں۔ پس ہمارا جواب ملاحظہ ہو۔

مرزا قادیانی کی پیش گوئی مذکور موم کی ناک چھٹی ہے کہ جس طرف چاہے موڑ لو۔ آپ کے خلیفہ قادیان نے پہلے اس کو بچہ سہ کے واقعہ پر چسپاں کیا اور غضب یہ کیا کہ ڈاکو بچہ سہ اور اس کے تین سو ڈاکو ساتھیوں کو اصحاب بدر سے تشبیہ دی چنانچہ ص ۶ کا عنوان ملاحظہ ہو ”قابل میں بدر کی جنگ کا نظارہ“ اور ص ۷ میں لکھتے ہیں۔ ”اطلاع حضرت مسیح موعود کو اس (خدا) نے دے رکھی تھی بچہ سہ کو ایک جماعت کے ساتھ جو تعداد میں اصحاب بدر کے مطابق تھی۔ یعنی کل تین سو سپاہی تھے (تا) تختہ الٹ دیا۔“ کتنی جسارت اور ہمارے زخمی دلوں پر نمک پاشی کی گئی ہے کہ ڈاکوؤں کو بدری صحابیوں کے مشابہ قرار دیا اور ان کے ظالمانہ تغلب کو فتح بدر کا مماثل بنایا اور ذرا نہ سمجھے کہ جب نادر خان مرحوم نے ان ڈاکوؤں کو قتل کر دیا تو وہ اصحاب کرام کا قاتل ہونے کے باعث مومن کہاں رہا کیوں نہ ہو جو لوگ سقوط بغداد پر خوشیاں منائیں اور ترکوں کو بندر اور سور قرار دیں۔ (الفضل ۱۰ اکتوبر ۱۹۱۷ء) ان سے جو نہ ہو تھوڑا ہے۔ لطف پر لطف یہ ہے کہ جب نادر خان مرحوم نے بچہ سہ وغیرہ کو فنا کے گھاٹ اتار کر کابل پر دخل جمایا اس وقت بھی یہی الہامی پیش گوئی ”آہ نادر شاہ کہاں گیا“ نادر خاں پر جڑ دی۔ چنانچہ خلیفہ صاحب لکھتے ہیں ”اس میں یہ بتایا گیا کہ اس پہلے واقعہ (بچہ سہ) کے بعد نادر بادشاہ افغانستان ہوگا۔“ (ص ۸) مطلب یہ ہوا کہ بچہ سہ

جیسے اصحاب بدر کی حکومت کے زمانہ میں کابل کے لوگ پکار رہے تھے۔ (وہ بھی اردو میں) کہ ”آہ نادر شاہ کہاں گیا“ یہاں آئے اور بادشاہ بن کر حکومت کرے۔ چنانچہ نادر خاں پہنچے اور بادشاہ بن گئے۔ گویا پیشین گوئی پوری ہوئی۔ اچھا پھر کیا باقی رہا کہ جب نادر خاں شہید ہوئے۔ مکی الہامی پیشین گوئی پھر یاد آگئی اور لکھ دیا کہ ”اس کی موت واقع ہوگئی حتیٰ کہ سب ملک (کابل کا) چلا اٹھے گا (اردو زبان میں) کہ آہ نادر شاہ کہاں گیا؟ (ص ۸)“ کیا خوب ایک ہی پیش گوئی تخت پر بھی اور تختہ پر بھی؟

بات وہ کہ نکلے رہیں پہلو دونوں
طرہ یہ کہ کابل والے پشتو اور فارسی سب بھول گئے لگے اردو زبان میں چلا نے کہ ”آہ نادر شاہ کہاں گیا؟“ یہ اردو زبان کا بلیوں کی مادری زبان کب سے بنی؟ یا یہ تو نہیں ہے کہ:

یسار من تدر کسی ومن تدر کسی فنی دانم
در اصل مذکور پیش گوئی کو شاہ کابل کی شہادت سے کوئی تعلق ہی نہیں ہے۔ تعجب تو یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیش گوئیوں زلزلہ و جنگ پر تو مذاق اڑایا جائے اور مرزا قادیانی تحریر فرمائیں۔ ”اس در ماندہ انسان کی پیش گوئیاں کیا تھیں۔ صرف یہی کہ زلزلے آئیں گے۔ قحط پڑیں گے۔ لڑائیاں ہوں گی۔ کیا ہمیشہ زلزلے نہیں آتے کیا۔ ہمیشہ قحط نہیں پڑتے۔۔۔۔۔ اس نادان اسرائیلی (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) نے ان معمولی باتوں کا پیش گوئی کیوں نام رکھا؟“ (حاشیہ نمبر انجام اہتم ص ۴، خزائن ج ۱۱ ص ۲۸۸) کیا ہمارا حق نہیں کہ اس کے جواب میں ہم بھی یوں کہیں کہ ”اسی مراقی انسان (مرزا قادیانی) کی پیش گوئیاں کیا تھیں صرف یہی کہ زلزلہ آئے گا۔ (ضمیمہ برائین احمد ج ۵ ص ۹۲) سخت جلا نہیں نازل ہوں گی۔ (حقیقت الہی ص ۳۶۴، خزائن ج ۲۲ ص ۳۴۳) نادر شاہ کہاں گیا؟ (۳ مئی ۱۹۰۵ء) کیا ہمیشہ زلزلے نہیں آتے؟ کیا سخت بارشیں نہیں ہوتیں؟ کیا بادشاہ مراٹھیں کرتے؟ اس ناپاطی مراقی نے ان معمولی باتوں کا نام پیش گوئی کیوں رکھ لیا؟ کیا لکھ ”پیش گوئی سے مقصود یہ ہوتا ہے کہ وہ دوسرے کے لئے بطور دلیل کے کام آسکے لیکن جب ایک پیش گوئی خود دلیل کی محتاج ہے تو کس کام کی ہے؟ (تجزیہ کلمہ و بیطیع سوم ص ۱۲۱، خزائن ج ۱۷ ص ۳۰۱)“ ناظرین!

ہے یہ گنبد کی صدا جیسی کسے ویسی سنے

مدن پورہ کا اشتہار

مولوی غلام احمد مجاہد نے ٹریڈکٹ مذکور کے ص ۲۶ سے ص ۲۸ تک انجمن اشاعت

الاسلام مدن پورہ کے اشتہار پر خامہ فرسائی کی ہے واقعہ یہ ہے کہ صوبہ بہار کے مشہور شہر چمپہرہ میں آل انڈیا الہحدیث کانفرنس کا اٹھارہویں سالانہ جلسہ ۹، ۸، ۱۹۳۳ء کو اور آل انڈیا الہحدیث لیگ کا دوسرا سالانہ جلسہ ۱۰ دسمبر ۳۳ء کو ہونے والا تھا۔ (چنانچہ ہوا) ان دونوں جلسوں کی شرکت کے لئے شیر پنجاب فاتح قادیان جناب مولانا ابوالوفاء ثناء اللہ صاحب امرتسری (رحمۃ اللہ علیہ) بقاۃ ۶ دسمبر ۳۳ء کو بنارس سے گزرنے والے تھے۔ اراکین انجمن مذکور کے بے حد اصرار سے جناب مولانا محمود نے ایک شب کے لئے بنارس قیام فرمانا اور تقریر کرنا منظور فرمایا تھا۔ اراکین انجمن نے مولانا کے وعظ کا اشتہار شائع کیا۔ مجاہد صاحب نے جھٹ ایک ”کھلی چھٹی“ مولانا موصوف کے نام شائع کر دی اور مولانا کی تقریر شروع ہونے سے چند منٹ پہلے جلسہ میں تقسیم کرنا شروع کی۔ صدر انجمن نے نہایت فراخ حوصلگی سے مجاہد صاحب کو شکوک پیش کرنے کی تحریری اجازت دے دی۔ مجاہد صاحب جو صرف اپنے کمپ میں ہی جہاد کرنا جانتے تھے۔ شیر پنجاب کے مقابل آنے کی ہمت نہ کر سکے اور جلسہ ختم ہو جانے کے بعد ایک تحریر پر تزییر بھیج دی جس میں اراکین انجمن پر کچھ الزام دھر دیا اور مولانا امرتسری پر سو قیادہ حملہ بھی۔ جیسا کہ اہل بنارس نے انجمن کے اشتہار میں فریقین کے خطوط سے معلوم کر لیا ہوگا۔ اراکین انجمن نے گفتگو کے لئے دوسرے روز صبح پھر ایک موقع دیا۔ لیکن مجاہد صاحب نہ آئے۔ اور بقول ”کھسیانی ملی کھنبہ نوچے“ اپنی خجالت مٹانے کو ایک اشتہار شائع کر دیا جس کی سرخی رکھی ”مولوی ثناء اللہ امرتسری کے حالات علم و تقویٰ“ اس اشتہار میں۔

مجاہد کے اشتہار کا جواب

از اول تا آخر جھوٹ ہی جھوٹ کا چنانچہ نمبر وار ملاحظہ ہو:

پہلا جھوٹ..... ”ظہور امام نمبر کا جواب کسی سے بھی بن نہ پڑا“ حالانکہ مدن پورہ کی انجمن زاد آخرت نے صولت اسدیہ کے نام سے اس کا جواب عرصہ ہوا، دے دیا تھا۔ اور ہمارا جواب زیر طبع ہے۔

دوسرا جھوٹ..... ”ٹریکٹ نمبر ۲ کا جواب دینے کی ہمت نہیں ہوئی“ حالانکہ اس کا جواب اسی وقت لکھ دیا گیا تھا جو ناظرین کے ہاتھوں میں ہے۔

تیسرا جھوٹ..... ”مولوی ثناء اللہ امرتسری سے ہمارے خلاف لیکچر کرانے کی سوچھی۔“ جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ان کو خاص لیکچر دینے کے لئے بلایا گیا تھا حالانکہ وہ الہحدیث کانفرنس کے سالانہ جلسہ کی صدارت کے لئے چمپہرہ تشریف لے جا رہے تھے۔

چوتھا جھوٹ..... ”مساوی وقت دینے سے راہ فرار اختیار کی۔“ حالانکہ مساوی وقت دیا گیا تھا اور تحریر دے دی گئی تھی کہ ”مولانا جتئی دیر تقریر فرمائیں گے۔ اتنا ہی وقت گفتگو کے لئے دیا جائے گا۔“ پھر تحدید کے وقت بھی مساوی کی گئی تھی یعنی پانچ پانچ منٹ۔

پانچواں جھوٹ..... ”حفظ امن کی ذمہ داری سے بھی انکار کر دیا“ حالانکہ لکھ دیا گیا تھا کہ ”ذمہ دار ہمارے اور آپ کے اخلاق ہوں گے۔“ اب اور کس طرح ذمہ داری لی جاسکتی تھی۔“
چھٹا جھوٹ..... ”ہمیشہ ہمارے ساتھ درندگی برتی جاتی ہے۔“ حالانکہ ہر جگہ شرارت مرزائیوں کی ہوتی ہے اس لئے مصری عدالت نے مرزائیوں پر جرمانہ بھی کیا ہے۔

(ملاحظہ ہوا اخبار الفتح قاہرہ نمبر ۷۷، ۳۷، ۱۱، رمضان ۱۳۵۲ھ)

ساتواں جھوٹ..... ”امر تر نے احمدیوں کو زخمی کیا“ صحیح فیصلہ تو عدالت ہی کرے گی لیکن اخباری رپورٹ اس کے بالکل برعکس ہے۔ بٹالہ کا واقعہ قتل اور قادیان میں لڑائی وغیرہ کے واقعات نیز مصر کا قصہ ہمیں مجاہد کے بیان کو صحیح سمجھنے سے مانع ہیں۔

آٹھواں جھوٹ..... ”علماء نجد و حرم نے مولوی ثناء اللہ کے برخلاف فتویٰ دیا۔“ حالانکہ علمائے نجد و حرم کے بڑے افر قاضی القضاہ عبداللہ بن بلید نے بحکم جلالتہ الملک امام عبدالعزیز شاہ مملکت عربیہ سعودیہ جو تحریر دی تھی وہ یہ ہے رجوع کل منها الی تجدید عقد الاخوة واجتناب ما ینافی ذلک جس کا ترجمہ (قادیان کے خلیفہ اول حکیم نور الدین آنجنہانی کے نواسے کے مرتب کئے ہوئے ”فیصلہ مکہ“ کے (جس سے مجاہد صاحب نے نمبر ۲ و نمبر ۳ نقل کیا ہے۔) صفحہ ۱۳ میں) یوں منقول ہے۔ ”چونکہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے رجوع کر لیا ہے۔ اس لئے وہ اب ہمارا بھائی ہے۔“ یہ مجاہد صاحب کو نظر نہ آیا۔ افسوس!

نواں جھوٹ..... ”مولوی ثناء اللہ مولویوں اور حدیثوں کو کیا سمجھتے ہیں؟ شعر مولوی اب طالب دنیا جیہ ہو گئے..... الخ۔“ حالانکہ یہ شعر مولوی ثناء اللہ صاحب کا نہیں ہے۔ بلکہ دیوان گلشن ہدایت کا ہے اور اخبار اہل حدیث ۳۰ مئی ۱۹۱۳ء میں جس کا حوالہ مجاہد نے دیا ہے کہیں بھی یہ شعر مندرج نہیں ہے۔ یہ دسواں جھوٹ ہے۔ البتہ اخبار اہل حدیث ۳۱ مئی ۱۹۱۳ء میں محمد حسین خاں الہ آبادی کے مضمون میں شعر مذکور مرقوم ہے۔ اور ایڈیٹر نامہ نگاروں کی رائے سے متفق نہیں ہوتا۔ پھر مولانا ثناء اللہ صاحب کا وہ عندیہ کیونکر ہو گیا۔

گیارہواں جھوٹ..... ”مولویوں میں شیطنت بھری ہوئی ہے الحمدیٹ ۷ ایلو مبر ۱۹۱۱ء“ یہ بھی مولانا امرتسری کا مضمون تحریر کردہ نہیں ہے۔ بلکہ میڈہ مقولات میں اخبار برق خن بنگلور سے منقول ہے۔ پس یہ تحریر ایڈیٹر برق خن بنگلور کی ہے۔ نہ ایڈیٹر الحمدیٹ امرتسری۔

بارہواں جھوٹ..... ”الحمدیٹ بھی بنی اسرائیل کی طرح (تا آخر) الحمدیٹ ۲۵ ستمبر ۱۹۳۱ء ص ۱۱“ یہ مضمون مولوی عبداللہ مویٰ مقیم چچا کا لکھا ہوا ہے۔ نہ مولانا ابوالوفاء کا۔ تعجب ہے کہ مجاہد نے نامہ نگاروں کے خیالات کو مولانا امرتسری کے سر کیسے موڑ دیا؟ کرے کوئی مجھے کوئی؟

بیللہ عجیب

تیرہواں جھوٹ..... ”مولوی ثناء اللہ نے یہ معیار قرار دیا تھا کہ جھوٹے دعا باز کو لمبی عمر ملتی ہے۔ الحمدیٹ ۲۶ اپریل ۱۹۰۷ء اسے سفید جھوٹ کہوں یا سیاہ جھوٹ؟ کیونکہ یہ تحریر بھی مولوی صاحب ممدوح کی نہیں ہے۔ بلکہ اسی کے بعد بریکٹ میں ”نائب ایڈیٹر“ مرقوم ہے۔ پھر یہ معیار مولوی صاحب موصوف کا مقرر کردہ کیونکہ ہو گیا؟ اور یہ نائب ایڈیٹر نے بھی مرزا قادیانی کی تحریر ”میں جانتا ہوں کہ مفید اور کذاب کی عمر نہیں ہوتی۔ (اشتہار آخری فیصلہ ۱۵ اپریل ۱۹۰۷ء۔ مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۵۷۸)“ کی تردید میں یہ دکھانے کے لئے کہ مرزا قادیانی نے نص قرآن کے خلاف لکھا ہے ان کی عبارت پر ایک کا حاشیہ بنا کر نوٹ دیا ہے کہ آپ اس دعویٰ میں قرآن کے خلاف لکھ رہے ہیں (تا) قرآن میں یہ لیاقت؟“ پھر یہ معیار کیونکہ ہو گیا اس میں تو مرزا کی قرآن دانی کی خبر لی گئی ہے اور آگے بریکٹ میں صاف صاف مرقوم ہے۔ ”نائب ایڈیٹر اخبار الحمدیٹ“ جو اندھوں کو نظر نہیں آتا۔ ولہم اعین لا یبصرون بھا۔ نیز مولانا ثناء اللہ صاحب نے اخبار اہل حدیث رجب ۱۳۲۶ھ کے ص ۳ پر صاف صاف اعلان بھی کر دیا تھا کہ ”وہ نوٹ میرا نہ تھا بلکہ راقم کا اپنا نام چھپے اس کے لکھا تھا۔ (ج ۵ ص ۳۹)“ یہ ہے ”خاکسار غلام احمد مجاہد“ کے اشتہار کی حقیقت جس سے سوائے اکاذیب کے سچائی کا نام و نشان بھی نہیں ہے۔

فان كنت لا تدري فتلك مصيبة

وان كنت تدري فـ المصيبة اعظم

مدن پورہ کے اشتہار کے جواب کا جواب

مجاہد صاحب نے انجمن اشاعت الاسلام کے جواب میں سات نمبر قائم کئے ہیں۔ ان کی بھی حقیقت ملاحظہ ہو:

..... لکھتے ہیں کہ ”۱۷ شعبان کو مغرب کے وقت ہمیں اشتہار ملا (ص ۲۶)“ پھر آپ کا کھلا خط عین مغرب کے ہی وقت طبع ہو کر تقسیم کیے ہو گیا تھا چنانچہ چوک میں نماز مغرب کے بعد فوراً ہی آپ کے آدمی کا کھلا خط لوگوں کو دے رہے تھے۔ جھوٹ ہو تو ایسا ہو کہ بچہ بچہ اسے جھوٹ کہہ دے۔

۲..... میں مرزا قادیانی کے چیلنج کا حوالہ طلب کیا ہے۔ جبکہ انہوں نے مولانا امرتسری کو پیش گوئیوں کی پڑتال کے لئے قادیان بلایا تھا چنانچہ ملاحظہ ہو، مرزا قادیانی اپنے رسالہ اعجاز احمدی میں لکھتے ہیں: ”اگر (مولوی ثناء اللہ صاحب) سچے ہیں تو قادیان میں آ کر کسی پیش گوئی کو جھوٹی تو ثابت کریں۔ (ص ۳۳: خزائن ج ۱۹ ص ۱۱۷)“ اور سنئے فرماتے ہیں ”ہم ان کو دعوہ کرتے ہیں اور خدا کی قسم دیتے ہیں کہ وہ اس تحقیق کے لئے قادیان میں آئیں۔“ (ص ۲۸: خزائن ج ۱۹ ص ۱۳۲) اور لکھتے: ”وہ قادیان میں تمام پیش گوئیوں کی پڑتال کے لئے میرے پاس نہیں آئیں۔“ (ص ۳۳: خزائن ج ۱۹ ص ۱۳۸) اب فرمائیے کہ لعنة الله على الكاذبين کی سیاحی کس کے چہرہ پر لگی؟

کس صفائی سے حوالہ دے دیا تحریر کا
منہ جو دیکھا ہم نے جھوٹے کا تو کھلا ہو گیا

۳..... میں ناقل مسودہ کی غلطی پر پھولے نہیں سمجھتا کہ ”وہ مارا“ اصل مسودہ میں عبارت پور ہے۔ ”ان دنوں ہمالہ سے قادیان تک ریل نہ تھی۔“ ناقل کی سبقت قلم نے ہمالہ کا امرتسر بنا دیا جیسے مجاہد صاحب نے اپنے اشتہار میں الحمد للہ ۳۱ مئی ۱۹۱۲ء کو ۳۰ مئی ۱۹۱۳ء لکھ دیا ہے۔

ایں گناہ است کہ در شہر شمانہن کنند

۴..... میں مرزا قادیانی کی پیش گوئی ”مولوی ثناء اللہ قادیان میں ہرگز نہیں آئیں گے۔“ کو جھوٹ کہا ہے۔ (ص ۲۶) حالانکہ یہ پیش گوئی (اعجاز احمدی ص ۳۳: خزائن ج ۱۹ ص ۱۳۸) پر موجود ہے۔ جیسا کہ ابھی ہم نے اسے نقل بھی کر دیا ہے۔ پھر جھوٹ کیا ہوا؟ ہاں مولانا امرتسری کے قادیان چیلنج جاننے کی وجہ سے مرزا قادیانی کی پیش گوئی البتہ جھوٹی ہو گئی آگے مجاہد صاحب نے ص ۲۷ میں بجائے اس کے کہ مرزا قادیانی کی کتاب سے پوری عبارت نقل کرتے مرزا قادیانی کی عبارت کو توڑ مروڑ کر اپنے مطلب کی بنا کر چھ نمبر لگا کر تحریر کیا ہے جس سے ناظرین کو دھوکہ دینا مقصود ہے۔ ہم نے مرزا قادیانی کی عبارت صاف صاف اوپر نقل کر دی ہے۔ جو مجاہد صاحب کے بنائے ہوئے گھردہ دعوے کو چشم زدن میں نیست و نابود کر دیتی ہے۔ جیسا کہ ناظرین یہ سارا قصہ ہمارے

ٹریکٹ نمبر ۴ کے ص ۳۴ پر مفصل ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ مجاہد صاحب لاکھ لیا پوتی کریں۔ لیکن کچھ بتا نہیں سکتے۔ جس قدر کرید کریں گے۔ اتنا ہی بوکرے گا۔ ع چوں بشوہی بلند تر باشد۔ ۵..... میں لکھتے ہیں کہ ”یہ جھوٹ ہے کہ مولوی ثناء اللہ نے مرزا قادیانی کے تین گھنٹوں کے مقابلہ میں صرف پانچ منٹ تقریر کے لئے مانگے۔“ (ص ۲۸) پھر آگے خود ہی یہ بھی لکھتے ہیں ”ضد کی کہ ہر ایک گھنٹے کے بعد کچھ وقت دیا جائے“ کچھ وقت سے مراد اگر پونے دو دو منٹ مان لیں جو ”ہر ایک گھنٹہ کے بعد مطلوب تھا تو تین گھنٹوں کے مقابلہ میں سوا پانچ منٹ ہوتے ہیں۔“ پھر جھوٹ کیا ہوا؟ اگر مرزا قادیانی کا ہی تقریر کرنا طے تھا تو مولانا امرتسری نے بھی تو اس کو مان لیا تھا اور لکھ دیا تھا کہ ”میں آپ کی بے انصافی قبول کرتا ہوں میں دو تین سطریں ہی کہ ”میں آپ کی بے انصافی قبول کرتا ہوں میں دو تین سطریں ہی لکھوں گا۔ آپ بلا شک تین گھنٹہ تک تقریر کریں۔“ (رقعہ ۱۱ جنوری ۱۹۰۳ء، ملفوظات ج ۲ ص ۶۸۵) مندرجہ الہامات مرزا ص ۱۲۰ پھر مرزا قادیانی پردہ سے باہر کیوں نہ نکلے اور اندر ہی اندر کیوں بگڑتے بنتے رہے۔ جس پر مجاہد صاحب نمبر ۶ میں بگڑ گئے ہیں۔

نمبر ۶..... میں لکھتے ہیں ”مرزا قادیانی بگڑ گئے جھوٹ ہے۔“ (ص ۲۸) ”مرزا قادیانی بگڑتے نہ تھے تو یہ کیوں لکھا تھا کہ ”چوروں کی طرح آگئے“ صم حکم لعنت کے ساتھ لے جائیں گے۔“ آپ کے شیطانی وساوس ایسی گالیاں یا تو عورتیں پردہ کے اندر سے دیتی ہیں یا مرد غصہ میں بگڑ کر بکتے ہیں۔ لیکن آپ کے نزدیک تو بگڑنے پر بھی زلف اس کی بنا کی۔

۷..... میں لکھتے ہیں ”ہم نے رفع شکوک کے لئے وقت نہیں مانگا تھا (تا) جوابی تقریر کا مطالبہ کرتے تھے۔“ (ص ۲۸)

دروغ گویم برو تو

اسی کو کہتے ہیں

جناب والا کھلی چٹھی میں آپ کی شکایت کیا تھی؟ یہی ناکہ ”جماعت احمدیہ کو سوال و جواب کرنے کی دعوت نہیں دی گئی۔“ اسی کا نام تو رفع شکوک ہے۔ پھر اپنی کھلی چٹھی میں اثادہ کی مثال بھی دی ہے۔ کیا اثادہ میں جوابی تقریر ہوتی تھی؟ یا دس دس منٹ سوال و جواب ہوتا تھا۔ سوال شک کا پیش کرنا اور جواب اس شک کا دفعہ ہے۔ اور ہم نے اس کی اجازت دے دی تھی جس کا آپ کو بھی اقرار ہے۔ پھر اٹنی شکایت کیسی؟

لئے ہی شکوے کرتے ہو اور کس ادا کے ساتھ

ناتواقتی کے طعنے ہیں عذر جفا کے ساتھ

تین باتوں پر نظر

مجاہد کی تثلیث

مجاہد صاحب نے اپنے ٹریکٹ نمبر ۴ کے آخری دو صفحوں (۲۱، ۲۰) میں ایک تثلیث قائم کی ہے۔ یعنی اپنے ناظرین کی توجہ تین باتوں کی طرف مبذول کرائی ہے۔ نمبر اول میں لکھا ہے کہ قرآن کی تیس آیتوں سے وفات عیسیٰ ثابت ہے جس سے آٹھ آیتیں ظہور امام نمبر اول میں پیش کی جا چکی ہیں۔ باقی ۲۲ آیتیں آئندہ بیان ہوں گی۔ ان کا جواب آج تک کسی نے نہیں دیا ملخصاً (ص ۲۹) ”آپ بے چارے کہاں اتنا دم خم رکھتے ہیں کہ قرآن مجید سے وفات عیسیٰ علیہ السلام ثابت کریں؟ ہاں آپ کے مسخ مرزا جن کی وفات ہو چکی۔ انہوں نے کھینچ جان کر قرآن سے تیس آیتیں ازالہ اوہام میں لکھی ہیں۔ (از ص ۵۹۸ تا ۶۲۵، خزائن ج ۳ ص ۴۲۳) ان کا مفصل جواب جماعت الحمد للہ کی طرف سے مولانا حافظ محمد ابراہیم صاحب سیالکوٹی نے مرزا قادیانی کی زندگی میں ہی لکھ کر شائع کر دیا تھا جس کا نام ہے۔ ”شہادۃ القرآن بسا علی النداء بان المسيح رفع حیا الی السماء۔ جو بتارس میں ہماری جماعت کے ہر گھر میں موجود ہے۔ جس کا جواب الجواب نہ مرزا قادیانی سے بن پڑا تھا نہ کسی مرزائی سے۔ یہ ہمارا قرضہ اب تک قادیانیوں کے ذمہ باقی ہے جس سے وہ تاقیامت سبکدوش نہیں ہو سکتے۔ اسی کتاب ازالہ سے ظہور امام نمبر اول میں آٹھ آیتیں لکھ دی گئی ہیں۔ پس جس کا جواب ہو چکا ہے اسی کا پھر جواب لکھنا کچھ ضروری نہ تھا تو بھی بتارس قرض دار نہیں ہے۔ صولت اسدیہ کی صورت میں ادا کر چکا ہے۔ دوسری شکل میں بھی تیار ہے۔

نمبر دوم میں اپنے ٹریکٹ نمبر ۲ کے جواب نہ ملنے کی شکایت کی ہے اس کا جواب ناظرین کے ہاتھوں میں موجود ہے۔

نمبر سوم میں وفات عیسیٰ کی چند ضعیف اور بے اصل حدیثیں تحریر کی ہیں ان کی حقیقت ملاحظہ ہو۔

احادیث وفات عیسیٰ کا حال

پہلی حدیث ان عیسیٰ عاش مائۃ وعشورین سنة حضرت عیسیٰ ایک سو بیس برس زندہ رہے ہیں۔ مجاہد صاحب اس کو صحیح علی شرط البخاری لکھتے ہیں (ص ۲۹) حالانکہ اس روایت میں ایک راوی ابن لہیعہ ہے جو سخت ضعیف ہے اور اس کی روایت مردود ہے۔ حافظ ابن

عبدالبر فرماتے ہیں: ”فی هذا الخبر من رواية ابن لهيعة ولا حجة في مثل هذا الاسناد عند جميعهم (استیعاب ص ۱۶ ج ۱)“ یعنی جس حدیث کی سند میں ابن لہیعہ ہودہ تمام محدثین کے نزدیک حجت نہیں ہوتی۔ خطیب بغدادی فرماتے ہیں: ابن لہیعہ ذاہب الحدیث (تاریخ بغداد ج ۱ ص ۱۳۳) یعنی ابن لہیعہ کی حدیث بے کار ہے۔ فتح الباری میں ہے: ابن لہیعہ ضعیف (ص ۱۲ اپ ۱ ص ۹۷ پ ۶) میزان الاعتدال میں ہے: ضعیف لا یحتج بہ، لیس بقوی، مفرط بالتشیع یعنی ابن لہیعہ ضعیف ہے قوی نہیں ہے اس سے دلیل نہیں لی جاتی یہ غالی شیعہ ہے۔ (ج ۲)

خلاصۃ التذہیب میں ہے: قتال یحییٰ بن معین لیس بالقوی قتال مسلم ترکہ وکیع ویحیی القطان وابن مہدی یعنی ابن معین نے فرمایا کہ ابن لہیعہ قوی نہیں ہے۔ امام مسلم نے فرمایا کہ وکیع اور یحییٰ قطان اور ابن مہدی کے نزدیک متروک ہے۔ تہذیب التہذیب میں ہے: کان یحییٰ بن سعید لا یراہ شیخا وعن ابن مہدی لا اہمل عنده قلیلا ولا کثیرا وقال احمد ما حدیث ابن لہیعہ بحجة وقال قتیبہ لا نکتب حدیث ابن لہیعہ وقال البخاری ترکہ یحییٰ وقال ابن قتیبہ ضعیف وقال ابن معین ضعیف لا یحتج بحدیثہ وقال الجوزجانی لا ینبغی ان یحتج بہ لا یعتبر بروایتہ وقال ابو حاتم واثق زوۃ ابن لہیعہ امرہ مضطربہ وقال ابو عبد الرحمن لا یحتج بہ وقال محمد بن سعد کان ضعیفا وقال مسلم تبرکہ ابن مہدی ویحییٰ بن سعید وکیع وقال الحاکم ذاہب الحدیث وقال ابن حبان بیس (ج ۵)

یعنی ابن لہیعہ کو بھی شک نہیں کرتے ابن مہدی کا قول ہے کہ اس سے تمیز اہمیت کچھ نہیں لیا جائے۔ امام احمد نے فرمایا کہ ابن لہیعہ کی حدیث حجت نہیں تھیہ نے کہا کہ اس کی حدیث ہم نہیں لکھتے۔ امام بخاری نے فرمایا کہ مجھے اس کو متروک کہا ہے۔ ابن خمیہ نے اس کو ضعیف فرمایا ہے۔ ابن معین نے بھی اس کو ضعیف ناقابل حجت قرار دیا ہے۔ ہجو جانی نے کہا کہ نہ تو اس سے حجت پکڑنی چاہئے نہ اس کی روایت سے دھوکہ کھانا چاہئے۔ ابو حاتم والیوزر نے اس کی حدیث کو مضطرب کہا ہے۔ عبدالرحمن کے باپ نے بھی اسے ناقابل احتیاج سمجھا ہے۔ ابن سعد نے اس کو ضعیف کہا ہے۔ امام مسلم نے فرمایا ہے کہ ابن مہدی اور یحییٰ اور وکیع کے نزدیک وہ

متروک ہے حاکم نے اسے ذاہب الحدیث اور ابن حبان نے مدلس کہا ہے۔ سبحان اللہ۔ ایسے مجرد راوی کی روایت بھلا کہیں صحیح اور پھر علی شرط البخاری ہو سکتی ہے؟ اسی لئے توفیق عبدالحق محدث دہلوی نے ما ثبت بالنسب میں حدیث مذکور نقل کر کے صاف لکھ دیا ہے۔ وہیہ کلام (ص ۱۱۸) مطبوع چھپائی دہلی یعنی اس حدیث میں محدثین کو کلام و اعتراض ہے۔ تعجب ہے کہ مجاہد صاحب کتاب مذکور کا حوالہ دیتے ہیں۔ لیکن کتاب کھول کر نہیں دیکھتے۔ کہ اس میں کیا تحریر ہے۔ اسی طرح مجاہد صاحب نے تفسیر ابن کثیر کا بھی حوالہ دیا ہے۔ حالانکہ خود ہی حدیث ابن عیسیٰ لم یسمت..... الخ کے حوالہ تفسیر ابن کثیر پر اپنے ٹریکٹ نمبر ۳۸ میں کل کتب تفسیر کو بے اصل و غیر معتبر ٹھہرا چکے ہیں۔ ان کو جب ضرورت پڑی تو وہی کتب معتبر بن گئیں۔ سنئے جناب حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں۔ ”انہ رفع وله ثلاث وثلاثون سنة في الصحيح وقد ورد ذلك في حديث في صفة اهل الجنة انهم على صورة آدم وميلاد عيسى ثلاث وثلاثين سنة واما ما حكاها (الی) فشاذا غریب بعید (ج ۳ ص ۲۳۵)“

یعنی صحیح امر یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ کی عمر رفع کے وقت ۳۳ سال کی تھی اور یہ صراحت ایک حدیث میں آگئی ہے جو جنتیوں کے بیان میں وارد ہے کہ جنتی لوگوں کی صورت (طوالت میں) حضرت آدم کی سی ہوگی اور عمر حضرت عیسیٰ کے برابر ۳۳ برس کی ہوگی اور جو بعضوں نے نقل کیا ہے۔ کہ عیسیٰ سو سے زائد عمر تک رہے تھے۔ یہ روایت شاذ و نادر اور دور ہے حق سے۔ پھر ابن کثیر نے حضرت عیسیٰ کی ۳۳ سال والی عمر کی حدیث مرفوع کو بالسند تفسیر کی نویں جلد ۳۸۰ میں نقل کر دیا ہے۔

دوسری روایت

جو محض بے اصل ہے مجاہد صاحب نے یوں نقل کی ہے: ”لو كان موسى وعيسى حيين لما وسعهما الا اتباعي. (ص ۲۰)“ اس کے جواب میں ہم خود مجاہد صاحب کی ایک تحریر ان کے ٹریکٹ نمبر ۳۷ ص ۷۱ سے بمصداق ”عطائے تو بلاقائے تو بخشیدم“ نقل کر دینا کافی جانتے ہیں۔ ملاحظہ ہو: ”ہماری طرف سے اس کا جواب یہ ہے کہ اس عربی عبارت کو حدیث الرسول کہنا ہی غلط ہے۔ چہ جائیکہ اس سے کچھ استنباط و استدلال کیا جاسکے۔ اگر حقیقتاً یہ حدیث الرسول ہوتی تو صحابہ کرام جو پروانہ دار آنحضرت ﷺ کے ساتھ مثل سایہ کے رہتے تھے۔ اور حضور ﷺ کے ارشادات کی خوشہ چینی کر کے اپنے ایمانوں کی تانگ کیا کرتے تھے اور

آنحضرت ﷺ کے ہر قول و فعل کو مشعل ہدایت سمجھ کر دوسروں کے پاس بیان کرتے تھے۔ اس پاک ارشاد کو سننے اور نہ بیان کرتے۔

حالت یہ ہے کہ اس ارشاد کے سننے والے کا نام تک مذکور نہیں ہے۔ بلکہ ساری درمیانی سند کا ذکر بھی نہیں ہے۔ پھر یہ ارشاد دنیائے اسلام کی معتبر و مستند کتب احادیث بخاری و مسلم، ترمذی و ابوداؤد ابن ماجہ و نسائی کے علاوہ دیگر مسانید و سنن کی کتب متداولہ میں باسناد و متصل مذکور ہوتا اور بڑے مطہر اوراق اور بڑی شان سے مذکور ہوتا مگر نہایت افسوس ہے کہ یہ ارشاد ان کا مشہور و متداول کتب میں کہیں بھی مذکور نہیں ہے۔ نہ اشارۃً نہ کنایۃً صرف تفسیر اور بعض غیر معتبر کتابوں میں مذکور ہے وہ بھی اس حالت میں کہ نہ سند کا پتہ نہ راوی کا پتہ۔“

کی بناوٹ بہت سی باتوں میں
پر کہتے چھپی ہے ہٹائی بات؟

تیسری روایت

جو سراسر محرف ہے مجاہد صاحب نے شرح فقہ اکبر مصری کے حوالہ سے یوں لکھی ہے: لو كان عيسى حيا لما وسعه الاتباعي (ص ۳۰) حالانکہ اصل حدیث جو معتبر کتب حدیث میں منقول ہے۔ وہ یہ ہے: ”لو كان موسى حيا..... الخ“ شرح فقہ اکبر کے تمام ہندی قدیمی اور قلمی نسخوں میں بھی لفظ موسیٰ ہے۔ نہ عیسیٰ۔ شرح فقہ اکبر کے مصنف نے اپنی دیگر تمام تصنیفات میں اس حدیث کو بالفاظ لو كان موسى حيا نقل کیا ہے۔ پس ضرور مصری نسخہ میں تحریف کی گئی ہے۔ جیسا کہ اسی رسالہ میں نہایت ببط سے ہم نے اس کو لکھا ہے۔ اب یہاں پر ہم مجاہد صاحب کے الفاظ میں جواب تحریر کرتے ہیں جو ان کے ٹریکٹ نمبر ۲ کے ص ۱۴ و ص ۱۵ سے ماخوذ ہے۔ ”افسوس مجاہد صاحب کو نہ خدا کا غضب یاد رہا نہ رسول پاک کی حدیث یاد رہی کہ جو جان بوجھ کر میرے اوپر جھوٹ بولے گا وہ اپنی جگہ جہنم میں بنائے گا۔ ناواقف لوگوں کی آنکھوں میں دھول ڈالنا اسی کو کہتے ہیں، خدا ایسی دلیری کسی کو نہ دے۔ ہم دعویٰ سے کہتے ہیں کہ ”عیسیٰ حیا“ کے الفاظ رسول پاک کے فرمائے ہوئے ہرگز نہیں ہیں۔ یہ سراسر افتراء بہتان ہے۔ کسی ضعیف سے ضعیف حدیث میں بھی ”عیسیٰ حیا“ لفظ رسول پاک کا فرمایا ہوا کوئی شخص نہیں دیکھا سکتا۔ ان الفاظ کو شرح فقہ اکبر مطبوعہ مصر سے پیش کیا جاتا ہے۔ جو آج سے تیس سال قبل مصر میں چھپی ہے۔ اس کتاب میں کسی مرزائی نے یا کسی کاتب نے بجائے موسیٰ کے عیسیٰ کا لفظ اپنی طرف سے لکھ دیا ہے جیسے کسی

کاتب نے آیت خرموسیٰ صفحا میں لفظ خر (فارسی) سمجھ کر خر عیسیٰ لکھ دیا تھا۔ جیسے اس نے بجائے موسیٰ کے عیسیٰ بنادیا تھا اسی طرح مرزا عیسیٰ نے بھی بجائے موسیٰ کے عیسیٰ بنادیا ہے۔ فنعم الوفاق وجند الاتفاق۔

دیکھو قارورہ سے کیسا ان کا قارورہ ملا

۴..... چوتھی حدیث

بحوالہ صحیح بخاری لکھی ہے کہ ”نبی کریم ﷺ نے پہلے مسح اور آنے والے مسح کا رنگ، حلیہ قد علیحدہ علیحدہ بیان کیا ہے۔ (ص ۳۰)“ اس طرح سے اگر دو عیسیٰ ہو جاتے تو دو موسیٰ بھی ماننا ہوگا کیونکہ ایسا ہی اختلاف سراپا موسیٰ میں بھی اسی حدیث میں صحیح بخاری کی مذکور ہے۔ ملاحظہ ہو: بدرالخلق میں ہے: ”موسیٰ رجلا آدم طوالا جعداً کانه من رجال شنوثة ورايت عیسیٰ رجلا مربوعا مربوع الخلق الى الحمرة والبیاض سبط الراس (بخاری معمری ج ۳ ص ۲)“ یعنی موسیٰ گندمی رنگ کے قد لبا گھونگھریا لے بال والے تھے جیسے یمن کے قبیلہ از و شنوۃ کے لوگ، اور عیسیٰ درمیانہ قد سرخ و سفید رنگ سیدھے۔ بال والے ہیں اور کتاب الانبیاء میں ہے: ”رايت موسیٰ واذا رجل ضرب رجل کانه من رجال شنوثة ورايت عیسیٰ فاذا هو رجل ربعة احمر (وفی الحدیث الذی بعدہ) عیسیٰ جعد مربوع (بخاری معمری ج ۲ ص ۱۵۱)“ یعنی موسیٰ دبے سیدھے بال والے تھے جیسے شنوۃ کے لوگ اور عیسیٰ میانہ قد سرخ رنگ کے گھونگھریا لے بال والے۔ پہلی حدیث میں موسیٰ گھونگھریا لے بال والے تھے اور عیسیٰ سیدھے بال والے۔ اس حدیث میں موسیٰ سیدھے بال والے ہیں اور عیسیٰ گھونگھریا لے بال والے۔ پس بقول مجاہد کے دو موسیٰ ہوئے اور دو عیسیٰ اور گنتے جائیے: واما عیسیٰ فاحمر جعد عریض الصدر واما موسیٰ فآدم جسیم بسط کانه من رجال الزط (بخاری معمری ج ۲ ص ۱۵۸)“ یعنی عیسیٰ کا رنگ سرخ، بال گھونگھریا لے اور سینہ چوڑا ہے۔ لیکن موسیٰ کا رنگ گندمی ہے۔ موٹے بدن کے سیدھے بال والے جیسے جاٹ لوگ ہوتے ہیں۔ پہلی حدیث کے موسیٰ دبے پتلے از و شنوۃ والوں کی طرح تھے اور اس حدیث کے موسیٰ موٹے بدن کے جاٹوں کی طرح ہیں۔ پہلی حدیث کے عیسیٰ کا رنگ سفید سرخی مائل ہے اور دوسری حدیث کے عیسیٰ کا رنگ بالکل سرخ۔ اس بناء پر جب دو عیسیٰ ہو سکتے ہیں ایک پہلا اور ایک آنے والا تو موسیٰ بھی دو ہو سکتے ہیں ایک پہلا اور ایک کوئی کیوں مجاہد صاحب درست ہے یا؟ اب سنئے اصل حقیقت کہ یہ ساری خرابی الفاظ حدیث کے صحیح معنی نہ کرنے سے پیدا ہوئی۔

حضرت عیسیٰ کے رنگ و حلیہ کے اختلاف کی حدیثیں

ورنہ حقیقت میں نہ موسیٰ کے حلیہ میں اختلاف ہے نہ عیسیٰ کے رنگ و حلیہ میں، جس سے کہ دو ہستیاں کبھی ہا کیں۔ حضرت موسیٰ اور عیسیٰ کے بیان میں لفظ جعد کے معنی گھونگھریالے بال کے نہیں ہیں بلکہ گھٹیلے بدن کے ہیں۔ نہایہ ابن اثیر میں ہے: معناه شدید الاسر والخلق ناقة جعدة ای مجمعة الخلق شديدة یعنی جعد کے معنی جوڑ و بند کا سخت ہونا۔ جعدہ اونٹنی مضبوط جوڑ بند والی۔ مجمع الحمار میں ہے: انما موسیٰ فجعد اراد جعودة الجسم وهو اجتماعه واكتنازه لاضد سبوبة الشعر لانه روی انه رجل الشعر وكذا فی وصف عیسیٰ (ج ۱ ص ۱۹۶) كذا فی فتح الباری (پ ۳ ص ۲۷۶ و نووی شرح مسلم ج ۱ ص ۹۴) یعنی حدیث میں موسیٰ و عیسیٰ کے لئے جو لفظ جعد آیا ہے اس کے معنی بدن کا گھٹیلنا اپن ہونا ہے۔ نہ بالوں کا گھونگھریالا ہونا ہے کیونکہ ان کے بالوں کا سیدھا ہونا ثابت ہے۔ اسی طرح لفظ ضرب اور جسیم میں بھی اختلاف نہیں ہے۔ ضرب بمعنی نحیف البدن اور جسیم بمعنی طویل البدن ہے۔ قال القاضی عیاض المراد بالجسیم فی صفة موسیٰ الزیادة فی الطول (فتح الباری انصاری ص ۲۷۶ پ ۱۳) یعنی صفہ موسیٰ میں لفظ جسیم کے معنی لمبائی میں زیادتی ہے۔ اسی طور سے حضرت عیسیٰ کے رنگ میں بھی اختلاف نہیں ہے۔ لفظ احمر کا صحابی راوی نے سخت انکار کیا ہے۔ چنانچہ صحیح بخاری میں موجود ہے: عن ابن عمر قال لا والله ما قال البني عليه السلام لعیسیٰ احمر (بخاری المعری ج ۲ ص ۱۵۸) حضرت عبداللہ بھی عمر قسم کھا کر فرماتے ہیں کہ قسم ہے اللہ کی آنحضرت ﷺ نے حضرت عیسیٰ کی صفت میں احمر (یعنی سرخ رنگ) کبھی بھی نہیں فرمایا ہے۔ پس پہلا رنگ برقرار رہا یعنی سفید رنگ سرخی مائل (گندی) لہذا رنگ و حلیہ کا اختلاف حضرت موسیٰ علیہ السلام سے مدفوع ہے اور حقیقت میں جیسے موسیٰ ایک ہی تھے عیسیٰ بھی ایک ہی ہیں۔ والحمد للہ!

پانچویں حدیث

بحوالہ صحیح بخاری مجاہد صاحب نے اپنی طرف سے کچھ بڑھا کر یوں لکھی ہے۔ ”معراج کی رات میں جیسے دوسرے نبیوں کی روحوں سے ملاقات کی ویسے ہی حضرت عیسیٰ کی روح سے۔ (ص ۳۰)“ حالانکہ نبیوں کی روحوں سے ملنا نہ تو صحیح بخاری میں مذکور ہے نہ حدیث کی اور کسی کتاب میں۔ یہ روح کا لفظ مجاہد صاحب نے اپنی طرف سے بڑھایا ہے۔ تاکہ یہ ثابت کریں کہ معراج میں آنحضرت ﷺ نے حضرت عیسیٰ کو ان انبیاء کے ساتھ دیکھا جو مر کر اس

زمین میں مدفون ہو چکے تھے تو آسمان پر ان کی روحوں سے ملاقات ہوئی۔ اسی طرح حضرت عیسیٰ بھی مر چکے تھے جب تو ان کو فوت شدہ انبیاء کے ساتھ دیکھا۔ یہ استدلال ان کا غلط درغلط ہے ورنہ پھر لازم آئے گا کہ معراج کے وقت آنحضرت ﷺ بھی مر چکے تھے۔ جب تو آپ کی روح آسمان پر دیگر انبیاء کی روحوں سے ملی (کیونکہ مرزائی جسمانی معراج کے مکر ہیں۔) حالانکہ آنحضرت ﷺ کو اسی زندگی میں معراج ہوئی تھی اور وہ بھی جسمانی۔ پس جس طرح دیگر انبیاء کی ملاقات کے وقت آنحضرت ﷺ زندہ تھے۔ اور آسمانوں پر تھے۔ اسی طرح حضرت عیسیٰ بھی زندہ تھے۔ اور آسمانوں پر تھے اور آنحضرت ﷺ کو اپنے نزول قرب قیامت کی خبر دی تھی۔ جیسا کہ ابن ماجہ میں مصرع ہے۔

چھٹی حدیث

بحوالہ صحیح مسلم مجاہد صاحب نے یوں پیش کی ہے کہ ”مجھے پانچ باتیں ایسی دی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے ہونے والے کسی نبی کو نہیں دی گئیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ میں تمام دنیا کی طرف نبی بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ اگر پہلے عیسیٰ ہی آئیں تو وہ تمام دنیا کی طرف نبی ہو کر نبی کریم ﷺ کے شریک ہو جائیں گے پھر حدیث غلط ہو جائے گی۔“ (ص ۳۰) ”حدیث کو غلط تو مرزا قادیانی نے دعوائے نبوت کر کے فرامی دیا۔ کیونکہ حدیث کے الفاظ یہ تھے۔ وارسلنا الی الخلق كافة و ختم بی النبیون (مسلم ج ۱ ص ۱۹۹) یعنی میں تمام خلق کی طرف بھیجا گیا ہوں اور میری ذات سے نبیوں کا ہونا ختم کر دیا گیا ہے۔ پھر جب مرزا قادیانی نبی ہو گئے تو حدیث خود بخود غلط ہو گئی۔ لہذا پہلے عیسیٰ کے آنے پر اب کیا غلط ہوگی؟ اور آپ کو اب حدیث کے غلط ہونے کا کیا غم ہے۔ البتہ ہم مسلمانوں کے نزدیک رسول اللہ ﷺ کی فرمائی ہوئی حدیث کبھی غلط نہیں ہو سکتی۔ مرزا جھوٹا نبی ہے۔ اور حدیث رسول کا مضمون بالکل صحیح ہے۔ کہ نبیوں کا ہونا بند۔ حضرت عیسیٰ تشریف لائیں گے تو نبی ہو کر نہیں آئیں گے۔ اسی ہو کر آئیں گے۔ نبوت ان کو آنحضرت سے پہلے ملی تھی۔ اس وقت ان کی رسالت صرف بنی اسرائیل کے لئے تھی۔

پڑھو در سسولا الی بنی اسرائیل (آل عمران: ۴۹) اور آدمثانی میں ان کی حیثیت آنحضرت کے خلیفہ کی ہوگی۔ پڑھو حدیث طبرانی انه خلیفتی فی امتی من بعدی (در منثور ج ۲ ص ۲۳۲) اسی کے ہم معنی روایت مسند احمد والیوداؤد و ابن ابی شیبہ و ابن حبان و ابن جریر میں بھی موجود ہے۔ پس حضرت عیسیٰ تمام دنیا کی طرف بادشاہ اور خلیفہ ہو کر آئیں گے۔ نہ نبی

ہو کر۔ لہذا آنحضرت ﷺ کے وصف رسالت الی کا لفظ الخلق میں شریک نہیں ہوں گے۔ اور حدیث مسلم غلط نہیں ہوگی۔ بلکہ اپنی جگہ پر بحال رہے گی۔ لیکن هذا آخر ما اردنا ایرادہ فی هذه الرسالة المباركة النافعة الكاملة لدفع مكائد الدجاجة والحمد لله اولا و آخر او ظاهرا او باطنا

بہ ہایاں آمد این دفتر حکایت ہم چنان باقی

تمام شد

قادیانی دوورقی ٹریکٹ نمبر ۵ کا جواب اور اس کی حقیقت

جنرل سیکرٹری انجمن احمدیہ کلکتہ نے ۱۶ دسمبر ۱۹۳۳ء کو جلسہ الہمدیث کلکتہ کے موقع پر ایک دوورقہ اشتہار مرزا قادیانی کے آخری فیصلہ سے متعلق پنجاب فائن آرٹ پریس کلکتہ میں چھپوا کر تقسیم کیا تھا۔ مجاہد صاحب بھی اس وقت کلکتہ پہنچ گئے تھے۔ انہوں نے اسی دوورقہ اشتہار کو اسی پریس میں اپنے نام سے طبع کرایا۔ کلکتہ کے اشتہار کی آخری دو سطریں ”معزز حضرات! سے والسلام“ تک تو اڑا دیں اور شروع میں ایک سطر کا اپنی طرف سے بطریق عنوان یوں اضافہ کر دیا۔ ”ٹریکٹ نمبر ۵ ظہور امام بجواب ٹریکٹ نمبر ۴ از مدن پورہ“ اور اسے بتارس لا کر تقسیم کر دیا۔ یہ ہے اس ٹریکٹ نام نہاد نمبر ۵ کی حقیقت۔

در اصل ہمارا ٹریکٹ نمبر ۴ قادیانیوں کے حق میں کچھ اس طرح کا لوہے کا چٹا ثابت ہوا ہے کہ بے چاروں سے کچھ کرتے دھرتے نہیں بنتی۔ سوچتے ہیں کہ کیا جواب دیں؟ قلم اٹھاتے ہیں اور پھر رکھ دیتے ہیں جب کچھ نہیں سو جھتا تو کبھی لاہوری ٹریکٹ پر قلم سے ”بجواب ٹریکٹ نمبر ۴ انجمن اشاعت الاسلام“ لکھ کر شہر میں بانٹتے ہیں اور کبھی کلکتہ کے اشتہار کو ٹریکٹ نمبر ۴ کا جواب بنا دیتے ہیں حالانکہ اس کلکتہ والے اشتہار میں وہی باتیں ہیں جن کے کئی کئی جوابات ہم اپنے ٹریکٹ نمبر ۴ میں دے کر فارغ ہو بیٹھے ہیں۔ اس لئے مجاہد صاحب کا کلکتہ والے اشتہار کو اپنا ٹریکٹ نمبر ۵ بنانا مشہور مثل ”کھسیانی ملی کھبانوچے“ کا مصداق ہے۔ اور کیوں نہ ہو معلوم ہے کہ:

نہ مخبر اٹھے گا نہ توار ان سے

یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

پس جب انہوں نے ہمارے ٹریکٹ نمبر ۴ کے کسی بات کا جواب ہی نہیں دیا ہے تو ہم ان کا کیا جواب دیں؟ ہمارا قرضہ تو جوں کا توں مرزائیوں کے ذمہ باقی ہے۔ البتہ اس رسالہ میں ہم بعض باتوں کی حرید وضاحت کئے دیتے ہیں۔ تاکہ مرزائی پھر کبھی اس بحث میں کچھ نہ بول

سکیں۔ پس واضح ہو کہ ٹریکٹ مذکور کے چار صفحوں میں دو ہی باتیں بیان کی گئی ہیں نمبر ایہ کہ مرزا قادیانی کا اعلان ”آخری فیصلہ“ دعائے مہبلہ تھی اس چیز کے ثبوت میں تین صفحے سیاہ کئے گئے ہیں اور اس چیز کا جواب ہم اپنے ٹریکٹ نمبر ۴۴ میں بعنوان ”چوتھا عذر“ ص ۱۷ سے ص ۱۹ تک چھ نمبروں میں نہایت مدبط سے دے چکے ہیں۔ اور اخبار بدر سے ثابت کر چکے ہیں کہ انجام آختم والا مہبلہ منسوخ ہو چکا تھا، لیکن چونکہ پھر وہی ”مرنے کی ایک ٹانگ“ کی طرح مہبلہ کی صدائے بے ہنگام بلند کر دی گئی ہے۔ لہذا دوسری طور سے ہم اس کا جواب تحریر کرتے ہیں۔ پس سنئے۔ مرزا قادیانی نے کتاب اعجاز احمدی مطبوع ۱۹۰۶ء میں اور حقیقت الوحی میں ۱۹۰۶ء کو اعلان کیا تھا کہ ”میں آئندہ کسی کو مہبلہ کا چیلنج نہیں دوں گا۔“

پھر آخری فیصلہ والا اشتہار جو اپریل ۱۹۰۷ء میں شائع ہوا، مہبلہ کا چیلنج کس طرح ہو سکتا ہے؟ رہا یہ امر کہ مرزا قادیانی نے مہبلہ کا چیلنج نہیں دیا تھا۔ بلکہ مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسری نے چیلنج دیا تھا جیسا کہ ٹریکٹ مذکور کے ص ۲ میں بحوالہ اخبار الحکم ۲۹ مارچ ۱۹۰۷ء مرقوم ہے۔ اس میں بھی اختائے واقعہ سے کام لیا گیا ہے۔ سنئے مولانا امرتسری (مختار اللہ بطول بقاۃ) کے چیلنج مذکور کے جواب میں مرزا قادیانی کی طرف سے اخبار الحکم ۳۱ مارچ ۱۹۰۷ء اور اخبار بدر ۴ اپریل ۱۹۰۷ء میں شائع ہوا تھا کہ ”ہم آپ (مولانا امرتسری) سے اس چیلنج کے مطابق مہبلہ اس وقت کریں گے جب ہماری کتاب ھجیرۃ الوحی شائع ہو جائے گی۔ وہ کتاب ہم آپ کو (یعنی مولانا امرتسری کو) بھیج کر معلوم کریں گے کہ آپ نے اسکو پڑھ لیا ہے؟ (گویا امتحان لیں گے۔) پھر مہبلہ کریں گے۔ کتاب حقیقت الوحی ۱۵ مئی ۱۹۰۷ء کو شائع ہوئی لیکن مولانا امرتسری کے پاس نہیں بھیجی گئی۔ (الحکمیت ۱۲ جنوری ۳۳ء ص ۶ کالم نمبر ۳) تو مولانا صاحب نے ماہ جون ۰۷ء میں تقاضا کیا۔

اب قابل غور یہ ہے کہ:

- ۱..... مرزا قادیانی نے مہبلہ کو موقوف رکھا تھا حقیقت الوحی کے شائع ہو جانے اور مولانا امرتسری کے پڑھ لینے پر۔
- ۲..... حقیقت الوحی مئی ۱۹۰۷ء میں شائع ہوئی ہے۔
- ۳..... آخری فیصلہ والا اشتہار اس کتاب کے شائع ہونے سے ایک ماہ و شتر ہی شائع ہو جاتا ہے۔
- ۴..... پس آخری فیصلہ کا اعلان مہبلہ کیونکر ہو گیا؟

۵..... اگر کتاب حقیقت الوحی کے شائع ہو جانے کے بعد کوئی اعلان مرزا قادیانی شائع کرتے ہیں تو اسے مہبلہ کہا جاسکتا اور یہ کہنا درست ہوتا کہ ”مرزا قادیانی نے مولانا امرت سری کا چیلنج مہبلہ کا منظور کیا۔“

۶..... اور جب ایسا نہیں ہے تو ثابت ہوا کہ آخری فیصلہ کا اعلان مولانا امرت سری کے چیلنج مہبلہ کی منظوری نہیں ہے۔ بلکہ مرزا قادیانی کی ایک دعا ہے جو قبول ہوئی جیسا کہ ہم اپنے ٹریکٹ نمبر ۴ میں بدلائل اس کو ثابت کر چکے ہیں۔ وہو المراد گھر کے گواہ

قرآن مجید میں جس طرح مذکور ہے کہ ذلیحہ کے اہل میں سے ایک گواہ کی گواہی پر حضرت یوسف علیہ السلام بری ہو گئے تھے اسی طرح مرزا قادیانی کے اہل میں سے چند گواہوں کی شہادت موجود ہے جو ہمارے موافق ہے اور مرزائیوں کے برخلاف ان میں سے ایک گواہ (خلیفہ محمود) کی شہادت ہم اپنے ٹریکٹ نمبر ۴ کے ص ۱۹ میں بحوالہ تجلید الاذہان (ص ۸۰، نمبر ۶، ج ۳، ۴، ۵، ۶، ۷، ۸، ۹، ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱

اس بیان سے کلام ثابت ہے کہ بموجب دعائے مرزا، مولانا ثناء اللہ صاحب کو مرزا سے پہلے مرنا چاہئے تھا لیکن نتیجہ اس کے برخلاف ہوا۔ گو اس امر کو شاذ و نادر قرار دیا ہے۔ لیکن تمسک کا ایک لفظ بھی اگر محکوک ہو جائے تو سارا تمسک رومی ہو جاتا ہے۔ بہر حال یہ تو تسلیم ہے کہ حسب اعلان مرزا مولانا ثناء اللہ صاحب کو ان سے پہلے مرنا تھا لیکن مرے نہیں بلکہ مرزا صاحب ہی مر گئے اور انہی آنت گلے پڑی کیا خوب۔

گفت مرزا مرثیہ اللہ را

میرد اول هر که ملعون خدا است

خود روانه شد به سوئے نیستی

بود کذابہ ولیکن گفت راست

نمبر ۲..... دوسری بات جو اس ٹریک نمبر ۵ کے آخری صفحہ پر لکھی ہے یہ ہے کہ ”مولوی ثناء اللہ صاحب نے ایک معیار نائب ایڈیٹر کے نام سے یہ شائع کیا تھا کہ اللہ تعالیٰ جموں نے دعا باز مفید نافرمان لوگوں کو لمبی عمریں دیا کرتا ہے۔ لہذا مولوی صاحب اپنے قول کے مطابق عمر یا کر جموں نے (کاذب) مفید وغیرہ ثابت ہوئے۔ اگر واقعی یہ معیار ہے اور صحیح ہے تو آؤ اسی معیار پر مرزا قادیانی کو بھی جانچیں مرزا قادیانی نے اپنے اشتہار آخری فیصلہ میں لکھا تھا کہ ”میں جانتا ہوں کہ مفید اور کذاب کی بہت عمر نہیں ہوتی۔“ پس بقول آپ کے چونکہ مولوی ثناء اللہ صاحب کی عمر لمبی ہوئی اور مرزا قادیانی کی بہت عمر نہیں ہوئی تو مرزا قادیانی بھی اپنے مقرر کردہ معیار سے اسی طرح جموں اور مفید (یعنی عمر لمبی نہ ہونے کے) ثابت ہوئے جیسے مولوی ثناء اللہ صاحب اپنے مقرر کردہ معیار سے (یعنی عمر لمبی عمر پانے کے) جموں اور مفید ثابت ہوئے۔ کیوں مجاہد صاحب ٹھیک ہے نا؟ کہ مولوی صاحب امرت سری کی طرح مرزا قادیانی بھی کذاب اور مفید (اپنے معیار سے) ثابت ہو گئے۔

پس آپ لوگوں کی یہ تاویل آپ کے کس کام آئی؟ آپ کے مرزا سے تو الزام کاذب اور مفید ہونے کا دفع نہیں ہوا۔ گو ان کے دشمن پر بھی لگ گیا۔ مرزائوں کے استدلال ایسے ہی

ہوتے ہیں کیوں نہ ہو۔ چاہ کن را چاہ دیندیش

اب اصل حقیقت ملاحظہ ہو۔

۱..... ہم بذیل عنوان ”مدن پورہ کا اشتہار“ مجاہد صاحب کا تیر ہواں جھوٹ ثابت کرتے ہوئے لکھ آئے ہیں۔ کہ مولانا ثناء اللہ صاحب نے نہیں بلکہ نائب ایڈیٹر نے (شکر ہے کہ یہاں مجاہد کو بھی تسلیم ہے کہ یہ نوٹ نائب ایڈیٹر کے نام سے شائع ہوا ہے۔) مرزا قادیانی کی قرآن دانی کا راز طشت از بام کرنے کے لئے ان کے اشتہار کی عبارت ”مفسد کذاب کی بہت عمر نہیں ہوتی۔“ پر حاشیہ لکھا تھا کہ قرآن کے خلاف مرزا قادیانی نے یہ لکھا ہے جس سے ان کی قرآن میں لیاقت ظاہر ہوتی ہے۔ نہ کہ اسے کوئی معیار ٹھہرایا گیا تھا۔ پھر مولانا ثناء اللہ صاحب نے اپنے قلم سے جو عبارت لکھی تھی وہ یہ ہے کہ ”مفسد اور کذاب کی عمر کبھی بہت ہو جاتی ہے۔“ (الحمدیٹ ج ۵ ص ۳۹، ص ۳۳ کا لم ۲، ۳۱ جولائی ۱۹۰۸ء) پس یہ قاعدہ کلیہ نہ رہا کہ اسے معیار کہا جاسکے کیونکہ عبارت کا مفہوم یہ ہوا کہ مفسد و کذاب کی عمر کبھی لمبی نہیں ہوتی۔ پس اس مفہوم کی بناء پر مولانا ثناء اللہ صاحب (باوجود لمبی عمر پانے کے) مفسد و کذاب ثابت نہیں ہوئے۔ فافہم

۲..... اگر ہم مان بھی لیں کہ عبارت مرقومہ بالا واقعی ایک معیار ہے اور سچ عجیبی عمر پانے والا کاذب ہی ہوتا ہے تو بھی مولانا امرتسری اس کے مصداق ثابت نہیں ہوئے۔ اس لئے کہ مولانا ثناء اللہ صاحب کاذب (جھوٹے) نہیں ہیں، مذبذب (مرزائیوں کے نبی کی تکذیب کرنے والے) ہیں اور معیار یہ ٹھہرا ہے کہ کاذب کی عمر لمبی ہو نہ کذب کی۔ کاذب اور مذبذب کا فرق ظاہر ہے۔ پس چونکہ مولانا امرتسری مذبذب ہیں اور ان کے نزدیک بلکہ جمہور مسلمانوں کے نزدیک مرزا کاذب ہے اور عمر بھی مرزا کی بہت لمبی ہوئی ہے۔ یعنی ۷۶ سال (ریویو آف ریلینجز ص ۲۳ بابت اپریل ۱۹۲۳ء) لہذا مرزا قادیانی ہی جھوٹے دغا باز و مفسد ثابت ہوئے اور کیوں نہ ہو:

لکھا تھا کاذب مرے کا پیشر

کذب میں سچا تھا پہلے مر گیا

ختم اللہ لنا بالحسنی۔ واذقنا حلاوة رضوانہ الاسنی و آخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین۔ وصلى الله تعالى على خاتم النبیین۔ و آخر المرسلین۔ وسلم الى يوم الدين۔ آمین برحمتك يا ارحم الراحمین!

نوٹ: چونکہ یہ رسالہ بہت عجلت میں طبع ہوا ہے۔ اس لئے اس میں غلطیاں بہت رہ گئی ہیں۔ امید ہے کہ پڑھ لکھے حضرات از خود ان کو درست کر لیں گے۔ سیکرٹری!

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
الحمد لله الذي جعل القرآن الكريم
سورة الفاتحة

دفع اوہام از ظہور امام

(انجمن اشاعت الاسلام بنارس کا ٹریکٹ نمبر ۱۲)

سیکرٹری انجمن اشاعت الاسلام بنارس

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

وَالَيْتَ قَدْ رَفَعَ الْمَسِيحَ بِجَسَمِهِ
حَيًّا فَيَنْزِلَ يَكْسِرُ الصَّلْبَانَ
يَفْنَى الدَّجَاجِلَةَ اللَّحَامَ بِكَفِهِ
فَيَمُوتُ يَدْفَنُ بِالسَّعْدِيَّةِ فَلَنْ

الحمد لله الذى جعل عيسى ابن مريم وامه آية واواهما الى ربوة ذات قرار ومعين۔ والصلوة والسلام على آخر نبيه محمد خاتم المرسلين الذى اخبرنا بنزول عيسى ابن مريم من السماء الى الارض ثم دفنه معه فى قبره قبل يوم الدين۔ وانہانا بظہور الائمة المضلين وخروج الدجاجة الكذابین۔ فكان كما قلل صلى الله عليه وسلم وعلى اله واصحابه وسائر اتباعه اجمعين۔ اما بعد پچھلے دنوں مدارس کے قادیانوں نے ایک رسالہ ”ظہور امام“ شائع کیا تھا جس سے انہوں نے اپنے دھم قاسد میں قرآن حکیم کی آٹھ آیتوں (بلکہ نئی آیات کو ملا کر بارہ آیتوں) سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ حالانکہ وفات مسیحؑ مرزا قلام احمد انجمنی کے دعوئے نبوت کی صداقت کو مستزحم نہیں ہے۔ اس لئے کہ وفات مسیحؑ فرض بھی کر لی جائے تو بھی مرزا قادیانی کی نبوت کیا مان کا راستہ کو ہونا بھی ثابت نہیں ہوتا۔

چونکہ مرزائی ہر جگہ اس مسئلہ پر ٹھٹھکو کرنے کو پہلے تیار ہو جاتے ہیں اور صداقت مرزا پر بحث کرنے سے محذور گریز کرتے ہیں۔ اس لئے مناسب معلوم ہوا کہ ان آیات پر ایک تنقیدی نظر ڈالی جائے۔ ہماری انجمن نے ظہور امام کا مفصل اور مدلل جواب انہیں دنوں تیار کر لیا تھا۔ جس کا ذکر بھی رسالہ ”دعوت“ میں کیا گیا ہے۔ لیکن جواب مذکور چونکہ طویل اور طلی ریک میں ہونے کی وجہ۔ عام فہم نہ تھا، اس لئے اس کی اشاعت ملتوی کر دی گئی۔ اب تو مرزائی دون کی لینے لگے اور اپنے ٹریکٹ نمبر ۱ کو لا جواب سمجھ لیا۔ بالآخر مقامی مسلمانوں کا سخت اسرار ہوا کہ ٹریکٹ مذکور کا جواب ضرور شائع کیا جائے۔ خواہ مختصر ہی کیوں نہ ہو، تاکہ عوام کے شکوک وادہام دور ہوں اور جو دہدہ رسالہ (نور السلام ص ۸۶) میں کیا گیا ہے۔ وہ پورا ہو جائے۔ اس لئے یہ مختصر سا

رسالہ شائع کیا جاتا ہے، جس میں ان آیات کے صحیح معنی اور مطلب کو واضح کر دیا گیا ہے۔ جن سے وفات تک ثابت کرنے کی فضول کوشش کی جاتی ہے۔ نیز مرزائیوں کی تاویلات باطلہ کا پردہ فاش کر دیا گیا ہے۔ ان اربید الا اصلاح ما استطعت وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب ایک ضمنی آیت

مولف ظہور امام نے ص ۳ میں آسمانی اور زمینی موجودہ بلاؤں اور مصیبتوں کو مرزا غلام احمد کی رسالت و امامت کے نہ ماننے کا نتیجہ قرار دیتے ہوئے اس آیت کو پیش کیا ہے: ”وما کنا معذبین حتیٰ نبعث رسولاً (بنی اسرائیل: ۱۶)“ حالانکہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ پہلی احوں (از نوح علیہ السلام تا محمد علیہ السلام) کی بابت اپنی گزشتہ عادت آنحضرت ﷺ سے بیان فرما رہا ہے کہ نہیں تھے ہم عذاب کرتے (کسی منکر و کذاب کو) یہاں تک کہ ہم بھیج دیتے ایک رسول کو ”جیسا کہ اس کے ایک آیت بعد فرمایا: ”وکنم اهلکنا من القرون من بعد نوح (بنی اسرائیل: ۷۷)“ یعنی کئی قریں ہلاک کر دیں ہم نے نوح کے بعد۔ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کا قول وما کنا معذبین..... اس طرح پہلی احوں سے متعلق ہے۔ جن کی ابتداء زمانہ نوح وغیرہ سے ہوتی ہے۔ امت محمدیہ سے اس کا تعلق نہیں ہے۔ کیونکہ پہلی احوں میں رسول خاص قوم کے لئے آتے تھے۔ جب محمد رسول اللہ ﷺ تمام دنیا کے لئے رسول ہو کر تشریف لائے تو اللہ تعالیٰ نے اپنا جدید قانون یوں بیان فرمایا: ”وما کان اللہ معذبهم وهم يستغفرون (انفال: ۲۲)“ یعنی اور نہیں اللہ عذاب کرے گا ان (امت محمدیہ) کو اس حال میں کہ وہ استغفار کرتے رہیں گے۔ پس اب جبکہ لوگ استغفار چھوڑ دیں گے، اپنے اللہ سے منہ موڑ لیں گے۔ آسمانی اور زمینی بلائیں ان پر محیط ہو جائیں گی۔ پس یہ غلط ہے کہ مرزا قادیانی کا انکار سبب بلاء ہے اس لئے کہ خاتم النبیین کے بعد نبوت کا دروازہ بند ہو چکا ہے۔ جیسا کہ پہلے ٹریکٹوں میں اس کو مفصل لکھا جا چکا ہے۔

مرزائیوں کی بات میں اگر وہ ذرہ برابر صداقت ہو تو ان کو بتانا چاہئے کہ تیرہ صدیوں میں کون سی صدی آسمانی یا زمینی بلاؤں سے خالی گزری ہے؟ اگر کوئی بھی خالی نہیں گزری جیسا کہ تاریخی شہادتیں بکثرت موجود ہیں تو ان کو بھر بتانا ہوگا کہ آنحضرت ﷺ اور مرزا قادیانی کے

درمیان والے زمانہ میں کونے انبیاء اور رسل گزر چکے ہیں۔ جن کے انکار کی وجہ سے مصائب اور بلائیں آتی رہیں۔ تفصیل نہ بتا سکیں تو اجمالاً سہی۔ ان کے نام ہی بتا دیں۔ لیکن مرزا قادیانی کا یہ قول پیش نظر رکھیں:

”جس قدر مجھ سے پہلے..... گزر چکے ہیں ان کو یہ حصہ کثیر اس نعمت (نبوت) کا نہیں دیا گیا..... نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا۔“

(حقیقت الوحی ص ۳۹۱، خزائن ج ۲۲ ص ۴۰۶، ۴۰۷)

پس جب مرزا قادیانی اور آنحضرت ﷺ کے مابین زمانہ میں کوئی رسول آیا ہی نہیں تو اللہ تعالیٰ نے اپنے قول و ما کنا معذبین..... الخ کے خلاف ہر صدی اور ہر زمانہ میں کیوں آسانی اور زمینی بلائیں بھیجیں؟ ماہو جوابکم ہو جوابنا!

پہلی آیت

ولکم فی الارض مستقر و متاع الی حین (بقرہ: ۳۶) تمہارے لئے زمانہ میں ٹھہرنا اور ایک میعاد تک فائدہ اٹھانا ہے (۳) حضرت عیسیٰ بحیثیت انسان ہونے کے اس قانون خداوندی سے..... نہیں بچے (ص ۴) سنئے جناب! قانون الہی یہ بھی ہے کہ خاص موقع میں کسی حکمت اور مصلحت کی بناء پر ان قوانین جاریہ کے خلاف تعریف کیا جائے، کیونکہ قانون بنانے والا اپنے قانون میں تغیر و تبدل بھی کر سکتا ہے۔ ورنہ معجزات اور کرامات سے بھی انکار کرنا پڑے گا۔

۲..... آیت مذکورہ میں زمین کو انسانوں کے لئے قرارِ اصلی اور طبعی طور پر فرمایا گیا ہے۔ چنانچہ حضرت عیسیٰ اس زمین پر پیدا ہوئے اور رہے۔ پھر نزول کے بعد بھی اسی پر قیام کھیں گے اور اسی زمین پر ان کو موت آنے کی البتہ عارضی طور پر کچھ مدت کے لئے کسی دوسری جگہ (آسمان) کا ان کے لئے جائے قرار بن جانا آیت مذکورہ کے خلاف نہیں ہے۔ جیسا فرشتوں کی جائے قرار اصلی اور طبعی طور سے آسمان ہیں مگر وہ عارضی طور سے کچھ مدت کے لئے زمین پر بھی رہتے ہیں۔ پس حضرت عیسیٰ کا کچھ عرصہ تک عارضی طور سے کرہ زمین کو چھوڑ کر کسی دوسرے کرہ (آسمان) پر باذن اللہ قرار پکڑنا ہرگز تعجب انگیز نہیں ہے۔ نئی سائنس سے بھی علاوہ کرہ زمین کے دوسرے آسمانی کرہ (مرخ وغیرہ) میں انسانی اور حیوانی آبادیوں کا ہونا ثابت ہو چکا ہے جس کی خبر قرآن حکیم

نے پہلے ہی سے یوں دی تھی: ”ومن آیاتہ خلق السموت والارض وما بث فیہما من دابة (شوری: ۲۹)“ یعنی اللہ کی وحدانیت اور اس کی قدرت کی دلیلوں میں سے آسمانوں اور زمین کی خلقت اور ان دونوں میں دابہ (چلنے پھرنے والے جانداروں) کا پھیلاتا ہے۔ فرشتوں کو سورہ نحل میں ان سے الگ ذکر کیا ہے۔ چنانچہ فرمایا: ”وللّٰہ یسجد ما فی السموات وما فی الارض من دابة والملئکة (نحل: ۴۹)“ یعنی اللہ کے زیر حکم ہیں جو دابہ آسمانوں (اوپر کے کردوں) میں ہیں اور جو دابہ زمین میں ہیں اور فرشتے بھی اس کو سجدہ کرتے ہیں۔ پس اوپر کے کروں میں فرشتوں کے علاوہ انسانوں اور حیوانوں کا وجود ثابت ہوا جیسا کہ فلسفہ جدیدہ نے اعلان کیا تھا۔

۳..... یہ امر بھی قابل لحاظ ہے کہ حضرت عیسیٰ کی پیدائش عام انسانوں کے برخلاف ”روح القدس (جبریل)“ سے ہوئی ہے۔ اس لئے آپ کی مشابہت پیدائش کے لحاظ سے فرشتوں سے ہے۔ پس آپ کا آسمان پر اٹھایا جانا اور آیت مذکورہ کے حکم سے خارج ہونا آپ کے مادہ فطری اور طبعی کی وجہ سے ہے جو دوسرے انسانوں کو حاصل نہیں۔ خواہ ان کے مراجب کیسے ہی اعلیٰ کیوں نہ ہوں۔ لہذا آیت مذکورہ وفات مسیح کی دلیل نہیں بن سکتی۔ کما لا یخفی

دوسری آیت

”وفیہا تحیون وفيہا تموتون ومنها تخرجون (اعراف: ۲۰)“ اس زمین میں تمہاری زندگی ہوگی اور اس میں تم مرو گے اور تم اسی سے نکالے جاؤ گے (۲) حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس اہل قانون کے خلاف کسی اور جگہ کیونکر زندہ رہ سکتے ہیں؟ (۵) سنے جناب! اسی طرح حضرت عیسیٰ زندہ رہ سکتے ہیں جس طرح دیگر کروں کے انسان ان کروں میں زندگی گزارتے ہیں۔ کما امر اور اسی طرح زندہ رہ سکتے ہیں جس طرح فرشتے آسمانوں پر زندہ ہیں۔ کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مشابہت پیدائش کے لحاظ سے فرشتوں سے ہے۔ کما ذکر۔ پھر زندگی کے آخری ایام وہ اسی زمین پر گزاریں گے۔ بعدہ وہ مدینہ طیبہ میں مریں گے اور روضہ نبویہ میں دفن کئے جائیں گے۔ پھر اسی روضہ سے قیامت کے دن آنحضرت ﷺ کی معیت میں اٹھیں گے۔ کما ورد فی الحدیث عارضی طور سے کچھ مدت کے لئے ان کا آسمان پر چلا جانا نہ آیت مذکور کے منافی ہے نہ قانون الہی کے خلاف۔ انہ علی کل شیء قدیر یفعل ما یشاء

و یحکم ما یرید۔ اسی شبہ (اٹل قانون کی مخالفت) کو دور کرنے کے لئے حضرت عیسیٰ کے رفع الی السماء کے مضمون کو اس جملہ پر ختم فرمایا ہے۔ ”وکان اللہ عزیزاً حکیماً (نساء: ۱۵۸)“ یعنی اللہ غلبہ والا ہے۔ (وہ قانون کو اپنی مصلحت اور حکمت کی بناء پر بدل سکتا ہے کیونکہ وہ حکیم (بھی) سبحانہ ما اعظم شانہ پس اس دوسری آیت سے بھی وقایع معک ثابت نہیں ہوتی۔

تیسری آیت

وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل افان مات او قتل..... الخ (آل عمران: ۱۴۴) یعنی محمد ایک رسول ہیں اور ان سے پہلے جس قدر رسول ہو چکے ہیں۔ یقیناً فوت ہو گئے۔ (س ۵) غلت کے معنی عربی زبان میں ایسے گزرنے کے ہیں کہ پھر کبھی نہ آئے (تا) لسان العرب میں ہے اعرابی لوگ بولتے ہیں: خلا فلان اذا مات۔ لظان آدمی مر گیا (س ۸) مولف ظہور امام نے آیت کے معنی میں خوب کڑی نوٹ کی ہے۔ ”جس قدر کا“ لفظ اپنی طرف سے بدھایا ہے۔ غلت کے تین معنی ہیں: ہو چکے ہیں، فوت ہو گئے، ایسے گزرے کہ پھر کبھی نہ آئیں گے۔ پھر اپنے پہلے معنی کی تردید خود ہی اعرابی کے قول سے (اس بے چارہ کو اعرابی لوگ بنا کر) کر دی ہے۔ ابن اعرابی کا قول (خلا بمعنی مات) جمہور اہل لغت کے خلاف ہونے کی وجہ سے مردود ہے۔ اہل عرب جتنے الفاظ موت کے لئے بولتے ہیں ان میں غلومادہ کا شق کوئی بھی نہیں ہے۔ دیکھو فہم اللغة و تہذیب الالفاظ وغیرہ کیونکہ غلو کے حقیقی معنی (جس سے غلت بنا ہے)۔ (دو ہی ہیں گزرتا اور خالی ہوتا۔

..... غلو کا اصل جب زمانہ سے ہوگا تو اس کے معنی گزرنے کے ہوں گے۔ مگردات (لغت قرآن) میں ہے۔ والخلو يستعمل فی الزمان والمکان (النی) خلا الزمان مضی الزمان یعنی غلو کا استعمال زمانہ اور جگہ کے لئے ہوتا ہے۔ خلا الزمان کے معنی زمانہ گزرا (نہ کہ مر گیا) شاعر کہتا ہے (دیکھو دیوان عامر)

لقد کان فیما خلا عبیرۃ وبالعلم یعتبر المبصر
یعنی جو زمانہ گزر گیا اس میں اولو الابصار کے لئے عبرت ہے۔ قرآن مجید میں ہے۔ ”بما اسلفتم فی الايام الخالیۃ“ (حلقہ: ۲۴) ”یعنی (میش کرو) بدلہ میں اس کے جو تم نے گزشتہ زمانہ میں کیا۔ مرزائیں کے نزدیک اس کا ترجمہ یوں ہوگا ”بدلہ میں اس کے جو تم

نے مرے ہوئے زمانہ میں کیا۔“ کیا یہ ترجمہ صحیح ہے؟ آؤ سنو قرآن تے خود ہی علت کے معنی بیان فرمادیئے ہیں سورہ حجر میں ارشاد ہے: ”وقد خلت سنة الاولين (حجر: ۱۳)“ اور سورہ انفال میں فرمایا: ”فقد مضت سنة الاولين (انفال: ۳۸)“ معلوم ہوا کہ علت کے معنی ماضی کے ہیں نہ مات کے۔

۲..... اور جب غلو کا تعلق جگہ سے ہوگا تو اس کے معنی خالی اور الگ ہونا ہوں گے۔ لسان العرب میں ہے خلا المكان والشيء..... اذا لم يكن فيه احد، یعنی جگہ خالی ہوگئی جب اس میں کوئی نہ ہو، شیء خالی ہوگئی۔ جب اس میں کچھ نہ ہو۔ یہ کیفیت صرف موت کی ہی صورت میں منحصر نہیں ہے۔ زندہ جاندار بھی جگہ خالی کرتے ہیں۔ عرب کا شاعر کہتا ہے۔ حماسہ ملاحظہ ہو:

رسم لقتالة الغرائق مابہ الا الوحوش خلت له وخالها

یعنی یہ نشان اس محبوبہ کی جگہ کا ہے جو نازک اندام جانوروں کی قاتلہ ہے اب یہاں وحشی جانور ہیں جو اس جگہ گزر رہے ہیں اور یہ جگہ ان جانوروں کے لئے خالی ہے۔ یہ معنی تو نہیں ہیں کہ وحشی جانور سب مر گئے اور وہ جگہ بھی مر گئی؟ قرآن مجید سے سنئے، ارشاد ہے: ”واذ خلوا عضوا علیکم الانامل من الغیظ (آل عمران: ۱۱۹)“، یعنی منافقین جب الگ ہوتے ہیں تو تم پر غصہ سے انگشت بدنداں ہوتے ہیں۔ مرزائی اس کا ترجمہ یوں کریں گے۔ ”جب منافقین مر کر پھر کبھی نہیں آسکتے تو (مر جانے کے بعد) تم پر اپنی انگلیاں غصہ سے کاٹتے ہیں: کیا ایسا ممکن ہے؟ ہرگز نہیں اور سنئے سورہ اعراف میں ہے: ”قال ادخلو فی ام قد خلت من قبلکم من الجن والانس فی النار (اعراف: ۳۸)“، یعنی اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ داخل ہو جاؤ تم (اے مجرمو) اس گروہ میں جو تم سے پہلے جنوں اور انسانوں کا جہنم کی طرف گزر چکا ہے۔ مرزائی اصطلاح سے اس کا ترجمہ یوں ہوگا۔ ”اللہ نے کہا تھا کہ اس جماعت میں داخل ہو جاؤ جو تم سے پہلے جنوں اور آدمیوں کی جہنم میں جا کر مر چکی ہے۔“ ظاہر ہے کہ یہ ترجمہ کس قدر غلط ہے۔ جہنم میں موت کسی کو بھی نہ آئے گی۔ جیسا کہ ارشاد ہے: وما هو بمعیت (ابراہیم: ۱۷) لا یموت فیہا (اعلیٰ: ۱۳) یعنی جہنمیوں کو موت نہیں ہے۔ اردو زبان میں بھی ”خالی ہونا“ اور ”گزرنا“ مر جانے کے معنی میں نہیں بولا جاتا۔ شاعر کہتا ہے۔

ادھر بیت الصنم خالی ادھر بیت الحرم خالی
 پتہ لگتا نہیں اس کا عرب خالی عجم خالی
 ابھی اس راہ سے گزرا ہے کوئی
 کہے دیتی ہے شوخی نقش پاکی

ان شواہد و نظائر کے بعد آیت مذکورہ کا صحیح ترجمہ ملاحظہ ہو۔ ما محمد الرسول
 قد خلت من قبلہ الرسل (آل عمران: ۱۳۳) نہیں ہیں محمد ﷺ مگر ایک رسول تحقیق گزر چکے اور
 جگہ خالی کر چکے ہیں۔ ان سے پہلے کئی رسول۔ کوئی جگہ خالی کر کے زیر زمین مدفون ہوا اور کوئی جگہ
 خالی کر کے آسمان پر لے جایا گیا۔ آیت مذکورہ کے تھوڑا پہلے یہ آیت ہے: ”قد خلت من قبلکم
 سنن (آل عمران: ۱۳۷)“ یعنی تم سے پہلے واقعات گزر چکے ہیں۔ واقعات مر نہیں کرتے۔
 اس سے تھوڑا پہلے آیت: ”واذ اخلو عضو..... الخ“ ہے جو اوپر بیان ہو چکی ہے۔ حضرت
 عیسیٰ کے ذکر میں وارد ہے ما المسیح ابن مریم الرسول قد خلت من قبلہ الرسل
 (مائدہ: ۷) یعنی نہیں ہیں مسیح بنی مریم کے مگر ایک رسول، تحقیق گزر چکے ہیں ان سے پہلے کئی
 رسول اگر غلت کے معنی کریں مر گئے اور الرسل کے معنی جس قدر رسول جیسا کہ مرزائی نے لکھا
 ہے۔ تو لازم آئے گا کہ محمد ﷺ بھی اس آیت کے نزول کے وقت مر چکے تھے کیونکہ اب بھی الرسل
 میں داخل ہیں۔ حالانکہ بوقت نزول آیت آپ زندہ موجود تھے۔ پھر تو مرزائیوں کو کہنا ہوگا کہ
 محمد ﷺ رسولوں کی جماعت سے ہی خارج ہیں تو یہ الرسل کے خلاف ہوگا۔ اس لئے الرسل کا
 ترجمہ جس قدر رسول صحیح نہیں اور اوپر بیان ہو چکا ہے کہ غلت کے معنی ”مر گئے“ صحیح نہیں۔ لہذا
 آیت ”قد خلت من قبلہ الرسل (آل عمران: ۱۴۴)“ میں حضرت عیسیٰ کو داخل مان کر
 بدلات آیت بل رفہ اللہ الیہ معنی جگہ کو خالی اور تبدیل کرنا متعین ہوگا۔ فتدبر

مؤلف ظہور امام نے جو یہ لکھا ہے کہ ”حضرت عیسیٰ کو اللہ نے مستثنیٰ نہیں
 فرمایا۔“ (ص ۶) ان کی بے علمی کا ثبوت ہے۔ مستثنیٰ کے لئے ضروری نہیں کہ اسی عبارت میں موجود
 ہو۔ دیکھو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے والمطلقات یقر بصلن بانفسهن ثلثہ قروی (بقرہ: ۲۲۸)
 اس آیت میں تمام مطلقہ عورتوں کے عدت تین حیض بیان فرمائی گئی ہے۔ حالانکہ حاملہ مطلقہ، صغیرہ
 مطلقہ، (جس کو حیض نہیں آیا) آئمہ مطلقہ (جس کا حیض بند ہو چکا ہے) غیر موسومہ مطلقہ (جس کو
 شوہر نے ہاتھ تک نہیں لگایا) یہ سب اس حکم سے مستثنیٰ ہیں۔ حالانکہ ان کا ذکر اس آیت میں نہیں

ہے۔ بلکہ دوسرے مقامات میں آیا ہے۔ اسی طرح حضرت عیسیٰ کے لئے دوسری جگہوں میں فرمادیا گیا ہے۔ (رافعك الی، رفعہ اللہ الیہ، وكھلا، قبل موتہ، انه لعلم للمساءة) یہ آیتیں آپ کے آسمان پر (زمین کو خالی کر کے) لے جائے جانے کے قریب اور اب تک زعمہ موجود ہونے اور قیامت کے قریب آنے اور اس وقت تک بوڑھے نہ ہونے پر استثنائی دلائل ہیں جیسا کہ رسائل اظہار حقیقت کے آخر اور جواب دعوت اور نور السلام میں شائع کیا جا چکا ہے۔ اس لئے یہاں تفصیل کی حاجت نہیں ہے۔ فلیطالع ثمة!

حضرت ابو بکرؓ کا استدلال

مؤلف ظہور امام کا یہ لکھتا کہ ”حضرت ابو بکرؓ نے آنحضرت ﷺ کی وفات قد غلت سے ثابت کی تھی۔ (ص ۶)“ ”مرحوم دجل اور جھوٹ ہے۔ اصل واقعہ یہ ہے کہ جنگ احد میں آنحضرت علیہ السلام کی شہادت کی غلط خبر پھیل جانے سے بعض صحابہ کو وہم پیدا ہوا کہ رسالت اور موت میں منافقا ہے۔ رسول کو مرتد نہیں چاہئے۔ اس وہم کو دور کرنے کے لئے آیت مذکور نازل ہوئی تھی۔ اللہ نے فرمایا افسان مات او قتل انقلبتم علی اعقابکم (آل عمران: ۱۶۴) یعنی اگر محمد ﷺ کو موت آجائے یا شہید ہو جائیں تو کیا اپنی ایزدوں پر پھر جاؤ گے؟ اس میں اللہ نے سمجھا دیا کہ نبی کیلئے موت ناممکن نہیں ہے۔ اسی طرح کا وہم صحابہ کو دوبارہ آنحضرت ﷺ کی وفات کے وقت شدت غم سے پیدا ہو گیا تھا۔ صدیق اکبرؓ نے اس وہم کو مختلف آیات پڑھ کر دور کیا۔ پہلے سورہ زمر کی آیت انک میت والی پڑھی پھر سورہ انبیاء کی آیت افسان مت والی سنائی۔ اس کے بعد سورہ آل عمران کی آیت بالا جو غزوہ احد کے دنوں میں اتری تھی تلاوت کی۔ کیونکہ اس وقت کا وہم بعینہ ایام احد والا وہم تھا۔

آیت مذکورہ میں حضرت صدیقؓ کا استدلال ان مات سے ہے نہ غلت سے۔ کیونکہ آپ کی نظری موت کے ممکن ہونے پر تھی تاکہ نبوت اور موت کی منافقا کا وہم دور ہو۔ چنانچہ محمد اللہ یہ وہم دور ہو گیا اور سب صحابہ کو آپ ﷺ پر موت آجانے کا یقین ہو گیا۔ انبیاء سابقین کی موت و حیات کسی کے خیال میں نہ تھی کہ حضرت عمرؓ یا اور کسی کو حیات عیسیٰ کے مسئلہ پر کچھ بولنے کی ضرورت پڑتی جبکہ یہ سب لوگ حیات و نزول عیسیٰ کے ہمیشہ قائل رہے۔ پڑھو رسالہ نور اسلام ص ۱۱۰، ۱۱۱، مرزائیوں کا یہ زعم فاسد ہے کہ اس وقت وفات عیسیٰ پر اجماع ہو گیا تھا اس کا وجود اور ثبوت سوال کے پوشیدہ خانہ داغ کے اور کہیں نہیں ہے۔ بلکہ تمام صحابہ کا اجماع و اتفاق حیات نزول عیسیٰ پر البتہ ثابت ہے۔ (دیکھو نور اسلام ص ۹)

معنی آیات

مؤلف ظہور امام نے تیسری آیت (مذکورہ) کے ذیل میں اور بھی کئی آیتیں لکھی ہیں۔
ان کی حقیقت بھی ملاحظہ ہو۔

اول ”انهم میتون (زم: ۲۱۰)“ یہ لوگ بھی مرجائیں گے (ص ۶) یہ تو ہم بھی کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ ایک دن مرجائیں گے۔ جیسا کہ حدیث میں آیا ہے۔ ”ان عیسیٰ یاتنی علیہ الفناء (ابن جریر ج ۳ ص ۱۰۱، ۱۰۰)“ یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر آنسو زمانہ میں فناء (موت) آئے گی۔

دوم ”ما جعلنا لبشر من قبلك الخلد (الن) فهم الخالدون (انبیاء: ۲۴)“ ہم نے تجھ سے پہلے کسی بشر کو (جن میں عیسیٰ بھی شامل ہیں) زندہ نہیں رکھا..... الخ! (ص ۶) ”زندہ نہیں رکھا“ ترجمہ غلط ہے۔ صحیح ترجمہ یوں ہے ”ہم نے کسی بشر کے لئے آپ سے بیشتر زندگی یا ہمیشہ کی زندگی نہیں بخشی۔“ اس آیت میں بشر کے لئے ہمیشہ رہنے کی نفی کی گئی ہے اور ہم حضرت عیسیٰ کا ہمیشہ کے لئے زندہ رہنا نہیں مانتے۔ یہ شان تو خدا کی ہے۔ هو الحی (مومن) بلکہ ہم کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ آسمان سے زمین پر اتریں گے۔ چالیس پینتالیس سال قیام فرمائیں گے۔ نکاح کریں گے ان کو اولاد ہوگی۔ حج کریں گے۔ پھر مدینہ طیبہ میں مریں گے اور روضہ نبویہ میں دفن ہوں گے جیسا کہ حدیث صحیح میں وارد ہے: ”ثم يموت فيدفن معي في قبري (مشکوٰۃ: ۱۷۲)“

سوم ”وما ارسلنا قبلك من المرسلين الا انهم لياكلون الطعام ويمشون فی الاسواق (فرقان: ۲)“ جو ہم نے رسول بھیجے وہ سب کے سب کھانا کھاتے اور بازاروں میں چلتے پھرتے تھے۔ اگر ایک رسول بھی ایسا نہ ہو تو استدلال صحیح نہ ہوگا۔ (ص ۷) پھر اس آیت کے بارے میں کیا کہو گے جو بالکل اسی طرح کفار کے اعتراض (تعدد ازواج نبی ﷺ) کے جواب میں نازل ہوئی تھی؟ ”ولقد ارسلنا الرسلا من قبلك وجعلنا لهم اذواجا وزرین (رعد: ۲۸)“ یعنی آپ سے پہلے جتنے رسول ہم نے بھیجے سب کے یہی بچے تھے۔ اب بقول مرزائی اگر ایک رسول بھی ایسا نہ ہو تو استدلال صحیح نہ ہوگا۔ حالانکہ حضرت عیسیٰ کو نہ یہودی تھی (ریویج بابت اپریل ۲۰۰۲ء ص ۱۳۳) نہ اولاد (حاشیہ تریاق القلوب ص ۹۹، خزائن ج ۱۵ ص ۳۶۳) پس جب ایک رسول بغیر یہودی بچے کے نکل آیا تو مرزائیوں کے نزدیک اللہ کا فرمان مذکور اور اس کا استدلال

سب رسولوں کے ازواج و ذریعہ والے ہونے کا غلط ہو گیا؟ والعیاذ باللہ، فہا ہو جو ابکم ہو جو ابنا فافہم! تعجب تو یہ ہے کہ آیت مذکورہ وفات مسیح کی دلیل کیونکر بن گئی؟

سوال اگر یہ ہے کہ سب رسول کھایا پیا کرتے تھے تو آسمان پر حضرت عیسیٰ کہاں سے کھاتے پیتے ہوں گے؟ تو اس کے کئی جواب ہیں۔

۱..... رزق تو سب کو آسمان سے ہی ملتا ہے پڑھو آیت: ”وفی السماء رزقکم (ذاریات: ۲۲)“، یعنی تمہارا رزق آسمان پر ہے۔

۲..... جنت سے ان کو غذا دی جاتی ہوگی کیونکہ جنت بھی تو آسمان پر ہی ہے۔ ارشاد ہے وعندھا جنة الماویٰ (نجم: ۱۵) یعنی آسمان کے اوپر سدرۃ المنتہیٰ کے پاس ہی جنت ہے۔

۳..... اوپر ہم لکھ آئے ہیں کہ پیدائش کی رو سے حضرت عیسیٰ کی مشابہت فرشتوں سے ہے پس جو غذا فرشتوں کی آسمان پر ہے وہی حضرت عیسیٰ کی بھی وہاں ہے۔ جیسا کہ حدیث میں آیا ہے۔ یجزی اهل السماء من التسبیح والتقدیس (مشکوٰۃ ص ۴۶۹) یعنی آسمان والوں کو تسبیح و تقدیس (غذا کے بدلے) کفایت کرتی ہے۔ فتفکر

۴..... ”ما المسيح ابن مريم الا رسول قد خلت من قبله الرسل (مائدہ: ۷۵)“ ”مریم کا بیٹا مسیح ایک رسول ہے۔ جس قدر رسول اس سے پہلے تھے وہ سب مر چکے (ص ۷) اس آیت پر بحث اوپر گزر چکی ہے۔ کہ علت کا ترجمہ ”مرچکے“ غلط ہے۔ نیز الرسل کا ترجمہ ”جس قدر رسول“ صحیح نہیں فانظر ثمہ!

چونکی آیت

”والذین یدعون من دون اللہ (الشی) اموات غیر اخیاء وما یشعرون ایان یموتون (نحل: ۲۰)“، یعنی جن لوگوں کی عبادت اللہ کے سوا کی جاتی ہے (تا) مر چکے ہیں زندہ بھی نہیں ہے اور یہ بھی نہیں جانتے کہ کب اٹھائے جائیں گے..... مسیح کی روئے زمین پر تشہس ہوتی ہے اور اللہ فرماتا ہے کہ ایسے تمام معبود مر چکے ہیں (ص ۸) اس ترجمہ میں کئی غلطیاں ہیں۔

۱..... الذین کا ترجمہ ”جن لوگوں“ کی صحیح نہیں کیونکہ الذین سے مراد اصنام (بت) ہیں۔ (جلالین وغازن ومعالم وغیرہ) صحیح ترجمہ یوں ہے۔ ”اور جن کو پکارتے ہیں۔“ کفار مکہ بت پرستی کرتے تھے نہ انسان پرستی۔ چنانچہ کعبہ کے تین سوساٹھ بت جو فتح مکہ کے دن توڑے گئے اس پر

شاہد عدل ہیں۔ مرزائیوں کا یہ وہم کہ الذی کا لفظ ذوی العقول کے لئے خاص ہے اس لئے حضرت عیسیٰؑ بھی اس میں داخل ہیں محض غلط ہے۔ علم نحو یا لغت کی کسی کتاب میں الذی کا ذی عقل کے لئے خاص ہونا نہیں لکھا ہے۔ بلکہ اس کا استعمال بے عقل اور بے جان چیزوں پر بکثرت ہوتا ہے۔ شاعر کہتا ہے۔ (دیوان حسینی ملاحظہ ہو:

والذی تنبت البلاد سرور والذی تمطر السحاب مدام
یعنی شہروں کی زمینیں جو کچھ اگاتی ہیں وہ سب نشہ کی چیزیں ہیں اور بادل جو کچھ
برساتے ہیں وہ سب شراب ہی ہے۔ اس شعر میں وہ دفعہ الذی بے جان چیزوں کے لئے آیا ہے۔
قرآن مجید سے سنو: ”آمنو باللہ ورسولہ والکتاب الذی نزل علیٰ رسولہ
والکتاب الذی انزل من قبل (نساء: ۱۳۶)“ یعنی ایمان لاؤ اللہ اور اس کے پیغمبر اور اس
کتاب پر جو اپنے پیغمبر پر اتاری اور اس کتاب پر جو پہلے اتاری۔ اس آیت میں دوبارہ الذی کتاب
کے لئے آیا ہے۔ جو ذوی العقول میں سے نہیں ہے۔ پس آیت چہارم کو حضرت عیسیٰؑ سے کچھ بھی
تعلق نہیں ہے۔

۲..... اموات کے معنی ”مرچکے ہیں“ بھی صحیح نہیں ورنہ مرزائی تاویل (کہ آیت سے وہ
سب جاندار اور ذوی العقول معبود مراد ہیں۔ جن کی روئے زمین پر پرستش کی جاتی ہے۔) کی بناء
پر لازم آئے گا کہ سب شیاطین کو بھی موت آچکی ہے۔ کیونکہ اللہ کے شریک وہ بھی مانے جانتے
تھے جیسا کہ ارشاد ہے: ”وجعلو اللہ شرکاء الجن (انعام: ۱۰۰)“ یعنی کافروں نے اللہ کا
سا جھی جنوں کو ٹھہرایا ہے۔ نیز لازم آئے گا کہ تمام فرشتے مرچکے ہیں۔ اس لئے کہ آیت مذکورہ
کے نزول کے وقت کفار کہہ فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں قرار دے کر ان کی بھی پرستش کرتے تھے جیسا
کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ”وجعلوا الملائکۃ الذین ہم عباد الرحمن اناثا (الیٰ قوله)
وقالوا لو شاء الرحمن ما عبدناہم (زخرف: ۱۹)“ یعنی کافروں نے ٹھہرایا فرشتوں کو
جو رحمان کے بندے ہیں۔ عورتیں (بیٹیاں) اور کہتے ہیں کہ اگر رحمان چاہتا تو ہم ان کو نہ پوجتے۔
یعنی اللہ کے چاہنے ہی سے تو ہم فرشتوں کی پرستش کرتے ہیں۔ پس جب فرشتے بھی ان معبودوں
میں داخل ہوئے تو مرزائی تاویل کی بناء پر لازم آیا کہ وہ سب مر گئے۔ کیا خوب مرزا قادیانی نبی
بن کر فرشتہ موت بھی بن گئے؟ اپنے مخالفوں کے لئے موت کی دعائیں کیں مسیح کو مارا شیاطین کو
کھپایا فرشتوں کو بھی موت کے گھاٹ اتار دیا۔

زندوں کو مارنے کو مسیح الزمان ہوئے

۳..... غیر احیاء کے معنے ”زندہ بھی نہیں ہیں“ کیسا بھوڑا اور غلط ترجمہ ہے جو بتخلید مرزا لکھا گیا ہے۔ اس ”بھی“ نے مرزا کے ساتھ مرزائیوں کی بھی لیاقت ظاہر کر دی ہے۔ جب کہہ دیا گیا کہ مرچکے ہیں تو پھر اس فضول تکرار کی ”زندہ بھی نہیں ہیں۔“ کیا ضرورت؟ کیا ان دونوں جملوں میں کوئی فرق ہے؟ اللہ کا کلام بلاغت نظام ایسی لغویات سے پاک ہے۔ اموات کے بعد غیر احیاء اس لئے ذکر کیا گیا ہے۔ کہ ان اصنام جہاد کی حقیقت اصل یہ ظاہر ہو جائے کہ وہ علی الاطلاق مردہ ہیں۔ ان کو حیوے کی ہوا بھی نہیں ملے گی نہ پہلے بھی نہ اب (ابو السعد)

۴..... ”وما یشعرون ایان یشعثون“ کا مطلب تو یہ ہے کہ ان (اصنام اموات) کو اس کا بھی شعور (علم) نہیں کہ ان کے پوجنے والے کب اٹھائے جائیں گے۔ (جلالین وفتح البیان وغیرہ) بلکہ ان سے بہتر تو ان کے عابد ہیں کہ ان کو علم و شعور اور حیۃ تو حاصل ہے۔

کافران از بت به جان چه توقع دارید

باری آن بت به پرستید کہ جانے دارد

پانچویں آیت

”قال شرکاءہم ما کنتم ایانا تعبدون (البی) ان کنا عن عبادتکم لغافلین (یونس: ۲۸، ۲۹)“ معبود کہیں گے کہ تم تو ہماری پرستش نہیں کرتے تھے (۲) ہم تو تمہاری عبادت سے بالکل بے خبر تھے۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ حضرت عیسیٰ فوت ہو چکے ہیں۔ اگر وہ زندہ ہوں تو ان کو اس شرک کا بخوبی علم ہوگا۔ اگر علم نہ بھی ہو تو دنیا میں دوبارہ آنے کے بعد ان کو علم یقینی ہو جائے گا۔ پھر وفات پا کر خدا کے حضور کیا خلاف واقعہ بیان کریں گے۔ کہ مجھے پرستش کی خبر نہیں؟ ایسا جھوٹ نبیوں کی شان کے خلاف ہے۔ آہ ملخصاً (ص ۶) ذرا یہ تو فرمائیے کہ نبی باوجود اپنی پرستش سے بے خبری کا اظہار کرنے کے یہ بھی کہے گا ما کنتم ایانا تعبدون؟ یعنی تم تو ہماری پرستش نہیں کرتے تھے۔ حالانکہ یقیناً ان کی پرستش ہو رہی ہے جس کا آپ کو بھی اقرار ہے۔ تو کیا ایسا جھوٹ نبیوں کی شان کے خلاف نہیں؟ اور کیا ان کا یہ خلاف واقعہ بیان ”تم ہم کو نہیں پوجتے تھے۔“ صحیح ہوگا؟ اور سنئے فرشتے بھی تو پوجے جاتے تھے۔ جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے۔ پس شرکاء میں بھی وہ داخل ہوئے۔ تو کیا وہ بھی خلاف واقعہ بیان کریں گے کہ ہم کو پرستش کی خبر نہیں یا وہ بھی سب فوت ہو چکے ہیں؟ کیونکہ اگر وہ زندہ ہوں تو ان کو اس شرک کا بخوبی علم ہوگا۔

اگر علم نہ بھی ہو تو زمین پر اترنے کے بعد تو ان کو علم عینی ہو جائے گا۔ پھر کیونکہ خدا کے حضور غلط بیانی

کریں گے؟ ایسا جھوٹ فرشتوں کی شان کے خلاف ہے۔ ماہو جو ابکم حو حواہنا

اصل یہ ہے کہ آیت مذکورہ کو نہ فرشتوں سے کوئی تعلق ہے نہ حضرت عیسیٰ سے۔ اس لئے

کہ آیت میں عابدین کے ساتھ ان کے معبودوں کو تہدید اور ڈانٹ ہے اور مقررین (ملائکہ و انبیاء)

کی شان اس سے بلند و بالا ہے کہ ان کو ڈانٹ بتائی جائے کیونکہ اس میں تحقیر ہے۔ نیز آیت میں

عابدین اور ان کے معبودوں کی باجم گھنگو کا ذکر ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نیز فرشتوں سے اللہ

تعالیٰ سوال کرے گا اور یہ لوگ اللہ کو جواب دیں گے نہ اپنے عابدین کو۔ چنانچہ فرشتوں کا جواب سورہ

سبا میں الگ بیان ہوا ہے۔ جس میں مذکور ہے کہ وہ (اپنی معبودیت کے علم سے انکار نہیں کریں گے

بلکہ) یوں کہیں گے: ”سبحانک انت ولینا من دونہم بل کانوا یعبدون

الجن..... الخ! (سبا: ۴۱)“ تیری ذات شریک سے پاک ہے ہمارا تعلق تجھ سے ہے نہ ان سے

وہ تو شیطان کو پوجتے تھے۔ یعنی شیطان کے بہکانے سے انہوں نے شرک (ہماری پرستش) کیا تھا۔

لہذا یہ پوجا دراصل شیطان کی ہوئی نہ ہماری اسی طرح حضرت عیسیٰ کا جواب سورہ مائدہ میں الگ

بیان ہوا ہے۔ جس میں منقول ہے کہ آپ (بھی اپنی معبودیت کے علم سے انکار نہیں فرمائیں گے

بلکہ) یوں فرمائیں گے: ”سبحانک ما یکون لی ان اقول ما لیس لی بحق (الیٰ)۔

کنت انت الرقیب علیہم وانت علی کل شیء شہید (مائدہ: ۱۱۶، ۱۱۷)“ یعنی تیری

ذات شریک سے پاک ہے۔ مجھ کو زیان نہ تھا کہ میں ایسی بات کہتا جس کے کہنے کا مجھے کوئی حق نہ تھا۔

(تا) میرے رفع کے بعد تو ہی ان کا گمراہ تھا اور تو تو ہر چیز سے خبردار ہے۔ دیکھو دونوں مقررین کا

جواب ایک ہی طرح سجا تک سے شروع ہوگا اور جواب بالکل سچا دیں گے۔ نہ تو خلاف واقعہ کچھ

کہیں گے نہ بے خبری کا اظہار کریں گے۔ جیسا کہ خدا تعالیٰ فرمائے گا: ”هذا یوم ینفیع

الصَادِقِین صدقہم (مائدہ: ۱۱۹)“ یعنی یہ دن وہ ہے کہ سچوں کو ان کا سچ کہنا ہی فائدہ دے گا۔

غرضیکہ اس پانچویں آیت کو بھی وفات مسیح سے دور کا بھی تعلق نہیں۔

چھٹی آیت

”او ترقی فی السماء (الیٰ) قل سبحان ربی هل کنبت الا بشرًا رسولًا

(ہنسی اسرائیل: ۹۳)“ یعنی تو آسمان پر چڑھ جا (تا) ان کو کہہ دے کہ میں تو بشر ہوں جو رسول

کر کے بھیجا گیا۔ یہ صفات تو اس کی ہیں جو بشری لوازمات سے پاک ہے۔ صحادت اللہ میں داخل

نہیں کہ وہ کسی خاکی جسم کو آسمان پر لے جائے۔ (ص ۱۰۹) اس آیت پر رسالہ معیار نبوت (ص ۷) میں کچھ بحث کی گئی ہے جس کی تفصیل یوں ہے کہ کلمہ جامعہ هل کنت الالبشر رسولاً، کفار کی ان سات فرمائشوں کے جواب میں فرمایا گیا ہے کہ جو انہوں نے طعنات کی تھیں اور وہ یہ ہیں۔

.....۱ زمین سے چشمہ بہانا۔

.....۲ نبی کے لئے سمجور اور انگور کا باغ ہونا۔

.....۳ آسمان کا ٹکڑا (عذاب کے لئے) گر پڑنا۔

.....۴ اللہ اور ملائکہ کی ضمانت تصدیق۔

.....۵ نبی کے واسطے سونے کا ٹھل ہونا۔

.....۶ نبی کا آسمان پر چڑھ جانا۔

.....۷ وہاں سے لکھی لکھائی کتاب کا اتار لانا جسے کفار پڑھ سکیں۔ پس جواب مذکور سے اگر

بشر کا آسمان پر جانا محال ثابت ہوتا ہے تو بقیہ امور ۶ کا وقوع بھی محال ہوگا۔ کیونکہ ساتوں سوالوں کا

جواب ایک ہی دیا گیا ہے۔ حالانکہ دوسری آیتوں سے ان امور کا ممکن ہونا بلکہ واقع ہونا ثابت

ہے۔ نیز معجزہ نام ہی ہے کسی امر کا عادل جاریہ کے خلاف پیغمبروں سے واقع ہونے کا علاوہ ازیں

کافروں کا سوال خود بتلاتا ہے کہ وہ ان امور کا ظہور پیغمبر علیہم السلام سے ممکن جانتے تھے، سوال ان

کا صرف اسی قدر تھا کہ آنحضرت ﷺ ہماری خاطر اپنی اعجازی قوت سے ان ممکنات کو بصورت

واقعات کر دکھائیں۔ لکھی ہوئی کتاب آسمان سے ہمراہ لانے کی بجائے لے لگا دی تھی کہ وہ جانتے

تھے کہ آنحضرت ﷺ معراج جسمانی کے مدعی ہیں۔ مبادا آپ کھجلی بار آسمان سے ہو آنے کا حوالہ

ندیں۔ پس اللہ نے ان کے ساتوں سوالوں کے جواب میں ایک ہی فقرہ جامعہ کہہ دینے کا حکم دیا:

”قل سبحانک ربی هل کنت الالبشر رسولاً“ یعنی کہہ دو کہ میرا رب اس بات سے

پاک ہے کہ اس پر کوئی زور اور زبردستی کرے۔ میں تو فرمانبردار انسان، پیغام کا پہنچانے والا

ہوں۔ میں اپنے اختیار سے ان تمام امور کو انجام نہیں دے سکتا نہ خدا سے ان باتوں کو بزور پوری

کر اسکتا ہوں۔ وہ چاہے گا تو تمہارے سوالات پورے کرے گا۔ نہیں تو نہیں۔ یہ مطلب نہیں ہے

کہ ”یہ صفات اس کی ہیں جو بشری لوازمات سے پاک ہو یا یہ کہ عادت اللہ میں داخل نہیں کہ وہ کسی

خاکی جسم کو آسمان پر لے جائے۔“ جیسا کہ ظہور امام کے مؤلف نے بکواس کی ہے۔ اللہ کے ارادہ

سے خاکی جسم کا زندہ آسمان پر جانا علمہ بشر بلکہ کافروں کے لئے بھی ممکن ہے۔

اللہ فرماتا ہے: ”ولو فتحنا عليهم بابا من السماء فظلوا فيه يعرجون (حجر: ۱۷)“ یعنی اگر ہم کافروں کے لئے آسمان کا دروازہ کھول دیں۔ پھر یہ سارے دن اس میں چڑھتے رہیں..... الخ۔ پھر انبیاء و رسل خاص کر حضرت عیسیٰ اور محمد علیہما السلام کے لئے جسم سمیت زندہ آسمان پر جانا کس طرح محال ہو سکتا ہے؟ حضرت عیسیٰ کو زندہ آسمان پر لے جایا گیا۔ آنحضرت ﷺ کو معراج جسمانی کرائی گئی۔ حضرت موسیٰ کو مرزا قادیانی نے زندہ آسمان پر موجود تسلیم کیا۔ (نور الحق ص ۵۰، ج ۱، خزائن ج ۸ ص ۶۹) فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ إِلَّا الضَّلَالُ ساقیوں اور آٹھویں آیات

”يا عيسى اني متوفيك ورافعك الی ومطهرک من الذین کفروا..... الخ!“ (ص ۱۰) ”فلما توفیتنی..... الخ!“ (ص ۱۲) ”ان دونوں آیتوں میں توفی کے مشتقات کے معنی اور اس پر پوری بحث رسالہ (جواب دعوت ص ۶۲) اور (نور اسلام ص ۳۳) میں پڑھئے رفع کے معنی اور اس کی پوری تحقیق رسالہ (جواب دعوت ص ۹۲) اور (نور اسلام ص ۲۶، ۲۷) دیکھئے۔ مطہرک کا صحیح مطلب نور اسلام ص ۳۸ پر ملاحظہ کیجئے۔ یہاں ان کے اعادہ کی ضرورت نہیں۔

الحمد لله کہ مرزائیوں کی پیش کردہ آیتوں میں سے کوئی بھی ان کے مدعا کے لئے مثبت نہ ٹھہری بلکہ کھلی دونوں (گمبر، نمبر ۸) آیتوں سے حیات عیسیٰ اور ان کا رفع الی السماء بجسده العنصری بخوبی ثابت ہے جیسا کہ رسالہ جواب دعوت اور نور اسلام کے پڑھنے والوں سے پوشیدہ نہیں البتہ ”ظہور امام“ میں مرزائی نے صحیح بخاری کی ایک حدیث سے توفی کے معنی موت ثابت کرنے کی فضول کوشش کی ہے۔ اس کی حقیقت بھی ملاحظہ ہو۔

حدیث بخاری

”فاقول كما قال العبد الصالح عيسى ابن مريم وكنت عليهم شهيدا مادمت فيهم فلما توفيتني كنت انت الرقيب عليهم..... الخ“ (پ ۱۳، پ ۱۸، پ ۱۷) ”تو میں بھی اس طرح کہوں گا جس طرح اس نیک مرد عیسیٰ نے کہا تھا تو کننت عليهم..... الخ۔ اس حدیث میں لفظ وہی توفیتی ہے جو قرآن میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے استعمال ہوا ہے..... اب جو معنی حضور علیہ السلام کے واسطے ہو سکتے ہیں وہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے ہونے چاہئیں۔ (یعنی دونوں پیغمبر مر گئے۔) (ص ۱۵، ۱۴) اسی قاعدہ سے آیت مذکور کے جملہ

تعلم ما فی نفسی ولا اعلم ما فی نفسک میں نفس عیسیٰ اور نفس خدا کے ایک ہی معنی ہونے چاہئیں کہ نفس الہی (جو پاک اور بے مثل ہے اور نفس عیسیٰ جو مخلوق ہے) دونوں ایک ہی طرح کے ہیں۔ کیونکہ اللہ پاک کے لئے لفظ نفس وہی ہے جو حضرت عیسیٰ کے لئے استعمال ہوا ہے۔
 وتعالی اللہ عن ذلك علوا کبیرا۔ پس جس طرح دونوں لفظ نفس کی حقیقت جدا گانہ ہے۔ اسی طرح دونوں پیغمبروں کے لئے لفظ توفیقی جو مستعمل ہوا ہے اس کی حقیقت بھی جدا گانہ ہے۔
 دونوں نبیوں کے حالات مخصوصہ جو خارجی دلیلوں سے ثابت ہیں۔ ان کی بناء پر حضرت عیسیٰ کی توفی رفع آسمانی سے ہوئی ہے اور آنحضرت ﷺ کی توفی موت سے حضرت عیسیٰ کی توفی بالرفع الی السماء کے دلائل رسائل جواب دعوت، نور اسلام میں لکھے گئے ہیں اور محمد ﷺ کی توفی بالموت کے دلائل آپ کا کفن و دفن اور نماز جنازہ وغیرہ ہیں جو بالتواتر منقول اور ثابت ہیں نیز روضہ اطہر آپ ﷺ کا مدینہ طیبہ میں موجود ہے جواب تک زیارت گاہ حجاج ہے۔ فافتراق۔
 مرزائی مترجم نے قال العبد کا ترجمہ ”عیسیٰ نے کہا تھا“ غلط کیا ہے۔ صحیح ترجمہ یوں ہے۔ ”عیسیٰ فرمائیں گے۔“ کیونکہ یہ واقعہ قیامت کا ہے اور قیامت ابھی آنے والی حدیث مذکور کے شروع میں ہی یہ الفاظ موجود ہیں۔ انکم محشرون الی اللہ..... الخ! جس کا ترجمہ بھی مرزائی نے ظہور امام کے ص ۱۴ پر یوں کیا ہے۔ ”اے لوگ تم اللہ کی طرف اکٹھے کئے جاؤ گے۔“ اس کے باوجود آگے یوں ترجمہ کر دیا۔ ”عیسیٰ نے کہا تھا: یا للعجب۔ اس قصہ کی ابتداء قرآن میں یوم مجمع اللہ الرسل سے ہوئی ہے۔ اور انتہا ہذا یوم مجمع الخ پر۔ یہ اس بات کا کھلا ہوا ثبوت ہے کہ یہ واقعہ قیامت کے دن وقوع پذیر ہوگا۔ نیز سورہ نساء میں آیا ہے: ”و یوم القیامۃ یکون علیہم شہیدا (نساء: ۱۵۹)“ یعنی حضرت عیسیٰ قیامت کے دن اہل کتاب پر شاہد ہوں گے۔ ہمارے رسول علیہ السلام بھی نہایت صراحت سے فرماتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ یہ بات قیامت کے دن فرمائیں گے۔ چنانچہ محدث ابن عساکر اور حافظ عماد الدین ابن کثیر حدیث مرفوعہ نقل کرتے ہیں:

”عن ابی موسیٰ الاشعری قال قال ﷺ اذا کان یوم القیامۃ دعی بالانبیاء واممہم ثم یدعی بعیسیٰ ابن مریم..... ثم یقول ائت قلت للناس اتخذونی وامی الہین من دون اللہ فینکران یکون قال ذلك..... الخ۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب ہوگا دن قیامت کا بلائے جائیں گے۔ سب انبیاء اور ان کی امتیں، پھر بلائے جائیں گے عیسیٰ بیٹے مریم کے پھر اللہ پوچھے گا کیا تو نے لوگوں سے کہا تھا کہ بتاؤ مجھ کو اور میری ماں دونوں

کو معبود سوائے اللہ کے۔ پس انکار کریں گے۔ عیسیٰ اس سے کہہ کر یہ بات یہ لیجئے قرآن بھی
یوم القيامة بمرات کہتا ہے۔ ہمارے رسول علیہ السلام بھی یوم القيامة بمرات فرما رہے
ہیں۔ اب مرزائی لوگ اپنے رسول کا نص مرتع نہیں۔ مرزا قادیانی نے فضل ماضی بمعنی مضارع
مستعمل ہونے کی مثال میں اذ قال اللہ یعیسیٰ..... الخ! (آیت مذکورہ) کو پیش کیا ہے۔

(ضمیمہ برائین احمد یہ ص ۶، ج ۱، ج ۱۱ ص ۱۵۹)

”خدا قیامت کے دن حضرت عیسیٰ کو کہے گا کہ تو نے ہی لوگوں کو کیا تھا..... الخ“

(ضمیمہ برائین احمد یہ حصہ پنجم ص ۴، ج ۱، ج ۱۱ ص ۵۱)

اب تو مولف ظہور امام کو بھی ماننا پڑے گا کہ ان کا ترجمہ ”کہا تھا“ بالکل غلط ہے اور یہ
مصرع ان کے درویشان ہوگا۔ خود غلط بود آنچه ماہندا شتیم!
خاتمہ

الحمد للہ! کہ ظہور امام نمبر کا جواب ایک یوم کی صحبت واحدہ میں قلم برداشتہ تحریر ہوا۔
ناظرین کو ہمارا جواب پڑھ کر آفتابِ یزد کی طرح ظاہر ہو گیا ہوگا کہ قرآن مجید کی کسی آیت سے
بھی حضرت عیسیٰ کی وفات ثابت نہیں ہوتی۔ بلکہ آیت قبل موتہ (مسئلہ) ان کی حیات پر نص
مرتب ہے۔ دیکھو جواب دعوت ص ۳۲، ۳۳، ۳۴ اور اسلام از ص ۲۷ تا ص ۳۲۔ پس وجہ حضرت عیسیٰ علیہ
السلام زعمہ موجود ہے تو حدیث نزول میں اماما سے مراد بھی وہی عیسیٰ بن مریم ہیں نہ مرزا قادیان احمد
قادیانی۔ لہذا دیکھو پنجاب کے امام فقہ کا ظہور، رسالہ ظہور امام سے ثابت نہیں ہوا اور بھلا کسی مراقی
کو کوئی نبی و رسول و امام مہدی کی گھر مان سکتا ہے؟ جس کا حال یہ ہے:

کلام لغومی گوید ولہ می خواند الہامش

ہم ابن اللہ شدت و ہم رہ حق می نہد نامش

خود شد گمرہ شدست و خلق راہم می کند گمرہ

کسے کہ پیروش باشد نہ بینم نیک انجامش

قال اللہ وجعلناہم ائمة یدعون الی النار و یوم القيامة لا ینصرون

واتبعناہم فی ہذہ الدنیا لعنة و یوم القيامة ہم من المقبوحین سبحان ربک

رب العزة عما یصفون و سلام علی المرسلین۔ والحمد للہ رب العالمین!

تمام شد!

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
الحمد لله الذي هدانا لهذا
ما كنا لنهتدي لولا أن هدانا الله

سیف ربانی برگردن قادیانی

حضرت مولانا محمد شریف قادری

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد لله وحده والصلوة والسلام على من لا نبي بعده (سب صفیں اللہ تعالیٰ کے لئے، ایک ہے اور تمام صفات میں بے مثال ہے اور اللہ تعالیٰ کی تمام رحمتیں ہمیشہ اس رسول اقدس (اور اس کی آل کرام اور صحابہ عظام) پر جس کے بعد مدعی نبوت اور اس کو ماننے والے مرتد اور دائرہ اسلام سے خارج اور ہر غیر مسلم سے بدتر ہیں۔ اما بعد ناظرین! مرزا قادیانی نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا ہے اور کہا ہے کہ وہ مسیح جس کی نسبت قرآن کریم اور خدا تعالیٰ کی تمام پاک کتابوں اور احادیث نبوی کریم ﷺ میں خبر ہے وہ میں ہوں لکھتا ہے:

..... ”مسیح موعود جس کے آنے کا قرآن کریم میں وعدہ دیا گیا ہے یہ عاجز (مرزا) ہی ہے۔“
(انزالہام ۱۹۱، خزائن ج ۳ ص ۱۹۲)

”میرا یہ دعویٰ کہ کہ میں وہ مسیح موعود ہوں جس کے بارے میں خدا تعالیٰ کی تمام پاک کتابوں میں پیشین گوئیاں ہیں کہ وہ آخری زمانہ میں ظاہر ہوگا۔“

(تحد کلدیہ ص ۱۱۸، خزائن ج ۷ ص ۲۹۵)

نتیجہ..... مرزا قادیانی نے اتنی بات تو تسلیم کر لی کہ قرآن مجید میں مسیح موعود کے آنے کا وعدہ اللہ نے فرمایا ہے نیز احادیث میں بھی نبی کریم ﷺ سے مسیح موعود کے آنے کا ثبوت تسلیم کرتا ہے۔ اب رہی یہ بات کہ مسیح موعود حضرت عیسیٰ بیٹے مریم کے ہیں تمام مسلمانوں کا عقیدہ ہے یا مرزا قادیانی؟ جیسا کہ اس نے دعویٰ کیا ہے۔ سو ہم اس مقدمہ کو دربار نبوت ﷺ میں پیش کرتے ہیں کیونکہ خالق کائنات نے اپنی مخصوص کتاب قرآن مجید میں آپ ﷺ کی شان میں وما یَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوحٰی اور نہ آپ اپنی خواہش نفسانی سے باتیں بتاتے ہیں۔ ان کا ارشاد نبوی وحی ہے جو ان پر بھیجی جاتی ہے، فرمایا ہے۔ نبی نے آنے والے مسیح موعود کے علامات و نشانات مفصل بیان فرمادیئے ہیں۔ تاکہ میری امت کسی جھوٹے فرجی مدعی کے دام ترویہ میں پھاس کر ایمان کو ضائع نہ کرے۔ ایک طرف حضرت عیسیٰ ابن مریم کے مخصوص نشانات و علامات لکھے جاتے ہیں اور دوسرے طرف مرزا قادیانی پیش کیا جاتا ہے۔ ہم نے دیکھا ہے کہ مرزا قادیانی میں مسیح موعود کے علامات پائے جاتے ہیں یا نہیں۔

سیدنا حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام

..... قال رسول الله عليه وسلم والذي نفسي بيده ليوشكن ان ينزل

فيكم ابن مريم حكماً عدلاً..... الخ (بخاری شریف)

”قسم ہے اس ذات کی کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ تم میں ابن مریم (مریم کا بیٹا) نازل ہوگا اور تمہارے ہر ایک مختلف فیہ مسئلہ کا عدالت کے ساتھ فیصلہ کرے گا۔“

(ازالہ اوہام ص ۲۰۱، خزائن ج ۳ ص ۱۹۸)

الف..... اس حدیث میں رسول کریم نے خدا کی قسم کھا کر آنے والے مسیح موعود کا نام ابن مریم (مریم کا بیٹا) فرمایا ہے۔

ب..... حکماً عدلاً (عدالت کے ساتھ فیصلہ کرے گا) قسم کے متعلق مرزا قادیانی لکھتا ہے۔ نبی کا کسی بات کو قسم کھا کر بیان کرنا اس بات پر گواہ ہے کہ اس میں کوئی تاویل نہ کی جائے۔ نہ استثناء بلکہ اس کو ظاہر پر محمول کیا جائے۔ ورنہ قسم سے فائدہ ہی کیا۔“

(حملۃ البشری ص ۱۲، حاشیہ، خزائن ج ۷ ص ۱۹۲)

معلوم ہو گیا کہ ابن مریم سے مراد نبی کریم ﷺ کی بیٹی بیٹا مریم صاحبہ انجیل ہیں نہ

چراغ بی بی کا بیٹا۔

مرزا غلام احمد قادیانی

..... مرزا غلام احمد قادیانی کی ماں کا نام چراغ بی بی عرف گھمٹی ہے۔ چونکہ مرزا قادیانی، مریم کا بیٹا نہیں اس لئے مسیح موعود نہیں ہو سکتا۔ نیز مرزا قادیانی نے ابن مریم (مریم کا بیٹا) ہونے ہونے سے انکار کیا کہ میں نے ہرگز دعویٰ نہیں کیا کہ میں مسیح ابن مریم ہوں۔ جو شخص یہ الزام مجھ پر لگا دے وہ مفتری اور کذاب جھوٹا ہے۔“ (ازالہ اوہام ص ۱۹۰، خزائن ج ۳ ص ۱۹۲) اس لئے مرزا قادیانی کو مسیح موعود نہیں کہہ سکتے۔

(۲) مرزا قادیانی کو نہ حکومت نصیب ہوئی اور نہ ہی عدل بلکہ خود تمام عمر محکوم انگریز رہا

اس لئے موعود نہیں ہو سکتا۔

خود لکھتا ہے ”ممکن ہے کہ کسی زمانہ میں کوئی ایسا مسیح آجائے جن حدیثوں کے ظاہری الفاظ صادق آسکیں کیونکہ یہ عاجز اس دنیا کی حکومت اور بادشاہت کے ساتھ نہیں آیا۔“

(ازالہ اوہام ص ۲۰۰، خزائن ج ۳ ص ۱۹۷)

اگر مرزا قادیانی کو سچ موعود مانا جائے تو رسول اللہ کی پیشین گوئی جھوٹی ہو جائے گی۔
بس مرزا قادیانی سچ موعود نہیں ہو سکتا۔

سیدنا حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام

۲..... قال رسول اللہ ﷺ یَنْزِلُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ إِلَى الْأَرْضِ فَيَنْزِلُ فِي بَيْتِ لُؤْلُؤٍ وَفِي بَيْتِ خَمْسَةٍ وَأَرْبَعِينَ سَنَةً ثُمَّ يَمُوتُ فَيُدْفَنُ مَعِيَ فِي قَبْرِی۔ (مکتوہ شریف)
ترجمہ..... حضرت عبداللہ بن عمر کہتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ آئندہ زمانہ میں حضرت عیسیٰ بن مریم کے زمین پر اتریں گے اور نکاح کریں گے اور ان کی اولاد ہوگی اور پچاس سال دنیا میں رہیں گے اور پھر فوت ہوں گے۔ پس میرے پاس میرے مقبرہ میں دفن ہوں گے۔

اس حدیث پاک میں نبی کریم نے آنے والے سچ موعود کی چھ علامتیں بیان فرمائی

ہیں۔

۱..... مریم کا بیٹا یعنی عیسیٰ جس کی ماں کا نام مریم ہے۔

دوم..... اترے گا زمین کی طرف۔

سوم..... اترنے والے سچ موعود نکاح کریں گے۔

نوٹ..... مرزا قادیانی نے جو نکاح کئے ہیں وہ دعوائے مسیحیت سے پہلے کے ہیں۔ بعد از

دعوائے مسیحیت نکاح نہیں کیا۔ اور وہ محمدی بیگم کا نکاح ہے۔ ہماری بحث یہ نہیں ہے کہ محمدی بیگم کا

نکاح کیوں نہیں ہوا۔ یہاں بحث یہ ہے کہ سچ موعود حضرت عیسیٰ نکاح کریں گے۔ جیسا کہ رسول

عربی ﷺ نے فرمایا ہے اور مرزا قادیانی کا وہ نکاح کہ جو نشان قرار دیا ہے۔ نہیں ہوا بلکہ مرزا

نامرادی کی حالت میں یوں کہتا ہوا مرا ہے۔

دل کی دل میں ہی رہی بات نہ ہونے پائی

حیف ہے ان سے ملاقات نہ ہونے پائی

رن دے فراق دہج لیذا گیا۔ سہا یارو

رن دی کوا بیٹھا نبی ڈٹھا واہ یارو

چہارم..... اترنے والے مسیح موعود صاحب اولاد ہوں گے۔ حبیہ مرزا قادیانی کی اولاد ان لکاحوں سے ہے جو لکاح قبل از دعوائے مسیحیت ہیں۔ لہذا یہ اولاد وہ خاص اولاد نہیں جو بطور نشان ہو جیسا کہ حوالہ سے ظاہر ہے۔ علامت سوم میں بیان ہو چکا ہے۔

پنجم..... اترنے والے مسیح موعود حضرت عیسیٰ علیہ السلام بیستالیس سال زمین پر رہیں گے۔ نوٹ..... عیسیٰ کی سابقہ عمر یعنی قبل از رفع کا ذکر نہیں ہے بلکہ اترنے کے بعد بیستالیس سال زمین پر رہیں گے۔ اس کا ذکر ہے۔ فافہم! مرزا قادیانی نے نزول یعنی پیدائش لیا ہے۔ لکھتا ہے: ”ہاں اس بات سے انکار نہیں کہ پیشین گوئی کے ظاہری معنوں کے لحاظ سے کوئی مسیح موعود بھی آئندہ کسی وقت پیدا ہو۔“ (ازالہ ص ۱۹۹، خزائن ج ۳ ص ۱۹۷)

”میرا یہ دعویٰ تو نہیں کہ کوئی مثل مسیح پیدا نہیں ہوگا۔ بلکہ میرے نزدیک ممکن ہے کہ کسی آئندہ زمانہ میں خاص کروشن میں کوئی مثل مسیح پیدا ہو جائے۔“

(ازالہ ص ۲۷۲، ۲۷۳، خزائن ج ۳ ص ۱۳۸)

اب دیکھنا ہے کہ نزول بمعنی پیدائش مرزا قادیانی کو موافق ہے۔ کیا مرزا کی زندگی بیستالیس سال تھی۔

ششم..... نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”ثم يموت فيدفن معي في قبوري“ پھر عیسیٰ فوت ہو کر میرے مقبرہ میں دفن ہوں گے۔ مرزا قادیانی نے بھی اس حدیث کے مضمون کی تائید کی ہے۔ لکھتا ہے۔ ”ممکن ہے کہ کوئی مثل مسیح ایسا بھی آجائے جو آنحضرت ﷺ کے روضہ کے پاس مدفون ہو۔“ (ازالہ ص ۲۷۲، ۲۷۳، خزائن ج ۳ ص ۳۵۲)

بمعنی روضہ بھی مانا گیا اور اس میں دفن ہونا بھی مانا گیا۔ بمطابق حوالہ مندرجہ بالا۔

مرزا غلام احمد قادیانی

۲..... مرزا قادیانی میں ان چھ علامات میں سے ایک بھی پائی نہیں جاتی۔ اس لئے مرزا قادیانی مسیح موعود نہیں ہو سکتا۔

اول..... مرزا قادیانی کا نام غلام احمد ہے اور باپ کا نام مرزا غلام مرتضیٰ ہے اور ماں کا نام چراغی بی بی ہے۔ لہذا عیسیٰ بیٹا مریم کا نہیں ہو سکتا۔ عیسیٰ تو بن باپ ہیں۔

دوم..... مرزا قادیانی اترائیں بلکہ پیدا ہوا ہے۔ خود لکھتا ہے: ”میرے ساتھ ایک لڑکی پیدا ہوئی جس کا نام جنت تھا اور پہلے وہ لڑکی پیٹ میں سے نکلی تھی اور بعد میں میں نکلا تھا۔ اور میرے بعد میرے والدین کے گھر میں کوئی لڑکا یا لڑکی نہیں ہوا اور میں ان کے لئے خاتم الاولاد تھا۔“

(تزیان القلوب ص ۱۵۷، خزائن ج ۱۵ ص ۴۷۹)

لہذا مسیح موعود نہیں ہو سکتا۔

ہوم..... مرزا قادیانی کا نکاح نہیں ہوا۔ اس لئے مسیح موعود نہیں ہو سکتا۔

نوٹ..... مرزائی قریب دیتے ہیں کہ مرزا قادیانی نے نکاح کیا اور اولاد بھی ہوئی۔ مرزا قادیانی نے نکاح محمدی بیگم کو اپنا نشان صداقت قرار دیا ہے۔ افسوس کہ وہ نہ ہوا خود لکھتا ہے: ”اس محمدی بیگم کے نکاح اور پیشین گوئی کی تصدیق کے لئے جناب رسول اللہ ﷺ نے بھی پہلے سے ایک پیشین گوئی فرمائی ہے کہ یتزوج ویولد یعنی وہ مسیح موعود بیوی کرے گا نیز صاحب اولاد ہوگا۔ اب ظاہر ہے کہ تزوج اور اولاد کا ذکر کرنا عام طور پر مقصود نہیں عام طور پر ہر ایک شادی کرتا ہے اور اولاد بھی ہوتی ہے۔ اس میں کچھ خوبی نہیں۔ بلکہ تزوج سے مراد وہ خاص تزوج ہے جو بطور نشان ہوگا اور اولاد سے مراد وہ خاص اولاد ہے جس کی اس عاجز کو پیش گوئی ہے۔“

(انجام الحکم ص ۵۳، خزائن ج ۱ ص ۳۷)

بقول مولوی محمد علی امیر جماعت احمدیہ لاہور ”یہ سچ ہے کہ مرزا قادیانی نے کہا تھا کہ

نکاح ہوگا اور یہ بھی سچ ہے کہ نہیں ہوا۔“ (اخبار پیغام صلح لاہور)

چہارم..... مرزا قادیانی کا وہ نکاح ہی نہیں ہوا جس کو اپنا نشان قرار دیا ہے تو اولاد کہاں سے ہوتی؟ پس یقین ہو گیا کہ مرزا قادیانی مسیح موعود نہیں۔

پنجم..... اگر مرزا قادیانی مسیح موعود ہوتا تو اس کی عمر پینتالیس سال ہونی چاہئے تھی۔ اس کے خلاف مرزا قادیانی بقول خود پچھتر اور پچاسی کے اندر عمر پا کر مرتا ہے۔ لہذا قادیانی مسیح نہیں ہو سکتا۔ معلوم ہوا کہ نزول بمعنی پیدائش نہیں ہو سکتا اور نزول بمعنی پیدائش بھی نہیں ہو سکتا اور نزول بمعنی سن دعویٰ مسیحیت بھی نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ دعویٰ مسیحیت مرزا قادیانی نے ازالہ ادہام میں کیا ہے جو ۱۳۰۸ھ میں تصنیف ہوئی۔ اس لحاظ سے بھی مرزا قادیانی ۱۳۰۸ + ۲۵ = ۱۳۵۳ھ تک دنیا میں رہنا چاہئے تھا۔ حالانکہ مرزا قادیانی ۱۳۲۶ھ میں مر گیا۔ بزبان خود جھوٹا ٹھہرا۔ فقہ المراد!

ششم..... مرزا قادیانی نبی کریم ﷺ کے مقبرہ میں دفن نہیں ہوا۔ لہذا مسیح موعود نہیں ہو سکتا۔ مرزا قادیانی کو تو زیارت مدینہ منورہ بھی نصیب نہیں ہوئی۔ (دجال مدینہ منورہ میں داخل نہیں ہو سکے گا۔ الحدیث) پھر مرزا قادیانی کو کیسے توفیق ہوتی؟ مرزا قادیانی لاہور میں بعارضہ ہیضہ مرا اور قادیان میں دفن ہوا۔

گیاسی لاہور اوتھے پیٹے دی وہاسی دست گیا بہن عزرائیل لیا ڈھالسی
چاہڑ کے کھنجر اٹھوں ایسی طرح مروڈیا ناساں ولوں کھٹا پانی نکلیاتے چھوڑیا
دجال نوں دجال دے ای کھوتے اتے لڈیا لاہور وچوں کڈھ تے قادیان جادیا
داتا گنج بخش دی کرامت بڑی وڈی اے لاہور چل مرزے جتھی پلیدی جس کدھی اے
سیدنا حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام

۳..... یحدث ابو ہریرۃ عن النبی ﷺ علیہ وسلم قال والذی نفسی بیدہ لیہلن ابن مریم بفج الروحہ حاجاً او معتمراً او لیثینہما (صحیح مسلم)
حضرت ابو ہریرہؓ حضرت نبی کریم ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ حضور ﷺ فرماتے ہیں
قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ یقیناً احرام باندھیں گے۔
ابن مریمؑ الروحاء سے حج کا یا عمرے کا یا قرآن کریں گے۔ (عمرہ ادا کر کے اسی احرام سے حج کریں گے) مسلم شریف
اس حدیث پاک سے مندرجہ ذیل باتیں ثابت ہوئیں۔

اول..... مسیح موعود حضرت عیسیٰ علیہ السلام دنیا میں آکر اپنے متعلق ایسی فضا قائم کریں گے کہ تمام دنیا میں ان کے لئے امن ہوگا اور کوئی چیز ان کے حج میں مانع نہیں ہوگی۔ بلا خوف حج کریں گے۔

دوم..... مسیح موعود حضرت عیسیٰ ابن مریمؑ کسی بیماری میں مبتلا نہیں ہوں گے جو حج بیت اللہ شریف سے مانع ہو۔

سوم..... کوئی دوسرا شخص اس کی طرف سے حج نہیں کرے گا۔ بلکہ وہ بنفس نفیس خود حج کریں گے۔

نتیجہ..... جو شخص مندرجہ بالا اوصاف سے متصف نہیں ہے وہ یقیناً مسیح موعود نہیں ہو سکتا۔

اسی حدیث میں تاویل کی بھی گنجائش نہیں ہے کیونکہ خود مرزا قادیانی نے ایک قاعدہ کلیہ سے تاویل کے دروازہ کو بند کر دیا ہے۔ وہ لکھتا ہے: ”قسم صاف بتاتی کہ یہ خبر ظاہری معنوں پر محمول ہے نہ اس میں کوئی تاویل ہے اور نہ استثناء ہے۔ ورنہ قسم میں کونسا قاعدہ ہے۔“

(حملہ البشری ص ۱۴، خزائن ج ۷ ص ۱۹۲)

اس حدیث میں لفظ ”والذی نفس بیدہ“ (قسم ہے اس ذات کی الٰہی) کے آئے ہیں لہذا اس میں نہ کوئی تاویل ہے اور نہ استثناء ہے۔ مرزا قادیانی نے بھی اس حدیث کے مضمون کی بدیں الفاظ تائید کی ہے۔ خود لکھتا ہے۔ ”ہمارا حج تو اس وقت ہوگا۔ جب دجال بھی کفر اور دجل ہے باز آکر طواف بیت اللہ کرے گا۔ کیونکہ بموجب حدیث صحیح کے وہی وقت مسیح موعود کے حج کا ہوگا۔“

(ایام الصلح ص ۱۶۹، خزائن ج ۱۳ ص ۷۱۷) اس عبارت سے کم از کم اتنا ضرور ثابت ہو گیا

ہے کہ مرزا قادیانی نے تاویلوں کا سہارا ڈھونڈتے ڈھونڈتے اس بات کو تسلیم کر لیا ہے کہ مسیح موعود حج ضرور کرے گا۔

مرزا غلام احمد قادیانی

۳..... چونکہ مرزا قادیانی کو حج جیسی نعمت نصیب نہیں ہوئی جو بموجب صحیح حدیث کے حضرت عیسیٰ ابن مریم کی نشانی ہے۔ اس لئے مرزا قادیانی مسیح موعود نہیں ہو سکتا۔ مرزا قادیانی زن، زمین اور زر پر فریفتہ تھا اور قیمتی ادویات اس کو مرغوب تھیں حج بھلا کیسے نصیب ہوتا؟ نوٹ..... مرزائی فریب دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ مرزا مفلس کو نکال تھا۔ اور وہ بیمار رہتا تھا اور کہتے ہیں کہ مرزا قادیانی کو مکہ اور مدینہ میں امن نہ تھا۔ (جان کا خطرہ تھا) (درست ہے دجال کو مکہ مدینہ ضرور خطرہ ہے) مومن ہوتا تو امن بھی ہوتا۔

تنبیہ..... ہماری کلام صرف اس میں ہے کہ مسیح موعود حضرت عیسیٰ بن مریم کی علامت یہ ہے کہ وہ حج کریں گے۔ نبی کریم ﷺ کی یہ پیشین گوئی ہے جو کبھی جھوٹی نہیں ہو سکتی مگر مرزا قادیانی نے حج نہیں کیا۔ خواہ کسی وجہ سے نہیں کیا۔ اس لئے مرزا قادیانی مسیح موعود نہیں ہو سکتا۔

نوٹ..... اگر مرزا قادیانی کو مسیح موعود تسلیم کر لیا جائے تو حضور نبی کریم ﷺ کی پیشین گوئی (نحوہ بالذہن) جھوٹ ہو جائے گی۔ لہذا یقین ہو گیا کہ مرزا قادیانی مسیح موعود نہیں ہو سکتا اور نبی کریم ﷺ کی پیشین گوئی سچی ہو کر رہے گی۔ کیونکہ سچے پیغمبر کی پیشین گوئی ہمیشہ سچی ہوتی ہے اور پوری ہو کر رہتی ہے۔ قرآن شریف کو اسی دیتا ہے۔ ”وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ“ مرزا کا دماغ تو ہر وقت محمدی بیگم کے تصور میں مشغول رہتا تھا۔ حج کس کو یا د تھا؟ نہ حج کیا اور نہ ہی محمدی بیگم ہاتھ لگی۔ مرزا احمد بیگ والد محمدی بیگم نے مورخہ ۱۷/۱۱/۱۸۹۲ء کو مرزا سلطان محمد کے ساتھ نکاح کر دیا جس سے اس کی اولاد ہوئی۔ مرزا نیکو مقام غور ہے اور ہمیں شرم ہونی چاہئے کیونکہ مرزا قادیانی کی منکوحہ آسمانی اور تنہا رہی اماں روحانی کو سلطان محمد لے اڑا اور لے اڑا۔

ماں دا مرزائیاں نوں ڈرہ نہ خیال
کہہ دے گھر و سدی تے کچھو کہدا بال

شرم شرم شرم!

سیدنا حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام

۴..... مشکوٰۃ شریف باب قصہ ابن میاد میں مذکور ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ بعد صحابہ کرام ﷺ ابن میاد کو دیکھنے گئے ابن میاد کے بارے میں صحابہ کو شبہ تھا کہ یہ ہی دجال نہ ہو۔ حضرت عمرؓ نے دربار نبوت میں عرض کیا: ”اِذْنِ لِي يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَاَقْتُلْهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ اِنْ يَكُنْ هُوَ فَلَسْتُ صَاحِبَهُ اِنَّمَا صَاحِبُهُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ“ مشکوٰۃ شریف حضرت عمرؓ نے عرض کیا اجازت دو مجھ کو یا رسول اللہ کہ میں ابھی اسے قتل کر دوں، آنحضرت نے فرمایا اگر یہ ابن میاد دجال ہے۔ تو پھر تو اسے قتل نہ کر سکے گا۔ کیونکہ اس کا قتل عیسیٰ ابن مریم کے ہاتھوں ہوگا۔

خود مرزا قادیانی بھی لکھتا ہے: ”آنحضرت ﷺ نے عمرؓ کو قتل کرنے سے منع کیا اور فرمایا اگر یہ دجال ہے تو اس کا صاحب عیسیٰ بن مریم سے جو اسے قتل کرے گا۔ ہم اسے قتل نہیں کر سکتے ہیں۔“

(ازالہ ابہام ص ۲۳۵، خزائن ج ۳ ص ۲۱۸)

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ قتل دجال سے مراد جیسا کہ مرزائی کہتے ہیں۔ دلائل سے قتل کرنا۔ یہ مطلوب نہیں ہے بلکہ ظاہری و جسمانی قتل ہے۔ چنانچہ جناب عمرؓ کا آمادہ قتل ہوتا اور حضور ﷺ کا بھی اس خیال کی تردید نہ کرنا بلکہ دجال کا قتل مسیح علیہ السلام کے ہاتھوں مقدر فرمانا اس پر صاف و صریح دلیل ہے۔

مرزا غلام احمد قادیانی

۴..... نبی کریم ﷺ کا دجال کے بارے میں فرمان: ”قال النبی الدجال اعور العين اليسرى جفال الشعر معه جنة وناره فناره جنة وجنة نار (رواہ مسلم)“ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ دجال کا نا ہوگا۔ بائیں آنکھ سے زیادہ بالوں والا ہوگا۔ اس کے ساتھ جنت اور دوزخ ہوگی اس کی۔ پس دوزخ اس کی جنت ہے اور جنت اس کی دوزخ ہے۔

”عن انس قال قال رسول الله مامن نبی الا قد انذر امته الا عور الكذاب الا انه اعور وان ربكم ليس باعور مكتوب بين عينيه ك ف ر (بخاری مسلم)“ فرمایا نبی کریم ﷺ نے کہ ہر ایک نبی نے اپنی قوم کو کانے مھوٹے سے ڈرایا ہے اور فرمایا آگاہ ہو کہ دجال کا نا ہوگا اور پروردگار تمہارا کا نا نہیں۔ اس کی آنکھوں کے درمیان ک ف رکھا ہوگا۔

اور فرمایا: قال النبی ان الدجال ممسوح العين علیها ظفرة غليظة مكتوب بين عينيه كافر يقره كل مومن كاتب وغير كاتب مشکوٰۃ شریف ترجمہ ہے شک دجال ہوگا۔ مٹا ہوا آنکھ کا یعنی ایک آنکھ اس کی مٹی ہوئی ہوگی۔ اس پر ناخن ہوگا۔ مونا لکھا ہوا ہوگا۔ درمیان دونوں آنکھوں اس کی کے لفظ کافر پڑھے گا۔ اس کو ہر مومن لکھنے والا اور غیر لکھنے والا۔ قال النبی فیطلبہ، حتی یدرک بباب لد فیقتلہ پس ڈھونڈیں گے عیسیٰ دجال کو یہاں تک کہ پائیں گے اس کو دوزخ لہ پر پس قتل کریں گے۔ اس کو مذکورہ بالا حدیث سے روز روشن کی طرح معلوم ہو گیا کہ دجال ایک آدمی ہوگا۔ جس کی علامات یہ ہوں گی۔

اؤل..... ممسوح العين (مٹی ہوئی آنکھ والا) یعنی ایک آنکھ اس کی بالکل نہیں ہوگی یک چشم کا نا ہوگا۔

دوم..... لفظ کافر لکھا ہوگا۔

سوم..... ہر ایک مومن ان پڑھ بھی اس کو پڑھ لے گا۔

چہارم..... اس کے ساتھ اس کی جنت و دوزخ بھی ہوگی۔

پنجم..... زیادہ بالوں والا ہوگا۔

ششم..... حضرت عیسیٰ علیہ السلام بن مریم باب لد کے پاس اس کو قتل کریں گے۔ (لد ایک گاؤں ہے۔ بیت المقدس کے پاس) مرزا قادیانی کی زندگی میں ایسی صفات والے آدمی کا ظہور نہیں ہوا۔ پس معلوم ہو گیا کہ مرزا قادیانی نے جس (انگریز) کو دجال کہا ہے مرزا خود اس کا محکوم اور فرمانبردار رہا ہے اور اس کے گدھے (ریل) پر سوار ہوتا ہے۔ جب مرزا تو مرزے کی امت نے مرزا کو اسی گدھے (ریل) پر سوار کر کے قادیان پہنچایا

خرد دجال یہ کیسا کہ جس پر ٹائے عیسیٰ

بایں شان بایں شوکت کرایدے کرچڑھتا تھا مرزا

قادیانی نے اصلی دجال جس کے متعلق نبی کریم کی پیشین گوئی ہے دیکھا ہی نہیں قتل کا تو سوال ہی پیدا نہ ہوا لہذا مرزا قادیانی مسیح موعود نہیں ہو سکتا۔

سیدنا حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام

۵..... نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ مسیح موعود کے زمانے میں سوائے اسلام کے کوئی دین باقی

نہیں رہے گا۔ (ابوداؤد) اس حدیث کو مرزا قادیانی نے بھی تسلیم کیا ہے۔ لکھتا ہے۔

الف..... ”تمام دنیا میں اسلام ہی اسلام ہو کر وحدت قومی قائم ہو جائے گی۔“

(چشمہ معرفت ص ۸۰، خزائن ج ۳ ص ۹۲)

ب..... غیر معبود اور مسیح وغیرہ کی پوجا نہیں رہے گی اور خدائے واحد کی عبادت ہوگی۔

(الحکم ۷ جولائی ۱۹۰۵ء)

(۲) مشکوٰۃ شریف کی حدیث میں سردار دو عالم ﷺ نے فرمایا، مسیح موعود عیساؑیت

کے زور کو توڑ دے گا۔

مرزا قادیانی بھی اس حدیث کو اپنے حق میں لیتا ہے۔ لکھتا ہے۔ ”میرا کام جس کے

لئے میں اس میدان میں کھڑا ہوا ہوں۔ یہی ہے کہ عیسیٰ پرستی کے ستون کو توڑ دوں۔

(اخبار بدر ۱۹ جولائی ۱۹۰۶ء)

مرزا غلام احمد قادیانی

۵..... مرزا میوں کا اپنا اخبار پیغام صلح مرزا قادیانی کے کذب پر مہر تصدیق ثبت کرتا ہے اور

نہایت حسرت کے ساتھ لکھتا ہے۔ ”عیسائیت دن بدن ترقی کر رہی ہے۔“

(پیغام صلح ۶ مارچ ۱۹۲۸ء)

دور کیوں جائیں مردم شاری کی رپورٹ ہی دیکھ لیں۔ قادیان کے اپنے ضلع گورداسپور کی عیسائی آبادی کا نقشہ یہ ہے۔

عیسائیوں کی آبادی	سال
۲۴۰۰	۱۸۹۱ء
۲۴۷۱	۱۹۰۱ء
۲۳۳۶۵	۱۹۱۱ء
۳۲۸۳۲	۱۹۲۱ء
۴۳۲۳۳	۱۹۳۱ء

جب سے مرزائیت نے جنم لیا ہے عیسائیت روز افزوں ترقی کر رہی ہے۔ اس قلیل عرصہ میں صرف قادیان کے اپنے ضلع گورداسپور کے عیسائی اٹھارہ گنا بڑھ گئے ہیں۔ اب مرزا قادیانی کے اپنے لفظ غور سے سن کر فیصلہ کر لیں۔ لکھتا ہے کہ اگر میں نے اسلام کی حمایت میں وہ کام کر دکھایا جو مسیح موعود کو کرنا چاہئے تھا تو پھر میں سچا ہوں۔ اور اگر کچھ نہ ہوا اور میں مر گیا تو سب گواہ رہیں کہ میں جھوٹا ہوں۔

(بدھ ۱۹ جولائی ۱۹۰۶ء)

کوئی بھی کام سچا تیرا پورا نہ ہو

نامرادی ہی میں ہوا تیرا آنا جانا

مبارک ہیں وہ لوگ جو مرزا قادیانی کی ناکامی پر گواہی دیتے ہیں اور اس کو جھوٹا سمجھتے ہیں کہ عاقبت انہی کی ہے۔

عظیم الفرستی کی وجہ سے اتنا ہی کافی سمجھتا ہوں اور سلیم القلب کے لئے تو اتنا بھی کافی ہے۔ اور احقر دعا کرتا ہے کہ رب العزت اس مختصر سے مضمون کو اہل اسلام کی ہدایت کا ذریعہ بنائے اور اسی مختصر سی محنت کو قبول فرمائے۔ آمین۔

احقر محمد شریف فاضل دیوبند

ناظم دارالعلوم الاسلامیہ منڈی بہاء الدین

مدینہ پر شک ہاؤس گلچٹ روڈ لاہور

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
مَرْزَا قَادِيَانِی کی

پیش گوئیاں

اور ان کے متعلق خدائی فیصلے

نامعلوم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مرزائی مبلغین اکثر سادہ لوح مسلمانوں کو مرزائیت کے جال میں پھنسانے کے لئے مرزا قادیانی کی پیش گوئیاں اور الہام بڑی چرب زبانی سے بیان کرتے ہیں۔ اس بناء پر ان کے قصر نبوت کو استوار کرتے ہیں۔ اس طرح ان کے نبی ہونے کو ثابت کرتے ہیں۔

اہل اسلام میں وقتاً فوقتاً ایسے بزرگان کرام ہو گزرے ہیں اور اب بھی ہیں جو کہ نہ صرف آئندہ واقعات کی خبر بذریعہ کشف دیتے رہے ہیں۔ بلکہ دور دراز رہنے والے افراد کے حالات کا اظہار سینکڑوں میل دور بیٹھے کر دیتے ہیں یہ اولیائے عظام ہوتے ہیں۔ جن پر الہام کے ذریعے حالات کا انکشاف ہوتا رہتا ہے۔ ان کے الفاظ ہمیشہ سچے اور صحیح ثابت ہوتے ہیں۔ اسی واسطے مولانا رومی نے فرمایا:

گفتہ او گفتمہ اللہ بود

گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

اولیاء را هست قدرت از اللہ

تیر جستہ باز گردانہ زراہ

ان کا کہنا اللہ کی طرف سے ہوتا ہے۔ گو وہ اللہ کے بندہ کے منہ سے نکلا ہو۔ اولیاء کو خدا کی طرف سے یہ اختیار ہوتا ہے کہ وہ کمان سے نکلے ہوئے حیر کو واپس لے آئے۔

لاکھوں ولی امت مسلمہ میں ہو گزرے ہیں۔ ان میں سے اکثر صاحب کشف ابدال بھی ہوئے۔ قلب بھی اور غوث بھی مگر کسی نے چودہ سو سال کے عرصے میں نبوت کا دعویٰ نہ کیا۔ لیکن کس قدر حیرانی کی بات ہے۔ کہ ایک شخص جس کا تمام کلام جھوٹ کی پونٹ ثابت ہوا۔ وہ کاذب نبی بن بیٹھا۔

قادیانی کا دعویٰ

”اس نے (خدا نے) میرا دعویٰ ثابت کرنے کے لئے اس قدر معجزات دکھائے ہیں۔ بہت ہی کم ایسے نبی آئے ہیں۔ جنہوں نے اس قدر معجزات دکھائے ہوں اور جو میرے لئے نشانات ظاہر ہوئے وہ تین لاکھ سے زیادہ ہیں۔“

(اخبار الہد قادیان جولائی ۱۹۰۶ء، حقیقت الوحی ص ۶۷، جزائن ج ۲۳ ص ۷۰)

اس میں کوئی شک نہیں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے فرستادہ انبیاء کی تائید میں انہیں معجزات عطا کئے۔ آخری نبی محمد ﷺ کو بہت معجزوں کا حامل بنایا گیا۔ آنحضرت ﷺ کو تین معجزات تو بے مثل ملے۔

۱..... معراج شریف جسمانی اور پرچشم زدن میں آسمانوں کی سیر کرائی اور سدرۃ المنتہی تک تشریف لے گئے۔

۲..... اللہ تعالیٰ کا زندہ جاوید کلام قرآن کریم کی صورت میں آپ پر نازل ہوا۔

۳..... شق القمر یعنی آپ نے اشارہ سے اللہ تعالیٰ کے حکم سے چاند کے دو ٹکڑے کر دیئے۔

غور کیجئے کہ آیا مرزا قادیانی سے کوئی ایسا معجزہ صادر ہوا؟ خلیفہ محمود قادیانی کی تعالیٰ سے حضرت مرزا قادیانی کے ذریعے اسلام زندہ ہوا۔ قرآن کریم زندہ ہوا۔ محمد ﷺ کا نام زندہ ہوا۔ وہ کوئی خوبی اور صداقت ہے۔ جو کسی نبی میں پائی جاتی ہو۔ مگر مرزا قادیانی میں نہیں۔“

(تقریر مرزا محمود احمد مندبجا اخبار الفضل قادیان ۱۶ مئی ۱۹۲۴ء)

خدا را غور کیجئے

مرزا کی آمد سے کئی اسلامی سلطنتیں مٹ گئیں۔ اس نے اسلام کی جڑیں کاٹ کر رکھ دیں۔ ایک نیا مذہب احمدیت کے نام سے قائم کر دیا۔ قرآن کریم میں تحریف کی۔ تمام رسولوں کو اس طرح رسوا کیا۔

مرزا قادیانی نے انبیاء کرام کی اس طرح گستاخی کی

”دنیا میں کوئی نبی نہیں گزرا جس کا نام مجھے نہیں دیا گیا۔ میں آدم ہوں۔ میں نوح ہوں، میں اسماعیل ہوں۔ میں موسیٰ ہوں۔ میں عیسیٰ ابن مریم ہوں اور میں محمد مصطفیٰ ﷺ ہوں یعنی بروزی طور پر میری نسبت جبرئیل علیہ السلام فرمایا۔ موزور ہے کہ ہر نبی کی شان مجھ میں پائی جائے۔“ (حقیقت الوحی ص ۸۴، خزائن ج ۲ ص ۶۷ حاشیہ)

لوگوں کو گمراہ کرنے کے لئے یہ سب زبانی دعوے ہیں اور محض ایک مراقی شخص کے دماغ کی پیداوار ہیں۔ کوئی صحیح الدماغ شخص یہ لہجہ نہیں ہانک سکتا۔ چونکہ مرزا قادیانی مراقی و مانجھو لیا کے مریض تھے۔ اس لئے یہ دعوے کر دیئے۔

”ڈاکٹر میر محمد اسماعیل نے مجھ سے بیان کیا کہ میں نے کئی دفعہ حضرت مسیح موعود سے سنا کہ مجھے ہمشیر یا ہے۔ بعض اوقات آپ مراقی بھی فرمایا کرتے ہیں۔“

(سیرت المہدی حصہ دوم ص ۵۵)

مرزا قادیانی نے دعویٰ کیا کہ مجھے تین لاکھ نشان (عجرات) ملے۔ اب تین لاکھ نشانوں کی حقیقت مرزا قادیانی کی اپنی زبان سنئے۔

”جو نقد روپیہ آنے والا ہوا اور چیزیں تحائف میں ہوں۔ ان کی خبر قبل از وقت اللہ بذریعہ الہام یا خواب مجھ کو دے دیتے ہیں اور اس قسم کے نشان پچاس ہزار سے کچھ زیادہ ہوں گے۔ (حقیقت الوحی ص ۳۳۳، خزائن ج ۲۲ ص ۳۳۶)

کھودا تھا پہاڑ کلا چوہا کے مصداق تمام معجزات یا خواب ہوئے یا الہام باقی قصہ ختم۔ خواب اور الہام زیادہ تر منی آرڈروں کے اور روپے کے متعلق ہوتے تھے۔ چنانچہ لکھتے ہیں۔
ٹیپٹی ٹیپٹی قرشتہ کی آمد

”۵ مارچ ۱۹۰۵ء کو میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک شخص جو فرشتہ معلوم ہوتا تھا میرے سامنے آیا اور اس نے بہت سا روپیہ میرے دامن میں ڈال دیا۔ میں نے اس کا نام پوچھا۔ اس نے کہا۔ میرا نام ٹیپٹی ٹیپٹی۔ (حقیقت الوحی ص ۳۳۳، خزائن ج ۲۲ ص ۳۳۶)

رانی کی آمد

آگے دیکھئے۔ ”ایک روز ایک عورت نہایت خوبصورت خواب میں دیکھی۔ اس نے بیان کیا کہ میرا نام رانی ہے۔ اور مجھے اشارے سے کہا کہ میں اس گھر کی عزت اور وجاہت ہوں۔“ (ازالہ ابہام ص ۲۱۳، خزائن ج ۳ ص ۲۰۵)

درشنی آدمی

”انہی دنوں میں نے ایک نہایت خوبصورت آدمی دیکھا۔ میں نے اس سے کہا کہ تم عجیب خوبصورت ہو۔ اس نے اشارہ سے کہا کہ میں حیراجت بیدار ہوں۔ میں درشنی آدمی ہوں۔“ (ازالہ ابہام ص ۲۱۳، ۲۱۴، خزائن ج ۳ ص ۲۰۶)

منی آرڈر کی وحی

”ایک دفعہ صبح کے وقت وحی الہی سے میری زبان پر جاری ہوا۔ ”عبداللہ ڈیرہ اسماعیل خان“ اور تنہیم ہوئی کہ اس نام کا ایک شخص آج کچھ روپیہ بھیجے گا۔“

(حقیقت الوحی ص ۲۶۳، ۲۶۴، خزائن ج ۲۲ ص ۲۷۵)

”ایک دفعہ مجھے الہام ہوا کہ بست و یک روپیہ آنے والا ہے۔“

(حقیقت الوحی ص ۳۰۵، خزائن ج ۲۲ ص ۳۱۸)

”کل کی ڈاک میں مبلغ ایک سو روپیہ مرسلہ آں محبت مجھ کو پہنچا۔ اس کے عجائبات میں سے ایک یہ ہے کہ اس روپے کے چھپنے سے تخمیناً سات گھنٹے پہلے مجھ کو خدائے عزوجل نے اطلاع دی۔“ (کتوبات احمدیہ جلد ۵ حصہ اول ص ۵)

اناجیل کو پڑھئے۔ قرآن کو پڑھئے اور بتلائیے کہ کیا کسی نبی کو ایسے خواب آئے۔ جو محض مادیت اور حصول زر پرستی ہوں۔ کبھی کسی نبی کو ایسے الہام ہوئے ہی نہیں۔ یہ تو نجومیوں جو تیشیوں اور دنیا داروں، لالچی فقیروں کو ہی ہو سکتے ہیں۔ نبی کا ان سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہو سکتا۔ قادیانی نبی کو تو انگریز نے کھڑا کیا تھا۔ اس لئے کہ اسلام ہمیں جو جہاد کا حکم دیتا ہے۔ اسے کسی ترکیب سے منسوخ قرار دیا جائے۔ سو مرزائے قادیانی نے اپنے آقا کی غلامی کا حق ادا کرتے ہوئے جہاد کو ناجائز قرار دیا۔ اس لئے انگریز نے اس کی تکمیل تائید کی اور روپے پیسے سے بھی امداد کی۔ اسے بھی اٹھتے بیٹھتے روپے کے خواب آتے تھے۔ اسی کے الہام ہوتے تھے۔ نبی کا کام روح اور مادہ ہر دو کی اصلاح ہوتا ہے۔ قارئین نے دیکھ لیا کہ مرزا قادیانی کے الہاموں اور خوابوں میں روحانیت کا تو نشان نہیں ملتا۔ اصلاح تو خاک ہوتی ہے۔

خود کا شتہ پودا

”میرا اس درخواست سے جو حضور کی خدمت میں مع اسماء مرید الی روانہ کرتا ہوں۔ مدعا یہ ہے کہ اس خود کا شتہ پودا کی نسبت نہایت حزم و احتیاط اور تحقیق اور توجہ سے کام لے اور اپنے ماتحت حکام کو اشارہ فرمائے کہ وہ بھی اس خاندان (مرزا قادیانی) کی ثابت شدہ وفاداری اور اخلاص کا لحاظ رکھ کر مجھے اور میری جماعت کو ایک خاص عنایت اور مہربانی کی نظر سے دیکھیں۔“ (درخواست بھگت نواب علی گڑھ گورنر بہادر رام قبالہ)

منجانب خاکسار مرزا قادیانی مورخہ ۲۴ فروری ۱۸۹۹ء)

جہاد ناجائز

”میں نے چند کتابیں جہاد کے مخالف تحریر کر کے عرب اور مصر اور بلاد شام و افغانستان میں گورنمنٹ کی تائید میں شائع کی ہیں۔ باوجود اس کے میری یہ خواہش نہیں کہ اس خدمت گزاری کی گورنمنٹ کو اطلاع کروں یا اس سے کچھ صلہ مانگوں جو انصاف کی رو سے اعتقاد تھا وہ ظاہر کر دیا۔“ (تلخ رسالت جلد چہارم ص ۳۶، مجموعہ اشتہارات ج دوم ص ۱۸۰)

قادیانیت ایک فرقہ نہیں بلکہ ایک نیا مذہب ہے جو کہ انگریز نے قائم کیا کہ اس کا مقصد زراعت کا کرنا اور دنیا میں اپنا غلبہ اور حکومت حاصل کرنا تھا۔

تمام دنیا کی حکومت کا خواب

”ہمیں معلوم کب ہمیں خدا کی طرف سے دنیا کا چارج سپرد کیا جانا ہے۔ ہمیں اپنی طرف سے تیار ہو جانا چاہئے۔ کہ دنیا کو سنجال سکیں۔“

(خطبہ میاں محمود احمد خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل مورخہ ۲۷ فروری ۱۹۳۲ء ج ۹ نمبر ۶۷۷-۶۸۰)

قادیانی حکومت قائم کرنے کا جتن

”ہائے! احمدیوں کے پاس ایک چھوٹا کلچر ابھی نہیں۔ جہاں احمدی ہی احمدی ہوں۔ کم از کم ایک علاقہ کو مرکز بنا لو جس میں کوئی غیر نہ ہو۔ ایسا علاقہ اس وقت تک ہمیں نصیب نہیں جو خواہ چھوٹے سے چھوٹا ہو مگر اس میں غیر نہ ہوں۔“

(خطبہ خلیفہ محمود احمد الفضل قادیان ج ۹، مورخہ ۱۲ مارچ ۱۹۳۲ء)

ہاں جناب! پاکستان بننے پر ربوہ میں ایک انگریز گورنر موڈی کی مہربانی سے ایسا مخصوص علاقہ مل گیا۔

اب ہم پیش گوئیوں کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ پیش گوئی کے معنی ہیں کہ کسی آنے والے واقعہ کی نسبت اس کی آمد سے قبل خبردار کرنا۔

پہلے ذکر ہوا کہ پچاس ہزار نشان تو روپوں وغیرہ کے متعلق بتلائے گئے۔ روپوں کی آمد کا پہلا چلانا کونسا عظیم کارنامہ ہے۔ ڈاک خانہ میں کسی مقرب کو بھیجا۔ وہاں سے ڈاک کی تقسیم سے قبل پتہ چلا لیا کہ آیا کوئی منی آرڈر وغیرہ آیا ہے کہ نہیں۔ اگر آتا ہوتا تھا تو مرزا قادیانی بڑے طعناً سے اس پر طعن سازی کر کے اعلان کر دیتے۔ یہ بھی حقیقت پچاس ہزار نشانوں کی۔

ہاں انہوں نے چند پیش گوئیاں کیں اور ان کے ہو جانے کا بہت ڈھنڈورا پیٹا اور اعلان کیا کہ اگر یہ غلط ثابت ہوئیں یا وقوع پذیر نہ ہوئیں تو میں کاذب مفتری اور جھوٹا سمجھا جاؤں گا۔ انہیں مطالعہ کرنے کے بعد قارئین کرام خود انداز لگائیں کہ آیا مرزا غلام احمد قادیانی کاذب تھے یا نہیں؟

میش گوئی نمبر ۱۔ پادری عبداللہ آتھم ساکن امرتسر

مرزا غلام احمد قادیانی نے اڈل آتھم سے مناظرہ کیا۔ پھر یہ پیش گوئی کی۔ وہ اسے

عرصہ کے اندر فلاں تاریخ تک مرجائے گا۔ بوڑھا ہونے کے باوجود پیش گوئی کی تاریخ پر نہ مرا۔ بلکہ کافی عرصہ تک بعد کو زندہ رہا۔ مرزائے بہت زور لگایا کہ اس پیش گوئی کے غلط ہونے کی تاویلات پیش کی جائیں مگر۔

کیا بنے بات جہاں بات بتائے نہ بنے

..... خدائی شان!! خدائی فیصلہ!!

”آہتمم کے متعلق پیش گوئی کا آخری دن آگیا اور جماعت میں لوگوں کے چہرے پڑ مردہ ہیں۔ بعض لوگ نادانگی کے باعث اس کی موت پر شریٹیں لگا چکے ہیں۔ لوگ نمازوں میں چیخ چیخ کر رو رہے ہیں کہ اسے خدا ہمیں رسوا مت کر یو۔“ (سیرت مسیح موعود ص ۷)

”۵ ستمبر ۱۸۹۴ء کو جس دن عبداللہ آہتمم والی پیش گوئی پورا ہونے کا انتظار تھا۔ آپ (ماسٹر قادر بخش) قادیان میں تھے کہ آج سورج غروب ہوگا اور آہتمم مرجائے گا مگر جب سورج غروب ہو گیا تو لوگوں کے دل ڈوبتے گئے۔ ماسٹر قادر بخش نے امر ترس جا کر عبداللہ آہتمم کو خود دیکھا۔ عیسائی اسے گاڑی میں بٹھائے۔ دھوم دھام سے بازاروں میں لئے پھرتے تھے۔“

(مضمون رحیم بخش پر ماسٹر قادر بخش اخبار القلم قادیان ۷ ستمبر ۱۹۲۳ء)

آہتمم کا خط

”میں خدا کے فضل سے تندرست ہوں۔ اب مرزا قادیانی کہتے ہیں کہ آہتمم نے اپنے دل میں چونکہ اسلام قبول کر لیا۔ اس لئے نہیں مرا۔ انہیں اختیار ہے جو چاہیں تاویل کریں لیکن میں پہلے بھی عیسائی تھا۔ اور اب بھی عیسائی ہوں اور خدا کا شکر کرتا ہوں۔ اب میری عمر ۶۸ سال سے زیادہ ہے۔ جو کوئی چاہے پیش گوئی کرے کہ ایک سو سال کے اندر جو باشندے اس دنیا میں موجود ہیں۔ سب مرجائیں گے۔“ (عبداللہ آہتمم کا خط اخبار وقاء دار لاہور میں ماہ ستمبر ۱۸۹۴ء میں شائع ہوا، منقول از کتاب راست بیانی از شکست قادیانی)

ایک بار پھر پیش گوئی کے الفاظ اصلی کا مطالعہ کیجئے اور جھوٹے پر لعلت بھیجئے۔

”میں اس وقت اقرار کرتا ہوں اگر (عبداللہ آہتمم والی) پیش گوئی جھوٹی نکلی۔ وہ فریق جو خدا کے نزدیک جھوٹ پر ہے۔ وہ پندرہ ماہ میں آج کی تاریخ سے پہلے مرزائے موت ہادیہ میں نہ پڑے تو میں ہر سزا اٹھانے کے لئے تیار ہوں..... میں اللہ جل شانہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ وہ ایسا ہی کرے گا۔ زمین و آسمان ٹل جائیں مگر اس کی باتیں نہیں ٹلیں گی۔“

(جنگ مقدس ص ۲۱۱ خزائن ج ۶ ص ۲۹۳)

مطابق میعاد مقررہ کے اندر ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو وبائی ہیضہ میں مبتلا ہوئے اور وہ فوت ہو گئے۔ جناب ڈاکٹر عبدالحکیم صاحب ان کے بعد سالہا سال زندہ رہے۔ اس ٹریکٹ کے لکھنے والے نے انہیں ۱۹۲۸ء تک خود دیکھا اور ان کے پیکچر بنے۔

حضرت مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسریؒ سے مرزا قادیانی کا آخری فیصلہ
 ”میں خدا کے فضل سے امید رکھتا ہوں کہ سنت اللہ کے موافق آپ مکذبین کی سزا سے نہیں بچیں گے..... اگر طاعون ہیضہ وغیرہ مہلک بیماریوں آپ پر میری زندگی میں وارد نہ ہوئیں تو میں خدا تعالیٰ کی طرف سے کذاب ہوں۔ تو اسے میرے مالک میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ کی زندگی میں مجھے ہلاک کر اور اگر مولوی ثناء اللہ صاحب حق پر نہیں تو میری زندگی میں اسے نابود کر انسانی ہاتھوں سے نہیں طاعون ہیضہ وغیرہ سے۔ جو تیری نگاہ میں در حقیقت مفسد اور کذاب ہے اس کو صادق کی زندگی میں دنیا سے اٹھالے۔ میرے مالک تو ایسے ہی کر آمین ثم آمین۔“ (تخلیف رسالت ج ۱ ص ۱۲۰، مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۵۷۸، ۵۷۹)

اللہ اکبر! مرزا قادیانی کی دعا قبول ہو گئی۔ مفسد اور کاذب مغتری، صادق کی زندگی میں ہیضہ میں مبتلا ہو کر مر گیا۔ اللہ اکبر۔ فاعتبر ویذالوا لمن الابصار!! خدا کا فیصلہ ملاحظہ ہو اور اللہ کے قربان جائیے کہ کس طرح فیصلہ ہوا۔ اس اشتہار کی اشاعت کے ہفتہ عشرہ کے بعد ۲۵ اپریل ۱۹۰۷ء کو اخبار البدر قادیانی میں پھر شائع ہوا۔ ”ثناء اللہ کے متعلق جو کچھ لکھا گیا۔ دراصل ہماری طرف سے نہیں بلکہ خدا ہی کی طرف سے اس کی بنیاد رکھی گئی ہے۔“

ایلو ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو مرزا غلام احمد کولاہور کے مقام پر وبائی ہیضہ ہوا اور وہ مر کر ہمیشہ کے لئے ختم ہو گئے۔ یہ جھوٹوں اور کذابوں کا انجام ہوتا ہے اور حضرت مولانا مولوی ثناء اللہ صاحب مرزا کی وفات کے بعد تقریباً چالیس سال زندہ رہے اور راقم رسالہ نے مرزا قادیانی کی موت کے بعد بیسویں سال تک مولانا کے مناظرے اور مباحثے شے۔

محمدی بیگم اور مرزا غلام احمد قادیانی

مرزا غلام قادیانی کے ماموں زاد بھائی مرزا احمد بیگ ساکن پٹی کی ایک لڑکی تھی جس کا نام محمدی بیگم تھا۔ مرزا قادیانی کے دل میں اس کا ایسا تصور قائم ہو گیا کہ اس سے شادی کرنے کے لئے عزم مصمم کر لیا۔ اس کے والدین کو طرح طرح کے سبز باغ دکھائے۔ پیش گوئیوں کے ذریعے انہیں مرعوب کیا۔ ۱۸۸۶ء میں اشتہار شائع کر دیا جس میں انہیں جھکیاں دیں۔ اس لئے کہ اس کا والد مرزا احمد بیگ اپنی لڑکی کی شادی مرزا غلام احمد سے کر دے۔ مگر ابے ببا آرزو کہ خاک شدہ

کے صدق اس کی شادی نہ ان کے ساتھ ہونی تھی اور نہ ہونی بلکہ اس کی شادی تمام پیش گوئیوں کو پاش پاش کرتے ہوئے دوسرے شخص سلطان محمد سے ہو گئی اور چنگ شادی ہو جانے سے ایک ہنگامہ بچا ہوا کہ تمام پیش گوئیاں دھری کی دھری رہ گئیں اور مرزا غلام قادیانی کا ذب ٹھہرے۔

قارئین کرام! محمدی بیگم کے واقعات ترتیب سے ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔ جس مذہب کے بانی کی یہ حالت ہو کہ وہ جھوٹ پر جھوٹ بولتا چلا جائے اور پھر اس جھوٹ کو سچ دکھانے کی کوشش کرے۔ اس کی اصلیت کیا ہو سکتی ہے؟

پہلی بڑی بشارت

۱..... ”خدا تعالیٰ نے پیش گوئی کے طور پر اس عاجز (مرزا غلام احمد قادیانی) پر ظاہر فرمایا کہ مرزا احمد بیگ ولد مرزا گا ماں بیگ کی دختر کلاں محمدی بیگم انجام کار تمہارے نکاح میں آئے گی۔ باکرہ ہونے کی حالت میں یا بیوہ کر کے اور اس کام کو ضرور پورا کرے گا۔ کوئی نہیں جو اسے روک سکے۔“ (ازالہ اوہام ص ۳۹۶، خزائن ج ۳ ص ۳۰۵)

۲..... ”اس پیش گوئی کی تصدیق کے لئے جناب رسول اللہ ﷺ نے پہلے سے پیش گوئی فرمائی تھی۔“ (ضمیمہ انجام مہتمم ص ۵۳، از مرزا غلام احمد قادیانی)

۳..... ”اس قادر مطلق خدا نے مجھے فرمایا کہ اس شخص (مرزا احمد بیگ) کی دختر کلاں (محمدی بیگم) کے لئے سلسلہ جنابی کر اور اس کو کہہ دے کہ یہ نکاح ان کے لئے موجب برکت اور ایک رحمت کا نشان ہوگا اور ان تمام برکتوں اور رحمتوں سے حصہ پاؤ گے۔ جو اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء میں درج ہے۔ لیکن اگر نکاح سے انحراف کیا تو اس لڑکی کا انجام بہت برا ہوگا اور جو کسی دوسرے شخص سے بیاہی جائے گی وہ روز نکاح سے اڑھائی سال تک اور اس کا والد تین سال تک فوت ہو جائے گا۔“ (تذکرہ ص ۱۵۸)

ہائے عشق کیا کچھ نہیں کروا تا!

۴..... لالچ اور دھمکی: ”اللہ تعالیٰ نے مجھ پر وحی نازل کی کہ اس شخص (مرزا احمد بیگ) سے کہہ دے کہ پہلے وہ تمہیں دامادی میں قبول کرے اور کہہ دے کہ مجھے اس زمین کے چہہ کرنے کا حکم مل گیا ہے۔ جس کے تم خواہش مند ہو بلکہ اس کے ساتھ اور زمین بھی دی جائے گی۔ دیگر مزید احسانات تم پر کئے جائیں گے۔ اگر کسی اور شخص سے اس لڑکی کا نکاح ہوگا۔ تو تم نکاح کے بعد تین سال کے اندر مر جاؤ گے۔ الہامی لڑکی کا شوہر اڑھائی سال کے اندر مر جائے گا۔“

(آئینہ کمالات ص ۵۷، خزائن ج ۵ ص ۵۱۵، از مرزا غلام احمد قادیانی)

۵..... خدا تعالیٰ کی طرف سے الہام۔ ”میں اپنا یہ خط اپنے پروردگار کے حکم سے لکھ رہا ہوں۔ آپ اس خط کو اپنے صندوق میں محفوظ رکھئے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور میں جو کہا ہے وہ میں نے نہیں کہا بلکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی الہام میں مجھ سے کہلایا ہے اگر میعاد گزر جائے تو میرے گلے میں رسی اور پاؤں میں زنجیر ڈالنا۔“

(آئینہ کمالات ص ۵۷۳، خزائن ج ۵، ایضاً از مرزا غلام احمد قادیانی)

ہائے عشق! منت اور ساجت بھر اخط مرزا احمد بیگ کے نام
”میں اب بھی عاجزی اور ادب سے آپ کی خدمت میں ملتمس ہوں کہ اس رشتہ سے آپ انحراف نہ فرمائیں آپ کو شاید معلوم نہیں کہ یہ پیش گوئی اس عاجزی کی ہزار ہا لوگوں میں مشہور ہو چکی ہے اور میرے خیال میں شاید دس لاکھ سے زائد آدمی ہوں گے۔ آپ سے التماس ہے کہ آپ اپنے ہاتھ سے اس پیش گوئی کے پورا ہونے کے لئے معاون بنیں تاکہ خدا تعالیٰ کی برکتیں آپ پر نازل ہوں۔“

(خاکسار احقر مرزا محمد غلام احمد مفتی عنہ ۷ جولائی ۱۸۹۲ء، محفل از سالہ مکہ فضل رحمانی ص ۱۲۳)

۷..... اس کے بعد مرزا قادیانی نے محمدی بیگم کے والد مرزا احمد بیگ اور ان کے قریبی رشتہ داروں کو بہت سے خط لکھنے کہ ان کا رشتہ ان کی خواہش کے مطابق ہو جائے۔ مگر محمدی بیگم کا نکاح ایک شخص مرزا سلطان محمد نامی سے کر دیا گیا اور مرزا قادیانی محروم رہ گئے۔ دائے حسرت و ناکامی! تمام پیشگوئیاں اور الہام خاک میں مل گئے اور جھوٹ اور جلسازیوں کا پلندہ ثابت ہوئے۔ اس طرح مرزا قادیانی کا ذب ثابت ہو گیا۔

۸..... مرزا قادیانی کی محمدی بیگم کے نکاح سے قبل بے چینی اور بے قراری ملاحظہ ہو۔ ”مکرمی اخویم مٹھی رستم علی صاحب سلمہ تعالیٰ۔ السلام علیکم! میں آپ سے دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ نکاح اب تک ہوا یا نہیں اگر نہیں ہوا تو کیا وجہ ہے۔ مگر بہت جلد جواب ارسال فرمائیں۔“ (خاکسار غلام احمد قادیانی ۱۸ ستمبر ۱۸۹۱ء، مکتوبات احمدیہ ج ۵، نمبر ۳۳، ملفوف نمبر ۲۳۲، از مرزا غلام احمد قادیانی)
ڈھٹائی کی حد ہو گئی!! عشق کی سوزش!!

”اور سچ ہے وہ عورت (محمدی بیگم) میرے ساتھ بیابانی نہیں گئی مگر میرے ساتھ اس کا بیابان ضرور ہوگا۔ عورت اب تک زندہ ہے۔ میرے نکاح میں وہ عورت ضرور آئے گی۔ امید کیسی یقین کامل ہے۔ یہ خدا کی باتیں ملتی نہیں ہو کر رہتی ہیں۔“ (مرزا غلام احمد قادیانی کا حلیہ بیان عدالت

خلع کورداسپور میں کتاب مکتور الہی ص ۲۳۳) مرزا قلام احمد قادیانی نے بڑے دعوے سے پیش گوئی کی تھی کہ محمدی بیگم کا خاوند مرزا سلطان محمد شادی کے بعد ڈھائی سال کے اندر ضرور مرجائے گا۔ مگر وائے ناکامی اوہ نہ مرا۔

ناکامی کا انتہائی رنج اور داویلا

”یاد رکھو اس پیش گوئی کی دوسری جزو پوری نہ ہوں تو میں ہر ایک بد سے بدتر ٹھہروں گا۔ ارے احمقویہ انسان کا انفرائمنس نہ یہ کسی خبیث مفتری کا کاروبار ہے۔ یقیناً کچھویہ خدا کا سچا وعدہ ہے۔“ (ضمیر اسحاق ص ۵۳، خزائن ج ۱۱ ص ۳۳۸)

پیش گوئی کا حسرت ناک انجام! خدا تعالیٰ کا عظیم فیصلہ!

مرزا قادیانی خود ہی لکھتے ہیں۔ ”۱۶/۱۱/۱۸۹۶ء تک پوری نہ ہوئی۔ اس کے بعد اس عاجز کو (مرزا قادیانی) ایک سخت بیماری نے آلیا۔ یہاں تک کہ قریب موت نوبت پہنچ گئی۔ اس وقت یہ پیش گوئی گویا آنکھوں کے سامنے آگئی کہ اس وقت مجھے الہام ہوا۔ یہ بات تیرے رب کی طرف سے سچ ہے تو کیوں شک کرتا ہے اور مصیبت نے تجھے کیوں ناامید کر دیا تو ناامید مت ہو۔“ (ازالہ اوہام ص ۳۹۸، خزائن ج ۳ ص ۳۰۶)

ہاں جی! دنیا با امید قائم است۔ آخر اسی امید موہومہ کو دل میں لئے ہوئے ۱۹۰۸ء میں مرزا قادیانی اس جہان سے رخصت ہو گئے اور یہ الہام کہ ”اس عورت (محمدی بیگم) کا نکاح آسمان پر میرے ساتھ پڑھا گیا ہے۔ دھرے کا دھرا رہ گیا اور ان کا آسمانی منکوحہ کے لئے چہرہ بھی خشک ہو گیا اور دل میں ہزاروں حسرتیں لئے جہان سے رخصت ہو گئے۔ جو مرزا قادیانی کے پیرو بن گئے۔ انہیں خبردار کیا جاتا ہے کہ قیامت کے دن ان سے باز پرس ہوگی کہ جب ان کی پیش گوئیاں جن کو انہوں نے اپنی نبوت کا اور اپنے کاذب اور صادق ہونے کا معیار قرار دیا تھا۔ پوری نہ ہوئیں تو پھر تم اس کے مکر کے جال میں کیوں پھنسے رہے۔ کیوں توبہ نہ کی اور اسلام کی طرف رجوع نہ کیا۔ انہیں یاد رکھنا چاہئے کہ مرزا قادیانی کی تمام پیش گوئیوں کا بھی حشر ہوا۔ انہیں معلوم ہوگا کہ مرزا قادیانی نے اپنے جس لڑکے کو موعود قرار دیا تھا اور اپنے لئے باعث برکت سمجھا تھا۔ وہ پیش گوئی کو غلط ثابت کرنے کے لئے انتقال کر گیا۔ ابھی وقت ہے توبہ کا دروازہ کھلا ہے۔ توبہ کرو۔ مرزا نیت کو چھوڑ دو۔ ورنہ بالفاظ مرزا قادیانی ہاویہ تیار ہے۔“

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

خاتم الانبياء

(تیرودود بر سینه مردود)

حضرت مولانا عبد الوود و قریشی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

پیش لفظ!

احمدہ واصلی علی رسولہ الکریم!

والد ماجدؒ کی تعریف خاتم الانبیاء ﷺ (تیرودود بر سینہ مردود) حکومت انگریز کے زمانے میں شائع ہوئی اور چند ہی نسخے تقسیم ہو چکے تھے کہ ہمارے مکان پر چھاپہ پڑا اور کتاب کے بقیہ نسخے بحق سرکار ضبط کر لیے گئے اور ساتھ ہی والد ماجدؒ کی نقل و حرکت پر سخت پابندیاں عائد کر دی گئیں اس پر بھی تسلی نہ ہوئی اور بالآخر والد ماجدؒ ضلع بدر کر دیا گیا۔ انگریزی دور میں آپ کو طرح طرح کی اذیتوں سے دوچار کیا گیا۔ یقیناً آپ کو اس بے سرو سامانی کے عالم میں سخت تکالیف اور آزمائشوں سے گزرنا پڑا لیکن آپ کے پائے ثبات میں ذرا بھر جنبش نہ آئی۔ ضلع بدری کے دوران ۲۷ رمضان المبارک ۱۹۳۲ء میں والد ماجدؒ کو گرفتار کر لیا گیا۔

خاتم الانبیاء ﷺ (تیرودود بر سینہ مردود) کی ضلعی کے بعد ہماری لائبریری میں اس کا ایک نسخہ بھی موجود نہ تھا۔ جس کو دوبارہ شائع کیا جاتا۔

والد صاحبؒ کی وفات کے بعد آپ کے ایک قریبی تعلق دار کی لائبریری میں کتاب کے تین صد نسخے محفوظ تھے جو کہ تاجیز کے اصرار پر انہوں نے دے دیئے۔

احقر کا خیال تھا کہ اس میں کچھ اضافہ کر کے حرید بڑھا دیا جائے۔ کچھ تیاری بھی کر لی تھی مگر اچانک ۱۳ نومبر ۱۹۸۲ء کو حکومت نے تاجیز کو ۱۶ مارچ بی او (یعنی تحفظ امن عامہ) کے قانون کے تحت ایک ماہ کے لئے ہری پور سنٹر جیل میں نظر بند کر دیا جس کی وجہ سے جو کام احقر کے ذہن میں تھا وہ تشنہ رہ گیا۔

ادارۃ الاشرف جلی کیشنز خاتم الانبیاء ﷺ (تیرودود بر سینہ مردود) کو دوسری بار شائع کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے۔ پہلے ایڈیشن میں کتابت کی جو غلطیاں رہ گئی تھیں اس کی تلافی کر دی گئی ہے۔

اللہ جل جلالہ سے عاجزانہ درخواست ہے کہ وہ اس کتاب کو مسلمانوں کے لئے نافع فرمائے اور مسلمانوں کو ہر قسم کے فتنوں سے بچائے اور جہتِ معصت کو اعلیٰ علیین میں اعلیٰ مراتب پر فائز فرمائے۔ آمین یا رب العلمین

اشرف علی قریشی

مہتمم جامعہ اشرفیہ پشاور

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد لله الذى ابدع الافلاك والارضين والصلوة والسلام على من كان نبياً وآدم بين الماء والطين وعلى آله واصحابه اجمعين
 برادران اسلام! آج کل ہمارے مسلمانوں کی حالت نہایت اتر اور ذلیل ہو رہی ہے۔ مذہبی پہلو سے بھی اور اقتصادی پہلو سے بھی، اقتصادی پہلو سے تو اس لئے کہ روز روشن کی طرح ظاہر ہے کہ ہم دنیا میں تمام اقوام عالم سے پست ہیں اور ہماری قومی ہستی معرض خطر میں ہے، اور مذہبی پہلو سے اس لئے کہ جس غرض کے واسطے سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ مبعوث ہوئے تھے اس سے ہم غافل ہیں اور حضور ﷺ کی تعلیمات کو ہم نے پس پشت ڈال دیا ہے۔ مال دار و اسودہ حال حضرات جو کہ قوم کی بہبودی اور ترقی میں کافی سے زیادہ حصہ لے سکتے ہیں اپنے دنیاوی جاہ و جلال اور عیش و عشرت میں مشغول ہیں آخرت کی کچھ پرواہ نہیں اور عوام کا تو کچھ پوچھو ہی نہیں۔ اگر آج ہم رسول خدا ﷺ کی تعلیمات کو پس پشت نہ ڈالتے اور مغربی تعلیم کو اس پر ترجیح نہ دیتے تو آج ہماری یہ حالت زار نہ ہوتی اور ہم آئے دن کسی کے دام تزدیر میں نہ پھنستے اور نہ اتنے فتن برپا ہوتے، ہماری بے علمی کا یہ حال ہے کہ اگر کسی نے عربی کا ایک شعر پڑھا تو ہم کہنے لگے جاتے ہیں کہ واہ واہ کیا خوش آوازی سے قرآن شریف پڑھتا ہے یا کسی نے آیت شریفہ لکھی اور اس کے نیچے غلط ترجمہ لکھ دیا تو ہم کہتے ہیں کہ فلاں آدمی بڑا ماہر اور صاحب علم ہے۔ اس نے اپنے مدعا کے لئے قرآن شریف کا حوالہ پیش کیا ہے۔ جیسا کہ مرزا قادیانی کی یہ عادت ہے جس نے بسبب بے علمی مخلوق کے اسلام اور اہل اسلام کو وہ نقصان پہنچایا ہے۔ اور وہ فتنے برپا کئے ہیں کہ جس کی کوئی حد نہیں اور وہ فتنے آج کل ہمارے لئے وبال جان بن رہے ہیں۔

یہ امر اعظم من الغمس ہے کہ جو نقصانات مرزے اور مرزے کے چیلوں نے اسلام اور اہل اسلام کو پہنچائے ہیں وہ اپنی اس حرکت میں اپنی نظیر نہیں رکھتا، اس میں یگانہ روزگار ہیں اس میں کوئی شک نہیں کہ مرزے سے فتنہ بھی بہت سے لوگ گزرے ہیں جو کہ گلشن اسلام کی اصلی تصویر کو بدلانے کے درپے تھے اور بظاہر مدعی نبوت ہوئے تھے مگر مرزا ان سے اس اعتبار سے بڑھ کر ہے کہ اس لعین نے دنیا میں کسی ایسی نیک ہستی کو نہیں چھوڑا جس کی اس نے توہین نہ کی ہو اور اس پر اپنی فضیلت ظاہر نہ کی ہو۔ چنانچہ خدائے تعالیٰ اور سیدنا حضرت خاتم المرسلین ﷺ حضرت عیسیٰ علیہ السلام، حضرت مریم، باقی انبیاء علیہم السلام، حضرت علیؑ، حضرت امام حسینؑ، حضرت

فاطمہؓ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین، قرآن کریم، حدیث شریف، مدینہ منورہ، سادات عظام، اولیاء ذوی الاحترام، پیران عالی مقام، گدی نشینان، وکلاء، افسران، ملازمت و شکان، باقی تمام مسلمان مرد و عورت کو درجہ بدرجہ سخت الفاظ کہے ہیں اور ان کی توہین کی ہے۔

اولاً میں آپ کے سامنے ان دجالوں کی فہرست پیش کرتا ہوں جو کہ مرزائے قادیان سے خوشتر مدعی نبوت ہوئے تھے اور بعد ازاں دہادی کفریہ اور اقوال مغلطہ مرزا غلام احمد قادیانی بحوالہ کتاب ذکر کروں گا۔ اور بعد ازاں از روئے آیات الہی و حدیث نبوی ﷺ اور اقوال سلف صالحین سے یہ ثابت کروں گا کہ آنحضرت ﷺ خاتم النبیین ہیں۔ اس کے بعد کوئی بھی نبی نہیں ہو سکتا اور اگر کوئی نبوت کا دعویٰ کرے تو وہ کافر ہے کذاب ہے دجال ہے۔ خال اور مضل ہے اور اس کا ماننے والا بھی کافر ہے اور دائرہ اسلام سے خارج ہے، غور سے ملاحظہ فرمادیں۔

مدعیان نبوت خانہ سناڑ کی فہرست

۱..... مسیلمہ کذاب

اس نے رسول خدا ﷺ کے زمانہ میں نبوت کا دعویٰ کیا اور حضور ﷺ کی خدمت میں عریضہ لکھا کہ حکومت میں آپ کا شریک ہوں، اگر سلطنت میں آپ آؤ گی جگہ مجھے دے دیں تو خوب گزرے۔ ورنہ میں لڑوں گا تو حضور ﷺ نے جواب میں تحریر فرمایا: ”من محمد رسول اللہ الی مسیلمۃ الکذاب ان الارض للہ والعاقبة للمتقین (بخاری ص ۶۳۸)“

ترجمہ: ”یہ فرمان خدا کے رسول محمد ﷺ کی طرف سے جموئے مدعی نبوت مسیلمہ کذاب کے نام ہیں بے شک زمین خدا کے لئے ہے اور انجام کار (حسن عاقبت) پرہیزگاروں کے لئے ہے۔“ تاریخ کامل میں لکھا ہے کہ اس مردود نے دعویٰ نبوت کر کے نماز معاف کر دی تھی، زنا کاری اور شراب خوری حلال کر دی تھی اور اس کے قبیحین کی تعداد ایک لاکھ سے زیادہ ہو گئی تھی اور زمانہ صدیق اکبر میں حضرت خالد بن ولیدؓ کے ہاتھ سے ایک زبردستی لڑائی کے بعد ہلاک ہوا۔ لعنت اللہ علیہ

۲..... سجاح

یہ ایک عورت تھی مدعیہ نبوت ہوئی تھی اور کہا کرتی تھی کہ حضور ﷺ نے جو (لانیسی بعدی) فرمایا یعنی مرد نبی کی ہے نہ عورت نبی کی۔ مگر جب اس نے مسیلمہ کا برا حشر دیکھا تو کونہ غول میں بیٹھ گئی۔ (بخاری رد مکمل ص ۶۶۸)

۳..... اسود عیسیٰ

اس نے بھی آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں دعویٰ نبوت کیا تھا اس کا نام عیینہ بن کعب بن عوف تھا یہ مردود ہر وقت غمور رہتا تھا مرزائے قادیان کی طرح یہ بھی خاص خاص قسم شراب منگوا کر پیا کرتا تھا اسی وجہ سے اسے ذوالنہار کے لقب سے پکارتے تھے یہ بڑا زبردست شہیدہ باز تھا۔ بڑے بڑے عجائبات لوگوں کو دکھلا کر اپنا گرویدہ بنادیا کرتا تھا۔ اس لئے چند سو آدمی اپنے گروہ میں داخل کر کے مقام صنعاء پر قبضہ کر لیا تھا۔ اس کے دو وزیر تھے۔ ایک حقیقی اور دوسرا فحقی یہ دونوں بڑے چالاک اور چلے بھرتے پڑے تھے۔ آخر یہ ملعون بھی فیروز دلیلی کے ہاتھ سے مارا گیا اور حضور ﷺ نے اپنی وفات سے پانچ روز پیشتر اس کی موت کی خبر دی تھی جو صحیح نکلے۔ (تاریخ کامل) نوٹ۔ سید کذاب اور اسود عیسیٰ کا ذکر بخاری شریف (ص ۳۸۸) میں مذکور ہے ملاحظہ ہو۔

۴..... امین صیاد

یہ ایک یہودی تھا جس نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا اس کا نام صانی تھا اور اس کے باپ کا نام صیاد تھا لیکن سی سے اس کی یہ حالت تھی کہ لوگوں کو عجیب و غریب شہیدے دکھایا کرتے تھے اور لوگوں کو سحر بنا دیتا تھا۔ آخر میں مسلمان ہو کر اپنی وابہیات سے توبہ کیا۔ (مکتوبہ ص ۸۷۸ اب قصہ امین صیاد)

۵..... ظہیر بن غیلہ اسدی

یہ قبیلہ بنی اسد کا ایک آدمی تھا جد صدیقی میں مصافقات غیر سے کیا اور یہ بکا تھا کہ مجھے ہی قادیانی کی طرح دیکھی جاتی ہے اور یہ بھی ایک گھسانہ لڑائی کے بعد قبیلہ بنی اسد اور بنی مسلمان جو کہ معروف مشہور قبیلہ تھے مسلمان ہوئے کے بعد اس نے بھی اسلام قبول کیا (تاریخ کامل)

۶..... عمار القحقی

اس نے بھی دعویٰ نبوت کیا تھا اور چالاکانہ تھوڑے لوگوں کا چاٹھ لکھ لیا۔ (ابو یوسف ج ۱ ص ۴۹۶)

۷..... عثمان بن ہبیک

یہ شخص خراسان کا تھا ایک بڑی قوم کا سرکردہ تھا مہین بن ذاکرہ نے ایک بڑی لڑائی کے بعد اسے ہلاک کر دیا۔

۸.....اوامیہ

یہ ایک عورت تھی جس نے سن سوہری میں نبوت کا دعویٰ کیا تھا۔ سوڈان کی رہنے والی تھی۔ انہوں نے اسے پکڑ کر جلد از جلد ہلاک کر دیا۔

۹.....قبیلہ

یہ سوادہ میں ایک شخص تھا ۳۹۹ھ نہادند کا رہنے والا تھا اس مردود نے اپنے واسطے چار یار بنائے تھے اور ان کے نام ابو بکر، عمر، عثمان اور علی رکھے تھے۔ خلیفہ مستظہر باللہ نے ایک شاہی فوج سے اس کا مقابلہ کیا اور مار ڈالا۔

۱۰.....استاذ سیس

یہ شخص ملک خراسان میں بعد خلافت خلیفہ منصور عباسی ۱۵۰ھ میں ظاہر ہوا اہل ہرات و ذریہ اس کے تابع ہو گئے تھے۔ انشتم حاکم نے اس کا مقابلہ کیا مگر استاذ سیس کے ساتھ دولاکھ کی تعداد میں فوج تھی اس لئے انشتم کو شکست ہوئی پھر خلیفہ منصور نے حازم بن خزیمہ کو ایک جرار فوج کے ساتھ انشتم کی اعانت کے لئے بھیجا بعد ازاں لڑائی دوبارہ شروع ہوئی اس لڑائی میں اس دجال کے ستر ہزار آدمی مارے گئے اور خود مع اپنی اولاد کے اور چودہ ہزار متعلقین کے اسیر ہوا اور ایک سال کے اندر اندر اس کا کل تانا بانا ملیامیٹ کر دیا گیا اس دجال نے دعویٰ نبوت کر کے فسق و فجور اور راہزنی کا عام رواج پھیلایا۔

۱۱.....عطاء

یہ شخص متع کے نام سے مشہور تھا قصبہ کا وہ کارہنے والا تھا جو مضائقہ مرو میں ہے۔ ذات کا دعویٰ تھا اور کہا کرتا تھا کہ اللہ تعالیٰ تمام نبیوں میں حلول کرتا ہے اور اب مجھ میں بھی حلول کیا ہے۔ نہایت کریمہ منظر اور پست قد تھا۔ خلیفہ مہدی نے اس کو ایک قلعہ میں محصور کیا جب اس کو یقین ہوا کہ اب بچاؤ کی کوئی صورت نہیں تو اپنے بچوں اور بیوی اور متعلقین کو جمع کر کے کہا کہ جو شخص میرے ساتھ آسمان پر جانا چاہتا ہے تو وہ آگ میں میرے ساتھ کود پڑے چنانچہ وہ مع اپنے کل رفقاء آگ میں کود پڑے اور جل کر راکھ ہو گئے۔

۱۲.....عیسیٰ بن مہرویہ

یہ شخص بھی قرمطی عیسیٰ زکرویہ کا چچا زاد بھائی تھا اس نے اپنا لقب مدثر ظاہر کیا تھا۔ خلیفہ ملکی باللہ کے زمانہ میں مردار کیا گیا۔

۱۳..... ابو جعفر محمد بن علی

یہ مردود ابو القرافہ کے نام سے مشہور تھا راضی باللہ خلیفہ عباسی کے عہد میں ظاہر ہوا تھا مذہب کا شیعہ تھا تھوڑے عرصے کے بعد جب لوگ اس کے معتقد ہوئے تو اس نے مرزائے قادیان کی طرح الوہیت کے دعوے شروع کر دیے۔ انبیاء علیہم السلام کو خائن بتایا کرتا تھا۔ شریعت کو اس نے الٹ پلٹ دیا تھا اور نکاح کرنا ایک عہث چیز سمجھتا تھا اور کہا کرتا تھا کہ تمام عورتیں حلال ہیں۔ جس کے ساتھ جس کا جی چاہے مباشرت کرے مرزائے قادیانی کی طرح تناسخ کا بھی قائل تھا۔ خلیفہ راضی باللہ نے اس کے پیچھے ایک جنگی لشکر روانہ کیا اور اس کو مع اس کے ہمراہیوں کے ساتھ قید کر لیا اور سولی پر چڑھا کر دارالینوار کو بھیجا۔

۱۴..... سیوز

یہ بھی مدعی نبوت ہوا معتدلی اللہ خلیفہ عباسی نے اپنے عہدے میں اس کو قتل کیا اور اس کا سر نیزے پر نصب کر کے بازاروں میں پھرایا گیا۔

۱۵..... یحییٰ ابن زکریا

یہ بھی مدعی نبوت ہوا تھا لوگوں نے اس کو بڑے بڑے طریقے سے مردار کیا تھا۔ بعد ازاں اس مردود نے تباہ کیا تھا۔

۱۶..... سلیمان قرمطی

یہ بھی مدعی نبوت ہوا اس کی کنیت ابو طاہر تھی لوگوں نے نہایت اعلیٰ طریقے سے اس کی حجامت کر لی تھی۔

۱۷..... محمد بن تو مرث

یہ بھی مدعی نبوت ہوا تھا بہت سے لوگوں کو اپنا فریفتہ بنا لیا تھا۔

۱۸..... لا

یہ بھی ایک شخص تھا اور مدعی نبوت ہوا تھا اور کہا کرتا تھا کہ حضور نے جو (لا نبی بعدی) فرمایا ہے وہ میری طرف اشارہ ہے یعنی لا نام مرد میرے بعد نہیں ہوگا۔

۱۹..... احمد بنی

یہ ایک مشہور فصیح و بلیغ شاعر تھا مرزا قادیانی کی طرح یہ بھی قصیدے وغیرہ لکھ کر لوگوں کو بہکایا کرتا تھا اس کے باپ کا نام حسین تھا اور کنیت ابو الطیب تھی کو فہ اس کا ممکن تھا کلام عرب پر ایسا

قادور تھا کہ بلا کھٹ قلم و تتر کہ سکتا تھا اس نے اپنا قرآن بھی پالیا تھا۔ بطور نمونہ چند کلمات پیش کرتا ہوں: ”والنجم السیار والفلک المدوار واللیل والنهار۔ ان الکفر لفسی اخطار امض علی سعتک واقف اثر من قبلک من المرسلین فان اللہ قابع بک زیمخ من اللحد فی دینہ وضل عن سبیلہ“ ”تجلیاتی کتب وغیرہ اس کے تالیف ہوئے تھے مگر بالآخر تو یہ تائب ہوا نہایت شیر دل تھا۔ چونکہ اس نے ایک شخص کی بہن کی اپنے اشعار میں مذمت کی تھی جس پر وہ مشتعل ہوا اور اس کو قتل کر دیا ۳۵۴ھ میں قتل کیا گیا تھا۔

۲۰..... حادثہ کذاب

ایک بھری شخص نے اس کا کلام سنا اور فریفتہ ہو کر اس پر ایمان لایا اس کی ساری خصوصیات معلوم کر کے مقررین ہارگاہ حادثہ میں گیا پھر اس نے کذاب کو بیت المقدس سے گرفتار کر کے عبدالملک کے پاس لایا اس نے طعون کو سولی چڑھانے کا حکم دیا اور نیزہ مار کر ہلاک کر دیا۔ (تیس اہلس ص ۴۴۲، ۴۴۳)

۲۱..... مرزا غلام احمد قادیانی (لعنة الله عليهم اجمعين)

یہ مرد ۱۸۳۹ء یا ۱۸۴۰ء کو قادیان ضلع گورداسپور میں پیدا ہوا تھا اور ۱۹۰۸ء ماہ مئی میں نہایت بڑے بڑے طریقے سے مردار ہوا اس کے باپ کا نام غلام مرتضیٰ اور دادا کا نام عطاء محمد اور پردادا کا نام گل محمد تھا جب یہ مردود و مفلک حکیم ہوا تو اس کے بھتیجن کے دو گروہ ہو گئے۔ ایک اس کو چھوڑ دیتا ہے اور دوسرا گروہ اس کو نبی مانتا ہے گروہ اول کی قیادت اس وقت محمد علی ایم اسے کے پاس ہے اور ان کا بیڑہ کو اڑلا ہے اور گروہ ثانی کی قیادت اس وقت مرزا بشیر الدین پھر مرزا اس کے پاس ہے اور ان کا بیڑہ کو اڑا رہا ہے اور یہ دونوں گروہ متحہ ہیں اس کے کافر اور مرتد اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں اور عجیب لطف تو یہ ہے کہ یہ دونوں گروہ آپس میں بھی ایک دوسرے کو کافر کہتے ہیں اس کی وجہ مرزا سے کی من گھڑت باتیں ہیں کبھی کیا کہا اور کبھی کیا کہا۔

و عاوی کفر یہ اور اقوال مقلدہ مرزا غلام احمد قادیانی (لعنة الله عليه)

مرزا کا خدا سے مراد خدا (ابہام احتم ص ۵۱، خزائن ج ۱۱ ص ۵۱) مرزا قادیانی پر وحی آتی ہے: ”یا احمد یتیم استغفر ولا یتیم اسمی“ اسے مرزا قادیانی حیران نام پورا ہوا جائے گا اور میرا نام ناقص رہے گا۔

خدا کے لئے خطا ثابت کرنا

(حقیقت النور ص ۱۰۲، خزائن ج ۳۲ ص ۱۰۶) مرزا قادیانی پر وحی آتی ہے: ”افس مع

الرسول اجیب اخطی واصیب“ یعنی خدا کہتا ہے کہ میں رسول کے ساتھ ہوں اور جواب دیتا ہوں جس میں کبھی خطا کرتا ہوں اور کبھی صواب۔

خدا کے لئے اولاد ثابت کرنا

(حقیقت النور ص ۸۶، خزائن ج ۳۲ ص ۱۰۶) مرزا قادیانی پر وحی آتی ہے: ”انٹ منی

بمنزلة ولدی“ یعنی اے مرزا قادیانی تو میرے بیٹے کے قائم مقام ہے۔ نوٹ مرزا کی شرکت اس وحی سے ظاہر ہے کہ خدا کا کوئی ولد نہیں بلکہ صاحبہ و اولاد اور کبھی خطا کرتا ہے۔ لا یضل

رہی ولا ینسی

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شان میں گستاخیاں

(خبر سے ملاحظہ فرمائیں)

(ازالہ ابہام ص ۳۰۳، خزائن ج ۳ ص ۱۵۲) ”حضرت ابن مریم اپنے باپ یوسف نبی کے

ساتھ بائیس برس تک نجاری کا کام کرتے تھے۔“

نوٹ..... حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا کوئی باپ نہ تھا اور نہ حضرت مریم کا کوئی شوہر تھا۔ حضرت

عیسیٰ علیہ السلام بغیر باپ کے پیدا ہوئے تھے۔ اللہ پاک ارشاد فرماتا ہے: ”ان عقل عیسیٰ

عند اللہ کمثل آدم (آل عمران: ۵۹)“ یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مثال اصل حضرت آدم

علیہ السلام کی ہے۔ لہذا اگر باپ کے پیدا ہونے میں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے اللہ اور روح اللہ

تھے۔ جس پر قرآن مزید (مریم: ۳۴) گواہ ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اس درجہ دشمن نے لکھوا اور تار مار دیا ہے۔

(ملاحظہ ہو کتاب احمدیہ ج ۳ ص ۱۸)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو کلمہ الشیطان بتانا

(لورین ص ۵۰، خزائن ج ۳ ص ۶۸ ماہیہ) ”کلم اللہ موسیٰ علی جبل وکلم

الشیطان عیسیٰ علی جبل“ یعنی موسیٰ کلم اللہ تھے اور حضرت عیسیٰ کلم الشیطان تھے۔

میرے دوستو! اس دجال اعظم نے جو گستاخیاں اور ناپاک جملے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شان مبارک میں کہے ہیں اگر اس کو تفصیل کے ساتھ تحریر کروں تو اس سے ایک ضخیم کتاب بن جائے۔ مگر محدودے چند کو بطور مشقت نمونہ خردارے کے ذکر کر دیا۔

اب آپ خود اندازہ لگائیں کہ مرزا کون تھا۔ ہماری بد قسمتی سے ہماری مہربان گوشت کی پالیسی بھی مرزا ایت تو ازی میں نظر آتی ہے۔ مرزائی جو کچھ بھی کریں اس کی بلا سے اس کی کچھ بھی پرواہ نہیں، اور اگر ایک مسلمان اپنی ایک دروہری آواز کو ظاہر کرے تو براہ راست اس کو جیل بھیج دیا جاتا ہے اور یا اس کو نوٹس دیئے جاتے ہیں کہ آپ محکم فلاں ایکٹ فلاں کی رو سے تبلیغ نہ کریں۔ چنانچہ ہمارے محترم مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی صدر مجلس احرار اسلام صوبہ سرحد کو تین چار مہینے سے یہ نوٹس ملا ہے کہ آپ ایک سال کے لئے لڑنے کا اور میں قادیانیوں کے متعلق کوئی تقریر نہ کریں۔

ہم آہ بھی کرتے ہیں تو ہو جاتے ہیں بدنام
وہ قتل بھی کرتے ہیں تو چرچا نہیں ہوتا

تو ہیں حضرت مریمؑ

(کشتی نوح ص ۱۷، خزائن ج ۱۹ ص ۱۸) ”اور مریم کی وہ شان ہے جس نے ایک مدت اپنے تئیں نکاح سے روکا پھر بزرگان قوم کے نہایت اصرار پر بوجہ حمل کے نکاح کر لیا تو لوگ اعتراض کرتے کہ برخلاف تعلیم تورات کے عین حمل میں کیوں نکاح کیا گیا اور بتول ہونے کے عہد کو کیوں ناحق توڑا گیا اور تعدد ازواج کی کیوں بنیاد ڈالی گئی یعنی باوجود یوسف نجار کی پہلی بیوی کے ہونے کے پھر مریم کیوں راضی ہوئی کہ یوسف نجار کے نکاح میں آوے مگر میں کہتا ہوں کہ یہ سب مجبوریاں تھیں جو پیش آگئیں اس صورت میں وہ لوگ قابل رحم تھے ناقابل اعتراض۔“

اس مردود کو دیکھو کہ مریم پر بھی بہتان باندھتا ہے جس کی پاکی پر قرآن عزیز کی سورہ مریم گواہ ہے۔

تو ہیں حضرت امام حسینؑ

(دافع البلاء ص ۱۳، خزائن ج ۱۸ ص ۲۳۳) ”اے شیعہ اس پر اصرار مت کرو کہ حسین تمہارا نچی ہے کیونکہ میں سچ کہتا ہوں کہ آج تم میں ایک ہے کہ اس حسین سے بڑھ کر ہے۔“

(نزل انس ص ۴۵، خزائن ج ۱۸ ص ۴۲۳) ”افسوس شیعہ لوگ نہیں سمجھتے کہ قرآن نے تو امام حسینؑ کو مرتبہ اہلبیت کا بھی نہیں دیا بلکہ نام تک مذکور نہیں ان سے تو زیہ بھی اچھا ہے۔ جس کا نام قرآن شریف میں موجود ہے۔“

نوٹ..... مرزا کو اس قانون کے ماتحت یہ بھی ضرور کہنا پڑے گا کہ قارون اور ہامان اور شیطان کا بھی بڑا رتبہ ہے اور ان کی بھی بڑی شان ہے کیونکہ ان کا نام بھی قرآن پاک میں موجود ہے۔ مگر یہ کوئی بڑی بات ہے اگر مرزا قادیانی کے نزدیک شیطان، ہامان اور قارون کا مرتبہ بھی بڑا ہو کیونکہ جس اپنی جنس کی طرف رغبت کرتا ہے اور اس کی مدح کرتا ہے۔

کند جنس باہم جنس پرواز

کبوتر با کبوتر باز باباز

(درخشن ص ۱۹۷)

کربلائے است سیر ہر آنم

صد حسین است در گریہ نام

(نزل انس ص ۹۹، خزائن ج ۱۸ ص ۴۷۷)

(اعجاز احمدی ص ۶۹، خزائن ج ۱۹ ص ۱۸۱) ”اور مجھ میں اور تمہارے حسینؑ میں بہت فرق ہے کیونکہ مجھے تو ہر وقت خدا کی تائید اور مدد ہی مل رہی ہے مگر حسینؑ میں تم دشت کربلا کو یاد کر لو اب تک تم روتے ہو پس سوچ لو۔“ (اعجاز احمدی ص ۸۱، ۸۲، خزائن ج ۱۹ ص ۱۹۳) ”میں خدا کا کشتہ ہوں اور تمہارا حسینؑ دشمنوں کا کشتہ ہے پس فرق کھلا کھلا ظاہر ہے۔ پس یہ اسلام پر ایک معیبت ہے۔ کستوری کی خوشبو کے پاس گوہ کا ڈھیر ہے۔“

نوٹ: اس شیطانی نبی قادیانی کو دیکھو کہ جگر گوشہ مصطفیٰ ﷺ اور نور چشم قاطمۃ الزہرہؑ اور پسر علیؑ شیر خدا سید الشہداء حضرت امام حسینؑ کی شان مبارک میں کتنی گستاخی کرتا ہے۔ حضور ﷺ تو ان کی نسبت فرماتے ہیں: ”الحسن والحسین سید اشباب اہل الجنة“ (مشکوٰۃ ص ۴۰۶) یعنی حسن و حسین اہل جنت کے نوجوانوں کے سردار ہوں گے۔

حضور اکرم علیہ الوفاء الصلوٰۃ پر اپنی فضیلت

(اعجاز احمدی ص ۷۱، خزائن ج ۱۹ ص ۱۸۳) ”لہ خسف القمر المنیر وان لی خسف

القمران المشرقان انتکر“ اس کے (یعنی نبی کریم کے) لئے چاند کا گرہن ہوا اور میرے

لئے جامع اور سورج کا پس کیا تو انکار کر سکتا ہے۔" ظالم احمد نہایت دلیری سے محبت فرماتے ہوئے کا
دعویٰ کرتا ہے۔ ملاحظہ ہو شعر مرزا۔

منم مصیوع زملان ومنم کلوم خدا
من محمد و احمد کہ مجتہب باشند

(تریاقی القلوب ص ۲، غزالی ج ۵ ص ۱۳۳)

حضرت نوح علیہ السلام پر اپنی فضیلت ثابت کرنا،

(تحریر حیات الہی ص ۱۲، غزالی ج ۲ ص ۵۷۵) "اور خدا تعالیٰ میرے لئے اس کثرت

سے نشان دکھلا رہا ہے کہ اگر نوح کے زمانہ میں وہ نشان دکھلائے جاتے تو وہ لوگ فرق نہ ہوتے۔"

حضرت آدم علیہ السلام پر اپنی فضیلت ثابت کرنا

(ملفوظ خطبہ الہامی ص ۱۶، غزالی ج ۱ ص ۳۷۷) "شیطان نے اٹھیں، بھگایا اور جنت

سے نکلایا اور حکومت اس کی طرف لوٹائی گئی اس جنگ و جدال میں آدم کو ذلت اور رسوائی ہوئی اور

جنگ بھی اس رخ اور بھی اس رخ ہوتی ہے اور دشمن کے یہاں پر بیزارگوں کے لئے نیک انجام

ہے۔ اس لئے اللہ نے کج موجود کو پیدا کیا تاکہ آخر زمانہ میں شیطان کو شکست دے۔"

باقی انبیاء علیہم السلام پر اپنی فضیلت ثابت کرنا

آنچه داد است ضرر منم را انجام

داد آنچہ مسلم را امرای مسلم

انچه مسلم را ضرر چه بودہ اند جمن

منم ضرر فلان نہ کہ ضرر منم را

(لاول المسامح ص ۹۹، غزالی ج ۵ ص ۱۷۷)

میں بھی آدم بھی نبی بھی یثوب ہوں

خیر اہل اہم ہوں فلان میں میری سب شان

(در شمس الادب ص ۷۷)

(سراج خیر ص ۶، غزالی ج ۱ ص ۶) اس کو کیا کہے جو کہ (هو الفضل من بعض

الانبیاء) یعنی مرزا کا دیانی بعض نبیوں سے بہتر ہے۔

نوٹ: یہ تو میں مرزے کی کتابوں سے ثابت کر چکا ہوں کہ مرزے نے اپنی فضیلت بعض انبیاء سے بھتر ظاہر کی ہو اس سے تو کوئی اندھا بھی انکار نہیں کر سکتا۔ یہاں پر ایک دو گزارشیں کرنا ضروری سمجھتا ہوں غور سے ملاحظہ کرو۔ لاہوری مرزائی کہتے ہیں کہ مسلمان مرزے کو اس رو سے کافر کہتے ہیں کہ اس نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے حالانکہ یہ بات غلط ہے۔ اس لئے کہ اس نے نبوت کا دعویٰ نہیں کیا یہ اس پر بہتان ہے۔ چلیے میں نے تھوڑی دیر کے لئے مان بھی لیا کہ مرزے نے نبوت کا دعویٰ نہیں بھی نہیں کیا اور اس رو سے کافر نہیں مگر اس کو کیا کرو گے کہ اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے (قال ابن حبان من ذهب الى ان الولي افضل من النبي فهو زنديق يجب قتله) یعنی ابن حبان فرماتے ہیں جو کہ کہے کہ ولی نبی سے افضل ہو تو وہ زندقہ میں ہے اور اس کا قتل واجب ہے تو اس سے معلوم ہوا کہ مرزا قادیانی اور اس کے حواری اگر اس رو سے کافر نہیں تو اس رو سے تو ضرور کافر ہیں۔ اب بھی دوستو مرزے کو مسلمان کہو گے؟ ذرا انصاف کرو اور دوم یہ کہ مرزے نے شعر مذکور میں آدم ہونے کا دعویٰ کیا ہے اور حضرت آدم تو تمام نبیوں کے باپ تھے۔ تو اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ مرزا کہتا ہے کہ میں بھی تمام نبیوں کا باپ ہوں۔ معاذ اللہ منہ

سوم یہ کہ مرزا ان شعر مذکور میں موسیٰ اور ابراہیم ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ لیکن میں نہیں سمجھتا کہ مرزا نے کوئی مشابہت کی وجہ سے موسیٰ علیہ السلام اور ابراہیم علیہ السلام کا دعویٰ کیا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے تو اس فرعون کا مقابلہ کیا تھا اور اس کے منہ پر تھپڑ لگائے تھے جس نے انسا ربکم الاعلیٰ کا دعویٰ کیا تھا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تو اس جابر بادشاہ نمرود کو زیر و بر کیا تھا جو کہ انسا احیسی و امیت کا دھول بجا رہا کرتا تھا۔ مگر مرزا قادیانی تو ایک سلطنت کو جو کہ فرعون اور نمرود کے سلطنت کے مقابلہ میں بیچ ہے ہاتھ جوڑ کر عرض کرتا ہے کہ: ”مضور میں تو سرکار والا کا بدلہ و جان خیر خواہ ہوں اور میرے والد غلام ہر تغلی کو دربار گورنری کی کرسی بھی ملتی تھی اور میرا بڑا بھائی غلام قادر بہت مدت تک انگریز سرکار کی خدمت کرتا رہا اس کی وفات کے بعد اگرچہ میں ایک گوشہ نشین آدمی تھا مگر تاہم سترہ برس ان کی خدمت کرتا رہا اور جہاد کی ممانعت کے بارے میں رسالے وغیرہ لکھتا رہا اور بلا دشنام اور روم عراق اور افغانستان میں بھیجتا رہا تو کیا ایسے شخص سے یہ ممکن ہے کہ وہ دل میں بھی بغاوت کا خیال رکھتا ہو۔“

(خلاصہ مذاکرہ البرہین ص ۲۴ میں ۸۲۲ خزائن ج ۳ ص ۱۵۱۱)

مرزا کا یہ بھی ارشاد ہے کہ: ”میں نے جو جہاد کی ممانعت کے بارے میں رسالے وغیرہ لکھے ہیں اگر ان کو حج کیا جائے تو پچاس الماریاں اس سے بھر جائیں۔“

(تاریق القلوب ص ۱۵، خزائن ج ۵ ص ۵۵، انحص)

دوستو! آپ نے مرزا قادیانی کی باتیں سن لیں اب آپ خود بتائیں کیا نبی جہاد کی ممانعت کے لئے آتے ہیں اور وہ اتنے خوف کے پتکے ہوئے جیسے کہ مرزا قادیانی؟
خاتون جنت حضرت فاطمہ الزہراءؑ کی شان میں گستاخی

(آئینہ کالات ص ۴۹ ص ۵۵، خزائن ج ۵ ص ۵۵) ”وکننت ذات یوم فرغت من فريضة النساء وسننها وأنا مستقيظ ما اخذني نوم ولا سنة وما كنت من النائمين فبينما انا كذلك سمعت صوت صك الباب فنظرت فاذا رجلا مدر ياتونني متسارعين فاذا دنو مني عرفت انهم خمسة مباركة اعني علياً مع ابنيه وزوجته الزهراء وسيد المرسلين..... ورايت ان الزاهراء وضعت راسي على فخذيها ونظرت بنظرات..... الخ“

خلاصہ مطلب یہ ہے مرزا کہتا ہے کہ شام کے بعد عین حالت بیداری میں میرے پاس بیچ تن آئے اور فاطمہ الزہراءؑ نے میرے سر کو اپنی ران پر رکھا۔ (معاذ اللہ منہ)

دوستو! ہماری بد قسمتی سے قادیان میں ایسا نبی مبعوث کیا گیا جو کہ جگر گوشہ رسول خدا ﷺ فاطمہ الزہراءؑ کی شان مبارک میں بھی گستاخی کرنے سے دریغ نہیں کرتا۔ بروز قیامت تمام لوگوں کو حکم ہوگا کہ آنکھیں بند کر لو تا کہ میرے حبیب ﷺ کی دختر نیک اختر جنت کی طرف تشریف لے جائے۔ اور یہاں پر نبی قادیان کہتا ہے کہ میں نے ان کی ران مبارک پر سر رکھا یہ مسلمانوں کی دل آزاری نہیں تو اور کیا ہے؟ دور نہ جائیے اگر ایک شخص کہے کہ میں نے رات کو مرزا یا مرزا کے کسی حواری کی بیٹی کے سینہ پر یا ران پر سر رکھا تو کیا مرزا کو یا اس کے حواریوں کو یہ بات نہ بری نہ لگے گی؟ حالانکہ ان کی اور ان کی کیا نسبت خاک راجہ نسبت بہ عالم پاک، ان تمام مثالوں سے جو میں نے بحوالہ کتب مرزا ذکر کئے ہیں۔ معلوم ہوا کہ مرزائے قادیانی اگرچہ قادیان میں مبعوث کیا گیا ہے تو صرف توہین سلف صالحین اور لعن طعن اور اتمام اخلاق رذیلہ کے لئے مبعوث کیا گیا ہے۔ (لعنة الله عليه وعلى من تبعه الى يوم القيامة)

خدا تعالیٰ بھی مرزا سے شرم کرتا ہے (نعوذ باللہ)

(حقیقت النور ص ۳۵۶، خزائن ج ۲۲ ص ۳۶۹) لیکن تعجب کہ کیسے بڑے ادب سے خدا نے مجھ کو پکارا کہ مرزا انہیں کہا بلکہ مرزا قادیانی کہا چاہئے کہ یہ لوگ خدا تعالیٰ سے ادب سیکھتے دوسرا تعجب یہ ہے کہ باوجود اس کے کہ میری طرف سے یہ درخواست بھی کہ الہام میں میرا نام ظاہر کیا جائے۔ مگر پھر بھی خدا کو میرے نام لینے سے شرم دامن گیر ہوئی شرم کے غلبہ نے میرا نام زبان پر لانے سے روک دیا۔“ (فحص)

نوٹ..... نہایت تعجب کی بات ہے کہ مرزا کا مرتبہ تمام انبیاء علیہم السلام سے بڑھ گیا ہے کہ حضرت محمد ﷺ و حضرت آدم حضرت ابراہیم، حضرت نوح، حضرت عیسیٰ، حضرت سلیمان، حضرت عیسیٰ، حضرت داؤد، حضرت یوسف، حضرت ہارون، حضرت زکریا وغیرہ علیہم السلام کے نام اللہ پاک نے لئے ہیں مگر مرزے کے نام لینے میں خدا کو شرم دامن گیر ہوا۔
خدا کی کے دعوے (نعوذ باللہ منها)

(الاستکفاء ص ۸۰، خزائن ج ۲۲ ص ۷۰۶) ”انت منی وانا منك“ یعنی اے مرزا قادیانی تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے ہوں۔

”الارض والسماء معك كما هو معنى“ ”زمین و آسمان اے مرزا تیرے ساتھ ایسے ہیں جیسا کہ میرے ساتھ ہیں۔

(الاستکفاء ص ۸۲، خزائن ج ۲۲ ص ۷۰۹) ”انت منی بمنزلة توحیدی و تفریدی“ اے مرزا قادیانی تو میرے توحید کا مرتبہ رکھتا ہے۔

نوٹ: مرزا کا دعویٰ ہے کہ یہ وحی ہیں جو خدا کی طرف سے مجھ پر نازل ہوئی ہیں۔ اس حد تک تو مرزے کے دعاوی کفریہ بیان کر چکا اور یہ آپ پر لامحالہ ظاہر ہے کہ یہ تمام دعوے مرزا قادیانی کے جھوٹے ہیں البتہ بعض دعاوی مرزے کے اس طرح بھی ہیں جو بالکل سچ ہیں مگر چونکہ مرزا قادیانی کو اکثر جھوٹ کی عادت تھی۔

اس لئے بعض لوگوں نے اس کے سچ کو بھی جھوٹ بتلایا مگر مجھ میں وہ تعصب نہیں کہ سچ کو بھی جھوٹ کہوں مثلاً مرزا قادیانی نے کہا ہے کہ مجھ کو حیض ہوا اور بعد میں لکھا ہے کہ اب وہ حیض نہیں رہا اب وہ بچہ ہو گیا تو بعض حضرات مرزا قادیانی پر یہ اعتراض کرتے ہیں کہ یہ جھوٹ ہے۔ اس لئے کہ کہیں مرد کو بھی حیض آیا ہے اور کبھی مرد کو بھی حمل ہوا ہے۔ مگر میں کہتا ہوں کہ یہ بالکل سچ ہے اس لئے کہ جب کہ حضور علیہ السلام کے زمانہ میں ایک یہودی معراج شریف سے مگر ہوا تھا تو

وہ یہودی عورت بن گیا تھا اور اس کے چند بچے اس سے پیدا ہوئے تھے۔ یہ رسول خدا علیہ الوفاء
 والسلام کا کھلا مجروح تھا جو شخص معراج شریف سے منکر تھا اور اس کا یہ حشر ہوا تو اس میں کون سی
 تعجب کی بات ہے کہ جو شخص غنیم نبوت کا منکر ہو اس کو حمل ہو گیا ہو؟ یہ تو حضور ﷺ کا ظاہر باہر مجروح
 ہے۔ البتہ اتنا شک مجھے بھی ہے کہ مرزے کا وہ حمل کچھ دنوں میں گر کر ضائع ہو یا اپنی میعاد پر پیدا
 ہوا ہے۔ اگر اپنی میعاد پر پیدا ہوا ہو تو ندرائے مہربانی مرزا قادیانی یہ بتائے کہ وہ اب کہاں پر سکونت
 پذیر ہے اور اس کا نام کیا ہے؟ حرید مہربانی ہوگی۔

اس کے بعد اب میں از روئے قرآن کریم اور احادیث نبوی ﷺ اور اقوال سلف
 صالحین سے یہ ثابت کرتا ہوں کہ حضور ﷺ اللہ کے آخری رسول ہیں اور آپ کے بعد مدعی نبوت
 کافر اور جال ہے۔ چاہے مرزا قادیانی ہو یا اس کا کوئی اور بھائی ہو لیکن چونکہ لاہوری قادیانی اکثر
 عام طور پر سادہ لوح مسلمانوں کو یہ دھوکہ دیتے ہیں کہ مرزا قادیانی نے کہیں بھی نبی ہونے کا دعویٰ
 نہیں کیا یہ اس پر بہتان ہے لہذا میں مرزے کی کتابوں سے بتلانا چاہتا ہوں کہ وہ مدعی نبوت ہوا
 تھا غور سے ملاحظہ کرو پھر خود انصاف کرو۔

مرزا مدعی نبوت ہوا تھا (لعنت اللہ علیہ)

۱..... (حقیقت الوحی ص ۳۹۱، خزائن ج ۲۲ ص ۴۰۶، ۴۰۷) ”نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی

مخصوص کیا گیا ہوں اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں۔“

۲..... (زبد السبع ص ۴۹، خزائن ج ۱۸ ص ۴۷) ”میں مسیح ہوں اور وحی ہوں جس کا نام سردار

انبیاء نے نبی اللہ رکھا ہے۔“

۳..... (حقیقت البیہ ص ۲۱۸) ”میں خدا کے حکم کے موافق نبی ہوں۔“

۴..... (زبد السبع ص ۴۸، خزائن ج ۲۲ ص ۴۷) ”ایسا ہی خدا تعالیٰ نے اور اس کے پاک رسول

نے بھی مسیح موعود کا نام نبی اور رسول رکھا ہے۔“

۵..... (دائع البلاء ص ۱۱، خزائن ج ۱۸ ص ۴۷) ”یہ سچا خدا ہی ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول

بھیجا۔“

۶..... (ضمیمہ امین احمدیہ حصہ پنجم ص ۱۸۹، خزائن ج ۲۲ ص ۴۷) ”میں میرا نام مریم اور عیسیٰ رکھنے

سے یہ ظاہر کیا گیا کہ میں اسی نبی اور نبی بھی ہوں۔“

۷..... (حقیقت الوحی ص ۴۹، خزائن ج ۲۲ ص ۱۵۳) ”لو اہل میں میرا یہ عقیدہ تھا کہ مجھ کو سچا امین

مریم سے کیا نسبت ہے وہ نبی ہے اور خدا کے بزرگ مقربین میں سے ہے۔ اگر کوئی امر میری

نسبت ظاہر ہوتا تھا تو میں اس کو جزوی فضیلت قرار دیتا تھا مگر بعد میں جو خدا تعالیٰ کی وحی بارش کی طرح میرے اوپر نازل ہوئی اس نے مجھے اس عقیدے پر قائم نہ رہنے دیا اور صحیح طور پر نبی کا خطاب مجھے دیا گیا۔“

نوٹ..... دیکھو مرزا قادیانی کتنی دلیری کے ساتھ کہتا ہے۔ (مگر بعد میں جو اللہ تعالیٰ کی وحی بارش کی طرح میرے اوپر نازل ہوئی اس نے مجھے اس عقیدہ پر قائم نہ رہنے دیا) تو وہ عقیدہ کیا تھا ملاحظہ ہو۔ (اوائل میں میرا یہ عقیدہ تھا کہ مجھ کو مسیح ابن مریم سے کیا نسبت ہے وہ نبی ہے اور خدا کے بزرگ مقررین میں سے ہے) تو جب مرزا اس عقیدہ سے منکر ہوا تو اس بناء پر مرزا کے قول کے رد سے وہ تین باتوں کا قائل ہوا اول یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نبی نہ تھے۔ دوم یہ کہ عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے بزرگ بندوں میں سے نہ تھے۔ سوم یہ کہ مرزا حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے بہتر تھا۔ چنانچہ مرزا کا شعر بھی ہے۔

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑ دو
اس سے بہتر غلام احمد ہے

(دافع البلاء ص ۲۰، خزائن ج ۱۸ ص ۲۳۰)

اے آسمان تو کیوں نہ گرا اور اے زمین تو کیوں نہ پھٹی ایک ایسے بد بخت پر جو کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جیسے طلیل القدر نبی کی شان مبارک میں گستاخی کرنے سے ذرہ بھر بھی پرہیز نہیں کرتا۔ لعنة الله عليه

(دافع البلاء ص ۱۰، خزائن ج ۱۸ ص ۲۳۰) ”قادیان کو اس کی (طاغوت) خوفناک تباہی سے

بچائے گا۔ کیونکہ یہ اس کے رسول کا تخت گاہ ہے۔“

مذکورہ حوالہ جات سے آپ کو بخوبی معلوم ہو گیا ہوگا کہ مرزا مدعی نبوت ہوا تھا اس میں شک نہیں کہ مرزا نے بعض بعض جگہ کہا ہے کہ میں نبی نہیں ہوں اور میرا منکر کا فر نہیں ہے جیسے لاہوری پارٹی والے قادیانی کہتے ہیں مگر یہ یاد رکھنا چاہئے کہ یہ مخالف اور متعاد باتیں جو مرزا بکا ہے اس میں مراق یعنی پاگل پن کے جلوے تھے آپ سے ملا تو کچھ بکا اور کچھ سے ملا تو کچھ بکا۔

معتشوق ما بشیوہ ہر کس برابر است

باماشرب خورداو بہ زاهد نماز کرد

اس لئے یہ کوئی قابل اعتبار بات نہیں کہ موضع دلیل میں پیش کی جائے۔

دلائل متعلقہ ختم نبوت

”ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولكن رسول الله وخاتم النبیین (سورہ احزاب: ۴۰)“ حضرت محمد ﷺ تم مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں لیکن اللہ کے رسول اور ختم کرنے والے نبیوں کے ہیں۔

برادران اسلام! گروہ مرزا سیہ اکڑ اپنے وجل و فریب سے سادہ لوح مسلمانوں کو جو کہ تعلیم عربی سے ناواقف ہوتے ہیں یہ دھوکہ دیتے ہیں کہ آیت شریعت میں جو لفظ خاتم کا ذکر ہے اس کا معنی آخر کے نہیں لہذا میں یہ بتائے دیتا ہوں اور اس سے تو کافر طہ اور زندیق بھی انکار نہ کر سکے گا کہ قرآن عزیز کی سمجھ جس طرح سے اللہ پاک نے سید المرسلین حضرت محمد ﷺ کو عطا فرمائی تھی دوسرے فرد کو نہ ملی ہے اور نہ ملے گی۔ حضور علیہ السلام پر قرآن کریم نازل ہوا اور حضور نے خوب سمجھا اس پر ہمارا ایمان ہے اس لئے اس قانون کے مطابق ہم مجبور ہیں کہ ہم آیت خاتم النبیین کی تفسیر حضور علیہ السلام کے فرمودہ کے مطابق کریں پھر آپ ملاحظہ کریں کہ سرکارِ دو عالم فصیح العرب و اعجم خاتم کے کیا معنی فرماتے ہیں۔

حدیث نمبر ۱:

محدث ابن ماجہ حضرت باہلی سے باب فی الدجال میں ایک حدیث روایت فرماتے ہیں کہ سرکارِ دو عالم نے فرمایا ہے:

”وانہ سیکون فی امتی کذابون ثلثون کلہم یزعم انہ نبی وانا خاتم النبیین لا نبی بعدی“ میری امت میں تیس کذاب پیدا ہوں گے جس میں ہر ایک کا دعویٰ ہوگا کہ میں نبی ہوں حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

حدیث نمبر ۲

محدث ابو داؤد و امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہما حضرت ثوبانؓ سے روایت فرماتے ہیں کہ سرکارِ دو عالم علیہ السلام نے فرمایا:

”انا آخر الانبیاء و انتم آخر الامم“ میں تمام نبیوں سے پیچھے ہوں اور تم تمام امتوں سے پیچھے ہو۔

حدیث نمبر ۳

محدث ابن ابی حاتم تفسیر میں اور ابویعیم دلائل میں حضرت قتادہ سے وہ حضرت حسن

سے وہ حضرت ابو ہریرہؓ سے وہ حضور اکرم ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ حضور نے آیت: ”واذ اخذ اللہ میثاق النبیین لما اتیتکم من کتاب وحکمة ثم جاءکم رسول الخ (آل عمران: ۸۱)“ کی تفسیر میں ارشاد فرمایا ہے:

”کنت اول النبیین فی الخلق واکثرهم فی البعث“ میں پیداؤں میں سب نبیوں سے اول ہوں اور بعث میں آخر ہوں۔

دیکھو حضور علیہ السلام خود اپنی زبان مبارک سے لفظ خاتم ادا فرماتے ہیں پھر لفظ آخر ارشاد فرماتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ حضور نے خود خاتم کے معنی آخر کے بتائے ہیں۔

پس اب کسی کا کہنا کہ یہاں پر خاتم سے آخر کا معنی مراد نہیں مخالفت قول رسول ہے اور قول رسول سے مخالفت کرنے والا یقیناً شیطان، دجال اور مردود ہے چاہے مرزائے قادیان ہو یا اور کوئی ہو۔

حدیث نمبر ۴

حضرت ابو ہریرہؓ سے امام بخاری و امام مسلم روایت فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ مجھ کو تمام انبیاء پر چھ فضائل سے فضیلت عطا فرمائی گئی ہے۔ ان فضائل کو بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں: ”وارسلت الی الخلق كافة“ میں تمام مخلوق کے لئے رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ ”وختم بی النبیون“ اور نبی میرے ساتھ ختم کر دیئے گئے ہیں۔ (مشکوٰۃ ۱۱۳)

حدیث نمبر ۵

حضرت ابو ہریرہؓ سے امام بخاری و امام مسلم روایت فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا ہے: ”مثلی ومثل الانبیاء مثل قصر احسن بنیانه ترک منه موضع لبنة فطاف به النظر یتعجبون من حسن بنیانه الا موضع تلك اللبنة فکنت انا سددت موضع اللبنة وختم بی الرسل وفي رواية فانما اللبنة وانا خاتم النبیین“ میری مثال اور مجھ سے پہلے نبیوں کی مثال مثل ایک محل کے ہے جس کی تمام عمارت پوری اور خوبصورت بنائی گئی ہو مگر صرف ایک اینٹ کی جگہ خالی ہو پس دیکھنے والے اس کو دیکھ کر اس کی خوبصورتی پر تعجب کرتے ہیں مگر فقط اس خالی اینٹ والی جگہ پر پس میں وہ خالی جگہ والی اینٹ ہوں میرے ساتھ وہ محل پورا ہو گیا اور میں خاتم النبیین ہوں۔

اے خواب خرگوش میں مدہوش مسلمانوں اب تو سمجھو کہ نبوت کا محل حضرت آدم علی مینا

وعلیہ السلام سے شروع ہوا اور سب چھوٹے بڑے نبی آتے رہے اور محل تیار ہوتا رہا حضور ﷺ کے آنے سے پیشتر محل نبوت غیر مکمل تھا۔ یعنی ایک اینٹ کی جگہ اس میں خالی تھی۔

اور جب حضور ﷺ مبعوث ہوئے تو محل نبوت مکمل ہو گیا یعنی وہ اینٹ والی جگہ پر ہو گئی یعنی جب رسول خدا ﷺ مبعوث ہوئے تو وہ جو نامکمل تھا مکمل ہو گیا اور وہ خالی اینٹ والی جگہ پر ہو گئی۔

ہائے ہائے مرزا قادیانی اس محل میں تو کوئی اور جگہ خالی ہی نہیں مکان تو پر ہو گیا اور تمہارے دجل و فریب نے تو کچھ کام نہ کیا سب بے سود ہے۔

علمائے کرام جزاہم اللہ خیر الجزاء نے مرزا کا فوٹو لوگوں کو ظاہر کروایا اور اس کے دعاوی کو طشت از باہم کر دیا۔ البتہ ایک جگہ مرزا قادیانی کے لئے خالی ہے اور وہ (ہل من مزید) کے نعرے پکارتی ہے۔ بڑی خوشی سے تشریف لے جائیں اور کف افسوس ملتے ہوئے بیٹھ جائیں۔ وان دجالون کذابون (بخاری شریف ص ۵۰۹) والی جگہ میں بھی سنا ہے۔ بہت جگہ خالی ہے اور مرزا بڑی خوشی سے وہاں پر تشریف لے جاسکتا ہے اور ناراض نہ ہو اس لئے کہ اس کے مرید بھی اس کے ساتھ ہوں گے۔ (وما ذلک علی اللہ بعزیز)

حدیث نمبر ۶

حضرت سعد بن وقاصؓ سے امام بخاری و مسلم روایت فرماتے ہیں کہ رسول خدا علیہ السلام نے فرمایا ہے۔ حضرت علیؓ کو "انت منی بمنزلہ ہارون من موسیٰ الا انه لا نبی بعدی" (مکتوۃ ص ۵۶۳) یعنی اے علیؓ تو مجھ سے بمنزلہ ہارون کے ہے موسیٰ سے مگر میرے بعد نبی نہیں یعنی تو نبی نہیں ہو سکتا۔

حدیث نمبر ۷

"عن عقبۃ بن عامر قال قال رسول اللہ ﷺ لو کان بعدی نبی لکان عمر بن الخطاب (مکتوۃ ص ۵۵۸)" ﴿﴾ حضرت عقبہ بن عامرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو البتہ ضرور عمر بن الخطابؓ ہوتے۔ ﴿﴾ پیارے دوستو! ذرا غور فرمائیں کہ حضرت علیؓ اور حضرت عمرؓ جیسی ہستیاں جو فانی اللہ اور فانی الرسول تھیں نبی نہیں ہو سکتی تو کدو کر لیا، تنو خیرہ اور میلہ کذاب، پنجاب کہاں سے نبی ہو سکتا ہے۔

حدیث نمبر ۸

حضرت انس بن مالکؓ سے محدث ترمذی روایت فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا ہے: ”ان الرسالة والنبوة قد انقطعت فلا رسول بعدی ولا نبی“ رسالت اور نبوت منقطع ہو چکی ہے نہ میرے بعد کوئی نبی ہوگا اور نہ رسول۔

حدیث نمبر ۹

ابی الہتہ باہلی سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا ہے: ”وانا اخر الانبیاء وانتم اخر الامم (ابن ماجہ)“

حدیث نمبر ۱۰

محدث ابن ماجہ حضرت ام کرزہ سے روایت فرماتے ہیں کہ تاجدار مدینہ ﷺ نے فرمایا ہے: ”ذهبت النبوة وبقيت المبشرات“ نبوت ختم ہو گئی ہے باقی نہیں رہی صرف روایہ صالحہ۔

حدیث نمبر ۱۱

صحا کہ بن نوفل سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا ہے: ”لا نبی بعدی ولا امة بعد امتی (بخاری)“ نہ میرے بعد کوئی نبی ہیں اور نہ میری امت کے بعد کوئی امت ہے۔

حدیث نمبر ۱۲

عرباض بن ساریہ سے روایت ہے کہ حضور نے فرمایا ہے: ”انسی عبد الله وخاتم النبیین (بخاری)“ میں اللہ کا بندہ ہوں اور خاتم النبیین ہوں۔

اقوال سلف صالحین و رہبر ختم نبوت

شرح فقہ اکبر طاعلی قاری (ص ۶۹) ”اولہم ادم و اخرہم محمد ﷺ (شرح عقائد ص ۹۹)“ ”اول الانبیاء ادم و اخرہم محمد ﷺ (مسارہ و مسارہ ص ۶۶)“ ”وانہ ارسل رسلا اولہم ادم و اکرمہم علیہم خاتمہم محمد ﷺ الذی لا نبی بعدہ“ ”تینوں جگہ میں صاف صاف کہہ رہے ہیں کہ سب سے اول انبیاء میں حضرت آدم علیہ السلام ہیں اور سب سے آخر حضرت محمد ﷺ ہیں جس کے بعد کوئی نبی نہیں۔

تفسیر ابن کثیر ج ۸ ص ۸۹ میں ہیں: ”فمن رحمة الله تعالى بعباده ارسال محمد ﷺ اليهم ثم من تشریفہ له ختم الانبیاء والمرسلین به واکمال الدین الحنیف له

وقد اخبر الله تبارك وتعالى في كتابه ورسوله ﷺ في السنة المتواترة عنه انه لا نبى بعدى ليعلموا ان كل من ادعى هذا المقام بعده فهو كذاب افاك دجال ضال مضل“

اللہ تبارک وتعالیٰ کی رحمت ہے بندوں پر کہ ان کی طرف حضور کو بھیجا پھر شرافت یہ عطا فرمائی کہ نبوت و رسالت کا سلسلہ ان پر ختم فرما دیا دین کو کامل کر دیا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن میں اور حضور ﷺ نے حدیث میں خبر دی ہے کہ آپ کے بعد نبی نہیں تاکہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ حضور ﷺ کے بعد جو دعویٰ نبوت کرے وہ کذاب ہے فریبی ہے۔ دجال ہے۔ گمراہ ہے اور گمراہ کن ہے۔

نوٹ: تفسیر ابن کثیر والے نے تو پورے مضمون سے مرزا قادیانی کی حجامت کر دی اور کذاب فریبی اور دجال اور گمراہ اور گمراہ کن سے موصوف فرمایا۔
فتاویٰ عالمگیریہ (ص ۲۶۳)

”اذالم يعرف الرجل ان محمداً ﷺ اخر الانبياء فليس بمسلم“

اشاہ و انظار (ص ۲۱۶) ”اذالم يعرف ان محمداً ﷺ اخر الانبياء فليس بمسلم لانه من الضروريات“ جب کسی مرد مومن کو یہ معلوم نہ ہو کہ محمد ﷺ سب سے آخری نبی ہے تو وہ مسلمان نہیں ہے کیونکہ ختم نبوت کا عقیدہ ضروریات دین سے ہے۔

پیارے دوستو! میں نے از روئے قرآن کریم و احادیث نبوی ﷺ اور اقوال سلف صالحین سے یہ ثابت کر دیا کہ حضور علیہ السلام خاتم النبیین ہے اور آپ ﷺ کے بعد مدعی نبوت کا فریبہ اور مرزا غلام قادیانی کے عقائد کفریہ اور دعاوی باطلہ کو بھی بحوالہ کتب مرزا ایمان کر چکا ہوں اب کسوٹی آپ کے پاس ہے۔ فیصلہ آپ کا ہے کہ مرزا کون تھا؟

میرے دل کو دیکھ کر میری وفا کو دیکھ کر

بندہ پرور مصطفیٰ کرنا خدا کو دیکھ کر

اب بھی اگر کوئی نہ سمجھے تو اس کی اپنی بد قسمتی ہے۔ (من یصل الله فلا ہادی لہ) ہم نے تو واضح غیر مبہم الفاظ میں جو کچھ حقیقت تھی بیان کر دی:

گرنہ بیند بہ روز شہرہ چشم

چشمہ آفتاب را چہ گناہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
الحمد لله الذي هدانا لهذا
ما كنا لنهتدي لولا أن هدانا الله

قادیانی بینک کا دیوالہ مرزائی رنگ میں بھنگ

حضرت مولانا عبدالقیوم میٹھی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قادیانی بینک کا دوالہ..... مرزائی رنگ میں بھنگ

مرزا اور مرزائیوں کے کذاب ہونے کی بے شمار اقراری شہادتیں یہ تو معلوم ہے کہ جب کوئی مرزائی ہوتا ہے تو اس میں اسلام اور ایمان کا کوئی حصہ باقی نہیں رہتا۔ مگر اب معلوم ہوا کہ اسلام اور ایمان وحیا کے ساتھ ساتھ ان میں انسانیت بھی باقی نہیں رہتی۔ اس وقت ہمارے سامنے ایک ٹریکٹ محمد صدیق احمدی محاسب انجمن احمدیہ میرٹھ اور دوسرا رسالہ سیف الجبار مولفہ ملک عزیز احمد سیکرٹری تبلیغ جماعت احمدیہ راولپنڈی کا ہے۔

اول الذکر نے علامہ دیوبند سے دو مطالبے کئے ہیں اور دوسرے صاحب کا دعویٰ ہے کہ اشد العذاب علی مسیلمۃ الفنجاب کا مکمل جواب ہے۔ قادیانی جماعت کو واضح رہے کہ ان کے حجتی کذاب نے ان کو دلدل میں پھنسا دیا ہے۔ جس قدر حرکت کریں گے تحت الخوئی کو پہنچے جائیں گے۔ ہمارے بیان کی تصدیق ناظرین کرام کو ابھی خدا چاہے ہو جاتی ہے۔ ذرا غور سے ملاحظہ فرمائیں۔

محاسب صاحب فرماتے ہیں: ”ناظرین سے یہ بات مخفی نہیں کہ جب کبھی ہمارے دیوبندی وغیرہ مخالفین کی طرف سے کوئی اشتہار یا رسالہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام (علیہ ما علیہ) کی تکذیب و تنجیک ثابت کرنے کے لئے لکھا ہے اس کا ہماری جانب سے بدلائل مسکت جواب دیا جاتا رہا ہے۔ الخ“

..... اس عبارت میں کس قدر جھوٹ ہیں ہم تو حساب نہیں کر سکتے محاسب ہی بتا دے کہ مرزا قادیانی کے جھوٹوں کے برابر ہوئے یا ان سے بھی کچھ بڑھ گئے۔ صحیفۃ الحق، اول السبعین، دوسری سبعین، دفع العجاج، اشد العذاب علی مسیلمۃ الفنجاب، تحقیق الکفر والایمان بآیات القرآن، زلزلة الساعة، مرزائیوں کی تمام جماعتوں کو چیلنج قرآن مجید کو غیر مکمل جانیں یا مرزا قادیانی کو دجال و کذاب اور محرف قرآن، مرزائیت کا خاتمہ، مرزائیت کا جنازہ بے گور و کفن، ہندوستان کے تمام مرزائیوں کو چیلنج، مرزا اور مرزائیوں کو دوبار نبوت سے چیلنج عذاب الیم کی بشارت مرزا اور تمام مرزائی قطعی اور یقینی جہنمی ان سب کا ٹھکانا جہنم ہے۔ اکفار، عقیدۃ الاسلام فی حیات عیسیٰ علیہ السلام، الشہاب، ضمیمہ الشہاب، کلمۃ اللہ فی حیات روح اللہ، ختم النبوۃ فی القرآن، ہدیۃ المہدیین، الجواب الفصیح لمنکر حیات مسیح، صدر العقاب، یہاں کس رسائل اور اشتہارات دیوبندی سے ابھی

شائع ہوئے ہیں۔ ان میں کس قدر مطالبات ہیں محاسب صاحب فرمائیں کہ ان میں سے کس کس کا بدلہ لیں سکتا جواب دیا ہے۔ دل کڑا کر کے کہہ تو دلو عنہ اللہ علی الکاذبین۔ پھر منگیتر سے جو رسائل رد مرزائیت میں پچاس کے قریب شائع ہوئے ہیں۔ ان میں سے کس کس کا جواب دیا ہے۔ ہاں مرزا محمود قادیانی سے دریافت کر کے یہ تو فرماؤ کہ کوئی کمیشن ان کی جانچ کے لئے بیٹھا تھا۔ اس نے کتنے ہزار اعتراضات مرزا پر ان رسائل میں وہ گئے تھے؟ جن کا جواب ناممکن ہے۔ اس کے علاوہ اور رسائل جو علماء اسلام نے مرزا کے رد میں لکھے ہیں۔ جن کے جواب سے مرزا اور مرزائی عاجز ان کا شمار کس قدر ہے؟ کہ مرزا قادیانی سے یہی کذب و بے حیائی سیکھی ہے۔ اسی منہ سے علماء دیوبند پر مطالبے پیش کرتے ہو۔ کہو لینے کے دینے پڑ گئے کہ نہیں؟

۲..... پھر اسی ٹریکٹ کے ص ۵۵ پر تحریر فرماتے ہیں: ”حالانکہ انہی اشتہارات کے متعلق امام جماعت احمدیہ قادیان دیوبندیوں کو چیلنج دے چکے ہیں۔“ کہو جھوٹے پر خدا کی بے شمار لعنتیں کیا وہ چیلنج دکھا سکتے ہو؟ گھر میں لکھ کر رکھ دیا ہو یا مریدوں کے پاس بھیج دیا ہو تو ہو سکتا ہے مگر دیوبند بھیجا یا ابن شیر خدا کے پاس پہنچایا مسلمانوں میں تقسیم ہوا۔ کہو کس قدر روپیہ لے کر اس چیلنج کو دکھاؤ گے ہمت ہے یا بے حیائی تیرا ہی آسرا ہے کہہ کر کچھ تو کہہ دو۔ اسی حقانیت پر دنیا کا مقابلہ کرتے ہو؟

۳..... پھر اس کے بعد چیلنج کی یہ عبارت نقل فرمائی ہے صفحہ ۶ ”کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام (علیہ ما علیہ) کے بیان فرمودہ معارف قرآنیہ کے مقابلہ میں بیان کرنا تو الگ رہا۔ میرے مقابلہ میں معارف بیان کرنے کے لئے آؤ۔“ اکتہار حق کی عبارت کا بے جا مطالبہ ہم سے کیا جانا تھا۔ اب یہ عبارت مذکورہ الفضل میں جو چیلنج دیا ہے۔ اس میں دکھا سکتے ہو تو دکھاؤ ورنہ کہو کہ چہ دلاور است دوزخ کہ بکف چراغ دارو۔ کا مصداق مرزا ہی کی امت مکذوبہ ہے۔ تین چار سال سے آپ ہی اکتہار حق کی عبارت کا علماء دیوبند سے مطالبہ فرماتے ہیں۔ سچ ہے ”چور کا منہ چاند سا“ جب یہ عبارت مرزا محمود صاحب کی نہ دکھا سکو گے تو کم سے کم اپنے جھوٹے ہونے کا تو ایک ٹریکٹ شائع فرما دینا۔ مسلمانو! اس فرقہ کی دیانت صداقت انسانیت حیا و شرافت کو ملاحظہ فرمایا کہ جھوٹ بولنے میں کس قدر دلیر ہے۔ اب ان سے عبارت مذکورہ کے دکھانے کا مطالبہ کیا جائے۔ تازے جنتی کی امت یہ جیتا جاگتا جھوٹ تیرا ہی حصہ ہے۔

۴..... اگر بفرض محال خلیفہ قادیان کا یہ چیلنج ہوتا بھی تو یہ تو ایک الگ بات ہوتی۔ فتح قادیان کے مکمل نقشہ جنگ میں جو اشتہارات ہیں ان کے جواب سے اس کو کیا تعلق ہے؟ محاسب صاحب سے معلوم ہوتا ہے کوئی نئی قسم کا حساب نکالا ہے جو جدید جنتی کی وحی میں نازل ہوا ہوگا۔ معلوم ہو گیا

کہ فتح قادیان کا مکمل نقشہ جنگ بالکل صحیح ہے جس کو ایسے ایسے محاسبوں نے جانچ لیا مگر ایک نقطہ کو بھی غلطی نہ نکال سکے۔

۵..... اور اگر اس چیلنج سے وہ چیلنج مراد ہے جو ۱۶ جولائی کے الفضل میں طبع ہوا تھا۔ تو کوچہ خوش گفت است سعدی در زلیخا کا مضمون ہے۔ مگر اول تو وہ صرف مرزائیت کے خاتمہ کے متعلق تھا۔ دوسرے اس کا مہمل اور اعلان شکست مرزائیت ہونا زلزلة السلطہ (قادیان میں قیامت خیز بھونچال) میں قدرے تفصیل سے عرض کر دیا گیا ہے۔ جس نے قادیان میں ماتم برپا کر دیا بہت روئے مگر جوابے غدار۔ وہ آج تک خدا کے فضل سے لا جواب ہے۔ اور ہمیشہ لا جواب رہے گا۔ محاسب صاحب دُخل در معقولات۔ آپ کو کس نے رائے دی تھی کہ آپ یہ اشتہار تحریر فرمائیں آپ نے تو آٹے وال کا حساب کیا ہوتا۔ کیا مرزائیوں میں اس قدر قحط ہو گیا کہ علماء کا کام نبیوں سے لیا جاتا ہے۔ جمہوری نبوت جاشد کہ الہام تعریف کیا اور شائع کر دیا۔ ازلی جہنمیوں نے قبول کر لیا یہ تو واقعات ہیں جو ثابت کرنے ہوں گے۔

۶..... ٹریکٹ مذکور کے ص ۳۲ پر تحریر فرماتے ہیں: ”اس مضمون میں جو دیوبندی علماء سے مطالبہ کیا گیا ہے وہ صرف ان کی ایک تحریر کے متعلق ہے ورنہ ان کے رسالوں اشتہاروں ٹریکٹوں اور کتابوں میں بے شمار اس قسم کی مثالیں موجود ہیں کہ انہوں نے جان بوجھ کر دیدہ و دانستہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام (علیہ ماعلیہ) اور آپ کی جماعت کے خلاف غلط اور بتاؤنی الزام لگائے ہیں۔“

بڑے میاں سو بڑے میاں چھوٹے میاں سبحان اللہ۔ مرزا قادیانی تو خدائے ذوالجلال والاکرام اور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی پر جھوٹ بولتے تھے۔ جس کو خاص خاص ہی لوگ سمجھتے تھے۔ مگر صدیق صاحب برعکس نہ ہند نام رنگی کا فور کذاب نے تو غضب ہی کر دیئے کہ مرزا قادیانی بھی جہنم میں آنکشت بدنداں ہوں گے کہ یہ جیلہ تو شیطان کا بھی ابا نکلا۔ اس نے تو غضب ہی کر دیا۔ ہم نے تو الہاموں میں جمہوری تاویلیں کر کر کام نکالا تھا یہ کیا کرے گا۔ اس گستاخ نے دیوبندیوں کی غلط بیانی کو ہمارے جموٹے معجزوں سے بھی بڑھا دیا۔ ہم نے تو اپنے معجزے ۳ لاکھ سے زائد پھر دس لاکھ اور دہائی زبان سے کر دڑی تک کہے تھے مگر اس نے تو بے شمار کا دعویٰ کر دیا۔ علماء دیوبند کے اشتہارات رسائل اور ٹریکٹوں کے الفاظ بھی بے شمار نہ ہوں گے۔ پھر یہ مرزائیوں کا صدیق اکبر غلطی اور بتاؤنی دیدہ و دانستہ الزامات بے شمار کہاں سے لائے گا۔

مرزائیو! تمہارا صدیق یہ ہے تو تمہارا کذاب کون ہوگا؟ (مرزا قادیانی) محاسب

صاحب آپ کے ہوش درست ہوئے۔ اپنی قابلیت لیاقت معلوم کی۔ آپ ہی علماء دیوبند سے مطالبات کرتے ہیں۔ ابھی بات کرنے کا سلیقہ تو پیدا کرو۔ مرزائی ہوتا تو بہت آسان ہے کافر ہو جاؤ۔ مرزائی ہو گئے۔ مگر آدمی ہونا اور قائل ہونا کافر اور مرتد ہونے سے نہیں ہوتا۔ فرماؤ مرزا قادیانی کے معجزوں کی تعداد آپ کے نزدیک ایک کروڑ ہو تو وہ دس لاکھ نہیں تو کم سے کم تین لاکھ سے زائد اور یہ بھی نہ ہو سکے تو دو تین ہزار۔ اس سے بھی عاجز ہو تو دو تین سو یہ بھی نہ ہو سکے تو کم سے کم ایک ہی ایسی مثال پیش کرو کہ جان بوجھ کر دیدہ و دانستہ۔ مرزا قادیانی اور ان کی جماعت کے خلاف غلط اور بتاؤٹی الزام لگائے ہوں۔ ایمان تو نہیں حیا بھی اس کے ساتھ گئی اگر کچھ آدمیت ہے تو کہو آپ ہی مرزائیت کی صداقت کے نمونے ہیں۔

۷..... اب رہا اظہار حق کی عبارت کے متعلق مطالبہ تو اچھی طرح کان کھول کر سنو۔ (۱) اظہار حق کا مصنف کون ہے یہ کہو۔ (۲) وہ کوئی عالم ہیں یا نہیں۔ (۳) اگر عالم ہیں تو دیوبند میں پڑھتے ہیں یا نہیں۔ (۴) جب مصنف اظہار حق ایک بات کو فرقہ کی طرف منسوب کرتا ہے تو پھر اس عبارت کا مرزا قادیانی کی تصانیف پر مطالبہ فرمانا مرزائی عقل کا نتیجہ ہے آپ نے یہ کیوں نہیں فرمایا کہ اس عبارت کو قرآن شریف کی سورہ برات یا منافقین میں دکھلاؤ۔ کیا آپ یہ خیال فرماتے ہیں کہ مرزائیوں کی طرح دنیا میں عقل کے اندھے ہی بستے ہیں کہ حق و باطل کی کسی میں تمیز ہی باقی نہیں رہی۔ قربان جائے اس عقل کہ مقولہ تو امتہ ملعونہ کا اور تلاش کیا جاتا ہے۔ حقیقی کذاب کے کلام میں۔ کہو کچھ شرمائے یا نہیں۔ افسوس جس کو جمع و تفریق بھی نہ آتی ہو تو وہ میرٹھ کی انجمن احمدیہ کا محاسب ہو۔ کسی نے سچ کہا ہے۔

گربہ میروسگ وزیر و موش را دیوان کنند

ایں چنین ارکان دولت ملک اورا ویراں کنند

۸..... مصنف اظہار حق تو یہ کہتا ہے کہ ”کہہ دیا“ یہ تو نہیں کہتا کہ لکھ دیا کیا مرزائی شریعت ملعونہ میں کہنا اور لکھنا ایک ہی ہے پھر یہ مطالبہ کہ مرزا قادیانی کی کس تصنیف میں اس عبارت کو دکھاؤ جنوں نہیں تو اور کیا ہے؟

۹..... ٹریکٹ مذکور ص ۱۶ ”حق پسند احباب اس اعلان کو دیوبندیوں کے آگے پیش کر کے ان سے اس کا جواب لیں۔ کیونکہ اس ایک حوالہ کے صحیح دکھا دینے پر جو ایک نہایت ہی اہم الزام ہے۔ تمام الزامات ان کے صحیح ثابت ہو جائیں گے اور میں صدق دل (مرزائیوں میں صدق کہاں) سے بخدا ان کا مسلک اختیار کر لوں گا اور ان کے تمام الزامات جو مرزا قادیانی پر

رسالہ فتح قادیان میں لگائے ہیں دل سے تسلیم کر لوں گا۔ اگر یہ عبارت واقعی صدق دل سے لکھی ہے تو اشد العذاب علی مسلمۃ الفتناب کو اڈل سے آخر تک ملاحظہ فرمالیجئے۔ پھر آپ خود انصاف فرما لیجئے کہ اظہار حق میں جو مضمون لکھا ہے وہ صحیح ہے یا نہیں۔ اس کو ہم آپ ہی کی دیانت اور حق طلبی پر چھوڑتے ہیں۔

۱۰..... ٹریکٹ نمبر ۳ اور ص ۳۲ ”مگر ہم نے اس کا کم سے کم اس مضمون کے متعلق نو مضمونوں کی شہادت پر مدار رکھا ہے..... الخ“ ہمیں آپ سے صدق و دیانت کی تو امید نہیں مگر دروازہ تک پہنچانا منظور ہے آپ تو ایک ہی نو فرماتے ہیں ہم بہت سے تو آپ کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔ فرمائیے ظہیر الدین اردوپی مرزائی ہیں یا نہیں اور مرزائی بھی کیسے اول درجہ کے جنہوں نے مرزا محمود صاحب کے بھی چٹکے چھوڑ دیئے۔ ان کی جماعت اور ان کے فرقہ کے لوگ کس قدر ہیں۔ (کہہ دو کہ ان کے فرقہ میں کوئی بھی نہیں ان کا کوئی ہم خیال ہی نہیں) لہو سے برے فرقہ کا پتہ بتایا ان سے عقائد و اقوال جناب کو معلوم ہوں گے۔ نہ معلوم ہوں تو ملاحظہ ہوا اشد العذاب علی مسلمۃ الفتناب ص ۵۷ تا ص ۶۳ کہ وہ آپ کو معلوم ہو گیا کہ صاحب اظہار حق نے جو کچھ فرقہ مرزائیہ کی طرف منسوب کیا وہ بالکل صحیح ہے۔ اگر یہ امر بھی باعث تفکیر و خاطر نہ ہو تو ملاحظہ ہو دین مرزا کفر خاص ص ۶۹ تا ص ۷۲ فرمائیے۔ اب تو پھر علماء دیوبند سے مطالبہ کا کہیں نام نہ لو گے؟ خدا کی قدرت الٹا چور کو قوال کو ڈانٹنے۔ مرزائی جو اس قدر مطالبوں میں دبے ہوئے ہیں وہ بھی مطالبہ کریں اور کس سے علماء دیوبند سے، مثل مشہور ہے کہ چھانچو لے لے تو بولے چھلچھلی بھی بولی جس میں صد ہا چمید ہیں۔

ناظرین باہنکین! پہلے مطالبہ کی تو حقیقت معلوم ہو چکی۔ محاسب صاحب اس ٹریکٹ میں دوسرا مطالبہ لفظ خاتم النبیین کے متعلق پیش کرتے ہیں جس کا حاصل یہ ہے کہ لفظ خاتم النبیین اگر اس معنی کو تسلیم ہے کہ بعد آنحضرت ﷺ کے کوئی نبی نہ ہو تو پھر علماء کے کلام میں جو کسی کو خاتم النبیین کسی کو خاتم المفسرین کہا ہے اس کے کیا معنی ہیں؟ حالانکہ ان کے بعد میں بھی لوگ محدث اور مفسر ہوئے۔ انہوں نے کیا یہ جماعت بھی علماء اسلام کے مقابلہ میں بات کرنے کی جرأت کر سکتی ہے۔ اگر شرم ہوتی تو آج کسی کو منہ نہ دکھاتی۔ سنو جواب یہ ہے کہ آیۃ میں لفظ خاتم اپنے حقیقی معنی میں ہے اور علماء کے کلام میں بمعنی مجازی مستعمل ہے۔ شیر کا لفظ اگر ہزار جگہ معنی مجازی میں مستعمل ہو تو کوئی جاہل یہ کہہ سکتا ہے کہ شیر کے لفظ کا معنی حقیقی ہیں ہی نہیں یا یہی مجازی معنی حقیقی معنی ہیں۔ دنیا میں علماء فضحاء بلغاء کسی سخی کو حاتم یا ظالم کو فرعون، حق بات کہنے والے کو موسیٰ کہتے ہیں، تو کیا یہ جاہل جماعت کل یہ کہے گی کہ اگر ان الفاظ کے معنی قرآن شریف میں وہ خاص موسیٰ علیہ السلام اور

خاص فرعون ملعون ہیں جو مسلمان مراد لیتے ہیں تو مہربانی فرما کر بتاؤ کہ فلاں عالم کے کلام میں فرعون اور موسیٰ کا لفظ آیا ہے۔ اس کے کیا معنی ہیں۔

خدا نے علام الغیوب ہی جانتا ہے کہ فلاں وصف کا حقیقت میں کون خاتم ہے اور اس کے بعد اس وصف سے کوئی موصوف نہیں ہو سکتا۔ دوسرے شخص کو بے علم کے کیا حق ہے کہ معنی حقیقی میں استعمال کرے اس وجہ سے اس کے کلام میں وہ لفظ معنی مجازی میں مستعمل ہوتا ہے۔ اگر ایک لفظ بندہ کے کلام میں بھیجہ خاص معنی مجازی میں مستعمل ہو تو علام الغیوب کے کلام میں بھی اسی مجازی معنی میں مستعمل ہو۔ اس کی کیا ضرورت ہے؟ بس ترکی تمام شد مطالبہ ختم ہوا۔ اگر طلب حق منظور ہے تو دیکھو رسالہ ہدیۃ المہدیین اور ختم المقیمۃ فی القرآن اور مرزائی کے ساتھ جہنم میں جانا ہے تو اختیار ہے۔ یہ تو مرزائی صدیق کا حال ہے۔ اب ذرا ملک عزیز احمد صاحب کا بھی اشد لعنہ اب میں جتنا ہونا ملاحظہ فرمائیے۔ وہ ایک کاغذ کی تلواریں سے خدا کے عذاب الیم کو اٹھانا چاہتے ہیں۔ پھر اسے اشد لعنہ اب کا کھل جواب لکھتے ہوئے شرم بھی نہیں آتی۔ تو ہیں عیسیٰ علیہ السلام کا یہ جواب دیا ہے کہ یہ انرا می جواب ہے حالانکہ اس جواب کا لغو اور باطل ہونا وہیں ثابت کر دیا گیا ہے۔ ملاحظہ ہوا اشد لعنہ اب۔ رہی یہ بات کہ مرزا قادیانی نے عیسیٰ علیہ السلام کی تعریف کی ہے۔ اول تو اگر یہ نہ ہوتا تو دجال کیسے ہوتے۔

دوسرے ہم کب کہتے ہیں کہ مرزا قادیانی پیدا انٹی اور اصل کی کافر تھے وہ تو مسلمان سے مرتد ہوئے ہیں پھر ان کے کلام میں ایسی عبارتیں نکلتی کیا مفید ہیں۔ تیسرے میں پوچھتا ہوں کہ اگر کوئی کسی نبی کی تعریف بھی کرے اور گالیاں بھی دے تو مرزائی دھرم میں وہ مسلمان ہے یا کافر۔ اگر کوئی بد بخت اپنے باپ کو باپ بھی کہے۔ تعریف بھی کرے مگر ساتھ میں گالیاں بھی دے جو تیاں بھی مارے تو قادیانی شریعت میں وہ مسجد ہے یا بد بخت اور ناخلف؟ علیٰ ہذا القیاس خاتم النبیین کا مرزا

۱۔ مگر یہ ضرور بتاؤ کہ خاتم المحدثین و خاتم المفسرین میں اگر لفظ خاتم کے وہ معنی مراد نہیں جو مسلمان خاتم النبیین میں مراد ہوتے ہیں۔ تو پھر وہ معنی بھی تو مراد نہیں جو مرزا قادیانی نے گھڑے ہیں کہ آئندہ کو اس محدث یا مفسر کا بروز ہو گا یا اس کے ظل آئیں گے۔ یا اسی کی اتباع اور پیروی سے لوگ محدث و مفسر بنیں گے۔ پھر خاتم المحدثین و المفسرین کے کیا معنی ہوں گے۔ مرزا انہو! تمہارا قصور نہیں یہ سب کچھ تمہارا اور جتنی کذاب کے جہل کا نتیجہ ہے۔ شیخ علیہ الرحمۃ نے صحیح فرمایا ہے:

سر انجام جاہل جہنم بود

کہ جاہل نہ کو عاقبت کم بود

اور مرزائی بے شک اقرار کرتے ہیں مگر وہ اقرار ایسا ہے جیسے تمام مسلمان مرزا قادیانی کو نبی مانتے ہیں۔ مگر نہ اس معنی سے جس معنی سے قادیانی ایمان لائے۔ بلکہ یہ اقرار کرتے ہیں کہ مرزا جتنی کاذب ہے۔ تو قادیانیوں کے نزدیک تمام مسلمان مرزا کے صدق ہوئے یا منکر۔ اس طرح جس معنی سے آنحضرت ﷺ خاتم النبیین ہیں وہ معنی مرزا قادیانی اور مرزائی تسلیم نہیں کرتے تو ہزار بار خاتم النبیین کا لفظی اقرار کریں مگر وہ حقیقت وہ خاتم النبیین کے منکر ہی سمجھے جائیں گے۔ پھر (ص ۳۲) پر ایک حوالہ کا انکار کیا ہے۔ ملک صاحب..... نہیں یہ عبارت میں کوئی تغیر بدل ہے۔ اگر مرزا قادیانی ہی کی عبارت ہے ایک حرف کا بھی فرق نہیں تو سیرۃ الابدال میں اگر نہ ہو تو نفس مضمون میں کیا کی ہوئی اور اشد لعنہ اب کیسے ملا۔ سیرۃ الابدال کی وجہ سے جہنم میں گئے یا خطبہ الہامیہ نے ہاویہ میں جھونکا۔ ٹھکانا تو بہر صورت جہنم ہی رہا اور اگر صرف کتابت پر مواخذہ ہے تو صفحہ ۲۳ پر جو حوالہ سیرۃ الابدال سے نقل کیا ہے۔ اگر اشد لعنہ اب میں یہ حوالہ سیرۃ الابدال (بلا الف) سے منقول ہوتا یا مرزا قادیانی کی کوئی کتاب سیرۃ الابدال ثابت کر دیں تو دوسروں پر انعام ہے ورنہ اس کے دروغ گو۔ جھلسا ز ہونے میں کیا شبہ ہے۔ ملک عزیز احمد صاحب میں اگر کفار اور مرتدین کی برابر بھی صداقت ہے تو اور بھی اشد لعنہ اب کے مخالف اور اس میں جو حوالہ جات میں۔ بے جا کٹر و بیعت کی گئی ہو وہ ظاہر فرمائیں۔ ورنہ ان کے کذاب اور عجز و صریح کی دلیل ہوگی اور یہ تسلیم کرنا ہوگا کہ اشد لعنہ اب کے تمام حوالے اور الزامات صحیح و بجا ہیں۔ اشد لعنہ اب کو دیوانہ کی بد کہنا مرزا قادیانی کو دیوانہ اور ان کی تعنیف کو دیوانہ کی بد کہنا ہے۔ کیونکہ اس میں مرزا قادیانی اور مرزائیوں ہی کے حوالہ جات ہیں۔

سیف الجبار کے دیکھنے سے معلوم ہو گیا کہ مرزائیوں کو جہنم میں جہنما منظور ہے مگر حق کی طرف رجوع ان سے محال ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ اشد لعنہ اب کے صد ہا حوالہ جات کو اس جماعت نے پر تالا مگر کہیں حوالے کی غلطی تو کیا کتابت کی غلطی بھی نہ نکال سکے ایک جگہ بے معنی بات کہہ کر دوسرے اشد لعنہ اب میں اور جہنما ہوئے۔ اب اگر صدیق صاحب یا عزیز احمد صاحب کچھ فرمائیں گے۔ تو ہم پھر اور بھی عرض کرنے کو حاضر ہیں۔

واضح رہے کہ مرزائی گالیوں کی ہمیں پرواہ نہیں جس جماعت کے جتنی کذاب نے انبیاء علیہم السلام کو گالیاں دیں وہ دوسرے کے ساتھ جو معاملہ کریں گے وہ ظاہر ہے۔ ”والسلام علی من اتبع الهدی“ و آخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین۔ و صلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ سیدنا محمد وآلہ وصحبہ اجمعین“

بندہ عبد القیوم عطاء اللہ عنہ امروہی امام جامع مسجد صدر میرٹھ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

ایک جھوٹی پیش گوئی پر
مرزا نیوں کا
شورو غل

جناب تاج الدین احمد تاج

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

۳ مارچ ۱۹۰۵ء والے زلزلہ کے بعد مرزا قادیانی نے اپنی غفلت پر سخت پشیمان ہو کر فوراً ایک زلزلہ کے آنے کی پیش گوئی کر دی اور ایک بہت لمبی چوڑی نظم کے پیچھے جو معلوم ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی بہت مدت سے لکھ رہے تھے۔ بارہ اشعار اس مضمون کے بھی چسپاں کر دیئے کہ جن میں کسی آئندہ زلزلہ سے لوگوں کو ڈرایا گیا تھا۔ غرضیکہ یہ شیطان کی آنت جیسی لمبی نظم ۱۵ مارچ ۱۹۰۵ء کو ختم ہوئی۔ مگر جب مرزا قادیانی انتظار کرتے کرتے تھک گئے اور تین سال تک بھی کوئی زلزلہ ظہور میں نہ آیا اور مرزا قادیانی کو سخت ندامت اور رسوائی نصیب ہوئی تو براہین احمدیہ حصہ پنجم (مرزا قادیانی کی کتاب) کے آخر میں اس نظم کو درج کر کے اس شعر:

یک بیک اک زلزلہ سے سخت جنبش کھائیں گے
کیا بشر اور کیا شجر اور کیا حجر اور کیا بہار

پرتیس سال کے بعد ایک نوٹ لکھ دیا کہ ”خدا کی وحی میں زلزلہ کا بار بار لفظ ہے اور فرمایا کہ ایسا زلزلہ ہوگا جو نمونہ قیامت ہوگا بلکہ قیامت کا زلزلہ اس کو کہنا چاہئے جس کی طرف سورۃ اذا زلزلت الارض ذرا الہا اشارہ کرتی ہے۔ لیکن میں ابھی تک اس زلزلہ کے لفظ کو قطعی یقین کے ساتھ ظاہر پر بیان نہیں سکتا۔“ (براہین احمدیہ ص ۱۳۰ غرضیکہ ص ۲۱ ص ۱۵۱) ورنہ اس آیت پر مرزا قادیانی ایک سخت زلزلہ ہی کے منظر تھے۔ چنانچہ ملاحظہ ہو سراج الاخبار جہلم مطبوعہ ۹ مارچ ۱۹۱۷ء کی مندرجہ ذیل عبارت

مرزا قادیانی کے الہامات

”مرزا قادیانی کے الہامات بھی عجیب ہوتے ہیں جب کوئی واقعہ دنیا میں ظہور پزیر ہوتا ہے۔ مرزائیوں کے خیال میں مرزا قادیانی کے کسی نہ کسی الہام یا پیش گوئی کی بیخ اس کو ضرور لگی ہوئی ہوتی ہے۔ طاعون ہو تو مرزا قادیانی کا الہام پورا ہوتا ہے۔ کوئی زلزلہ آجائے تو مرزا قادیانی کا نشان پورا ہوتا ہے۔ کوئی مرجائے تو مرزا قادیانی کی پیش گوئی پوری ہوئی۔ غرض کوئی حادثہ قیامت تک ایسا نہیں ہو سکتا جس میں مرزا قادیانی کے الہام یا پیش گوئی کی صداقت کی دلیل نہ ہو اور طرفہ یہ کہ آپ کی پیش گوئی یا الہام کسی بھلائی کے متعلق نہیں ہوتا بلکہ آپ کے الہامات اہل دنیا کی ہلاکت، جانی اور طرح طرح کی آفات لمبھی و سادی اور مشکلات کا ہی باعث ہوتے ہیں۔

گویا آپ کا وجود دنیا کے لئے سرا سر وہاں تھا۔ زندگی میں خلق خدا آپ کی بدگوئیوں اور سخت کلامیوں سے پریشان رہی۔ کئی سال سے آپ فوت بھی ہو چکے ہیں لیکن دنیا سے یہ خواست پھر بھی دور نہ ہوئی۔ نہایت ہی عجیب بات ہے کہ مرزا قادیانی کے وہ صاف اور کھلے الہام اور پیش گوئیاں جو اپنی حریف مولوی ثناء اللہ امرتسری یا ڈاکٹر عبدالحکیم کی موت کی نسبت کی گئی تھیں۔ کیوں پوری نہ ہوئیں؟ اور نہ محمدی بیگم کے نکاح کی موت کو پیش گوئی پوری ہو سکی اور مرزا قادیانی کے ملہم نے آپ کی یہاں تک بھی یادری نہ کی کہ آپ کو موت کے وقت ہی پہلے اطلاع مل جاتی کہ آپ اپنے دار الامان اور تخت گاہ سے باہر لاہور میں بحالت غربت و مسافرت جان دے کر نقصان مایہ و ثبات ہمسایہ کی رسوائی حاصل نہ کرتے اور نہ آپ کی نفس مال ٹرین پر لاڈ کر قادیان پہنچائی جاتی۔ پھر ایسے گول مول الہامات کو توڑ مروڑ کر خواہ مخواہ کسی واقعہ سے منطبق کرنا مرزائی جماعت کے لئے باعث شرم ہونا چاہئے۔ لیکن:

شرم چہ است کہ پیش مریداں بیاشند

جب کوئی نیا واقعہ ظہور پذیر ہوتا ہے مرزائی صاحبان ”نشان نشان“ کی صدا سے آسمان سر پر اٹھالیتے ہیں۔ حالانکہ اصل حقیقت کا انکشاف ہونے پر یہ صداقت کا نشان نہیں بلکہ ذلت و رسوائی کا نشان ثابت ہوتا ہے۔ حال میں حکومت روس میں انقلاب ہوا ہے اور زار روس تخت سے دست بردار ہو گیا۔ یہ واقعہ واقعات عالم میں کوئی نیا نہیں بلکہ ایسے انقلاب ہمیشہ ہوتے رہتے ہیں اور ہوتے رہیں گے۔ بہت تھوڑا عرصہ ہوا ہے کہ عبدالحمید ثانی اسی طرح تخت سے معزول کر دیئے گئے تھے۔ زار روس کی معزولی کا معاملہ اس سے بڑھ کر کچھ اہمیت نہیں رکھتا۔ بالخصوص جبکہ حال کے جنگ عظیم نے حالات ایسے پیدا کر دیئے ہیں کہ حکومتوں میں تغیرات وقوع میں آرہے ہیں۔ کہیں وزارت کا تغیر ہوتا ہے کہیں دیگر اراکین میں رد و بدل ہوتا ہے۔ اس واقعہ کو بھی مرزا قادیانی کا نشان قرار دیا گیا ہے۔ مرزائی اخبارات پیغامی و محمودی اس بارہ میں ہم آہنگ ہیں کہ زار روس کی معزولی کا معاملہ مرزا قادیانی کی صداقت کا عظیم الشان نشان ہے۔ کہا جاتا ہے کہ مرزا قادیانی نے اپریل ۱۹۰۵ء میں چند اشعار لکھے تھے۔ جن میں زمانہ حال کے جنگ عظیم کی پیش گوئی کی گئی تھی اور اس میں ایک مصرع یہ بھی ہے۔

زار بھی ہوگا تو ہوگا اس گھڑی با حال زار (براہین حصہ پنجم ص ۱۱۲ خزائن ج ۱ ص ۱۵۸)

مرزائی کہتے ہیں کہ بس مرزا قادیانی کی صداقت پر مہر ہوگی چونکہ عام لوگ اصل حالات سے آگاہ نہیں ہوتے۔ اس لئے اگرچہ مرزا قادیانی کی ملہمیت کی حقیقت سے تو واقف

ہیں اور ان کے دلوں پر مرزائیوں کا جادو کچھ اثر نہیں ڈال سکتا۔ لیکن شافی جواب دینے سے وہ قاصر رہتے ہیں جس سے مرزائیوں کو شوخی ہوتی ہے۔ چونکہ ہم مرزا قادیانی کے محرم راز اور گھر کے بھیدی ہیں اور اس پیش گوئی کی اصلیت سے بھی ہمیں پوری واقفیت ہے۔ اس لئے عوام کی آگاہی کیلئے وضاحت کے ساتھ اصل حقیقت کا کشف انصاف کرنا چاہتے ہیں۔ پہلے ہم وہ اشعار لکھ دیں جو مرزائی اخبارات نے لکھ کر حال کے محاربہ عظیم سے ان کو چسپاں کرنے کی کوشش کی ہے۔ پھر ہم بتائیں گے۔ کہ ان اشعار کے مصنف کی ان سے کیا مراد تھی؟ اور ان اشعار کا مفہور کیا کیا ہے۔

اک نشان ہے آنے والا آج سے کچھ دن کے بعد
جس سے گردش کھائیں گے دیہات و شہر و مرغزار
آئے گا قہر خدائے خلق پر اک انقلاب
اک برہمن سے نہ یہ ہوگا کہ تا باندھے ازار
یک بیک اک زلزلہ سے سخت جنبش کھائیں گے
کیا بشر اور کیا شجر اور کیا حجر اور کیا بہار
اک جھپک میں یہ زمیں ہو جائے گی زیر و زبر
تالیاں خون کی چلیں گی جیسے آب رودبار
رات جو رکھتے تھے پوشاکیں برگ یا من
صبح کر دے گی انہیں شل درختاں چنار
ہوش اڑ جائیں گے انسان کے پرندوں کے حواس
بھولیں گے لغوں کا اپنے سب کیوتر اور ہزار
خون سے مردوں کے کوہستاں کے آب رواں
سرخ ہو جائیں گے جیسے ہو شراب انجبار
مضمحل ہو جائیں گے اس خوف سے سب جن و انس
زار بھی ہوگا تو ہوگا اس گھڑی باحال زار
اک نمونہ قہر کا ہوگا وہ ربانی نشان
آسمانی چلے کرے گا کھینچ کر اپنی کنار
ہاں نہ کہ جلدی سے انکارے اسفینہ ناشناس
اس پر ہے میری سچائی کا سبھی وارنٹ

وحی حق کی بات ہے ہو کر رہے گی بے خطا
کچھ دنوں کر صبر ہو کر متقی اور مرد ہار

(برائین ج ۵ ص ۱۲۰ خزائن ج ۳ ص ۱۵۲، ۱۵۱)

سو یہ اس وقت کا معاملہ ہے جب کانگڑہ میں ایک قیامت نما ہولناک زلزلہ ۲۳ مارچ ۱۹۰۵ء کو ہوا۔ اس واقعہ سے تو مرزا قادیانی کچھ فائدہ نہ اٹھا سکے کیونکہ پہلے کوئی ایسی تک بندی نہ کی گئی تھی۔ البتہ آئندہ کسی موقع کی تلاش میں تھے کہ انہیں دنوں ایک انگریز نے یہ پیش گوئی کر دی کہ ”لغایت ۱۲ مئی ۱۹۰۵ء پھر ایک غضبناک زلزلہ آنے والا ہے۔“ یہ منکر مرزا قادیانی نے بھی ایک اشتہار جاری کر دیا کہ جس میں ایک سخت زلزلہ آنے کی پیشین گوئی کر دی۔ مرزا قادیانی نے اس پیش گوئی کو یہاں تک اہمیت دی کہ خود باہر جنگوں میں جھونپٹیاں بنا کر نکل گئے اور رہائشی مکان خالی کر دیئے۔ مرزائی ہی نہیں بلکہ مرزا قادیانی خود بدولت بھی گھر کو چھوڑ کر ویرانہ جنگل میں اپنے اہل و عیال سمیت نکل کر ہو بیٹھے اور زلزلہ کی انتظار کرنے لگے۔ اللہ تعالیٰ کو چونکہ ایسے جھوٹے ملمہوں اور منجموں کی عزت منظور نہیں ہے اور نہ کوئی شخص دعوے علم الغیب میں سچا ہو سکتا ہے۔ اس لئے وہ دن بالکل خیریت سے گزر گئے۔ کوئی معمولی زلزلہ بھی نہ آیا اور ۱۲ مئی کی تاریخیں بھی گزر گئیں۔ ایک اور انگریز نے جو علم طبقات الارض میں مہارت رکھتا تھا پیش گوئی کر دی کہ: ”دوسو سال تک ایسا سخت زلزلہ ظہور میں نہ آئے گا۔“

اس لئے مرزا قادیانی کو ایسے زلزلہ کی امید باقی نہ رہی اور پھر ناکام گھر کو واپس آ گئے۔ ان واقعات کا ثبوت ۱۹۰۵ء کے اخبار الکلم میں موجود ہے۔ جنگل میں نکل جانے کی تصدیق میں دیکھو (مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۵۳۰، اخبار الکلم مطبوعہ ۱۱ مئی ۱۹۰۵ء ص ۹ کالم ۳) اس میں مرزا قادیانی کی طرف سے ایک مضمون بعنوان، ”ضروری گزارش قابل توجہ گورنمنٹ“ درج ہے جس میں لکھا ہے۔ ”جس آنے والے زلزلہ سے میں نے دوسروں کو ڈرایا اس سے پہلے میں آپ ڈرا اور اب تک قریب ایک ماہ سے میرے خیمے باغ میں لگے ہوئے والہس قادیان نہیں گیا۔ میں معاملہ و عیال اور اپنی تمام جماعت کے جنگل میں پڑا ہوں اور جنگل کی گری کو برداشت کر رہا ہوں۔“

اس مضمون کے لکھنے کی مرزا قادیانی کو اس لئے ضرورت پیش آئی کہ اس سے پہلے مسٹر ڈوئی صاحب ڈپٹی کمشنر گورداسپور کی طرف سے ان کو ایسی مندر پیش گوئیوں کی نسبت ممانعت ہو چکی تھی اور اس پیش گوئی کی نسبت بھی حکام کی طرف سے نوٹس لئے جانے کا ان کو کھٹکا تھا۔ بہر حال سالم ایک ماہ جنگل کی خاک چھاننے اور جینٹھ ہاڑ کی دھوپ کی گرمی برداشت کرنے کے

ہیں اور ان کے دلوں پر سردایوں کا ہار دھکھڑ نہیں ڈال سکتا۔ لیکن تہانی جواب دیتے سے ۱۱۴۳
 رہتے ہیں جس سے مرزائیوں کو شوخی ہوتی ہے۔ چونکہ ہم مرزا قادیانی کے محرم راز اور گھر کے بھیدی
 ہیں اور اس پیش گوئی کی اصلیت سے بھی ہمیں پوری واقفیت ہے۔ اس لئے عوام کی آگاہی کیلئے
 وضاحت کے ساتھ اصل حقیقت کا کشف انصاف کرنا چاہتے ہیں۔ پہلے ہم وہ اشعار لکھ دیں جو
 مرزائی اخبارات نے لکھ کر حال کے عمار بہ عظیم سے ان کو چسپاں کرنے کی کوشش کی ہے۔ پھر ہم
 بتائیں گے۔ کہ ان اشعار کے مصنف کی ان سے کیا مراد تھی؟ اور ان اشعار کا مضمون کیا کچھ ہے۔

اک نشان ہے آنے والا آج سے کچھ دن کے بعد
 جس سے گردش کھائیں گے دیہات و شہر و مرغزار
 آئے گا قہر خدائے خلق پر اک انقلاب
 اک برہنہ سے نہ یہ ہوگا کہ تا باندھے ازار
 یک بیک اک زلزلہ سے سخت جنبش کھائیں گے
 کیا بشر اور کیا شجر اور کیا حجر اور کیا پہار
 اک جھپک میں یہ زمیں ہو جائے گی زیر و زبر
 نالیاں خون کی چلیں گی جیسے آب رو بار
 رات جو رکھتے تھے پوشاکیں برگ یا سن
 صبح کر دے گی انہیں مثل درختاں چنار
 ہوش اڑ جائیں گے انسان کے پرندوں کے حواس
 بھولیں گے نغموں کا اپنے سب کیوتر اور ہزار
 خون سے مردوں کے کوہستان کے آب رواں
 سرخ ہو جائیں گے جیسے ہو شراب انجبار
 مضمحل ہو جائیں گے اس خوف سے سب جن و انس
 زار بھی ہوگا تو ہوگا اس گھڑی باحال زار
 اک نمونہ قہر کا ہوگا وہ ربانی نشان
 آسمانی حملے کرے گا کھینچ کر اپنی کنار
 ہاں نہ کہ جلدی سے انکارے اسفینہ ناشناس
 اس پر ہے میری سچائی کا سبھی دار و مدار

وہی حق کی بات ہے ہو کر رہے گی بے خطا
کچھ دنوں کر مبر ہو کر متقی اور بردبار

(براین ج ۵ ص ۱۲۰، خزائن ج ۲ ص ۱۵۲، ۱۵۱)

سو یہ اس وقت کا معاملہ ہے جب کانگرہ میں ایک قیامت نما ہولناک زلزلہ ۳ مارچ ۱۹۰۵ء کو ہوا۔ اس واقعہ سے تو مرزا قادیانی کچھ فائدہ نہ اٹھا سکے کیونکہ پہلے کوئی ایسی تک بندی نہ کی گئی تھی۔ البتہ آئندہ کسی موقع کی تلاش میں تھے کہ انہیں دنوں ایک انگریز نے یہ پیش گوئی کر دی کہ ”لغایت ۱۲ مئی ۱۹۰۵ء پھر ایک غضبناک زلزلہ آنے والا ہے۔“ یہ سکر مرزا قادیانی نے بھی ایک اشتہار جاری کر دیا کہ جس میں ایک سخت زلزلہ آنے کی پیشین گوئی کر دی۔ مرزا قادیانی نے اس پیش گوئی کو یہاں تک اہمیت دی کہ خود باہر جنگلوں میں جھونپڑیاں بنا کر نکل گئے اور رہائشی مکان خالی کر دیئے۔ مرزائی ہی نہیں بلکہ مرزا قادیانی خود بدولت بھی گھر کو چھوڑ کر ویرانہ جنگل میں اپنے اہل و عیال سمیت نکل کر ہو بیٹھے اور زلزلہ کی انتظار کرنے لگے۔ اللہ تعالیٰ کو چونکہ ایسے جھوٹے ملہموں اور منجھموں کی عزت منظور نہیں ہے اور نہ کوئی شخص دعوے علم الغیب میں سچا ہو سکتا ہے۔ اس لئے وہ نہ دن بالکل خیریت سے گزر گئے۔ کوئی معمولی زلزلہ بھی نہ آیا اور ۱۲ مئی کی تاریخیں بھی گزر گئیں۔ ایک اور انگریز نے جو علم طبقات الارض میں جہارت رکھتا تھا پیش گوئی کر دی کہ: ”دوسو سال تک ایسا سخت زلزلہ ظہور میں نہ آئے گا۔“

اس لئے مرزا قادیانی کو ایسے زلزلہ کی امید باقی نہ رہی اور پھر ناکام گھر کو واپس آ گئے۔ ان واقعات کا ثبوت ۱۹۰۵ء کے اخبار الحکم میں موجود ہے۔ جنگل میں نکل جانے کی تصدیق میں دیکھو (مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۵۳۰، اخبار الحکم مطبوعہ ۱۱ مئی ۱۹۰۵ء ص ۹ کالم ۳) اس میں مرزا قادیانی کی طرف سے ایک مضمون بعنوان، ”ضروری گزارش قابل توجہ گورنمنٹ“ درج ہے جس میں لکھا ہے۔ ”جس آنے والے زلزلہ سے میں نے دوسروں کو ڈرایا اس سے پہلے میں آپ ڈرا اور اب تک قریب ایک ماہ سے میرے خیمے باغ میں لگے ہوئے واپس قادیان نہیں گیا۔ میں معاذ اہل و عیال اور اپنی تمام جماعت کے جنگل میں پڑا ہوں اور جنگل کی گرمی کو برداشت کر رہا ہوں۔“

اس مضمون کے لکھنے کی مرزا قادیانی کو اس لئے ضرورت پیش آئی کہ اس سے پہلے مسٹر ڈوئی صاحب ڈپٹی کمشنر گورداسپور کی طرف سے ان کو ایسی مندر پیش گوئیوں کی نسبت ممانعت ہو چکی تھی اور اس پیش گوئی کی نسبت بھی حکام کی طرف سے نوٹس لئے جانے کا ان کو کھٹکا تھا۔ بہر حال سالم ایک ماہ جنگل کی خاک چھاننے اور جینٹھ ہاڑ کی دھوپ کی گرمی برداشت کرنے کے

بعد جب پیش گوئی جمہوری نکلے اور کوئی زلزلہ نہ آیا تو آپ مگر کوواہیں آگئے اور دنیا پر آپ کی پیش گوئی کی ساری حقیقت کھل گئی۔ (سراج الاخبار مطبوعہ ۱۹۰۵ء) میں اس.....! صفحہ ۶۵، ۶۶، ۸۰ نہیں ہیں۔

..... یہ مندرجہ بالا الفاظ صاف طور پر ظاہر کر رہے ہیں کہ یہ ایک آنا فانا۔ فوری اور خاص ایک وقت پر آنے والے حادثہ کی خبر دی گئی ہے۔ کیونکہ اک جھپک، ساعت اور گھڑی کے الفاظ مرزا قادیانی اور محمد علی ایم اے کی ڈگری پر زار زار دروس ہیں اور زار بھی ہوگا اس گھڑی با حال زار کے یہ معنی ہیں کہ اگر زار جیسا بادشاہ اس گھڑی یعنی زلزلہ کی حالت میں ہوگا تو اس کی حالت بھی زار ہوگی کیونکہ زلزلہ اپنے تاثرات سب لوگوں پر یکساں ڈالتا ہے۔ کیا غریب اور کیا امیر کیا بادشاہ اور کیا فقیر۔ خیال تو فرما دیجئے کہ اگر زار دروس اور ایک فقیر پر تو اپنا اثر ڈال دے اور زار دروس ہوں اور زلزلہ وارد ہو جائے تو کیا ایسا ہو سکتا ہے کہ زلزلہ اس فقیر پر تو اپنا اثر ڈال دے اور زار دروس پر اپنا اثر نہ ڈال سکے۔ نہیں دونوں پر یکساں اثر ہوگا۔ اس لئے مرزا قادیانی نے کہا کہ وہ ایسا سخت زلزلہ ہوگا کہ زار بھی ہوگا تو اس گھڑی با حال زار اور پھر مرزا قادیانی کہتے ہیں کہ ”اس پہ ہے میری سچائی کا سبھی دار و مدار“ کیوں صاحب زار کی معزولی سے مرزا قادیانی کی سچائی کا کیا تعلق؟ کیا اس لئے زار معزول ہوا ہے کہ اس نے مرزا قادیانی کو نبی تسلیم نہیں کیا اور پھر بھیم وغیرہ کی جانی کو مرزا قادیانی کی سچائی سے کیا تعلق؟ مرزا قادیانی کے اشعار سے صاف ظاہر ہے کہ زلزلہ مرزا قادیانی کے ملک ہی میں آنے والا ہے کیونکہ ازار اتار کر اور برہہ ہو کر سونا قادیان جیسے گاؤں والوں کا ہی کام ہے۔ در نہ یورپ میں تو ازار بندی کا رواج ہی نہیں۔

اور پھر ہم نہیں سمجھتے کہ اس مصرع کا موجودہ جنگ سے کیا تعلق ہے کہ بھولیں گے نفوں کو اپنے سب کبوتر اور ہزار۔ اول تو نفعہ کبوتر ہی آج سننے میں آیا ہے اور یہ مرزا صاحب کی شاعری ہے اور پھر سب کبوتر کہاں اپنے نفعے بھول گئے ہیں اور پھر یہ کیا ثبوت ہے کہ بلبل نے اپنی نفعہ نخی چھوڑ دی ہے اور پھر ہر مسافر اور صبح کا لفظ ظاہر کر رہا ہے کہ یہ ایک صبح کے وقت زلزلہ آئے گا جس وقت کہ مسافر چل رہے ہوں گے اور وہ ساعت ان کے لئے سخت ہوگی مگر ہمارے ایم اے صاحب فرماتے ہیں کہ نہیں یہ پیش گوئی موجودہ جنگ اور زار دروس کی معزولی کے متعلق ہے۔ شرم شرم۔

اچھا صاحب اب ہم آپ کو یہ دکھانا چاہتے ہیں کہ ایم اے صاحب نے کس قدر اپنی ایمان اور دیانتداری کا خون کیا ہے یعنی براہین احمدیہ کے صفحہ ۱۲۰ والا نوٹ تو اپنے اشتہار میں لکھ

دیا مگر (ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحات ۹۰، ۹۲، ۹۳، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹) کی مختلف عبارتیں اور ص ۹۷ کے نوٹ کو مد نظر انداز کر دیا ہے۔ چنانچہ مرزا قادیانی کی مندرجہ ذیل تحریروں سے ثابت ہوتا ہے کہ اس پیش گوئی سے مراد زلزلہ ہی ہے۔

زلزلہ کے متعلق مرزا قادیانی کے اپنے بیانات

چنانچہ مرزا قادیانی اپنی تصنیف کردہ کتاب میں فرماتے ہیں: ”پھر آپ خوب سوچ لیں کہ یہ پیش گوئی کون کون سے ہو سکتی ہے۔ جبکہ مرتب اس میں زلزلہ کا نام بھی موجود ہے اور یہ بھی موجود ہے کہ اس میں ایک حصہ ملک کا ٹاپا ہوا جائے گا اور یہ بھی موجود ہے کہ وہ میری زندگی میں آئے گا۔“ (ضمیمہ براہین احمدیہ ص ۹۰، غزائن ج ۲ ص ۲۵۰)

پھر مرزا قادیانی فرماتے ہیں: ”یہ کوئی اللہ ہونی بات نہیں ہے لیکن جبکہ گزشتہ زلزلہ اس خارق عادت طور سے ظاہر ہوا جس خارق طور سے پیش گوئی نے ظاہر کیا تھا تو پھر اعتراض فضول ہو گئے۔ ایسا ہی آئندہ زلزلہ کی نسبت جو پیش گوئی کی گئی ہے وہ کوئی معمولی پیش گوئی نہیں ہے۔ اگر وہ آخر کو معمولی بات نکلی یا میری زندگی میں اس کا ظہور نہ ہوا تو میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں ہوں۔“ (ضمیمہ براہین احمدیہ ص ۹۲، غزائن ج ۲ ص ۲۵۲)

پھر مرزا قادیانی فرماتے ہیں: ”مجھے خدا تعالیٰ خبر دیتا ہے کہ وہ آفت جس کا نام اس نے زلزلہ رکھا ہے ٹوٹنے کا وقت ہو گا اور پہلے سے بڑھ کر اس کا ظہور ہو گا۔ اس میں کچھ شک نہیں ہے کہ اس آئندہ کی پیش گوئی میں بھی پہلی پیش گوئی کی طرح ہمارا زلزلہ کلبہ نسبت سے تاویلی معنوں کے زیادہ حق ہے۔“ (براہین احمدیہ ص ۹۲، غزائن ج ۲ ص ۲۵۲)

”یہ پیش گوئی تاریخ اور وقت نہ لکھنے سے باطل نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ اس ساتھ اس قدر اور تصریحات ہیں جو تاریخ اور وقت لکھنے سے مستحکم کرتی ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ زلزلہ میری ہی زندگی میں آئے گا اور اس زلزلے کے آنے سے میری عملیات سب ہو گئی اور حقوق کثیر تیری جماعت میں داخل ہو جائے گی۔“ (ص ۹۳، غزائن ج ۲ ص ۲۵۳)

دیکھئے مرزا قادیانی اور کیا فرماتے ہیں: ”ہم نے کب اور کس وقت اپنی پیش گوئیوں کے الفاظ کے یہ معنی کئے ہیں کہ ان سے مراد زلزلہ نہیں ہے بلکہ ہم تو کہتے ہیں کہ اکثر اور اغلب طور پر زلزلہ کے لفظ سے مراد زلزلہ ہی ہے۔“ (ص ۹۶، غزائن ج ۲ ص ۲۵۷)

جناب ایم اے صاحب سنئے مرزا قادیانی اور کیا فرماتے ہیں: ”اب ذرا کلن کھول کر سن لو کہ آئندہ زلزلہ کی نسبت جو میری پیش گوئی ہے۔ اس کو ایسا خیال کرنا کہ اس کے ظہور کی کوئی

بھی حد مقرر نہیں کی گئی یہ خیال سراسر غلط ہے جو کہ محض قلت تدبر اور کثرت تعصب اور جلد بازی سے پیدا ہوا ہے۔ کیونکہ بار بار وحی الہی نے مجھے اطلاع دی ہے کہ وہ پیش گوئی میری زندگی میں اور میرے ہی ملک میں اور میرے ہی فائدہ کے لئے ظہور میں آئے گی اور اگر وہ صرف معمولی بات ہو جس کی نظیریں آگے پیچھے صدہا ہوں اور اگر ایسا خارق عادت امر نہ ہو جو قیامت کے آثار ظاہر کر دے تو پھر میں خود اقرار کرتا ہوں کہ اس کو پیش گوئی مت سمجھو اس کو بقول اپنے تسخیری سمجھو۔ اب میری عمر ستر برس کے قریب ہے اور تیس برس کی مدت گزر گئی کہ خدا تعالیٰ نے مجھے صریح لفظوں میں اطلاع دی تھی کہ تیری عمر اسی برس کی ہوگی اور ریا کہ پانچ سال زیادہ یا پانچ سال کم۔ پس اس صورت میں اگر خدا تعالیٰ نے آفت شدیدہ کے ظہور میں بہت ہی تاخیر ڈال دی تو زیادہ سے زیادہ سولہ سال ہیں اس سے زیادہ نہیں کیونکہ ضروری ہے کہ یہ حادثہ میری زندگی میں ظہور میں آجائے (یہاں پر آ کر ایک نوٹ لکھا گیا ہے اور وہ نوٹ یہ ہے)۔

”خدا تعالیٰ کا ایک الہام یہ بھی ہے۔ پھر بہار آئی خدا کی بات پھر پوری ہوئی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ زلزلہ موعود کے وقت بہار کے دن ہوں گے اور جیسا کہ بعض الہامات سے سمجھا جاتا ہے غالباً صبح کا وقت ہوگا یا اس کے قریب اور غالباً وہ نزدیک ہے جبکہ وہ پیش گوئی ظہور میں آجائے اور ممکن ہے کہ خدا اس میں کچھ تاخیر ڈال دے۔“ (ضمیمہ براہین احمدیہ ص ۹۷، خزائن ج ۲۱ ص ۲۵۸، ۲۵۹)

جناب ایم اے صاحب اور سنیے مرزا قادیانی کیا لکھتے ہیں: ”مقتضیٰ کا یہ دوسرا اعتراض کہ یہ دعویٰ نہیں کیا گیا کہ درحقیقت زلزلہ ہے۔ یہ اعتراض بھی قلت فہم سے ناشی ہوا ہے۔ کیونکہ ہم بار بار لکھ چکے کہ ظاہر الفاظ وحی سے زلزلہ ہی معلوم ہوتا ہے اور اغلب اکثر یہی ہے کہ وہ زلزلہ ہے اور پہلا زلزلہ اس پر شہادت بھی دیتا ہے“ (ضمیمہ براہین احمدیہ ج ۲ ص ۲۶۱)

اپنی ہی تحریروں سے مرزا قادیانی کا جھوٹا ثابت ہونا

کیوں جی جناب مولانا ایم اے صاحب ان اسناد کے ہوتے ہوئے بھی یہی لکھو گے کہ ان اشعار سے مراد موجودہ جنگ اور زلزلہ و زح کی معزولی ہے؟ کیا اب بھی آپ مرزا قادیانی مدعی مہدویت و مسیحیت کو ایک راست باز مقدس اور سچا اور باخدا آدمی تسلیم کرو گے؟ ذرا غور سے سمجھو۔

- ۱..... اگر مرزا قادیانی سچے ہوتے تو موجودہ جنگ ان کے ملک میں ہوتی۔
- ۲..... اگر مرزا قادیانی سچے ہوتے تو موجودہ جنگ ان کی زندگی میں ہوتی۔
- ۳..... اگر مرزا قادیانی سچے ہوتے تو ان کی زندگی میں ان کے ملک کا ایک حصہ نابود ہو جاتا۔
- ۴..... اگر مرزا قادیانی سچے ہوتے تو بہار کے دنوں میں صبح کے وقت کوئی زلزلہ آتا۔

۵..... اگر مرزا قادیانی سچے ہوتے تو ان کی بار بار کی وحی میں کبھی تو جنگ کا نام اور زاروروس کی معزولی کا لفظ آتا۔ یا خود ہی مرزا قادیانی نے خدا سے لفظ زلزلہ کے اصلی معنی کیوں نہ پوچھ لئے اور بے فائدہ تین سال تک لوگوں سے لفظ زلزلہ پر بحث کرتے رہے۔

اب تم ہی انصاف سے کہو کہ مرزا قادیانی تو بار بار یہی کہتے ہیں کہ اس پیش گوئی سے مراد زلزلہ ہے اور وہ زلزلہ میری زندگی اور میرے ہی ملک میں آئے گا اور بہار کے دن اور صبح کے وقت ہوگا اور اس پر میری سچائی کا دار و مدار ہے اور تم کہتے ہو کہ اس سے مراد موجودہ جنگ مرزا قادیانی کی زندگی میں شروع ہوئی ہے؟ اور کیا مرزا قادیانی کے ہی ملک میں وہ جنگ چھڑی ہوئی ہے۔ عقل اور کائناتس تمہاری ایم اے کی ڈگری پر نفرت انگیز طمانچے مار رہے ہیں۔ کیوں صاحب یہ کہاں کا انصاف ہے کہ مرزا قادیانی کو کافر اور کاذب تو ہندوستان و پنجاب کے لوگ کہیں اور ان کے دعویٰ سے انکار کریں۔ مگر اس کی سزا طے بلجیم والوں کو۔ اس کا خمیازہ اٹھانا پڑے سر دیوالوں کو۔ اس کا بدلہ لیا جائے۔ فرانس والوں سے۔ اس کا انتقام لیا جائے زاروروس سے۔

سبحان اللہ! ایم اے صاحب کے علم و عقل کے کیا کہنے۔ اہی جناب مولانا صاحب مسلم ہائی سکول میں طلباء کو اسی علم و عقل کی تعلیم دو گئے؟ واہ صاحب آپ نے تو امیر قوم ہو کر اپنی قوم کی ناک ہی کٹوا دی اور ساتھ ہی ان بھولے بھالے مسلمانوں کی ناک پر کندا سترے سے ایک چمکا دے دیا کہ جو آپ کو علم و عقل کا ایک بہت بڑا مجسمہ سمجھتے ہیں۔ آج معلوم ہو گیا کہ آپ درس قرآن مجید میں بھی اسی قسم کے نکات معرفت بیان فرماتے ہوں گے۔ دیکھو دیکھو ہم آپ کو خدا کے عذاب سے ڈراتے ہیں کہ اس کی جموٹی امارت کو لات مار کر فوراً تائب ہو جاؤ اور اعلان کر دو کہ ان تحریروں سے ثابت ہو گیا ہے کہ مرزا قادیانی ایک راست باز انسان نہیں تھے اور بے شک خدا کی طرف سے نہیں تھے۔ کیونکہ مرزا قادیانی نے خود لکھا ہے کہ: ”اگر یہ زلزلہ میری زندگی اور میرے ملک میں نہ آئے تو میں خدا کی طرف سے نہیں ہوں۔“ (برہان ۵ ص ۹۲، خزائن ج ۲ ص ۲۵۳)

اور اگر تم اپنا تم کوکا ہوا چاٹ لو اور یہ کہو کہ اچھا ہم ان اشعار سے مراد موجودہ جنگ اور زاروروس کی معزولی نہیں لیتے اور ہم اسی زلزلہ کے منتظر ہیں کہ جس کی میعاد مرزا قادیانی ۱۶ سال تک مقرر کی ہے تو ہم آپ کو آگاہ کئے دیتے ہیں کہ اس لحاظ سے بھی مرزا قادیانی جموٹے ہی ثابت ہوتے ہیں کیونکہ شق اول تو یہ ہے کہ یہ واقع مرزا قادیانی کی زندگی ہی میں ظہور میں آئے مگر یہاں تو یہ معاملہ ہے کہ:

آن قدح بشکست و آن ساقی نماند

ناظرین! ہم آپ کو ایک اور حقیقت سے بھی آگاہ کرنا چاہتے ہیں کہ مرزا قادیانی نے یہ پیش گوئی ۱۵ اپریل ۱۹۰۵ء (برائین ۵ ص ۱۱۰، خزان ج ۲ ص ۱۵۱) دلولہ کے متعلق کی۔ مگر جب وہ پیش گوئی پوری نہ ہوئی اور بجائے کچھ دنوں۔ کئی ہفتے، کئی مہینے اور کئی سال بھی گزر گئے تو غالباً ایسا معلوم ہوتا ہے کہ براہین احمدیہ کے حصہ پنجم کے اختتام پر جو نظم درج کی ہے۔ اس کے ساتھ ہی بارہ تیرہ اشعار دلولہ کی پیش گوئی کے متعلق بھی لکھ دیئے۔ اس کے بعد ضمیمہ براہین احمدیہ لکھ کر اس پیش گوئی اور لفظ دلولہ کے متعلق مرزا قادیانی نے مفصل بحث لکھی ہے۔ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ جن دنوں مرزا قادیانی نے یہ تصانیف منصوبہ گھر کر یہ دلولہ یا حادثہ میرے ہی ملک اور میری ہی زندگی میں ظہور میں آئے گا۔ براہین احمدیہ اور ضمیمہ براہین احمدیہ کو ختم کیا ہے تو خداوند قہار و جبار نے بھی مرزا قادیانی کو مجبوراً ثابت کرنے کے لئے مرزا قادیانی کا بھی ساتھ ہی خاتمہ کر دیا۔ یعنی ایسے شدید مغفرتی کو ۶ ماہ سے زیادہ زندہ رہنے کی سہلت ہی نہیں دی۔ کیونکہ ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو مرزا قادیانی انتقال کر گئے اور براہین احمدیہ مع ضمیمہ براہین احمدیہ ۱۵ اکتوبر ۱۹۰۸ء کو چھپ کر شائع ہوئی ہے یعنی مرزا قادیانی کی موت کے ۶ ماہ بعد افسوس ہے کہ ضمیمہ براہین احمدیہ چھاپتے ہوئے مرزائیوں کو خیال نہیں آیا کہ اس ضمیمہ میں تو مرزا قادیانی کی زندگی ہی میں ایک عظیم الشان پیش گوئی کے پورا ہونے کا دعویٰ درج ہے مگر مرزا قادیانی تو اس پیش گوئی کے پورا ہونے سے پہلے ہی چل بسے ہیں اور ان کو مرے ہوئے بھی ۶ ماہ ہو گئے۔ مگر جن کی عقلوں پر پروے نہ گئے ہوں۔ ان کو ایسی باتیں نہیں سمجھا کر تکی کیونکہ خدا کو بھی منظور ہے کہ ایسے مجموعے مدعیانِ نبوت اور ان کے پیروں کی سخت دلت و رسوائی اور تشہیر کذب کیا جائے۔ اس لئے دعا ہے ہاتھوں سے خود ہی ایسی تحریریں لکھ دیجئے ہیں کہ جن سے ان کا بطلان خود ہی تمام زمانہ پر ظاہر ہو جائے گا چنانچہ جیسا کہ مرزا قادیانی کی مندرجہ بالا تحریروں سے صاف ثابت ہو گیا کہ پھر گز ایک راست باز اور سچے شخص نہیں تھے اور یہ شک و دھماکی طرف سے نہیں تھے۔

اگر محمد علی ایم اے کے سینے میں دل اور اس دل میں صداقت ہے اور اگر محمد علی ایم اے کے سر میں دماغ اور اس دماغ میں کچھ عقل بھی ہے تو وہ فوراً قادیانی عقائد سے تائب ہو کر سچا مسلمان ہو جائے گا اور اگر اس کے دل میں صداقت نہیں اور اس دماغ میں عقل کا مادہ نہیں اور اس کا دماغ پھر گیا ہے اور بجائے ان بہترین جوہروں کے تو ہمارے فاسدہ اور عقائد باطلہ نے اس کے دل و دماغ میں گھر کیا ہوا ہے تو وہ خود بھی گمراہ ہے اور کئی اور مسلمانوں کو بھی گمراہ کرے گا۔

تاج الدین احمد تاج..... سابق ایڈیٹر اخبار ہتر خلف الصدق ملا محمد بخش سیکرٹری انجمن حامی اسلام!

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

قادیان میں قہری نشان

جناب تاج الدین احمد تاج

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اس سے قبل ہمارا ایک ٹریک بعنوان ”ایک جھوٹی پیش گوئی پر مرزائیوں کا شور و غل“ شائع ہو کر مقبولیت عام کا سرٹیفکیٹ حاصل کر چکا ہے۔ اس ٹریک کو تمام مسلمانوں نے نہایت پسندیدگی اور وقعت کی نظر سے دیکھا۔ کثرت سے مسلمانوں نے اظہار تحسین و آفرین کے خطوط بھیجے اور حیرت انگیز مسرت کے ساتھ اس امر کا اعتراف کیا کہ اسی ٹریک نے مرزائیوں کے اسرار کو طشت از بام اور قادیانی ادعائے کاذب پر ایک ایسی شدید ضرب لگائی ہے۔ کہ مرزا قادیانی کی نبوت اور زلزلہ والی پیش گوئی کا کچھ مری نکال دیا ہے۔ ملک کے اخبارات نے اس ٹریک کا اقتباس درج کرنے کے علاوہ اس پر ریپورٹیں کرتے ہوئے اس کا مسکت جواب ہوتا تسلیم کیا۔ علاوہ ازیں جناب منشی قاسم علی خاں صاحب لدھیانوی نے ہمارے ٹریک پر جا بجا تائیدی نوٹ لکھ کر اور مزید معلومات کے حواشی لکھ کر ہمارے پاس بھیجا۔ جس سے چہ چلے ہے کہ ان زلزلوں کی پیش گوئیوں کو کئی دفعہ مرزا اور مرزائی مختلف موقعوں پر بزم خود پورا ہوتا اس سے قبل تسلیم کر چکے ہیں۔ یعنی کبھی تو اس زلزلہ کی پیش گوئی کو مرزائیہ نے طاعون پر چسپاں کیا اور کبھی سیلاب پر اور کبھی مرزا قادیانی کی موت پر یعنی جس ہولناک اور قیامت نما زلزلہ کے متعلق مرزا قادیانی کا یہ الہام تھا کہ ”پھر بہار آئی خدا کی بات پھر پوری ہوئی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ زلزلہ موجود کے وقت بہار کے دن ہوں گے اور جیسا کہ بعض الہامات سے سمجھا جاتا ہے۔ غالباً وہ صبح کا وقت ہوگا۔“

(ضمیمہ نمبر ۱۱۱، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴

(قادیانی) نے ایک ٹریکٹ بعنوان ”قہری نشان“ ہمارے ٹریکٹ کے جواب میں لکھا ہے جس میں آپ تحریر فرماتے ہیں کہ ”میں نے جب ان کو پڑھا تو میرے دل کو اس سے سخت صدمہ ہوا، اور میرے دل سے اپنے رب کے حضور ایک فریاد اٹھی۔“ خدا گواہ ہے کہ اس ٹریکٹ سے ہماری غرض و غایت جناب صاحبزادہ صاحب کی دل شکنی یا دل آزاری، رگزر ہرگز نہ تھی اور یہ تو مسلمان کا شیوہ ہی نہیں کہ بلاوجہ کسی کا دل دکھائے منصف مزاج ناظرین ہمارے ٹریکٹ کو پڑھ کر فیصلہ دے سکتے ہیں کہ ہم نے جناب صاحبزادہ صاحب کی شان میں کوئی نامناسب لفظ استعمال نہیں کیا۔ حتیٰ کہ ہمارا روئے سخن اس ٹریکٹ میں صاحبزادہ صاحب کی طرف تھا ہی نہیں بلکہ ہم نے تو جناب صاحبزادہ صاحب کی پالیسی کو ایک طرح بنظر استحسان دیکھا ہے۔ ہاں البتہ ہم نے مولوی محمد علی ایم اے اور خواجہ کمال الدین کی پالیسی کو بدگاہ حقارت دیکھ کر چند ایک پھبتیاں اڑائی ہیں۔

در اصل مولوی محمد علی ہی کے ٹریکٹ کے جواب میں ہمارا ٹریکٹ لکھا گیا اور انہی کی طرف ہمارا روئے سخن تھا اور ہم انہیں کے جواب کے منتظر تھے۔ مگر انہوں نے آج تک کوئی جواب نہیں دیا۔ آپ نے تو خواہ مخواہ ہمارے جواب میں ٹریکٹ لکھ کر ہمیں مد مقابل بنالیا۔ افسوس ہے کہ ہم تو اپنے ٹریکٹ میں آپ کی پالیسی کی تعریف لکھیں اور آپ اپنے ٹریکٹ میں گالیاں دیں اور ہمارے لئے بددعائیں کریں۔ ہم ان گالیوں کے جواب میں صرف اسی قدر کہنا چاہتے ہیں کہ خدا آپ کو نیکی کی ہدایت دے۔

جناب صاحبزادہ صاحب آپ کے ٹریکٹ کا جواب لکھنے کی ہمیں چنداں ضرورت نہ تھی کیونکہ جس کسی نے بھی آپ کا ٹریکٹ پڑھا اس نے اس پر ایسا محکمہ انگیزہ تسخر اڑایا کہ تو بہی بھلی۔ آپ کے غیر معقول جوابات پر انہوں نے ایسی ایسی پھبتیاں اڑائیں کہ میں انہیں قلمبند کرنا مناسب نہیں سمجھتا۔ میں نے خاموش رہنا مناسب سمجھا مگر پھر اس خیال سے کہ شاید صاحبزادہ صاحب یہ خیال نہ فرمائیں کہ آپ کے ٹریکٹ کا ہمارے پاس کوئی جواب نہیں اس لئے مجبوراً آپ کے ٹریکٹ کا جواب لکھا جاتا ہے۔

جناب صاحبزادہ صاحب ہم ضدی، متعصب اور ہٹ دھرم نہیں کہ آپ کی کسی صحیح بات کو تسلیم نہ کریں۔ بے شک صفحہ ۹۰ ولاحوالہ زلزلہ اول کے متعلق ہیں جو کہ سہواً لکھا گیا ہے۔ لیکن لہذہ تو فرمائیے کہ کیا صفحات ۹۲، ۹۳، ۹۶، ۹۷، ۹۹ کی مختلف عبارتیں اور ص ۹۷ والا نوٹ بھی زلزلہ اول ہی کے متعلق ہے۔ آخر یہ حوالے تو زلزلہ آئندہ ہی کے متعلق ہیں۔ اگر ایک نہیں تو یہ سہی یہ چھ

حوالہ جات تو مرزا قادیانی کی پیش گوئی کو غلط ثابت کر رہے ہیں۔

جناب صاحبزادہ صاحب لفظ زلزلہ کے غلط تاویلی معنی کرتے ہوئے اور لفظ زلزلہ کو جنگ پر چسپاں کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ: ”آپ رہا یہ اعتراض کہ حضرت مسیح موعودؑ نے لکھا ہے کہ وہ زلزلہ اس ملک میں (عی) آئے گا اور آپ کی زندگی میں آئے گا۔“ یہ دونوں اعتراض قلت تدبر کا نتیجہ ہیں۔ پہلے اعتراض کا تو یہ جواب ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ نے یہ نہیں لکھا کہ وہ زلزلہ دوسرے ممالک میں نہیں آئے گا۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں کہ ”اے یورپ تو بھی امن میں نہیں اور اے ایشیا تو بھی محفوظ نہیں اور اے جزائر کے رہنے والو کوئی معصومی خدا تمہاری مدد نہیں کر سکتا۔ میں شہروں کو کرتے ہوئے دیکھتا ہوں اور آبادیوں کو دیر ان پاتا ہوں۔“ (حقیقت الوحی ص ۱۵)

جناب صاحبزادے صاحب کیا آپ واقعی یہ مندرجہ بالا حوالہ حقیقت الوحی کے ص ۱۵۷ پر دیکھا سکتے ہیں؟ میں کہتا ہوں کہ آپ قیامت تک حقیقت الوحی ص کے ص ۱۵۷ پر یہ حوالہ نہیں دیکھا سکتے تو کیا اس موقع پر ہم آپ کے وہی الفاظ لوٹا دیں کہ آپ نے دیا خدا کی سہ کلام نہیں لیا۔ مگر نہیں ہم ایسا نہیں لکھیں گے بلکہ اسے ایک انسانی سہ پر محمول کریں گے۔ کیونکہ جب ہم نے تمام حقیقت الوحی جہان دارا تو یہ (حوالہ ص ۲۵۷، خزائن ج ۲ ص ۲۶۹) پر نگاہ ڈالی تو اذنب جس شخص کو سلسلہ تصنیف و تالیف سے واسطہ رہتا ہے۔ وہ ایسی غلطیوں کو ایک معمولی بات سمجھتا ہے۔ ہاں البتہ ہم یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتے کہ جناب صاحبزادہ نے اس مندرجہ بالا عبارت کو موجودہ جنگ پر چسپاں کرتے ہوئے دیا خدا کی سہ کلام نہیں لیا کیونکہ دیکھنا یہ ہے کہ جناب مرزا قادیانیؒ کی مندرجہ بالا عبارت جس میں انہوں نے یورپ کو مخاطب کر کے ڈرایا ہے کس موقع پر لکھی گئی ہے۔ سو حیف آصفیہ معتمد خواجہ کمال الدین صاحب کے ص ۵۳ پر یہ صاف لکھا ہے کہ یہ عبارت اکتوبر ۱۹۰۵ء کے ریلوے آف ریلوے میں اشاعت پانچٹی تھی۔ اس پیشین گوئی کی تمام عبارت لکھ کر اس جھوٹی پیش گوئی کا یہ عزم خود پر اور ہوتا اس طرح خواجہ صاحب تسلیم کر چکے ہیں۔

”اللہ اللہ یہ کبھی ملے گا اور منذر الفاظ ہیں۔ کیا رہائی نذیروں کے سوا کسی اور کے کلام میں اس کی نظیر ہے؟..... کیا یہ جھوٹ کی پرتھی (اس میں کیا شک ہے۔ تاج) یا کشتی نوح میں اسے سب کچھ دکھایا گیا جو عنقریب ہونے والا تھا۔ کیونکہ اس نے کہا کہ وہ دن نزدیک ہے بلکہ دروازوں ہیں اور پھر کیا اسی طرح نہ ہوا؟ کیا ۱۳ ستمبر ۱۹۰۶ء میں ان الفاظ کو کو پورا کرنے والا

پہلا زلزلہ سنیا گو ملک چلی میں نہ آیا۔ پھر کنگسٹن انڈین آرچی بکلیو (جہاں جزیرہ کالومبو ۵۰۰ آدمی کے غرق ہوا) والپاریزو۔ سان فرانسکو، سینٹا ڈی کلیمہ اور پھر ایران نے یکے بعد دیگرے اس قیامت کو نہیں دیکھا کہ جس کی لفظی تصویر ربانی لہم نے الفاظ بالا میں کھینچ دی تھی۔ ان میں سے آخری تین زلزلے تو لفظاً لفظاً اور حرفاً حرفاً پیش گوئی بالا کو پورا کرنے والے ثابت ہوئے۔ (غلط سراسر جھوٹ۔ تاج) نہ یورپ امن میں رہا نہ ایشیا محفوظ رہا نہ وہ جزائر والے بچ سکے جو ۱۹ سو برس سے مصنوعی خدا کی پرستش کر رہے تھے۔ دولاکھ انسان مچ اٹھے ہمیشہ کے لئے خواب عدم میں چلے گئے دنیا لے وہ جا ہی دیکھ لی کہ جب سے انسان پیدا ہوا۔ ایسی جانی نہ آئی تھی۔ (یہ بھی جھوٹ ہے۔ تاج) قصبوں کے قصبے اور گاؤں کے گاؤں ویران ہو گئے۔ آباد معمرے گورستان بن گئے۔ شہر گرتے نظر آئے اور آبادیاں ویران ہو گئیں۔ موت کی کثرت سے تخون کی نہر س پیلیں اور چنر پرند بھی موت سے نہ بچ سکے۔“ (چلو چھی ہوئی۔ ۱۵ اپریل ۱۹۰۵ء) والی مرزا قادیانی کی معنوم پیش گوئی پوری ہو گئی۔ اب مرزائیوں کا اسے موجودہ جنگ اور زلزلوں کی معزوری پر چسپاں کرنا محض دھوکہ اور فریب ہے۔ مگر ہم تو خواجہ صاحب کی تسلیم کردہ پیش گوئی کو بھی صریحاً غلط سمجھتے ہیں۔ تاج)

کیوں جی جناب صاحب جزاۃ صاحب جس پیش گوئی میں جناب مرزا قادیانی نے یورپ کو مخاطب کر کے ڈرایا تھا وہ تو بقول خواجہ صاحب پوری ہو چکی۔ اب اس کو موجودہ جنگ پر چسپاں کرنا دیانتداری کا خون کرنا نہیں تو اور کیا ہے؟

اچھا اب ہم آپ کو یہ دکھانا چاہتے ہیں کہ اس مندرجہ بالا عبارت والی جھوٹی پیش گوئی کا بزعم خود پورا ہونا جناب مرزا قادیانی کس طرح تسلیم کر چکے ہیں۔ چنانچہ اکتوبر ۱۹۰۶ء کے ریویو آف ریلیف میں یہ پیش گوئی درج کرانے کے بعد مئی ۱۹۰۷ء میں حقیقت الوسی (مرزا قادیانی کی کتاب) کے ۱۲۵۵ پر ۷۰ اوں نشان کے ذیل میں لکھتے ہیں۔

”کلی خبر جز زلزلوں سے پہلے اخباروں میں میری طرف سے شائع ہو چکا ہے کہ دنیا میں بڑے بڑے زلزلے آئیں گے۔ (سبحان اللہ مرزا قادیانی کیا عجوبہ بات بیان کر رہے ہیں۔ تاج) یہاں تک کہ زمین زیر و زبر ہو جائے گی۔ پس وہ زلزلے جو سان فرانسکو اور قارموسا وغیرہ میں میری پیش گوئی کے مطابق آئے (غلط است) وہ تو سب کو معلوم ہیں۔ لیکن حال میں ۱۶ اگست ۱۹۰۶ء تو جو جنوبی حصہ امریکہ یعنی چلی کے صوبہ میں ایک سخت زلزلہ آیا وہ پہلے زلزلوں سے کم نہ تھا۔

جس سے پندرہ چھوٹے بڑے شہر اور قصبے برباد ہو گئے اور ہزار ہا جانیں تلف ہوئیں اور دس لاکھ آدمی اب تک بے خانماں ہیں۔“ (حقیقت الوسی ج ۵ ص ۱۵۵، خزائن ج ۲۲ ص ۲۶۷)

کیوں جی جناب صاحبزادہ صاحب اب ان قصہ یقوں کے ہوتے ہوئے بھی اس پیش گوئی کو موجودہ جنگ پر چسپاں کرو گے؟

مرزا محمود کا اپنا بیان

اجھا لیجئے اب ہم آپ کو ایک اور زبردست ثبوت دیتے ہیں یعنی آپ خود بھی اس جھوٹی پیش گوئی کا پورا ہونا اس سے قائل تسلیم کر چکے ہیں۔ یعنی آپ اپنے رسالہ تحفۃ الہام مطبوعہ فروری ۱۹۰۹ء میں بعنوان ”قہری نشان“ خود لکھتے ہیں کہ: ”ابھی تھوڑے ہی دن ہوئے ہیں کہ جزیرہ نما اٹلی اور جزیرہ نماسلی میں خدا تعالیٰ کا غضب زلزلہ شدید کی صورت میں ظاہر ہوا جو ایسے زور سے آیا کہ دنیا کی تاریخ میں اس کی نظیر نہیں ملتی۔ بہت سی جاہلیاں دنیا میں آئیں اور بہت سے عذاب دنیا نے دیکھے آتش فشاں پہاڑوں نے آتش بازی سے گاؤں کے گاؤں جہاں گریے اور زلزلوں نے بہت سے شہروں کو تباہ کر دیا۔ مگر یہ زلزلہ کچھ ایسا تھا کہ جس کی نظیر دینے سے تاریخیں قاصر ہیں۔ (اسی قسم کے زلزلے کے متعلق تو کہیں ۱۵ اپریل ۱۹۰۵ء کو مرزا قادیانی نے پیش گوئی نہیں کی تھی؟ تاج) اور روایتیں خاموش ہیں۔ بڑے بڑے تاریخ دان حیران ہیں اور طبعیات کے جاننے والے انگشت بردن۔ جس ملک میں ۲۸ نومبر ۱۹۰۸ء کی رات کو لاکھوں کی تعداد میں بستے تھے۔ صبح ہونے پر وہاں چند ہزار سے زیادہ آبادی نہ تھی..... پس یہ جو کچھ ہوا ایک مامور کے مبعوث ہونے کی تائید میں ہوا..... دیکھو اور غور کرو کہ اس میں کیسا صاف اشارہ ہے۔ کہ زلازل زیادہ تر عیسائی ممالک میں آئیں گے۔ سو تم نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا کہ ایسا ہوا۔ ہندوستان کا زلزلہ، سان فرانسسکو کا زلزلہ، چلی کا زلزلہ اور یہ آخری اٹلی اور سسلی کا زلزلہ، یہ تمام ایسے ہی ممالک میں تھے کہ یا تو وہاں عیسائی گورنمنٹ حکومت کرتی تھی یا وہاں کے باشندے عیسائی تھے۔“ (غور کیجئے کہ صاحبزادہ صاحب عیسائی گورنمنٹوں کی تباہی کیسے خوش ہو رہے ہیں۔ تاج)

”دیکھو میں تمہیں ایک اور پیش گوئی بتاتا ہوں کہ تم اصلاح بھی کرو اور کامل یقین بھی ہو جاؤ کہ زلزلہ حضرت مسیح کی پیش گوئی کے مطابق ہوا (غلط) اور آپ کی سچائی کا ایک بڑا ثبوت آپ اپنی کتاب حقیقتِ انومی میں فرماتے ہیں: ”یاد رہے کہ خدا نے مجھے عام طور سے زلزلہ کی خبر

دی ہے..... اے یورپ تو بھی امن میں نہیں اور اے ایشیا تو بھی محفوظ نہیں اور اے جزائر کے رہنے والوں کوئی مصنوعی خدا تمہاری مدد نہیں کر سکتا۔ میں نے کوشش کی کہ خدا کی امان کے نیچے سب کو جمع کروں پر ضرور تھا کہ تقدیر کے نوشتے پورے ہوتے۔“ (حقیقت الوحی ص ۵۵، ۵۶) پس اے عقلمند اور دانا و غور کرو کہ یہ پیش گوئی بھی کیسی صاف اور روشن ہے۔“

دیکھئے جناب صاحبزادہ صاحب! اس موقع پر بھی آپ نے حقیقت الوحی کا غلط حوالہ دیا ہے۔ افسوس ہے کہ آپ تحفۃ الاذہان میں تو مندرجہ بالا عبارت ص ۵۵، ۵۶ پر بتاتے ہیں اور ۱۲ مئی ۱۹۱۷ء کے ٹریکٹ میں صفحہ ۱۷۷ پر۔ حالانکہ نہ تو صفحہ ۵۵، ۵۶ پر یہ عبارت درج ہے اور نہ ہی ص ۱۷۷ پر مگر پھر بھی ہم اسے ایک انسانی سہو سمجھیں گے۔ مگر جناب صاحبزادہ صاحب ”اللہ“ ہماری تلاش کی توداد دیجئے کہ ہم نے کیسی پتے کی بتائی ہے۔

ناظرین! اللہ انصاف سمجھئے کہ اس مندرجہ بالا پیش گوئی کو مرزا قادیانی ۱۶ اگست ۱۹۰۶ء کو بزمِ غم خود پورا ہونا تسلیم کرتے ہیں اور خواجہ کمال الدین صاحب ۱۳ دسمبر ۱۹۰۶ء میں اور صاحبزادہ مرزا محمود احمد ۲۸ دسمبر ۱۹۰۸ء کو۔ (گو تمام مسلمان اسے غلط سمجھتے ہیں)

سخت افسوس کی بات ہے کہ جس جھوٹی پیش گوئی کا پورا ہو جانا خود مرزا قادیانی اور خواجہ کمال الدین اور بذاتِ خود آپ بھی تسلیم کر چکے ہیں تو پھر دوبارہ اسی پیش گوئی کے الفاظ کو موجودہ جنگ پر چسپاں کرنا کہاں کی عقلمندی ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ جناب مرزا قادیانی کی الہامی مشین بھی ریڑ کی بنی ہوئی تھی اور جس قدر اس میں الہام اور پیش گوئیاں ڈھل کر ٹکٹی تھیں وہ بھی ریڑ کی ہوتی تھیں اور اپنے اندر کچھ ایسی اعجازی خصوصیات رکھتی تھیں کہ مشرق سے مغرب تک انہیں لمبا کر لو اور شمال سے جنوب تک انہیں چوڑا کر لو مگر وہ نہیں ٹوٹ سکتیں۔

افسوس ہے کہ جس پیش گوئی کو ۹ سال قبل مرزائی فرقہ بزمِ غم خود پورا ہونا تسلیم کر چکا ہے اب پھر اسی پیش گوئی کی عبارت کو ناحق موجودہ جنگ پر چسپاں کرنا سرسرا کر اور فریب ہے۔ عام مسلمان قادیانیوں کی ان ابلہ قریبوں کو ہرگز نہیں سمجھتے۔

مرزا قادیانی کے الہامات پر تاریخی نظر

مرزا قادیانی اپنے اشتہار بعنوان ”النداء من وحی السماء“ (مطبوعہ ۲۱ مارچ ۱۹۰۵ء، مجموعہ

اشہادات ج ۳ ص ۵۲۶) میں لکھتے ہیں کہ ۹ مارچ ۱۹۰۵ء کو خدا تعالیٰ نے مجھے پھر ایک سخت زلزلہ کی خبر دی ہے جو نمونہ قیامت ہو رہا ہوگا۔ اس کے بعد مرزا قادیانی اپنے اشتہار بعنوان ”زلزلہ کی خیر“ بار سوم۔ (مطبوعہ ۲۹ مارچ ۱۹۰۵ء، مجموعہ اشتہادات ج ۳ ص ۵۳۶، ۵۳۷) میں لکھتے ہیں کہ ”آج ۲۹ مارچ کو پھر خدا تعالیٰ نے مجھے دوسری مرتبہ کے زلزلہ شدیدہ کی نسبت اطلاع دی ہے۔۔۔۔۔ خدا فرماتا ہے کہ میں چھپ کر آؤں گا میں اپنی فوجوں اس وقت آؤں گا جب کسی کو گمان بھی نہ ہوگا کہ ایسا حادثہ ہونے والا ہے۔ غالباً وہ صبح کا وقت ہو گیا کچھ حصہ رات میں سے۔۔۔۔۔ میں محض ہمدردی کی راہ سے یہ بھی کہتا ہوں کہ اگر بڑے بڑے مکانوں سے جو ۲ منز لے۔ ۳ منز لے ہیں۔ احتساب کریں تو اس میں رعایت ظاہر ہے۔“ اس کے بعد مرزا قادیانی اپنے اشتہار بعنوان ”زلزلہ کی پیش گوئی“ (مطبوعہ ۲ مارچ ۱۹۰۶ء، مجموعہ اشتہادات ج ۳ ص ۵۳۹، ۵۴۰) میں تحریر فرماتا تھا۔ پھر بہار آئی خدا کی بات پھر پوری ہوئی۔ لیکن آج یکم مارچ ۱۹۰۶ء کو صبح کے وقت پھر خدا نے یہ وحی میرے پر نازل کی جس کے یہ الفاظ ہیں زلزلہ آنے کو ہے اور میرے دل میں ڈالا گیا کہ وہ زلزلہ جو قیامت کا نمونہ ہے وہ ابھی آیا نہیں بلکہ آنے کو ہے۔ اور یہ زلزلہ اس کا پیش خیمہ ہے۔ جو پیش گوئی کے مطابق پورا ہوا (فقط)۔۔۔۔۔ اور ممکن ہے کہ وہ موعود زلزلہ قیامت کا نمونہ بھی موسم بہار میں آئے۔ اس لئے میں کمر دلا بلا ہوتا ہوں کہ۔۔۔۔۔ وہ دن دور نہیں۔ تو بہ کرو۔ یہ مت خیال کرو کہ ہم اس سلسلہ میں داخل ہیں۔ میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ ہر ایک جو بچایا جائے گا۔ اپنے کامل ایمان سے بچایا جائے گا۔ ناقص ایمان تمہاری روح کو کچھ بھی فائدہ نہیں دے سکتا۔۔۔۔۔ میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ تم بھی ان لوگوں کے ساتھ ہی پکڑے جاؤ گے جو خدا تعالیٰ کی نظر کے سامنے نفرتی کام کرتے ہیں۔ بلکہ خدا پہلے تمہیں ہلاک کرے گا بعد میں ان کو۔“ اس کے بعد مرزا قادیانی اپنی کتاب (حقیقت الوحی ص ۹۳، خزائن ج ۲۳ ص ۹۶) میں اپنے الہامات درج کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”میں تجھے قیامت والا زلزلہ دکھاؤں گا۔“

”خدا تجھے قیامت والا زلزلہ دکھائے گا۔ چمک دکھلاؤں گا تم کو اس نشان کی بجائے۔“

”اگر چاہوں تو اس دن خاتمہ کر دوں۔“

اسی طرح (حقیقت الوحی ص ۹۳، خزائن ج ۲۳ ص ۹۶) کے حاشیہ پر لکھا: ”اس وحی الہی سے

معلوم ہوتا ہے کہ پانچ زلزلے آئیں گے اور پہلے چار زلزلے کسی قدر ہلکے اور خفیف ہوں گے اور

دنیا ان کو معمولی سمجھیں گی اور پھر پانچواں زلزلہ قیامت کا نمونہ ہوگا کہ لوگوں کو سودا کی اور دیوانہ کر دے گا۔ یہاں تک کہ وہ تمنا کریں گے کہ وہ اس دن سے پہلے مر جاتے۔ اب یاد رہے کہ اس وحی الہی کے بعد اس وقت تک جو ۲۲ جولائی ۱۹۰۶ء ہے اور ۲۱ جولائی ۱۹۰۶ء مگر غالباً خدا کے نزدیک یہ زلزلوں میں داخل نہیں ہیں۔ (اگر یہ زلزلوں میں ہی داخل نہیں تو یہاں ان کا ذکر کرنے ہی کی کیا ضرورت تھی؟ تاج) کیونکہ بہت ہی خفیف ہیں۔ شاید چار زلزلے پہلے ایسے ہوں گے جیسا کہ چار اپریل ۱۹۰۵ء کا زلزلہ تھا اور پانچواں قیامت کا نمونہ ہوگا۔“

پھر (حقیقت الوحی ص ۹۷، خزائن ج ۳۲ ص ۱۰۷) ”زلزلہ آیا اٹھو نمازیں پڑھیں اور قیامت کا نمونہ دیکھیں۔ اس وقت بندے قیامت کا نمونہ دیکھ کر نمازیں پڑھیں گے۔“ یعنی وہ بھونچال جو دندہ دیا گیا ہے۔ جلد آنے والا ہے۔ (ایضاً)

ناظرین! مندرجہ بالا اقتباسات ظاہر کر رہے ہیں کہ وہ ہولناک زلزلہ مرزا قادیانی کے ہی ملک میں آنا چاہئے تھا۔ گو مرزا قادیانی نے عیاری اور چالاک سے ۱۶ اگست ۱۹۰۶ء کو یورپ میں زلزلوں کی خبریں سن کر اکتوبر ۱۹۰۶ء کے یورپو آف ریٹینجھو میں یورپ کو مخاطب کر لیا۔ مگر بقول جناب صاحبزادہ صاحب کہ مرزا قادیانی کا ایک یہ بھی الہام ہے کہ ”چمک دکلاؤ لگاتم کو اس نشان کی بیخ بار (۱۴ مارچ ۱۹۰۶ء) اس بات کا مظہر ہے کہ پانچ دفعہ اس قہری نشان کی سخت جلی ہوگی۔“ پس اس نشان کی چار دفعہ قہری جلی ہونا خواجہ کمال الدین صاحب بزم خودی محمد آصفیہ میں تسلیم کر چکے ہیں۔ (گو تمام مسلمان اسے صریحاً کذب پر محمول کرتے ہیں۔ ت) یعنی ص ۵۵ پر خواجہ صاحب لکھتے ہیں کہ: ”ان میں سے آخری تین زلزلے تو لفظاً لفظاً اور حرفاً حرفاً پیش گوئی ہالاکو پورا کرنے والے ثابت ہوئے۔ اس کے بعد خواجہ صاحب نے چوتھی دفعہ اس قہری نشان کو حیدر آباد کن میں موسیٰ عیٰ والے طوفان پر چسپاں کیا ہے۔“

اب ایک پانچواں نشان رہ گیا ہے کہ جو مرزا قادیانی کی زندگی اور ان کے ہی ملک میں ظاہر ہونا تھا۔ اب ہم یہ ثابت کرتے ہیں کہ کس طرح یہ زلزلہ مرزا قادیانی کے ہی ملک میں وارد ہونا چاہئے تھا۔

مرزا قادیانی کی کتاب حقیقت الوحی جو کہ ۱۵ مئی ۱۹۰۷ء کو شائع ہوئی ہے۔ اس میں آپ نے اس اعتراض کا اجمالی جواب دیا ہے کہ شاید نادان لوگ کہیں گے کہ یہ کیونکر نشان ہو سکتا

ہے۔ یہ زلزلے تو پنجاب میں نہیں آئے..... کیا تم خیال کرتے ہو کہ تم ان زلزلوں سے امن میں رہو گے یا تم اپنی تدبیروں سے اپنے تئیں بچا سکتے ہو؟ ہرگز نہیں۔ انسانی کاموں کا اس دن خاتمہ ہوگا۔ یہ مت خیال کرو کہ امریکہ وغیرہ میں سخت زلزلے آئے اور تمہارا ملک ان سے محفوظ ہے؟ میں تو دیکھتا ہوں کہ شائد ان سے زیادہ مصیبت کا منہ دیکھو گے۔“

(حقیقت الوحی ص ۱۵۶، ۱۵۷، خزائن ج ۲۲ ص ۲۶۸)

اس کے بعد مرزا قادیانی کی کتاب (ضمیمہ براہین احمدیہ ۱۹۰۸ء) میں چھٹی ہے یعنی یہ کتاب حقیقت الوحی کے بعد چھپی ہے۔ جس میں مرزا قادیانی لکھتے ہیں: ”اب ذرا کان کھول کر سن لو کہ آئندہ زلزلہ کی نسبت جو میری پیش گوئی ہے اس کو ایسا خیال کرنا کہ اس کے ظہور کی کوئی بھی حد مقرر نہیں کی گئی یہ خیال سراسر غلط ہے..... کیونکہ بار بار وحی الہی نے مجھے اطلاع دی ہے کہ وہ پیش گوئی میری زندگی میں اور میرے ہی ملک میں اور میرے ہی فائدہ کے لئے ظہور میں آئے گی۔..... کیونکہ ضروری ہے کہ یہ حادثہ میری زندگی میں ظہور میں آجائے۔“

(ضمیمہ براہین احمدیہ ص ۹۷، خزائن ج ۲۱ ص ۲۵۸)

معزز ناظرین! انصاف کیجئے کہ ”میری زندگی اور میرے ہی ملک کے الفاظ چلا چلا کر مرزا قادیانی کو رد ہے ہیں کہ یہ زلزلہ ان کی زندگی اور ان کے ہی ملک میں آنا چاہئے تھا۔ یورپ اور امریکہ وغیرہ کو آپ نے اکتوبر ۱۹۰۶ء میں مخاطب کیا تھا اور جو بقول خواجہ کمال الدین وغیرہ پوری ہو چکی۔ ہاں وہ ہولناک اور قیامت کے نمونہ والا زلزلہ کہ جسے دیکھ کر لوگ نمازیں پڑھتے اور جو کہ آپ کے ملک میں آنے والا تھا اس کے متعلق دو سال کے بعد براہین احمدیہ مطبوعہ ۱۹۰۸ء میں آپ نے مفصل بحث کی ہے اور لکھا ہے کہ وہ زلزلہ میرے ہی ملک میں آئے گا۔ مگر وہ زلزلہ نہ آیا اور مرزا قادیانی کو ہمیشہ کے لئے جھوٹا ثابت کر گیا۔

انفوس ہے کہ جناب صاحبزادہ صاحب اپنی کسی بات پر بھی قائم نہیں رہتے۔ ابھی تو آپ اس پیش گوئی کی معنوی تائید کیلئے یورپ اور امریکہ کی طرف رخ کر کے ڈٹے ہوئے تھے یا ساتھ ہی آپ نے اپنا مینٹر اہل کراپنے داؤ پیچ سے ہندوستان کو بھی جنگ کا نقشہ دکھانا چاہا ہے۔ یعنی آپ فرماتے ہیں کہ کیا ہندوستان اس آفت کے صدمہ سے محفوظ ہے؟ اس استہوار کے لکھنے والے کو اگر کوئی شبہ ہو تو وہ پنجاب کے علاقہ میں پھر کے دیکھے کہ قریباً ہر شہر اور ہستی اپنے عزیزوں پر

ماتم کر رہی ہے۔ ہاں وہ ان مصیبت زدہ ماؤں اور بیوہ عورتوں اور یتیم بچوں اور بوڑھے باپوں سے سوال کرے کہ جن کی آنکھوں کے نور اور سر کے سایہ اور بڑھاپے کے اعضاء جاتے رہے اور ہمیشہ کے لئے جاتے رہے۔ (اس کے بعد صاحبزادہ صاحب اس پیش گوئی کو زبردستی صحیح تسلیم کرانے کے لئے صفحہ ۱۱ پر فرماتے ہیں کہ) ”کیا اسلام کی عظمت تمہارا مدعا نہیں کیا اس کی فتح تمہیں مقصود نہیں؟ اگر ہے تو خدا را سوچو کہ کیوں تم اسلام کی فتح اور اس کی عظمت کے اظہار کے وقت صرف اس لئے جوش میں آجاتے ہو کہ اس میں حضرت مرزا قادیانی کی صداقت ظاہر ہوتی ہے۔“

ناظرین!! آپ نے دیکھ لیا کہ پنجاب میں ہر بستی کا ماتم کرنا وغیرہ صاحبزادہ صاحب اسلام اور مرزا قادیانی کی صداقت کا نشان قرار دیتے ہیں۔ انہوں صدافسوس کہ جس سورت میں مرزائی فرقہ اپنے اپنائے ملک کے گھروں میں ماتم پیا ہونے پر اپنی صداقت سمجھ کر اظہار مسرت کرنا اور دوسرے مسلمانوں کو بھی اس ماتم پر خوش ہونے کی ترغیب دیتا ہے۔ (چنانچہ صاحبزادہ صاحب اپنے ٹریکٹ کے شروع میں لکھتے ہیں کہ اس وقت مسلمانوں کی حالت کہاں سے کہاں پہنچ گئی ہے کہ وہ اسلام کی فتح پر بجائے خوش ہونے کے ناراض ہوتے ہیں اور بجائے ایمان بڑھانے کے کفر کی طرف قدم اٹھاتے ہیں تو کیوں نہ گورنمنٹ برطانیہ اور اسکے اتحادیوں کے نقصانات پر مرزائی فرقہ خوش ہوتا ہوگا اور سریوہ، مانڈی، گرو، رومانیہ، اٹلی، بلجیم، فرانس، روس اور انگلستان کے نقصانات کو بھی مرزا قادیانی کی صداقت کا نشان تصور کرنا ہوگا۔ کیونکہ ان کی تحریروں سے صاف یہی پایا جاتا ہے۔ جس سے ثابت ہوا کہ مرزائی فرقہ گورنمنٹ برطانیہ کا بہت بڑا بدخواہ ہے۔

اس کے آگے صاحبزادہ صاحب فرماتے ہیں کہ: ”اب رہا یہ سوال کہ حضرت مسیح موعود (کاذب) نے یہ لکھا ہے کہ وہ دُزلزلہ یا آفت شدیدہ آپ کی زندگی میں آئے گی تو اس کا یہ جواب ہے کہ بے شک مسیح موعود (کاذب) نے ایسا ہی لکھا ہے لیکن خدا تعالیٰ کی حکمت بالغہ نے چاہا کہ اس کے برخلاف ہو (مرزا قادیانی کو جھوٹا ثابت کرنے کے لئے۔ تاج) اور وہ وقت بھی مسیح موعود (کاذب) کی زندگی میں آنے کے کسی اور موعود کے وقت میں آئے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ دعائیں سکھائی کہ رب اشرو وقت هذا۔ اے خدا اس آفت کے وقت کو پیچھے ڈال دے اور پھر اس کا یہ جواب دیا کہ آخره الله الى وقت مسمی۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے اس کو اس وقت تک جو بیان ہو چکا ہے پیچھے ڈال دیا۔“

افسوس صد افسوس۔ ہزار ہا افسوس۔ لاکھ ہا افسوس بلکہ کروڑ ہا افسوس کہ جناب صاحبزادہ صاحب نے مرزا قادیانی کے ان طبع زاد اور تافخیری الہامات کا حوالہ دیتے ہوئے ہرگز ہرگز دیانتداری سے کام نہیں لیا۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ مرزا قادیانی کے یہ الہامات کس زلزلہ کی تاخیر اور کس سن میں شائع ہوئے ہیں؟ گو جناب صاحبزادہ صاحب نے ان الہامات کو درج ٹریک کرتے ہوئے کسی کتاب کا نام کس صفحہ کا نمبر اور کسی سن کا حوالہ نہیں دیا گیا مگر آؤ ہم بتاتے ہیں کہ یہ الہام کب اور کس وقت ہوا اور کس کتاب میں درج ہے۔ دیکھئے مرزا قادیانی کی کتاب حقیقت الوحی جو کہ براہین احمدیہ سے پہلے ۱۵ مئی ۱۹۰۷ء کو چھپی ہے۔ اس کے صفحہ ۱۰۰ پر آپ کا یہ الہام اخروقت هذا۔ اخره الله الى وقت مسمیٰ درج ہے۔ لفظ مسمیٰ پر مرزا قادیانی نے ایک نوٹ بھی لکھا ہے۔ وہ یہ ہے: ”پہلے یہ وحی لہی ہوئی تھی کہ زلزلہ جو نمونہ قیامت ہوگا بہت جلد آنے والا ہے اور اس کے لئے یہ نشان دیا گیا تھا کہ پیر منظور محمد لودھیا کوئی کی بیوی محمدی بیگم کو لڑکا پیدا ہوگا اور وہ لڑکا اس زلزلہ کے ظہور کے لئے ایک نشان ہوگا اس لئے اس کا نام بشیر الدولہ ہوگا۔ کیونکہ وہ ہماری ترقی سلسلہ کے لئے بشارت دے گا۔ اسی طرح اس کا نام عالم کباب ہوگا۔ کیونکہ اگر لوگ توبہ نہیں کریں گے تو بڑی بڑی آفتیں دنیا میں آئیں گی۔ ایسا ہی اس کا نام لکھتے اللہ اور لکھتے العزیز ہوگا کیونکہ وہ خدا کا لکھ ہوگا جو وقت پر ظاہر ہوگا..... مگر بعد اس کے میں نے دعا کی کہ اس زلزلہ نمونہ قیامت میں کچھ تاخیر ڈال دی جائے۔ (کیوں صاحب اس تاخیر کی ضرورت ہی کیوں پیش آئی۔ تاج) چونکہ زلزلہ نمونہ قیامت میں تاخیر ہوگئی اس لئے ضرور تھا کہ لڑکا پیدا ہونے میں بھی تاخیر ہوتی۔ لہذا پیر منظور محمد کے گھر میں ۱۷ جولائی ۱۹۰۶ء میں لڑکی پیدا ہوئی..... ضرور ہے کہ زمین نمونہ قیامت زلزلہ سے رکی رہے جب تک وہ موعود لڑکا پیدا ہو..... اب تو تاخیر ایک شرط کے ساتھ مشروط ہو کر معین ہوگئی۔“ (حقیقت الوحی ص ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳)

کیوں جی حضرات! کچھ سمجھئے۔ یہ نوٹ اسی عالم کباب کی پیدائش کے متعلق ہے کہ جس کی پیش گوئی پر اخبار وطن لاہور کے ایڈیٹوریل کالموں میں حضرت نقاش کے دھواں دھار مضامین شائع ہوتے رہے ہیں۔ کیا جناب مولوی انشاء اللہ خاں صاحب ایڈیٹر وطن اور جناب مولوی ظفر علی خان صاحب سابق ایڈیٹر اخبار زمیندار و حال ایڈیٹر ستارہ صبح ہمارے بیان کی تصدیق و تائید نہیں کریں گے؟ اور ضرور کریں گے۔ افسوس کہ حضرت عالم کباب کی پیدائش کے

متعلق دعوے تو ایسے طعناقی کے ساتھ کہ خدا کی پناہ مگر بعد میں بجائے عالم کتاب صاحب کے جنابہ چٹائی بیگم صاحبہ پیدا ہوئیں۔ کوئی پوچھے کہ اس تاخیر کی ضرورت ہی کیوں پیش آئی تھی۔ یہی تو مرزا قادیانی کی استادی تھی کہ وہ ایسی ایسی پیش بندیاں پہلے ہی کر چھوڑتے تھے چونکہ اس من گھڑت دعا میں کوئی خاص موضوع تو ہے نہیں۔ مرزا قادیانی نے سوچا کہ اگر لڑکا پیدا ہو گیا تو خاموش رہوں گا اور اس مصنوعی دعا کو کسی اور موقعہ کے لئے اٹھا رکھوں گا اور اگر لڑکا پیدا نہ ہوا تو کہہ دوں گا کہ میں نے پہلے ہی تاخیری دعا کر دی تھی۔

کیوں جی حضرت وہ عالم کتاب صاحب اب تک پیدا بھی ہوئے ہیں یا نہیں؟ کہ جن کی پیدائش کے ساتھ اس قیامت نما زلزلہ کی پیش گوئی مشروط ہے۔ افسوس مگر قطع نظر ان تمام باتوں کے دیکھنے والی یہ بات ہے کہ مرزا قادیانی نے ان تمام طبع زاد الہامات اور ان تمام من گھڑت دعاؤں اور فرضی جوابات کے بعد اس کتاب میں جو کہ حقیقت الہی کے بعد چھپی ہے۔ یعنی ضمیمہ براہین احمدیہ میں اس زلزلہ قیامت نما والی پیش گوئی پر مفصل بحث کی ہے اور پھر صاف طور پر لکھا ہے کہ یہ زلزلہ میرے ہی ملک اور میری ہی زندگی میں آئے گا۔ (اب تو تاخیر کی شرط بھی ٹوٹ گئی۔) اگر حقیقت الہی براہین احمدیہ کے بعد چھپی تو ہم ضرور مان لیتے کہ بے شک اس پیش گوئی کا مرزا قادیانی کی زندگی میں پورا ہونا ضروری نہیں کیونکہ اس میں پیش گوئی کی تاخیر کے لئے دعا کی گئی ہے مگر ہم دیکھتے ہیں کہ جس کتاب میں تاخیر کی دعا ہے وہ پہلے چھپی ہے۔ لیکن جو کتاب اس دعا کے بعد چھپی ہے۔ اس میں بڑے زور اور تھدی کے ساتھ لکھا گیا ہے کہ ضرور ہے کہ یہ حادثہ میری زندگی میں ظہور آجائے۔

مگر افسوس صد افسوس کہ مرزا قادیانی کی کوئی بات بھی سچی نہ نکلی۔ لیکن طرفہ یہ ہے کہ صاحبزادہ اس جھوٹی پیش گوئی کو موجودہ جنگ اور زار روس کی معزولی پر چسپاں کر کے مرزا قادیانی کی صداقت کا معیار قرار دے رہے ہیں۔ جو کہ سراسر مستحکمہ انگیز فعل ہے۔

صاحبزادہ صاحب کی تیسری چھلانگ

افسوس صد افسوس کہ جناب صاحبزادہ صاحب اپنے کسی اصول پر قائم نہیں رہتے۔
..... آپ اس پیش گوئی کو موجودہ جنگ اور زار روس کی معزولی پر چسپاں کر رہے تھے کہ جھٹ.....

مرزا قادیانی کی الہامی مشین کا بیج بھرا دیا اور زلزلہ والی پیش گوئی کو ختم ترزلزل میں غوطہ لگا دیا۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں کہ ”یہ لوگ خود یاد رکھیں کہ زلزلوں کا لانا بھی خدا تعالیٰ کی طاقت سے باہر نہیں۔ چنانچہ اس دن کہ میرے پاس یہ اشتہار پہنچا جس میں حضرت صاحب کی اس پیش گوئی سے استہزاء کیا گیا تھا اور جسے پڑھ کر میرے دل میں درد پیدا ہوا۔ رات کے وقت ایک سخت دھکے آیا۔ زلزلہ بھی سخت تھا بلکہ بعض لوگوں کے خیال میں ۳۴ اپریل کے زلزلہ سے سخت محسوس ہوتا تھا۔ چنانچہ دھرمسالہ سے ایک صاحب لکھتے ہیں ”آج قریباً ۳۴ بج کر ۷ امٹ پر نہایت سخت زلزلہ آیا..... اور نیکہ چوہلہ کے تمام مکانات گر گئے اور ہاتھی ٹوا کے مکانات گر جانے سے ایک آدمی دب کر مر گیا اور کچھ زخمی ہوئے۔“ پھر لکھتے ہیں کہ یہ زلزلہ ۳۴ اپریل ۱۹۰۵ء کے زلزلہ سے زیادہ ہوا۔“

سنا کرتے تھے کہ اگر پھر تمام نہ کند پھر تمام کند۔ کیوں صاحب بھی وہ نمونہ قیامت زلزلہ ہے کہ جس کی انتظار کرتے کرتے مرزا قادیانی مر گئے۔ کیوں صاحب یہ ان زلزلوں سے بھی بڑھ کر زلزلہ ہے کہ جن کی نسبت پانیر نے لکھا تھا کہ زلزلہ مسینا اور ڈی کیلہمر کی کی نظر انسانی تاریخ میں نہیں ملتی کیا واقعی ۳۴ اپریل والا زلزلہ اس سے کمزور تھا اور اگر واقعی کمزور تھا تو ماننا پڑے گا کہ اس زلزلہ سے کوئی جانی نقصان نہیں ہوا اور ۱۰۷ امٹ سے کم زلزلہ آیا ہے اس سے دو جانیں بھی تلف ہوئی ہیں۔ شرم شرم۔ ۳۴ اپریل والے زلزلہ کی تعداد اموات اور نقصان عمارات کا ۱۰۷ امٹ والے زلزلہ سے مقابلہ کر کے خود ہی شرم سار ہو جاؤ۔

سبحان اللہ! کیا کہنے ہیں جناب صاحبزادہ صاحب اس لطیفہ کے یعنی مرزا قادیانی کی پیش گوئی پر استہزاء تو کرے تاج الدین احمد اور اس کی تحریر پڑھ کر جناب صاحبزادہ صاحب کے دل میں درد پیدا ہوا اور اس درد کا نتیجہ یہ ہو کہ الہی غیرت جوش میں آ کر اس کی سزا دے دھرمسالہ والوں کو اور بھانے تاج الدین کے ہاتھی ٹوا کے مکانات گر جانے سے ایک بے گناہ آدمی دب کر مر جائے۔

لاہور۔ زلزلہ ۱۹۰۵ء کی ایک آدمی کو محسوس ہوا تو مگر اس کے صدمہ سے ایک چھوٹی تک کا نقصان بھی نہ ہوا اور خاص کر تاج الدین تو اس زلزلہ کی غیر معمولی جنبش محسوس تک نہ کرے اور حرے سے میٹھی نیند سویا رہے اور پھر طرفہ یہ ہے کہ تمام دن اس زلزلہ کا اسے خیال تک نہ آئے اور نہ ہی گھر کے لوگ تمام دن اس زلزلہ کے متعلق کوئی تذکرہ کریں۔ البتہ شام کو وہ ایک بازاری

لوگوں کے یاد دلانے پر اس زلزلہ کا معمولی تذکرہ آئے۔ افسوس صد افسوس کہ توہمات باطلہ اور غلو فاسدہ نے قادیانی دل و دماغ کا حلیہ ہی بگاڑ دیا ہے۔ ماروا نکھ پھوٹے گھٹنہ والی مثال صادق آتی ہے۔ جناب صاحبزادہ اگر مرزا قادیانی کی پیش گوئی پر بددیانتی سے میں نے کوئی استہزاء کیا تھا تو زلزلہ کی زد میں مجھے آنا چاہئے تھا نہ کہ دھرمسالہ کے کسی آدمی کو مجھ پر تو خداوند تعالیٰ کا فضل و کرم ہی رہا۔

مرزائی جماعت دنیا کی تباہی پر خوش ہوتی ہے

صاحبزادہ صاحب تمام باتیں چھوڑ کر اور اب زلزلوں ہی کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنا کر اور مرزا قادیانی کا ایک بے معنی اور دقیا قوسی الہام یعنی ”دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسے قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دے گا۔“ درج کر کے لکھتے ہیں کہ: ”اس کے بعد خدا تعالیٰ کے حملے زلزلوں کے رنگ میں بھی جس قدر ہوئے ہیں اگر دوسرے مذاہب کو نظر انداز کر کے انہی کو دیکھا جائے تو وہ آنکھوں والوں کی آنکھیں کھولنے کے لئے کافی ہے۔ انسائیکلو پیڈیا میں تین صدیوں کے دنیا کے بڑے بڑے زلزلوں کی فہرست اور تعداد اموات دی ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت کے زلزلوں کی نسبت وہ کس قدر حقیر تھے۔“ اس کے بعد صاحبزادہ صاحب تین صدیوں کے زلزلوں اور مرزا قادیانی کی زندگی کے ۲۶ سالہ زلزلوں کا بلحاظ ملک و سنہ و تعداد مقابلہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ”اس گنتی کو دیکھو کہ پہلے دوسو نوے سال میں تین لاکھ تیرہ ہزار اموات زلزلہ سے ہوئی ہیں اور گیارہ زلزلے آئے ہیں اور ان ۲۶ سال میں چار لاکھ تین ہزار اموات ہوئی ہیں اور دس زلزلے آئے ہیں گویا ایک لاکھ کے قریب ان سے زیادہ (یعنی سخت زلزلہ) اور اس کے بعد اٹلی کا زلزلہ جو ۱۹۱۴ء میں آیا ہے اور ترکی کا زلزلہ شامل کر لیا جائے تو قریباً ایک لاکھ اموات اور دو زلزلے اور زیادہ ہو جاتے ہیں۔ پس غور کرو کہ تین سو سال میں زلازل جس قدر دنیا میں آئے تھے ان کی اموات کی تعداد زیادہ ہے اور قلیل عرصہ میں بہت سے زلزلے آئے ہیں۔ حضرت صاحب کے دعوے سے پہلے تین سو سال کے زلزلوں کی اموات سے سات ہزار آدمی زیادہ مرے ہیں۔“

لیجئے حضرات!! اب تو آپ کو معلوم ہو گیا کہ جناب صاحبزادہ صاحب اس بات سے

کس قدر خوش ہیں کہ تین سو سال میں بھی اس قدر نقصان جان نہیں ہوا اور دنیا پر اس قدر چاہی نہیں آئی کہ جس قدر مرزا قادیانی کی ہابریکت زندگی کے صرف چار سال میں دنیا پر سخت سے سخت تباہیاں آئیں اور کثرت سے مخلوق خدا ہلاک ہوئی کیونکہ پہلے تین سو سال میں تو تین لاکھ تیرہ ہزار اموات ہوئیں اور مرزا قادیانی کی چار سالہ مقدس مسیحانہ زندگی میں تین لاکھ ۲۰ ہزار آدمی مرے ہیں کیا اچھے نسخ ہیں۔ افسوس صد افسوس کہ صاحبزادہ صاحب خلق خدا کے زیادہ مرنے پر کس قدر خوش ہیں اور اسی خوشی اور چاہی کمرزا قادیانی کی صداقت کا معیار قرار دیا جاتا ہے۔

اس مختصر رسالہ میں اتنی گنجائش نہیں کہ اس امر پر بحث کریں کہ زلازل کا آنا کسی شخص کی صداقت کی دلیل نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اس سے قبل گزشتہ صدیوں میں ایسے ایسے عظیم الشان زلزلے اور حادثات وقوع میں آچکے ہیں کہ جن کے مقابلہ میں اس زمانہ کے زلزلوں کی کوئی ہستی ہی نہیں۔ انشاء اللہ اس موضوع پر کسی آئندہ ٹریکٹ میں مفصل بحث کریں گے۔

سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر زلازل ہی کا آنا مرزا قادیانی کی صداقت کا معیار ہے تو پھر صاحبزادہ صاحب اس جھوٹی پیش گوئی کو موجودہ جنگ اور زار و دوس کی معزولی پر کیوں چسپاں کر رہے ہیں اور پھر ساتھ ہی ایک یہ بھی سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر صاحبزادہ نے زلازل اموات ہی کا مقابلہ کرنا تھا تو ہندوستان کے ہر ایک شہر کا غیر ممالک کے شہروں سے مقابلہ کیا جاتا۔ اس مقابلہ میں تو ہندوستان صرف ۱۵ ہزار اموات ہی پیش کر سکتا ہے۔

افسوس ہے کہ صاحبزادہ صاحب نے قہری نشان والا ٹریکٹ لکھ کر مرزا قادیانی کی نبوت کا ذبہ اور زلزلہ والی پیش گوئی کی اور بھی زیادہ جھجک و رسوائی کرائی ہے۔

لاہور کے مرزائی ہمارے ٹریکٹ کا لوہا مان گئے ہیں اور مولوی محمد علی ایم اے ہمارے ٹریکٹ کا آج تک کوئی جواب نہیں دے سکے۔ جس سے صاف پایا جاتا ہے کہ وہ دل میں تو مان گئے ہیں کہ مرزا قادیانی سخت جھوٹے تھے اور ان کی زلزلہ والی پیش گوئی ہرگز پوری نہیں ہوئی۔ خدا وہ دن جلد لائے کہ مولوی محمد علی صاحب مرزا قادیانی کی مریدی سے تائب ہو کر ملائچہ مسلمان ہو جائیں۔

انجیر میں میں جناب صاحبزادہ صاحب سے اس سختی کی داغ بچا ہوں کہ میں نے مرزا قادیانی کی جھوٹی پیش گوئی کا کذب ثابت کرنے کے لئے کسی بھی تلاش سے کام لیا ہے۔